UNIVERSAL
LIBRARY

OU_224917

UNIVERSAL
LIBRARY

۲۹۷٫۹۳
ا - د
۵۰

احمد خاں اکبر آبادی

ذکر الشہادتین

OSMANIA UNIVERSITY LIBRARY

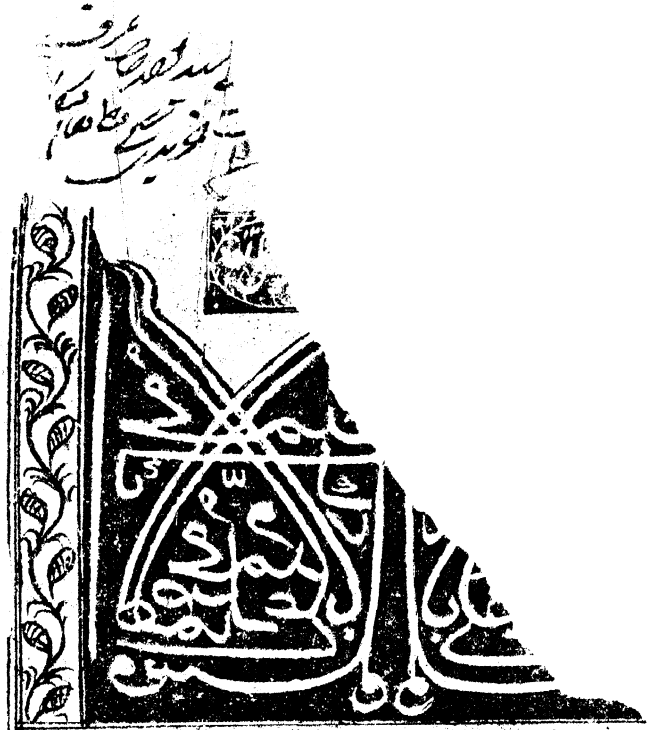
Call No. ۲۹۷۵۹۳ Accession No. ۵۰

Author احمد خان صاحب اکبرآبادی ا - خ

Title ذکر الشہادتین

This book should be returned on or before the date last marked below.


من مکی
مسل علمی شعر کیا طرز ہو جدید کی
دلربا لشنہ ادبیہ
تصنیف ذاکر خاں آل عمامدارج جگر پارہ خیر الوری مولوی احمد خان صاحب فی اکبر آبادی حبیب بجازت مصنف
مطبع نامنو لکشو بجوشش سلیم چھاپی



بسم اللہ الرحمن الرحیم

تمام حمد ہی اُس خالق جہان کے لیے
کہ جسکا نام ہی آبِ بقا زبان کے لیے

جو خاص بندے تھے اُسکے انھوں نے دنیا میں
شہید ہوکے مزے عمرِ جاودان کے لیے

وہ دوست اُسکا محمدؐ رسول برحق ہے
کہ جسکا ہمکو وسیلہ ہے دو جہان کے لیے

اما بعد قلم سینہ چاک بیان واقعۂ کربلا سے اشک ریزان اور برنگ
دیدۂ ماتم زدگان گریان ہی جو سطر کہ خامۂ مقطوع اللسان صفحۂ قرطاس پر
لکھتا ہی صف ماتم سے زیادہ ہی اور جو رشحہ کہ اُس سے کاغذ پر گرتا ہے

سم پیم بنکر رونے پر آمادہ ہی حرف حرف دائرہ نشین الم ہے نقطہ نقطہ
س کتاب کا پر غم ہے ہر ایک بیت بیت الاحزان ہے ہر مصرعہ مصرعۂ
ہ سے دست و گریبان ہی جو مضمون کہ دل سے پیدا ہی وہ درد والم سے
لو ہی اور جو نقطہ کہ کتاب پر ہو پیدا ہی وہ مرثیۂ غم کا ہم پہلو ہے اور کیونکر
ے شہادت شہنشاہ کربلا ایک سانحہ ہے قیامت خیز اور یہ
پر ملال ایک واقعہ ہی عبرت انگیز مقام غور ہی کہ نبی صلے اللہ علیہ وآلہ
وسلم کا فرزند جو امت کا پیشوا تھا وہ خاص امت ہی کے ہاتھ سے قتل
ہو جاے اور جاے افسوس ہی کہ جو لوگ کلمہ گو تھے اُنکے ہاتھ سے امام تشنہ کام
ایک قطرہ پانی کا نپائے کیسا امام ساقی کوثر کا نواسا اور باوجود اسکے
پیاسا پیاس مین آب خنجر کو آب بقا جاننے والا میدان رضا و تسلیم مین
ثابت قدم خدا کو پہچاننے والا لب ہر زخم سے شکر گزار خنجر قاتل تمنائے
وصال خالق اکبر مین خوشدل گرفتار پنجۂ بلا مہمان وادی کربلا
نور دیدۂ مصطفےٰ سرور سینۂ مرتضیٰ زیب آغوش فاطمۂ زہرا
رکاب دوش رسول خدا سرور اصفیا دلبر اولیا گوشوارۂ عرش معلی
جگر پارۂ خیر الوریٰ امام الثقلین مقتدار القبلتین سیدنا و مولانا
ابا عبد اللہ الحسین صلوات اللہ علیہ فی الکونین بیت

محمد عربی پر درود اور سلام	حسینؑ ابن علی اور آل پر ہو تمام

غزل

بیا کہ ذکر شہنشاہ کربلا اینجاست
بیا کہ پیش نظر رحمت خدا اینجاست

بیا کہ شمع فروریزد اشک گرم زدل
بیا کہ سوز دل و گریہ جانفزا اینجاست

بیا ذکر حسینؑ ست نشتر رگ جان
بیا کہ خون دل از دیدہ رہکشا اینجاست

بیا کہ وصف قدہمچو سرو او گویند
بیا کہ حشر بپا از [illegible]

بیا کہ صوفی دل خون چو بوے غنچہ گل
زخویش میرود [illegible]

اے گدایان کوی محمدیؐ و اے فدایان روی احمدیؐ جانو اور آگاہ ہو
کہ ذکر کرنا رسول مقبولؐ اور اولاد بتولؑ کا باعث حسنات موجب برکات ہے
اور ایسے نبی کا ذکر جسنے ہم گنہگارون کو آتش دوزخ سے بچایا اور اپنی شفاعت
کا امیدوار فرمایا بہرحال وسیلہ نجات ہی علی الخصوص دونون شہزادہ کونین
حضرت امام حسنین علیہما السلام کی محبت باعث حصول حاجات دنیا اور موجب
رفع درجات عقبیٰ ہی خوشا حال اُن مسلمانون کا کہ آپکا حال سنکر سرشک غم
آنکھون سے بہائین اور شب و روز آپکے نام پر اپنا جان و مال لٹائین غزل

جائیکہ ہست ذکر حسین و بلای او
رحمت نزول میکند از کبریای او

آبے زند بآتش دوزخ درین جہان
چشمے کہ ہمچو ابر بگرید برای او

گوہر ببار از صدف دیدہ بر حسینؑ
کاوّل بروز حشر بیابی بہای او

آن سر کہ جای داشت بہلوی مصطفےٰ
از جور کوفیان شدہ برنیزہ جای او

بردند تیرہ دل سر آن شاہ دین بشام	پر نور گشت شام ز صبح لقاے او
او رفت تشنہ لب بجہان و جہان بشوق	سر میزند چو سایہ بہر نقش پاے او
بخشد چو جرم من بہ قیامت عجب مدار	او بادشاہ عالم و صوفی گداے او

روایت ہی کہ بارہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص وسیلہ پکڑے میرا اسکو لازم ہے کہ محبت پیدا کرے میرے اہلبیت سے اور فاطمہ میری سردار ہی بہشت کی بیبیون کی اور حسنؑ اور حسینؑ سردار ہین بہشت کے جوانون کے اور یہ دو پھول ہین میرے دنیا مین جس شخص نے ان دو سے محبت رکھا انکو گویا دوست رکھا مجھکو اور جسنے کہ بغض رکھا انسے گویا بغض رکھا مجھسے یہان سے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دونون شاہزادون کے ساتھ محبت دیکھنی چاہیے کہ کس مرتبہ پر تھی افسوس کہ بعد رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ان دونون ریحان مصطفوی اور دل و جان مرتضوی کے ساتھ اشقیا نے یہ کام کیا کہ ایک کا دل تو زہر ہلال سے پارا پارا اور دوسرے کو میدان کربلا مین تشنہ لب شہید کر ڈالا **نظم**

ہست بر اہل معرفت روشن	صفت حضرت حسینؑ و حسنؑ
آن یکے نور دیدۂ نبوی ست	وان دگر شمع جان مصطفوی ست
آن یکے اختری ست تابندہ	وان دگر گوہری ست رخشندہ
آن یکے ماہ آسمان جلال	وان دگر سرو بوستان جمال

روایت ہی کہ ایک دن جناب احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر تشریف لائے ناگاہ حضرت امام حسین علیہ السلام کے رونے کی آواز گوش مبارک مین آئی آپنے بیقرار ہوکر فرمایا کہ اے فاطمہؑ کیا تم نہین جانتی ہو کہ حسین کے رونے سی مجکو تکلیف ہوتی ہی دستگیر خبر کرنے کا مقام ہے کہ ذرا سے رونے پر تو آپکے دل پر صدمہ ہوا اسے اوپر اُن اشقیا کے کہ امام تشنہ کام کو تین روز تک بھوکا اور پیاسا میدان کربلا مین رکھا اور پشت زین سے فرش زمین پر لٹا کر اُس گلوی تشنہ پر جو بوسہ گاہ پیمبر تھا خنجر چلا دیا اور خون اُنکا میدان کربلا کی زمین پر بہا دیا اس ایذا رسانی سے روح پاک صاحب لولاک پر کیسا کچھ نہ صدمہ گذرا ہوگا خصوصاً تمام نونہالان باغ نبوت کا شہید ہوجانا اور عورات کا قید خانہ مین تکلیف اُٹھانا کیسا کچھ صدمہ عظیم ہے چنانچہ میان سے اُن اشقیا کا ظلم بچشم خیال دیکھ لینا چاہیے نظم لاعلم

دریای فتنہ موج زد و دشمنان چو پیل	خود را بران امام وفادار ریختند
پرہای بلبلان سخنگوے سوختند	خون ہای طوطیان شکر خوار ریختند
آن سرو بوستان امامت زپا فتاد	حوران سر شک بر گل رخسار ریختند
مرغان کربلا زپے ماتم حسینؑ	خون بر لب فرات زمنقار ریختند

روایت ہی کہ ایک دن جناب رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم مسجد مین منبر پر خطبہ پڑھتے تھے اسی اثنا مین دونون صاحبزادے

حضرات امام حسنینؑ مسجد مین تشریف لائے مگر بسبب خردسالی کے بخوبی
طاقت رفتار نتھی ناگہان پانوں مین لغزش ہوئی رسول مقبول صلے اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے سامنے سے دیکھکر خطبہ چھوڑ دیا اور منبر سے اُتر کر دونون
شہزادون کو گود مین لے لیا اور حاضرین مسجد سے فرمایا کہ مین ان
دونون کی یہ حالت دیکھکر کہ چلنے مین پانوں لغزش کرتے ہین صبر نکرسکا
یہانتک کہ خطبہ چھوڑ دیا اور ان دونون کو اُٹھا لیا اے لوگو یہان تو
رسول مقبولؐ کی یہ محبت کہ گرنے کے خیال سے خطبہ چھوڑ دیا اور
دونون شاہزادون کو گود مین اُٹھا لیا اور وہان میدان کربلا مین
ظالمون کی یہ شقاوت کہ امام مظلوم کو پشت زین سے زمین پر گرایا
اور اُس جسم لطیف کو جو رسول مقبول کے کنار عاطفت مین پلا تھا
تیرون کا نشانہ بنایا اور اطفال خردسال کو ایک ایک قطرۂ آب سے
ترسایا اور خیمۂ رسالت پناہی کو آگ لگا کر جلایا سوچنے کی جگہ ہے کہ ارواح
طیبات پر اُسوقت کیسا صدمہ گذرا ہوگا ۔ رباعی

اے تشنۂ کربلا شہید اکبر	سیراب گلوے تو ز آب خنجر
تو آب نیافتے ز دست اُمت	اُمت ز تو آب خواہ روز محشر

روایت ہی کہ ایک دن حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا رسول مقبول
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور مین روتی ہوئی آئین اور عرض کیا

کہ بابا جان آج صبح سے شام ہونے آئی کہ میرے دونون صاحبزادے
ابتک گھر مین تشریف نہین لائے اس سبب سے مین بیقرار اور شکیبا رہون
یہ سُنکر آپ بھی بیقرار ہوگئے اور دونون ہاتھ اُٹھاکر دعا مانگی کہ
یا آلہ العالمین اگر حسین کسی جنگل مین ہون تو اُنکی حفاظت کیجیو اور اگر
دریا مین ہون تو اُنکو ڈوبنے سے بچائیو ہنوز یہ دعا ختم نہ ہوئی تھی
کہ جبرئیل امین حاضر ہوے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ زیادہ بیقرار نہون
دونون صاحبزادے اس شہر کے گورستان مین موجود ہین یہ سُنکر
آپ اُٹھ کھڑے ہوئے اور اُس مقام پر جاکر دونون صاحبزادونکو
صحیح وسالم پایا اور اپنی گود مین اُٹھالیا فرشتون نے اپنے پرون کا
سایہ کیا صحابہ کرام نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلعم ایک صاحبزادی کو
ہمکو دیجیے آپکو تکلیف ہوگی آپ نے ارشاد فرمایا کہ کیا تم نہین جانتے
کہ حسنین بہترین مردم ہین جدّ اُنکا احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ
واصحابہ وسلم اور باپ اُنکا علی مرتضیٰ شیر خدا اور مان اُنکی فاطمہ زہرا
رضی اللہ عنہا آپ یہان سے قیاس کرنا چاہیے کہ تھوڑی دیر جو دونون
صاحبزادے گھر مین تشریف نہ لائے تو جناب فاطمہ زہرا اور رسول خدا کا
یہ حال ہوا افسوس میدان کربلا کی بے بسی اور تنہائی اور تین روز تک
ایک قطرہ پانی کا نہ پانا اور زخمون کی اذیت اُٹھانا کیسا کچھ صدمہ عظیم ہے

کہ زبان قلم جسکے بیان سے قاصر ہی رباعی

زین بعد خامہ را ہوس گفتگو نماند	دل چاک چاک گشت کہ جای رفو نماند
لب تشنہ رفت ساقی کوثر ازین جہان	اے آب خاک شو کہ ترا آبرو نماند

بیت

محمد عربی پر درود او رسلام	حسین ابن علی اور آل پر ہو تمام

آے لوگو حضرت امام علیہ السلام کی شہادت کا بیان تو کتابون مین اسقدر ہی کہ شرح و بیان سے باہر ہی مگر چونکہ یہان اختصار پر نظر ہی اسواسطے روایات معتبر کا بیان کرنا ضرور ہوا تاکہ سامعین کے لیے موجب عبرت اور سبب حسرت ہو مقام غور ہے کہ حین حیات مین جناب رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کو امام مظلوم کی شہادت کا حال معلوم ہونا اور زبان جبرئیل سے پیہم یہ خبر سنکر رونا بلکہ اسکا مقتل کی مٹی لاکر دینا اور رسول مقبول کا اپنے ہاتھ مین لینا اور پھر حضرت ام سلمہ کو یہ کہکر حوالہ فرمانا کہ اے ام سلمہ اس خاک کربلا کو شیشہ مین رکھو جب یہ خاک خون ہوجاوے اسوقت جاننا کہ میرے فرزند حسین علیہ السلام نے میدان کربلا مین شہادت پائی یہان سے ثابت ہوتا ہے کہ اگرچہ امام علیہ السلام کا شہید ہوجانا خود ایک قیامت کا برپا ہونا تھا مگر حالت حیات مین حضرت رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت

علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ اور فاطمۂ زہرا رضی اللہ عنہا کا اس حال سے مطلع ہونا اور فرط محبت سے رونا ایسا صدمۂ عظیم ہے کہ جسکے بیان سے دل غمناک دو نیم ہے۔ **غزل لمؤلفہ**

حال شہادتِ تو بیان میکنیم ما — دریای خون ز دیدہ روان میکنیم ما
گر سنگ نالد از سخن ما عجب مدار — نام حسین ورد زبان میکنیم ما
وقتی کہ نام کرب و بلا بر زبان رسد — مانند نے ز درد فغان میکنیم ما
تا چشم روزگار بنالد بحال خویش — سر شہادتِ تو عیان میکنیم ما
ماہ محرم آمد و دل پارہ پارہ شد — **صوفی** بیا کہ کار کتان میکنیم ما

روایت ہی کہ اکثر اوقات حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے تھے کہ مین نے اپنی زندگی مین تین صدمے بہت بھاری اُٹھائے ایک تو حضرت نبی آخر الزمان کا میرے روبرو وفات فرمانا دوسرے حضرت فاطمۂ زہرا کا دنیا سے اُٹھ جانا تیسرے حضرت امام حسینؑ کی خبر شہادت اپنی زندگی مین پانا اِن تینون صدمون سے میرا دل پارہ پارہ ہی لیکن قضا و قدر سے کیا چارہ ہی اب امام حسین علیہ السلام کی تنہائی اور بیکسی کو غور کرنا چاہیے کہ اگرچہ خبر شہادت چار برس کی عمر سے مشہور ہوئی تھی مگر چونکہ تنہائی اور بیکسی لازمۂ شہادت ہی اسیواسطے پہلے حضرت رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سایہ سر پر سے جدا ہوا

بعد اُسکے حضرت فاطمۂ زہرا رضی اللہ تعالےٰ عنہا نے انتقال فرمایا
بعد ازان حضرت علی کرم اللہ وجہہ آنکھون کے سامنے شہید ہوے
پھر بڑے بھائی حضرت امام حسن علیہ السلام نے زہر بلا بل سے شہادت
پائی جبکہ حضرت امام حسین علیہ السلام کا کوئی یار اور یاور اور کسی کا سایہ
سر پر نرہا اُسوقت کوفیون نے دغا سے میدان کربلا مین بُلا کر اُنکے گلوے
تشنہ پر خنجر جفا پھیر دیا اور عورات کو رغہ مین گھیر لیا اور تین روز تک
برابر اطفال خُرد سال کو ایک ایک قطرۂ آب سے ترسایا اور کسی نے ساتوین
تاریخ محرم سے دسوین تاریخ تک ایک قطرہ پانی کا نپایا نظم لاعلم

سوز دل مبارک لب تشنگان بپرس — زان ریگہا کہ فرش بیابان کربلاست
درخون ناب دیدۂ لب تشنۂ حسین — لعلی ست آبدار کہ درکان کربلاست
آن جان سپردۂ تشنہ دہا راز روی شوق — جان تشنۂ محبت سلطان کربلاست

چنانچہ پہلے جو بڑا سایہ حضرت امام علیہ السلام کے سر پر سے دور ہوا
اُسکا اول بیان کرنا ضرور ہوا یعنے جناب رسول مقبول صلے اللہ علیہ
وآلہ وسلم کا دنیا سے انتقال فرمانا قیامت ہی کم نہین علے الخصوص
دونون صاحبزادون کا خُرد سالی مین یتیم ہوکر صدمے اُٹھانا
اور حضرت فاطمۂ زہرا اور حضرت علی مرتضیٰ کا سمجھانا ایسا واقعۂ
صعب ہی کہ جسکے بیان سے کلیجہ مُنھ کو آتا ہے اور دل ٹکڑے ٹکڑے

ہوا جاتا ہی۔ بیت

محمد عربی پر درود اور سلام	حسین ابن علی اور آل پر ہو تمام

بیان وفات رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

قلم مصائب رقم کی آنکھون سے اشک سیاہ صفحۂ قرطاس پر گرتے ہین کہ ذکر وفات خواجۂ کائنات علیہ افضل الصلوات و اکمل التحیات کس طرح بیان کرے اور خامۂ مقطوع اللسان ید مجنون کیطرح تھراتا ہے کہ یہ واقعۂ قیامت خیز اور سانحۂ عبرت انگیز کیونکر لکھے سطرون کو کتاب پر پیچ و تاب اور نقطے نقطہ اس بیان سے بیتاب ہوا جاتا ہی مقام غور ہے کہ جسکے واسطے زمین و آسمان بلکہ ہژدہ ہزار عالم عالم ظہور مین آیا ہو وہی اس عالم سے اٹھ جائے اور مشتاقان شیدا سے وہ رخ پاک جو آئینۂ خدانما تھا چھپائے کس زبان کو اس بیان کی طاقت اور قلم کو اس حال پر ملال کے لکھنے کی جرات نہین مگر واسطے تسکین دل اندوہگین کے حیات النبی خیال کر کے خامۂ بریدہ زبان اس حال کو بھی لکھتا ہی تاکہ سامعین کو سنکر اور بھی زیادہ عبرت اور حرف حرف باعث افزونی حسرت ہو۔ قطعہ

اندیشہ ز مرگ مصطفا باید کرد	شادی و طرب جملہ رہا باید کرد
چون سید ہر دو کون جاوید نماند	ما را طمع خام چرا باید کرد

روایت ہی کہ جب آپکو حال اپنی وفات کا معلوم ہوا ایک بار مسجد مین
آکر خطبہ پڑھا اور فرمایا کہ خداوند تعالے نے اپنے ایک بندے کو زینت
حیات دنیا اور رغبت نعمت عقبیٰ پر مامور فرمایا پس وہ بندہ اسکا فقیرانہ
بسر کرکے عقبیٰ کیطرف راغب ہوا اور ہرگز زینت حیات دنیا کی طرف
میل نکیا عاشق جانباز حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ یہ سنکر کمال
محزون ہوے اور مسجد مین رونے لگے اسی سال جناب خواجہ کائنات
علیہ الصلوات نے حج ادا کیا کہ شاید پھر اتفاق حج کا نہو اسیواسطے
اس حج کو حجۃ الوداع کہتے ہین اور اسی سال مین جبرئیل علیہ السلام نے
بحضور نبوی صلعم آیۃ اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ پڑھی آپ اہل بقیع
اور شہداے اُحد کے واسطے دعاے مغفرت فرماکر کلمات رخصت فرمانے لگے
اور اپنی رحلت کا حال زبان پر لانے لگے روایت ہی کہ مرض کی
ابتدا حضرت میمونہ خاتون کے گھر مین ہوئی یعنی دردسر وہان لاحق
ہوا جبکہ دردسر کی شدت اور بخار کی حرارت ہوئی ساری ازواج
مطہرات یہ خبر سنکر وہین حاضر ہوئین آپ نے سبکی طرف متوجہ ہوکر
فرمایا کہ کل مین کہان ہونگا اور مکرر ارشاد کیا اس بات کو اور اس
بیان سے مقصود آپکا یہ تھا کہ ایام مرض مین بھی حضرت عائشہ صدیقہ
رضی اللہ تعالے عنہا کے گھر تشریف فرما ہون چنانچہ ساری ازواج مطہرات

اور فاطمہ زہرا اسی بات پر راضی ہوئین کہ آپکو میمونہ خاتون کے گھر سے
عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے گھر لیجانا چاہیے چنانچہ خواجۂ عالم صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم اُسی حال مین دونون ہاتھ اوپر دوش اہلبیت کے
رکھکر عائشہ صدیقہؓ کے گھر تشریف لائے عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے
کہ کسی کا مرض رسول خدا کے مرض سے سخت تر مین نے نہین دیکھا
کہ شدت تپ سے کوئی بدن مبارک پر ہاتھ نرکھ سکتا تھا ابن مسعودؓ سے
روایت ہی کہ تین دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہی
حال رہا اور نہایت ضعیف و ناتوان ہوگئے اُسوقت مین نے عرض کیا
کہ یارسول اللہ آپکا تو تین ہی دن مین یہ حال ہوگیا آپ نے فرمایا کہ
اے ابن مسعودؓ جسقدر دنیا مین مصائب ہین اُسکے حق تعالےٰ نے
تین حصے کیے ہین ایک حصے مین تو سارا عالم اور دو حصے مین کل انبیاے
مکرم ہین اور جسطرح کہ مصائب اُنکے اوپر زیادہ آتے ہین اُسیطرح
وہ ثواب بھی سب سے زیادہ پاتے ہین چنانچہ میری تکلیف سب سے
دونی اور میرا مرض تم سب سے دوچند ہی ابوسعید کہتے ہین کہ شدت
اور حرارت تپ کی چادر کے اوپر سے معلوم ہوتی تھی اور کوئی بدن
مبارک پر ہاتھ نرکھ سکتا تھا۔ روایت ہی کہ ایام مرض مین آپ نے
فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا سے ارشاد فرمایا کہ میرے فرزندون کو اسوقت

میرے سامنے لاؤ اور مجھکو انکا جمال جہان آرا دکھاؤ جناب فاطمۂ زہرا
عاشق رسول خدا حسنؑ اور حسینؑ دونون لخت جگر کو لیکر حاضر ہوئین
اور عرض کیا یا رسول اللہ انکو کچھ میراث بخشیے آپ نے فرمایا کہ حسن کو
خصلت اور سیادت اور حسینؑ کو سعادت اور شجاعت میری نصیب
ہوگی اُسوقت عمر حضرت امام حسنؑ کی ساڑھے سات برس اور حضرت
امام حسینؑ کی ساڑھے چھ برس کی تھی جگر گوشگان رسول اور
راحت جان بتول اپنے جد امجد کو اُس حال مین دیکھکر بہت
ملول ہوے اور فریاد و زاری شروع کی اُنکے رونے سے حضرت
فاطمہ زہرا اور عائشہ صدیقہؓ اور جو لوگ اُسوقت گھر مین حاضر تھے
سب رونے لگے آپ نے آنکھ کھولی اور اُنکو پیار کیا اور گلے سے لگایا
اور بہت دلاسا دیا اور فرمایا کہ میرے بعد تم سب لوگ میرے ان
دونون صاحبزادون کو بہت عزیز رکھنا کہ زینب آغوش بتول اور
زینت دوش رسول صلعم ہین سو افسوس ہزار افسوس کہ اُمت نے
بعد آپکے ایسا عزیز رکھا کہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہی
دل خوب جانتا ہوگا۔ روایت ہی کہ ایام مرض مین بھی آپ
مسجد مین تشریف لاتے اور نماز باجماعت ادا فرماتے تھے تین دن
قبل وفات کے حکم ہوا کہ ابو بکر صدیقؓ نماز پڑھائین عائشہ صدیقہؓ نے

عرض کیا کہ یا رسول اللہ میرا باپ آپکی بیماری کے سبب مبتلای الم ہے
یہ حکم اور کسیکو ہو حکم ہوا کہ نہین ابو بکر صدیق نماز پڑھائین الغرض
جسوقت بلال سراپا ملال نے عشا کی اذان دی اور ابو بکر صدیق بموجب
حکم نبوی مسجد مین آئے اور نماز کے واسطے کھڑے ہوئے پس مقام
خیر الانام خالی دیکھکر بیہوش ہو گئے اور یہ فرماتے ہوئے گرے

در نمازم خم ابروی تو تا یاد آمد حالتے رفت کہ محراب بفریاد آمد

سارے اصحاب رسول خدا نے مسجد مین شور محشر برپا کیا گریہ وزاری کی
صدا گوش رسول خدا تک پہونچی آنکھ کھول کر فاطمہ زہرا سے پوچھا کہ
مسجد مین کیسا شور ہی سیدہ نے جواب دیا کہ ابو بکر صدیق نے نماز
پڑھائی تھی سارے اصحاب آپکا مقام خالی دیکھکر بیتاب ہو گئے اور
مسجد مین بیٹھے رو رہے ہین آپ یہ حال سنکر بدستیاری علی و عباس
مسجد مین تشریف لائے اور فرمایا کہ اے عاشقان رسول اسقدر
کیون ملول ہوتے ہو آدم کے وقت سے آجتک کوئی نبی اپنی امت مین
ہمیشہ نہین رہا ہے مین بھی نہین رہونگا یہ فرماکر خود بھی آبدیدہ ہوے
اور سب کی تسلی فرماکر دولتخانہ نبوت کاشانہ مین تشریف لائے روایت ہی
کہ ایک بار حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے کنار پاک مین آپکا سر مقدس تھا
پسینا پیشانی انور سے جانے لگا اور غش آنے لگا فاطمہ زہرا یہ حال دیکھکر

گریہ وزاری کرنے لگیں آپ نے آنکھ رونے سے آنکھ کھول دی اور
فاطمہ زہرا کو اپنے پاس بلایا اور فرمایا کہ اے جان پدر اسقدر مصائب علی
داغ تیری یتیمی اور بیکسی کا میرے دل پر ہی میرا خدا ہے اگر تجکو صبر و
استقلال مرحمت فرماوے یہ فرما کر حضرت علی کیطرف آپ متوجہ ہوے
اور فرمانے لگے کہ سنو علی مرتضی فاطمہ زہرا اب یتیم اور بے پدر ہوتی ہی
میری دختر نور نظر بعد میرے خستہ جگر ہوگی تم ہر امر مین اسکی پاسداری
اور خاطرداری کرتے رہنا۔ روایت ہی کہ دو دن حضرت جبرئیل
علیہ السلام عیادت کے واسطے آئے اور مزاج کا حال پوچھا آپ نے
ارشاد فرمایا کہ بہت ناسازی ہی تیسرے دن جبرئیل امین پھر آئے اور
عرض کیا یارسول اللہ آج حق تعالے نے ملک الموت کو حضور مین
بھیجا ہی اگر حکم ہو تو حاضر ہووے آپ نے حکم دیا کہ آوے جبرئیل
علیہ السلام ملول اور محزون الوداع الوداع کہتے ہوئے اوٹھے اور کہا
اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا اَحْمَدُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مُحَمَّدُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ
وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ آج سے پھر اتفاق دنیا مین آنے کا نہوگا میرا آنا جانا
دنیا مین صرف آپ ہی کے واسطے تھا سو آج ختم ہوا راوی لکھتا ہی
کہ ملک الموت بصورت اعرابی دروازہ پر آئے اور باواز بلند پکارے
اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا اَيُّهَا النَّبِيُّ اجازت ہو تو گھر مین آؤن اسوقت حضرت

فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا اسکے سرہانے بیٹھی تھین جواب دیا کہ رسول خدا
شدائد مرض مین مبتلا ہین اسوقت ملاقات نہوگی پھر اذن طلب کیا
وہی جواب پایا تیسری بار ملک الموت نے ایسی آواز دہشت ناک سے
اجازت چاہی کہ سننے والون کا بدن ہیبت سے کانپنے لگا حضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے آنکھ کھولکر پوچھا کیا حال ہے سیدہ نے عرض کیا
کہ ایک اعرابی دروازہ پر کھڑا ہے اور اجازت اندر آنے کی چاہتا ہے
ہرچند عذر کرتی ہون نہین مانتا آپ نے فرمایا جان پدر یہ اعرابی
نہین ملک الموت ہے یتیم کرنے والا فرزندون کا مٹانے والا الذتون کا
بیوہ کرنے والا عورتون کا یہ سنکر حضرت سیدہ رضی اللہ عنہا رونے لگین آپنے
فرمایا جان پدر مت رو تیرے رونے سے اور لوگ بھی روتے ہین
بعد اسکے عزرائیل کو بلایا انھون نے عرض کیا یا رسول اللہ خداوند
تعالی نے مجھے حضور کا فرمان بردار کیا ہے اور حکم ہے کہ بغیر اجازت روح
پر فتوح کو قبض نکرون آپ نے فرمایا کہ آگے آؤ اور جس کام کے واسطے
مامور ہوے ہو وہ عمل مین لاؤ پس ملک الموت قبض روح پر فتوح مین
مشغول ہوے روایت ہے کہ جانکنی کی شدت آپکے اوپر اسقدر تھی
کہ رنگ چہرہ مبارک کا کبھی زعفرانی اور کبھی ارغوانی ہوجاتا تھا
ملک الموت سے پوچھا کہ جانکنی مین سقدر تکلیف اور رنج ہوتی ہے

انھون نے عرض کیا یا رسول اللہ جسقدر تکلیف اور دن پر ہوتی ہے
اُسکا ایک حصّہ بھی آپکے اوپر نہین ہے یہ سُنکر آپ آبدیدہ ہوے اور
فرمایا وَاُمَّتَاہُ اے عزرائیل جسقدر تکلیف میری امت پر ہو وہ آج
اُنکے عوض سب مجھپر تمام کرنا کہ میری امت اس رنج و اذیت سے
محفوظ رہے عزرائیل نے عرض کیا یَا شَفِیْعَ الْمُذْنِبِیْنَ یَا رَحْمَۃً لِّلْعَالَمِیْنَ
آپ اسکا کچھ غم نفرمایئے آپکی امت کی روح آسانی قبض کرونگا حالت
نزع روح مین سر مبارک حضرت عائشہ صدّیقہ کے زانو پر تھا ہاتھ
آسمان کیطرف اُٹھا کر فرماتے تھے وَھُوَ الرَّفِیْقُ الْاَعْلٰی کہ یکبارگی روح
پُرفتوح قالب پاک سے پرواز کرکے متوجہ باعلیٰ علیین ہوئی قَالُوْا اِنَّا لِلّٰہِ
وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ اب گریہ وزاری حضرت فاطمہ زہرا اور ازواج
رسولخدا کی کیا بیان کیجائے حضرت فاطمہ زہرا روتی تھین اور
فرماتی تھین باباجان فاطمہ کی جان آپ پر قربان اب حسنینؑ کیواسطے
بہشت کے میوے کون منگائیگا باباجان بغیر آپکے اُن دونون کو
آغوش مین کون کھلائیگا باباجان فاطمہ کو اپنے ساتھ ضرور لینا باباجان
مجکو یتیمی کے صدمے مت دینا باباجان مجکو اپنے پاس بہ جلد بُلانا
اس مشتاق کو جلد تر اپنا جمال باکمال دکھانا چنانچہ چھ مہینے تک اسیطرح
فراق پدر مین نالان وگریان رہین آخر بعد چھ مہینے کے انتقال فرمایا

عائشہ صدیقہ روتی تھین اور کہتی تھین افسوس وہ نبی آخر الزمان صلعم
جسنے امت کیواسطے اپنے اوپر تکلیف گوارا فرمائی اور ایک دن روٹی
جو کی آسودہ ہوکر نکھائی گوہر دندان اُسکا سنگ جفا سے شہید ہوا مگر
سوائے صبر اور شکر کے کچھ زبان سے نہ نکالا تمام تمام رات دو دو
رکعت نماز مین مسبح کر دیتے حتی کہ پاے مبارک ورم کر جاتے تھے رات دن
امت عاصی کے غم مین رونا - نہ دن کا کھانا نہ رات کا سونا اصحاب کبار
یہ سنکر بیقرار ہوگئے مسجد مین شور قیامت برپا ہوا یارغمگسار ابوبکر صدیقؓ
روتے ہوئے گھر مین تشریف لائے اور اُس چہرۂ نورانی سے
کپڑا اُٹھایا اور پیشانی نورانی کو بوسہ دیکر فرمایا - بیت

رفتے و مرا خبر نکردے	بر یکیم نظر نکردے

بعد اُسکے روتے ہوئے مسجد مین آئے اور سب سے حال بیان کیا
اصحاب جو مسجد مین حاضر تھے بیہوش اور بعضے از خود فراموش ہوگئے
الغرض اصحاب کبار اور مردان اہلبیت اطہار موافق وصیت کے
تجہیز و تکفین عمل مین لائے اور اُسی حجرہ مین کہ عائشہ صدیقہؓ کا
دار الستر و راد ربیت الوصال تھا آپکو رکھا اور قبر بنائی اب عائشہ صدیقہؓ کی
مصیبت کو ذرا بچشم خیال دیکھنا چاہیے کہ یا تو شب و روز جمال باکمال
حضرت سید ابرار کا دیکھکر دل کو خوش کرتی تھین یا اُسی گھر مین رات دن

قبر محبوب کو دیکھنا اور نعمت ہمکلامی کو یاد کرکے رونا تھا اب اصحاب کی
فریاد وزاری ایک کو دیکھکر دوسرے کی بیقراری کیا بیان کیجائے
حضرت عمر خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ جو کوئی میرے سامنے
یہ کہیگا کہ رسول مقبول نے اس جہان سے رحلت فرمائی تو مین اُسکو
فوراً ہلاک کرونگا اسیطرح بعضے اصحاب بیٹھکر نہ اُٹھ سکتے تھے بعضے
سکتے کی حالت مین ہر ایک کا مُنہ تکتے تھے اور بعضے اسی غم واندوہ مین
مدینہ چھوڑکے شام کو چلے گئے اور بعض اصحاب بحال خراب وہین رہے

تضمین المولفہ

دفن جب عائشہ کے گھر مین ہوے شاہ اُمم
سارے اصحاب وہان بیٹھ کے روئے پیہم

کہتے تھے حضرت صدیق بچشم پُرنم
دل پہ ہی سخت میرے داغ جدائی کا الم

کوئی مونس نرہا اور نہ کوئی ہمدم
چھپ گیا زیر زمین ہائے وہ خورشید عجم

مرتضیٰ اور عمر کو تھا عجب طرح کا غم
روکے عثمان غنی کہتے تھے سب سے جسدم

حیف در چشم زدن صحبت یار آخر شد
روی گل سیر ندیدیم و بہار آخر شد

غم فرقت سے اگر عائشہ گھبراتی تھین
مرقد انور محبوب کو دیکھ آتی تھین

غم کے ہاتھون سے نہ آرام کبھی پاتی تھین
آنسو آنکھون مین ہر اک بات پہ بھر لاتی تھین

شب کو سوتی تھین اور رونا کو بچھا جاتی تھین
دو دو دن تک یون ہی اس غم مین وہ رہ جاتی تھین

درد دل کہنے مین ہرگز نہ شرماتی تھین	قبر کو دیکھ کے ہر وقت یہ فرماتی تھین

حیف در چشم زدن صحبت یار آخر شد
روی گل سیر ندیدیم و بہار آخر شد

یہ تو کس منھ سے کہون گھر مین وہ سردار نہین	گھر وہی ہے مگر اک رونق دربار نہین
بات کرتی ہون مگر لذت گفتار نہین	پانؤن چلتے ہین مگر طاقت رفتار نہین
غم یہ کھاتی ہون کہ ہو کوئی غمخوار نہین	زور تن مین نہین قابو مین دل زار نہین
دل ٹھکانے نہین جیسے کہ وہ دلدار نہین	طاقت صبر نہین دولت دیدار نہین

حیف در چشم زدن صحبت یار آخر شد
روی گل سیر ندیدیم و بہار آخر شد

اٹ گیا باغ مرا مین ہون برنگ بلبل	داغ سینہ پہ ہزارون ہین کہان تک مہت گل
جسکی پروانہ بنی شمع ہوئی آج وہ گل	میری آنکھون مین سیہ ہو گیا عالم بالکل
شام سے آتی ہی جب یاد وہ اسکی کاکل	صبح تک حال پریشان ہی بشکل سنبل
جیسے پوشیدہ ہوا خاک مین وہ شاہ رسل	روتے ہین جن و ملک رکھتے ہین آنکھون پہ غل

حیف در چشم زدن صحبت یار آخر شد
روی گل سیر ندیدیم و بہار آخر شد

فاطمہ کہتی تھین ہے سخت مصیبت میری	لطف جینے کا نہین تنگ ہی حالت میری
باپ کو سب سے زیادہ تھی محبت میری	ہائے کسطرح گوارا ہوئی فرقت میری

ہجر میں باپ کے زائل ہوئی طاقت میری
اب تو رونے کی شب و روز ہی عادت میری

یک بیک ہو گئی برگشتہ جو قسمت میری
لٹ گئی گردش افلاک سے دولت میری

حیف در چشم زدن صحبت یار آخر شد
روی گل سیر ندیدیم و بہار آخر شد

رو کے صدیق یہ کہتے تھے کہوں کیا احوال
چھپ گیا زیر زمیں وہ مہ فرخندہ خصال

شام سے آتا ہی جب زلف معنبر کا خیال
اپنا جینا مجھے ہو جاتا ہی اس وقت وبال

رنج تھا حیدر و عثمان غنی کو جو کمال
تیغ ابرو کے تصور میں گرے ہو کے نڈھال

سارے عشاق کا اس وقت عجب ہوتا تھا حال
جس گھڑی سب کو کھڑے ہو کے سناتے تھے یہ بال

حیف در چشم زدن صحبت یار آخر شد
روی گل سیر ندیدیم و بہار آخر شد

بیت

محمد عربی پر درود اور سلام
حسین ابن علی اور آل پر ہو تمام

احوال حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا از وقت ولادت تا وفات

راویان راست گفتار اور ناقلان خجستہ آثار نے احوال حضرت سیدۃ النسا فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کا اسطرح زیب رقم فرمایا ہی کہ وہ نونہال چمن محمدی نو بادۂ گلشن احمدی گوہر درج معرفت اختر برج ہدایت آب و رنگ گلزار کرامت خاتون قیامت قبل نبوت مکرمہ میں بطن مبارک حضرت ام المومنین

خدیجۃ الکبریٰ سے پیدا ہوئین اور آپکے پیدا ہونے کے وقت شرق سے
غرب تک تمام عالم نورانی ہوگیا حضرت خدیجۃ الکبریٰ فرماتی ہین کہ جسوقت
حضرت سیدہ پیدا ہوئین تو اسوقت سارا گھر میرا نور سے معمور ہوگیا اسوقت
دیکھا مین نے کہ چار عورتین میرے پاس آئین ایک نے کہا کہ مین سارا
ہون اور دوسری نے کہا کہ مین مریم ہون بیٹی عمران کی اور تیسری نے
کہا مین کلثوم ہون بہن حضرت موسیٰ کی چوتھی نے کہا کہ مین آسیا
ہون زن فرعون پس وہ چارون میرے چپ و راست اور مین
یسار ہوئین اور حضرت فاطمہ زہرا کو ایک طشت زمردین مین بٹھلاکر
آب کوثر سے نہلایا اور ایک خرقہ سپید نورانی خوشبودار پہنایا اور ایک
مقنعہ روے انور پر ڈال کر مجکو دیا اور فرمایا کہ برکت دے خداوند تعالے
اوسکی اولاد مین پس حضرت ام المومنین خدیجۃ الکبریٰ نے حضرت
فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کو جناب رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی
گود مین دیا آپنے فاطمہ نام رکھا اور فاطمہ کے معنی آزاد کرنے والے کے
ہین یعنی میری امت کو آتش دوزخ سے آزاد کرنے والی پس اسی وقت سے
آثار قبولیت اور کرامت پیشانی خاتون قیامت سے پیدا تھے لقب آپکا
راضیہ مرضیہ اور بتول ہے فضائل آپکے بیشمار ہین منجملہ اُنکے ایک یہ ہے کہ
جسوقت حضرت فاطمہ زہرا باپ کے حضور مین تشریف لاتی تھین آپ بے قد

تعظیم کے واسطے کھڑے ہوجاتے اور اکثر اوقات اپنی چادر مبارک بچھاکر
اپنے نزدیک بٹھلاتے اور بضعۃ منی فرماتے اور جب حضرت سفر کو
تشریف لیجاتے تو رخصت ہونے کو سب سے پیچھے حضرت سیدہ کے پاس
آتے اور جب سفر سے مراجعت فرماتے تو سب سے پہلے صاحبزادی کے
گھر تشریف لاتے تاکہ زمانہ مفارقت حضرت سیدہ سے جسقدر کم ہو بہتر ہے
الغرض جتنی محبت آپکو حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا سے تھی اپنی اولاد
مین سے کسی کے ساتھ نتھی اسیطور سے حضرت سیدہ نے کنار عاطفت
پدر مین اٹھارہ برس تک پرورش پائی اس عرصہ مین اکثر لوگ حضرت
بتول کے نکاح کا حرف زبان پر لائے آپ نے ارشاد فرمایا کہ اس
امر مین مین منتظر وحی الٰہی کا ہون جس سے خداوند تعالےٰ فرمائیگا
اُسی شخص سے فاطمہ کا نکاح ہوجائیگا - روایت ہی کہ جب خداوند تعالےٰ
نے چاہا کہ نکاح حضرت سیدہؓ کا حضرت علیؓ کے ساتھ عرش پر باندھے
پہلے رضوان کو حکم ہوا کہ بہشت بریں کو انواع انواع تکلفات سے
آراستہ کرے اور حوران خلد بریں حلہ نورانی پہنکر چشم نرگسین مین سرمہ
لگاوین غلمان تاج زرد بین سر پر رکھکر روش روش پر کھڑے ہوجاوین
فرشتگان ملأ اعلےٰ اور کروبیان عالم بالا جو تھے آسمان پر قریب بیت المعمور کے
جمع ہون اور اُس منبر نورانی کو جسکا نام منبر کرامت ہی اور آدم صفی اللہ نے

بارہا اُسپر خطبہ پڑھا ہی ایستادہ کرین حوران خلد برین کو چارون طرف
مژدہ رسانی پر آمادہ کرین الحاصل فرشتے حکم خداوندی بجا لائے اور
نکاح حضرت فاطمہ زہرا کا حضرت علی کے ساتھ آسمان پر باندھا اور فرشتے
باہم گواہ مقرر ہوئے اور آپسمین افتخار کیا اور بہشت کے درختون نے
بالچھڑا اور لونگین نثار کین روایت ہی کہ درخت طوبیٰ نے موافق شما
اہلبیت کے دوستون کے رقعے نثار کیے اور ہر رقعہ مین نام ایک دوستدار
اہلبیت کا لکھا ہی اور مضمون اُسکا یہ ہی کہ فلان مرد یا عورت کہ محب اور دوستدار اہلبیت
اطہار کا ہی آتش دوزخ سے آزاد کیا گیا چنانچہ قیامت کے دن نامہ نام رقعے
ملجائینگے اور تمامی دوستدار اہلبیت اُن رقعون کے سبب بخشے جائینگے ملحوظہ
سبھون کو رحمت حق سے جو وان برات ملے ہمین بھی کاش وہی رقعہ نجات ملے
روایت ہی کہ جب حق تعالیٰ نے نکاح حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کا
حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کے ساتھ آسمان پر باندھا اور جبرئیل امین
مبارکبادی کو حضور نبوی مین آئے کہ دنیا مین بھی ان دونون کا عقد نکاح
باندھیے حضرت سیدہ نے سُنکر عرض کیا کہ باباجان سبھی بیٹیون کے دنیا مین
جواہرات اور درم و دینار مہر مقرر ہوتے ہین اگر میرا بھی مہر یہی مقرر ہوا
تو مجھ مین اور اورون مین کیا فرق رہا آپ نے فرمایا کہ جان پدر فاطمہ
کیا چاہتی ہو عرض کیا کہ باباجان مجکو یہ تمنا ہے کہ میرا مہر شفاعت

گنہگاران امت قرار پائے یہ سنتے ہی حضرت خیر البشر شافع روز محشر بدیدۂ تر
مناجات فرمانے لگے کہ اے پروردگار میرے کچھ سنا تونے کہ فاطمہ تجھسے
کیا طلب کرتی ہے پس اُسیوقت حضرت جبرئیل امین حاضر ہوے اور کہا
یارسول اللہ حق تعالے بعد سلام فرماتا ہی کہ ہمنے دعا اپنی فاطمہ رضہ کی قبول
فرمائی اور ایک ٹکڑا حریر سفید کا جسمین دو سطرین بخط نور لکھی ہوئی تھین
حضرت سیدۂ معصومہ کے ہاتھ مین لاکر دیا حضرت سیدہ نے اُس ٹکڑے
کاغذ کو آنکھون سے لگایا اور بطور تعویذ اپنے بازو پر باندھا اور وصیت کی
کہ اس تعویذ کو بعد میری وفات کے قبر مین سرہانے کفن کے نیچے رکھدینا
کہ جسوقت قیامت کے دن تمامی گنہگاران امت حاضر ہونگے اس ٹکڑے
کاغذ کو خداوند تعالی کے حضور مین پیش کرکے عرض کرونگی کہ اے پروردگار
عالم اپنا وعدہ پورا کر اور میرا دامن مہر اداکر جو تونے مقرر کیا یعنی آجکے دن
میرے باپ کے تمامی گنہگاران امت کو بخشدے اور دوسری روایت
حضرت انس بن مالک سے یہ ہی کہ ایک دن مین بحضور نبوی صلعم حاضر تھا
کہ آثار وحی آپکے چہرۂ نورانی پر ظاہر ہوے جب وحی آچکی آپ نے فرمایا
کہ اے انس تمکو معلوم ہوا کہ اسوقت جبرئیل میرے پاس کیا پیغام لائے
مین نے عرض کیا کہ یارسول اللہ خدا اور محبوب اُسکا داناتر ہی آپ نے
فرمایا روح الامین جناب رب العالمین کیطرف سی پیغام لائے کہ فاطمہ رضہ کا

نکاح حضرت علیؑ کے ساتھ کردے انسؓ تو جا اور ابوبکرؓ اور عمرؓ اور عثمانؓ
اور طلحہؓ اور زبیرؓ اور جماعت اکابر انصار کو جلد بلا کر لا کہ حکم حق تعالےٰ کا
بجا لاؤن اور فاطمہؓ کا عقد نکاح علی مرتضیٰؓ کے ساتھ باندھون حضرت
انسؓ بموجب ارشاد نبوی سبکو بلا کر لائے بعد اسکے آپ نے حضرت علیؑ کو
طلب فرمایا اور حضرت علیؑ نے اپنے بدن کی زرہ اسی درم کو بیچکر سامان
نکاح مرتب کیا راوی لکھتا ہی کہ اکثر جان نثار جو عرب مین مالدار تھے
یہ چاہتے تھے کہ صاحبزادی کا جہیز ہم اپنے طور پر ترتیب دین آپ نے فرمایا
کہ فاطمہؓ کا نکاح اُس طور سے ہوگا جسطرح مین چاہتا ہون پس آپ نے
اُس مجلس مین خطبہ نکاح کا پڑھا اور حاضرین سے فرمایا کہ میرے پروردگار نے
عقد نکاح میری فاطمہؓ کا حضرت علیؑ سے آسمان پر باندھا اور حکم بھیجا کہ
ہمارا محبوبؐ بھی دنیا مین فاطمہؓ کا نکاح علی ابن ابیطالبؓ سے کردے سو
مین نے بموجب حکم پروردگار اپنی فاطمہؓ کا عقد نکاح علیؓ کے ساتھ اور چار سو
مثقال چاندی کے باندھا اے علی تم اسپر راضی ہوے حضرت علی نے عرض کیا
راضی ہوا مین یارسول اللہ پس آپ نے دونون کے حق مین دعای خیر
فرمائی حضرت اُم سلمہؓ حضرت سیدہ کو حضرت علیؓ کے گھر لیکر آئین بعد اسکے
آپ بعد فراغ نماز عشا وہان تشریف لائے اور ایک کوزہ پانی مین لعاب
دہن مبارک ڈالا اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ

اور بھی چند دعائین پڑھکر اُس پانی کو دم کیا اور تھوڑا حضرت علیؑ اور
فاطمہ زہراؓ کو پلایا اور دونون کو اُس پانی سے وضو کرایا بعد اُسکے آپ
وہان سے اُٹھے حضرت سیدہ باپ کی مفارقت کے سبب رونے لگین
آپ نے اُسوقت کلمات اُنکی تسکین کے واسطے بیان فرمائے روایت ہی کہ جب نکاح
حضرت فاطمہؓ زہرا رضی اللہ عنہا کا رجب کے مہینے مین ہجرت کے دوسرے
برس ہوا تو اُسوقت سن شریف حضرت سیدہ معصومہ کا اٹھارہ برس
اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا اکیس برس اور پانچ مہینے کا تھا

حال وفات حضرت فاطمہؓ زہرا رضی اللہ تعالے عنہا

راوی خجستہ بیان گریان گریان بدل ملول حال انتقال حضرت بتول
اسطرح لکھتا ہے کہ جسوقت جناب خواجہ کائنات علیہ افضل الصلوٰۃ واکمل التحیات نے
اس پنجی سرائے فانی سے انتقال فرمایا سارے مدینہ مین شور قیامت
برپا ہوا بلکہ سارا عالم تاریک ہوگیا تھا اُن سب مین عاشق زار رسولؐ
حضرت بتولؓ کا وہ حال ہوا کہ بیان سے باہر ہی شب و روز رویا کرتی تھین
ایک روز بعد وفات خواجہ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضرت علیؓ نے
فرمایا کہ اے سیدہ میری خوشی اسمین ہی کہ تم بہت نہ رویا کرو کہ سارے مدینہ
مین شور محشر برپا ہوتا ہے حضرت فاطمہ زہراؓ نے فرمایا کہ مجکو فراق پدر مین
رونا اچھا معلوم ہوتا ہی حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ جب رات ہوگی

تو تم کو روضۂ رسول مقبول پر لیجا ؤنگا کہ قبر مبارک کی زیارت سے مشرف ہو کر
صبر کرنا الغرض جبکہ رات ہوئی حضرت علی علیہ السلام گھر مین آئے فاطمہ زہرا
رضی اللہ عنہا کو دیکھا کہ روتے روتے بیہوش ہو گئی ہین بعد چند ساعت کے
جب ہوش مین آئین حضرت علی مرتضی روضۂ مبارک پر لائے روضۂ انور مین آکر
روئین اور کہا آہ فراق پدر مین جو مصائب کہ مجھ خستہ جگر پر ہین اگر روز روشن پر ہون
تو شب دیجور ہو جائے آنکھون سے آنسو بہا کر فرماتی تھین نظم

یا من باصبور اپیش خود از وفا طلب	یا کہ تو پاکدامنی صبر من از خدا طلب
دردی کشد مرا یا زکرم دو اکنش	یا قدری فزون ازین تا نکنم دوا طلب

روایت ہی کہ دنیا مین پانچ آدمیون سے زیادہ کوئی نہین رویا پہلے
حضرت آدم علیہ السلام جب بہشت سے دور ہوئے یہانتک کہ دونون رخسارون سے
دندان مبارک معلوم ہوتے تھے دوسرے حضرت یعقوب حضرت یوسف کی
جدائی مین اسقدر روئے کہ آنکھین سپید ہو گئین تیسرے حضرت یوسف علیہ السلام
قید خانہ مین چوتھے حضرت فاطمہ فراق پدر مین اتنا روئین کہ اہل مدینہ
تنگ ہو گئے پانچوین حضرت سید الساجدین امام زین العابدین حضرت امام حسین
علیہ السلام کی تنہائی اور مصیبت پر یہانتک روئے کہ بعد واقعۂ کربلا کے
چالیس برس تک زندہ رہے مگر کسیوقت بغیر روئے پانی نہین پیا اور کسی
حال مین رونا ترک نہین کیا۔ الغرض یہ رونا تو ایسا ہوا کہ اس سانحہ پر

زمین و آسمان رویا یہ رونا تو قیامت تک مسلمانون کے واسطے باقی رہا
القصہ حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کو کوئی مرض بجز باپ کی جدائی کے
نتھا چنانچہ باپ کے بعد چھ مہینے تک زندہ رہین مگر کسی شخص نے کبھی آپکو
متبسم نپایا آخرکار اس غم جانگاہ نے یہ حالت کردی کہ طاقت نشست و برخاست
کی بالکل جاتی رہی اور تاب و توانائی نے یکبارگی جواب دیا
روایت ہی کہ حضرت خاتون قیامت کو قبل رحلت اس بات کا خیال تھا کہ
میرے جنازے کو کوئی نہ دیکھے اور کسی نامحرم کی نظر میرے قد و قامت پر
نہ پڑے پس ایک بی بی نے جو ایک نقشہ گہوارہ کا حبش سے دیکھکر آئی تھین
ویسا ہی حضرت سیدہ کے لیے تیار کیا حضرت فاطمہ زہرا نے اسکو دیکھکر بہت پسند کیا
اور مسکرائین **راوی لکھتا ہی** کہ بعد وفات آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے
ایک مرتبہ قریب رحلت کے یہ گہوارہ دیکھکر حضرت سیدہ مسکرائین
ورنہ بعد وفات حضرت رسول مقبول کے اس عرصہ مین کبھی تبسم نہین فرمایا
روایت ہی کہ ایک دن حضرت علی باہر سے تشریف لائے اور حضرت سیدہ
کو دیکھا کہ تھوڑا سا آٹا خمیر کر رہی ہین اور تھوڑی ملتانی مٹی صاحبزادون کے
سر مبارک دھونے کے واسطے بھگوئی ہے اور انکے کپڑے دھو رہی ہین حضرت
علی نے جو اسقدر خلاف عادت دنیا کے کام مین حضرت سیدہ کو مشغول
پایا تو فرمایا کہ اے سیدہ مین نے تمکو کبھی کار دنیا مین ایسا مشغول نہین پایا

کہ جیسا آج ایک دن مین تین کام کر رہی ہو آپ نے جواب دیا کہ یا علی اب
زمانہ مفارقت کا قریب پہونچا یعنے مین نے اپنے باپ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کو خواب مین دیکھا کہ آپ میرے سرہانے کھڑے ہوے چاروطرف
نگاہ کر رہے ہین جیسے کوئی کسی کا منتظر ہو مین نے باپ کا جمال دیکھکر ایک
آہ سرد دل پُر درد سے کھینچی اور عرض کیا کہ بابا جان آپ کہان تشریف
رکھتے ہین اور مجکو کیون اپنے پاس نہ بُلایا میرے باپ نے فرمایا کہ اے
جان پدر فاطمہ مین صرف تیرے انتظار مین ہون جلد آ کہ اب مجکو تیرا انتظار ہے
اور دل تیری مفارقت مین بہت بیقرار ہے پس اے علیؑ اب عنقریب
دیدۂ فراق دیدہ کو باپ کے جمال سے پرنور کرونگی روٹی اسواسطے پکاتی ہون
کہ کل تم سب کے سب میرے غم مین مبتلا ہوگے ایسا نہو کہ دونون فرزند میرے
بھوک کی تکلیف اُٹھاوین اور کپڑے اسواسطے دھوتی ہون کہ ایک بار
یہ دونون لخت جگر میرے ہاتھ کے دھوئے ہوے کپڑے اور پہن لیوین
نہین معلوم کل کون اُنکی خاطرداری اور نازبرداری کریگا اور کون انکا
سر دھوکر گیسوے عنبر فشان مین کنگھی کریگا اے لوگو مقام غور ہے کہ یہان تو
مرتے دم تک دونون شاہزادون کی یہ خاطرداری اور خدمتگزاری ملحوظ
خاطر تھی آہ میدان کربلا مین حضرت امام حسینؑ علیہ السلام کی وہ تکلیف
کہ تین دن تک دانہ پانی میسر نہ آیا اور اُن گیسوے دوتا پر جنکو حضرت فاطمہؑ زہرا

خود اپنے ہاتھون سے کنگھی کرکے سنوارا کرتی تھین خاک و خون کا جمنا اور
جسم مبارک کا زخمون سے چور چور ہوجانا کیسا واقعہ صعب ہی سوچیے تو سہی کہ
جناب خاتون جنت کا باغ جنت مین کیا حال ہوا ہوگا اور حضرت علی مرتضے
علیہ السلام کی روح پُر فتوح پر کسقدر صدمہ نہ گذرا ہوگا۔ نظم لاعلم

بروز واقعہ اے ظالم خدا ترس	بیا ببین کہ چہا کردہ بجائے حسنؑ
خدا ست حاکم و پیغمبر ست دعوی گر	چگونہ میدہی انصاف ماجرائے حسینؑ
روا بود کہ بخاک و بخون کنے غرقہ	رخ مورو گیسوے مشکسائے حسینؑ

الغرض اسما بنت عمیس کو طلب فرمایا اور جناب سیدہ نے کہا کہ جسوقت حضرت
امام حسنؑ اور حضرت امام حسینؑ روضہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سے
تشریف لاوین اُنکو علیحدہ مکان مین ٹہلانا اور اپنے ہاتھ سے
کھانا کھلانا تاکہ مجکو اس حالت بیماری مین دیکھکر نہ گھبرائین پس جسوقت کہ
دونون صاحبزادے تشریف لائے اسما نے اُنکو علیحدہ مکان مین ٹہلاکر
کھانا روبرو رکھا دونون نے فرمایا کہ اے اسما تونے کبھی دیکھا ہی کہ ہمنے
بغیر اپنی ماں کے کھانا کھایا ہے اسما نے عرض کیا کہ اسوقت طبیعت بتول کی
شدت سے علیل ہی تم کھانا کھالو۔ یہ سنتے ہی دونون شاہزادے روتے
ہوئے اُٹھے اور حجرہ پر آکر پکارے کہ اماجان ہمکو کسپر چھوڑے جاتی ہو
حضرت علی علیہ السلام نے دروازہ کھولا اور حضرت فاطمہؑ زہرا نے دونون

شاہزادون کو گود مین لیکر بہت پیار کیا اور پھر رسول مقبول صلعم کے
روضۂ منورہ پر پہونچایا اور حجرہ کا دروازہ بند کرلیا روایت ہے کہ حضرت
فاطمۂ زہرا عازم ملک بقا رضی اللہ عنہا نے سلمیٰ کو جو کنیزک آزاد کی ہوئی
جناب رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تھین اپنے پاس بلایا اور
غسل فرماکر لباس فاخرہ پہنا اور اپنے حجرہ مین بچھونا بچھوایا اور بستر پر جاکر
روبقبلہ ہو بیٹھین اور وہ کافور بہشتی جو جناب رسول مقبول نے مرحمت فرمایا تھا
اسماسے طلب کیا اور فرمایا کہ مجکو اسی لباس مین جو میرے بدن پر ہے غسل دیکر
قبر مین رکھنا اور برہنہ نکرنا یہ فرماکر اسما کو رخصت کیا اور دروازہ حجرہ کا
بند کرلیا اور خود مناجات مین مشغول ہوئین اسما در حجرہ پر حاضر تھین سنا کہ
بصد گریہ وزاری درگاہ جناب باری مین مناجات فرماتی تھین کہ خداوندا
طفیل محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پدر بزرگوار میرے کے اور طفیل
دیدۂ اشکبار اور شوق دیدار میرے کے اور بحرمت سوز دل علی مرتضیٰ اور
بحق مصیبت حسنین مجتبیٰ میرے باپ کی امت گنہگار کو بخش دے اور
رحم فرما اسیطرح امت عاصی کے حق مین دعاے خیر فرماتی ہوئین جبرئیل الفدوس
کو سدھارین قالوا انا للہ وانا الیہ راجعون اسمانے دروازہ حجرہ کا
کھولا دیکھا کہ حضرت خاتون قیامت اس دار فنا سے طرف دار البقا کے
روانہ ہوئین اسما غش کھاکر گر پڑین اور باواز بلند رونے لگین

اُنکے رونے کی آواز سُنکر دونون شہزادۂ کونین حضرات امام حسنین علیہما السلام گھر مین تشریف لائے اور مان کے چہرۂ نورانی سے کپڑا اُٹھایا۔ روئے اور اسطرح فرمانے لگے۔ **غزل مؤلف**

رونے کے لیے چھوڑ یتیمان حزین کو — خاتون قیامت بھی گئین خلد برین کو
نے فاطمہؑ زہرا نہ رسول عربی مین — اب ہم بھی چلے جائین مدینہ سی کہین کو
افسوس کہ گردون نے زمین مین ہے چھپایا — انگشتری مہر نبوت کے نگین کو
مریم کو شرف آپ سے بلقیس کو عزت — تھا فخر قدمبوسی کا جبریل امین کو
مسجود خلائق تھا جہان آپ تھے وہ گھر — چوکھٹ سے رگڑتے تھے ملائک بھی جبین کو
تھے جزو تن پاک رسول عربی آپ — کیونکر نہ قلق انکا ہو ہر خاک نشین کو
جیسے کہ کیا زیر زمین آپ نے آرام — رتبہ ہی ملا عرش معلےٰ کا زمین کو

الحاصل حضرت خاتون قیامت کی وصیت کے موافق اسما بنت عمیس نے آپکو غسل دیا اور دونون شاہزادے پانی لاتے تھے اور اپنی مادر مہربان پر ڈالتے تھے اور شدت غم سے روتے جاتے تھے اور حضرت علی علیہ السلام نے گھوارہ مین جنازہ کو رکھکر نماز پڑھائی اور شب کو دفن کیا اور حضرت سیدہ نے دوشنبہ کو تیسری تاریخ رمضان شریف کی وفات پائی اب شاہزادونکی گریہ وزاری اور داغ یتیمی سے نالہ و اشکباری کس زبان سے بیان کیجاے کہ ہنوز رسول مقبول کی جدائی کا الم دل سے دور نہوا تھا کہ مان کی

جدائی کا غم سر پر پڑا اور حضرت شیر خدا علی مرتضےٰ کا صدمہ اوٹھانا
اور دونون شاہزادون کو سمجھانا ایسا واقعہ اندوہناک ہی کہ جسکے بیان
کرنے سے دل اندوہگین چاک چاک ہی مئولف

چون ازین دار محن رخت سفر بست بتول
دور شد از دل او داغ جدائی رسول

دل حسنینؓ ازین واقعہ گردید ملول
حضرت شیر خدا بود بزاری مشغول

رفت از دار فنا فاطمہؓ زہرا افسوس
کرد یکبار مرا بیکس و تنہا افسوس

داغ دوری رسول عربی بود بدل
فاطمہؓ نیز روان کرد ازین جا محمل

یک دل و داغ فراوان و ہزاران مشکل
ہست بیتابی دل صورت حرغ بسمل

رفت از دار فنا فاطمہ زہرا افسوس
کرد یکبار مرا بیکس و تنہا افسوس

زندگی تلخ شد از صدمہ ہجران چکنم
شعلہ دوری او سوخت دل و جان چکنم

گر نہ نالم بہ غمش با غم پنہان چکنم
دل شوریدہ من میکشد افغان چکنم

رفت از دار فنا فاطمہؓ زہرا افسوس
کرد یکبار مرا بیکس و تنہا افسوس

بود نالان حسن از درد یتیمی بسیار
چشم او گشت ازین واقعہ چون ابر بہار

صورت نرگس گلزار شد از غم تیمار
آمدی چیں پدر نالہ کشیدی ہر بار

رفت از دار فنا فاطمہ زہرا افسوس
کرد یکبار مرا بیکس و تنہا افسوس

جز علی ہیچ کسے بود نہ غمخوار حسینؑ
ابر شرمندہ شد از چشم گہربار حسینؑ
داغ افتاد چو بر جان و دل زار حسینؑ
داشت رین گونہ فغان لعل شکربار حسینؑ

رفت از دار فنا فاطمہ زہرا افسوس
کرد یکبار مرا بیکس و تنہا افسوس

محمد عربی پر درود و اور سلام بیت حسینؑ ابن علی اور آل پر ہو تمام

حضرت علیؑ کی ولادت اور شہادت کا بیان

شواہد النبوت اور دیگر کتب معتبر مین لکھا ہے کہ محامد اور فضائل حضرت مہر سپہر ولایت ماہ فلک ہدایت امام المشارق و المغارب سیدنا علی ابن ابیطالب کرم اللہ وجہہ کے اسقدر ہین کہ امکان لبشر نہین کہ اسکا عشر عشیر بھی بیان کرسکے اہلبیت اطہار اور اصحاب کبار اکثر آپکے مدح خوان اور اولیاے کرام آپکے نام پر دل و جان سے قربان ہین آپکی والدہ ماجدہ فاطمہ بنت اسدؓ بیان کرتی ہین کہ جن ایام مین حضرت علیؑ میرے شکم مین تھے مین حج کے واسطے آئی تھی ہنوز طواف کعبہ پورا نکر چکی تھی کہ مجکو درد زہ معلوم ہوا مین ایک گوشہ مین الگ ہوئی کہ وہان وہ گوہر درج ولایت اور اختر برج ہدایت پیدا ہوا منادی نے ندا دی کہ اے فاطمہ بنت اسد شرف

اس فرزند ارجمند کا تو مجھپر ظاہر ہے کہ خانہ کعبہ مین پیدا ہوا ہے اور اب نام
مبارک اسکا علیؑ رکھیو چار دن کے بعد حضرتؑ کی والدہ آپکو خانہ کعبہ سے
اپنے گھر مین لائین جناب رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اُسیوقت
اُنکے گھر مین تشریف لائے حضرت علیؑ علیہ السلام نے پہلے ہی جو آنکھ
کھولی تو سید المرسلینؐ کا جمال باکمال دیکھا اور ہنوز اپنی والدہ ماجدہ کا
دودھ نہ پیا تھا کہ نبی صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے اُنکے منھ مین
اپنی زبان مبارک دی اور مدت مدید تک آپکے لعاب دہن مبارک سے
سیراب اور آغوش سید ابرار سے فیضیاب ہوتے رہے بیت

طفلے کہ بخانۂ خدا شد	بابنت رسوؐل کدخدا شد

غرضکہ روز ولادت سے لیکر وفات سرور کائنات علیہ الصلوٰت تک
حضوری ہی مین حاضر رہے یہانتک کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
آپکی شان مین لَحْمُكَ لَحْمِیْ اور دَمُكَ دَمِیْ فرمایا اور اَنَا مَدِیْنَۃُ
الْعِلْمِ وَعَلِیٌّ بَابُهَا کا خلعت آپکے قامت زیبا پر پہنایا اور اسیطرح بہت سی
حدیثین رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جناب ولایت مآب کی
شان مین فرمائی ہین روایت ہی کہ ایک بار جناب رسول مقبول
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی سے پوچھا کہ اے علیؑ کچھ جانتے ہو
کہ اگلی امتون مین سب سے زیادہ شقی کون تھا اور اس امت مین سب سے زیادہ

کون ہی حضرت علی نے عرض کیا کہ خدا اور اسکا رسول بہتر جانتا ہی آپ نے فرمایا کہ
بدبخت ترین اگلی امتون کا وہ مرد سرخ رنگ تھا قوم ثمود مین سے جسنے ناقۃ اللہ کی
کونچین کاٹین یعنے قذار بن سالف اور بدبخت ترین اس امت کا وہ
شخص ہے کہ تمھارے سر پر تلوار مارے گا یہانتک کہ داڑھی تمھاری
خون سے رنگین ہوجاوے گی اور اسی زخم کاری سے تم شہید ہوگے
چنانچہ جیسا آپ نے فرمایا تھا ویسا ہی ظہور مین آیا نظم

برخوان غم چو عالمیان را عزا زدند	اول صلا بسلسلۂ انبیا زدند
نوبت با ولیا چو رسید آسمان طپید	زان نعرہ ہا کہ بر سر شہ خدا زدند
پس آتش از اخگر الماس بر زہا	افروختند و بر حسن مجتبےٰ زدند
وانگہ سراغ قوم کہ ملک محرمش نبود	کندند از مدینہ و در کربلا زدند
در تیشۂ ستیزہ دران دشت کوفیان	بس نخلہا ز گلشن آل عبا زدند
بس ضربتے کہ ران جگر مصطفےٰ درید	بر خلق تشنہ خلعت مرتضےٰ زدند

روایت ہی کہ ابن ملجم قاتل حضرت امیر علیہ السلام کا آپکے لشکر مین
رہتا تھا اور اکثر لڑائیون مین آپکے ہمراہ رکاب رہا ہی ایک روز ابن ملجم
ایک تلوار قیمتی بہت آبدار حضرت امیر المومنین کے نذر کرنے کو لایا آپنے
وہ تلوار نہ لی اور فرمایا کہ تیرا مطلب اسی تلوار سے پورا ہوگا اور یہی
تلوار تیرے ہاتھ سے ہماری پیشانی پر پڑیگی اسنے جواب دیا کہ یا حضرت

آپکی رفاقت مین مین نے اپنے وطن کو چھوڑا یہ مجھسے کسطرح ہو سکیگا کہ
آپ سے شہنشاہ ولایت کو شہید کرونگا اور ایسا ہو تو اسیوقت
آپ پہلے سے میرے دونون ہاتھ کاٹ ڈالیے آپ نے فرمایا کہ
حرف تقدیر مٹ نہین سکتا رَضِینَا بِقَضَاءِ اللّٰہِ فرد

نشود نصیب دشمن کہ شود ہلاک تیغت	سر دوستان سلامت کہ تو خنجر آزمائی

روایت ہی کہ ایک بار ابن ملجم ناری نے اپنی سواری کے واسطے حضرت
امیر علیہ السلام سے گھوڑا طلب کیا آپ نے فوراً دیدیا اور فرمایا کہ یہی
شخص مجکو شہید کریگا لوگون نے عرض کیا کہ آپ اسکو قتل کرڈالیے
آپ نے فرمایا کہ اگر مین اسکو مارڈالون تو مجکو کون شہید کریگا روایت ہی
کہ جب زمانہ وفات حضرت شیر خدا علی مرتضےٰ کا قریب پہونچا آپ ایک رات
حضرت امام حسنؑ کے گھر اور ایک رات حضرت امام حسینؑ کے گھر روزہ افطار
فرمایا کرتے تھے اور تین لقمون سے زیادہ ہرگز نکھایا کرتے تھے اور سبب
آپکی شہادت کا یہ ہی کہ عبد الرحمن ابن ملجم اور برگ تمیمی اور عمرو تمیمی یہ
تینون خارجی مکہ معظمہ مین ایک جگہ جمع ہوے اور آپسمین مشورت کی کہ
تین شخصون کو قتل کیا چاہیے ایک حضرت معاویہؓ کو اور دوسرے حضرت
عمرو عاص علیہ السلام اور تیسرے حضرت علی علیہ السلام کو الغرض ستر ھوین
تاریخ رمضان شریف کو تینون صاحبون کے شہید کرنے کی اُن مردودون نے

صلاح ٹھہرائی اُنھین سے دو بدبخت تو دمشق اور مصر کو روانہ ہوے اور ابن
ملجم حضرت امیر علیہ السلام کے شہید کرنے کو کوفہ مین آیا راہ مین ایک عورت
صاحب جمال کو جو قوم خوارج مین سے تھی دیکھکر کمال بیقرار ہوا جبکہ بیقراری
حد سے زیادہ گذری تو اُس سے نکاح کا پیغام کہلا بھیجا اُس عورت نے کہا
کہ میرا مہر تین ہزار درم اور ایک غلام اور ایک لونڈی اور قتل کرنا حضرت
امیر علیہ السلام کا ہی ابن ملجم نے یہ سب قبول کیا اور کہلا بھیجا کہ مین خاص
حضرت علیؑ کے قتل کرنے کو آیا ہون الغرض سترھوین تاریخ رمضان
شریف کی شب جمعہ کو جو خاص شب شہادت تھی حضرت ولایت مآب
ابو تراب نور الہدیٰ صاحب لوی علی مرتضیٰؑ کو عجب حالت ذوق و شوق
دامنگیر حال تھی دمبدم آسمان کیطرف نظر اُٹھاتے اور شوق شہادت مین

فرماتے تھے بیت

خون ما وقف دم خنجر یار ست اینجا	اے جنون وقت تو خوش حوش بہار ست اینجا

کبھی صحن خانہ مین آتے اور کبھی اندر جاتے تھے آہ وہ کیسی رات تھی کہ
ماہ آسمان کا دل لالۂ چمن کیطرح داغدار اور تارے صورت اشک یتیم نمودار
رات نے لباس ماتمی پہنکر اپنے تئین آپ کا ماتم دار بنایا آفتاب نے
بیت الاحزان مغرب مین شام سے منھ چھپایا تھا چرند اور پرند اپنے
اپنے آشیانون مین آنسو بہاتے تھے شجر حجر آپکی شہادت کی خبر سے

بیتاب ہوے جاتے تھے ذرہ ذرہ اُس آفتاب ولایت کے غم مین
پڑا تھا قطرہ قطرہ آپکے الم مین آنکھون سے دریا بہا رہا تھا اور حضرت
امیر علیہ السلام کو جو اُس رات اپنی شہادت کا حال معلوم تھا تو بار بار
آسمان کیطرف نظر اُٹھاتے تھے اور رات کی اُداسی دیکھکر فرماتے تھے
کہ واللہ نہ مین جھوٹا ہون اور نہ مین نے جھوٹی بات منھ سے نکالی یہ تو وہی
رات ہی جسکا مجھسے حق تعالےٰ نے وعدہ فرمایا ہے اور وقت میرا مقرر کر دیا ہے
پس یہان تو شوق شہادت دامنگیر حال اور وصال معشوق حقیقی کا خیال
جو خیال تھا تو تمام رات مصلے پر حضرت ولایت آب سرنگون یاد الٰہی مین
خوش حال نہ خنجر قاتل کی خبر نہ ابن ملجم کا خیال ہر موے بدن زبان شکر
ہو کر گویا ہو رہا تھا میدان رضا و تسلیم مین قدم جما ہوا تھا کہ ناگہان رات نے
گریبان چاک کیا اور سپیدۂ سحر نے اپنا منھ دکھایا پس جناب
ولایت آب بحکم قضاء و قدر مصلے پر سے اُٹھے اور مسجد کا قصد فرمایا بطون نے
پاس آکر شور و غل مچایا گھر کے لوگ اُن جانور بے زبانون کو ہٹانے لگے
آپ اُن لوگون کو منع فرمانے لگے کہ انکو مت ہٹاؤ یہ میرے فراق مین
نوحہ گر اور میری جدائی مین چشم تر ہین الغرض گھر سے باہر تشریف لائے
اور الصلوٰۃ الصلوٰۃ فرماتے ہوے مسجد مین آئے یہان تو کلمہ شہادت
زبان پر جاری اور نماز کی تیاری اور وہان قاتل نے خنجر کو آب زہر سے

سمجھایا اور آپکے قتل کرنے کو مسجد مین آیا ہنوز سجدۂ آخری ادا نفرمایا تھا
کہ قاتل نے خاص خانۂ خدا مین خنجر چلایا یعنی ابن ملجم ناری نے آپکی
پیشانی نورانی پر ایسی تلوار ماری کہ فوارہ خون کا جاری ہوا اور تمام
محاسن شریف خون سے تر بتر ہوگئی اسوقت آپ نے فرمایا کہ الحمدللہ
مین اپنی مراد کو پہونچا بیت

سر در رہ عشق تو فدا شد چہ بجا شد	این بار گران بود ادا شد چہ بجا شد

جسوقت یہ خبر اہل کوفہ کو پہونچی ساری خلقت مسجد مین آکر جمع ہوئی
آپکا یہ حال دیکھکر مسجد مین شور قیامت برپا ہوا دونون صاحبزادے
حضرت امام حسنؓ اور حضرت امام حسینؓ روتے ہوئے مسجد مین تشریف لائے
اور حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کو دولت سرا مین اٹھا کر لائے تمام
مسلمانون کا اس سانحۂ قیامت خیز اور واقعۂ عبرت انگیز سے دل پاش پاش
ہوگیا اور قاتل کو تلاش کیا آخرکار ابن ملجم ناری گرفتار ہوکر آیا جان نثارون نے
اسکو جان سے مارنے کا ارادہ ٹھہرایا آپ یہان سے شفقت و رحمت
جناب امیر المؤمنین علی علیہ السلام کی خیال کرنا چاہیے لوگون سے فرمایا
کہ ابن ملجم کو ہرگز قتل نکرنا بلکہ جبتک مین زندہ رہون مقید رکھو درصورت
زیست مجکو انتقام کا اختیار ہی اور تم لوگ کسیطرح کی ہرگز اسکو اذیت
نہ پہونچاؤ اور جو کچھ کھانا میرے واسطے تیار کرو اسمین سے پہلے اسکو کھلاؤ

پیچھے میرے سامنے لاؤ میں نہیں چاہتا کہ کسی متنفس کو میرے سبب سے
تکلیف پہونچے راوی لکھتا ہی کہ جسوقت زخم کاری سے حضرت امیر
علیہ السلام کے خون بکثرت جاری ہوا اُسوقت آپکو پیاس معلوم ہوئی
دونوں شاہزادے شربت کا پیالہ دفع تشنگی کیواسطے سامنے لائے
آپ نے ارشاد فرمایا کہ بہ نسبت مجروح کے جارح کو بہت تشنگی ہوتی ہی پہلے یہ
شربت ہمارے قاتل کو پلاؤ پیچھے ہمارے سامنے لاؤ تضمین مولف

چون ابرق سیلے عالی قدر — تیغ زد ابن ملجم نارے
زان جراحت کہ بر سرش آمد — ہمچو فوارہ گشت خون جارے
شد اسیر ابن ملجم بے دین — دید بسیار ذلت وخوارے
پیش شہ جام شربت آوردند — گفت آن شاہ دین بہ غمخوارے
قاتل من نشستہ در زندان — بالب تشنہ مے کند زارے
تا نگردد ز شربت او سیراب — لب چہ شان ترکنم بہ بیمارے
شادم اے شاہ دین کہ از اوّل — ہست دریاے جود تو جارے

دوستان را کجا کنی محروم
تو کہ با دشمنان نظر داری

بعد اُسکے حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ نے سبکو اپنے پاس بُلایا اور
حضرات امام حسنین علیہما السلام کو لاسا دیکر اپنے نزدیک بٹھایا اور

جو کچھ علم معرفت اور حقیقت سینہ بسینہ چلا آتا تھا عطا فرمایا اور بہت سی وصیتین فرما کر اپنی رحلت کا حال سنایا پس یکبارگی آپ نے کلمۂ طیبہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ پڑھکر آنکھین بند کرلین اور اس جہان ناپائدار سے طرف روضۂ رضوان کے روانہ ہوے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ اب حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہما کی تنہائی اور بیکسی کس زبان سے بیان ہو کہ ابھی ماں کا قلق اور غم دل سے دور نہوا تھا کہ باپ کا رنج و الم سر پر پڑ گیا اب سر پر کوئی مونس اور مددگار بجز ذات پروردگار باقی نرہا پہلے تو جناب رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا داغ مفارقت اُسکے بعد حضرت خاتون قیامت کی رحلت پھر جناب شہنشاہ ولایت کے انتقال کی مصیبت

لمولفہ

رو کر حسین بولے کہ اے میرے کبریا — پہلے تو اس جہان سے نبی نے سفر کیا
پھر فاطمہؓ کا سایہ مرے سر سے اٹھ گیا — اب مرتضیٰؓ کا داغ الم سر پہ پڑا

تا کے زمانہ داغ غمم بر جگر نہد
یک داغ نیک ناشدہ داغ دگر نہد

کس کس کی دل سے یاد بھلاؤن مین دلفگار — اک دل ہے میرا جسپہ پڑے داغ بیشمار
بزم جہان مین شمع صفت ہون مین اشکبار — لالہ کی طرح دل ہے مرا غم سے داغدار

تا کے زمانہ داغ غم بر جگر نہد
یک داغ نیک ناشدہ داغ دگر نہد

محمدؐ عربی پر درود اور سلام | بیت | حسین ابن علی اور آل پر ہو تمام

تمہید شہادت

اے جان نثاران روے مصطفوی و اے خاکساران کوے مرتضوی اب بیان سے ہنگامہ قیامت نما یعنی تمہید شہادت حسنین مجتبیٰ رضی اللہ عنہما بگوش دل سنکر سر شک غم دیدہ پُر نم سے گرانا چاہیے اور مراتب اور اسرار شہادت سے کما حقہ آگاہ ہو جانا چاہیے یعنی جبکہ خداوند عالم نے حضرت آدم علیٰ نبینا و علیہ السلام کو زمین پر بھیجا اور اُنکی اولاد سے روے زمین کو آباد کیا تو ہر قوم پر ایک ایک نبی کو مبعوث فرمایا کہ انتظام عالم اور ہدایت بنی نوع آدم بدستور جاری رہے اور شریعت اور معرفت مین کسی طرح کا فتور نہ پڑے پس اول ایک ایک ستارہ کو آسمان نبوت پر چمکایا بعد اُسکے آفتاب رسالت کے خسارہ انور سے یکبارگی پردہ حجاب کا اُٹھایا اور احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عالم ظہور مین لایا تاکہ اُس گوہر درج نبوت کے سبب عالم آبرو پا دے اور کل مشتاقان شہید اکی مراد پوری ہو جاوے اور نبوت اور رسالت کے کل مراتب فراہم کرکے آپکی ذات معدن صفات مین تفویض

فرمائے تاکہ کوئی مرتبہ اور کوئی کمال آپکی ذات والاصفات سے باقی نرہجائے
چنانچہ خلافت آدمؑ شجاعت نوحؑ معرفت شیثؑ خلت ابراہیمؑ لسان اسمٰعیلؑ
رضائے اسحٰقؑ فصاحت صالحؑ بشارت یعقوبؑ حسن یوسفؑ کلام موسیٰؑ
تحمل ہارونؑ صبر ایوبؑ صوت داؤدؑ عبادت یونسؑ عصمت یحییٰؑ حکمت
لقمانؑ وقار الیاسؑ کرم عیسیٰؑ عطا کیا سوا اسکے اور بھی بہت سی کمالات
ظاہری اور باطنی اور مراتب صوری ومعنوی جو خاص آپکی ذات معدن
صفات کیواسطے روز ازل سے رکھے تھے اور کسی نبی مرسل کو عطا
نہوے تھے سو وہ بھی خالق اکبر نے آپکی ذات والاصفات مین تفویض
فرمائے تاکہ کوئی کمال باقی نرہ جاوے کیا خوب کلام شاعر ہے

حسن یوسف دم عیسیٰ ید بیضا داری	آنچہ خوبان ہمہ دارند تو تنہا داری

مسدس

روی زیبا و قیامت قد بالا داری	اثر معجز عیسیٰ بہ سخنہا داری
غیرت سنبل تر زلف چلیپا داری	یوسفی و دل عالم چو زلیخا داری

حسن یوسف دم عیسیٰ ید بیضا داری
آنچہ خوبان ہمہ دارند تو تنہا داری

بود پیوستہ ثنا خوان کلام تو کلیم	عاشق حسن وجمال تو خداوند کریم
سنبل باغ گرفتست ز زلف تو شمیم	خضر و الیاس کند وصف تو با صد تعظیم

حسن یوسفؑ دم عیسیٰؑ ید بیضا داری
آنچہ خوبان ہمہ دارند تو تنہا داری

انبیا از سر زلف تو پریشان ہستند
بند زلف تو کشادند دل و جان بستند
در غم عشق تو از قید خودی وارستند
جملہ در ذات تو از روز ازل پیوستند

حسن یوسفؑ دم عیسیٰؑ ید بیضا داری
آنچہ خوبان ہمہ دارند تو تنہا داری

حق بتو عاشق و معشوق جہانے ہمہ گل
عالمے داغ بدل از تو برنگ بلبل
اے رخت گل ہنت غنچہ و زلفت سنبل
دیگران جزو تو ہستند و ترا دانم کل

حسن یوسفؑ دم عیسیٰؑ ید بیضا داری
آنچہ خوبان ہمہ دارند تو تنہا داری

خاک کوی تو عجب صندل و سرہا خاکے
کہ بآن خاک جبین سائی عالم زیباست
خاکے و تکیہ گہش کرسی و عرش اعلیٰ است
صوفی خستہ ہمین گوید و این نکتہ بجاست

حسن یوسفؑ دم عیسیٰؑ ید بیضا داری
آنچہ خوبان ہمہ دارند تو تنہا داری

سوا اسکے باغبان حقیقی نے رنگ برنگ کے معجزات اور طرح طرح کے کمالات عطا فرما کر آپکی ذات معدن صفات کو ایک گلدستہ بنایا اور اس گلدستۂ وحدت قدرت کی خوشبو سے گلشن دنیا کو معطر فرمایا سوائے تبہ

شہادت کے کہ یہ کمال آپکی ذات مقدس مین نہ آیا تھا اور چونکہ منافی شان نبوت تھا اسواسطے نہ سمایا تھا کیونکہ شہادت دو قسم کی ہے ایک جلی اور دوسری خفی اگر حضور اقدس شہادت خفی کا رتبہ پاتے تو مثل بعض خلفاے راشدین کے شہید ہوجاتے اور مرتبہ شہادت کمال کو نہ پہونچتا اور اگر شہادت جلی کی لذت اُٹھاتے تو دین متین مین بڑے خلل پڑجاتے پس مشیت الٰہی اور حکمت کبریائی اس بات پر متوجہ ہوئی کہ یہ کمال بھی آپکی ذات مبارک مین آئے تاکہ کوئی مرتبہ اس خاندان عالی سے باقی نرہ چلے چنانچہ مشیت الٰہی نے اس مرتبہ کیواسطے تجویز کیا اہل بیت اطہار مین سے انکو کہ جنکا حال بعینہ آپکا حال اور جنکا کمال بجنسہ آپکا کمال ٹھہرے اور صورت اور سیرت مین حکم وحدت کا رکھتے ہون بلکہ مرتبہ عینیت کو پہونچے ہون وہ کون شہزادہ کونین حضرات امام حسنین علیہما السلام کہ یہ دونون دو آئینہ جمال احمدی اور دو گنجینہ کمال محمدی تھے چنانچہ اکثر احادیث صحیحہ سے ثابت ہی کہ بڑے صاحبزادے یعنی حضرت امام حسن علیہ السلام سر سے لیکر ناف تک اور چھوٹے صاحبزادے ناف سے لیکر ناخن پا تک ہمصورت اور ہمشکل تھے اپنے جد بزرگوار سید ابرار رسول پروردگار کے پس دونون ملکر ایک تصویر محمدی ٹھہرائے گئے اور میدان امتحان مین دونون اس مرتبہ کے لیے لائے گئے آخر دونون کو میدان رضا تسلیم مین

ثابت قدم پایا اور مرتبۂ شہادت ان دونون شاہزادون کے ذریعہ سے
ذات رسول مقبول صلعم مین آیا پس شہادت خفی کا تو مرتبہ بڑے
صاحبزادے یعنی حضرت امام حسنؑ کو عنایت ہوا اور جو کہ بنا اس
شہادت کی کتمان کے طور پر ہوئی تو اسیواسطے نہ کبھی رسول مقبول نے
اپنی زبان مبارک سے فرمایا نہ کبھی جبرئیل علیہ السلام کی زبان پر اسکا
ذکر آیا یہانتک کہ خود حضرت امام حسنؑ علیہ السلام نے بھی قاتل کا نام
بھائی کو نہ بتایا اور شہادت جلی جسکی بنا شہرت اور اعلان پر رکھی گئی تھی
یہانتک مشہور ہوئی کہ پہلے وحی مین مذکور ہوا پھر کل فرشتون مین
یہ امر مشہور ہوا یہانتک کہ حضور اقدس نے بھی بیہم مذکور کیا بلکہ حضرت
ام سلمہؓ کے پاس کربلا کی خاک شیشہ مین رکھوائی اور حضرت علی علیہ السلام نے
اکثر صحابہ کو وہ زمین مقتل دکھائی اور شہادت جلی اسکا نام ہے کہ
آدمی راہ خدا مین مارا جائے اور مال چھینا لوٹا جائے اور لاشین
میدان مین پڑی رہین اور اکثر اعزا اور اقارب اپنے سامنے شہید
ہوجائین اور ننھے ننھے بچے دانے پانی کی تکلیف اٹھائین عورتین
قید مین گرفتار ہون سو یہ سب باتین فرزند رسول مقبول صلے اللہ علیہ
وآلہ وسلم سے ظہور مین آئین اور دنیا مین جسقدر مصیبتین حق تعالیٰ نے
پیدا کی تھین میدان کربلا مین وہ سب اٹھائین کیا خوب کلام

شاعر ہی ؎

اللہ نے پیدا جو کیا رنج و بلا کو	تقسیم ہوا سب وہ محبان خدا کو
پر سب سے سوا حصہ ملا آل عبا کو	تحریر کا فرمان ہوا کلک قضا کو

آغاز مصیبت تو لکھا نام نبیؐ پر
اور خاتمہ بالخیر حسینؑ ابن علیؑ پر

محمدؐ عربی پر درود اور سلام	بیت	حسینؑ ابن علی اور آل پر ہو تمام

حضرت امام حسن علیہ السلام کی شہادت کا بیان

شہادت حسن مجتبیٰ بیا بشنو	شد ست حشر بپا از حدیث ما بشنو
نخست یافت شہادت علی عالیقدر	کنون شہادت آن شاہ دوسرا بشنو
برنگ نی من غمین جگر نوا دارم	فغان و نالہ ازین درد آشنا بشنو
ز رفتن حسنؑ مجتبیٰ ازین عالم	بہ اہلبیت چہا رفت ماجرا بشنو
گدا ست صوفی و سلطان اگر پرو	تو ذکر شاہ بمحفل ازین گدا بشنو

روایت ہی کہ شہنشاہ زمن حضرت امام حسنؑ علیہ السلام نے پیادہ پا پندرہ حج کیے ہر بار مدینہ منورہ سے مکہ معظمہ تک پیادہ پا آتے تھے اور آپکے گھوڑے کو تل آگے آگے چلے جاتے تھے اور دو بار تمام مال و اسباب گھر کا راہ خدا میں دے ڈالا اور تین بار آدھا آدھا مال راہ خدا میں دیا یہانتک کہ ایک موزہ دیا اور ایک رکھا اور سبب آپکی وفات کا یہ ہوا

کہ آپکے نکاح مین ایک عورت تھی جعدہ بنت اشعث نام یزید پلید نے اُس
عورت کو پوشیدہ پیغام بھیجا کہ مین تجھپر مدت سے عاشق زار ہون اور
اب تیری جدائی مین بہت بیقرار ہون اگر تو مجھسے نکاح کرے تو لاکھ درم
مہر کے ادا کرون اور علاوہ اسکے بہت سا مال و اسباب دون بشرطیکہ
تو رکاب دوش رسولؐ و راحت جان بتولؑ مہرورزمن حضرت امام
علیہ السلام کا زہر قاتل سے کام تمام کرے اُس عورت نابکار مردودہ
پروردگار نے بطمع زر فاطمہؑ کے لخت جگر کو چھ بار زہر دیا مگر آپکی کرامات سے
اثر نکیا ساتوین مرتبہ اُس سنگدل نے فاطمہؑ کے لعل کا دل پارہ ہاے
الماس سودہ سے پارہ پارہ کر ڈالا جسوقت حضرت امام حسنؑ کو اثر اُس
زہر ہلاہل کا معلوم ہوا فوراً حضرت امام حسین علیہ السلام کو اپنے پاس
بُلایا اور اپنی رحلت کا حال سُنایا اور کہا کہ اے بھائی اب مجکو تمھاری
بیکسی اور تنہائی پر رونا آتا ہی یعنے رات کو مین نے اپنے جد امجد محمد مصطفےٰ
صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اور علی مرتضیٰؑ اور فاطمہؑ زہرا کو خواب مین دیکھا ہی
کہ بہشت مین مجکو اپنے ساتھ لیے ہوے سیر کراتے ہین اور نانا جان مجھسے
فرماتے ہین کہ اے حسن خوش ہو کہ تو نے دشمنون کے ہاتھ سے نجات
پائی اور کل رات کو تو ہمارے پاس آویگا اور یہان بہشت مین آرام
پاویگا پس یہ خواب دیکھکر تشنگی غالب ہوئی رات کو اس کوزے مین سے

پانی پیا کہ اس پانی نے میرا دل و جگر ٹکڑے ٹکڑے کر دیا ہے حضرت
امام حسینؑ نے چاہا کہ آپ بھی اس کوزہ کا پانی پی لین اور بھائی کے
ساتھ اپنی جان دین مگر فوراً حضرت امام حسنؑ نے بھائی کے ہاتھ سے
کوزہ چھین لیا اور زمین پر پھینکدیا جہان پانی گرا وہ زمین شق ہو گئی اسوقت
حضرت امام حسینؑ علیہ السلام کو یاس مطلق ہو گئی کہ ایکی مرتبہ
بھائی کا اس زہر سے بچنا محال ہے یہی اس خواب کی تعبیر ہی کہ اب قریب
زمانہ انتقال ہے روایت ہی کہ حضرت امام حسینؑ علیہ السلام نے
بھائی سے پوچھا کہ اے بھائی کسنے تمکو زہر دیا حضرت امام حسنؑ علیہ السلام نے
فرمایا کہ کیا تم اسکو جان سے مارا چاہتے ہو انھون نے جواب دیا کہ ہان
آپ نے فرمایا کہ اگر وہی میرا قاتل ہے جو میرے گمان مین ہی تو خداوند تعالیٰ
منتقم حقیقی ہے وہی قیامت کے دن بدلا لیگا اور اگر وہ قاتل نہین ہی جسپر
میرا گمان ہی تو مین یہ نہین چاہتا کہ ایک بیگناہ کو میرے واسطے قتل کرو فرد

واہ کیا حلم ہی اپنا تو جگر ٹکڑے ہو	پھر بھی ایذا سے ستمگر کے رواداری مین

الغرض دمبدم حضرت امام حسنؑ علیہ السلام کے چہرۂ مبارک کا رنگ متغیر
ہوتا جاتا تھا اور دل و جگر کٹ کٹ کے قے کی راہ نکلتا آتا تھا حضرت
امام حسن بھائی کے واسطے روتے تھے اور فرماتے تھے لاعلم

کہ ریخت پارۂ الماس ریزہ در قدحش	کہ زہر گشت ازان آب خوشگوار حسن

دراندرون صد دہشتا پارہ شد جگرش	ہمہ زراہ گلو ریخت در کنار حسن
لبش کہ مایۂ تریاک بود شد پُر زہر	فغان زتلخی شہد شکر نثار حسن
بباغ عشرت پیغمبر از خزان ستم	بریخت لالۂ ونسرین زنو بہار حسن
جگر بسوخت شفق را چو لالہ از تشِ دل	زحسرت جگر خستۂ ونگار حسن

راوی لکھتا ہی کہ جب حضرت امام حسن علیہ السلام کو بیقراری اور اضطراری حد سے زیادہ ہوئی اور رنگ رخسارۂ گلگون کا سبز ہونے لگا آپ نے گھر والون سے پوچھا کہ اب میرے چہرے کا رنگ کیسا ہی سب نے ۔ وکر عرض کیا کہ پارۂ الماس کے اثر سے زمردین ہو گیا ہی آپ نے حضرت امام حسین علیہ السلام کیطرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ اے بھائی حدیث معراج نبوی ظاہر ہوئی یعنی جب رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو معراج شریف ہوئی تھی اور بہشت مین سیر کرنے کو تشریف لیگئے تھے تو دو قصر بہشت مین ملاحظہ فرمائے ایک زمرد سبز کا اور دوسرا یاقوت سرخ کا رضوان سے پوچھا کہ یہ دونون قصر جواہرین کسکے لئے طیار ہوے ہین رضوان نے شرم سے سر جھکا لیا اور کچھ جواب نہ دیا جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا کہ یارسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ دونون قصر جواہرین آپ کے دونون فرزندون حضرت امام حسن علیہ السلام اور حضرت امام حسین علیہ السلام کے لیے ہین آپ نے فرمایا کہ رنگ جدا جدا کس واسطے مقرر ہوے ہین

جبرئیل نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ قصر مرد ین بڑے صاحبزادے
حضرت امام حسن علیہ السلام کے واسطے اسلیے تجویز ہوا کہ لوگ بعد آپکے
اُنکو زہر دینگے اور وقت رحلت اُنکے چہرۂ مبارک کا رنگ زمردین ہوجائیگا
اور چھوٹے صاحبزادے حضرت امام حسین علیہ السلام کو دغا سے
شہید۔ ان کربلا مین بلائینگے اور تیغ جفا سے شہید کرکے اُنکو خون مین
نہلائینگے سو بھائی اب سبز ہوجانا رنگ چہرہ کا دلیل رحلت ہی اور یہی
اپنا وقت مفارقت ہی حضرت امام حسین علیہ السلام کو یہ حال سُنکر ضبط
گریہ نہو سکا بے اختیار رونے لگے اُنکے رونے سے جسقدر لوگ گھر مین
بیٹھے تھے سب کے سب رو اُٹھے الغرض اُنیسوین تاریخ صفر کی رات کو
آپکا حال متغیر ہوا حضرت زینب اور کلثوم اور فرزندان معصوم اور سب گھر کے لوگ
اُسوقت بیقرار اور رنج والم سے اشکبار تھے آدھی رات کے وقت حضرت
امام حسن علیہ السلام نے حضرت امام حسین علیہ السلام سے فرمایا کہ اے
بھائی مین نے بہنون اور فرزندون اور گھر کے سب خرد وکلان کو تمھارے
سپرد کیا اور تمکو خدا کو سونپا یہ کہا اور کلمۂ شہادت زبان پر جاری ہوا
یک بیک اس سراے فانی سے طرف عالم جاودانی کے رحلت فرمائی
قَالُوْٓا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ اب حضرت امام حسین علیہ السلام کی بیکسی اور
تنہائی کیونکر بیان کیجاوے کہ دل وجگر شق ہوا جاتا ہی اور خیال کرنے سے

رونا آتا ہی بار بار بھائی کی نعش کے پاس آتے اور کہا ان بیقراری سے فرماتے تھے مولفہ

آپ نے نوش کیا زہر ہلاہل بھائی	اسکے صدمے کو تو جانے ہی مرا دل بھائی
خود تو جنت کو گئے اور ہمین تنہا چھوڑا	آپکے ہجر مین جینا ہو مشکل بھائی
کچھ تو بتلاؤ رہ ملک عدم کی خوبی	قطع کرنی ہے ہمین بھی یہی منزل بھائی
زہر کسنے دیا اور کسنے کیا کام تمام	کونسا آپکا پیدا ہوا قاتل بھائی
گل رخسار ترا یاد جو کرتا ہون ذرا	رونا آتا ہے مجھے شکل عنادل بھائی
یک بیک چھوڑ دیا ہم جگر افگارون کو	دور کی راہ چلے خوب یہ منزل بھائی
دمبدم جبکہ تصور ترا آتا ہی مجھے	مضطرب ہوتا ہون مین صورت بسمل بھائی

بیت محمد عربی پر درود اور سلام — حسین ابن علی اور آل پر ہو تمام

حضرت امام حسینؑ کا مدینہ منورہ سے مکہ معظمہ مین آنا اور حضرت مسلم کا کوفہ کو روانہ فرمانا

اب یہان سے ماجرائے ہوش ربا اور واقعۂ جگر گداز قیامت نما یعنی احوال شہادت شہنشاہ کربلا بیان ہوتا ہی کہ جسکو سنکر رونگٹا رونگٹا آدمی کے بدن کا روتا ہے روایت ہی کہ جب یزید پلید بعد وفات اپنے باپ کے باشاہ ہوا اور تخت سلطنت پر بیٹھا اسنے ہر شہر اور اقلیم مین اپنی بیعت کے واسطے نامے لکھے اور ایک نامہ ولید حاکم مدینہ کو اس مضمون سے لکھا کہ خلیفۂ روے زمین یعنی معاویہؓ نے اس عالم فانی کو چھوڑا

اور بجاے اُسکے مین حاکم مقرر ہوا پس حسینؑ ابن علی علیہ السلام اور عبداللہ
ابن عمرؓ اور عبد الرحمنؓ وغیرہم سے میری طرف سے بیعت لینا اور اگر
یہ لوگ انکار کرین تو فوراً ان سبکے سر کاٹ کر میرے پاس بھیج دینا اُس
زمانہ مین حضرت امام حسینؑ علیہ السلام اکثر اوقات رسُول مقبولؐ کے
روضۂ پُر نور پر جاکر تمام رات عبادت الٰہی مین بسر کیا کرتے تھے جب ولید
ولید بن عقبہ حاکم مدینہ کے پاس پہونچا حضرت امام حسینؑ علیہ السلام کو
سُنایا فرزند رسول مقبولؐ نے یزید کی بیعت سے انکار کیا ہو اسطے کہ یزید
فاسق اور فاجر اور ستمگار تھا اور بدستور قدیم روضۂ جد بزرگوار پر جاکر
حاضر ہوے اور وہان رات کو رسول مقبولؐ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو
خواب مین دیکھا کہ فرزند کا سر زانو پر رکھکر بدیدۂ تر فرماتے ہین کہ اے
نور العین دشمن تیری ایذا رسانی پر آمادہ ہین اور عنقریب تو میدان
کربلا مین بے یار و یادر اپنا گلا کٹائیگا اور ظالمون کے ہاتھ سے شہید ہوجائیگا
فرزند میرے یہ لوگ قیامت کے دن میری شفاعت سے محروم رہینگے
ماں باپ تیرے منتظر اور بہشت تیرے واسطے آراستہ ہو رہے ہین جسوقت
امام علیہ السلام نے یہ خواب دیکھا رضاے خالق پر دل کو مضبوط کیا اور شوق
شہادت دلمین پیدا ہوا پھر تو یکبارگی چوتھی تاریخ شعبان کی مدینہ منورہ سے
مکہ معظمہ کی تیاری کردی پہلے مادر پدر کے روضۂ منورہ پر جاکر کلمات خیر کے

فرمانے لگے پھر رسول مقبول کے روضۂ منورہ پر آئے اور کلمات خصوصت زبان پر
لائے بعد اسکے سب مدینہ والون سے رخصت ہوئے سبکو آپکی مفارقت کا رنج تھا
خصوصًا ام سلمہ کو بڑا الم تھا اور وقت تیاری سبکی زبان پر یہ جاری تھا ؎

کردۂ عزم سفر حفظ خدایا رتو باد	فضل حق از ہمہ آفات نگہدارتو باد

الغرض سبکو نالان اور گریان چھوڑکر مکہ معظمہ مین تشریف لائے جب یہ خبر
کوفہ والون کو پہونچی کوفیون نے باہم اتفاق کرکے آپکو لکھا کہ ہم مدد کیواسطے
جان و دل سے حاضر ہین اور حضور کی زیارت کے ایک مدت سے مشتاق
ہین جبکہ ایک سو پچاس خط اُن لوگون نے بھجوائے اور اکثر ایلچی بھی آئے
آپ نے اپنی طرف سے پہلے مسلم بن عقیل اپنے چچازاد بھائی کو روانہ فرمایا تاکہ
اُن لوگون کی وفاداری اور دوستداری ملاحظہ فرماین اور کیفیت وہان کے
لوگون کی مفصل لکھکر بھجوائین الغرض حضرت مسلم کوفہ مین پہونچے تو
مختار بن عبید کے گھر مین اترے اور بارہ ہزار آدمیون سے زیادہ نے
حضرت مسلم کے ہاتھ پر بیعت کی اور ظاہر مین سب نے اُنکے ساتھ محبت کی
جبکہ تیئس ہزار آدمیون کے قریب حضرت مسلم کی رفاقت مین جمع ہوے
اسوقت حضرت مسلم نے سارا حال اُن لوگون کا لکھکر امام علیہ السلام کے
حضور مین روانہ کیا اور لکھا کہ لوگ یہان کے میرے آنے سے بہت
خوش ہوے اور آپکے دیدار کے بہت آرزومند ہین اور ہر ایک شخص

اُنکی زیارت کی تمنا رکھتا ہی جب یہ نامہ حضرت مسلم کا امام علیہ السلام کے پاس آیا آپ نے بلا خوف وخطر ادھر ارادہ کوچ کا فرمایا اُدھر قضا و قدر نے کچھ اور ہی ماجرا دیکھا یعنی حضرت مسلم اور اُنکے دو فرزند اطفال خرد سال کو کوفیون نے شہید کر ڈالا۔ بیت

محمدؐ عربی پر درود اور سلام	حسین ابن علی اور آل پر ہو تمام

حضرت مسلم اور اُنکے فرزندون کی شہادت کا بیان

جب یہ خبر یزید پلید کو پہونچی کہ حضرت مسلم بن عقیل امام علیہ السلام کیطرف سے کوفہ مین تشریف لائے ہین اور ایک گروہ کثیر نے اُنکے ہاتھ پر بیعت کی ہی یزید پلید اس خبر کو سُنکر بہت آزردہ ہوا اور نعمان بن بشیر کو معزول کر بجاے اُسکے عبد اللہ بن زیاد حاکم بصرہ کو مقرر کرکے کوفہ کی طرف روانہ کیا اور لکھدیا کہ بہت جلد مسلم بن عقیل اور اُنکے یارون اور مددگارون کو شربت شہادت پلانا اور سب کوفہ والون کو میرے غضب سے ڈرانا چنانچہ عبد اللہ بن زیاد کوفہ مین آیا اور لوگون کو بہت دھمکایا اور حضرت مسلم کی جماعت کو پریشان کردیا روایت ہی کہ جب حضرت مسلم نے کوفہ کی مسجد مین نیت نماز مغرب کی باندھی تو آپکے ساتھ پانسو آدمی تھے اور جب سلام پھیرا تو ایک کو بھی نپایا القصہ حضرت مسلم تن تنہا رہ گئے نہ کوئی مونس نہ غمخوار کوفیون کی بیوفائی سے دل فگار

جسطرف کو جاتے راہ بتاتے تھے اور ابن زیاد بدنہاد کیطرف سے کوچہ بندی
ہوتی جاتی تھی حضرت مسلم جدھر دیکھتے تھے قضا سامنے نظر آتی تھی آخرکار
ایک عورت پیرزال طوعہ نام کا دروازہ آپکو نظر آیا اُسکے پاس تشریف
لیگئے اور پانی طلب کیا اُسنے پانی پلا دیا اور آپکا نام اور حسب نسب دریافت
کیا۔ آپ نے فرمایا کہ مین ایک شخص گرفتار رنج و محن غریب الوطن خاندان
نبوت سے ہون مسلم بن عقیل نام ہی امام حسینؑ علیہ السلام کا بھائی ہون
اگر مجکو اپنے گھر مین اس رات ٹھہرا دیگی تو خداوند تعالے تجکو بہشت
عطا فرماویگا اور اجر عظیم پاویگی اُس عورت فرخندہ خصال نے یہ حال سُنکر
آپکی تعظیم کی اور کہا بیت

رواق منظر چشم من آشیانہ تست	کرم نما و فرود آ کہ خانہ خانہ تست

شام کو اُس عورت کا بیٹا تیرہ دل گھر مین آیا اور مہمان کو ایک مہمان
عظیم الشان کی خدمت مین مصروف دیکھکر حال دریافت کیا اُسنے کہا
مسلم بن عقیل نے مجھسے پناہ چاہی ہی اور ابن زیاد بدنہاد کی فوج اُنکی
تلاش مین ہی سو مین نے اپنی سعادت سمجھکر پناہ دی اور گھر مین اوتارا
تاکہ اس مہمان کے طفیل خدا ے کریم میرے تئین اجر عظیم عطا فرماوے
وہ بکبخت یہ حال سُنکر سو رہا اور صبح کو جاکر محمد بن اشعث سے خبر کی
اُسنے ابن زیاد کے دربار مین جاکر کہا کہ مسلم بن عقیل طوعہ کے گھر مین

پوشیدہ ہین الغرض ابن زیاد بد نہاد کے حکم سے تین سو سوار اور ایک
اُسکے نائب کو لیکر محمد بن اشعث طوعہ کے مکان پر آیا اور سارے مکان کا
محاصرہ کیا حضرت مسلم نے جب یہ حال ملاحظہ فرمایا مصلّے پر سے اُٹھے اور
سلاح بدن مبارک پر آراستہ کرکے تلوار میان سے باہر نکالی اور رگ ہاشمی
جوش مین آئی اور مانند شیر ژیان دروازہ سے باہر آکر گروہ روباہ خصال پر
حملہ کیا اور ایک ہی حملہ مین بیست لوگون کو جہنم دکھا دیا جسطرف کو تلوار
پکڑکے حملہ کرتے تھے بس پانچ شقی برابر مرتے تھے اور کسیکو آپ پر
حملہ کرنے کی مجال نتھی الغرض وہ بے دین دور سے تیر چلاتے تھے اور
در و بام پر چڑھکر ایذا پہونچاتے تھے کہ ناگہان ایک پتھر آپکی پیشانی نورانی پر
ایسا لگا کہ تمام کپڑے خون مین تر بتر ہوگئے اسوقت آپ مکہ معظمہ کیطرف
منہ کرکے فرمانے لگے کہ اے حسینؑ ابن علی کچھ تمکو مسلم خستہ جگر کی بھی
خبر ہے کہ اُسپر کیا گذری افسوس میرا تو کوفیون نے یہ حال کیا
مگر آپکا خیال ہے اب کون قاصد ہی جو آپکو یہان آنے سے روکے افسوس
آپکو میرا حال کون دکھاوے اور میری خبر شہادت آپ تک کون پہونچاوے بیت

نہ قاصدے نہ صبائے بمرغ نامہ بری	کسے ز بیکسی ما نمے برد خبرے

کبھی باد شمال کو قاصد بناتے اور کبھی باد صبا سے یہ فرماتے تھے ؎

صبا بگلشن احباب من اگر گذری	اِذَا لَقِیْتَ حَبِیْبِیْ فَقُلْ لَہٗ خَبَرِیْ

الغصہ پھر تو گروہ اشقیا نے حضرت مسلم کو زخمون سے چور چور کر ڈالا یہانتک
کہ طاقت حملہ کرنے کی باقی نرہی آپ نے ایک دیوار سے تکیہ کیا اور
قیام رہو بیٹھے کہ اسی حالت مین ایک شقی نے آپکے چہرۂ نورانی پر ایسی
تلوار ماری کہ لب مبارک اوپر کا کٹ گیا آپ نے اسی حالت مین اپنی
تیغ بیدریغ سے اسکو جہنم پہونچایا پھر تو حضرت علی کے چاند پر ظلم کی
گھٹا چھائی اور چارون طرف سے نیزہ و شمشیر کا مینھ برسنا شروع ہوگیا
جبکہ حضرت مسلم نیم جان ہوگئے اور دم واپسین باقی رہا اسوقت اشقیا
آپکو اٹھاکر ابن زیاد بدنہاد کے پاس لائے اس بدبخت نے تیسری تاریخ
ذیحجہ کو سر مبارک تن سے جدا کیا اور یزید پلید کے پاس شہر دمشق مین
بھجوادیا اور ہانی کو سولی پر چڑھایا قالوا انا للہ وانا الیہ راجعون اب
اس غربت اور تنہائی مین تن بے سر کی کون تجہیز و تکفین عمل مین لائے
اور کون حضرت امام علیہ السلام کو خبر شہادت پہونچائے اور شہر کوفہ مین
کون آپکے غم مین آنسو بہائے الغرض خود تنہائی اور بیکسی آپکی نوحہ
روتی تھی اور بزبان حال یہ کہتی تھی **مولف**

ہائے مسلم یہ جوانی تیری	قدر لوگون نے نجانی تیری
شہر کوفے مین نہین کوئی ترا	موت اسطرح تھی آنی تیری
تو تو تھا مالک کوثر شاہا	قہر ہی تشنہ دہانی تیری

تو نہین اور رہی ہی باقی	خلق و عالم مین کہانی تیری
تو تو دنیا سے گیا سوے جنان	دونون لڑکے ہین نشانی تیری

حضرت مسلم کے فرزندون کی شہادت کا بیان

جب کہ حضرت مسلم نے شہادت پائی اُسکے بعد ابن زیاد بدنہاد نے شہر کوفہ مین منادی کرائی کہ مین نے سُنا ہی کہ مسلم کے دو پسر صغیر اس شہر مین روپوش ہین جو کوئی اُنکے سر کاٹ کر لاویگا وہ بہت انعام پاویگا اور جسکے گھر مین وہ روپوش ہونگے اُسکا گھر لوٹا جاویگا اور وہ شخص جان سے مارا جاویگا پس اس منادی کو سُنکر تمام شہر مین تلاش ہونے لگی دونون صاحبزادے دوستدار اہل بیت قاضی شریح کے گھر مین پوشیدہ تھے قاضی نے دونون یتیمون کو اپنے سامنے بلایا اور اُنکو دیکھکر قاضی اپنی آنکھون مین آنسو بھر لایا محمد اور ابراہیم دونون صاحبزادون نے جو قاضی شریح کو روتا پایا بہت غمگین ہوے اور رونے کا سبب پوچھا اُسنے حضرت مسلم کی شہادت کا حال بیان کیا یہ سُنکر دونون آپسمین دست و بغل ہوکر رونے لگے بعد اُسکے قاضی شریح نے حال منادی کا سُنایا اور کہا اے فرزندان تیم مصلحت یہ ہی کہ مین تمکو ایک قافلہ کے ساتھ مدینہ کو پہونچا دون جب شام ہوئی قاضی نے اپنے لڑکے کو ساتھ کرکے کہا کہ دروازہ عراقین سے ایک قافلہ مدینہ طیبہ کو جاتا ہی وہان

جاکر کسی مرد صالح اور نیکبخت کے سپرد ان دونون شہزادون کو
ہوشیاری سے کر دینا پسر قاضی اسد نام دونون کو ہمراہ لیکر مقام پر
آیا کہ ناگہان قافلہ کوچ کر گیا تھا اور گرد قافلہ سامنے سے معلوم ہوتی تھی
پسر قاضی نے کہا کہ دوڑو اور جلد جاکر قافلہ سے مل جاؤ یہ تو راہ بتلاکر
ادھر آیا اُدھر قضا و قدر نے یہ ماجرا دکھایا کہ رات کا وقت تھا دونون
یتیم راہ بھول گئے قضارا ابن زیاد بدنہاد کے پیادے دونون شہزادونکو
پکڑکے کوتوال شہر کے پاس لائے کوتوال نے ابن زیاد بدنہاد کو خبر کی
اُسنے دونون کو قید خانہ مین بھیجدیا اور اُنکی مظلومی اور بیکسی پر رحم
نکیا داروغہ قید خانہ کا ایک مرد مسلمان پرہیزگار مشکور نام بہت دنتک
اہلبیت اطہار تھا دونون کو گلے سے لگاکر بہت رویا اور دلاسا اور
تسلی دیکر وہان بٹھایا جب رات ہوئی اپنے ہمراہ لیکر دونون شہزادونکو
مقام قادسیہ کی راہ پر لایا اور اپنی انگوٹھی بطور نشانی کے دیکر کہا کہ
مقام قادسیہ مین پہونچکر میرے بھائی کو تلاش کرنا وہ تمکو مدینہ طیبہ تک
بلا خوف و خطر پہونچا دیگا یہ دونون مشکور سے رخصت ہوکر بیچارے
مصیبت کے مارے قضا سر پہ سوار خود پیادہ چلے جاتے تھے مگر
دائرہ قضا و قدر سے آدمی کب پانون باہر رکھ سکتا ہی دونون مسافر
ملک عدم تمام رات راہ چلے اور جب صبح ہوئی تو اپنے تئین اُسی مقام

پایا کہ جہان شکور نے پہونچایا تھا پھر تو خوف کے مارے ایک پرلے
درخت کے بیچ مین جو اندر سے خالی تھا چھپ رہے اور حضرت زکریا طرح
رضا و تسلیم پر ثابت قدم رہے جبکہ روز روشن ہوا ایک لونڈی آفتابہ لیکر
اُس درخت کے قریب جو چشمہ تھا وہان آئی اور دونون نونہالان باغ
نبوت کو دیکھکر پوچھا کہ تم کون ہو دونون یتیمون نے رونا شروع کیا اور
آواز دوستدار سُنکر اپنا حال تمام بیان کر دیا وہ لونڈی حضرت مسلم کا نام
سُنکر مضطر اپنی بی بی کے پاس آئی اور سارا ماجرا بیان کیا بی بی اُسکی
اہلبیت اطہار کے نام پر فدا تھی کہا جلد جا اور فوراً اُن دونون یتیمون کو
اپنے ساتھ لا لونڈی آئی اور بہت دلاسا دیکر دونون کو اپنے ساتھ
لائی اُسکی بی بی نے اِس خوشی مین اُس لونڈی کو تو آزاد کیا اور خود
دونون شاہزادون کی خدمتگزاری مین مصروف ہوئی اور مادر
مہربان کیطرح کہتی تھی کہ اے بیکسان مظلوم و اے فرزندان معصوم
مین تمھارے واسطے جان تک دریغ نکرونگی اپنے ہاتھ سے کھانا
پکاکر کھلایا اور ایک مکان علیحدہ مین دونون مظلومون کو سُلایا اور
رات کو اُس عورت کا شوہر جو مسلم کے فرزندون کی تلاش مین تھا گھر مین آیا
اور کھانا زہر مار کرکے سر شام سے سو رہا جب کہ آدھی رات کے قریب
گذر گئی بڑے بھائی نے چھوٹے بھائی کو جگایا اور کہا اے بھائی اب

وقت سونے کا نہیں ہے بلکہ مقام بیداری ہے ابھی میں نے حضرت احمد مجتبیٰ
محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا ہے کہ آپ روضۂ
بہشت میں حضرت علی مرتضیٰ اور فاطمہ زہرا کے ساتھ پھر رہے ہیں اور
ہمارا باپ بھی وہاں موجود ہے اور ہم دونوں بھائی بھی حاضر ہیں جسوقت
جناب رسول مقبول کی نظر ہم دونوں پر پڑی آپ نے ہمارے باپ سے
فرمایا کہ اے مسلم تم خود چلے آئے اور اُن دونوں کو ظالموں میں چھوڑا
حضرت مسلم نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ وہ دونوں بھی میرے پیچھے
آتے ہیں بلکہ کل تک حاضر ہونگے پس اے بھائی اسوقت یقین کامل ہوا کہ
ہم دونوں بھائی بھی تن تنہا باپ کیطرح شربت شہادت نوش کرکے
جنت کو سدھاریں گے اور ہمکو بھی اشقیا گردن ماریں گے یہ کہکر دونوں
بھائی ایک دوسرے کے گلے میں ہاتھ ڈال کر ایسے چلائے اور اس
آواز دردناک سے روئے کہ حارث کبخت کی آنکھ کھل گئی عورت سے
پوچھا کہ آج گھر میں کون ہے عورت اُسکے جاگنے سے ڈر گئی اور کچھ
جواب نہ دیا تب اُس تیرہ دل نے خود اُٹھکر چراغ جلایا اور جہاں
یہ دونوں یتیم رو رہے تھے وہاں آیا دیکھا کہ دونوں دست بغل ہوکر
روتے ہیں پوچھا تم کون ہو وہ اُس گھر کو جائے پناہ سمجھے ہوئے تھے
بولے کہ ہم فرزندان مسلم مظلوم ہیں باپ کی جدائی کے سبب بہت مغموم ہیں

یہ شعر جارج بدبخت نے کہا ہے

یار در خانہ و ما گرد جہان میگردیم	آب در کوزہ و ما تشنہ لبان میگردیم

پس دونون کے گیسو سے عنبر بین جنکی خوشبو سے خطا اور ختن مست تھے پکڑے اور طرح طرح کی ایذا پہونچاتا ہوا گھر سے باہر لایا چنانچہ حال انکی شہادت کا اس نظم سے پیدا اور انکا درد و غم ہر ایک شعر سے ہویدا ہی مولف

پکڑ کے لایا جو مسلم کے وہ پسر دونون	تو انکے حال پہ روئے شجر حجر دونون
کہا یہ بی بی نے آکے کہ کیا یہ کرتا ہے	یہ بے وطن ہین غریب اور بے پدر دونون
نہ سر پہ باپ کا سایہ نہ مان یہان انکی	نہ کیجو قتل کہ ہین بے دل و جگر دونون
نہ پھول دولت دنیا پہ چھوڑ دے انکو	نہال گلشن ہستی کے ہین ثمر دونون
ذرا تو چہرے کو دیکھ انکے کیا ہی نورانی	خجل ہین جس سے کہ خورشید اور قمر دونون
خدا کیواسطے کر رحم انکے حال پہ تو	کہ اپنے حال پہ خود ہین یہ نوحہ گر دونون
کہا یہ بی بی سے اُسنے کہ مین نچھوڑونگا	مجھے دلا ئینگے حاکم سے سیم و زر دونون
تجھے خبر نہین کمبخت مین نے حاکم سے	کیا ہے وعدہ کہ لاؤنگا انکے سر دونون
پکڑ کے بال گھسیٹا جو اُن غریبون کو ق	تو بولے ہوکے پریشان وہ سر بسر دونون
کہ اے شقی یہ ستم ہم پہ کب روا ہی تجھے	کہ ہم غریب ہین کوفہ مین بے پدر دونون
غرض نہ اُسنے سُنی انکی نالہ و فریاد	اگرچہ پانون پہ رکھتے تھے اپنے سر دونون
لب فرات جو دونون کو لایا وہ ظالم	تو اُنکی آنکھون مین پھر آگئے جگر دونون

بھوین چڑھا کے جو اسنے ماتھون پہ کھاری
جھکائے خود سے دونون نے اپنی سر دونون

جو آب تیغ کو دیکھا تو خوف کے مارے
برنگ موج لپٹتے تھے ہمدگر دونون

لگائی تیغ جو دندان لب پہ ظالم نے
تو خون مین ڈوب گئے لعل اور گہر دونون

برنگ ماہی بے آب تھے کنارے پہ
کہ ایک غرق نہ دریا مین ہو مگر دونون

شفق نے دونون کے سر تیغ تیز کے کھائے
وہ ایک گھاٹ سے اترے بچشم تر دونون

جو تشنہ پانی مین پھینکی تو ہو کے موج بغل
عدم کی راہ چلے صورت گہر دونون

لیا فرات نے دونون کو کھول کر آغوش
کہ بحر جس پہ لطافت کے تھے گہر دونون

حباب وار وہ پانی پہ جاتے تھے جسدم
تو اُنکے حال پہ روتے تھے بحر و بر دونون

تری کی راہ چلے جب وہ خشک لب صوفی
تو پہونچے باپ کے نزدیک بیخطر دونون

حضرت امام حسین علیہ السلام کا مکہ معظمہ سے کوفہ کیطرف کوچ فرمانا اور حُر کی حراست سے کربلا مین آنا

راوی لکھتا ہے کہ جس روز وہان کوفہ مین حضرت مسلم نے شربت شہادت نوش فرمایا اُسی روز یہان فرزند ساقی کوثر یعنے امام علیہ السلام نے ارادہ سفر کوفہ کا ٹھہرایا پس منع کیا عبداللہ ابن عباس اور عبداللہ ابن عمر اور جابر اور ابو سعید خدری اور ابو واقد لیثی نے آپکو اس سفر سے اور اکثر عزیزون اور اقاربون کو کمال فکر ہوئی اور حضرت عبداللہ ابن عباس نے بہت اصرار کیا اور کہا اے نور دیدۂ

قبول و اے لخت جگر رسول حال اہل کوفہ کی بیوفائی اور کج ادائی کا
حضرت علی علیہ السلام کے وقت سے آج تک آپکو اچھی طرح معلوم ہی
آپ نے فرمایا کہ قریب ڈیڑھ سو خط کے میرے پاس اُن لوگون کے آئے
اور علاوہ اُنکے میرے بھائی مسلم بن عقیل نے بھی لکھا ہی اور وہ لوگ
بظاہر میرے رشد اور ہدایت کے طالب ہین کسطرح نجاؤن اور کیونکر
امر ہدایت عمل مین نہ لاؤن پس جناب حضرت امام حسین علیہ السلام نے
اُنکے منع کرنے کو نہ مانا اور فرمایا کہ مین نے اپنے باپ علی مرتضیٰ کرم اللہ
وجہہ سے سُنا ہی کہ وہ فرماتے تھے کہ رسول مقبول نے فرمایا ہی کہ ایک
مینڈھے کے سبب سے کعبہ کی بیحرمتی ہوگی سو ایسا نہو کہ وہ مینڈھا
مین ہون اور میرے سبب سے کعبہ کی بیحرمتی ہو الغرض امام علیہ السلام نے
تیسری تاریخ ذیحجہ روز سہ شنبہ کو مع عیال و اطفال کے مکہ معظمہ سے
کوچ کیا اور حضرت فاطمہ صغرا کو بسبب بیماری کے ساتھ نلیا تمام یار
و اصحاب کبار زار زار روتے تھے اور کہتے تھے بیت

بسفر رفتنت مبارک باد	بسلامت روی و باز آئی

روایت ہی کہ آپکے ساتھ کل بیاسی آدمی تھے کہ وہ سب آپکے
عزیز و اقارب اور گھر والے تھے آپ منزل بمنزل طے کرتے ہوے
چلے جاتے تھے کہ راہ مین حضرت مسلم اور اُنکے فرزندون کی شہادت کی

خبر سُنی پس کوفیون کی بیوفائی سُنکر آپ نے پلٹنے کا ارادہ فرمایا اور قبیلہ
حضرت مسلم کے بھائی اور فرزندون نے اصرار کیا اور کہا بعد مسلم کے
اب ہمکو زندگی اچھی نہین معلوم ہوتی بلکہ کوفیون سے مسلم کے خون کا
بدلا لینگے یا خود بھی شہید ہوجائینگے حضرت امام علیہ السلام نے فرمایا
لَا خَیْرَ فِی الْحَیٰوۃِ بَعْدَکُمْ یعنے بعد تمہارے زندگی مین کچھ خوبی
نہین یہ فرمایا اور سیدھے عراق کیطرف روانہ ہوے راوی لکھتا ہے
کہ راہ مین حضرت امام علیہ السلام کو فرزدق شاعر ملا اُسنے آپکے
دست مبارک کو بوسہ دیا آپ نے پوچھا کہ کوفیون کی کیا کیفیت ہے
اُسنے عرض کیا کہ دل اُنکے آپکے ساتھ ہین اور اُنکی تلوارین بنی اُمیہ کے
ساتھ ہین اور اللہ جو چاہے سو کرے اُسکی تقدیر سے چارہ نہین آپنے
فرمایا سچ ہے حرف تقدیر مٹ نہین سکتا جبکہ کوفہ دو منزل رہگیا حُر بن
ریاحی مع ایک ہزار سوار کے آملا اور ابن زیاد بدنہاد کے حکم سے
آگاہ کیا اور عرض کیا کہ مجکو حکم ہے کہ جہان امام علیہ السلام ملین اُنکو
گرفتار کرلینا ایسا نہو کہ اور کسی طرف کو چلے جائین آپ نے فرمایا کہ
اہل کوفہ کے اکثر خطوط میرے پاس موجود ہین اگر تم لوگ اپنے اقرار اور
قول پر قائم رہو تو مین چلون ورنہ پلٹ جاؤن حُر نے جواب دیا مجکو
واللہ اس حال کی خبر نہین اور نہ مین آپکو چھوڑ سکتا ہون الغرض حُر نے

آپکو روکا اور آپ بحکم قضا و قدر حُر بن ریاحی کے ساتھ ہوئے یہانتک
کہ حُر آپکو میدان کربلا مین لایا پس امام علیہ السلام بمشیت الٰہی دوسری
محرم کو میدان کربلا مین آئے اور وہان کی اُداسی اور جنگل بیابان کی وحشت
دیکھکر اُس زمین کا نام پوچھا لوگون نے عرض کیا کہ یا ابن رسول اللہ اس
زمین کو کربلا کہتے ہین آپ نے فرمایا کہ میدان کرب و بلا یہی ہے یہ کہا اور فرمایا

گر نام این زمین بقین کربلا بود	اینجا نصیب ماہمہ کرب و بلا بود

ترجمۂ طبری وغیرہ مین لکھا ہے کہ جب امام علیہ السلام میدان کربلا مین
پہونچے حُر نے بطریق خیر خواہی عرض کیا کہ ابن زیاد بدنہاد کی فوجین
برابر پہونچتی جاتی ہین آپ کوچ کرکے شباشب اور کہین تشریف لیجایئے
چنانچہ حضرت امام حسینؑ علیہ السلام نے وہان سے کوچ کرکے تمام رات
قطع مسافت کی صبح کو جو دریافت فرمایا تو وہی زمین کربلا کی موجود تھی
اور بعض روایتون مین ہے کہ اسیطرح سات بار اتفاق ہوا آخر کو یہانتک
نوبت پہونچی کہ اونٹون کو مارتے تھے اور وہ اپنی جگہ سے قدم
نہ بڑھاتے تھے اور جہان میخ گاڑتے تھے یا درخت سے لکڑی توڑتی تھے
وہان سے خون کا فوارہ جاری ہوتا تھا آخر حضرت امام علیہ السلام نے
راضی برضاے الٰہی ہوکر فرمایا کہ جگہ وعدہ کی اور ہمارا مقتل یہی ہے عورات
اور ننھے ننھے بچون کا دلمین خیال آیا اور آپ نے سبکی طرف دیکھکر فرمایا

غزل مؤلف

ہی مقام ابتو یہی اب نہین منزل باقی
پوری یان ہوگی جو ہوگی ہوس دل باقی

اس زمین سے نہین جائیگا حسینؑ ابن علی
کھول ڈالین ہجو رہی ہو کوئی محمل باقی

سب میرے سامنے اس دشت مین ہونگے شہید
مین ہون رونے کے لیے بے جگر و دل باقی

بعد میرے نہین رہنے کا کوئی رونے کو
ہان رہینگے فقط اک عابد بیدل باقی

تیغ دشمن سے کھلینگے میرے عقدہ لاکھون
اب نہین رہنے کی کوئی میری مشکل باقی

مین ہون گلزار جہان کے لیے مانند بہار
میرے دم تک ہی یہ سب شور عنا دل باقی

ہوگئے قتل حسین ابن علی اے صوفی
شمع خاموش ہوئی اور ہی محفل باقی

پس امام حسینؑ علیہ السلام کے ہمراہیون نے اُسی جگہ خیمہ اہلبیت اطہار کا ریگستان مین استادہ کیا اور تمام اسباب وہان کھول دیا روایت ہے کہ جب امام علیہ السلام کربلا مین پہونچے تو وہان کے گرد و غبار اور بھائی کی پریشانی اور بے سروسامانی کو دیکھکر حضرت کلثوم نے پوچھا اے بھائی یہان میرے دلکو کمال بیقراری اور اضطراری ہی اور جب آپکے گیسوے معنبر غبار آلودہ دیکھتی ہون اور بھی زیادہ پریشان ہوتی ہون یہان سے جلد کوچ فرمایئے اور ہمکو کسی اور طرف پہونچایئے آپنے حضرت کلثوم کو کلمات صبر و رضا کے تلقین فرمائے روایت ہی کہ ابن زیاد بدنہاد نے

کربلا مین ایک خط حضرت امام حسین علیہ السلام کے پاس اس مضمون کا
بھیجا کہ یا تو یزید سے بیعت کیجیے یا آمادہ جنگ و جدال ہو جائیے جبکہ امام
علیہ السلام نے یہ خط پڑھا زمین پر پھینک دیا اور ایلچی سے فرمایا کہ میرے
پاس اسکا کچھ جواب نہین ہے ایلچی ابن زیاد بدنہاد کے پاس گیا
وہ یہ سنکر غضبناک ہوا اور فوج کو جمع کیا اور فوج کا سپہ سالار
عمر ابن سعد کو بنایا عمر ابن سعد نے امام علیہ السلام کے مقابلہ سے انکار کیا
اسوقت ابن زیاد بدنہاد نے حکم دیا کہ یا تو امام علیہ السلام سے لڑنے کیواسطے
جایا حکومت ملک ری کی چھوڑ دے اس تیرہ رائے نے ری کی حکومت
اختیار کی اور بسبب طمع دنیا کے شہنشاہ دین کے مقابلہ کو فوج کا
سپہ سالار بنکر آیا اور ابن زیاد برابر لشکر جمع کرتا تھا اور عمر سعد کے پاس
بھیجتا جاتا تھا یہانتک کہ جمع ہوئے بائیس ہزار سوار اور پیادے اور
گھیر لیا نہر فرات کو تاکہ امام علیہ السلام کو ایک ایک قطرہ آب سے ترسا دین اور
اہلبیت اطہار اور ذریت احمد مختار مطلق پانی نہا دین روایت ہے کہ ابن سعد
مع لشکر ساتوین تاریخ محرم کو کربلا مین پہونچا اور فرات کے کنارے اترا
اور امام تشنہ کام کے لوگون پر پانی بند کر دیا ننھے ننھے بچے پیاس کے مارے
بیتاب ہوے جاتے تھے اور مثل ماہی بے آب تڑپتے تھے اور پانی
میسر نہ آتا تھا اسوقت بریر ابن خضیر ہمدانی رفیق امام تشنہ کام عمر ابن سعد کے

پاس گئے اور سلام نکیا اُسنے کہا کہ اے بربر ہمدانی سلام رسم اسلام اور سنت جناب خیر الانام ہی تمنے کسلوسطے ترک کیا۔ کیا مجکو مسلمان نہ سمجھا اُنھون نے جواب دیا کہ واسے اوپر اس اسلام کے کہ فرات ایک دریا ہے کہ جس سے چرند اور پرند سب سیراب ہوتے ہین اور تم اہلبیت اطہار اور ذریت احمد مختار کو ایک ایک قطرہ آب سے ترساتے ہو اور پھر اپنے تئین مسلمان ٹھہراتے ہو اُسنے جواب دیا کہ یہ سچ ہے مگر حکومت ملک ری مجھسے نہین چھوڑی جاتی ہے **راوی لکھتا ہی** کہ ساتوین محرم سے دسوین محرم تک اہلبیت اطہار نے ایک قطرہ پانی کا نپایا اطفال شیر خوار ماؤن کی گودیون مین مثل ماہی بے آب سسکتے اور پانی کا نام زبان پر نہ لاسکتے تھے بعض سکتے کے عالم مین خاموش اور بعض شدت تشنگی سے بیہوش تھے اُن سب مین حضرت علی اصغر طفل شیر خوار شدت تشنگی سے بہت بیقرار تھے۔ **بیت**

درزمین کربلا ازبس کہ قحط آب بود	آب درچشم یتیمان گوہر نایاب بود

راوی لکھتا ہی کہ شدت تشنگی کے سبب زبان خلف ساقی کوثر مالک بحر و بر کی سوکھکر کانٹا ہوگئی تھی اور اشارات سے گفتگو فرماتے تھے

افسوس صد ہزار افسوس نظم

افتاد رایت وصف پیکار کربلا	لب تشنہ صید وادی خونخوار کربلا

پژمردہ غنچہ لب میگونش از عطش — وز خونش آب خوردہ خس و خار کربلا
لخت جگر نوالۂ طفلان بے پدر — وز آب دیدہ شربت بیمار کربلا
با تم فگندہ رحل اقامت دمیگہ خاست — بانگ رحیل قافلہ سالار کربلا
گویم چہ سرگذشت شہیدان کہ ہست چرخ — از خون نوشتہ بر در و دیوار کربلا
افسانۂ کہ کس نتواند شنید نش — یارب برا ہلبیت چہ آمد زدید نش

امام تشنہ کام کا خیمہ و خوب مین ستادہ اعدا قتل کرنے پر آمادہ نکوئی مونس نہ مددگار نہ یار نہ غمخوار چنانچہ راوی لکھتا ہی کہ کربلا مین امام تشنہ کام تلاوت قرآن مجید مین مصروف تھے اور چشم مبارک سے بے اختیار آنسو جاری تھے کسی شخص نے آپکو دیکھکر آپکا حال پوچھا آپ نے فرمایا کہ مین ایک مسافر غریب الوطن مبتلاے رنج و محن ہون کوفیون نے خط لکھکر باصرار تمام مجکو بلایا ہی اور آپ ہی بلا وجہ میرے خون کے پیاسے ہین حیران ہون کہ کیا کرون اور کیونکر اُنکے ظلم سے نجات پاؤن نظم

کشتی شکست خوردۂ طوفان کربلا — در خاک و خون فتادۂ میدان کربلا
گر چشم روزگار بروفاش میگریست — خون میگذشت از سر ایوان کربلا
از آب ہم مضایقہ کردند کوفیان — خوش داشتند حرمت مہمان کربلا
بودند دیو و دد ہمہ سیراب و می مکید — خاتم ز قحط آب سلیمان کربلا

روایت ہی کہ جب اعداے بے دین نے فرزند ساقی کوثر کے اطفال

خرد سال اور رفقاے فرخندہ خصال پر پانی بند کیا اور شدت تشنگی سے
کسیکو بات کرنے کی طاقت نرہی اوقت امام تشنہ کام نے ابن سعد شقی کو
یہ لکھا کہ تین کامون مین سے ایک کام کر یا تو مجکو چھوڑدے کہ مکہ معظمہ کو
چلا جاؤن یا اجازت دے کہ اپنے بال بچون کو کسی اور شہر مین
لے کر نکل جاؤن یا یزید کے پاس بھیجدے کہ وہ میرے حق مین
جو چاہے سو کرے چنانچہ ابن سعد نے یہ حال ابن زیاد بدنہاد کو لکھا
اُس مایۂ فساد نے کہلا بھیجا کہ اگر امام تشنہ کام بیعت قبول کرین تو بہتر
ورنہ بہت جلد قتل کرڈالنا کہ مین نے تجکو لڑائی کے واسطے بھیجا ہی ہے صلح
کرنے کو چنانچہ ابن سعد شقی نے کہلا بھیجا کہ یا تو آپ یزید کی بیعت کیجیے
یا سامان جنگ درست فرمائیے یہ جواب سنکر امام علیہ السلام کو یقین
ہوا کہ یہ لوگ میرے قتل پر آمادہ ہین اب اپنا سر ہی اور دشمن کا خنجر
ظاہر مین تو آپ یہ باتین اتمام حجت کے واسطے فرماتے تھے مگر باطن مین
شوق شہادت دامنگیر حال تھا نہ جان جانے کی پروا نہ سر کٹنے کا
خیال تھا بعد اسکے حضرت امام حسین علیہ السلام نے تمام رفقا اور اعزا
کو طلب فرماکر کہا کہ اے لوگو مین آج تمکو بخوشی خاطر رخصت کرتا ہون اور
اجازت دیتا ہون کہ تم مین سے جسکا جہان جی چاہے بے تکلف چلا جائے
میرے لیے اپنی جان نہ گنوائے اور جو حق خدمت گزاری اور تابعداری کا تھا

وہ تم سب لوگ بجا لائے میرا خالق اکبر تمسے راضی اور میرا جد پیغمبر تمسے
راضی ہوا اور میری ماں فاطمہ اطہر تمسے خوشنود ہی آج پنجہ ظلم مین اسیر ہون
تم سبکو نہین چاہتا کہ میرے ساتھ اپنا گلا کٹاؤ اور اپنا حال زار مجھکو دکھاؤ
یہ سنکر تمام رفقا اور اعزا جو جان نثار اور عاشق زار تھے زار زار رونے لگے
اور کہنے لگے دین اور دنیا کی دولت اور آخرت کی نعمت تو حضرت کے
قدمون کے تلے ہی ہم یہ قدم چھوڑ کر کہان جائینگے اور بغیر آپکے
کیا خاک زندگی کی حلاوت اٹھائینگے **غزل مولف**

یہ قدم چھوڑ کے افسوس کدھر جائینگے ہم — آپ سے پہلے تو اس دشت مین مر جائینگے ہم
رو برو آپکے ہر وقت رہینگے حاضر — دور آنکھون سے اگر شکل نظر جائینگے ہم
تشنہ لب ساقی کوثر سے ملینگے جاکر — شمع سان بزم سے با دیدۂ تر جائینگے ہم
ہم سبکسار ہین اور خلد برین ہی مسکن — بوے گل کیطرح دنیا سے گذر جائینگے ہم
ایک شب کے لیے آئے تھے برنگ شبنم — صبح کو باغ سے اے باد سحر جائینگے ہم

حال شب شہادت

اب شب دہم کا حال پر ملال بیان کیا جاتا ہی کہ وہ رات جسکی
صبح کو قیامت صغرا قائم ہوگی کیسی رات تھی یعنی رات کی اداسی دل
یتیم سے سوا اور سیاہی اسکی بخت عاشق کیطرح ہویدا تھی آسمان روے
ماتمی پہنکر خیال سحر سے لرزان آفتاب ماتم کدۂ مغرب مین اشک ریزان

ماہ داغدار آسمان پہ اس بات کا امیدوار کہ آفتاب نہ نکلنے پاوے
ستارے دست بدعا کہ سحر کی نوبت نہ آوے ایک ایک ستارہ دیدہ
عاشق غم دیدہ کیطرح نمناک تھا رو ملائک آپس مین غمناک جنگل کے جانور
بیخورد و خواب آرائش وطیور اپنے آشیانون مین بیتاب میدان کربلا مین
ہوا کا سناٹا اور رہ رہ کا عالم جڑی بوٹی دیدہ حسرت سے خونبار اور پر غم
رسول مقبول مع گروہ انبیا دست بدعا علی مرتضی مع صفوف اولیا خواہ
سید الشہدا فاطمہ زہرا مع حوران خلد برین نذر فرزند پر آمادہ ماد رزوج الذی
مستقیم زیادہ وتان تو یہ حال یہان کا حال سننا چاہیے کہ کربلا مین
اہلبیت اطہار گرفتار پنجہ ظالمان خونخوار تین روز کے بھوکے پیاسے
اس رات شام سے سجادہ عبادت پر نگون سار تھے شوق شہادت
جو دامنگیر حال تھا تو اپنے جینے سے بیزار تھے خصوصاً خامس آل عبا مسافر
ملک اہل وغا یعنی امام تشنہ کام یاد الٰہی مین مشغول نہ اپنے سر کی خبر
نہ خنجر قاتل کا خیال شوق نظارۂ تجلیات مین مغلوب الحال اسی عالم
استغراق مین دیکھتے کیا ہین کہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم
مع گروہ ملائکہ میدان کربلا مین تشریف لائے اور امام تشنہ کام کو
اپنے سینہ سے لگا کر فرمایا کہ اے فرزند دلبند اعدا تیرے قتل پر آمادہ ہین
یہ لوگ قیامت کے دن میری شفاعت سے محروم رہینگے فرزند میرے سر شربت

صبر و استقلال موروثی کو ہاتھ سے نہ دیجیو اور نزدیک ہی کہ تو درجہ شہادت کا
پاوے اور کل تین دن کا بھوکا پیاسا میرے پاس آوے بہشت
تیرے لیے آراستہ ہو رہا ہے اور ماں باپ تیرے انتظار مین ہستادہ ہیں
یہ فرما کر حسین علیہ السلام کے سینہ فیض گنجینہ پر ہاتھ رکھا اور فرمایا
اَللّٰھُمَّ اَعْطِ الْحُسَیْنَ صَبْرًا وَّاَجْرًا بارخدایا میرے حسین کو صبر اور
اجر اس شہادت کا عطا فرما ارواح طیبات کا تو آپکے غم مین یہ حال
اب فرزندون کی مصیبت کا کیا حال لکھون کہ خیمہ اطہر مین بانوے
معصوم سر شک خون آنکھون سے بہاتی تھین زینبؑ و کلثوم بھائی کے
غم مین فرماتی تھین کہ پروردگار صبح کو ہم بیکسون پر کیا گذر جائیگی ننھے ننھے
بچے آغوش مادر مین سہمے جاتے تھے شدت تشنگی سے چلاتے تھے الغرض
جسوقت سپیدۂ سحر افلاک پر نمودار ہوا امام تشنہ کام کے لشکر مین غلغلہ
اَللّٰہُ اَکْبَرُ کا بلند ہوا فوج اشقیا مین طبل جنگ بجا آدھر تیمم سے نماز
پڑھنے کی تیاری اور کلمہ شہادت زبان پر جاری آدھر اعدا آمادۂ
جفاکاری اور تلوارون پر آبداری آدھر شوق شہادت دامنگیر حال
آدھر باغ زہرا کے تاراج کرنے کا خیال آدھر تمنائے وصال باری
آدھر سر تن سے جدا کرنے کی تیاری آدھر نمازیان تشنہ لب کو رتبہ
شہادت کی آرزو آدھر نبی زادے کے قتل کی گفتگو آدھر نمازمین اللہ اکبر

راز و نیاز آدھر طبل جنگ و قرنا کی آواز الغرض جسوقت امام تشنہ کام نماز صبح سے
فارغ ہوے عمامہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سر مبارک پر رکھا پٹکا
حسن مجتبی کا کمر سے باندھا اور ذوالفقار حیدر کرار ہاتھ مین لیکر خیمہ سے باہر سب سے
پہلے رخصت ہونے کو آئے اور کلمات رخصت کس طرح زبان پر لائے مولف

شاہ خیمہ مین جا کر کہا ہے آج رخصت ہے میری جان سے	میرا اللہ سر تمہارے آج رخصت ہے میری جان سے
چھوڑتا ہون مین تمکو خدا کے گھر مین میری ہونا نہ غمگین	تن دشمن ہے اور ہے سر آج رخصت ہے میری جان سے
شاق ہر دلپہ سبکے جدائی موت سے سخت ہین کھنچے لائی	بوا زینب سے کہتا ہے بھائی آج رخصت ہے میری جان سے
بعد میرے جو گذریگی تم پر شکر اس سب پہ کرنا برابر	کوئی مونس نہ اپنا یاور آج رخصت ہے میری جان سے
بولے عابد ہی بیمار تو ہی اور ان سبکا غمخوار تو ہی	بعد میرے خبردار تو ہی آج رخصت ہے میری جان سے

خیمہ اطہر مین شور قیامت برپا ہوا آپ نے سبکو رونے کی ممانعت فرمائی
حضرت کلثوم اور زینب جو بھائی کی عاشق زار تھین کہنے لگین کہ اے بھائی
اس کشتی آل محمد کے تو ناخدا تم ہو تم کہان جاتے ہو اور ہمکو کیون دریاے غم مین
ڈبواتے ہو بعد آپکے ہمارا کیا حال ہوگا اور ہم طوفان بلا سے کیونکر
نجات پائینگے اور ہم بیکس کہان جائینگے آپ نے سبکو کلمات صبر و تسکین کے
تلقین فرمائے اور خیمہ اطہر سے رخصت ہو کر باہر آئے گھوڑا سواری کیواسطے
منگوایا جسوقت گھوڑا سواری کا آیا سبکی طرف دیکھکر آنسو بھر لائے اور
میدان کارزار مین تنہا آئے پہلے لشکر اعدا سے مخاطب ہو کر بیان کیا

کہ اے لوگو ذرا اپنے دل مین غور کرو کہ جناب احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلے اللہ
علیہ وآلہ وسلم جنکا تم لوگ کلمہ پڑھتے ہو اُنکا مین کون ہون حضرت شیر خدا
علی مرتضیٰ جنکی ولایت کی تم سب لوگ قائل ہو وہ میرے کون ہین
کیا مین نواسا رسول خدا اور جگر پارۂ فاطمہ زہرا کا نہین ہون کیا مین
فرزند علی مرتضےٰ اور برادر حسن مجتبیٰ نہین ہون اے اہل عراق کیا
مین نے تم مین سے کسی کا خون کیا ہی جو میرے خون کے پیاسے ہو گیا تھا
کچھ مال و اسباب چھین لیا ہی جو ایذا رسانی پر تیار ہو ذرا غور تو کرو کہ
تمکو میرا خون میدان کربلا مین بہانا روا ہی یا نہین تم سب نے آپ ہی
مجکو دغا سے خطوط لکھ کر بلوایا اور اب آپ ہی میرے خون کے پیاسے
ہو گئے ہو اور فرات ایک دریا ہی کہ چرند پرند سب اُسکا پانی پیتے ہین
اور میری آل و اولاد کو تم لوگ ایک ایک قطرہ آب سے ترساتے ہو
اے قوم تبہ کار ہمارا کام ہدایت ہی ذرا خدا اور رسول سے ڈرو اور
میرے خون ناحق سے درگذرو یہ سب باتین سُنکر اُن اشقیانے
کچھ جواب نہ دیا تب آپ نے فرمایا کہ الحمد للہ مین نے حجت تمام کی اور جو
حق ہدایت اور نصیحت کا تھا وہ بجا لایا پس آپ لشکر مخالفین سے پھر کر
آئے اور راضی برضاے الٰہی ہو کر رفقا کو بُلایا اور ناچار جنگ و جدل کا
قصد مصمم فرمایا۔ روایت ہی کہ سید معصوم اور امام مظلوم نے گرد اگرد

خیمۂ اہلبیت اطہار کے خندق کھدوادی اور آپنے اس خیال سے
آگ روشن کرادی تاکہ دشمن خیمۂ مبارک تک نہ آئین اور عورات و اطفال
کو کچھ ایذا نہ پہونچائین پھر تو لڑائی کی تیاری ہوئی اور میدان کارزار
گرم ہوا شہزادۂ کونین حضرت امام حسین علیہ السلام نے سب سے پہلے
آپ ہی ارادہ میدان کا کیا رفقا نے عرض کیا کہ اے فرزند رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جبتک ہم لوگ زندہ ہین آپکو اپنے سامنے ہرگز فوج اشقیا کے
مقابلہ کے واسطے نجانے دینگے جب ہم سب لوگ شہید ہوجائینگے اُسوقت
آپکو اختیار ہی راوی لکھتا ہی کہ ہرچند دلاوران لشکر امام تشنہ کام
تین دن کے بھوکے پیاسے تھے مگر ہمت اور جرأت اور مردانگی اور
دلاوری مین ایک ایک شہرۂ آفاق تھا اور شربت شہادت کا مشتاق
چنانچہ جسوقت لڑائی شروع ہوئی تو ادھر لشکر امام سے ایک ایک لاد
رجزخوان باہر آتا تھا اُدھر کے سو سو پچاس پچاس شقی ملکر اُنکو شہید
کرتے تھے اور امام علیہ السلام خود لشکر اعدا مین تن تنہا جاتے اور اپنے
رفقا کی نعش خود اُٹھا کر لاتے تھے اور سرشک غم دیدۂ پرنم سے بہاتے تھے
جبکہ ایک دوسرے کے بعد برابر شہید ہوجانے لگے اور آپکے گھر والے اور
اعزا تک شہادت پانے لگے یہان تک کہ پچاس آدمیون سے زیادہ شہید ہوگئے
پھر تو چلا اُٹھے سید معصوم اور امام مظلوم کہ کیا کوئی فریادرس نہین ہی

جو اللہ کے واسطے آج ہماری فریاد کو پہونچے افسوس کیا کوئی بچانیوالا نہیں ہے جو آج حرم رسول اللہ کو بچاوے افسوس رسول مقبول کو قیامت کے دن یہ لوگ کیا جواب دینگے کہ میدان کربلا میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کلمہ پڑھتے جاتے تھے اور اپنے تئیں مسلمان ٹھہراتے تھے اور پھر قتل امام علیہ السلام پر آمادہ تھے کسقدر عذاب الٰہی سے بیخوف وخطر اور کیسے روز باز پرس سے نڈر تھے نظم

ترسم دمیکہ پرسش این ماجرا شود	دامان رحمت از کف مردم رہا شود
ترسم کہ در شفاعت امت بروز حشر	خاموش ازین گناہ لب انبیا شود
آہ از دمی کہ سر و لب تشنگان حسین	سرگرم شکوہ با سر از تن جدا شود
فریاد ازان زمان کہ ز بیداد کوفیان	ہنگام داد خواہی خیر النسا شود
باشد کہ از دامن محشر امید عفو	چون داد خواہ شافع روز جزا شود
کی باشد اینکہ گرم شود گیر و دار حشر	بیت تا داد اہلبیت دہد کردگار حشر

روایت ہی کہ یہ فریاد آپکی کچھ ہراس اور عدم استقلال کے سبب نتھی بلکہ محض اسواسطے تھی کہ دیکھیں اسوقت میں کون اس گروہ ناعاقبت اندیش سے باہر آتا ہی اور کون بارگاہ لم یزلی سے آج ہدایت پاتا ہی سو یہ دولت باسعادت روز ازل سے حر کے لیے امانت رکھی تھی یعنی آپکی بیکسی اور تنہائی دیکھکر اور آواز فریاد سنکر بیتاب ہوگیا

اور عنایت سرمدی نے اسکو چاہ ضلالت سے نکالکر امام علیہ السلام کا
جان نثار بنایا اور داخل شہدا کردیا سُبحَانَ اللہِ بِکَرَمِہٖ

حُر کی شہادت کا بیان

جبکہ حُر بن ریاحی مع اپنے بیٹے اور غلام اور بھائی کے امام
علیہ السلام کے حضور مین حاضر ہوا ہاتھ جوڑکر عرض کرنے لگا کہ اے
فرزند رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پہلے آپکی گرفتاری کیواسطے
یزید کی طرف سے مین ہی روانہ ہوا تھا اور آپکو بمشیت الٰہی میدان کربلا مین
لایا تھا اور آج اس گروہ بے دین سے سبکے پہلے آوازِ نثار جان نثاری کے
واسطے خاص مین ہی حاضر ہوا ہون اسصورت مین میری توبہ قبول
ہوگی یا نہین اور سخت نادم ہون کہ کل قیامت کے دن جناب رسولخدا کو
کیونکر صورت دکھاؤنگا اور جناب سیدۃ النساء فاطمہ زہرا کے حضور مین
کس منھ سے جاؤنگا اور جناب شیر خدا علی مرتضیٰ سے کیا معذرت
کرونگا آپ نے حُر کو اپنے گلے سے لگایا اور فرمایا کہ اے حُر توبہ تیری
خداوند تعالےٰ نے قبول فرمائی کل قیامت کے دن میرا جد پیغمبر خدا
تجھسے راضی اور میری ماں فاطمہ زہرا تجھسے خوشنود اور میرا باپ علی مرتضےٰ
تجھسے رضامند ہونگے انشاء اللہ تعالےٰ تو دل شاد رکھ کہ میری دوستی کے
سبب دنیا مین بُرائی سے اور عقبیٰ مین آتش دوزخ سے آزاد ہے پس

حُر بن ریاحی خوش ہوا اور گوہر جان آپکے قدم پر نثار کرنے لگا یعنے
امام علیہ السلام سے میدان کی اجازت طلب کی اور کہا کہ اے فرزند
رسول اگر میری توبہ قبول ہوگئی ہے تو اب اجازت میدان کی دیجیے
تاکہ یہ جان جو ہدیۂ حقیر ہی آپکے قدمون پر نثار کرون اور ان اعدائے
بے دین سے لڑکر اپنے دل کا حوصلہ نکالون آپ نے حُر کے ہمراہ سے
ناچار میدان کی اجازت دی جسوقت وہ رستم خصال دولت سعادت سے
مالامال ہوکر میدان کارزار مین آیا اور شمشیر آبدار کو عرصۂ گاہ قتال مین
چمکایا لشکر عمر سعد مین اُسکی مردانگی کی دھوم تھی اور اُسکی دلاوری
سبکو معلوم تھی وہ اشقیا اُسکے مقابلے سے ڈرتے تھے اور باہم متفق ہوکر
اُسکے شہید کرنے کی صلاح کرتے تھے آخر کو یہ نوبت پہونچی کہ جو کوئی
حُر کے مقابلہ مین آتا تھا وہ اُسکو ایک ہی وار مین جہنم پہونچاتا تھا
یہانتک کہ کشتون کے پشتے لگا دیے اور سبکو تیغ آبدار کے جوہر دکھادیے
بعد اُسکے حُر پھر کر امام علیہ السلام کے پاس آیا اور پیاس کا ذکر
زبان پر لایا آپ نے فرمایا کہ اے حُر قریب ہی کہ تو جام ساقی کوثر سے
سیراب ہوجاے اور اسی طرح تشنہ لب شہادت پائے حُر یہ مژدہ سنکر پھر
میدان کارزار مین آیا اور اکثر اشقیا کو جہنم پہونچایا اور لشکر مخالفین کو
درہم برہم کر عمر سعد شقی کے علم دار تک پہونچا چاہا کہ علم دار کا نشان

دنیا سے مٹا دے اور ایک ہی وار مین اُسکو گھوڑے سے گرا دے مگر
فوج اشقیا نے باہم متفق ہو کر اُس پر حملہ کیا اور چارون طرف سے تیرو
تلوارون کا منھ برسا دیا اور قصور ابن کنانہ نے حُر کے سینہ پر نیزہ مارا
کہ حُر کے زخم کاری لگا مگر اُس حالت مین بھی لڑنے سے قصور نکیا فوراً
قصور ابن کنانہ نے سر پر تلوار ماری کہ وہ مرد دو سرا پا قصور داخل
جہنم ہوا حُر نے اُسوقت جناب سید معصوم اور امام مظلوم کو آواز دی
آپ خود تن تنہا گھوڑا دوڑا کر حُر کے پاس تشریف لائے دیکھا کہ اعدا
حُر کو زخمون سے چور چور کر رہے ہین آپ وہان سے اُٹھا کر اپنے لشکر مین
لائے اور حُر کا سر اپنے زانوے مبارک پر رکھا اور اپنے دامن اقدس سے
اُسکے چہرے کا گرد و غبار صاف کرتے تھے کہ اتنے مین حُر آپکا جمال باکمال
دیکھتا ہوا عازم ملک بقا ہوا امام برحق اور آپکے گھر والے حُر کی وفاداری
اور جان نثاری کو یاد کر کے بہت روئے بعد اُسکے حر کا بھائی اور بیٹا
اور غلام باری باری سے امام تشنہ کام سے اجازت طلب کر کے
میدان کو سدھارے اور اُسی طرح دلاوری اور مردانگی دکھا کر
اعدا کے ہاتھ سے مارے گئے جناب سید الشہدا اور حضرت زینب
اور کلثوم کو حُر کی شہادت سے کمال ملال ہوا اور بھائی کے تنہا

رہ جانیکا بہت خیال ہوا

مستزاد در شہادت حُر از مؤلف

حُر یہ کہتا تھا کہ کچھ دور نہین باغ ارم — کرین آرام سے رم
دور البتہ ہو اگر دشت ایام سے یم — اسکا دل پر ہی الم
آب خنجر سے لب خشک کہین جاوے تر — حال سے میرا ابتر
میری آنکھون مین فقط پانی کے ہی نام سے نم — مدد اے ابر کرم
ایک دم رہنے کو دنیا مین نہین جا ہتا جی — نہین جینے کی خوشی
کیا کروں تنگ بہت آیا ہی اس دام سے دم — یان سے اُٹھتے ہین قدم
جوہر تیغ دکھاؤنگا صف جنگ مین جا — میرا رتبہ ہے بڑا
مین تو تلوار سے مشہور ہون اور جام سے جم — مجھسے لڑنا ہی ستم
بعد ہم سب کے نہین کوئی مددگار حسین — اور نکوئی یار حسین
سخت مشکل مین پڑے کثرت اوہام سے ہم — جاے کسطرح یہ غم
حُر نے اعدا سے کہا ڈرتے رہو مجھسے ذرا — مین ہون وہ مرد وغا
صف میدان مین نہین ہوتا ہی فرغام سے غم — تم ہو روباہ سے کم
مرتے دم حُر نے کہا نیک ہے انجام مرا — بن گیا کام مرا
مجکو امید تو تھی اس دل ناکام سے کم — پر خدا کا تھا کرم

روایت ہی کہ جب حُر سے وفادار نے بھی شہادت پائی تو اب لشکر امام برحق مین کوئی سوائے انیس آدمیون کے لڑائی کے واسطے

باقی رہا کہ وہ سب بھائی اور فرزند اور بھتیجے اور بھانجے تھے اُسوقت
امام مظلوم اور سید مغموم نے تن تنہا خود میدان کارزار کا ارادہ فرمایا
سب کے سب آکر قدمون پر گر پڑے اور عرض کرنے لگے اے فرزند رسول
آج آپکے سامنے ہم بھی شربت شہادت نوش فرماکر جنت کو جائینگے اور
زور ہاشمی ان اعدائے نابکار کو دکھائینگے آج ہمارے سر حضور کے
قدمون پر نثار ہونگے آج یہ میدان ہمارے خون سے لالہ زار ہونگے
امام علیہ السلام سبکی طرف دیکھ کر آنکھون مین آنسو بھر لائے اور فرمایا
کہ تم سبکا میرے سامنے شہید ہونا اور میرا اس بیکسی اور تنہائی مین
ایک ایک کے واسطے رونا عجب طرح کا صدمہ عظیم ہی۔ بیت

تم میرے سامنے اس دشت مین ہو جاؤ شہید	امین ہون رونے کو اک بیکس و دل باقی

آپ نے ذریات طیبات سے ایک ایک کو سمجھایا مگر سب آپ پر شیفتہ اور
جان نثار تھے کسیکے خیال مین نہ آیا آخر امام علیہ السلام نے دل کو تھام کر
سبکو میدان کی اجازت دی ایک دل اور ہزار صدمون مین مبتلا
ایک جان اور لاکھ طرح کی بلا الغرض پہلے سب سے حضرت عبداللہ
فرزند مسلم رخصت کے واسطے آئے امام علیہ السلام نے فرمایا کہ اے
عبداللہ تم یادگار مسلم بن عقیل ہو ہرگز میدان کو نجاؤ اور مجکو اپنے
فراق مین نہ رولاؤ انھون نے قدمون پر سر رکھا اور عرض کیا کہ آج

تو مجکو میدان کی اجازت دیجیے تاکہ اپنے باپ مسلم اور دونون بھائی
محمد اور ابراہیم سے جاکر بہشت مین ملون آپ نے چار وناچار
باصرار تمام رخصت کیا حضرت عبد اللہ صف کارزار مین آئے اور
شمشیر آبدار سے کشتون کے پشتے لگائے جو سامنے آتا تھا زندہ پھر کر
نجاتا تھا آخر کار سب نے یکبارگی حملہ کیا اور اُس صفدر میدان کو
نرغہ مین گھیر لیا حضرت عبد اللہ تین دن کے بھوکے پیاسے ضعف سے
نڈھال تھے دو چار زخم تلوار کے کھاکر اور بھی بیحال ہوگئے گھوڑے سے
فرش زمین پر گرے اور شربت شہادت پی کر جنت الفردوس کو
روانہ ہوئے امام علیہ السلام اُنکی نعش مبارک خیمہ مین اُٹھا کر لائے اور
بہت روئے بعد اُسکے جعفر بن عقیل اور اُنکے بھائی عبد الرحمن
بن عقیل میدان کارزار مین آئے اور داد شجاعت دیکر راہی جنت
ہوے اسیطرح نوبت بنوبت اور مرتبہ بمرتبہ امام علیہ السلام کے
سامنے بھائی اور بھتیجے برابر شہید ہوتے جاتے تھے اور آپ اُنکے فراق مین
آنسو آنکھون سے بہاتے تھے اور خیمۂ اہلبیت اطہار مین عجب طرح کا
شور قیامت برپا تھا بعد اُسکے حضرت زینب نے اپنے بیٹون کو اپنے
پاس بلایا اور فرمایا کہ بھائی مجکو تمسے زیادہ عزیز ہی آج مین تمکو بخوشی خلط
رخصت کرتی ہون اور میدان کارزار کی اجازت دیتی ہون

شوق سے جاؤ اور گوہر جان میرے بھائی کے قدمون پر نثار کرو کہ
وہ آج تن تنہا ہزار بلاؤن مین مبتلا ہے تم دونون صاحبزادے
مامون کے پاس جاؤ اور اجازت میدان کی چاہو یہ دونون صاحبزادے
پہلے ہی سے آمادہ تھے مان کے فرمانے سے اور زیادہ شوق شہادت
دلین پیدا ہوا امام تشنہ کام کے پاس آکر اجازت طلب کرنے لگے
امام علیہ السلام نے اُنکے شباب اور بہن کے اضطراب کو خیال کرکے
فرمایا کہ تم خیمۂ مبارک مین جاؤ اور یہ بات زنہار زبان پر نہ لاؤ آخرکار
دونون نے اصرار کیا اور بدقت تمام امام علیہ السلام سے رخصت لیکر پہلے
محمد بن عبد اللہ میدان مین آئے صف اعدا کو ایک ہی حملہ مین درہم وبرہم
کردیا جس طرف کو تیغ آبدار چمکاتے تھے دس پانچ کے برابر سر اوڑاتے تھے
ہر بار پیاس سے بیتاب ہوکر حضرت امام تشنہ کام کے پاس آتے اور
اَلْعَطَشَ اَلْعَطَشَ فرماتے تھے آپ ارشاد کرتے تھے کہ حضرت رسول خدا
اور علی مرتضیٰ تمکو بہشت مین پانی پلائینگے آخرکار یکبارگی شقیانے حملہ
کیا اور نیزہ اور تیر اور تلوار کا منھ برسا دیا محمدؑ بن عبد اللہ غش
کھاکر گھوڑے سے گرے اور جنت کو سدھارے بعد اسکے اُنکے بھائی
عون بن عبد اللہ بھائی کے انتقام کے واسطے مانند شیر ژیان اعدا
روباہ خصال پر آئے اور کمال شجاعت اور مردانگی دکھاکر تشنہ زبان

تا دیر اشقیا سے لڑتے رہے اور بہت زخم کھائے حق کیا قوت جسم
کیطرح خون مین نہائے اور برابر نیزہ و تیر کے زخم کاری اٹھائے
اسیوقت باغ جنت کو سدھارے حضرت زینب انکے فراق مین
روتی تھین اور فرماتی تھین نظم المولفہ

بھائی پر ہو گئے فدا دونون — حق مرا کر گئے ادا دونون
خون مین دونون نہائے لعل مرے — ہائے مجھسے ہوئے جدا دونون
حسن دونون کا مہر و مہ سے سوا — آہ ڈوبے شفق مین جا دونون
پاس تیرے جو بھیجے خوب ہوا — تھے امانت تری خدا دونون
لخت دل اشک چشم ہین مجکو — گوہر و لعل سے سوا دونون

حضرت قاسم علیہ السلام کی شہادت کا بیان

روایت ہی کہ بعد شہادت عون اور محمدؑ کے حضرت قاسم
ابن الحسن رضی اللہ عنہ امام حسین علیہ السلام کے پاس آئے اور
عرض کیا کہ اے عم بزرگوار اب مجکو بھی میدان کی اجازت ہو کہ
عزیزون کو داغ اٹھانے کی دلکو طاقت نہین اور ان سبکی مفارقت کے
سبب جان کو راحت نہین آپ نے حضرت قاسم سے فرمایا کہ بھائی حسن کی
نشانی ایک تم باقی ہو جسوقت کہ بھائی کی یاد آتی ہی تمکو دیکھکر تسکین ہو جاتی ہی
سو تم بھی رخصت مانگتے ہو مین اپنے جیتے جی تمکو کسطرح رخصت کرون اور کیونکر

نسبت اولاد حضرت امام حسن علیہ السلام

اجازت مرنے کی دون حضرت قاسم نے بہت اصرار کیا آپ نے
سر شک غم دیدۂ پُرنم سے گرائے اور مجبور ہو کر انکو بھی میدان کی
اجازت دی حضرت قاسم جسوقت رجز خوان میدان کارزار مین آئے
عمر وسعد شقی سے باواز بلند کہا کہ اے جفا کار تونے اہلبیت اطہار پر
پانی بند کیا حتی کہ عورات اور اطفال خرد سال شدت تشنگی سے مثل ماہی
بے آب بیتاب ہین اور تمام اعزا اور اقارب امام علیہ السلام کو شہید
کر ڈالا یہانتک کہ اس جماعت مین سے صرف ہم دو چار پریشان حال باقی
رہے ہین سو ہم بھی اب کوئی دم کے مہمان ہین اب بھی کہین اپنی ایذا رسانی پر
نظر کرا در جناب رسول مقبول کے عتاب سے در کہ دنیا مین
کوئی ہمیشہ نہین رہا ہی آخر بعد موت کے خدا اور رسول سے کام پڑیگا
اس شقی نے یہ سب سنکر جواب دیا کہ جبتک یزید کی متابعت نکیجیگا
ہمارے پنجۂ ستم سے رہائی نہ پائیگا آپ نے اسکی قساوت قلبی پر
نفرین کی اور شمشیر آبدار کو میان سے نکال کر فرمایا کہ اب کس پیادہ کے
سر پر اجل سوار ہی جو میرے سامنے آوے لشکر عمر وسعد آپکی بہادری سے
لرزان اور آپکی دلاوری سے ہراسان تھا کسی کو مجال مقابلہ نتھی
آخر ارزق نامے سپہ سالار حضرت قاسم کے مقابلہ کو آیا آپ نے
کمال بہادری سے اسکو اور اسکے چارون بیٹون کو جہنم پہونچایا بعد اسکے

جو سامنے آتا آپکی تیغ بیدریغ سے جہنم کو جاتا یہانتک کہ تیس پیادے
اور پچاس سوار حضرت قاسم کی شمشیر آبدار سے مارے گئے پھر تو فوج
اشقیا مین تلاطم عظیم برپا ہوا اور عمر سعد لشکر پر خفا ہوا کہ اے لوگو ایک
سوار نامدار ہے اور تم ہزارون مردان آزمودہ کار اسکا مارنا
تمکو کیا دشوار ہی یہ سنکر سب نے دور سے تیر برسانے شروع کیے
گھوڑا حضرت قاسم کا زخمون سے چور چور ہوکر زمین پر گرا اسی حالت مین
ایک نیزہ شیث ابن عمر سعد نے حضرت قاسم کے سینہ پر ایسا مارا کہ
پشت سے پار ہوگیا الغرض پھر تو علی التواتر قریب ستائیس ۲۷ زخم کے
حضرت قاسم کے بدن پر آئے حضرت قاسمؑ نے بیتاب ہوکر اپنے عم بزرگوار کو
آواز دی کہ یا عَمَّاہُ اَدْرِکْنِیْ حضرت امام حسینؑ علیہ السلام یہ آواز دردناک
سنکر حضرت قاسمؑ کے پاس آئے اور اُنکے تین اُٹھاکر خیمہ مین لائے
سر اُنکا اپنے زانو پر رکھا اور اُنکے چہرے کا گرد و غبار اپنے دامن سے
پونچھتے تھے کہ ناگاہ حضرت قاسم آپکا جمال باکمال دیکھتے ہوئے بہشت کیطرف
روانہ ہوئے قَالُوْا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ حضرت امامؑ علیہ السلام خیمہ سے اُٹھے
اور سبکو رونے سے منع فرمایا مگر شدت غم سے آنکھون مین آنسو بھر لائے
حضرت قاسم کے غم مین روتے تھے اور بار بار فرماتے تھے **نظم لمولفہ**
ہاے جنت کو تم بھی سدھارے میرے بھائی کے فرزند قاسم

داغ فرقت ہی دل پر ہمارے میرے بھائی کے فرزند قاسم

کاش تم ساتھ میرے نہ آتے ہو کے رخصت نہ میدان کو جاتے

بھوکے پیاسے نگردن کٹاتے میرے بھائی کے فرزند قاسم

تم تو جنت کو تنہا سدھارے تمسے قوت تھی دل کو ہمارے

رونا آتا ہی غم مین تمھارے میرے بھائی کے فرزند قاسم

کوئی تمساند یکھا دلاور تم تھے اس دشت مین میرے یاور

بحر ہمت کے تم تھے شناور میرے بھائی کے فرزند قاسم

یاد کس کس کی دل سے بھلاؤن ہائے کس کسکی اشین اُٹھاؤن

کسکو اپنی کہانی سناؤن میرے بھائی کے فرزند قاسم

راوی لکھتا ہی کہ بعد حضرت قاسم کے فرزندان علی یعنی برادران حسین علیہ السلام باری باری سے اجل کے مانند دشمنون کے سر پر جاتے تھے اور دس پانچ کو مار کر خود شربت شہادت نوش فرماتے تھے چنانچہ حضرت جعفر اور عبد اللہ اور عمر الاکبر اور عثمان اور عون ایک دوسرے کے بعد شہید ہوتے گئے یہانتک کہ حضرت امام علیہ السلام کے بھائیون مین سوائے حضرت عباس کے اور کوئی باقی نرہا چنانچہ اُنکی شہادت کا ماجرا اسطرح بیان ہوتا ہی

حضرت عباسؑ کی شہادت کا بیان

روایت ہی کہ جب سب بھائیون نے حضرت امام علیہ السلام کے روبرو

شہادت پائی اُسوقت حضرت عباس نامدار لشکر حسینؑ کے علم بردار امام
تشنہ کام کے روبرو آئے اور بھائی سے رخصت طلب کرنے لگے حضرت
امام علیہ السلام نے فرمایا کہ اے عباس تم لشکر کے علم بردار اور میرے
قوت بازو اور مددگار ہو تمکو کسطرح میدان کی اجازت دون اور کیونکر
تمھاری جدائی مین صبر کرون اُنھون نے عرض کیا کہ اے بھائی آج
مجکو بھی رخصت فرمایئے کہ بھائیون کا انتقام فوج کوفہ و شام سے
لون اور اس گروہ خون آشام کو تہ تیغ بیدریغ کرون اور حضرت سکینہ
اور حضرت علی اصغر جو پیاس کے مارے بیتاب ہین اُنکے واسطے پانی لاؤن
اور اہلبیت اطہار کو جرعہ جرعہ پلاؤن الغرض امام علیہ السلام سے رخصت لی
اور مشک دوش پر رکھکر علم ہاتھ مین لیا اور راہوار صبا رفتار پر سوار ہوکر
اعدائے بیدین کے سامنے آئے اور اتمام حجت کیواسطے فرمایا کہ اے گروہ
شام و اے فوج خون آشام فرزند فاطمہ زہرا اور جگر بند مصطفےٰ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم یعنے حسین بن علی فرماتا ہو کہ تمنے اب تک تو میرے عزیزون اور
اقربا ؤن کا خون میدان کربلا مین بہایا اب بھی کہین راہ راست پر آؤ
اور ذرا آنکھ کھولکر مجھے پہچانو کہ مین کون ہون آیا تمھارے نبی کا نواسا
نہین ہون جو مجکو بھوکا پیاسا رکھکر شہید کرنے پر آمادہ ہو کیا مین
فاطمہ زہرا اور علی مرتضےٰ کا فرزند نہین ہون جو میرے قتل پر استادہ ہو

اے ظالمان بیحیا اب بھی میرے قتل سے باز آؤ اور میرے خون سے
ہاتھ اُٹھاؤ کہ یہ باقی عیال و اطفال اپنے لیکر کسی طرف چلا جاؤن اور
پھر کبھی اسطرف کو نہ آؤن اب بھی کہین تھوڑا سا پانی دو کہ ننھے ننھے
بچے میرے سیراب ہون اور اسقدر پیاس سے نہ بیتاب ہون اُن
اشقیا نے جواب دیا کہ اگر تمام روے زمین پانی ہو جاے تو بھی آپ تک
حتی الوسع ایک قطرہ پانی کا نہ پہونچا ئینگے اور چھوڑ دینا بغیر بیعت
یزید کے عمل مین نہ لائینگے حضرت عباس نامدار یہ سُنکر بخاطر مغموم
امام مظلوم کے پاس آئے اور اعدا کی سرکشی کا حال بیان کر کے خود
تن تنہا فرات کی طرف تشریف لائے گرد فرات کے چار ہزار پیادے
اور سوار کھڑے تھے آپ نے اُنسے فرمایا کہ اے گروہ ناہنجار یہ کیا انصاف ہے
کہ جگر گوشگان مصطفےٰ اور فرزندان فاطمہؑ زہرا تشنگی سے بیتاب ہون اور
جنگل کے چرند پرند پانی سے سیراب ہون یہ سُنکر اشقیا حضرت عباس کے
اوپر ہتھیار چلانے لگے اور تیر اور تلوار کا مینھ برسانے لگے حضرت عباس
زخم پر زخم کھاتے ہوے اور اکثر دن کو اُس قوم مین سے جہنم کو پہونچاتے ہوے
نہر فرات پر آئے چاہا کہ ایک قطرہ پانی کا پی کر از سر نو طاقت حاصل کرین
مگر امام تشنہ کام اور ننھے ننھے بچون کی پیاس جو یاد آئی تو پانی
ہاتھ سے پھینک دیا اور ایک قطرہ نہ پیا آخر اہلبیت اطہار کیواسطے

مشک کو پانی سے بھر لیا اور سب تیز رفتار کو گرم کیا تھا کہ سپاہ شام نے
آپکو حلقہ مین کر لیا اور نوفل بن ارزق نے ایسی تلوار ماری کہ حضرت
عباس کا سیدھا ہاتھ دوش مبارک سے کٹ کر جدا ہو گیا اُس دلاور
زبردست نے پانی کی مشک دوسرے کندھے پر رکھ لی اُسمین کسی
شقی نے ایسا تلوار کا ہاتھ مارا کہ دوسرا ہاتھ بھی کٹ گیا پھر تو حضرت
عباس نے مشک پانی کی بھری ہوئی دانتون مین پکڑ کے لٹکا لی اور
اعدا پر حملہ کرتے ہوئے خیمہ کی طرف آتے تھے کہ ناگاہ کسی شقی نے ایسا
جوڑ کر تیر مارا کہ مشک سے پار ہو گیا اور پانی تمام بہ گیا اُسوقت
حضرت عباس آنکھون مین پانی بھر لائے اور فرمانے لگے کہ آہ محنت میری
رائگان گئی اور اہلبیت اطہار تک ایک قطرہ پانی کا نہ پہونچا بعد اُسکے
اشقیا حضرت عباس پر برابر زخم پہونچانے لگے آپ نے حضرت امام علیہ السلام
کو آواز دی کہ یا اَخَاہُ اَدْرِکْ اَخَاکَ امام علیہ السلام یہ آواز دردناک
سنکر تشریف لائے دیکھا تو حضرت عباس کا بدن زخمون سے چور چور ہے
پس حضرت عباس نے بھائی کو دیکھا اور طرف دار البقا کے روانہ ہوئے
اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ حضرت امام علیہ السلام اُنکی نعش
خیمہ مین اُٹھا کر لائے اور فرمایا اَلْاٰنَ اِنْکَسَرَ ظَھْرِیْ یعنی اب حسین کی
پیٹھ ٹوٹ گئی اور اب افسوس کوئی مددگار بجز ذات پروردگار باقی نہ رہا

خیمہ اطہر میں شور واویلا بلند ہوا اور سب کا دل حضرت عباس کی شہادت سے
دردمند ہوا امام مظلوم روتے تھے اور فرماتے تھے۔ مؤلف

بھائی عباس کے اب کون ہے غمخوار اپنا	نہ تو مونس ہے کوئی اور نہ مددگار اپنا
لالہ سان خون میں نہاتے ہیں اعزا میرے	کب تلک داغ اٹھائے دل بیمار اپنا
سوئے جنت گئے سب چھوڑ کے تنہا مجکو	لٹ گیا آنکے اس دشت میں گلزار اپنا
ایک یکین اور ہزاروں ہیں ستمگار مجھے	جز خدا کون ہے اسوقت مددگار اپنا
تشنہ لب راہ خدا میں ہے مرا سر حاضر	کام پورا کریں اب جلد ستمگار اپنا

حضرت علی اکبر فرزند حسین علیہ السلام کی شہادت کا بیان

اب امام علیہ السلام کی تنہائی اور بیکسی ذرا بچشم خیال دیکھنا چاہیے
کہ نہ کوئی بھائی باقی رہا جو سید معصوم اور امام مظلوم کی طرف سے میدان
کو جاوے نہ کوئی بھتیجا اور بھانجا روبرو جو آپ سے رخصت طلب کرتا
آوے سوائے تین صاحبزادوں کے ایک تو حضرت سید الساجدین امام
زین العابدین جو بستر بیماری پر پڑے ہوئے یہ سب صدمے اٹھا رہے تھے
اور دوسرے حضرت علی اکبر بصورت پیغمبر تیسرے حضرت علی اصغر طفل شیر خوار
جو سب سے صغیر تر تھے صرف یہی تینوں صاحبزادے باقی رہ گئے تھے پھر تو
امام علیہ السلام نے ناچار خود بنفس نفیس میدان کا ارادہ فرمایا اور فوراً لخناح
سواری کے واسطے منگایا سلاح بدن مبارک پر آراستہ فرمائے اور آپ

رخصت کے واسطے خیمہ مبارک میں آئے اور اسطرح فرمانے لگے اشعار

اینک آمد نوبت من الوداع	الوداع اے عترت من الوداع
زود دلہائے شما خواہد شدن	سوزناک از فرقت من الوداع

الغرض جسوقت امام تشنہ کام نے ارادہ میدان کا فرمایا حضرت علی اکبر باپ کے قدمون پر گرے اور عرض کرنے لگے کہ بابا جان خدا مجکو وہ دن نہ دکھائے کہ آپ میرے سامنے شربت شہادت نوش فرمائین اور مجکو یتیم اور تنہا چھوڑ کے خود روضہ رضوان کو تشریف لیجائین پس مجکو بھی آج میدان کی اجازت دیجیے اور اپنے اوپر سے قربان کیجیے حضرت سید معصوم اور امام مظلوم نے فرمایا کہ اے علی اکبر مین کس دل سے تمکو مرنے کی اجازت دون اور کن آنکھون سے تمکو زخمون سے چور چور دیکھون مولف

سر مرے قدمون پہ تم آج فدا کرتے ہو	داغ دیتے ہو مجھے اور یہ کیا کرتے ہو

حضرت علی اکبر نے جب دیکھا کہ فرط محبت سے رخصت نہین فرماتے ناچار قسمین دلانے لگے حضرت امام علیہ السلام نے فرمایا کہ اے علی اکبر اپنی مان شہربانو کے پاس جاؤ اور انسے رخصت طلب کرو کہ انھون نے کمال محبت سے اٹھارہ برس تک تمکو پالا ہی اور پرورش کیا ہے آج میدان کی اجازت بھی وہی دینگی حضرت علی اکبر حضرت شہربانو کے حضور مین حاضر ہوے اور میدان کی اجازت چاہی حضرت شہربانو نے فرمایا کہ اے

علی اکبر بعد حضرت امام علیہ السلام کے اپنی زندگی کا سہارا تمہارا دم ہے
سو آج تم بھی رخصت طلب کرتے ہو اور مان کے سامنے مرتے ہو اگرچہ
مین آج کے دن صبر و استقلال مین حضرت ہاجرہ مادر ذبیح اللہ سے
کم نہین ہون مگر بیٹا تمہارے جانے سے دل ٹکڑے ٹکڑے ہوا جاتا ہی
اور غم سے کلیجا منہ کو آتا ہی مگر باپ کے اوپر جو سر فدا کرنے کا ارادہ ہی تو
بسم اللہ جاؤ اور عون اور جعفر کیطرح تم بھی باپ کے کام آؤ الغرض حضرت
علی اکبر شہر بانو اور حضرت کلثوم اور زینب مغموم کو روتا چھوڑ کر باپ کے
حضور مین آئے اور اسطرح زبان پر لائے مؤلف

مان نے رخصت دی مجھے آپ بھی رخصت دیجئے	صبر فرمایئے اور رن کی اجازت دیجئے

حضرت سید معصوم اور امام مغموم یہ سنکر آنکھون مین آنسو بھر لائے اور ہتھیار
اپنے دست مبارک سے حضرت علی اکبر کے بدن پر آراستہ فرمائے عمامہ
رسول خدا کا سر پر رکھا زرہ حضرت امیر حمزہ کی پہنائی پٹکا حضرت علی مرتضی کا
کمر سے باندھا اور خود فولادی سر پر رکھا اور اسطرح فرمایا۔ ؎

جاؤ میدان کو اگر مجھ پہ فدا ہوتے ہو	آخری وقت مین افسوس جدا ہوتے ہو

راوی لکھتا ہی کہ حضرت علی اکبر اٹھارہ برس کی عمر رکھتے تھے اور شکل
وشمائل مین حضرت رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بہت مشابہ تھے
یہانتک کہ جب اہل مدینہ کو رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کا

شوق ہوتا تھا تو آتے تھے اور حضرت علی اکبر کا جمال جہان آرا دیکھ
جاتے تھے الغرض جسوقت حضرت علی اکبر ہمصورت پیغمبر باپ سے رخصت ہوکر
میدان مین تشریف لائے تو عرصہ گاہ قتال اُنکے آفتاب رخسار سے
منور اور صحراے کربلا اُنکے گیسوے مشک ناب سے معطر ہوگیا چار گیسو
دو آگے اور دو پیچھے ڈالے ہوے اُنمین چہرۂ نورانی جیسے ہالہ مین قمر یا
ابر سیاہ مین مہر انور لشکر عمر سعد نے متحیر ہوکر پوچھا کہ یہ فرزند ارجمند کسکا ہے
عمر سعد شقی نے کہا کہ یہ فرزند دلبند ہمصورت پیغمبر لخت جگر امام علیہ السلام
کا ہی پس حضرت علی اکبر اعدا سے لڑنے پر آمادہ ہوے اور ایک ہی حملہ مین
صف اشقیا کو مدہم و برہم کر دیا اور تا دیر لڑتے رہے بعد اُسکے حضرت
امام علیہ السلام کے پاس آئے اور عرض کیا یَا اَبَاہُ اَلْعَطَشُ اَلْعَطَشُ
یا باجان ابتو پیاس کی شدت سے میری تنگ حالت ہی امام علیہ السلام نے
اپنی انگوٹھی اُنکے منہ مین دی کہ فی الجملہ اُنکو پیاس سے تسکین حاصل ہوئی
اور پھر میدان مین آئے پہلے ہی وار مین شیث اور طلحہ بن طارق
اور اکثر اشقیا کو جہنم پہونچایا پھر تو دو ہزار سوارون نے آکر حلقہ کیا اور
آپکو گھیر لیا حضرت علی اکبر بشمار آدمیون کو مجروح اور مقتول فرماتے ہوے
باپ کے حضور مین آئے اور عرض کرنے لگے کہ یَا اَبَاہُ اَلْعَطَشُ اَلْعَطَشُ
اُسوقت حضرت امام تشنہ کام بہت روئے اور فرمایا کہ جان پدر غم نکھا

عنقریب تو جام ساقی کوثر سے سیراب ہوتا ہی علی اکبر یہ مژدہ روح پرور
سُنکر پھر میدان کی طرف تشریف لائے آخر لشکر اعدا مین آکر بہت سے
زخم بدن مبارک پر اُٹھائے اور چارون طرف سے تیر اور شمشیر اور نیزہ
اور تلوار کا مینھ برستا تھا اتنے مین ابن نمیر مردود نے اُس نبی کی تصویر پر
ایسا نیزہ مارا کہ علی اکبر کی پشت مبارک سے پار ہو گیا اور علی اکبر
گھوڑے سے فرش زمین پر گرے اور باپ کو آواز دی کہ یَا اَبَاہُ اَدْرِکْنِیْ
باباجان علی اکبر کی خبر لیجیے حضرت امام تشنہ کام سہپ دُلہ ل خصال کو
دوڑا کر حضرت علی اکبر کے پاس آئے اور اُنکو اُٹھا کر خیمۂ مبارک مین
لائے فرزند کا سر اپنے زانو پر رکھکر آنکھون سے متصل آنسو بہاتے تھے
اور اپنے دامن سے اُسکے چہرہ کا خاک و خون صاف فرماتے تھے کہ
اتنے مین حضرت علی اکبر باپ کا جمال باکمال دیکھتے ہوے جنت کو
سدھارے اب حضرت امام علیہ السلام کے دل کا ملال اور حضرت
شہربانو کی بیقراری کا حال کیا بیان کرون کہ جگر شق ہوا جاتا ہی مؤلف

امام تشنہ زبان کا بیان کرون کیا غم	پسر کی نعش پہ روتے تھے خیمہ مین ہر دم
ہر اک سے کہتے تھے غم مین بدیدۂ پرنم	مسافرے نرسید از غمم کزو پرسم
	کہ پیر چرخ کجا برد نوجوان مرا

محمد عربی پر درود اور سلام بیت حسین ابن علی اور آل پر ہو تمام

حضرت علی اصغر کی شہادت کا بیان

روایت ہی کہ جب سب رفقا اور اعزائے امام مظلوم اور سید معصوم کے سامنے شربت شہادت نوش فرمایا اور کوئی یار اور مددگار باقی نرہا سوائے حضرت علی اصغر طفل شیر خوار اور حضرت زین العابدین بیمار کے اُسوقت حضرت کلثوم اور زینب مغموم نے بھائی کی تنہائی اور بیکسی پر گریہ وزاری شروع کی حضرت امام علیہ السلام خیمۂ مبارک مین تشریف لائے اور سبکو گریہ وزاری سے مانع آئے اور فرمایا کہ مصیبت اور بلا پر صبر وشکر کرنا تمھارے واسطے بہتر ہی زنہار بعد میرے کیسی ہی بلا مین تم لوگ مبتلا ہو مگر میرے غم مین بال سر کے پریشان نکرنا اور طپانچے منھ پر نہ مارنا اور سینہ زنی سے گریہ وبکا نکرنا کہ یہ بات خلاف ہمارے خاندان کے ہی مگر فقط کثرت غم سے آنکھون سے آنسو بہانا مظلوم اور دردمندون کا کام ہی سو تم لوگون سے زیادہ آج کون مظلوم اور بیکس ہے کہ پنجۂ ظلم مین گرفتار ہو اور بھوک پیاس سے زار ونزار بال بچے عزیز یگانے آنکھون کے سامنے شربت شہادت نوش فرماتے ہین اور ایک دوسرے کے بعد مرتے جاتے ہین جسقدر آنکھون سے اس مصیبت مین آنسو بہاؤ روا ہی اور جتنا اس سانحۂ قیامت خیز پر رو وہ سب بجا ہی بعد اسکے حضرت سکینہ کو آپ نے اپنے گلے سے لگایا اور بہت پیار کیا

اور حضرت زینب کی گود مین دیکر فرمایا کہ سنو زینب فرزند یتیم اکثر نازک مزاج
اور شکستہ دل اور خستہ خاطر ہوتے ہین اور خصوصاً یہ میری سکینہ بہت مجھسے
مانوس ہے بعد میرے اسکی پاسداری اور غمخواری تمھارے ذمہ ہے
حضرت زینب نے فرمایا کہ اے بھائی اگر جان تک طلب کریگی
تو بھی حاضر کرونگی مگر حیران ہون کہ جسوقت تمکو یاد کریگی اُسوقت تمکو
کہان سے لاؤنگی اور کیونکر تمھاری صورت اُسکو دکھاؤنگی آپ نے
فرمایا کہ تمکو اور اسکو خدا کے سپرد کرتا ہون میرا خدا تمکو صبر عطا فرمائے
اور آل احمد کی حرمت کو دشمنون کے ہاتھ سے بچائے یہ فرماکر خیمہ سے
باہر تشریف لائے اور میدان کارزار کا ارادہ فرمایا اتنے مین آواز
آہ و زاری اور بیقراری کی گوش مبارک مین آئی امام برحق پھر خیمہ مین
تشریف لائے اور فرمایا کہ کیا حال ہے حضرت شہربانو نے فرمایا حضرت
علی اصغر پیاس کی شدت سے نیم جان ہین اور کوئی دم کے مہمان اگر
اسوقت تھوڑا سا پانی اُس طفل شیر خوار پر ترس کھاکر اعدا سے لعین
دیدین تو علی اصغر کی جان بچ جاوے حضرت امام تشنہ کام کا دل حضرت
علی اصغر کی بیقراری دیکھکر دکھ گیا اور اُس فرزند کو آغوش مین لیکر
اعدا کے سامنے آئے اور فرمایا کہ اے قوم ستمگار و اے گروہ جفاکار
تمھارے گمان مین اگر گنہگار اور خطاوار ہون تو مین ہون اس طفل

شیر خوار نے تمہارا کیا لیا ہے جو ایک ایک قطرۂ آب سے ترساتے ہو اگر اسوقت تھوڑا سا پانی اس طفل شیر خوار کے لیے دو تو البتہ یہ معصوم بے زبان از سر نو زندگانی پاوے اور پانی سے سیراب ہو جاوے اُدھر سے جواب ملا کہ بغیر حکم ابن زیاد بدنہاد کے آپکو اور آپکے اطفال خرد سال کو پانی ملنا محال ہے بلکہ قطرۂ آب کے بدلے قطرۂ پیکان اور آب شمشیر یہاں موجود ہے یہ کہکر کسی سنگدل بدبخت نے ایسا تیر علی اصغر پر مارا کہ باپ کے بازو اور اُس بچے کے گلو سے پار ہو گیا باپ کی گودی مین مثل ماہی بے آب تڑپ کر جان دی اور تشنہ لب جنت کو سدھارے حضرت سید معصوم اور امام مظلوم اُس گلاب کی پتی کو جو صرصر فنا سے مرجھا گئی روتے ہوئے خیمہ مین لائے اور حضرت شہر بانو کو بلایا اور اُنکی گود مین علی اصغر کی نعش کو دیا اور فرمایا کہ لو علی اصغر جام ساقی کوثر سے سیراب ہو گئے اور ہمسے پہلے جنت کو سدھارے اب حضرت شہر بانو کی مصیبت کا حال اور حضرت کلثوم کے دل کا ملال اور حضرت سکینہ کی بھائی کے واسطے بیقراری اور حضرت زین العابدینؑ کی حالت بیماری مین گریہ وزاری کس زبان سے بیان ہو کہ جگر ٹکڑے ہوا جاتا ہے اَلْعِیَاذُ بِاللّٰہِ وَالْغِیَاثُ اِلٰی حَضْرَتِ اللّٰہِ حضرت بانو نے مغموم آنکھون سے آنسو بہاتی تھین اور فرماتی تھین

نظم مؤلفہ

توسوی خلد برین ای علی اصغر رفتی — صبر بردی ز دل و سوی برادر رفتی
اے پسر روی ترا سیر ندیدم گاہے — زود تر صورت صبر دل مادر رفتی
تشنہ لب بودی و اکنون عوض قطرۂ آب — زخم خوردی و برنگ گل احمر رفتی
از کنار پدر خویش بہ پیش دریا — صورت ماہی بے آب تو مضطر رفتی
چون کسے نقش کف پائے تو بیند ای گل — عمر من بودی و با عمر برابر رفتی

افسوس ہزار افسوس حضرت زینب جو بجاے حضرت فاطمہ کے سب کی سرپرست اور بزرگ تھین اُنکی تنہائی اور بھائی کے قتل ہونے کے خیال مین ناشکیبائی ایسی مصیبت جانکاہ تھی کہ خیمۂ اطہر مین شور و فریاد سے ایک قیامت کا نمونہ بلکہ اُس سے بھی دونا تھا۔ اشعار

چون شد بساط آل نبی از زمانہ طے — آمد بہار گلشن دین را زمان دے
شیرب ببادہ رفت بتعمیر ملک شام — بطحیٰ خراب شد بہ تمنای ملک دے
سرگشتہ بانوان حرم گرد شاہ دین — چون دختران نعش بہ پیرامن جدے
نے ماندہ غیر او کسی از یاوران قوم — نے زندہ غیر او کسی از ہمرہان حے
آمد بسوی مقتل و بر بہر کہ میگذشت — می شست از دیدہ غبار از عذار دے
زینہار و بر روے برادر مکن بکا — در بر کشید تنگ پسر را کہ یا بنی
غمگین مباش کامدت اینک ز قفا — دل شاد باش میرسمت این زمان زے

آمد بسوے معرکہ انگہ زبان کشود
گفت این حدیث و خون ز دل آسمان کشود

منسوخ شد مگر بہ جہان ملت نبیؐ
یا در جہان نماند کس از امت نبیؐ

ما را کشند و یاد کنند از نبی مگر
از امت نبی نبود عترت نبیؐ

حق نبی چگونہ فراموش شد چنین
نگذشتہ است این قدر از رحلت نبیؐ

اینک نجون آل نبی رنگ کردہ اند
دستی کہ بود در گرد بیعت نبیؐ

یارب تو آگہی کہ رعایت کسی نکرد
در حق اہلبیت نبی حرمت نبیؐ

پس گفت این حدیث و جوابش کسی نداد
لب تشنہ غرق خون شد و آبش کسی نداد

حضرت امام حسین علیہ السلام کی شہادت کا بیان

اب یہان سے ماجراے ہوش ربا اور واقعۂ قیامت نما یعنی شہادت خامسی آل عبا مقتدار القبلتین حضرت امام حسین صلوات اللہ علیہ فی الکونین شروع ہوتا ہے جسکو سنکر رونگٹا رونگٹا آدمی کے بدن کا روتا ہے یعنی جبکہ حضرت علی اصغر طفل شیر خوار تک نے شربت شہادت حضور کے سامنے نوش فرمایا تو اب سواے حضرت زین العابدین بیمار کے فرزندون مین کوئی باقی نرہا اسوقت ایک آہ سرد دل پر درد سے کھینچکر کہا کہ آہ آج تنہائی اور بیکسی ہماری مونس اور غمخوار ہے آج اس دشت کربلا مین نہ کوئی

یار نہ مددگار ہی یہ فرما کر تن تنہا میدان کا ارادہ کیا حضرت سید الساجدین
امام زین العابدینؑ جو بستر بیماری پر پڑے ہوے یہ سب صدمے
اُٹھا رہے تھے بدشواری تمام کھڑے ہوے اور اُسی بیماری کی حالت مین
نیزہ ہاتھ مین لیا اور میدان کی طرف باپ پر قربان ہونے کو چلے
حضرت امام علیہ السلام نے جو دیکھا کہ فرزند بیمار میدان کو جاتا ہی اور
ضعف و ناتوانی کے سبب پاؤن اُسکا لغزش کھاتا ہی بے اختیار ہو کر دوڑے
اور فرمایا کہ فرزند دلبند تو حالت بیماری مین کہان جاتا ہی اور مجکو اپنا داغ
کیون دکھاتا ہی دنیا مین میری نسل کا بقا تیری زندگی پر موقوف ہی تو ہی
کشتی اہلبیت کا ناخدا ہی تجکو ابھی بہت صدمے اُٹھانے ہین نظم

ورای پردہ نشینان و کودک بیمار	نماندہ ہیچ کسے دیگر از تبار حسینؑ
حسین گریہ کنان در وداع فرزندان	ستادہ لشکر بیحد در انتظار حسینؑ

الغرض حضرتؑ عابد بیمار کا ہاتھ پکڑ کے خیمۂ مبارک مین لائے اور نعمت
معرفت حق اور علم مطلق جو سینہ بسینہ چلی آتی تھی اُنکو تفویض فرمائی اور
بہت سی وصیتین کین بعد اُسکے حضرت شہر بانو سے جامدانی پوشاک کی
طلب فرمائی اور ہتھیار بدن مبارک پر آراستہ کیے عمامہ رسول خدا
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرق پر نور پر رکھا سپر حضرت امیر حمزہؓ سید الشہدا کی
زیب پشت فرمائی ذوالفقار حضرت حیدر کرارؑ حمائل کی نیزہ ہاتھ مین لیا

ذوالجناح سواری کے واسطے طلب کیا اُسوقت خیمہ اطہر مین شور قیامت
برپا ہوا اور حضرت شہر بانوے مغموم اور حضرت زینبؓ و کلثوم رونے لگین
اور رو رو کر جان کھونے لگین اور کہتی تھین کہ اے شاہزادہ کونین
تم تو میدان کو جاکر اپنا سر راہ خدا مین کٹاتے ہو اور ہمکو تن تنہا اس دشت
کربلا مین کس پر چھوڑے جاتے ہو آپ نے فرمایا کہ آج تم سبکو خدا کے
سپرد کرتا ہون کہ بیکسون کا وہی چارہ ساز اور وکیل ہی وَکَفٰی بِاللّٰہِ وَکِیْلًا
یہ فرمایا اور سبکو روتا چھوڑ کر میدان کارزار مین تشریف لائے
اور صف اعدا کے روبرو کھڑے ہوکر اتمام حجت کے واسطے فرمانے لگے
کہ اے لوگو خیال کرو کہ نانا میرا رسول خدا ختم الانبیا ہی باپ میرا علی مرتضیٰ
شہنشاہ ولایت شیر خدا ہے مان میری فاطمہ زہرا جسکو رسول خدا نے
بِضْعَۃٌ مِنِّیْ فرمایا ہے بھائی میرا حسن مجتبیٰ نامدار چچا میرا جعفر طیار پس
تم لوگون کو میرا خون بہانا کسطرح روا ہے اور حلق تشنہ پر خنجر چلانا
کسوجہ سے زیبا ہی آپ ہی تم لوگون نے خطوط لکھکر مجکو بلایا ہے اور
بے گناہ میرے عزیز و اقارب کا میرے سامنے خون بہایا ہی کاش
اب بھی تمکو خداوند کریم ہدایت فرماوے اور راہ راست پر لاوے
تاکہ میرے خون ناحق سے ہاتھ اُٹھاؤ اور اپنے تئین قہر خدا سے
بچاؤ اگر خدا اور اُسکے رسول محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان

لائے ہو تو مجکو اجازت دو کہ اپنی عورات کو لیکر کسی طرف چلا جاؤن
اور پھر اس طرف کو نہ آؤن اور اگر میرے قتل سے باز نہین آتے اور
قہر الٰہی کو کچھ خیال مین نہین لاتے تو خیر رَضِیْنَا بِقَضَاءِ اللّٰہِ تمھارا خبر ہے
اور میرا سر راوی لکھتا ہی کہ یہ تقریر حضرت امام مظلوم اور سید معصوم کی
سُنکر بعض سنگدل موم ہوے اور قہر الٰہی کے نام سے ڈرنے لگے بلکہ آپکے
چھوڑ دینے کی صلاح باہم کرنے لگے مگر بختری بدبخت اور شمر ذو الجوشن وغیرہ
جو سخت سنگدل تھے اُنھون نے لشکر والون کو دھمکایا اور یزید پلید کے
خوف سے ڈرایا اور متفق ہو کر کہا کہ اے امام تشنہ کام جب تک کہ یزید کی
بیعت کا اقرار نہوگا ہم ایک قطرہ پانی کا آپ تک نہ پہونچا ئینگے اور نہ آپکے
قتل سے ہاتھ اُٹھا ئینگے سیدنا امام علیہ السلام نے اُن اشقیا کی شقاوت اور
سنگدلی پر تعجب کیا اور ناچار لڑائی پر آمادہ ہوے القصہ عمر سعد شقی نے
اپنے لشکر والون سے کہا کہ اب امام تشنہ کام کو بات کرنے کی فرصت نہ دو اور
بہت جلد کام تمام کرو پھر تو اعدا قتل پر آمادہ ہو گئے سب سے پہلے تمیم روسیاہ
شام کا سردار امام علیہ السلام کے مقابل آیا آپ نے ایک ہی وار مین
اُس مرد لئیم کو سوے نار جحیم پہونچایا اسی طرح اکثر نامرد امام علیہ السلام کے
سامنے آتے تھے اور آپکی تیغ آبدار سے دوزخ کو جاتے تھے جبکہ
امام تشنہ کام شدت تشنگی سے زیادہ تر بیتاب ہوے نہر فرات کی طرف

ارادہ فرمایا فوج مخالف کو ہٹاتے اور اکثرون کو جہنم پہونچاتے ہوے
نہر فرات پر آئے چلو مین پانی بھر کر پینے کا ارادہ فرمایا تھا کہ اتنے مین
ننھے ننھے بچون کی جو پیاس یاد آئی تو پانی ہاتھ سے پھینک دیا اور
ایک قطرہ نہ پیا بعد اسکے نہر فرات سے اسی طرح تشنہ لب پھر کر خیمہ مین
آئے حضرت زین العابدین اور سکینہ کو گلے سے لگایا اور حضرت
شہر بانو اور کلثوم اور زینب معصوم کو رونے سے منع فرمایا نظم

چون تشنگی عیان زلف شاہ دین گرفت	از پشت زین قرار بروی زمین گرفت
داغ شہادت علی ایام تازہ کرد	از نو جہان عزاے رسول امین گرفت
ہم پاے پیل خاک حرم را بباد داد	ہم اہرمن ز دست سلیمان نگین گرفت
از خاک و خون ناحق یحیی گرفت جوش	عیسی ز دار راہ سپہر برین گرفت
گشتند انبیا ہمہ گریان و بو البشر	بر چشم تر ز شرم نبی آستین گرفت

بعد اسکے حضرت امام علیہ السلام صف اعدا کے سامنے آئے اور ذوالفقار
حیدر کرار کے جوہر دکھائے یہانتک کہ ایک گروہ کثیر اور جم غفیر آپکی تیغ
بے دریغ سے واصل جہنم ہوا پھر تو عمر سعد شقی نے کہا کہ اے لوگو اب
کیا دیر ہی اب تو تن تنہا امام علیہ السلام رہ گئے ہین یہ سنکر تمام اشقیا نے
حضرت امام علیہ السلام پر حملہ کیا اور نیزہ اور تیر اور شمشیر کا منھ برسا دیا
راوی لکھتا ہی کہ ناگاہ کسی شقی کا تیر امام علیہ السلام کی پیشانی نورانی پر

ایسا لگا کہ تمام چہرہ خون سے تر ہو گیا آپ بار بار منھ پر ہاتھ پھیرتے تھے
اور فرماتے تھے کہ کل قیامت کے دن اپنے جد پیغمبر کے حضور میں اسطرح
جاؤنگا اور علی مرتضیٰ شیر خدا کو اپنا یہ حال دکھاؤنگا بعد آپکے آپکی
امت نے میرا یہ حال کیا روایت ہی کہ جب آپ زخمون سے
چور چور ہو گئے اسوقت اعدای بے دین خیمۂ مبارک کی طرف دوڑے
امام تشنہ کام پکارے اور خفا ہو کر للکارے کہ اے قوم نابکار حرم محترم
رسولخدا کی طرف کیون جاتے ہو اور میری عورات کو کسواسطے ایذا پہونچاتے ہو
تمکو فقط میرا قتل کرنا منظور ہے عورات بے قصور نے تمھارا کیا لیا ہے
یہ سنکر اشقیاے بیحیا اس جرأت سے باز آئے اور پھر فاطمہ کے چاند پر
ہالہ کے مانند گرداگرد ہو گئے اور نیزہ اور تیر اور تلوار کا منھ برسانے لگے
یہانتک کہ اس تن نازنین پر جو برگ گل سے نازک تر تھا بیانتی زخم کاری لگے
اور بدن مبارک برنگ برگ گل خون سے تربتر ہو گیا روایت ہی کہ اسوقت
آپ نے بسبب غلبۂ تشنگی کے اعدا سے ایک جام پانی کا طلب کیا کسی نے
وقت اخیر سمجھکر لا دیا ہنوز ایک قطرۂ آب لب خشک تک نہ پہونچا تھا
کہ ایک شقی نے آپکے چہرۂ نورانی پر ایسی تلوار ماری کہ پیالہ پانی کا ہاتھ سے
گر گیا اور ایک قطرہ بھی لب خشک تک نہ پہونچا۔ آپ اسوقت دلبقبلہ ہو بیٹھے
اور معشوق حقیقی کے ساتھ راز و نیاز ہونے لگا وہان تو اعدا کی یہ شقاوت اور

یہان فرزند رسول مقبولؐ کی یہ حالت کہ رونگٹا رونگٹا بدن کا دیدۂ شوق
بنکر محو تجلیات کبریا تھا نہ اپنے تن کی خبر نہ سر کی پروا کیا خوب کلام شاعر شیعہ

روز شہادت تو کہ جانہا شہید بود عاشو یاست گرچہ برای تو عید بود

اسوقت رسول مقبولؐ مع گروہ انبیا میدان کربلا مین ایستادہ شیشۂ ہاتھ مین
لیے ہوے خون اٹھانے پر آمادہ فاطمۂ زہرا کو اہتمام فرزند مین
سب سے زیادہ خیال رسول مقبول سے زیادہ پریشان حال مولفہ

دو ہاشفق مین جب مہ تابان مصطفےٰ | یعنی حسینؑ ابن علیؑ جان مصطفےٰ
باد خزان تھی اور گلستان مصطفےٰ | جب گر پڑا زمین پہ وہ جانان مصطفےٰ

خود مصطفےٰ نے فرش زمین سے اٹھالیا
اور فاطمہؑ نے اپنے گلے سے لگالیا

آیا جو وقت ظہر تو سجدہ ادا کیا | تن پر جو دیکھے زخم تو شکر خدا کیا
طے آپ نے تمام مقام رضا کیا | دشمن نے جبکہ سر کو بدن سے جدا کیا

خود مصطفےٰ نے فرش زمین سے اٹھالیا
اور فاطمہؑ نے اپنے گلے سے لگا لیا

خون مین بھرا ہوا جو بدن کا لباس تھا | حور و ملک کا دیکھ اسے دل اداس تھا
پر شاہ کربلا کو نہ مطلق ہراس تھا | جسد مبارک گرے زمین پہ تو کوئی نہ پاس تھا

خود مصطفےٰ نے فرش زمین سے اٹھالیا | اور فاطمہؑ نے اپنے گلے سے لگا لیا

لگتا جو تیر تن پہ تو کہتے کہ یا الٰہ | راضی ہوں میں رضا پہ تری تو ہی خود گواہ
یہ کہکے جب زمین پہ گرے شاہ دین پناہ | روح الامین اٹھانے لوتھے کر کے ایک آہ

خود مصطفےٰ نے فرش زمین سے اٹھا لیا
اور فاطمہؑ نے اپنے گلے سے لگا لیا

ہر چند زخم کھاتے تھے اور ضعف تھا کمال | جاری زبان پہ شکر خداوند ذوالجلال
جز یاد حق کسیکا نہ اُسوقت تھا خیال | تلوار رکھکے جبکہ زمین پر گرے نڈھال

خود مصطفےٰ نے فرش زمین سے اٹھا لیا
اور فاطمہؑ نے اپنے گلے سے لگا لیا

روایت ہے کہ جسوقت امام علیہ السلام پشت زین سے فرش زمین پر گرے تو اول وقت ظہر تھا اور جمعہ کا دن گویا گھوڑے سے خم ہونا رکوع کی صورت اور پشت زین سے مائل بزمین ہونا بعینہ سجدہ کی حقیقت تھی عین سجدہ کی حالت مین خولی بن یزید سر کاٹنے کو پہونچا رعشہ اُسکے بدن مین پڑا ہاتھ کانپنے لگے بعد اُسکے اُسکا بھائی شبل بن یزید سگ رد برادر شغال آیا اور امام دوجہان کے سینۂ بے کینہ پر جو بوسہ گاہ نبوی تھا چڑھکر سر مبارک تن سے جدا کیا اور اپنے بھائی خولی کو دیا افسوس نبی کا مزار بے چراغ ہو گیا فاطمہؑ زہرا کا پھول باد خزان سے مرجھا گیا چراغ مزار مرتضوی گل ہو گیا جسوقت شبل بن یزید نے سینہ مبارک پر چڑھکر سر مقدس کو

جدا کیا تو اُسوقت حضرت زینبؑ اور کلثوم بھائی کا یہ حال دیکھ رہی تھیں
اُسوقت کی بیقراری اور اضطراری اور بھائی کے واسطے زاری
اور اشکباری کس زبان سے بیان ہو نظم

ناگاہ چشم دختر زہرا دران میان — بر پیکر شریف امام زمان فتاد
بے اختیار لغزۂ بر اندامِ حسین زد — سر زد چنانکہ آتش ازو در جہان فتاد

پس بازبان پرگلہ آن بضعۃ البتول
رو کرد با مدینہ کہ یا ایہا الرسول

این کشتۂ فتادہ بہ ہامون حسینؑ تست — این صید دست و پازدہ در خون حسینؑ تست
این نخل تر کز آتش جان سوز تشنگی — دود از زمین رساند بگردون حسینؑ تست
این ماہی فتادہ بگرداب خون کہ ہست — زخم از ستارہ بر تنش افزون حسینؑ تست
این شاہ کم سپاہ کہ با خیل اشک و آہ — خرگاہ زین جہان زدہ بیرون حسینؑ تست
این غرقۂ محیط شہادت کہ روی دشت — از موج خون او شدہ گلگون حسینؑ تست
این خشک لب فتادہ ممنوع از فرات — کز خون او زمین شدہ جیحون حسینؑ تست
این قالب طپان کہ چنین ماند بر زمین — شاہ شہید ناشدہ مدفون حسینؑ تست

پس رو سوے بقیع و بزہرا خطاب کرد
وحش زمین و مرغ ہوا را کباب کرد

کاے مونس شکستہ دلان حال ما ببین — ما را غریب و بیکس و بے آشنا ببین

در خلد بر حجاب دو گون آستین فشان	واندر جہان مصیبت ما بر ملا ببین
تنے نے در آچوا بر خرد شان بہ کربلا	طغیان سیل فتنہ و موج بلا ببین
تنہائے کشتگان ہمہ در خاک و خون نگر	سرہائے سروران ہمہ بر نیزہا ببین
آن سر کہ بود بر سر دوش نبی مدام	یک نیزہ اش ز دوش مخالف جدا ببین
وان تن کہ بود پرورشش در کنار تو	غلطان بخاک معرکۂ کربلا ببین

یا بضعۃ الرسول ز ابن زیاد داد
کو خاک اہلبیت رسالت بباد داد

روایت ہی کہ جب آپ زخمون سے چور چور ہوکر فرش زمین پر گرے تو اسی حالت مین تلوار مارنی شمر نامرد نے چہرۂ مبارک پر اور پھر آسپر سنان بن انس نخعی نے نیزہ مارا پس پرواز روح مبارک کا شمر کی تلوار اور سنان بن انس کے نیزہ لگنے کے ساتھ ہوا روایت ہی کہ جب سر مبارک امام حسین علیہ السلام کا شبل بن یزید نے تن سے جدا کیا تو قیس بن اشعث نے پیراہن شریف کو تن بے سر سے اتار لیا اور حبیب بن مدلج نے آپکی تلوار کو اپنے قبضہ مین کیا اور شمر نے مع لشکر خیمہ اہلبیت رسالت کا لوٹ لیا جبکہ نظر اسکی حضرت امام زین العابدین بیمار پر پڑی چاہا کہ انکو بھی شہید کرے ایک شخص نے جھکا ہاتھ پکڑ کے کہا کہ کافر کے بھی لڑکے کو نہین مارتے ہین اور یہ تو مسلمانون کے سردار ہین اور بیمار ہے

زار و نزار شمر نے کہا کہ ابن زیاد بد نہاد کا حکم ہے کہ کوئی لڑکا آل عبا کا
باقی نہ رہے اُسنے کہا کہ تو ان سبکو ابن زیاد کے پاس بھیجدے جیسا وہ
چاہے کرے پس اُن سب کو قید کر کے اور بیبیون کو بے پردہ اونٹون پر
سوار کر اور حضرت امام زین العابدین بیمار کو ایک اونٹ پر ڈال کے
کوفہ کو مع سرہاے شہدا روانہ کیا اسوقت حضرت زینب کا بھائی کی
نعش پر آنا اور رخصت کے کلمات فرمانا عجب طرح کا صدمۂ قیامت تھا
اور واقعۂ عبرت انگیز تھا۔ نظم للمولفہ

بولین زینب یہ مقتل مین آکر کربلا سے مین جاتی ہون بھائی
ہجر مین تیرے ہون سخت مضطر کربلا سے مین جاتی ہون بھائی
خون مین آلودہ تیرا بدن ہے اور میسر نہ گور و کفن ہے
ہاے کیسا یہ رنج و محن ہے کربلا سے مین جاتی ہون بھائی
بھائی تیرا تھا مجکو سہارا تو تھا دنیا مین مجکو پیارا
تیری دوری ہو کیونکر گوارا کربلا سے مین جاتی ہون بھائی
نعش ہمراک کی تو نے اُٹھائی بلا کے خیمہ مین مجکو دکھائی
ساری کشتی تباہی مین آئی کربلا سے مین جاتی ہون بھائی
تو نے افسوس پانی نہ پایا سر ہی نیزے پہ تیرا چڑھایا
دیکھا جو کچھ خدا نے دکھایا کربلا سے مین جاتی ہون بھائی

کوئی سر پر ہمارے نہیں ہی ہے جو عابد وہ زار و حزین ہے
سخت کلثوم اندوہگین ہی کربلا سے مین جاتی ہون بھائی
ہائے کس کس کو تسکین دونگی جاکے صغرا سے کیا مین کہونگی
ہجر مین کیسے زندہ رہونگی کربلا سے مین جاتی ہون بھائی

روایت ہی کہ عمر سعد نے ایک دن کربلا مین مقام کرکے اپنے جو لوگ مارے گئے تھے اُنکو دفن کیا اور حضرت امام حسین علیہ السلام اور اُنکے رفقا اور اعزا کی لاشین تین تک ویسے ہی میدان کربلا مین دھوپ مین پڑی رہین تیسرے دن فرات کے کنارے عاصریہ ایک گانون ہی وہان کے لوگون نے جمع ہوکر امام علیہ السلام کا تن بے سر تو ایک قبر مین دفن کیا اور بنی ہاشم کو ایک جا باقی گنج شہیدان کو ایک جا دفن کیا

روایت ہی کہ جس دن حضرت امام علیہ السلام شہید ہوے اُس دن کی مصیبت روز قیامت سے کچھ کم نہ تھی بلکہ بعض نشانیون سے اکثر لوگون کو ظاہر ہوا کہ شاید قیامت آج ہی قائم ہوگئی منجملہ اُنکے ایک یہ ہے کہ جسوقت حضرت امام علیہ السلام شہید ہوے تو دنیا مین ایسا اندھیرا ہوگیا کہ کسی کو اپنا ہاتھ اپنی آنکھ سے نہ سوجھائی دیتا تھا اور آفتاب ایسا سیاہ ہوگیا تھا کہ ستارے نظر آنے لگے تھے اور یہ حال آفتاب کا کیونکر نہو کہ جب ایسا آفتاب ولایت شہید ہوجائے تو کسی کو کیونکر قرار و آرام

آئے چرند و پرند جڑی بوٹی کا دل اُس روز خون ہو گیا یعنی روئے زمین سے
جہان کا پتھر اوٹھاتے تھے تو اُس جگہ سے خون کے فوارے جاری
ہو جاتے تھے جو پتھر بیت المقدس کا اُس روز اُٹھایا اُس سے خون
تازہ لوگون نے جاری پایا اور آسمان کا رنگ سُرخ ہو گیا تھا اور
اُس سے سات روز تک برابر خون برسا کیا یہانتک کہ لوگون کے برتن
اُس خون سے بھر گئے تھے اور ایک مدت تک اُسکا اثر زمین پر باقی رہا اور
جس کپڑے پر وہ خون پڑا کپڑا ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا مگر خون اُس سے
زائل نہوا اور چھ مہینے تک آسمان کے کنارون پر وہ سرخی باقی رہی
چنانچہ سُرخی شفق کی ابتک باقی ہے اور قیامت تک باقی رہیگی بیت

ابن سُرخی شفق کہ بریں چرخ نیلوفاست	ہر شام عکس خون شہیدان کربلاست

ابن جوزی نے لکھا ہے کہ سُرخی آسمان سے حکمت یہ ہے کہ آدمی جب غضبناک
ہوتا ہے تو اُسکا چہرہ سُرخ ہو جاتا ہے اور حق سبحانہ تعالے جسم وغیرہ سے
پاک ہے پس خداوند تعالے نے اثر اپنے غضب اور غصہ کا قاتلان حسین
علیہ السلام پر دنیا مین یون ظاہر فرمایا کہ آسمان سے خون برسایا اور
زمین کا دل یک لخت خون ہو گیا کہ جہان کا پتھر لوگ اُس روز اُٹھاتے تھے
تو خون تازہ اُسکے نیچے سے جاری پاتے تھے دوستو غور کرنے کا مقام ہے
کہ جب لالہ زار امامت حضرت امام حسین علیہ السلام کا خون خاک کربلا پر

اشقیا بہا دین تو پھر زمین و آسمان کا دل کیونکر خون نہو جاوے اشعار

چون خون ز حلق تشنۂ او بر زمین رسید	جوش از زمین بذروۂ عرش برین رسید
نخل بلند او چو خسان بر زمین زدند	طوفان بآسمان ز غبار زمین رسید
باد آن غبار تا بمزار نبی رساند	گرد از مدینہ بر فلک ہفتمین رسید
یکبار جامہ در خم گردون نیلی زد	چون این خبر بعیسی گردون نشین رسید
پر شد فلک ز غلغلہ چون نوبت خروش	از انبیا بحضرت روح الامین رسید
کرد این خیال وہم غلط کار کان غبار	تا دامن جلال جہان آفرین رسید

ہست از ملال گرچہ بری ذات ذو الجلال
او در دلست و ہیچ ولے نیست بے ملال

پس خداوند تعالے کا تو یہ حال اور رسول مقبول کے دل کا اُس روز ملال کیونکر بیان کیا جائے مصداق اُسکا ہی جو حضرت اُم سلمہ نے اُس دن عالم رویا مین آپکو پریشان حال دیکھا تھا ترمذی سے روایت ہی کہ حضرت اُم سلمہ فرماتی تھین کہ جس دن حضرت امام حسین علیہ السلام شہید ہوے مین نے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بعد دوپہر کے خواب مین دیکھا کہ حضرت کھڑے روتے ہین اور گرد و غبار ریش مبارک پر پڑا ہی اور ہاتھ مین ایک شیشہ ہی جسمین خون بھرا ہوا ہی اُسوقت مین نے بیقرار ہو کر پوچھا کہ فِدَاکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ یہ کیا حال ہی آپ نے فرمایا کہ اے اُم سلمہ

کیا حال پوچھتی ہو اسوقت فرزند دلبند میرا حسین قتل ہوا اور آج اس شہر مین
صبح سے اُسکا اور اُسکے ساتھیون کا خون بھرتا پھرتا ہون اور اُسی طرح
عبد اللہ ابن عباس نے آپکو اُس روز خواب مین دیکھا تھا روایت ہے
کہ جنگ بدر مین کفار مکہ کے ساتھ حضرت عباس بن عبد المطلب جالت کفر مین
جب قید ہو کر آئے تھے تو اُنکی گریہ وزاری سے تمام رات جناب
رسالت مآب نے آرام نفرمایا تھا اور وحشی قاتل امیر حمزہ کی صورت سے
باوصف ایمان لانے اور توبہ کرنے کے آپ بیزار تھے یہان سے
غور کرنا چاہیے کہ اہلبیت اطہار کی تشنگی اور ننھے ننھے بچون کی اذیت
اور حضرت امام برحق کی شہادت سے کیسا کچھ صدمہ عنصر لطیف اور
روح شریف کو ہوا ہوگا کہ جسکے بیان کرنے سے قلم کا سینہ
شق ہوا جاتا ہے سچ یہ ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کے وقت سے
آج تک ایسا واقعہ عبرت انگیز اور سانحہ قیامت خیز کسی نبی کے
اہلبیت پر نہین گذرا اور خون رونا آسمان و زمین کا اور سیاہ ہونا
تمام دنیا کا تین دن تک اور ٹپکنا خون کا ہر درخت اور
پتھر اور دیوار و در سے اور نوحہ کرنا جنات کا کیا تعجب ہے بلکہ اُسی وقت
اگر قیامت قائم ہو جاتی اور شفق کو اُسی وقت سرخ مل جاتی تو کچھ تعجب
نتھا۔ پر قیامت قریب ہے اور حق تعالے نے ہر ایک چیز کا ایک وقت مقرر کیا ہے

اور روایت کی ہے ابو نعیم نے حبیب بن ثابت سے کہ جس دن حضرت امام علیہ السلام نے شہادت پائی اُس روز جن اور پری آپس میں نوحہ وزاری کرتے تھے اور آسمان سے اُنکے رونے کی آواز آتی تھی جنات آپس میں روتے تھے اور اسطرح بآواز بلند کہتے تھے قطعہ

مَسَحَ النَّبِیُّ جَبِیْنَہٗ	فَلَہٗ بَرِیْقٌ فِی الْخُدُوْدِ	اَبَوَاہُ فِیْ عُلْیَا قُرَیْشٍ	وَجَدُّہٗ خَیْرُ الْجُدُوْدِ

روایت ہی کہ حضرت اُم سلمہ نے جنوں کا نوحہ اور آہ وزاری سُنی اور اسقدر روئیں کہ روتے روتے بیہوش ہوگئیں الغرض امام علیہ السلام پر تو رونا قیامت تک سب مسلمانوں کے واسطے باقی رہا اور خاص عاشورہ کا تو وہ دن ہے کہ ہر سال حضرت امام برحق کا غم والم تازہ ہوجاتا ہے اور خاص اُس دن تو ملائکہ اور انبیاء روئے جناب سید المرسلین کے ساتھ حورین روئیں حضرت فاطمہ زہرا کے ساتھ اولیاء روئے حضرت شیر خدا علی مرتضیٰ کے ساتھ

نظم

اندرین غم نے بھیں ارض و سما بگریستند	اہل عالم از ثریا تا ثرا بگریستند
در ہوائے آن لب محروم از آب فرات	ماہی اندر آب مرغ اندر ہوا بگریستند
اولیا گشتند بہر مرتضیٰ زاری کنان	انبیا بر اتفاق مصطفیٰ بگریستند
در قصور جنت الفردوس حوران بہر سبر	از برائے خاطر خیر النسا بگریستند

بیت محمد عربی پر درود اور سلام حسین ابن علی اور آل پر ہو تمام

بیان روانگی اہلبیت اطہار بطرف کوفہ مع سرہای شہدا

روایت ہی کہ جب عمر سعد بدبخت نے عاشورہ کے دن سر مبارک حضرت امام علیہ السلام کا خولی بن یزید کے سپرد کیا اور دوسرے روز مقام کرکے اپنی طرف کے لوگون کو جو واصل جہنم ہوے تھے دفن کیا اور امام علیہ السلام کے جسم لطیف اور جسد شریف کو گھوڑون کی ٹاپون سے چورچور کرڈالا تب بارھوین تاریخ محرم کی شہیدون کے سرون کو برچھیون اور نیزون پر چڑھاکر میدان کربلا سے کوفہ کو لے چلا اہلبیت اطہار اُسکے پنجۂ ظلم مین گرفتار ہر طرح کی بے ادبی سے کنف حمایت پروردگار مین اونٹون پر سوار تھے آگے آگے شہیدون کے سر نیزون پر نمودار پیچھے پیچھے حضرت زینب و کلثوم اور عابد بیمار خوف کے مارے کسی سے نہ بول سکتے تھے کی حالت مین ہر ایک کا منھ تکتے تھے جسوقت میدان کربلا مین ہوکر اہلبیت کا گذر ہوا اُسوقت شہیدون کی لاشون کو خاک و خون مین پڑا دیکھکر ایسا شور نالہ و زاری بلند کیا کہ آسمان و زمین پر لرزہ طاری ہوگیا فہا

چون راہ شان بمعرکۂ کربلا فتاد	گردون بفکر سوزش روز جزا فتاد
تا پان سہ نیزہ رفت سر سروران دین	جامہاے پردگیان از قفا فتاد
از دشمنان باد حادثہ دیدند ہر طرف	سروے ز پا در آمد و نخلے ز پا فتاد
ماندہ بہر طرف نگران چشم حسرتے	در جستجوی کشتۂ خود تا کجا فتاد

ناگہ نگاہ بردگی حجلۂ بتول
بر پارۂ تن علی مرتضا فتاد

بیخود کشید نالۂ ہذا اخی چنان
کز نالہ اش بہ گنبد گردون صدا فتاد

پس کرد رو بہ شیر ب و از دل کشید آہ
نالان بگریہ گفت ببین یا محمداہ

این رفتہ سر بہ نیزۂ اعدا حسین تست
دین ماندہ بر زمین تن تنہا حسین تست

این پر کشادہ مرغ ہمایون بسوے خلد
کش پر تیر رستہ بر اعضا حسین تست

این سر بریدہ از ستم زال روزگار
کز یاد بردہ ماتم یحیا حسین تست

این مہر منکشف کہ غبار مصیبتش
تاریک کرد چشم مسیحا حسین تست

این ماہ منخسف کہ بروز اشک ملبست
گوئی گسستہ عقد ثریا حسین تست

اندک جو کرد دل تہی از شکوہ یا رسول
گیسو کشود و دید سوے مرقد بتول

کاے بانوی بہشت بیا حال ما ببین
بنگر بحال زار جوانان ہاشمی

آن گلبنی کہ از دم روح الامین شگفت
خشک از سموم حادثۂ کربلا ببین

وان سینہ کہ مخزن علم رسول بود
از شست کین نشانۂ تیر بلا ببین

وان گردنی کہ داشت حمائل ردائ تو
چون بسملش بریدہ ز تیغ جفا ببین

با این جفا نیند پشیمان و فانگر
با این خطا زنند دم از دین حیا ببین

لختے چو داد شرح غم دل بمادرش
آورد رو بہ پیکر پاک برادرش

کای جان پاک بی تو مرا جان بتن دریغ	از تیغ ظلم کشتہ تو و زندہ من دریغ
عریان چرا ست این تن بے سر مگر نبود	بر کشتگان آل پیمبر کفن دریغ
شیر خدا بخواب خوش کردہ گرگ چرخ	رنگین بخون یوسف من پیرہن دریغ
آل نبی غریب و بدست ستم اسیر	آل زیاد کامروا در وطن دریغ

اسی طرح جب قطع منازل کرکے کوفہ مین پہونچے تو لوگ کوچہ و بازار مین اپنے در و بام پر کھڑے ہوے اہلبیت اطہار کا یہ حال دیکھکر روتے تھے اور بیہوش ہوے جاتے تھے اُس روز ابن زیاد بدنہاد نے دربار عام کیا تھا اور اُسی دربار عام مین اہلبیت اطہار کو مع سرہاے شہداے کربلا کے بلا لیا تھا اور امام علیہ السلام کا سر مبارک طشت مین اپنے سامنے رکھکر منگوایا اور ایک چھڑی اُس مردود کے ہاتھ مین تھی بار بار امام علیہ السلام کے لب و دندان پر مارتا تھا اور کہتا تھا اسی منھ سے دعوی خلافت کا رکھتے تھے اُسوقت حضرت زید بن ارقم رسول اللہ کے صحابی وہان موجود تھے اُنھون نے فرمایا کہ اے مردود یہ کیا بے ادبی کرتا ہے کہ حسین علیہ السلام کے لب و دندان پر چھڑی مارتا ہے قسم خدا کی بارہا دیکھا ہے مین نے کہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم

بوسہ دیا کرتے تھے ان لب و دندان مبارک پر اور تو چھڑی مارتا ہی اُس
مردود نے جواب دیا کہ اے زید بن ارقم اگر تو پیر ضعیف اور بیعقل نہوتا
تو تجکو ابھی قتل کرتا اُنھون نے فرمایا کہ جب تو نے نبی کے فرزند اور
رسول مقبول کی حرم ارجمند کے ساتھ یہ معاملہ کیا ہی تو ہم لوگ کس شمار مین ہین
اے ابن زیاد کل کی بات ہی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے
انھین امام علیہ السلام کو جنکا سر مبارک آج تیرے سامنے طشت مین رکھا ہی
اپنے زانو پر بٹھا کر فرمایا تھا کہ خداوندا امام حسین علیہ السلام اور امام حسن
علیہ السلام کو مین تیرے اور تیرے نیک بندون کے سپرد کرتا ہون
سو افسوس بعد نبی کے تم اہل کوفہ نے اس امانت مین ایسی خیانت کی
کہ رسول مقبول کے فرزند کا سر نیزہ پر چڑھایا اور اُسکے اہلبیت اطہار کو
دربار عام مین بے پردہ اسیر کرکے بلایا اسکی جزا منتقم حقیقی تجکو دیگا انشاء اللہ تعالے
روایت ہی کہ جسوقت عمر و سعد بدبخت ابن زیاد بدنہاد کے دربار مین آیا اور
حرم محترم کو اُسکے سامنے لایا اُسنے ایک ایک کا حال دریافت کیا جسوقت
نظر اُس مردود کی حضرت امام سید الساجدین یعنی جناب زین العابدین پر پڑی
پوچھا کہ یہ کسکا فرزند ہی عمر و سعد نے کہا کہ یہ لڑکا امام حسین علیہ السلام کا ہی
اور بسبب بیماری کے بچ رہا ہی اُس مردود نے غضبناک ہوکر کہا کہ تجکو
حکم تھا کہ کوئی طفل شیر خوار تک آل عبا کا باقی نرہے تو نے اُنکو کسواسطے

چھوڑ دیا یہ کہکر اس موذی نے انکے بھی قتل کا حکم دیا اسوقت حضرت
زینب اور کلثوم سینہ سپر ہوگئین اور فرمانے لگین کہ ہمارے خاندان مین
مردون کے نام سے صرف یہ ایک دم باقی ہے سو اسکو بھی تو ہدم
شہید کرتا ہے پہلے ہم سبکو قتل کرلے پیچھے اس لڑکے کو قتل کیجیو اسوقت حضرت
زینب نے ایسے کلام اس شقی سے کیے کہ جواب مین عاری ہوگیا اور
حضرت زین العابدین کے خون سے درگذرا راوی لکھتا ہی کہ بعد
سوال وجواب کے ابن زیاد بدنہاد نے حکم دیا کہ اسیران اہلبیت کو قید خانہ مین لیجاؤ اور
حسین علیہ السلام کا سر مبارک نیزہ پر چڑھاکر کوفہ کے کوچہ و بازار مین پھراؤ چنانچہ
حضرت امام علیہ السلام کا سر مبارک نیزہ پر چڑھاکر کوفہ کی گلیون اور بازارون مین
پھرایا اور تمام اہل کوفہ کو دکھایا حضرت زید بن ارقم روایت کرتے ہین کہ
جسوقت حضرت امام علیہ السلام کا سر مبارک میرے مکان کے قریب آیا
مین اپنے بالاخانہ پر ایک کھڑکی مین بیٹھا تھا اور کلام اللہ پڑھتا تھا جسوقت
اس آیت پر پہونچا اَمْ حَسِبْتَ اَنَّ اَصْحَابَ الْکَهْفِ وَالرَّقِیْمِ کَانُوْا مِنْ
اٰیَاتِنَا عَجَبًا تو اس فرق مقدس نے یہ بات فرمائی اِنَّ عَلِیًّا اَعْجَبُ مِنْ اَصْحَابِ الْکَهْفِ
مظلوم کے سر مبارک سے مین نے سنا تو رونگٹے میرے بدن کے کھڑے
کھڑے ہوگئے اور زین نے رو کر کہا کہ اے فرزند رسول اللہ آپکا حال تو
بیشک اصحاب کہف اور رقیم سے کہین زیادہ ہی اے لوگو مقام عبرت ہی

کہ جو سر شب و روز آغوش پیغمبر مین رہا کرتا تھا وہ ہی سر نیزہ پر چڑھایا جاے
اور کوفہ کی گلیون مین پھرایا جاوے کیا خوب کلام شاعر ہی۔ قطعہ

تو نالی از خلش خار و سنگری کہ سپہر	سر حسینؑ علی بر سنان بگرداند
بر و بشادی و اندوہ دل منہ کہ قضا	چو قرعہ بر نمط امتحان بگرداند
یزید را بہ بساط خلیفہ بنشاند	کلیم را بلباس شبان بگرداند

بیان روانگی بندیان اہلبیت اطہار از کوفہ بطرف دمشق نزد یزید پلید

روایت ہی کہ جب تمام کوفہ مین سر مبارک کو ابن زیاد بدنہاد پھرو چکا
اور بندیان اہلبیت کو طرح طرح کے صدمے پہونچا چکا اسکے بعد یزید پلید کے
پاس روانہ کرنے کا ارادہ کیا اور سامان سفر پر آمادہ ہوا شمر ذوالجوشن کو
پانچ ہزار سوار کے ساتھ مقرر کیا کہ بندیان اہلبیت اطہار اور سرہاے شہدا
کربلا کو یزید پلید کے پاس پہونچا دے چنانچہ بعد کئی دن کے قافلہ اہلبیت کا
مع سرہاے شہدا شمر ذوالجوشن کی حراست مین کوفہ سے دمشق کو روانہ ہوا
تمام شہدا کے سر نیزون پر آگے آگے چلے جاتے تھے اور پیچھے پیچھے
بندیان اہلبیت روتے ہوے چلے آتے تھے اور سب سرون مین امام حسین
علیہ السلام کا سر مبارک ایسا منور تھا کہ جیسے ستارون مین قمر یا شفق کے بیچ مین
مہر انور ہر منزل مین نئی طرح کی واردات اور ہر مقام پر نئی طرح کی کرامات

اُس فرق اقدس سے صادر ہوتی تھین کہ عقل بشر اُسکے بیان سے
قاصر ہے الحاصل بعد قطع منازل جب قافلہ شہر دمشق مین پہونچا یزید پلید نے
تمام شہر کو آراستہ کیا اور سامان جشن درست کر دیا نوبت خوشی کی
بجوائی اپنے محلون مین طرح طرح کی آرستگی کرائی دربار عام کا حکم دیا
جبکہ سب طرف کے ایلچی اور اُمرائے شام آکر دربار مین حاضر ہوئے
اُسوقت یزید پلید تخت حکومت پر بیٹھا اور اسیران اہلبیت کو مع سرہائے
شہدا دربار عام مین طلب کیا شمر ذوالجوشن اسیران اہلبیت کو مع سرہائے
شہدا اُسکے سامنے لایا اُس حرد و دنے ایک ایک کا حال پوچھا جسوقت
امام علیہ السلام کا سر مبارک دیکھا ایک طشت زرین مین اپنے سامنے
رکھا اور ایک چھڑی جو اُسکے ہاتھ مین تھی بار بار اُن لب و دندان پر
لگاتا تھا اور کہتا تھا کہ اے ابو عبد اللہ مجکو یہ گمان نتھا کہ تیری مدت عمر
یہانتک پہونچی ہوگی اور کتاب مناقب السادات مین لکھا ہے کہ
جسوقت امام حسین علیہ السلام کا سر مبارک یزید پلید نے سونے کے
طشت مین رکھا اُسوقت بہت خوش ہوا اور شراب پیکر سر مبارک کی بیحد
طرح طرح کی اہانت کرنے لگا اُسوقت بعضے صحابی رسول مقبول
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اُسکے دربار مین موجود تھے یہ حال دیکھکر
رونے لگے اور فرمانے لگے کہ اے ملعون یہ کیا بے ادبی ہے جو تو سر

حسین علیہ السلام کے ساتھ کرتا ہی ہنسے بارہا دیکھا ہے کہ رسول مقبول ان لب و دندان کو بوسہ دیتے تھے اور حسین علیہ السلام کو اپنے زانو پر بٹھاتے تھے اُس روز یزید پلید نے سات صحابہ جلیل القدر کو شہید کرایا اور اُسکے دربار میں عجیب طرح کا تلاطم برپا تھا العیاذ باللہ گیا شقاوت تھی کہ یزید پلید نے حسین علیہ السلام کے طرف داروں تک کو شہید کرایا قیامت کے روز کیا جواب دیگا۔ نظم

ترسم جزاے قاتل او چوں رقم زنند
بکبار بر جریدۂ رحمت قلم زنند

ترسم کزین گناہ شفیعان روز حشر
دارند شرم کز گنہ خلق دم زنند

دست عتاب حق بدراید ز آستین
چوں اہلبیت دست بر اہل ستم زنند

آہ از دمی کہ با کفن خونچکان ز خاک
آل نبی چو شعلۂ آتش علم زنند

فریاد از ان زمان کہ جوانان اہلبیت
گلگون کفن بعرصۂ محشر قدم زنند

از صاحب حرم چہ توقع کنند باز
آن ناکسان کہ تیغ بصید حرم زنند

پس برسنان کنند سرے را کہ جبرئیل
شوید غبار گیسوش از آب سلسبیل

روایت ہی کہ جسوقت لب و دندان مبارک سے یزید پلید نے چھڑی لگائی اُسوقت عمرو بن جندب ماضر تھے یہ حال دیکھکر اُنسے ضبط گریہ نہوسکا بے اختیار رو کر فرمانے لگے قطع اللہ یدیک یا یزید تیں چھڑی مارتا ہے

تو اُس لب و دندان پر جو بوسہ گاہ نبوی ہے یزید ملعون نے کہا کہ اے سمرہ
اگر تو نے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت نہ اُٹھائی ہوتی تو
بیشک تجکو اسوقت قتل کرتا اُنھون نے فرمایا کہ سبحان اللہ میرے حق مین
تو صرف صحبت رسول کا خیال ہے اور خاص فرزندان رسول اور جگر گوشگان
بتول کا یہ حال کیا کہ کوئی کافر بھی کسی مسلمان کے ساتھ ایسا نہین کرتا
ع ببین تفاوت رہ از کجاست تا بہ کجا ۔ یہ فرما کر روتے ہوے اُس
دربار سے اُٹھے اور تمام حاضرین دربار رونے لگے روایت ہے کہ
ایک سود اگر یہودی بھی اُس روز دربار یزید مین حاضر تھا یزید پلید سے
پوچھا کہ یہ سر مبارک جو طشت مین تیرے سامنے رکھا ہوا ہے کسکا ہے اُسنے
کہا کہ اس شخص نے دعوی خلافت کا کیا تھا یہودی نے کہا شاید اپنی
قوم مین رئیس ہوگا جو دعوی خلافت اور امامت کا رکھتا تھا یزید نے
کہا ہان یہ شخص اشراف بنی ہاشم سے تھا یہودی نے پوچھا کہ کیا نام رکھتا تھا
یزید نے کہا کہ حسین علیہ السلام ۔ پوچھا اسکے باپ کا نام ۔ کہا
علی مرتضی کرم اللہ وجہہ ۔ پوچھا اسکی مان کا نام ۔ کہا ۔ فاطمہ زہرا
رضی اللہ عنہا ۔ پوچھا فاطمہ کسکی لڑکی تھی کہا ۔ پیغمبر خدا محمد مصطفے صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کی ۔ یہودی نے یہ سُنکر عمامہ سر سے پھینک دیا اور رو کر
کہنے لگا کہ یہ کیون نہین کہتے کہ تمھارے نبی کا فرزند ہے اور یہ سب قافلہ

ذریات رسول اور اولاد بتول ہے اے یزید ہمارے اور حضرت آدم
پیغمبر کے واسطہ سترپشت کا ہے اور ابتک تعظیم اور توقیر میری یہودی لوگ
کرتے ہین کل کی بات ہے کہ جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دنیا سے
انتقال فرمایا ہے اور آج تمنے اپنے پیغمبر کی آل اور اولاد کے ساتھ یہ معاملہ
کیا ہے کہ سلف سے آجتک نہ کسی نے دیکھا نہ سنا اور پھر دعویٰ اسلام ہے
روایت ہے کہ جسوقت یزید پلید سر مبارک کے ساتھ بے ادبی کرتا تھا اسوقت
ایک ایلچی قیصر روم کا اُسکے دربار مین حاضر تھا حضرت امام علیہ السلام کا سر مبارک
دیکھکر بے اختیار فریاد وزاری کرنے لگا اور کہنے لگا اے یزید کل کی بات ہے
جو نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دنیا سے رحلت فرمائی ہے اور آج تو نے
اُنکے فرزندون کا یہ حال کیا ہے اور جناب احمد مجتبےٰ کی ذریات
طیبات کو بے پردہ دربار عام مین بُلایا ہے اے یزید ابتک بعض جزائر
مین خر عیسیٰ علیہ السلام کے سُم کا نشان باقی ہے وہان ہم لوگ زیارت کے
واسطے جاتے ہین اور موافق اپنے مقدور کے نذر چڑھاتے ہین اور
اُس نشان سُم کی تعظیم بجالاتے ہین افسوس صد ہزار افسوس کہ تمنے
خاص اپنے نبی کے فرزند کو جو راحت جان رسول اور قوت روح بتول تھا
قتل کر ڈالا اور اُسکی آل و اولاد کو طرح طرح کی تکلیف پہونچاکر اپنے دل کا
غبار نکالا یزید پلید نے جواب دیا کہ اگر تو قیصر روم کا رسول نہوتا تو تجکو

اس بات پر بیشک قتل کرتا اُسنے جواب دیا کہ لعنت خدا کی تجھپر اے یزید کہ
رسول قیصر روم کا تو یہ لحاظ اور اولاد رسول مقبول کے ساتھ یہ معاملہ
منتقم حقیقی قیامت کے دن اس ظلم کی جزا تجکو اور تیرے ساتھیون کو
انشاء اللہ تعالے دیگا یہ کہا اور رسول قیصر روم مغموم ہوکر اُسکے دربار سے
چلا آیا روایت ہی کہ جب سب طرف سے دربار مین یزید پلید پر لعنت
اور ملامت ہونے لگی اُسوقت اُسنے مردون سے کلام ترک کیا اور
یتیمان اہلبیت کو اپنے سامنے بلایا حضرت زینب اور کلثوم تشریف لائین
جسوقت اُنکی نظر بھائی کے سر مقدس پر پڑی وَاجَدَّاہُ اَنَا مُحَمَّدٌ
کہکر رونے لگین اور حضرت زینب نے فرمایا کہ اے یزید اج تو نے
اپنی عورات کو پردہ مین بٹھایا اور نظر خلائق سے بچایا ہے اور حرم
رسول مقبول کو بے پردہ کرکے اونٹون پر سوار کرایا اور مجمع عام مین
اسطرح بلایا کل قیامت کے دن رسول مقبول کو کیا جواب دیگا یزید نے
پوچھا کہ یہ کون ہے۔ لوگون نے جواب دیا کہ حضرت امام حسین سید الشہدا کی
بہن اور جناب فاطمہ زہرا کی دختر زینب نام یہی ہین بعد اُسکے حضرت
کلثوم نے فرمایا کہ اے یزید بھائی کی محبت اسوقت میرے دل مین جوش زن ہی
اگر تو اجازت دے تو بھائی کا سر اُٹھاکر اپنے گلے سے لگالون اور
اُسکے لب و دندان پر اپنے لب و دندان ملون اُسنے اجازت دی حضرت

کلثوم نے بھائی کے سر مقدس کو ہاتھ مین لیا اور لپٹ کر اسقدر روئین
کہ بیہوش ہوگئین جب ہوش آیا یزید پلید سے فرمانے لگین کہ اے
یزید دنیا چند روزہ ہی ہمارا اور تیرا انصاف قیامت کی دن انشاء اللہ تعالیٰ ہوگا
یزید پلید یہ سنکر ترش رو ہوا اور حضرت امام زین العابدین کو پوچھا کہ
یہ کسکا لڑکا ہے لوگون نے کہا کہ علی بن حسین علیہ السلام ہی علی اکبر اور
علی اصغر تو شہید ہوگئے یہ بستر بیماری پر پڑے تھے اسواسطے اسیر کرکے
تیرے روبرو لائے گئے ہین یزید حضرت امام زین العابدین کی طرف
متوجہ ہوا اور کہنے لگا کہ اے فرزند حسین باپ تیرا چاہتا تھا کہ مسند خلافت پر
بیٹھے اور خطبہ اُسکے نام کا پڑھا جائے سو باپ تمھارا اپنی مراد کو نہ پہونچا
حضرت امام زین العابدین نے جواب دیا کہ اے یزید پلید یہ منبر
جو مسجدون مین رکھے ہین ہمارے باپ دادے کے ہین یا تیرے
باپ دادے کے اور خلافت اور امامت ہمارے خاندان کی میراث ہی
کہ راہ خدا مین جہاد کیے ہین اور دین متین کو دنیا مین پھیلایا ہے اور تیرے
باپ دادے نے ہمارے گھر سے ایمان پایا ہی یزید یہ سنکر غضبناک ہوا
اور جلاد کو حکم دیا کہ اس لڑکے کو بھی قتل کرکے سر اسکا میرے پاس لا اسوقت
حضرت زینب اور کلثوم سینہ سپر ہوگئین اور فرمانے لگین کہ اے یزید تمام
خاندان رسول مقبول کو قتل کیا اور ابھی تک قتل کرنے سے باز نہین آتا

اب حرم رسول مقبول کا محرم سوا اس ایک لڑکے کے اور کون باقی رہا ہے کیا یہ چاہتا ہے کہ رسول مقبول کی اولاد دنیا مین باقی نرہے کیا یہ چاہتا ہے کہ نبی کے مزار پر چراغ جلانے والا کوئی نہو وے غرض اسطرح کے کلمات سنکر یزید پلید کے بدن پر رعشہ ہوا اور حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کے

خون سے درگذرا نظم

کاش آن زمان سراوق گردون نگون شدی	وین خرگہ بلند ستون بے ستون شدی
کاش آن زمان کہ پیکر او شد درون خاک	جان جہانیان ہمہ از تن برون شدی
کاش آن زمان کہ کشتی آل نبی شکست	عالم تمام غرقہ دریاے خون شدی
این انتقام گر نہ فتادی بروز حشر	با این عمل معاملہ دہر چون شدے

آل نبی چو دست تظلم برآورند
ارکان عرش را بہ تزلزل درآورند

روایت ہی کہ یزید پلید نے حضرت امام زین العابدین سے کہا کہ اے فرزند حسین تم میرے لڑکے سے جو تمہارے سامنے اسوقت کھڑا ہی کشتی لڑو تاکہ معلوم ہو کہ کسمین زور زیادہ ہی حضرت زین العابدین نے فرمایا کہ اے یزید کشتی لڑنا ہمارا کام نہین ہے اگر تجھے شجاعت ہاشمی کا زور دیکھنا ہے تو ایک تلوار اپنے لڑکے کے ہاتھ مین اور ایک میرے ہاتھ مین دے تاکہ تجکو زور ہاشمی دکھاوون یزید اسپر راضی نہوا اتنے مین نوبت

بجنے لگی یزید کے لڑکے نے کہا کہ اے فرزند حسین یہ نوبت تو میرے باپ کے
نام کی ہے اور تمہارے باپ کے نام کی نوبت کہان ہے حضرت امام زین العابدین نے
سر جھکا لیا اور خاموش ہو رہے تھوڑی دیر نگذری تھی موذن نے اذان دی
اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اسوقت حضرت امام زین العابدین نے فرمایا کہ اے
پسر یزید یہ نوبت میرے باپ کے نام کی ہے کہ تا قیام قیامت اسیطرح بجتی
رہیگی اور تیرے باپ کی نوبت پنج روزہ ہے اے یزید سچ بتا کہ جبرئیل ہمارے
گھر آیا کرتے تھے یا تیرے گھر وحی ہمارے یہان اُتری ہے یا تیرے یہان
آیۂ تطہیر ہمارے حق مین نازل ہوئی ہے یا تیرے حق مین الغرض اُس روز
امام زین العابدین سے اسقدر گفتگوے دراز ہوئی کہ سننے والون کے
رونگٹے ہیبت سے کھڑے ہوگئے روایت ہے کہ جب یزید پلید حضرت
امام زین العابدین سے قائل ہوا اسوقت کہنے لگا کہ اے امام اگر کوئی
حاجت رکھتے ہو تو بیان کرو آپ نے فرمایا کہ اے یزید چار حاجتین رکھتا ہون
ایک تو یہ کہ میرے باپ کے قاتل کو میرے حوالہ کر تا کہ اپنے ہاتھ سے اُسکو
گردن ماروں اس بات سے یزید نے انکار کیا تب امام نے فرمایا کہ میرے
باپ کا سر مجکو دے تا کہ تن مقدس سے ملا کر دفن کرون تیسرے بندیان
اہلبیت کو چھوڑ دے تا کہ سبکو اپنے ساتھ مدینہ منورہ لیجاؤن اور اپنے
جد بزرگوار کے روضۂ منورہ پر جا کر عبادت الٰہی مین مشغول رہون چوتھے

کل جمعہ کا دن ہے مجکو یہ امید ہے کہ کل جامع مسجد مین خطبہ پڑھون یزید نے
یہ سب قبول کیا اور اہلبیت اطہار کو ایک تیرہ و تاریک مکان مین بھیجدیا
جبکہ دوسرا دن ہوا اور نماز جمعہ کا وقت آیا حضرت امام زین العابدین بحکم یزید
جامع مسجد مین تشریف لائے اُس روز جامع مسجد مین اسقدر خلقت کا
ہجوم تھا کہ کسی کو جگہ نہ ملتی تھی۔ القصہ یزید پلید نے باصرار تمام اپنا وعدہ
پورا کیا اور امام زین العابدین کو خطبہ پڑھنے کا حکم دیا جسوقت حضرت امام
منبر پر آئے ایک خطبہ مشعر حمد الٰہی اور نعت حضرت رسالت پناہی
پڑھکر بیان کیا کہ اے لوگو جو مجکو جانتا ہے وہ مجکو اور میرے خاندان کو
جانتا ہے اور جو نجانتا ہو وہ آج اسوقت جانے اور پہچانے کہ مین فرزند
حسین ذبیح خنجر جفا کا ہون بھتیجا حضرت امام حسن مجتبیٰ کا ہون مین وہ ہون
کہ جبرئیل میرے گھر آیا کرتے تھے مین وہ ہون کہ رسول مقبول صلے اللہ
علیہ و آلہ وسلم بہشت کے میوے کھلایا کرتے تھے باپ میرا جو نور دیدہ مصطفیٰ
اور سرور سینہ مرتضیٰ تھا اسکو شامیون نے بھوکا پیاسا بے یار و آشنا
تن تنہا میدان کربلا مین شہید کر ڈالا اور عورات کو اسیر کرکے بے پردہ
اونٹون پر سوار کرایا اور یزید نے بلوہ عام مین آج اسطرح ہم سبکو بلایا
یہ حال سُنکر مسجد مین شور قیامت برپا ہوا تمام لوگ باواز بلند رونے لگے
یزید اس نوحہ و زاری سے ڈرا اور مؤذن کو اذان دینے کا حکم دیا مؤذن

پکارا اللہ اکبر اللہ اکبر جسوقت موذن نے کہا اشہد ان محمد رسول اللہ
حضرت امام زین العابدین نے منبر سے اُتر کر عمامہ اپنے سر کا
جدا کیا اور کہا اے موذن برائے خدا ذرا خاموش ہو موذن خاموش ہوا
حضرت امام زین العابدین نے یزید کے پاس آکر کہا اے یزید سچ بتا کہ
یہ محمد رسول اللہ میرے جد بزرگوار ہین یا تیرے اور اگر میرے جد بزرگوار
جانتا ہے تو پھر کسواسطے تونے میرے باپ حسین بن علی کو قتل کرایا اور
رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عترت اطہر کو قیدیون کیطرح شہر بشہر
پھرایا اور رخنہ دین متین مین ڈالا تمام لوگ مسجد مین رونے روتے بیہوش
ہونے لگے اور اپنی جان کھونے لگے الغرض اُسی حالت مین یزید کی اشارہ سے
موذن نے اذان پوری کی اور لوگون نے نماز ادا کی غرض اوس روز
جامع مسجد مین ایسا شور قیامت برپا ہوا تھا کہ کسی کو اپنے تن بدن کا ہوش نتھا

روایت نظم مولف

لکھتا ہے یون راوی زیبا رقم
ہوگئے زندان مین جو داخل حرم

اُسمین تھی اک دختر حضرت امام
روتی تھی ہجران پدر مین مدام

باپ سے رکھتی تھی محبت کمال
قید مین جا کر ہوئی غم سے نڈھال

باپ کی ہر وقت اُسے یاد تھی
دمبدم آمادۂ فریاد تھی

ڈھونڈھتی تھی باپ کو دن رات وہ
کاٹتی تھی رونے مین اوقات وہ

باپ کی گودی مین جو وہ رہتی تھی | اَینَ اَبِی اَینَ اَبِی کہتی تھی
منھ مین زبان نام پدر کے لیے | خون جگر دیدۂ تر کے لیے
بیبیان سمجھاتی تھین لیکن اُسے | روتے ہی ہوتا تھا بسر دن اُسے
قید مین اک رات جو سوئی غریب | کثرت اندوہ مین جاگے نصیب
خواب مین دیکھا کہ جناب حسین | آئے ہین زندان مین بصد شور و شین
گود مین لیکر کہا اے میرِ جان | ہجر مین کیون کرتی ہو شور و فغان
قید مین جسوقت کہ تو روتی ہے | مجکو بھی تکلیف بہت ہوتی ہے
رہتی ہے گریاد مین میری اداس | جلد تو آجائیگی اب میرے پاس
صدمے مصیبت مین دکھاتی ہے تو | روتی ہے اور سبکو رُلاتی ہے تو
اتنے مین جو آنکھ کھلی خواب سے | اشک روان دیدۂ پُرآب سے
اُٹھی جو بستر سے وہ اندوہگین | باپ کو ڈھونڈھا تو نہ پایا کہین
خواب کی باتین ہوئین بالکل خیال | وہی مکان وہ ہی زمین وہ ہی حال
شورش و فریاد جو کی بے شمار | خواب سے سب چونک پڑے یکبار
بیبیان سمجھاتی تھین اے نورعین | تو ہے کہان اور کہان ہین حسین
خلد مین وہ حضرت احمدؐ کے پاس | فاطمہ زہرا و محمدؐ کے پاس
بولی کہ وہ پاس میرے آئے تھے | کلمے تسلی کے بھی فرماے تھے
جلد بتاؤ کہ کہان ہین پدر | ورنہ مین مرجاؤنگی شوریدہ سر

پہونچی یہ آواز بگوش یزید — جاگ پڑا خواب سے وہ بھی بلید
بولا کہ زندان مین یہ شور و فغان — کسکے سبب ہوتا ہے پوچھو وہان
بولے کہ اک دختر معصوم ہے — باپ کے ہجران مین وہ مغموم ہے
شوق بھرا تھا دل بیتاب مین — باپ کو دیکھا ہے ابھی خواب مین
صدمۂ ہجران کو اٹھاتی ہے وہ — روتی ہے اور سبکو رولاتی ہے وہ
بولا کہ بس درد کی اسکے دوا — پاس میرے ہے اگر ہووے شفا
میری خزانہ مین سر پاک ہے — اُسکے مرض کے لیئے تریاک ہے
الغرض اُسنے سر سردار دین — اپنے خزانہ سے منگایا وہین
طشت طلائی مین تھا اسطرح سر — جیسے کہ افلاک پہ شمس و قمر
آیا جو زندان مین وہ سرو کا سر — تازہ دوبارہ ہوا داغ جگر
حشر بپا گریۂ و زاری سے تھا — رونا نہ کم ابر بہاری سے تھا
صدمہ جو گذرا دل صد چاک پر — دختر معصوم گری خاک پر
روئی کہ ہی ہی میرے بابا حسین — چھوڑ کے مجکو گئے تنہا حسین
باپ کا سر دیکھتے ہی مر گئی — عالم ہستی سے سفر کر گئی
مرنے سے اُس دختر معصوم کے — ہوش گئے زینب و کلثوم کے
گرچہ وہ گھر پہلے سے تھا غمکدہ — مرنے سے اُسکے ہوا ماتم کدہ
خلق مین ہی جتنی مصیبت کا نام — ختم ہوئی آل نبی پر تمام

محمد عربی پر درود اور سلام | حسین ابن علی اور آل پر ہو تمام

بیان روانگی اہلبیت اطہار از دمشق بطرف مدینہ منورہ

روایت ہی کہ جب یزید پلید اپنے دل کا حوصلہ پورا کر چکا اور ذریات رسول مقبول اور اولاد بتول کو طرح طرح کے صدمات پہونچا چکا بعد اسکے اسباب سفر کا مہیا کیا اور سبکو مدینہ طیبہ کی طرف روانہ کرنے کا حکم دیا اور کچھ زاد راہ وغیرہ بھی درست کر کے نعمان بن بشیر کو مع چند سوار دینے محافظت کے واسطے مقرر کیا چنانچہ حضرت امام زین العابدین رضؓ نے حضرت امام حسین علیہ السلام کا سر مبارک لیا اور اور شہیدون کے سرون کو بھی یزید سے لیکر عازم مدینہ منورہ ہوے غور کرنے کا مقام ہی کہ کسطرح مدینہ سے تشریف لائے تھے اور اب کسطرح اُدھر کو جاتے ہین الحاصل ذریات رسول مقبول بدیدۂ اشکبار اور بدل ملول اُن سرون کو بنظر تاسف دیکھتے ہوے مدینہ طیبہ مین آئے اور نعمان بن بشیر سے جو بہت ارادت اور عقیدت سے پیش آیا تھا اور بکمال اعزاز و احترام سے حرم رسول مقبول کو پہونچایا تھا سب کی سب راضی اور خوشنود ہوے اور شفاعت عقبیٰ کا امیدوار کیا روایت ہی کہ جسوقت مدینہ والون کو خبر ہوئی کہ قافلہ حسین علیہ السلام کا آتا ہے تمام مشتاقان زیارت حسین علیہ السلام کے مدینہ طیبہ سے باہر نکلکر استقبال کو آئے تھے جسوقت کہ

نظر انکی حضرت امام زین العابدین پر پڑی اور انکا رونا دیکھا سب کے سب
بے اختیار رونے لگے پھر جسوقت حضرت امام حسین علیہ السلام کا
سر مبارک دیکھا اسوقت تو گویا مدینہ مین قیامت قائم ہوگئی اسوقت کی
نالہ وزاری اور ہر ایک کی بیقراری بیان کرنے سے زبان قلم عاجز ہے
خصوصاً حضرت ام سلمہ کا قافلہ مین تشریف لانا اور حضرت امام علیہ السلام کے
سر کو ملاحظہ فرمانا اور ایک ایک کو آغوش مین لیکر رونا اور روتے روتے
بیہوش ہونا کس زبان سے بیان کرون کہ زبان کو بیان کی طاقت اور
قلم کو اس حال کے لکھنے کی جرأت نہین ہے الغرض اسیطرح حضرت
ام سلمہ رضی اللہ عنہا ذریات رسول اور اولاد بتول کو اپنے ساتھ لیکر
رسول مقبول کے روضۂ منورہ پر آئین اور حضرت امام حسین علیہ السلام کا
وہی سر مبارک جو شب و روز آغوش پیغمبر مین رہتا تھا نبی کے مزار پر
رکھدیا اور ایک آہ سوزناک دل صد چاک سے کھینچکر عرض کیا نظم

یا رسول اللہ بر آر از روضہ سر تا بنگری	اہلبیت خویشتن را زار و غمناک و حزین
در بلائے دشمنان دین گرفتار آمدہ	کس مباد اندر جہان ہرگز گرفتار اینچنین

اسوقت رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مزار پر ایک ایک کا
رونا اور حضرت فاطمہ صغرا کا باپ کے واسطے بیتاب ہونا اور خواہران
حسینؓ کی گریہ وزاری اور حضرت امام زین العابدینؓ کی فریاد و بیقراری

خارج از بیان ہی نظم

یارب بنائے عالم ازین پس خراب باد	افلاک او زنگ و زمین را شتاب باد
تا روز داد خواہی آل نبیؐ شود	از پیش چشم مرتفع این نہ حجاب باد
بر کام اہلبیت نگشتند یک زمان	در مہد چرخ چشم کواکب بخواب باد
لب تشنہ شد شہید جگر گوشۂ رسول	ہر جا کہ چشمہ ایست بعالم سراب باد
از نوک نیزہ تافت سر آفتاب دین	در پردۂ کسوف نہان آفتاب باد

الحاصل حضرت امام زین العابدین روضۂ منورہ سے سر مبارک حضرت امام حسین علیہ السلام کا اٹھا کر لائے اور جنت البقیع مین مدفون کیا اور خود یاد آلہی مین مصروف ہو کر دنیا کی لذتون کو ترک کر دیا رات دن کربلا کی مصیبت کو یاد کر کے رونے سے کام تھا نہ دن کو قرار نہ شب کو آرام باپ کی شفقت کو یاد کر کے آنسو بہاتے تھے اور اکثر اوقات زبان مبارک سے فرماتے تھے بیت

بسنگ رخنہ شد از بس گریستم بیتو	ز سنگ سخت ترم من کہ زیستم بیتو

الحاصل حضرت امام زین العابدین کا رونا تو عالم مین مشہور ہے یعنی بعد قتل حضرت امام حسین علیہ السلام کے تینتیس ۳۳ برس تک زندہ رہے مگر تمام عمر کبھی رونے سے فرصت نہ پائی اور کبھی باپ کی یاد دل سے نہ بھلائی جبکہ تشنگی غالب ہوتی تو پانی پی لیتے تھے مگر باپ کی پیاس

یاد کرکے رو دیتے تھے غور کرنے کا مقام ہے کہ میدان کربلا مین تمام
اعزا اور اقارب نے مرتبہ بمرتبہ شربت شہادت نوش فرمایا اور کسی نے
بجز اُس تین روز کے اور کچھ صدمہ نہ اُٹھایا یہان حضرت سید الساجدین
امام زین العابدینؑ کی مصیبت کو ذرا چشم خیال اور بدیدۂ تصور
دیکھنا چاہیے کہ حالت بیماری مین ایک ایک کا جدا جدا صدمہ اُٹھانا
اور عورات کے ساتھ قید ہوکر کوفہ مین جانا اور پھر دمشق مین اہلبیت
اطہار کے ساتھ رہکر طرح طرح کے صدمے اُٹھانا اور پھر حضرت امام حسین
علیہ السلام کا سر مبارک لیکر مدینۂ طیبہ مین آنا ایسا کچھ صدمہ جانکاہ ہے
کہ اَلْعِیَاذُ بِاللّٰہِ وَالْغِیَاثُ اِلٰی حَضْرَتِ اللّٰہِ راوی لکھتا ہی کہ جہان
حضرت امام زین العابدین علیہ السلام اپنے بالاخانہ پر رویا کرتے تھے
تو اُس جگہ آنسو جمع ہوکر پرنالہ کی راہ سے باہر گرتے تھے ایک شخص
اُس راہ سے گذرا اُسکے اوپر وہ پانی گرا اُسنے کپڑا دھونے کا ارادہ کیا
ایک شخص نے جو حضرت امام علیہ السلام کے رونے سے واقف تھا
کہا کہ اے شخص اُس پرنالہ سے جو پانی گرا کرتا ہے وہ آنسو ہین جناب
امام زین العابدین علیہ السلام کے کہ باپ کی مصیبت کو یاد کرکے
رویا کرتے ہین اس کپڑے کے دھونے کی کیا حاجت ہی کہ یہ ہر ایک
قطرہ تیرے واسطے سبب نجات آخرت ہی روایت ہی کہ ایک بار

جناب امام زین العابدین علیہ السلام مدینہ کے کسی بازار کی طرف تشریف
لیے جاتے تھے راہ مین ایک قصاب کو دیکھا کہ بکری ذبح کرنے کو لایا ہی
اور چھری کو پتھر پر تیز کر رہا ہے آپ نے پوچھا کہ اس بکری کو دانہ پانی
سے بھی سیراب کر لیا ہے یا نہین اُسنے عرض کیا کہ یا امام تین روز سے
اسکو برابر دانہ کھلاتا ہون اور پانی وقت پر پلاتا ہون تب آج گھر سے
ذبح کرنے کو لایا ہون آپ نے یہ سُنکر ایک آہ سرد دل پُر درد سے
کھینچی اور رو کر فرمانے لگے کہ کیا کوفیون نے میرے باپ کو اس
گوسفند سے بھی کمتر جانا جو تین روز تک بھوکا اور پیاسا میدان کربلا مین
رکھا اور اُسی طرح ذبح کر ڈالا یہ سُنکر قصاب اور سارے ہمراہی
بیتاب ہو گیے اور اُسوقت عجیب طرح کا شور ماتم برپا ہوا۔ غرض
کہان تک لکھون کہ حضرت آدم علی نبینا و علیہ السلام کے وقت سے لیکر
حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک کسی نبی کی آل اور اولاد پر ایسا سانحہ فجیع
اور واقعہ عبرت افزا نہین گذرا کہ جو جناب احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ
صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے اہلبیت اطہار پر گذرا ہے آسمان اور
زمین کا اس واقعہ پر خون رونا ایک طرف حق یہ ہے
کہ اگر جناب رحمۃ للعالمین کا واسطہ درمیان مین نہوتا تو عجب نتھا
کہ اُسی روز قیامت آتی اور ساری دنیا نیست و نابود ہو جاتی

نظم خاتمہ از طرف مصنف

سلمہ اللہ تعالے

بس کن چو صوفی ازین حرف غم افزا بس کن
شمع سان سوخت دل خستہ سراپا بس کن

تا کجا گریہ کنی بر صفت ابر بہار
قطرۂ اشک تو شد صورت دریا بس کن

از زبان قلم خویش عجیب عالم
ریختی گوہر نایاب و مصفا بس کن

حرف از کلک تو بر صفحہ نشیند با ناز
نقطہ ہم باز کن چشم تماشا بس کن

تمام

بہر احباب درین دفتر عالم از تو
نظم و نثر ست بسی صوفی شیدا بس کن

شد

فہرست اسمای شہدای کربلا علیہ التحیۃ والثنا بترتیبے کہ شربت شہادت نوشیدہ راہی جنت گردیدہ اند

حر مصعب برادر حر			
علی بن حسین	زہیر بن حسان	عبداللہ بن عمر کلبی	بریر بن خضیر ہمدانی
عروہ غلام حر			
وہب بن عبداللہ کلبی	عمرو بن خالد	خالد بن عمرو	سعد بن حنظلہ تمیمی
عمرو بن عبداللہ مذحجی	عباد بن انس	وقاص بن مالک	شریح بن عبید
مسلم بن عوسجہ مع یک پسر	ہلال بن نافع بجلی	عبدالرحمن بن عبداللہ یزنی	یحییٰ بن سلیم المازنی
عبدالرحمن بن عروہ غفاری	عمرو بن مطاع الجعفی	قیس بن منبہ	ہاشم بن عتبہ
حبیب ابن مظاہر صحابی	حرہ باصریہ آزاد کردہ ابوذر غفاری	انیس بن معقل اصبحی	عابس بن شبیث الیساکری مع غلام
حجاج بن مروق حنفی موذن لشکر امام علیہ السلام	سیف بن حارث بن سریع مع پسر عم خود	قاری غلام ترک آزاد کردہ حضرت امام زین العابدین	حنظلہ بن سعد بجلی

یزید بن زیاد الشیبانی	سعد بن عبد اللہ اطبق از اقربائے مادر محمد حنفیہ	جنادہ بن حارث انصاری مع یک پسر خود	مرہ بن ابی مرۃ غفاری
محمد مقداد بن عبد اللہ دجانہ	سعد غلام حضرت علی علیہ السلام	قیس بن ربیع	اشعث بن سعد
عمرو بن قرط	عنظمہ	حماد	محمد بن انس
اسعد بن ابی دجانہ	فیروز غلام حضرت امام حسین علیہ السلام	عبد اللہ پسر مسلم بن عقیل	جعفر بن عقیل
عبد الرحمن بن عقیل	عون و محمد فرزندان جعفر طیار	عبد اللہ بن حسن علیہ السلام	عمرو بن حسن علیہ السلام
ابو بکر بن حسن علیہ السلام	عباس بن حضرت علی علیہ السلام	عثمان بن حضرت علی علیہ السلام	عبد اللہ بن حضرت علی علیہ السلام
محمد بن حضرت علی علیہ السلام	جعفر بن حضرت علی علیہ السلام	علی اکبر فرزند حضرت امام حسین علیہ السلام	علی اصغر و رکنار امام علیہ السلام از تیر حرملہ بن کاہل

بعد ازین ہمہ خود جناب امام حسین علیہ السلام بروز عاشورہ بوقت نماز جمعہ بعمر ۵۶ سال و پنج ماہ و پنج روز در کربلا شہید شدند

رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین ۵

دوازدہ بند مرثیہ در بیان شہادت حضرت امام حسین علیہ السلام از تصنیف مصنف ذکر الشہادتین مدظلہ

ماہِ محرم ست بپے ماتم حسینؑ
خون میچکد ز دیدہ بذکر غم حسینؑ

نے زندہ ماند غیر یکے از ثبار او
نے جمع گشت قافلۂ برہم حسین

یک قطرہ ہم نبود بپے رفع تشنگی
جز اینکہ ریزد اشک ز چشم نم حسینؑ

نوکِ سنان بسنگ فسان تیز میکنند
سنگین دلان بزخم دل ارحم حسینؑ

چون بر زمین فتاد علمدار لشکرش
بر زد دو آہ سینہ نہ بدر پرچم حسینؑ

تنہا بیاد جملہ اعزا گریستے
در کربلا نہ یاور و نے ہمدم حسینؑ

از دیدن ہلال محرم بہ پیش من
ہر سال تازہ است بعالم غم حسینؑ

افسانہ کہ گفتن آن بخت مشکل ست
گویم وے غم شہ کونین در دل ست

در کربلا چو آل نبی خیمہ ہا زدند
اول پپے حصول شہادت صلا زدند

رفتند تشنہ لب ہمہ اطفال زین جہان
فریاد العطش بدر کبریا زدند

آن ظالمان کہ خار رہ دین حق بدند
ہمہ زخم بر تن شہ گلگون قبا زدند

از فرق تا قدم ہمہ غربال شد تنش
بنگر کہ تیر ہا ز کجا تا کجا زدند

جز آب تیغ دعوت لب تشنگان بزد
آتش درون خیمۂ آل عبا زدند

از دست کوفیان علی اصغر شدہ شہید
تیرے زدند و بر ہدف مدعا زدند

روزے کہ شد شہید جگر پارۂ رسول | نقشِ فنا سے دہر بکلک قضا زدند

در ماتمش نشست ملائک بصد خروش
حوران بخلد صورت مردم سیاہ پوش

بے آب و دانہ ماند چو مہمان کربلا | شد محشرے بپا بہ بیابان کربلا
زینب برنگ ماہی بے آب می طپید | کشتی برون نہ بُرد ز طوفان کربلا
ہر تشنہ می مکید بہنگام تشنگی | آن خاتمے کہ داشت سلیمان کربلا
از حرصِ فنا ہمہ بر خاک او فتاد | گلہاے فاطمہ بگلستان کربلا
بر کشتگانِ آل محمدؐ لبِ دلم | گشتند اشک ریز غزالان کربلا
رنگِ شفق نہ بر فلکِ نیلگون بود | جوشی زدہ است خونِ شہیدانِ کربلا
در خیمہ شورِ حشر بپا گشت ہر طرف | آمد دمیکہ نوبت سلطانِ کربلا

دستِ دعا کشاد بہ پشتِ فرس نشست
حرمان و یاس ہمرہِ او پیش و پس نشست

آمد حسینؑ پیشِ صفِ لشکر یزید | برگفت کای سپاہ جفا پیشہ و مرید
اے ظالمانِ تیرہ درون تلہ کستم | من دیدم انچہ ہیچکسے از شما ندید
از چشمِ روزگار رشادی جوی خون روان | خاری اگر بپاے من خستہ می خلید
اکنون براہِ حکم خدا پا فشردہ ام | فرمانِ کبریا بدل و جان ز کف مدہید
زین نقش ناکروی زمین ست لالہ زار | اولاد حیدر ست کہ در خاک و خون طپید

کے دید چشم خلق چنین ظلم بر کسے
این واقعہ نہ گوش کسے در جہان شنید

تا یادگار ہر دو بماند بکائنات
ظلم از شما و صبر ز من ہست بر مزید

این گفت و کس جواب نداد ش ہزار حیف
پس بر کشید سرور دین از نیام سیف

برقی بجنبش آمد و از آسمان فتاد
بر فرق سرکشان شہر بی دخان فتاد

آمد ہر آنکہ پیش شہ دین زد ست او
چون نقش پا بخاک فنا بیگمان فتاد

آواز داد ہاتف غیبے کہ یا حسین
از تیغ تو سر نجس کوفیان فتاد

بر گیر دل ز معرکہ و خون ظالمان
بس کن کہ شور آمد تو در جنان فتاد

چون خورد زخم تیر و سنان طاقتش نماند
از پشت زین بخاک امام زمان فتاد

با صد ہزار زخم کہ نتوان شمار کرد
بہر سجود خالق ہر دو جہان فتاد

دید از شگاف خیمہ چو یکبار خواہرش
بر خاک ہمچو سایہ سر روان فتاد

خون ریخت از دو دیدہ و فریاد بر کشید
آہے کہ داشت در دل ناشاد بر کشید

اے تشنہ لب برادر من از وطن جدا
فرق مقدس تو جدا ہست و تن جدا

در خیمہ شور حشر بپا شد برائے تو
طفلان جدا بدرد تو نالید و من جدا

کلثوم نالہ کش بفراق تو ہمچو من
سجاد اشک ریز بہ بیت الحزن جدا

روح تو در بہشت برین رفت و تن گذاشت
چون بوی گل کہ میرود از پیرہن جدا

هستی شهید و جمله شهیدان بهر کربلا
افتاده اند لاله صفت از کفن جدا

ای شمع تا تو گشته شهادی اندرین جهان
نالد بدر د هجر تو هر انجمن جدا

تلخ است زندگانی من در فراق تو
تا تو شدی برادر شیرین من جدا

سوی مدینه دید و فغان زد که یا رسول
هستند ذریات تو با خاطر ملول

این غرق بحر خون تن بے سر حسین تست
بر خاک همچو ماهی مضطر حسین تست

این آفتاب چرخ امامت که بهر ما
وا ماند چشم صورت اختر حسین تست

این خشک لب که کرده روان جوی خون ز حلق
بے آب رفت بر لب کوثر حسین تست

بر خاک کربلاست فتاده بزنگ گل
بے گور و بے کفن تن اطهر حسین تست

بنگر به لعش های شهیدان کربلا
خونین کفن چو لاله احمر حسین تست

حلقش بریده اند بشمشیر کین عدو
بر سینه اش چرا نه خنجر حسین تست

آنکس که رفت تشنه ز عالم امام بود
در بحر خون شد آنکه شناور حسین تست

وانگه بگریه گفت که اے فاطمه ببین
شد قتل نور چشم تو در دشت کربلا

شد پائمال باد خزان نو بهار تو
خنجر زدند بر پسر گلعذار تو

از مردمان خانه برائے گریستن
یک طفل مانده است بما از تبار تو

جوشد نه بحر رحمت او بهر ظالمان
گردد ما بحشر دهد گردگار تو

از باغ خلد سوے شہیدان بیا کہ من
اکنون نشستہ ام برہ انتظار تو

تن ہا بخاک ماند کہ تا جلوہ گر شوے
سرہا بہ نیزہ رفت برای شمار تو

زین واقعہ کہ سخت بدیدم نمیرمت
لرزد اگر بخاک مدینہ مزار تو

دانم کہ می برد ز بہشت برین مدام
فریاد و نالہ ہاے یتیمان قرار تو

پس کرد رو بسوی نجف کای ابو تراب
بر خاک او فتاد سوار فلک رکاب

این ماہ آسمان شجاعت حسین رضی اللہ عنہ تست
این آشنای بحر شہادت حسین رضی اللہ عنہ تست

این سبزہ دمیدہ ز گلزار کائنات
یعنی بہار باغ امامت حسین رضی اللہ عنہ تست

بر جسم لخت لخت کہ چون برگ گل فتاد
خون میچکد ز دیدہ حسرت حسین رضی اللہ عنہ تست

این خشک لب کہ رفت ازین دار بی ثبات
بر داشت بہر آب نہ منت حسین رضی اللہ عنہ تست

این رشک گل کہ خون چکد از زخم ہای او
سر تا بپاست وقف جراحت حسین رضی اللہ عنہ تست

این سرو قد کہ با کفن خونچکان چو گل
خیزد ز خاک روز قیامت حسین رضی اللہ عنہ تست

ہمراہ خویش بر د ازین دشت کربلا
نگذاشت بہر خلق مصیبت حسین رضی اللہ عنہ تست

در تشنگی شہید شد و آب جو نیافت
من ہم ز آب دست بشویم کہ او نیافت

آتش درون خیمہ چو زد ظالم اللعین
بر چرخ رفت دود و فغان از زمین

در شدت تمازت خورشید نیمروز
بودند جملگان عرق شرم بر جبین

گشتند ہر دو نالہ زنان بر شتر سوار — کلثوم پیش و در عقبش زینب حزین
بودند بر جنازہ اسیران اہلبیت — در پیش شان بہ نیزہ سر آفتاب دین
بے پردہ اہلبیت رسالت روان شدند — ای دیدہ خون بریز و جفای فلک ببین
بگرفت دست عابد بیمار و ناتوان — زنجیر آہنے و شکن ہای آستین
گلہای شان ز آتش گرما گلاب ریز — لبہا کبود از اثر آہ آتشین

این قافلہ کہ ہمرہ ایشان زیاد بود
چون سوی قتلگاہ رسید دل نظر کشود

زینب فغان بزد کہ اخی جوان من — آیا چہ شد کہ گوش نکردی فغان من
ای دلنواز یوسف من وقت خواب تست — برخیز از زمین و ببین کاروان من
سجاد و شہربانو و کلثوم ناتوان — ہستند چند غمزدگان ہمعنان من
از آتش فراق تو ای آب زندگی — سوزد بہ رنگ شمع دل ناتوان من
از تشنگی سخن بلب من نمی رسد — خشک است ہمچو خار مغیلان زبان من
کردم ہزار بار روندانم کہ پیر چرخ — در صبر تا بکے بکند امتحان من
سر را زند بسنگ و کند خویش را ہلاک — گر اہل درد گوش کند داستان من

این واقعہ کہ دیدۂ من دید کس ندید
صبر است انچہ بر سر من از فلک رسید

صوفی خموش کز ذکر حسین ست جانگداز — حرفی نگفتہ تو ازین قصہ دراز

دردا کہ کوفیان لعین تیغہا زدند	بر گردنے کہ بود خمیدہ پے نماز
تا اہلبیت دست بروز جزا زنند	خون حسینؓ لبست بہر دامنے طراز
شرم و حیائے اہل جفا بین کہ اہل حسینؓ	خون ریختند و دعوی دین میکنند باز
از ماتم حسینؓ غم آلود و بنگرم	در ہر دلے کہ جلوہ کند ذات بی نیاز
ظلمے کہ رفت بر سر اولاد مصطفیٰؐ	ہست انتقام آن بخداوند کارساز
نازم بشاہ دین کہ بمیدان امتحان	در زیر تیغ تیز نہد گردن نیاز

دین نبی رواج پذیرفت از امام
صلوات بر محمدؐ و بر آل او مدام

خاتمۃ الطبع

بعد حمد و نعت کے ظاہر ہے ناظرین کرام کو واضح ہو کہ اندرون مین یہ کتاب فیض انتساب مقبول کونین سے بہ ذکر الشہادتین جسکو بہت سی کتب تبرکہ عربی و فارسی متضمن واقعات کربلا اور جسقدر رسائل حال شہادت حسنین علیہما السلام مین مستند پائے انسے انتخاب کرکے فضائل و کمالات دستگاہ ذاکر خامس آل عبا مداح جگر پارہائے خیر الوریٰ مولوی احمد خان صاحب صوفی اکبرآبادی نے بڑی حسن بیانی سے تالیف فرمایا جسنے اسکی تقریر اعجاز نما کو سنا بی اختیار اشک ریزان ہوا اصل علی ہے یہ طرز جدید پے گریہ بکا و جاری زبان پہ صل علی ہو جا ابتدا اگرچہ یہ کتاب لالقاب بھی مطابع مین چھپی مگر اب دوم مرتبہ باجازت و رضامندی حضرت مصنف و بنظر آخرین حضرت مصنف برطبق فرخواہش طالبین بماہ نومبر ۱۸۷۳ء مین مطابق ماہ صفر ۱۲۹۰ھ مطبع نامی منشی نولکشور عام کاذرین جلیہ پیش انطباع ہوئی خداوند کریم بمنہ و کرمہ

فہرست مضامین کتاب ذکر الشہادتین

صفحہ	مضمون
۴	روایات فضیلت حضرت امام حسنؑ و حضرت امام حسینؑ۔
۱۲	بیان وفات حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم
۲۳	احوال حضرت فاطمہ زہرا از وقت ولادت تا وفات
۳۷	حضرت علی علیہ السلام کی ولادت و شہادت کا بیان
۴۵	تمہید شہادت حضرت امام حسنؑ و حضرت امام حسینؑ
۵۱	حضرت امام حسنؑ کی شہادت کا بیان
۵۶	حضرت امام حسین علیہ السلام کا مدینہ منورہ سے مکہ معظمہ میں آنا اور حضرت مسلمؑ کا کوفہ کو روانہ فرمانا۔
۵۹	حضرت مسلم کی شہادت کا بیان۔
۶۳	حضرت مسلم کے فرزندوں کی شہادت کا بیان
۶۸	حضرت امام حسینؑ کا مکہ معظمہ سے کوفہ کی طرف کوچ فرمانا اور حُر کی حراست سے کربلا میں آنا۔
۷۷	حال واقعات شب شہادت۔
۸۴	حُر کی شہادت کا بیان۔
۹۱	حضرت قاسم کی شہادت کا بیان
۹۴	حضرت عباس کی شہادت کا بیان۔
۹۸	حضرت علی اکبر کی شہادت کا بیان۔
۱۰۳	حضرت علی اصغر کی شہادت کا بیان۔
۱۰۷	حضرت امام حسینؑ کی شہادت کا بیان۔
۱۲۳	بیان روانگی اہلبیت اطہار بطرف کوفہ مع سرہائے شہدا۔
۱۳۸	بیان روانگی بنیان اہلبیت از کوفہ بطرف دمشق نزد یزید پلید۔
۱۴۱	بیان روانگی بندیان اہلبیت اطہار از دمشق بطرف مدینہ منورہ مع سرہائے شہدا۔
۱۴۶	نظم خاتمہ از طرف مصنف۔
۱۴۷	فہرست اسامی شہدائے کربلا بہ ترتیبے کہ شربت شہادت نوشیدہ راہی جنت گردیدہ اند۔
۱۴۹	دوازدہ بند مرثیہ در بیان شہادت حضرت امام حسینؑ

احسن الحسین شہید شہاب اہل الجنۃ

الحمد للہ کہ از فنون کتاب لاجواب احوال مین شہادت حسنین اور خلفای کرام کے روایات صحیحہ سے جمع کیا گیا

خاطر الشہادتین

جسکو حضرت مصنف جامع کمالات علمی مولوی محمد ناصر علی صاحب نے تجدید نظر فرما کر ترمیم اضافہ روایت سے از سر نو مرتب کیا

مطبع نامی منشی نولکشور واقع لکھنؤ مین منطبع ہوئی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تعالی اللہ کیا قدرتین اپنی دکھاتا ہے
کہ پتلے نور کے بنوا کے سبز میں بلاتا ہے
کبھی مخمل کو کانٹے پر حضرت کے چڑھاتا ہے
کبھی سر اوپر کے نیزے پر چڑھا دور پھراتا ہے

الحمد لمن له البقاء والقدم ولما سواه الفناء والعدم نشكره على ما اعطانا
من اجل النعم وجعلنا من خير الامم والصلوة والسلام على سيد ولد آدم
صاحب السيف واللاحم والعلم دافع الكرب والبلاء ورافع الم ابتداء متحتم
على العرب والعجم وعصيانه محرم سيدنا ومولنا محمد المسموم الشهيد لا اتم صلى
الله واصحابه سيما على صهريه وختنيه عدد شهداء بني آدم خصوصا على
سبطيه الملكين القمرين الانورين العطشانين المظلومين الشهيدين سيدنا و
مولنا ابو محمد الحسن وابي عبد الله الحسين ما تعاقب ايام العاشوراء وشهور الحرم اما بعد

منظوم غمگین ہیرین غلام نبین آوارہ دشت کرب و بلا مسموم زہر بلا بین مسہم وخطا نوواسن
بین فرات بین خشک لب نگین پیرین نیر باران بلا سے جان لب فقیر محمد ناصر علی بن
شیخ حیدر علی مرحوم نمایشوری میزی مولد آرڈی سکنا خدمت مین مجان سید المسلمین در جان
نثاران بیطین کرمین کے عرض سا ہے اکثر فقیر واقعات کربلا اور سانحات آل عبا اور روایات

وردآمیز حکایت رقت انگیز امام مظلومین منطلومین مقتولین شہیدین قمرین نیرین کعبین انورین سراج مشرقین ضیاء مغربین نور عینین انسان عینین مبطین ذی النورین ریحانین اعطرین جناب حضرت سیدنا و مولانا ابو محمد الحسن و ابی عبد اللہ الحسین رضی اللہ عنہما کا ان ذکر الشہادتین کے متفرق کتابوں میں دیکھ دیکھ روتا تھا سیاہی منھ کی اشک غم سے دھوتا تھا بارہا اس غم سے اداس رہتا ہر دم ہراس رہتا تھا کہ جب نام اویس یعنی سوال کا یاد آیا فارغم دلین گڑ جاتا دل بے اختیار دھڑکنے لگتا جی دست زدہ پھڑکنے لگتا کلیجا پھٹنے لگتا غم سے دم گھٹنے لگتا عرصہ دراز سے جی چاہتا تھا کہ ان روایات متفرق کو یکجا کر یکجا بینے فضائل اور شہادت مین غمزات مین کے ایک کتاب تالیف کیجیے اور عمر بھر پڑھ پڑھ کے اتنا روئیے جی جان کھوئیے کہ منھ کی کالک دھو جائے سارا گناہ کہ رکاب کربلا اور قطرات فرات سے بھی بالا ہی محو ہو جائے ایک دن اسی فکر مین سہو محو ہو رہا تھا حالات کربلا یاد کر کر رو رہا تھا حضار مجلس کا منھ تکتا تھا مگر کوئی حرف منھ سے نہ بول سکتا تھا اتنے مین شیدائے کربلا ذکر آل عبا و الہ نجفان لافتی الا ذوالفقار صدقہ اتقانور حدیقہ ابتدا محب سادات مجمع سادات عاشق اصحاب عظام شیفتہ آل اکرام سراپا دانش و تمیز شیخ **عبد العزیز** بن مظہر انوار الحق **یزنی جانبی** شیخ **رجب علی** صاحب الکھنوی لکھنؤ سے آئے بعد ساعت حرف مطلب زبان پر لائے کہ مین نے ناصر الابرار چھپوائی بفضلہ تعالیٰ تمنائے دلی بر آئے اب ایک عرض دوسری لایا ہون فقط اسی عرض کے لیے اسقدر طول مسافت طے کر کے آیا ہون کہ اب ایک کتاب بیان واقعات کربلا اور فضائل اور شہادت مین سیدنا حسین ریحان مصطفی کے تالیف کر دیجیے بہت جلد تصنیف کر دیجیے روایتین صحیح ہون مضامین ملیح ہون معتبر کتابون سے منقول ہو تا عند اللہ و عند الناس مقبول ہو فقیر نے ہر چند اسین عذر کیا کہ ناسین عرض مین طول یا حال دل کا جانا نہین آخر سینے پر سل انگارے پر دل رکھ کر کلیجا تھام کر قلم مصیبت رقم اٹھایا بہت جلد رو رو کر آنسو سے کاغذ دھو دھو کر جو تحریر مین لایا بیان واقعات حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم و حضرت خاتون جنت رضی اللہ عنہا و حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور شہادت سے جناب خلفائے ثلثہ رضوان اللہ علیہم کے ابتدائے کلام کیا اور فضائل



بسم اللہ الرحمن الرحیم

تعالی اللہ کیا قدرتین اپنی دکھاتا ہے
کہ پتلے نور کے بنوا کے متی مین بلاتا ہے
کبھی مہتین کو کاندھے پر حضرت کے چڑھاتا ہے
کبھی سر اون کے نیزے پر چڑھا دور پھراتا ہے

الحمد لمن له البقاء والقدم ولما سواه الفناء والعدم نشكره على ما اعطانا من اجل النعم وجعلنا من خير الامم والصلوة والسلام على سيدنا ولد آدم صاحب السيف واللاحم والعلم دافع الكرب والبلاء والالم اتباعه متحتم على العرب والعجم وعصيانه محرم سيدنا ومولنا محمد المسموم شهيد الامم وعلى اله واصحابه سيما على صهريه وختنيه عدد شهداء بني آدم خصوصا على سبطيه المكرمين القرمين الانورين العطشانين المظلومين الشهيدين سيدنا و مولنا ابو محمد الحسن وابي عبد الله الحسين ما تعاقب ايام المعاشوراء وشهوره اما بعد

مفہوم غمگین حزین غلام مومنین آوارہ دشت کرب و بلا مسموم زہر ملا مین جسم و خطا تر دامن عین فرات مین خشک لب نگین پیرہن تیر باران بلا سے جان بلب فقیر محمد ناصر علی بن شیخ حیدر علی مرحوم نیا پوری میزی مولدا آردی سکنا خدمت مین خیبان سیدنا حسین در جان نثاران سبطین کریمین کے عرض سا ہے اکثر فقیر واقعات کربلا اور سانحات آل عبا در رضا یاد

وردآمیز حکایت رقت انگیز امام مظلومین مقتولین شہیدین قمرین نیرین کمین انورین سراج مشرقین ضیاء منورین نورعینین انسان عین کونین سبطین ذوی النورین ریحانین اعطرین جناب حضرت سیدنا وسولانا ابومحمد حسن وابی عبداللہ الحسین رضی اللہ عنہما کان ذکر الشہادتین کے متفرق کتابون مین دیکھ دیکھ روتا تھا سبھی منھ کی اشک غم سے دھوتا تھا بارہا اس غم سے وداس رہتا ہر دم بدحواس رہتا تھی کہ جب نام اویس ریحان رسول کا یاد آیا فارغم دلین گڑ جاتا دل بے اختیار دھڑکنے لگتا جی وحشت زدہ پھڑکنے لگتا کلیجا پھٹنے لگتا غم سے دم گھٹنے لگتا عرصہ دراز سے جی چاہتا تھا کہ ان روایات متفرق کو یکجا کر یکجا کر یکجا کر

اور شہادت پر حضرات حسنین کے اختتام کیا اور چونکہ یہ کتاب مجمع بحرین ہے اسلیے نام اسکا
عناصر الشہادتین ہے جسے واقعات کربلا کے دیکھنے کی ہوس ہے اوسے مطالعہ اسکا ضرور ہے
اب احباب سے تمنا ہے کہ اگر اسکی سیر کرین تو بحق مؤلف عاصی دعائے خیر کرین اور اگر کہین کسی روایت
مین لغزش پائین تو خنجر طعن اس زدامن چشمۂ لب کے گلے پر نہ چلائین یا تو عین عنایت سے
معاف کردین یا اوسے اشک دیدہ سے دھوکر صاف کردین **شعر** رسول پاک پہ بھیجو خدا درود
سلام ٭ علی و فاطمہ حسن و حسین پر بھی مدام ٭ **اما بعد** اب ناصر کو بخیر ہے سکتا ہے قلم ہاتھ مین لیے
کاغذ کا منہ تکتا ہے سیاہی جسے شکل صوف پوشان کے سیہ پوش ہے دوات رنج والم سے مرہون ہے جو
بیان ہے وہ نشتر رگ جان ہے ہر ایک بیت الاحزان ہے ہر مصرع مصرعۂ پر غم ہے جو نقطہ ہے
وہ قطرۂ دم ہے جو مضمون ہے درد و غم سے مشحون ہے ہر سطر صف ماتم ہے حرف حرف حلقۂ حسین الم
ہے ہر طرف سے گھٹا غم کی گھری آتی ہے دل تڑپتا ہے جان نکلی جاتی ہے اور کیونکر نہو کہ احوال
پر ملال واقعات قیامت نمایئے ماجرائے وفات حضرت خیر الانام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و جناب زہرا
رضی اللہ عنہا اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ و شہادت خلفائے مصطفےٰ و امام دوسرا شہید کربلا
لکھا جاتا ہے کیسا امام عالی مقام آئینہ رسول نما آیۂ آیۂ انما مصداق سورۂ ہل اتی سنی سورت تبی القریب
سبط و ریحان رسول بضعۂ دجان بتول لخت جگر علی مرتضیٰ قوت بازوے حسن مجتبیٰ نور حدقۂ فاطمہ زہرا
نور حدیقۂ خدیجۂ کبریٰ راکب دوش رسول زیب آغوش بتول ساقی کوثر کا نواسا عین فرات
جرعۂ آب کا پیاسا شہید رنگین سر پر سن قلیل خونین کفن شبیر دلیر بیشہ بلا ثابت قدم مقام رضا
جسکے مزاج نازک کا رب جلیل کہوارۂ جنبان جسکا جبرئیل عبد احمد جسکے رسول اکرم خال
جسکے قاسم اکرم والد ماجد جسکے علی اعظم حسن جسکے برادر معظم جعفر طیار جسکے عم مفخم صدیق جسکے ہمدم
فاروق جسکی قدر کے محرم عثمان جسکے شریک درد و الم امام الثقلین جان کونین سلطان دارین
مولی الفئتین سیدنا مولانا ابو عبد اللہ الحسین **شعر** جائے کہ ہست ذکر حسین
و بلائے او ٭ رحمت نزول میکند از کبریائے او ٭ **روایت** شیخ
سہل بن عبد اللہ کہتے ہین کہ عاشورے کے دن غم تیدنا امام حسین سے اشکبار ہو رہا تھا
اون کے مصائب کو یاد کرکے بیقرار ہو رہا تھا اور جی مین کہتا تھا کہ اگر مین اوسدن ٭

اپنی بدنصیبی سے وہان حاضر نہ تھا کہ شاہ کربلا کے آگے کفار اشرار سے رجھ کے اپنا گلا کٹا حضرت پر قربان ہو جانا نوبا سے آج تو اوسکی حسرت مین کچھ نہ تھوڑا رولون جن ل سے دامن بھگو لون پھر ای قربان کو اپنی بخت بیداری سے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب مین دیکھا آپنے فرمایا ای سہل قسم ہے ذات کبریا کی کہ ایک قطرہ بھی تیرا آنسو جو یاد مصیبت مین تیرے فرزند دلبند نور عین حسین کے بہا ہے بیکار نہ جائیگا اور اوس رونے کے بدلے جو تو آج روتا ہے کل حق تعالی تجھے ابز جزیل اور ثواب جمیل عنایت فرمائے گا کہ محاسبان تخت خاک اوسکے حساب سے گھبرائینگے اور دیران خطہ افلاک اوسکے شمار سے عاجز ہو جائینگے قطعہ بیا دحسین علی گریہ کن ✣ کزین گریہ پیدا شود آبروے ✣ ہر آن نالہ کز حلقہ شد سیاہ ✣ بدین گریہ کردن ترے شست دشوے ✣ روایت ہے کہ سلطان کونین حضرت امام حسین قیامت کے دن عرصات محشر مین ساتھ ہیرہ خون آلود اور کفن رنگین کے تشریف لائین گے اور جناب باری مین التجا فرمائینگے رب شفعنی فیہم بسکی اعلی مصیبتی خدا وندا جو کوئی دنیا مین میری شہادت اور مصیبت اور غریبی اور محرومی اور مظلومی درماندگی اور بے بسی اور بے برگی اور گرسنگی اور تنہائی اور بیکسی پر رویا ہے اور میرے غم مین اپنے دامان کو بھگویا ہے اوسکے میرے اوس ہیرہ آغشتہ بخون اور پیرہن گلگون کے سایہ مین بخشدے میری شفاعت اوسکے حق مین قبول کرے پس حق تعالی شفاعت کو اس جناب کی قبول کریگا گناہ اون لوگون کے کہ غم امام مین آنسو بہائے ہین بخشدیگا بیت گر آب زنی بگریہ راشہدا ✣ بخشند گناہ تو بخواہ خدا ✣ روایت امام علی بن موسی رضا سے منقول ہے کہ جب حق تعالے نے واسطے فدیہ اسمعیل علیہ السلام کے بہشت سے مینڈھا بھیجا اور ابراہیم علیہ السلام نے اوسکو ذبح کیا پھر دل مبارک مین ارش شیر دلیر کے یہ خیال ہوا کہ اگر مین اس مینڈھے کے عوض اسمعیل ہی کو اپنے ہاتھ سے ذبح کرتا تو ثواب عظیم اور اجر جزیل پاتا پس تعالے نے وحی بھیجی کہ ای ابراہیم تمامی مخلوق مین سے تم کسکو زیادہ دوست رکھتے ہو خلیل اللہ نے عرض کیا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کہ حبیب و صفی تیرے ہین پھر ارشاد ہوا کہ اونکو زیادہ دوست جانتے ہو یا اپنے کو عرض کی کہ قسم ہے تیری وحدانیت کی کہ اونکو اپنی جان عزیز سے عزیز اور دوست تر

جانتا ہون پھر فرمان ہوچکا کہ فرزندان کہ اون کے زیادہ دوست جانتے ہو یا اپنے فرزندون کو
خلیل اللہ نے جواب دیا کہ فرزندان اچھا وانکے میرے نزدیک میری ساری اولاد سے دوست
تر اور محبوب تر ہین بیت آنکس کہ ترا شناخت جان را چہ کند چہ فرزند عیال و خانمان را
چہ کند پھر حق تعالی نے وحی بھیجی کہ اے خلیل ایک فرزند کو فرزندان بزرگوار سے اُن کے
بڑے جور ایذا اور نہایت ظلم و جفا سے غریب اور تنہا بھوکا پیاسا رشت کربلا مین شربت
شہادت کا پلائینگے اور سارے مال و اسباب کو اس فرزند ارجمند کے لوٹ لینگے خاک مین
ملاینگے حضرت ابراہیم خلیل اللہ شنہ ہی واقعہ جانکاہ کا اور حادثہ ہوش ربا کا سُن کر کے حالت
رقت مین آئے اور قطرات حسرات تہنگ کے چشمان غم دیدہ سے سیلاب صفت بہ آیا ہے
ابراہیم تواب رونیکا ہمارے امام حسین برادر جو تم اونکی مصیبت کو یاد کر کے دلین کرتے ہے برابر
اُس ثواب کے ہے کہ اپنی یا مرے تم اپنے فرزند ارجمند اسمعیل کو میری راہ مین قربان کرتے
مقام غور رہے مصیبت مین سید نا امام حسین کے اشک ریزی کا کسیقدر ثواب ہوتا ہے کتنا افضل ہے
الا رباب جو نا ہی شعر رسول پاک پہ بھیج اے خدا درود و سلام علی و فاطمہ حسن و حسین پر بھی مدام

قیامت ہے سنین غم وفات سرور عالم	کہ جسکی ذکر سے ناصر کلیجا تھرتھراتا ہے
یہ کیا ہے آسمان سے آج جو یہ اشکباری ہے	زمین و آسمان مین کیون یہ جوش آہ و زاری ہے
یہ کیون جبریل کی آنکھون سے بحر خون جاری ہے	
گھٹا غم کی فلک پر چھائی ہے کس لیئے ہر سو	بظاہر ایک بھی اپنے دل پر کچھ نہین قابو
ہوا ہر دل ہے کیون دیوانہ ادھیری آج ساری ہے	
یہ کھل بل ہوگئی پیغمبرون مین کس لیے اسدم	رہے یا نہ رہے ملک زمین آنے مین کیون پیہم
زبان رہبے کیون صلی علی یا آہ و زاری ہے	

دنیا جای آزمایش ہے نہ مقام عیش و آسایش ہے دونون کی زندگی ہے عبادت کی خوبی
نہین تو سراسر خرستگی ہے آدمی گدا ہی یا بادشاہ ہے نبی ہو یا اُست دونون کی یہی راہ ہے شعر
در بارگاہ عشر چہ سلطان بے نوا بر آستان مرگ چہ دربان بادشاہ نہ موت کی

گھر گھر جاری ہے مگر کیسکو سوجھے سنین کل فنی ہالک قول باری ہو مگر کوئی لو سجھے سنین دم
ہے جو چل رہا ہے جو گھڑی ہے سو ہر سراپا پر اپنا وقت ٹک کے ہو گھڑی ہے مقصر رہنا سنین کیسکو چلنا
ہے سب کو آخر ہو دو چار دن کے خاطریان گھر ہوا تو پھر کیا ہو کوئی ملک ہو یا بنی ہو پیر و جوان ہو
یا صبی ہو شاہ ہو یا وزیر امیر ہو یا فقیر منشی ہو یا دبیر صغیر ہو یا کبیر حکیم ہو یا طبیب البہ ہو یا لبیب بقراط ہو
یا مسیح خوشنویس ہو یا شاعر فصیح عالم ہو یا عامل ہو عارف ہو یا کامل پہلوان ہو یا ضعیف و نحیف ہو
یا شریف فاسق ہو یا فاجر کافر ہو یا ساجد موت کسیکو مچھ رحمی نہیں ہر دم دم نکالنے کو آمادہ ہے
یا موت ہی نہیں رباعی ظالم تجھے کیا خواہش دنیائے دنی ہے ہر چند زمین ہر کوئی متمنی
غنی ہے جو قاتم و سنجاب پہنتے تھے ہمیشہ سوتے ہیں تلے خاک کفنی ہے
اس گھڑی سنگ مرمر کے محل میں جو بڑے عیش سے جیتے ہیں بنی نانے سوتے
ہیں وہ اس گھڑی مرمر کے آغوش غضب میں ماور مہربان قبر کے پڑے بجائے خیز خون
جگر پیتے ہیں اور زار زار روتے ہیں انکو تھے حسرت کے چاٹ رہے ہیں انگلیاں افسوس کی کاٹ
رہے ہیں آہ ابھی جو یار و آشنا کے ساتھ ہنس رہے ہیں نظر پھری تو گور میں پڑے ہیں
سانپ بچھو انکو دس رہے ہیں مقطع کہاں سلیمان کہاں سکندر کہاں ہیں جم اور کہاں ہیں
دارا یہ سب کے سب خاک کے تھے پتلے بگاڑ دوا نے بنا بنا کر مسافران رہ عدم کو
یہ کیسی نیند لگی الٰہی کہ جب سے سوئے نہ پھر کے چونکے تھکے ہم اونکو جگا جگا کر یا رو حیرت
اور عبرت کا مقام ہے کہ جب روح کو مین جان آفرین شہنشاہ ہر دو سرا سرور انبیا حبیب
خدا اصل موجودات سبب وجود کائنات سید و آقا آدم رحمت عالم صلے اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے جنکے لیے خلقتا لانے دونون جہان کو بنایا کتم عدم سے موجود مین لایا دنیائے
دنی کو چھوڑا ہی سے جا لے رشتہ زندگی کو توڑا تو ہم تم کیا عمر و روزہ پر اعتماد کرین ایسے
جینے پر کیا اعتماد کرین مت یہ ہے کہ اللہ بس ہے باقی ہوس ہے رباعی اندیشہ ز مرگ مصلحے
باید کرد شادی و طرب جملہ رہا باید کرد چون سید ہر دو کون جاوید نماند ما را طمع خام
چرا باید کرد روایت ہے کہ دسویں سال ربیع کی جب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی
وفات کا حال معلوم ہوا تو مسجد مین آکر آپنے منبر پڑھا کہ ایک بندی کو حق تعالے نے

دنیا مین نازونعمت کے ساتھ رہنے اور مرنیکا مختار کیا اُنے دنیا کو اختیار نہ کیا آخرت ہی کو اختیار کیا
شیفتہ جمال اور عاشق صادق ابوبکر صدیق اُس بنکوز کو سمجھکر رونے لگے اور اسکا انتقال حبیب متعالی
اس کلام سے پاکر جی جان کو کھونے لگے اور کہنے لگے بلکہ ہم اپنی مادران اور پدران اور جانون
اور مالون کو آپ پر قربان کرتے ہین یارسول اللہ ہمارا کیا حال ہوگا آپنے دلاسا دیا اور فرمایا ابوبکر
مت روؤ بیقرار مت ہوؤ پھر اسی سال آپنے حج اور کیا اور تاکید تمام احکام دین کے یارون کو
تلقین فرماکے کلمات رحمت باصد حسرت زبان پر لانے لگے کہ شاید آیندہ سال پھر اتفاق
حج کا نہو دے پھر فرمایا کہ قیامت کے دن حق تعالی تم لوگون سے میرا حال پوچھیگا کہ کیا کیا
معاملہ کیا اور تمھارے ساتھ کیسے رہے سو تم لوگ کیا کہوگے سب حضار نے کہا لاکھ آدمے سے زیادہ
تھے عرض کی کہ آپنے احکام الٰہی بجا لائے اور نصیحت اُمت کی بجا لائی فرمایا بیشک آپ نے انگشت
شہادت آسمان کی جانب اٹھاکر تین بار فرمایا اَللّٰھُمَّ اشْھَدْ خداوندگواہ رہ شعر رسول پاک پر لاکھ
فدا اور درود وسلام ٭ علی وفاطمہ حسن وحسین پر بھی مدام ٭ روایت ہے کہ اسی سال مین بروز
عرفہ جمعے کے دن یہ آیت اُتری اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ
آج مین نے تمھارا دین پورا کردیا اور نعمت اپنی تمپر تمام کردی مسلمانون کو اسبات سے بڑی خوشی
ہوئی مگر باریک بنیان صحابہ جسطرح حضرت ابوبکر صدیق اس آیت سے فربان زمان قیامت تاثان
سمجھ گئے اسواسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دنیا مین رہنا اور یہ سب اذیتون کا سہنا
فقط اکمال دین اور تکمیل نعمتین کے تھا جب دین کامل اور نعمت حق پر شامل ہوگیا تو حضرت
کو دنیا دنی سے کیا کام ہے اور اسی فنون مین سورۂ اذا جاء آئی آپنے جبرئیل امین سے
فرمایا کہ اے جبرئیل اس سورے سے بوی مرگ آتی ہے یعنی یہ سورۂ خبر موت کی سناتی ہے جبرئیل نے کہا
یارسول اللہ وَلَلْاٰخِرَۃُ خَیْرٌ لَّکَ مِنَ الْاُوْلٰی جو مرضی مولی ہو تو اس دنیا سے بہر صورت
آخرت آپکے لیے اولی ہے آخر آپنے حجۃ الوداع سے فارغ ہوکر مدینہ منورہ مین قدم رنجہ فرمایا
اور اہل بقیع اور شہدای اُحد کے واسطے دعای مغفرت فرماکے اپنے کنبہ کا حال لوگون سے
اسکے بعد آپ اکثر تسبیح اور استغفار اور گریہ مین مشغول رہتے لوگ کہتے یارسول اللہ آپ ہوکے
خوف سے روتے ہین اتنا بیتاب ہون فرماتے تھے بلکہ اُمت کی قبر کی تنگی اور لحد کی

تاریکی اور قیامت دن یاد کر کر روتا ہوں بیقرار رہتا ہوں ✱ جہان کا باغ تاراج خزان ہے
✱ اجڑا تا بصفیر و گلستان ہے ✱ جناب سرور عالم کی رحلت ✱ قیامت ہے قیامت ہے قیامت
✱ رسول اللہ گر مانع نہ ہوتے ✱ ہم اپنا پیٹ کر ہم جان کھوتے ✱ کہیں کیا بندگی بیچارگی ہے ✱ فقط
ہی کی رحلت بلی ہے ✱ **روایت** ابن مسعود کہتے ہیں کہ آپنے اپنی وفات کے ایک مہینے قبل جمیع
اصحاب و عمدہ احباب کو گھر میں حضرت عائشہ صدیقہ کے بلایا پھر ہم لوگوں کو دیکھکر نہایت محبت و
شفقت سے ہم لوگوں کی بیکسی اور غربت پر نظر کر کے رونے لگے بیقرار ہونے لگے
نظم وداع یار دلدار ہم چو بگذرد بجاں ✱ شود بیناز الم آب دیدہ مالا مال ✱ سیاہ گشتہ
جہاں بست آرام ✱ ولے در آتش ہجران فزاروصبر محال ✱ پھر فرمایا صبر کرو اللہ
وترحمکم اللہ وھدیکم اللہ اے یار دوست کرتا ہوں میں تمکو ساتھ تقوی
اور خوف الٰہی کے اور عذاب الٰہی سے تمکو بہت ڈراتا ہوں اور بجز خدا کے سوائے
تمہارے استعانی کو اپنا خلیفہ بناتا ہوں چاہیے کہ کوئی کسی مخلوق پر ظلم اور تکبر اور عناد نہ کرے
خدا کے قہر و غضب اور گناہ سے پرہیز کرے یار و اب ہمارے تمہارے درمیان فراق
کا دن قریب آگیا ہے سفر آخرت مجھے بھا گیا اصحاب کبار اس کے سنتے ہی زار زار رونے لگے مثل
بسمل کے طرح تڑپنے بیتاب ہونے لگے **نظم** تجہز آپ کے ماتم میں لوگ مثل مرغ بسمل کے
اگر کچھ الفت چیز الوری ہے ✱ مقام گریہ ہے رونی چاہیے ✱ پھر سبھوں نے بادیدہ گریان بسینہ بریان
ضبط گریہ کر کے سینہ پر پتھر دھر کے پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایسے بُرے دن ہم پر کب
آئینگے کہ آپ دنیا سے رحلت فرمائینگے فرمایا زمانہ فراق بہت ہی قریب ہوں پوچھا یا رسول اللہ
غسل کون دیگا فرمایا اہل بیت جو ہم سے قرابت میں قریب ہوں پوچھا یا رسول اللہ کس کپڑے
پر آپ کو کفن دیا جاویگا فرمایا اسی کپڑے میں جو پہنے ہوں اور اگر چاہو سادہ سفید یا حلہ یمنی یا
اور کوئی کپڑا سفید صاف چاہو پوچھا یا رسول اللہ آپ کے جنازے کی نماز کون پڑھاویگا
اتنے میں کسی سے صبر نہ ہو سکا سب کے سب بادل بیقرار زار زار رونے لگے جی جان کھونے
آپ بھی نہایت شفقت سے ہماری غریبی پر آنسو بہانے لگے اور رو رو کر فرمانے
لگے یار و صبر کرو دل پر میر کرو اور جزع فزع نکرو رحمت خدا کی تم پر نازل ہووے

اور اللہ تمہاری گناہ آپ مغفرت ہو دھوے اور ہماری طرف سے تمکو جزاے خیر دیوی مجھ سنلا کھنا کے
اسی گھر مین کنارے قبر کے رکھکر سب کسب ایک لحظہ جدا ہو جائیو یا رواول من یصلی علی دبے
پہلے میرا پروردگار خود بذات خاص انزال رحمت خاص فرمائیگا پھر جبرئیل میرے تماد پڑھینگے پھر
میکائیل پھر اسرافیل پھر عزرائیل ساتھ سب لشکر فرشتون اپنے کے اسکے بعد مردان اہل بیت
پھر عورتین انکی پھر تم لوگ فوج فوج ہمارے جنازے کی نماز پڑھیو اور خبردار مجھے ایذا
نہ دیجیو اور جو اصحاب میرے غائب ہین اُن کو میرا سلام کہنا اور میرے پیروان اُنت کو قیامت
تک میرا سلام پہونچاتے رہنا **شعر** روزیکہ تو سلام باشد بارا ✦ آرزوز فلک غلام باشد مارا ✦ پوچھا
یارسول اللہ آپ کو قبر مین کون داخل کریگا فرمایا مردان اہل بیت کے کہ اُنکی ساتھ زمین زشتونکی
ہونگی کہ وہ تمکو دیکھینگے اور تم اُنکو نہ دیکھوگے **نظم** جانہا در آتش ست کہ جانان ہمی رود ✦ سیلاب خون
زدیدۂ گریان ہمی رود ✦ یعقوب را ز یوسف خود دوری کنند ✦ خاتم رہن زدست سلیمان ہمی رود
آدم ز داغ سایۂ طوبیٰ ہمیکند ✦ حضرز آب خضر ز کنار چشمہ حیوان ہمی رود ✦ **روایت ہے**
کہ گیارھوین سال ہجرت کے اٹھائیسوین صفر بدھ کے دن آپ کو حضرت میمونہ کے گھر مین پہلے
درد شدت شروع ہوا اور ظہر کے بعد زیادتی مرض کی شروع ہوئی اور چودہ دن آپ بیمار رہے
دو دن صفر کے اور بارہ دن ربیع الاول شریف کے اور یہی مشہور ہے کہ بعضون نے کہا کہ آپ دس
روز بیمار رہے بائیسوین صفر شنبہ کے دن بیمار پڑے اور پیر کے دن دوسری تاریخ ربیع الاول کی
رحلت فرمائی اور اسی قول کو علمانے ترجیح دی ہے اسواسطے کہ بالاتفاق حضرت سیدعالمون جمعہ کے
بعد آپ کے پورے چھ مہینے تین میہنے رمضان کو قضا کی ہے **شعر** رسول پاک پیمبر اے خدا
درود وسلام ✦ علی و فاطمہ حسن و حسین پر بھی مدام ✦ **روایت ہی** کہ جب آپ کو کچھ درد شروع
ہوا تو آپ نے حضرت علی اور چند اصحاب کو اپنے ہمراہ لیکر جنۃ البقیع مین جاکر اہل گورستان کو سلام
اور چند خطاب کرکے یارون کو فرمایا جبرئیل ہر سال مجکو قرآن ایکبار سناتے تھے اور امسال
دو بار سنایا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ میری موت قریب آگئی سو اے علی حق تعالیٰ نے مجکو خیر
کیا درمیان خزائن دنیا اور ہمیشہ زندہ رہنے کے اور درمیان بقاے اور بہشت اپنی کے سو
مین نے بقاے پروردگان اور بہشت کو اختیار کیا اے علی جب مین اس جہان سے فنا کر جاؤن

تو تمہین مجھے غسل دینا اور ستر عورت کا بہت لحاظ رکھنا اسواسطے کہ جسکی نظر میری ستر عورت پر پڑیگی وہ فوراً اندھا ہو جائیگا عذاب الیم پائیگا اور بعد میرے غسل کے جسقدر پانی میری ناف کے نیچے اور دونون آنکھون کے حدقون مین جمع ہو اسکو تم پی لینا اور کسی کو نہ دینا ورنہ اسکے میراث علوم پیغمبران اولین اور آخرین کی تمھارے نصیب ہوگی رحمت الٰہی تمھارے قریب ہوگی پھر آپ وہان سے گھر تشریف لائے اور لا کلام رضعتی لوگون کو سنائے **روایت ہی** شعر جناب عائشہ باجان حزین + بیان کرتی ہین یہ حال شدید ین + کہ جب آپ بقیع سے تشریف لائے تو میرا سر دکھتا تھا مین نے کہا وارأساہ میرا سر دکھتا ہے **شعر** ہے ایسا مجھے درد سر اس گھڑی کہ گویا اجل سامنے ہے کھڑی + آپ نے فرمایا وارأساہ بلکہ میرا سر دکھتا ہے پھر آپ نے ہنس کے فرمایا کہ جو میرے سامنے تمھاری وفات ہو تو مین اچھی طرح تمھاری تجہیز و تکفین کرون اور تمھاری نماز پڑھ کے اور تمھارے لیے دعاے استغفار کرکے تمھین دفن کرون مین نے کہا گویا آپ یہی چاہتے ہین کہ مین مرجاؤن سو واللہ آپ مجھے کفنا دفنا کے اسی دن میرے اسی حجرے مین کسی اور بی بی کے ساتھ خوشی فرمائینگے اور میری تربت کا خیال کچھ دلمین نہ لائینگے پس آپ نے مسکرا کر فرمایا بل انا وارأساہ بیٹے اے عائشہ تم اپنے درد سر کا خیال کیا سناتی ہو ابھی اپنی موت کا کیا ذکر آتی ہو اجی تم بہت زندہ رہوگی تکلیف دیا سہوگی بلکہ میرا سر مارے درد کے پھٹا جاتا ہے سامان میری موت کا نظر آتا ہے خیر پہلے ہم ہی چلے آخرت مین اب چندے تم ہمارے بغیر رہینگے اور ہماری مفارقت سہینگے اور اگر ہم تمھاری بعد مرتے تو بہت اچھا ہوتا کہ دونون آدمی وہان باہم آرام کرتے **نظم** اے دوستان بہان کمشید آہ سوزناک + کامد زمان نعرہ وفریاد گریستن + بے نالہ وخروش مباشید خموش + فانع چرا شویہ بہ تنہا گریستن + **روایت ہی** کہ پھر درد آپکا بڑھنے لگا اور آپ بیہوش ہوگئے ہر روز ایک بی بی صاحبہ کے گھر تشریف لیجاتے حتی کہ جب طاقت رفتار جاتی رہی تو حسب الاجازت صحابہ آپ کو کسی کپڑے مین اٹھا کر جس بی بی صاحبہ کی باری ہوتی اُن کے مکان پر پہونچایا کرتے اور آپ ایسی حالت مین ہر روز اسی طرح اون طاہرات کے پاس جاکر رعایت تم کی کیا کرتے اور ہر روز پوچھتے کہ ابن انا غدا ابن انا غدا یعنے کل مین کہان رہونگا ازواج مطہرات نے جب اس کلام کو بارہا آپ کی زبان مبارک سے

سنا تو سمجھا کہ شاید عائشہ صدیقہ کے گھر تشریف رکھنا منظور ہے کیون کہ وہ آپکو بہت محبوب ہین سب بیبیون نے متفق ہو کے عرض کی ہم سب راضی ہین کہ ایام مرض تک عائشہ صدیقہ کے گھر تشریف رکھین تب سرور انبیا مسافر ملک بقا اسی شدت مرض مین ایک ہاتھ حضرت عباس کے کاندھے پر اور ایک حضرت علی کے دوش پر رکھے ہوئے پشت نازنین کا سینہ فضل سے سہارا کیے ہوئے پاہی مبارک زمین سے گھسیٹتے ہوئے بڑی تکلیف سے حضرت عائشہ صدیقہ کے گھر تشریف لے گئے پھر سب ازواج طاہرات وہین پر آئی تھین اور خدمت بجا لائی تھین پھر تو آناً فاناً درد سر نسبت بڑھنے لگا تپ کا زور ہوا دم چڑھنے لگا **اشعار** جان محزون بستلای درد ہوئے ٭ یک بیک ہاتھ پاؤن سرد ہوئے ٭ تپ سے دل درد دو ہاتھ اوچھلنے لگا ٭ بس کلیجا سا کوئی ملنے لگا ٭ **روایت ۷** صحیحین مین کہ ایام مرض موت مین آپ نے حضرت عائشہ صدیقہ سے کہا کہ تم اپنے باپ ابوبکر اور اپنے بھائی عبدالرحمن کو بلا بھیجو کہ مین تمھارے باپ ابوبکر کے لیے عہد نامہ خلافت کا لکھ دون اور ان کو اپنا دلہمد کر دون تا کوئی اور تمنے والا نہ رہے کہ مین ابوبکر سے خلافت کے لیے اولی ہون حضرت عائشہ صدیقہ نے فرمایا کہ یا رسول اللہ اسکی کچھ ضرورت نہین اللہ تعالی اور مومنین خود بغیر ہماری یا پ ابوبکر کے دور کسی کو خلیفہ مقرر نہ کرینگے **شعر** رسول پاک پہ بھیج لے خدا درود و سلام ٭ علی و فاطمہ حسن و حسین پر بھی مدام ٭ **روایت ۸** کہ خیبر مین زینب ہمسر نے بکری کے دست کے دست گوشت مین زہر ملایا اور اسے بریان کر کے منصور رتبوی مین کھانے کو بھیجوایا آپ کو دست کا گوشت بہت پسند تھا ایک قطعہ اسمین سے منھ مین لیا اس گوشت نے زہر ملانے کا حال حضرت سے کہدیا آپ نے سب صحابہ کو فرمایا کہ اسے نہ کھاؤ اسمین زہر ملا ہے بشر بن براء صحابی نے اسمین سے کچھ لیا تھا زہر اندر اُنکا بنر سیاہ ہو گیا اور اسی وقت قضا کر گئے، آپ کو بھی اسوقت اسی لقمے کے اثر سے درد سر اور بخار شدید عارض ہوا اور نے زینب کو بلا کر اجرای گوشت پوچھا اس نے کہا حضور ران مین زہر دیا ہے یہ فعل شنیع مین نے کیا ہے مگر آپ نے زینب کو بباعث حلم کے کچھ کہا نہین اسواسطے کہ آپ اپنے نفس کے واسطے کسی سے بدلا لیتے نہ تھے کچھ سزا دیتے نہ تھے اور چونکہ منظور الہی تھا کہ اصل رتبہ شہادت آپ کو حاصل ہو جاوی اسیواسطے آخر حیات تک اثر اس مادہ سمیہ کا باقی رہ گیا چنانچہ اس بیماری مین آپ نے فرمایا کہ ای عائشہ وہ لقمہ زہر آلودہ

جو خیبر میں دیئے کھایا تھا بارہا اسکی تکلیف پاتا تھا گاہ گاہ اسکا اثر ابھر آتا تھا اور اسوقت اوسی زہر کی تاثیر سے میری رگ جان کٹ گئی پس اصل شہادت تو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس زہر کی تاثیر سے ملی مگر شہادت کا ثمرہ اور اجر یہ سب مصیبتیں آپ کے بواسطہ دونوں نور العینین حضرات حسنین کے آپ کو حاصل ہوئی **نظم** ہی کہ جب صحابی نے ماں آپ کے دیکھنے کو گئیں آپکے سر میں اسوقت درد تھا اور دل تھا آپ ایسی گرم تھی کہ رخسارہ انور زرد تھا عرض کی یا رسول اللہ ایسی تپ تیز و گرم تو اب تک میری دیکھنے میں نہیں آئی ہے حبیب کبریا کو ایسا تپ کا زور شان کبریائی ہے فرمایا اسواسطے اجر بھی ہمکو گون کا دونا ہوتا ہے پھر فرمایا کہ اے بشر کی ماں لو تمہیں بیماری کی تجویز کرتے ہیں حوض کیا رسول اللہ دلون سے نفرت جانکاہ بدن پر آہ سرد ہے کہتے ہیں کہ حضرت کو ذات الجنب یعنے پسلی کی بیماری سے تپ گرم اور سر میں درد ہے آپ نے فرمایا یہ عارضہ نہیں ہو سکتا اسواسطے کہ ذات الجنب شیطان کے اثر سے ہے بلکہ یہ بیماری خیبر میں تیرے بیٹے بشر کے ساتھ جو گوشت کھایا تھا اسکے اثر زہر سے ہے اور ہمیشہ اثر اسکا ہمپر تازہ ہوتا تھا درد دل کبھی کبھی زیادہ ہوتا تھا مگر اب رشتہ جان کٹ گیا کلیجا پھٹ گیا اور یہ اسواسطے تھا کہ ذات بابرکات میں اصل رتبہ شہادت بھی آجائے اور حضرات حسنین کی شہادت سے آپ کی شہادت تکمیل پائے اور اسمیں ایک سر عبیا اور نکتہ غریب تھا میرے شہنشاہ کونین حضرات حسنین کے دو پدر بزرگوار رکھتے تھے ایک بڑی رسول پروردگار دوسرے چھوٹے شیر خدا حیدر کرار رکھتے بڑے پدر نے اثر زہر سے شہادت پائی چھوٹی پدر نے ضرب خنجر سے رحلت فرمائی پس دونوں صاحبزادون نے ایک ایک میراث پدری پائی بڑے شاہزادے نے بموافقت رسول خدا کے تلخی زہر کی نوش فرمائی اور چھوٹے صاحبزادے نے بثابت شیر خدا کی بزخم شمشیر آبدار رشتہ لب شہادت پائی کہ زمانہ تیرہ سال کی قریب گذرا کہ اپنکا اثر اس زہر کا کسی زبان سے جگر تشنہ خمان حسن سے جاتا نہیں اور زخم کاری اس شمشیر کا سینہ محبت گنجینہ سے غلامان حسین کے کسی مرہم سے اندمال پاتا نہیں **نظم** آہ ناصر آہ کیا کہیں فرقت حسنین اب کتنا سہیں بھن گیا دل آتش دوری سے آہ اس گدا کی کچھ خبر ہے تم کو شاہ **روایت** ابن مسعود کہتے ہیں کہ میں حالت مرض میں آنحضرت کے پاس گیا بدن مبارک ایک چادر پڑی تھی

اُسوقت در دسر کا زور تھا تپ کی شدت بڑی تھی حرارت تپ کی ایسی غالب تھی کہ چادر کے اوپر سے تپ کا شعلہ آتا تھا چادر کے اُپر مین نے ہاتھ رکھا نرکھ سکا جلا جاتا تھا آپ کو اُس وقت باعث شدت مرض کے بڑا قلق تھا اضطراب تھا بچونے پر بار بار کروٹ بدلتے بی بیتاب تھا مین بے تعجب ہو کر کہا بیان اللہ اور عرض کی یارسول اللہ آپ کو تو تپ ایسی گرم ہے دردسر سے چہرۂ گلگون ایسا زرد ہے تنور شعلہ زن بھی اسکے آگے سرد ہے زبان حال سے فرمایا **شعر** ہر کہ در ین بزم مقرب تر ست ۔ جام بلا بیشتر ش مے دہند ۔ البتہ ہماری تپ تم لوگون کے دو آدمی کے برابر ہے مین نے عرض کی تب تو ثواب بھی آپکو دو آدمی کے برابر ہو گا فرمایا ای ابن مسعود قسم ہے خداوند کریم کی کہ جو کوئی دنیا مین کچھ دکھ یا مصیبت پاتا ہے تو جیسے پتان درخت کی جھڑ جاتی ہین سب گناہ اُس کا جھڑ جاتا ہے **شعر** رسول پاک پہ بھیجے لے خدا درود وسلام ۔ علی و فاطمہ حسن و حسین پہ بھی مدام ۔ **روایت ہے** کہ ایک روز جبرئیل امین نے حاضر ہو کر عرض کی یارسول اللہ حق تعالے نے آپ کو بہت بہت سلام کہا ہے اور مزید حال کا حال پوچھا ہے اور فرمایا ہے کہ اگر مرضی مبارک دنیا مین رہنی کی ہو تو آپ جبتک چاہین خوشی سے دنیا مین رہین فرمایا مین ابھی صحت کامل ہو جائے مرض لاحق سے شفا عاجل ہو جاوے ورنہ ہمین بھی ایک مدت سے آپ کی ملاقات کا اشتیاق ہے اب پل بھر کی انتظاری بھی مجھپر شاق ہے **شعر** **لولفہ** مرا دار آپ کا از بس ہے مشتاق ۔ وزی بھی انتظاری مجھ پہ ہے شاق ۔ فرمایا مزاج تو غم اُمت سے بہت ہی نا سازاور پُر ملال ہے عرض طلب مین کیا طول دون حکیم خود دانا ہے حال سے عاشق اُمت کا وہی خوب جانتا ہے بیمار نیم جان کی تڑپ مسیحا خوب پہچانتا ہے **شعر لولفہ** غم اُمت سے اے جبرئیل کیا کیا حال دل کیجئے ۔ چھکا جاتا ہے دل ہر ہر طپا جاتا ہو تن اپنا ۔ جبرئیل غم فراق اُمت کیا کہین کہا نہین اور درد مفارقت حق بھی کتنا نہین سہین سہا نہین جاتا **نظم** **لولفہ** اجل الکطرف میرا کھینچے ہے دامان ۔ اور اُمت کا غم الکطرف سے گریبان ۔ عجب مخمصے مین مین ہون آہ جہان ۔ نہ جیتے بنے ہے نہ مرتے بنے ہے ۔ اس امر مین بہر حال راضی برضا ہون اور صابر بقضا ہون **نظم** اگر غم خلاص جوئی و گر غم ہلاک خواہی ۔ سر بندگی بخدمت بنہم کہ با دشاہی ۔ بہ کسے نمی تواغم کہ حکایت تو گویم ۔ ہمہ جانب تو گیرند و تو آن کنی خواہی ۔ **روایت ہے** کہ ایام مرض مین یکدن حضرت فاطمہ ہر اضر خدمت مین تشریف لائین آپنے آہستہ سے خاتون جنت کے

کان مین فرمایا ای میوہ درخت زندگانی وای روشنی دیدہ کا مرا ہر سال جبرئیل ایکبار میرے ساتھ قرآن کا دور کرتے تھے ابکی سال دو بار سنایا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ زمانہ موت کا میری بہت قریب آیا ہے اب چند دن ہم جینگے عنقریب شربت مرگ پینگے زہرا بتول نے اس بات کو سنکر غم سے کود ھنکر چہرہ انور پر آنسوؤن کا مینھ برسایا فرمت مین شکے یہ کہکے آپ رو ئین اور حضرت کو رولایا

نظم یہ سُنکر دل خدا نہ مجکو دکھائے ✣ آپ کی موت مجھکو ہی آجائے ✣ پھر تو بین بیقرار ہونے لگین ✣ گلے مل مل کے جان کھونے لگین ✣ غم سے بیٹی پہ سر پٹکنے لگین ✣ ٹکٹکی باندھ منھ کو تکنے لگین ✣ کہتین اب جان کسپہ وارینگے ✣ بابا کہکر کسے پکارین گے ✣ بابا بابا یہ ساتھ لے نہ چلے ✣ مرنے دم کچھ سہارا دے نہ چلے تم تو کہتے تھے منھ نہ موڑینگے ✣ ساتھ تا محشر ہم نچھوڑینگے ✣ پیارے حسین آج روتے ہین ✣ دیکھیے دل کے ٹکڑے ہوتے ہین ✣ آپ نے حضرت سیدہ کی بیقراری اور گریہ وزاری دیکھکر آہستہ سے پھر اُن کے کان مین فرمایا کہ لے نور دیدہ پدر اتنا مت رو اسقدر بیتاب مت ہو ہم معتمم بنکر تمھارے سامان کو جاتے ہین اور عین غم مین تمکو دو مژدہ سُناتے ہین اول یہ کہ بہشت مین سردار سارے زنان کی تم ہوگی دوسرے یہ کہ سب سے پہلے اہل بیت مین سے تم مجھ سے ملاقات کروگی یعنے اب تم بھی عنقریب سفر آخرت کروگی خاتون جنت نے یہ کلمات سُنکر خوشی سے ہنس دیا شکرانے کا تبسم کیا حضرت عائشہ نے فرمایا ای فاطمہ کسی غم کے بعد اتنا جلد کسی کو خوشی آتے نہ دیکھا رونے کے پیچھے فوراً کسیکو ہنسے مسکراتے نہ دیکھا کہو تو رونے کے بعد تمھین کیا ہنسی آئی حضرت نے پہلے کون سے غم کی خبر بھر کو منھی خوشی کی بات ہے سُنائی آپنے فرمایا اے مادر مہربان فاطمہؓ تم پر قربان حضرت کا راز ابھی کیون کر کہون کہنے کی بات نہین بہتر تھا مین مرجاتی افسوس موت اپنی ہاتھ نہین **نظم** لمولفہ کیا کہین کچھ کہا نہین جاتا ✣ درد ہجران سہا نہین جاتا ✣ کیا کیا کہیے آہ کیا کہیے ✣ اور خاموش کس طرح رہیے ✣ لیکن بعد وفات حضرت کے حضرت عائشہ کے سوالسے یہ حال ظاہر کردیا **شعر** رسول پاک پہ بھیجے الٰہی درود سلام ✣ علیؑ و فاطمہؑ حسنؑ و حسینؑ پر بھی مدام ✣ **روایت ہی** کہ جب مرض بڑھنے لگا آپ نے فرمایا کہ سات کرین سے سات مشک پانی کی نکالو اور سات مشک آب سے مجھے نہلاؤ شاید تپ کی لہر اور گرمی سے کچھ تسکین پاؤن اور مسجد مین جاکر لوگون کو آخری وصیت سُناؤن اور جو کچھ لوگون کے مجھ پر حقوق ہون اُسے بخشوا ؤن حسب الحکم لوگ عمل مین لائے اور سات مشک

آپ سر اقدس پر پہنائے آپ نے اس میں کچھ تخفیف پائی اور باستعانت حضرت علی اور فضل کے سر پر پگڑی باندھی پھر آپ مسجد میں آکر واسطے رعایت نوکری غلام اور ممانعت کے تاکید بلیغ فرمائی پھر بلال کو فرمایا کہ پھر کر پھر بازار مدینہ میں جاکر منادی کرے کہ آج آخری قدم نبی آخر الزمان کا مسجد میں آیا ہے وصیت آخری سننے کو حضرت نے بلکو بلایا ہے بلال پر ملال زار زار روتے ہوئے بازار مدینے میں آئے اور آواز دی کہ لوگو آج حضرت آخری وصیت ہے دم واپسین کی نصیحت ہے جو یہ وصیت آخری سننا چاہے مسجد میں حاضر آئے نہیں تو پھر رسول کہاں اور یہ وصیت کہاں ساری اہل مدینہ بچے بوڑھے مرد عورت یہ خبر وحشت اثر سنتے ہی اپنے دوکانوں کو اسیطرح چھوڑ کر مسجد نبوی میں ٹوٹ پڑے لوگونکا اسقدر ہجوم ہوا کہ چیونٹی کو جگہ نہ ملتی بعضے نعرہ ہای جانکاہ وفغان وآہ سے مسجد ملتی تھے آپنے لوگوں کو تسکین دی پھر حمد وثنا ایزدی کے بعد فرمایا یارو میری موت قریب آگئی دنیا کی محبت چھوٹی آخرت بھاگئی اب ہمارے تمہارے درمیان میں فراق ہوتا ہے کیا کہیے دل پر اشتیاق ہوتا ہے سو خبردار بدن کی جدائی ہے پر دل سے میری محبت چھوٹنے نہ پائے رشتہ تعلق ٹوٹنے نہ پائے یارو دنیا میں کسی پیغمبر ہمیشہ کو رہنا نہیں وضۂ رضوان ولقای رحمن کے ہوتے ایذاے دنیا کو سہنا نہیں **نظم** ہود اور ادریس ویونس شعیب وایوب وشعیب ✤ دعوت اسلام کرکے ٹھہرے چندے چل بسے ✤ بوعلی سے بھی ہزاروں گئے طبیب ✤ موت کی دار وگیر ہے پر نہ لائے چل بسے ✤ ساتھ جنکے تھا یہاں پر لشکر وفوج وسپاہ ✤ بیکسا دہ قبر کے اندر اکیلے چل بسے ✤ ایک ساعت بھی نہ ٹھہرے جنکا وعدہ آگیا ✤ دل کے دل ہی میں ہے ارمان سارے چل بسے ✤ چل بسینگے ایک دن ہم بھی اسی صورت سے آہ ✤ جسطرح زیر زمین یہ لوگ اگلے چل بسے ✤ پھر فرمایا یارو کہو تو سہی میں تمھارا کیسا بہنا سہر تھا تمھارے ساتھ ہو کر جہاد نہیں کیا لوگوں نے سر دانت توڑے رخسارے ہمارے لہولہان نہیں ہوئے جانوں سے زخم اور خندقیں میں بندھے نہیں کھنچیں اور بھوک سے پیٹ پر پتھر نہیں باندھا سبھوں نے اسکی تصدیق کرکے کہا کہ آپنے اچھی طرح تبلیغ رسالت فرمائی ہمکو راہ راست دکھائی پھر فرمایا کہ میں تم سب کو نصیحت کرتا ہوں کہ جس کسی کو میں نے کبھی مارا ہو یا گالی دی ہو یا کچھ ایذا دی ہو یا کچھ مزا ہی یا غیبت کی ہو یا کسی کا کچھ مال لیا ہو یا کسیکے حق میں کچھ قصور کیا ہو تو وہ شخص ابھی فوراً مجھ سے اس کا بدلا لیوے عذاب آخرت سے مجھے نجات دیوے پیارو وہی ہے جو اپنا حق مجھ سے بھر لیوے

یا مجھے بخشدیوے تو اوسکا دل میری طرف سے صاف ہوجاوے اور میری خطا بھی معاف ہوجاوے اور ایسا نہ سمجھے پیغمبر سے بدلا لینا زیبا ہے اسواسطے کہ فضیحت آخرت کی رسوائی سے اولی ہے جب آپ نے بہت اصرار کیا ایک شخص اوٹھا اور کہنے لگا یا رسول اللہ آپکے ذمے میرے تین درم باقی ہین فرمایا مین مجھے پہچانتا نہین کسی کو تم کہلاتا نہین مگر سچ کہو کہ یہ تینون درم میرے ذمے کیسے ہین کہا رسول اللہ ایک دن آپ نے ایک فقیر کو تین درم مجھسے دلوائے تھے کہ ابتک وہ درم مجھے نہین ملے آپ نے تین درم اُس کو فضل بن عباس سے دلا دیئے پھر کہنے لگا مین مناقق ہون کسی نے کہا مین عرض کی مین جھوٹا ہون بہت سوتا ہون عمر سفت کھوتا ہون آپنے سب کے حق مین دعائے خیر فرمائی **شعر** رسول پاک پہ بھیجے لے خدا درود وسلام ✣ علی و فاطمہ حسن حسین پر بھی مدام ✣ **روایت ہے** کہ اسکے بعد آپ نے پھر اصرار کیا اسی بات کا اصرار کیا تب عکاشہ نے اٹھکر عرض کی یا رسول اللہ جب آپکا اسقدر اصرار ہے تو مجھ کوئی ذرہ بھر بھی اپنا حق دے آپکے چھوٹے گنہگار رہے اور آپ اسقدر اصحاب غفرانے تو بخدا ہم اپنا حق نہ لیتے چپ رہجاتے ایک دن آپ نے سفر تبوک مین اپنی اونٹنی پر کوڑا اچلایا تھا وہ کوڑا میرے منہ پر آیا تھا اگر مجھے قصاص منظور نہین چونکہ حضور نبوی نے اسقدر اصرار کیا اسواسطے غلام نے اظہار کیا آپنے فرمایا اے عکاشہ حقتعالی تجھ بجزای خیر دے تونے ہمپر بڑا احسان کیا فضیحت عقبی سے بچا لیا پھر فرمایا ای سلمان ابھی فاطمہ زہرا کے گھر جا اور وہی کوڑا فوراً مانگ لا سلمان یا دیدۂ گریان و سینۂ بریان درحجرہ پر سیدہ کو آئے اور وہی کوڑا مانگا بضعۂ نبوی مین آئے جب کوڑا مسجد مین آیا حضار کے دلو پر بڑی چوٹ پڑی صحابہ نے شور محشر مچایا آپنے صحن مسجد مین بیٹھکر رخ جانب قبلہ کیا اور عکاشہ کو کوڑا دیا کہ بلا لحاظ و مروت مجھسے اپنا انتقام بے ذلت آخرت سے مجھے بچا دی عکاشہ نے کوڑا لیا اہل محفل نے نعرۂ جانکاہ سے دوبارہ حشر برپا کیا ساری مہاجرین و انصار و اصحاب کبار اہلبیت اطہار یہ حال پُر ملال دیکھکر تھرانے لگے ہان ہان کرکے غل مچانے لگے ہاری غصے کے صحابہ چاہتے تھے کہ عکاشہ کو کھا جائین مگر خوف نبوی کچھ کہہ نہین سکتے تھے ایک دوسرے کا منھ تکتے تھے آخر حضرت صدیق اکبر و عمر فاروق نے فرمایا ای عکاشہ تو اتنا کیون بدحال ہوش کر تیرا کدھر خیال ہے اپنے نبی کی قدر جانتا نہین حضرت کو پہچانتا نہین کہ عالم سا فرملک عدم پیدہ زر سو نہایت بیمار ہین تو کہ تیسے

ناچار ہیں اور اگر تجھے ایسا ہی بدلا لینا ضرور ہے تو ایک کوڑے کے عوض سو سو کوڑے ہمکو مارے اور حضرت کو اس سے نجات دے آپنے فرمایا یا رسول ہم تو کوڑا مارا تم سے بدلا کیونکر لیا جاوے گنہگار کے عوض دوسرا بیگناہ کسطرح سزا پاوی پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ آیا اور حضرت علی مرتضیٰ نے رو رو کر آنسو سے منہ دھو دھو کر فرمایا کہ اے عکاشہ تو اتنا کیوں حواس ہے نبی کی بی حرمت ہے بی پاس ہے طبیعت دشمنان عالی چند روزے علیل ہے بھلا ایسے وقت میں قصاص کی کونسی سبیل ہے ایک کوڑے کی عوض دو کوڑے ہمکو مارے اور رحمت عالم مسافر ملک عدم کو اذیت مت دے آپنے فرمایا ایسا نہو گا اسکے عدل سلطان دارین جان کونین حضرات حسنین رضی اللہ عنہما آئے اور آنکھوں سے سیلاب اشک بہانے اور فرمایا ای عکاشہ نانا جان بالفعل بسبب بیماری کے بہت ہی بیقرار ہو رہے ہیں شدت تپ سے زار و نزار ہو رہے ہیں ایکتا زیانے کی عوض ہزار ہزار تازیانے ہمکو لگا اور نانا جان کو حالت بیماری میں ایذا مت پہونچا آپنے فرمایا ای پیاری آنکھوں کا تارہ یہ بات ممکن نہیں جسدم وہ کوڑا اور جلد گلبدن پر پڑیگا خار سا میرے غنچہ پژمردہ دل میں گڑیگا پھر فرمایا ای عکاشہ ہان کوڑا اور جلدا اپنا کام کر شاید موت بھی مجھے مہلت نہ دے عکاشہ نے کہا یا رسول اللہ اسدن کوڑا آپ کا میری پشت برہنہ پر پڑا تھا کہ غار سا گڑا تھا آپ بھی اپنا مونڈا کھولیں اسطرح برہنہ ہولیں جسدم آپ نے دوش مبارک کو برہنہ فرمایا عرش سے فرش تک زلزلے میں آیا صحابہ نے آہ کے نعرے عرش تک پہونچائے حور و قصور وحش و طیور جن و ملک عرش و فلک اس کلام کے ساتھ ہمکلام ہو کے کھڑے ہوئے نظم خدایا انچہ سامان ست امروز ۔ فلک خویش ارزان ست امروز ۔ خدایا رحبیب خویش بنگر ۔ کہ از زور دش ہا شد شور محشر ۔ تنش نازک تر از برگ گل تر ۔ خلد نازنگاہش ہمچو نشتر ۔ خدایا رحبیب خود بشائے ۔ بسیمیت ہائے دورما بفزائی آخر جب عکاشہ نے مہر نبوت کو حضرت کی دیکھا حالت وجد میں جاؤن طرف آپکے کھونے لگا پیر پر پڑا مہر نبوت کے بوسے لے کر خوشی سے جھومنے لگا پھر عرض کی دوحی فلک یا رسول اللہ نہ حضور نے کبھی غلام کو مارا ہے اور نہ غلام کو انتقام کی طاقت ہے زیارا ہمنظور تھا کہ آخری دم زیارت مہر نبوت سے یہ گھنگا رتبہ کاربجیلہ انتقام مشرف ہووے دوش انور جسم اطہر کو مس کرکے کالکھ مٹھ کی دھولیوے آتش جہنم کو اسی ذریعہ سے اپنے پر حرام کرے اور

دینا و دین میں اپنا اور آپ کا نام کرے سنیں تو پھر کہاں مہر نبوت کہاں ہیں کہاں پشت
مبارک پر بوسہ لینے کی طاقت کہاں **شعر** رسول پاک پہ بھیج اے خدا درود و سلام ✣
علیؑ و فاطمہؑ حسن حسین پر بھی مدام ✣ **روایت ہے** کہ ایام مرض میں بلال پاسبان
وقت آکر اعلام فرماتے آپ مسجد میں تشریف لاکر نماز پڑھاتے کبھی کبھی دن دن عمر شریف کا باقی رہے
ضعف کے باعث جماعت میں تشریف نہ لاسکے تیرہ نمازیں گھر میں پڑھیں ایک روز عشا کے وقت
بلال نے دروازے پر آکر آواز دی اَلصَّلٰوۃُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ فرمایا کہ ابوبکر نماز جماعت کی پڑھاؤ
حضرت عائشہ صدیقہ نے فرمایا میرے باپ بہت نرم دل ہیں جب محراب میں آپ کی جگہ خالی
پائیں گے مارے رقت کے نماز پڑھا نہ سکیں گے بیتاب ہو جائیں گے پھر ارشاد کیا ابوبکر سے کہو نماز
پڑھاویں پھر حضرت عائشہ صدیقہ نے بی بی حفصہ سے جو حضرتؐ کی صاحبزادی اور حضرت کی زوجہ
ہیں کہلایا کہ حکم ہو تو میری باپ عمر نماز پڑھاویں حضرت بہت غصہ ہوئے اور فرمایا کہ ابوبکر کے ہوتے
ہوئے خدا اور مسلمانوں کو اور کی امامت منظور نہیں بلال پر یہ بات سنکر آتش غم سے جلکر
بھنکر فریاد کرنے لگے کہ وَا مُصِیْبَتَاہ وَا بُعْدَتَاہ کاش کے میں بود میں نہ آتا یا قبل اسکے مرجاتا یہ
حالت حضرت کی نہ دیکھتا **شعر** چو ان بے تو خواست بود مرا عمر کاشکے ✣ ہرگز بنود می وزدا در زادے
آخر بلال خستہ حال سر جھکاتے ہوئے چشم گریاں و دل بریان مسجد میں آئے اور حکم نبوی نماز
پڑھانے کے لیے صدیق اکبر کو پہونچائے حضرت صدیق اکبر نے یہ حال سنا رنج والم سے سر کو دھنا
کلیجا دھر کنے لگا دل وحشت زدہ پھڑکنے لگا آخر ضبط کر کے سینہ پر ہاتھ دھر کے حسب الحکم نماز
پڑھانے کو کھڑے ہوئے جس دم محراب کو حضرت سے خالی پایا جگر شق ہو گیا دل بھر آیا شدت
رنج وغم سے روتے روتے ہچکیاں بندھ گئیں بیہوش ہو کے گر پڑے پھر آپ کو ایسی وقت طاری
ہوئی کہ سب اہل مسجد جی کھول کر رونے لگے بیتاب ہونے لگے آہ کے شرارے و اہ کے نعرے
عرش تک پہونچائے زمین کانپی حاملان عرش گھبرائے **شعا** ر رو رو نماز ختم کر چکے تو چون یاد آمد
حالتے رقت کہ محراب بفریاد آمد ✣ پھر اجاتا ہے آنکھوں میں وہ عالم اوہو رونگا ✣ کہ کس طرح
سے اصحاب باسوز جگر روئے ✣ انھوں نے یہ کیے نالے کہ چشم بلال سی کسم ✣ تجھ روئے
مجھ روئے سبھی دیوار و در روئے ✣ اہل مسجد کی فریاد و زاری صحابہ کی آہ و بکاری گوش مبارک میں آئی

فرط محبت سے طبیعت گھبرائی آنکھ کھولدی اور سیدۃ النسا فاطمہ زہرا سے پوچھا مسجد مین شور کیا ہے یاورن مین کہرام کیسا ہے سیدۃ النسا نے فرمایا نظم ای ختم پیران مرسل ✤ حلوای پسین و ملاذ اول ✤ یاران تو از محنت زبونند ✤ زین پیش چہ گویمت زبونند ✤ از ہجر تو سوخت آتخوانہا ✤ چو موم گداشت سفر جانہا ✤ بابا جان فاطمہ کی جان آپ پر قربان آپکے یاران وانصار مین درد فراق سے آپکے اشکبار ہین ابیات بتجاسن زہجرت تا بیانم ✤ زمہری بر آمد جان عالم ✤ تو آخر رحمۃ اللعالمینی ✤ سر دمان چہ فانع مینی ✤ برون آور دسر از بردیمانی ✤ کہ روے تست مسیح زمرگانی ✤ زہجر پای در صحن جسم نہ ✤ بفرق خاکدہ بسان قدم نہ ✤ آخر آپ نے حضرت عباس اور علی مرتضی کو طلب کیا اور اُن دونون کے کاندھون پر ہاتھ رکھکر مسجد مین تشریف لے گئے اور نماز پڑھی اور لوگون کو تسلی دی کہ یارو تمھین خدا کے سپرد کیا سو خدا سے ڈرتے رہنا اور ہمیشہ خدا کی اطاعت کرتے رہنا یارو کوئی نبی اپنی اُمت مین ہمیشہ نہین رہا اور جس اُمت کو حق تعالی نعمت خوش عیش کرتا ہے تو پیغمبر اُنکا اُنکے سامنے مرتا ہے اور جس اُمت سے حق تعالی ناخوش ہوتا ہے تو اُسے پیغمبر کے سامنے ہلاک فرماتا ہے اور اُس پیغمبر کی آنکھ مین ٹھنڈک پہونچاتا ہے روایت ہے کہ بعد اُس کے کہ ابوبکر صدیق نے حسب الحکم امامت شروع کی دو بار آپ مسجد مین کمال نماز پڑھانے ابوبکر صدیق کے تشریف لے گئے ایکبار آپنے ابوبکر صدیق کے پیچھے صف مین بیٹھکر نماز پڑھی اور یہ آخر نماز باجماعت آپکی اور ایکبار حضرت صدیق اکبر کے کھڑے ہوتے آپ مسجد مین تشریف لائے ابوبکر صدیق نے چاہا کہ پیچھے پہلی صف مین آملین آپنے اشارہ کیا کہ اپنی جگہ پر رہو اور آپ ابوبکر صدیق کے بائین ہاتھ بیٹھکے امام ہوئے ابوبکر صدیق آپکی داہنی طرف کھڑے ہوئے آواز آپ کی بسبب ضعف کے لوگون کو نہین پہونچتی تھی سو اسلئے ابوبکر صدیق بطور مکبر کے تھے لوگ حضرت صدیق کے مقتدی تھے اور حضرت صدیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقتدی تھے اور ایکبار تہ آپنے روز دفات دوشنبے کو صبح کی نماز مین حجرہ کے پاس آکر پردہ اُٹھایا اصحاب کو ابوبکر صدیق کے پیچھے نماز باجماعت پڑھتے پایا بہت خوش ہوئے اور مسجد مین نہ آسکے اور ایک بار آپ نے حالت صحت مین بھی پوری نماز ابوبکر صدیق کے پیچھے پڑھی ہے اور ایک سفر مین عبدالرحمن بن عوف کے پیچھے آپنے ایک رکعت نماز پڑھی ہے اور بغیر اُن دو شخص کے اور کسی اُمت کے پیچھے

آپ نے نماز پڑھی نظم باسن فلک زجفا کردی چہ شدہ ✤ وزیار خود ہم بدا نکرچہ شدہ
✤ چون آخر کار ہے تو می باید زیست ✤ اول بتو آشنا نہ کردی چہ شدہ ✤ روایت ہے
کہ ایام مرض میں بروز یکشنبہ آپ کے پاس کہیں سے کچھ اشرفیاں آگئیں تھی آپ نے فرمایا
انھیں فقرا پر تقسیم کردو مگر چھ سات اشرفیاں آپنے حضرت عائشہ صدیقہ کے حوالے فرمائیں اسکے
بعد آپ کو کچھ غشی سے طاری ہوئی جب ہوش میں آئے تو بالے عائشہ وہ اشرفیاں تمنے کیا
کیں کہا میری پاس ہیں فرمایا فقرا پر خیرات کردو پھر آپکو غشی طاری ہوگئی اور حضرت عائشہ
صدیقہ کو اسی خدمت میں مشغول تھیں جب پھر ہوش میں آئے فرمایا تمنے اشرفیاں تصدق کیں
کہا ابھی نہیں فرمایا جاؤ پاس لاؤ آخر آپنے اشرفیوں کو اپنی ہتھیلی پر رکھا اور گنا پھر فرمایا
کیا گمان تھا محمد کو اپنے پروردگار کے ساتھ اگر اسکے دربار میں جاتا اور یہ اشرفیاں اس کے
پاس نہیں پھر آپنے وہ اشرفیاں خیرات کروادیں پھر فرمایا اب مجھے راحت ملی ہے پنجشنبہ کے دن
یہ اشرفیاں خیرات کیں اور باوجود علم اسکے کہ کل دوشنبے کے روز سفر آخرت درپیش ہے
اپنی تجہیز و تکفین کے واسطے ایک اشرفی بھی رکھ چھوڑی بخلاف اغنیا اہل دنیا کے واسطے کہ ایک
کوڑی کے لیے مرتے ہیں اور پھر محبت خدا و رسول کا دم بھرتے ہیں مرتے دم تھوڑے تھوڑے
روپے دھرے ہوتے ہیں صندوق کے صندوق اشرفیوں سے بھرے ہوتے ہیں مگر باوجود اتباع
سنت کے ایک پیسا بھی فقیر کو دیے تھیں دعای خاتمہ بخیر کی فقیر سے لیتے تھیں غرض پنجشنبے کا
دن گذرا دوشنبے کی رات کالی بلا آئی حضرت عائشہ نے چراغ میں تیل نہ پایا بہت گھبرائیں
جی بھر آیا آخر آپنے ایک انصار کی بی بی کو فرمایا کہ شمع محفل قدس چراغ محلس انس اسوقت
حالت نزع میں ہیں چراغ دین کا گل ہوا جاتا ہے آنکھوں سے اندھیرا ہوا آتا ہے یہ چراغ تم لے
جاؤ اپنے گھر سے چند قطرے تیل ایسے ہی ڈالو شعر رسول پاک پہ بھیجے خدا درود و سلام ✤ علی و
فاطمہ حسن و حسین پر بھی مدام ✤ روایت ہے حضرت امام سلمہ فرماتی ہیں کہ میں آپکے
سرہانے بیٹھی تھی دیکھا انھیں حضرت کی لبیں ہلتی ہیں اور لب مبارک کو آپ ہلا رہے ہیں حضرت کے
لب کے پاس کان لے گئی سنا کہ نہایت تضرع اور الحاح سے حق تعالی سے امت کے لیے مناجات
کر رہے ہیں اور فرماتے ہیں الٰہی امت کو میری آتش دوزخ سے نجات دیجیو خداوند حساب قیامت کا میں

آسان کیجیے میں نے عرض کی یا رسول اللہ آپ کا کیا حال ہے جو امت عاصی کے لیے استغفار فرماتے ہے فرمایا اے سلمہ ہم سے رخصت ہو تو فوراً چل بسے دامان بھگو لو کہ اب تھوڑی زمانے کے بعد میرے آواز نہ پاؤ گی لاکھ پٹکو گی ٹھوکریں کھاؤ گی **شعر** رسول پاک پہنچے اے خدا درود وسلام علی و فاطمہ حسن و حسین پر بھی مدام ✤ **روایت ہی** کہ آخر وقت میں حضرت علی مرتضے نے حاضر ہو کر عرض کی یا رسول اللہ میں نے خواب دیکھا ہے کہ میں زرہ پہنے تھا وہ کھو گیا میں بے زرہ ہو گیا آپ نے فرمایا کہ علی تو بے زرہ تھا اتھا میں تھا اب میں دنیا سے سفر کر جاؤں تھا سے سینے پر سنگ تنہائی کا دھرتا ہوں اے علی میرے بعد لوگ تجھ کو بتائینگے بہت امور مکروہ تمہارے آئینگے سو خبردار زنہار صبر شکیبائی ہاتھ سے چھوڑنا نہیں دنیا کی طرف نظر نہ پھیرنا زاہد آخرت سے باگ موڑنا نہیں علی حوض کوثر پر تم میرے پاس آؤ گے اپنے احباب کو پانی پلاؤ گے پھر حضرت سیدہ سے حاضر ہو کر عرض کی یا جان میں نے بھی ایک خواب دیکھا ہے کہ میرے پاس کلام اللہ کا ایک ورق ہے کہ میں اسمیں قرآن پڑھتی ہوں ناگاہ وہ ورق میری نظر سے غائب ہو گیا فرمایا اے فرزند دلبند وہ ورق قرآن کا میں ہوں کہ منقریب تمہاری نظر سے چھپ جاؤنگا اور تم مجھے جدا ہو جاؤ گی پھر چند روز دنیا میں رہ کر دار مفارقت سکر میرے پاس آؤ گی بعد اس کے شہنشاہ کونین حضرت حسنین آئے اور سلام فرزند نے بجا لائے اور عرض کی نانا جان جان ہماری آپ پر قربان ہمنے بھی خواب دیکھا کہ ایک تخت ہوا پر جاتا ہے اور ہم لوگ اس تخت کے تلے پلے جاتے ہیں آپ نے فرمایا اے جانان جدہ تخت میری نابوت کا ہو گا کہ لوگ اٹھائینگے اور تم لوگ اس کے پیچھے گیسو ہائے مشکین کو پراگندہ کیے ہوئے جاؤ گے ان سب خواب اور تعبیر کو سنکر سارے اہل بیت نے غور منتظر مچایا زمین و آسمان ہلایا اور حاضرین مجلس کا بھی دل بھر آیا **نظم** جہان میں نور منتظر کسقدر ہے ✤ قیامت رحلت خیر البشر ہے ✤ ملک جن و بشر میں نوحہ خوانی ✤ زمین و آسمان میں نوحہ گر ہے ✤ رسول اللہ نظر دل سے ہے چھپتا ✤ اگر سمجھو تو داغ جگر ہے ✤ **روایت ہی** کہ روز شنبہ وفات کے دن صبح کی نماز کے وقت اپنے در پر کھڑے ہو کر پردہ اوٹھایا اصحاب کو حضرت صدیق کے پیچھے نماز میں پایا بہت ہی خوش ہو کر تبسم فرمایا چونکہ آپ کھڑے تھے صحابہ نے سمجھا کہ آپ مسجد میں تشریف لائینگے خود نماز پڑھائینگے سارے

صحابہ مارے خوشی کے پھول گئے اسقدر خوش ہوئے کہ نماز بھول گئے سبھوں نے چاہا کہ نماز توڑ دیں دلکو ہاتھ سے چھوڑ دیں **شعر** نماز اگذارم ترا سلام کنم ✤ رخ تو دوزخ و میم بجود حرام کنم ✤ حضرت ابوبکر صدیق نے چاہا کہ پیچھے ہٹیں آپنے اشارہ فرمایا کہ سب لوگ اپنی اپنی جگہ پر رہو نماز کو تمام کرو پردہ گرا دیا اور اوسی دن انتقال کیا **شعر** واسطے جنکے زمین و آسمان پیدا ہوا ✤ بہت الفرق بین وہ من کے پیارے چل بسے ✤ **روایت ہی** کہ وفات سے تین دن پہلے یعنے پیر کے دن میکائیل امین بسکم رب العالمین حضور نبوی مین تشریف لائے اور یہ پیغام لائے کہ حق تعالے نے آپکے بہت بہت سلام کہا ہے اور پوچھا ہے کہ مزاج عالی کا حال کیسا ہے فرمایا بہت مغموم ہے ناسازہے حق تعالے کریم کارساز ہے دوسرے دن بھی اگر اسیطرح پوچھا اور یہی جواب پایا تیسرے دن دوشنبے کے روز پھر جبرئیل امین ملک الموت اور اسمٰعیل نام فرشتے کو جو ایک لاکھ فرشتے کا حاکم تھا اور ہر فرشتہ لاکھ لاکھ فرشتے کا مالک تھا لیے حضور نبوی مین آئے اور سلام آخری بجالائے اور نہ سوا آنسو سے منہ دھو دھو کر رونے لگے الوداع الوداع یا احمد الفراق الفراق یا احمد السلام علیک یا محمد السلام علیک یا محمد آج ہمارا دنیا سے علاقہ چھوٹا رشتہ تعلق ٹوٹا اب ہم دنیا مین کبھی سے پھر کاہے کو آئینگے خدا کا سلام اللہ کا پیغام کسکے پاس لائینگے دنیا مین میرا آنا جانا فقط آپکے واسطے تھا اب آکر کسکی شکل دیکھینگے کسکے پر دونے جائینگے کسکے مُنہ اوپر سے ولایہ ہٹینگے **شعر** لو لقہ لیجے میرا سلام آخری ✤ پھر مدینے مین نہیں آئینگے ہم ✤ **روایت ہی** کہ اسوقت آپنے سر مبارک حضرت علی کے زانو پاک پر رکھا آنکھین بند کرلین پیشانی انور سے پسینا جانے لگا چہرہ نورانی کا رنگ بدل گیا بیتاب ہونے لگا فاطمہ زہرا کھڑی ہوا ابتا کا کچھ جواب نہ پایا پھر کہا بابا جان فاطمہ کی جان تمہیر زبان **شعر** لولقہ لے میرے بابا آنکھ تو کھولو ✤ فاطمہ منتظر دل سے کچھ بولو ✤ سہ نہین سکتی درد جدائی ✤ کچھ سمجھاؤ مجھے بھلا لے لو ✤ آپ نے حضرت سیدہ کے رونے سے آنکھ کھولدی اور آنکھوں پاس بلایا اور رو رو کر اپنے سینے سے لگا کر فرمایا جان پدر آتا ہے قیامت ہوگی جان مت کھو تمہارے رونے سے عالمان عرش روتے ہین ملاء اعلیٰ بیتاب ہوتے ہین پھر دست مبارک سے آنسو حضرت سیدہ کے صاف کرکے فرمایا خدا تجھے صبر عطا فرمائے تیرے دلمین تسکین آنحضرت فاطمہ زہرا نے پوچھا بابا جان قیامت کے دن مین آپ کو

کہان پاؤنگی فرمایا لوای حمد کے نیچے بخشائش عاصیان امت کے واسطے استغفار کرتا ہونگا کہا یوں نہ زیارت نصیب نہو فرمایا پل صراط پر نجات امت طلب کرنے کے لیے دعائے خیر کرتا رہوں گا صلی اللہ علیہ وسلم صاحبو نگا عرض کی جو وہان بھی قبر سبوسی حاصل نہو اشاد ہوا میزان کے واسطے پاس گرانی بڑی حسنات امت کے دعا کرتا ہون گا التماس کیا جو وہان بھی ملازمت میسر نہو جواب دیا دوزخ کے پھاٹک پر کھڑا رہونگا تاکوئی امت عاصی میرے دوزخ مین جانے نپائے اور کسی پر آنچ دوزخ کی نہ لگنے پوھا اگر وہان بھی زیارت سے سرفراز نہون فرمایا تب حوض کوثر کے کنارے تشنہ کامان امت کو اپنے پانی پلاتا ہون گا **شعر مولفہ** لیکن جب رو رو کہتے فاطمہ کیا شکر باری ہے ✤ کہ بابا کو یہ امت فاطمہ سے بھی پیاری ہے ✤ پھر آپ نے فرمایا سنو علی مرتضیٰ اب فاطمہ زہرا بے سہارا ہوگی میرے خجر فراق سے بہت خستہ جگر ہوگی سو تم ہر امر مین اس کی پاسداری غمخواری کیجیو غبار ملال چہرہ نازک پر اسکے آنے نہ دیجیو **شعر** فرط غم سے گر کبھی زہرا کو دیکھو تم پشم تر پر ان کے رکھیو آپ فوراً آستین ✤ اس کے بعد شہنشاہ کونین حضرات حسنین آئے اور حضرت کے گلے لپٹ لپٹ کر منھ اپنے منھ پر حضرت کے اوپر سینے اپنے سینے پر پسر ور کے مل کر رونے لگے اور یہ کہہ کہہ کے بیقرار ہونے لگے کہ نانا بعد آپ کے اہلبیت کی غمخواری کون کریگا ہم یتیمون کے سر پر دامان شفقت کون دھریگا بن آپ کے بغیر باپ کے ہم دنیا مین کیون کر رہینگے خدا معلوم درد ہجران کیسا ہے **نظم مولفہ** آسمان آہ مجھکو لوٹتا ہے ✤ ساتھ نانا تمھارا چھوٹتا ہے ✤ دل مرے ٹکڑے ٹکڑے ہوتے ہین ✤ آپ پھیلائے پانون سوتے ہین ✤ آہ نانا کر تو دو پیدا ✤ کیسے ہم سب کو کس پر چھوڑ چلے ✤ اب ہمین کلفت آہ جینے مین ✤ ہم ہین رہنے کے مدینہ مین ✤ ساتھ ہمکو بھی اپنے لیجے ✤ درد دل کی مرے دوا کیجے ✤ آپ نے آنکھ کھولی اور دونون صاحبون کو گلے سے لگا لیا چوما چاٹا بہت پیار کیا بہت دعا دی اور رعایت احترام مین شاہزادون کے لوگ کو بہت تاکید کی پھر بیبیان سب ازواج مطہرات کی گریہ و زاری حسنین کی اشکباری سے سامنے اصحاب جو در حجرہ رہتے بے قرار ہونے لگے اس وقت آپ بھی کمال شفقت سے رونے لگے حضرات اہل سلمہ نے عرض کی حضرت آپ کے اگلے پچھلے گناہ آپ کے بخشے ہوئے ہین آپ کیون رقعہ مین اتنا کیون بیتاب ہوتے ہین

فرمایا اسوقت تم کو نگہ رضا کار کو یاد کرے اختیار رونا آتا ہو دل بھٹا جاتا ہو کہ خدا جانے میرے
بعد تمکا کیا حال ہوگا کیا ملال ہوگا اپنی پیاری امت کی سکرات موت اور تنگی قبر اور تاریکی لحد
اور احوال قیامت کو خیال کر کے جانکنی ہوا جاتا ہو رنگ چہرہ کا فق ہوا جاتا ہو **نظم المولفہ**
بچاری امتوں کو بھول جاتے ہیں ۔ سنین میں بیتین کیونکر بھلاتے ہیں ۔ انھیں کی آہ تبسرون کے یہ
سائے ۔ پیاسی تنگی نجولی غم کی ماری ۔ رکھے سر پہ گنہ کے بوجھ بھاری ۔ سنبھل کر بیٹھا
اس دم کوئی باری ۔ چڑھینگے پل صراط اوپر وہ کیونکر ۔ کھے گٹھری گنہ کی ہائے سر پر ۔
ہری امت بنے مجکو جان سے پیاری ۔ اسی سے کرتا ہوں میں آہ وزاری ۔ پھر آپنے سیدنا
علی مرتضی کے سپرد محبت گنجینہ میں علم عرفان بھر دیا اپنا وصی ان کو کر دیا **شعر** دوستان وقت
وداع است فغان برگیرند ۔ دل یکبارگی از جان جہان برگیرند ۔ **شعر** رسول پاک پہ
بھیجے خدا درود وسلام ۔ علی و فاطمہ حسن حسین پر بھی مدام ۔ **روایت ہی** کہ اس کے بعد
جبرئیل امین کو حکم ہوا کہ آج روز وصال حبیب ہے ملک الموت سے کہو ابھی آگ دوزخ بجھائے دوزخ
کے دروازے بند جنت کے کھلوائے **نظم المولفہ** اور میکائیل سے بھی بابا کے لحد و
اکیسل نرسی دو بھی آج رکھے ۔ ہوا دو لے نہ دریا موج مارے ۔ زمین منبر سے بازو فلک سائے
فرشتے حشر زمین خاص و عام ۔ وہ اسم دم چھوڑ دیں بناسب کام ۔ اور رضوان باغ جنت کر سنگار
۔ اور حوروں سے گلستان کر سجائے ۔ در و دیوار جنت کو شتابی ۔ کرے زمین اور آئینہ
بندی ۔ انھیں سب کام کا ارشاد فرمائے ۔ ہون طیور مانع جنت ۔ در جنت پہ باسد
شوکت دشان ۔ کھڑی ہون حشر موطنان ۔ پھر ارواح ان کو سارے انبیا کی ۔ اور
صلحا اور شہدا اولیا کی ۔ جلو اور حلہ جنت پہنا کر ۔ روایح قدس سے سبکو بسا کر ۔ سبھون کو پھر
سنا پیغام باری ۔ کہ روح مصطفے اسدم سے آتی ۔ کھڑی ہو صف بصف آراستہ ہو ۔ استقبال
روح شاہ خوشخبر **روایت ہی** کہ اسکے بعد فرمان باری بنام ملک الموت اسطرح جاری ہوا
کہ اے عزرائیل اسوقت قبض باقی روح چھوڑ اپنی عبادت سے منہ موڑ اور آب حوض کو تر
کوثر و تسنیم سے سنایت عطر آب سے جامہ کو بسا کر چلے خلعت سے اپنے تن کو سج کر کے گردن تعظیم
کی کر کے خلعت اسرافیل سے حلی ہو کے مشک و کافور سے ہار سے کر کے ہاتھ منہ دھو کے شہر نبی میں

در حجرۂ نبوی پر جا اور بہت بہت سیر اسلام اور اشتیاق پہونچا مگر خبردار بلا اذن حجرۂ نبوی میں ہرگز قدم نہ دھرنا بلا اجازت انکی رضا اعظم کو قبض نہ کرنا غرض عزرائیل مسلم رب جلیل مع تو تین اور انصار لینے کے ابلق گھوڑوں پر سوار اور ایک سامہ پر وردگار کا اپنے ہاتھ میں لیے ہوئے مصروف ایک اعرابی کے در حجرۂ نبوی پر آئے اور دروازہ پر کھڑے ہو کر بڑے آداب سے گردن جھکا کر سلام نیاز یا لائے السلام علیک اھل بیت النبوۃ ورحمۃ اللہ وبرکاتہ راہ دروازے سے قدمبوسی کو آیا ہوں اجازت ہو تو اندر آؤں نظم برخیز رانی کہ میان در فراق تست ✤ ہر روز روزۂ سوختۂ اشتیاق تست ✤ فرشتہ نمے کہ در در کردۂ مقام ✤ خوش وادے کہ سودۂ تم بر اق تست ✤ حضرت فاطمہ زہرا اسوقت سر جانے آپکے یتیمی تھیں جواب دیا کہ بابا جان کی طبیعت بہت ناساز ہے اسوقت ملاقات نہو گی آنے سے کیا فائدہ کچھ بات نہ ہو گی پھر ملک الموت نے دوسری آواز دی اے اہلبیت خدا کی پیمبر رحمت ہوا در حاضر ہونے کی مجھ اجازت دو پھر حضرت سیدہ نے فرمایا اور وقت آنا بابا جان کو اسوقت بولنے کی تاب نہیں بار لے جواب نہیں میسر ہے بار اس آواز بلند اور مہیب سے ملک الموت نے اجازت چاہی کہ سب اہلبیت مارے ڈر کے کانپنے لگے وحشت سے ہانپنے لگے سب کا دل ہیبت سے دھڑکنے لگا کلیجا گھبراہٹ سے پھڑکنے لگا حضرت کو ہوش آگیا آنکھ کھولدی اور پوچھا کیا ہے حضرت سیدہ نے عرض کی کہ ایک اعرابی غریب بصورت مہیب وصورت عجیب دروازے پر کھڑا اندر آنے کی اجازت چاہتا ہے ہر چند عذر کرتی ہوں مانتا نہیں اس بار کر کے آواز بلند آواز دی ہے آپکی بیماری کا حال جانتا نہیں آپنے فرمایا جان پدر یہ کون ہے تجھے چاہتا کہاں سے آیا ہی کچھ پہچانا یہ ستانے والا ہے لذتوں کا قطع کرنے والا ہے خواہشوں کا ادا جڑنے والا گردن کا آباد کرنے والا ہے قبروں کا توڑنے والا ہے جاعتوں کا لوٹنے والا ہے راحتوں کا بیوہ کرنے والا ہے عورتوں کا یتیم کرنیوالا ہے فرزندوں کا مجرد آہنی ہیں بھی اگر کوئی جا چھپے مگر یہ ایسا مریبط ہے کہ بے کنجی کے در کھول تباہی بلا مربہ دم بھر میں ایک عالم کی جان لے لیتا ہے جھکانے والا ہر عذ قوت قوت ہے اے نور دیدہ یہ ملک الموت ہے فرمان باری لایا ہے واسطے قبض روح تمہارے باپ کے آیا ہے سوائے میرے کسی پیمبر کسی ولی کے گھر میں جانے جانتے کی اسے عادت نہیں

بلا دھڑک گھس پڑتا ہے پوچھنے کی حاجت نہیں سیدہ سے آشنا نے کا پاس کرتا ہے بابا حکم آنے سے
ہراس کرتا ہے اُسے اندر بلایا تو حضرت سیدہ نے روکر فرمایا وَا اَبَتَاہُ حَرَبَ الْمَدِیْنَۃُ آہ اے بابا مدینہ
خراب ہوا آپ اشو حضرت سیدہ کے پوچھنے لگے اور بہت تسلی دی اور فرمایا جان پدر اتنا
مت رو دُو اسقدر بیتاب مت ہو تمھاری رونے سے حاملان عرش روتے ہیں اُس وقت حضرت
عبدالرحمن کے ہاتھ میں مسواک تھی آپنے رغبت کی حضرت عائشہ صدیقہ نے اپنے منھ میں چبا
کے آپ کر کے آپکو دی آپنے مرتے دم بھی مسواک کر لی جلانے لکھا ہے کہ جو شخص ہر وضو پیچھے
مسواک کریگا تو وہ جب مریگا حق تعالیٰ نا فرمانی اُسکا بخیر کریگا **شعر** میں درچشم زدن صحبت یار آخر شد
دروی گل سیر ندیدم کہ بہار آخر شد **روایت ہے** کہ اس کے بعد ملک الموت
بعد اجازت کے حاضر ہوئے بڑے آداب و تعظیم سے آگے کھڑے ہو کر سلام بجا لائے آپ نے فرمایا
میری زیارت کے لیے تم آئے ہو یا بارادۂ قبض روح کے بیان تشریف لائے ہو عرض کی
قدسی کو آیا ہوں اور فرمان باری لایا ہوں یا رسول اللہ حق تعالیٰ نے مجھے آپ کا
فرمانبردار کیا ہے حکم ہے کہ بے اجازت قبض روح نہ کروں اگر حضور بخوشی خاطر فرمائیں تو قبض روح
کروں اور اگر نہ فرمائیں تو واپس جاؤں ارشاد ہوا جبرئیل کو تم نے
کہاں چھوڑا عرض کیا وہ آسمان دنیا پر ہیں فرشتے اُن سے آپ کی ماتم پرسی کرتے ہیں
حاملان عرش آپکے غم و ماتم سے مرتے ہیں فرمایا اچھا ابھی ٹھہر و میکائیل کو آنے دو
اتنے میں جبرئیل امین روتے ہوئے آئے آپ نے فرمایا اے جبرئیل ایسے وقت میں
مجھے تنہا چھوڑا وقت دم واپسین کے صحبت سے منھ موڑا جبرئیل نے کہا یا رسول اللہ
آپ کی معافی کا سب ساز و سامان کر کے آیا ہوں حق تعالیٰ کے بیان سے بشارت
لایا ہوں فرمایا کہو عرض کی یا رسول اللہ جو روح آپ کی اُسوقت آسمان پر جائیگی اسلیے
بحکم باری آتش دوزخ بجھا دی گئی بہشت آپ کے لیے آراستہ پیراستہ کی گئی حوریں
بناؤ سنگار کیے بہشت کے دروازوں پر باستقبال روح اعظم آپ کے
آئی ہیں گویا جان نثار کو لائی ہیں سارے انبیا از آدم تا عیسےٰ آپ کی انتظاری میں دست
بستہ کھڑے ہیں تمامی فرشتے زمین و آسمان کے صف بہ صف پرے باندھے

راہ با استقبال برادری مین ہر آسمان پر شاسیانے عربی کھڑے جا بجا نشان محمدی گڑے ہین
مکانات جنت کے سج رہے ہین شادیانے قدوم روح انور کے جا بجا بج رہے ہین سبز قبہ ارم بنوق
وجمال لہلہا رہے ہین مرغان جنت وہان ذوق مین چہچہا رہے ہین **نظم** محملہ اقدس
برانے تو بیا راستہ اند ✤ خوش خرامان گذرے کن بہ تماشہ گہ ناز ✤ قدمے پیش نہ گذر فلک را بصبور
✤ برقع از رخ فگن وجلوہ ملک را بنواز ✤ فرمایا جبرئیل یہ سب مژدے بہت خوب ہین ولکن سنا ہے غرب
ہین مگر مجھے اسم کہ سوائے اسکے اور کوئی خوشخبری سنا دو جس سے میری آنکھون مین ٹھنڈک آئے
تیک دردمانی کی جاے عرض کی حق تعالی کا آپ پر بڑا فضل ہے اکرام ہے کہ سب تک آپ
اور سامی امت آپ کی بہشت مین بجائین بہشت تمامی انبیا اور امتون پر حرام ہے فرمایا
جبرئیل اس سے بھی اور بہتر کوئی خوشخبری سنا دو عرض کی یا رسول اللہ قیامت کے دن پہلے
پہل آپ ہی کے فرق اقدس پر تاج شفاعت دھریگے کہ سارے انبیا آپ پر رشک کرینگے
فرمایا ان باتون سے تو میری آنکھون مین خنکی آتی نہین تیک دل کی باتی ہے نہین کوئی ایسی خوشخبری
لا جس سے آنکھون مین ٹھنڈک جگر تفتہ مین طراوت آئے غم نہانی اندمال پائے دردمند کا
دل کامٹ جائے عرض کی یا رسول اللہ آپ کو ان باتون سے خوشی آتی نہین فرمائیے آپکو
کونسا غم ہے کیا فکر ہے دل کسطرح کا الم ہے فرمایا مجھے غم امت کے سوا اور کوئی غم نہین ہے
کسی طرح کا صدمہ نہین الم نہین **مصرع** لولفظ غم گنا و امتون سے ہیچ میری آہ و نغم ہے
✤ اگر غم ہے یہی غم ہے اگر الم ہے یہی الم ہے ✤ مجھے ہر دم یہی خیال ہے اسی کا ملال ہے کہ امت
میری بہت نحیف و نزار ہے بہت ہی عاصی ہے گنہگار ہے نہین معلوم قیامت کا کیا کیا معاملہ
انکے ساتھ پیش آئیگا خدا جانے حق تعالی حساب اون کا کسطرح فرمائے گا **رباعی**
لولفظ غم امت سے لے جبرئیل کیا کیا حال دل کہیے ✤ تیک اس غم تہانی کی سنیے
کب تلک کہیے ✤ غم امت سے دل تو بھن چکا اب تن کی باری ہے ✤ بھلا اس غم مین اے
جبرئیل گھٹ گھٹ کب تلک رہیے ✤ جبرئیل نے کہا جاؤ باری مین عرض کی خداوندا ابن بے
مین نے شب نشا رہین سرور عالم کو سنایا مگر خاطر اقدس مین اون کے کچھ اطمینان نہ
لائین کچھ اور مژدہ چاہیے جس سے مزاج عالی مسرور ہو دل کی مصیبت

دور ہو حکم ہوا کہ میرے حبیب سے بعد سلام کے عرض کر دو آپ کی امت کا جو کوئی آدمی اگر عمر بھر گناہ
مین مبتلا رہے مگر موت سے سال بھر پہلے توبہ کرے تو سب گناہ اسکے بخشونگا رحمت عالم صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا موت کا حال کوئی جانتا نہین شاید ایک برس پہلے کرنے کی نوبت نہ آئے
ارشاد ہوا کہ ایک مہینے پہلے مرنکو توبہ کرلے آپنے فرمایا اللہ اللہ ایک مہینہ بھی بہت ہے حکم ہوا تو
سے ہفتہ بھر پہلے توبہ کرلے فرمایا ہفتہ بھی بہت ہے ارشاد ہوا ایک دن پہلے توبہ کرلے فرمایا
ایک دن بھی بہت ہے فرمان ہوا موت سے گھڑی پر پہلے توبہ کرے فرمایا ایک ساعت بھی بہت
ہے آخر خطاب آیا **شعر لمولفہ** کہان تک خواہش امت ہے لب کرتے نہین کیون اب
کہا مین مانگنے والا ہون تو داتا ب ہے اب رب + دین حاجر طلب سے ہون نہ تو دینے مین
عاری ہے + پھر حکم ہوا کہ اگر امت آپ کی تمام عمر گوہر گرانمایۂ عمر کو خاک گناہون مین ملائے
اور مرتے دم آنکھون سے آنسو بہائے یا اپنے نامۂ اعمال بدبادکر کر پریشان ہووے اپنے گناہون
پر رووے تو اوسکے سارے گناہ معاف کرونگا لوح نامۂ اعمال کو اسکے حرف خطا سے صاف کرونگا اور اگر
پشیمان بھی نہو تو اسکو محض تمہاری شفاعت اور اپنی رحمت سے نجات دونگا **شعر لمولفہ** تمہین دھڑکا
ہی حق مین ہمارے ہے امت تمہاری ہے + خوشی محبوب کی کرنی یہی مرضی ہماری ہے + **روایت**
ہے کہ اسکے بعد آپنے فرمایا اے جبرئیل اب تین باتون کی بھی آرزو ہے ہر دم اسیکی جستجو ہے
اول یہ کہ میری امت پر شامت گناہ سے دنیا مین مثل امت سابق کے عذاب نہ آئے
دوسری یہ کہ قیامت کے دن میری شفاعت حق تعالیٰ عاصیان امت کی حق مین قبول فرمائیے
تیسرے یہ کہ ہر ہفتے مین دوبار امت کے اعمال سے مجھے اطلاع ہوتی رہے تاکہ اگر اعمال اُن کے
نیک ہونگے تو خوش ہوکر شکر الٰہی کرونگا اور اسکے نامۂ اعمال مین لکھواؤنگا اور اگر اعمال بد ہونگے
تو استغفار کرکے اُن کے نامہ اعمال سے محو کرائونگا **نظم لمولفہ** کہا جبرئیل نے بانشوق
بے حد + کہ فرمایا خدا نے یا محمدؐ + کہ اپنے دلمین سے آنکھون کی ٹھنڈک + تم امت بھلا کھاؤگے
کب تک + یہ گھٹ گھٹ کر رہوگے کب تلک تم + اور پہونچاؤگے غم ری نافلک تم +
دل نازک یہ کب تک اے پیارے + اٹھاؤگے یہ غم امت کا پیارے + ہے امت تیری
تجھکو جان سے پیاری + محبت تیری ہے سب سے نیاری + کرو دل کو ٹھکانے

کچھ دھوچہ ہ یہ سب باتین بھی مین منظور رہم کو ٭ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسبات کو سنکر بہت خوش ہوئے اور فرمایا الان طاب نفسی اب مجھے سرور ہوا سب رنج واندوہ دل سے دور ہوا پھر فرمایا عزرائیل اب جلد اپنا کام کر شوق وصال باری مین دل کھینچا ہے جھٹ پٹ میرا قصہ تمام کر **شعر** رسول پاک پہ بھیجے لے خدا درود وسلام ٭ علیؑ وفاطمہؑ حسنؑ وحسینؑ پر بھی مدام ٭ **روایت** ہے کہ عزرائیل بحکم آپ کے قبض روح پر فتوح مین مشغول ہوئے شدت جانکنی اور سکرات موت کی اسقدر تھی کہ رنگ چہرہ متغیر ہوتا تھا جسم اطہر کبھی گرم کبھی سرد ہوتا تھا اور گاہے دست راست گاہے دست چپ کھینچتے تھے کہ رخسارہ انور پسینے پسینے ہوگیا اور اسقدر تکلیف جان کنی کی فقط واسطے تسکین وتشفی امت عاصی کے آپ نے اختیار فرمائی کہ ایک پیالہ پانی کا سامنے رکھا تھا بار بار پانی اسکا اپنے منہ پر ملتے اور فرماتے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اِنَّ لِلْمَوْتِ سَکَرَاتٌ حضرت عائشہ فرماتے ہین کہ مین قدر تکلیف جان کنی کی مین نے حضرت کو دیکھی کسی کو نہ دیکھی پھر آپ نے ملک الموت سے پوچھا کہ جان کنی مین اتنی تکلیف اور کسیکو بھی ہوتی ہے عرض کی یارسول اللہ جتنے تکلیف اور دن کو ہوتی ہے اُس کی عشر عشیر بھی آپ کو نہین ہے یہ سنکر آپ آب دیدہ ہوئے اور فرمایا آہ آہ وَاُمَّتَاہ اے عزرائیل جتنی تکلیف جانکنی کی میری امت ضعیفہ پر ہو وہ سب کی سب آج اُنکے بدلے ہمارے اوپر تمام کرے تاکہ میری امت ناتوان اس اذیت سے محفوظ رہے عزرائیل نے عرض کی یارحمۃ اللعالمین یاشفیع المذنبین آپ اسکا کچھ غم نہ فرمائین اس کی فکر اسکا خیال دل مین نہ لائین جسطرح مہربان اپنے سوتے پیارے لڑکے کے منہ سے پستان نکال لیتی ہے اسیطرح آپ کی امت کی روح بآسانی نکالونگا غرض بارھوین ربیع الاول سنہ ھ دوشنبے کے روز دوپہر ڈھلے آپ نے حضرت عائشہ صدیقہ کے سینہ پر سیکھ لگائے آسمان کی جانب نظر اٹھائے اور اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ وَاَلْحِقْنِیْ بِالرَّفِیْقِ الْاَعْلٰی کہتے ہوئے ترسٹھ برس کے سن مین اس خاکدان دنیا سے عالم بالا کو رحلت فرمائی اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ اول کلام آپ کا حلیمہ سعدیہ کی گود مین اَللّٰہُ اَکْبَرُ اور آخر کلام آپ کا حضرت عائشہ کی آغوش مین اَلرَّفِیْقُ الْاَعْلٰی تھا **نظم** جہان مین نور ہمیشہ کسکا رہا ٭ قیامت رحلت خیرالبشر ہے

اندھیرا کیون نہ ساری جہانین ✤ چھپا نظرون سے دہر تمک تیرہے ✤ کہان تک صدمہ نرقت
اٹھاوین ✤ کدھر اے جذبہ آہ سحر ہے ✤ تڑپتا ہے تپ فرقت مین کافی ✤ کوئی واں تک نہین
کرتا تسلی ✤ روایت ہے کہ مکہ معظمہ مین دوشنبے کے دن صبح صادق ربیع الاول کی بارھوین
تاریخ فصل ربیع مین تقدیر ازل کے سال نزانے مین نوشیروان بادشاہ کے مطابق بستم نیسان
ماہ رومی ۵۸۳ سکندری کے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیدا ہوئے تھے اور چار برس
کی عمر مین یتیم ہوئے اور پچیسوین برس حضرت خدیجہ سے نکاح ہوا اور چالیسوین برس دوشنبے
کے دن نبی ہوئے اور اسی دن مکے مین مدینہ منورہ اکیاون برس نو مہینے کے سن مین
معراج ہوئی اور اسی دن مین ترپن برس کے سن مین مکے سے مدینے کو ہجرت کر چلے اور
اسی دن مین حجر اسود اٹھایا تھا اور اسی دن مین مدینہ منورہ پہونچے اور اسی دن مین ترسٹھ برس
کے سن مین دنیا سے رحلت فرمائی راوی کہتا ہے کہ جسدن قدم مبارک مدینے مین
آیا تھا اسدن مدینہ مین مطلع نور ہوگیا تھا ہر شخص نشہ سرور سے چور ہوگیا تھا اور جسدن آپنے
رحلت فرمائی سارا مدینہ اندھیرا ہوگیا عجیب کالی بلا آئی ہر گلی کوچہ ہندسان باندھون مین ہوگا
سکان گھر گھر کہرام آب و دانہ حرام لبونپر آہ دلون سے نعرہ جان کاہ ننھے ننھے بچے بیحواس
نہ رغبت شیر نہ خواہش پاس غزل ✤ ای زہر جانت زمین و آسمان بگریستہ ✤ سینہ و دل خون
شدہ رفع روان بگریستہ ✤ نے ہمین با خاکیان بھر تو ماتم داشتیم ✤ بلکہ رضوان نیز در باغ
جنان بگریستہ ✤ خون گری لے دید و بہر سید کز ماتش ✤ جبرئیل اندر فلک با قدسیان
بگریستہ ✤ آدم و نوح و خلیل و موسیٰ و عیسیٰ بہم ✤ در عزای سید آخر زمان بگریستہ ✤ اہلبیت
آن دم کہ گریان گشتہ از بہر رسول ✤ سنگ خارا بر دل پر درد شان بگریستہ ✤ روایت
کہ جب آپ نے رحلت فرمائی ملائکہ نے صحابہ سے تعزیت فرمائی اور آواز واامحمداہ کی
آسمان سے آئی اور جب ملک الموت روح اطہر کو اعلیٰ علیین مین لے گئے تو ندا
واامحمداہ یا رسول رب العلمین کی عرش تک پہونچائی اور اسوقت ایک عجیب قسم کی بو
خوش سارے اہلبیت نے پائی اب بیان سے گریہ اور حال پر ملال اہلبیت کے جگر شق
ہوا جاتا ہے رنگ چہرہ فق ہوا جاتا ہے حضرت فاطمہ زہرا رو رو فرماتی تھین واویلاہ یا ابتاہ

بابا جان فاطمہ کی جان آپ پر قربان دعوت حق کی آپنے بقبول فرمائی بہشت مین جا بیٹھے
مجھ خستہ سے نظر پھیرائی بابا جان خیر آپکے وفات کی جبرئیل کو کون پہونچائی حال میری بیکسی کا
آپ کو کون سنائی بابا جان اب جبرئیل میری گھر کا ہی کو آئینگے خدا کی وحی اللہ کا سلام اب کسکے
پاس لائینگے اجی بابا اب حسنین کے واسطے بہشت کے میوے کون منگا دیگا اجی بابا اب حسنین کو
گود مین لیکر کون کھلا دیگا اجی بابا کاندھے پر چڑھا کر اب کون انکو ٹہلا دیگا بابا جان جب وہی روئینگے
تو اب انکو کون بہلا دیگا آہ بابا حسنین روتے ہین آپ پاؤن پھیلائے سوتے ہین بابا جان ہمت کی
آس توڑ چلے یہ کہیے ہمکو کس پہ چھوڑ چلے بابا جان نہین معلوم مین ابھی کتنا زندہ رہون گی
و مفارقت کب تک سہونگی بابا جان فاطمہ کو اپنے ساتھ کر لینا بابا جان صدمہ یتیمی کا زیادہ
روز تک مجھے نہ دینا اللہ اب فاطمہ کو بھی وہین شربت سوت حلوا یا اللہ روح فاطمہ کو
جلد تر روح حضرت سے ملا خداوندا صدقے اپنے حبیب کے فاطمہ کو بھی وہین بلا یا بابا کے
ساتھ قبر مین سلا یا خداوندا تو خوب جانتا ہے کہ بابا بغیر مین رہ نہین سکتی آہ دل مانے نہین
ہجران سہہ نہین سکتی آخر اسیطرح غم پدر مین گھٹ گھٹ کر چھ مہینے کے بعد آپ نے بھی رحلت فرمائی
اس دوران مین کبھی نوبت ہنسنے کی نہین آئی حضرت عائشہ صدیقہ رو رو کر فرماتی تھین
افسوس اس نبی آخر الزمان کا جسنے بخشائش امت کے لیے عمر بھر کبھی کیسی سخت اودھائی غذا
فقر اختیار کیا ایک دن بھی جو کی روٹی آسودہ ہو کر نہ کھائی افسوس وہ نبی جو عمر بھر غم امت مین
رویا امت عاصی کے سوچ مین ایک رات بھی اطمینان سے نہ سویا سر پر چھپائی اختیار فرمائے
عمر بھر کسی نامحرم پر نظر نہ اوٹھائی گوہر دندان درفشان کو اشقیا نے توڑا مگر طریق صبر و شکر
نہ چھوڑا افسوس اس سلطان گدا خو نے لاکھ لاکھ روپے خیرات کیے مگر خود پیٹ پر پتھر
باندھ باندھ بسر اوقات کیے حرف لا کسی سائل کے جواب مین لب پر نہ لائے عمر بھر
کسیکو ذرہ بھر بھی صدمات رنج نہ پہونچائے تمام تمام رات ایک قدم پر کھڑے ہو کر
فقط نجات امت کے لیے دو دو رکعت نماز مین صبح فرماتے حتی کہ ایک پاؤن پر کھڑے کھڑے
پاے مبارک ورم کر لیتے دفرات امت عاصی کے غم مین رونا نہ دن کا کھانا نہ شب
کا سونا اشعار لے جان صد نثار چو وقت جان تو بود ہر دم نثار کفنہ زما

بر زبان تو ✤ رسول پاک پہ بھیج اے خدا درود و سلام ✤ علی فاطمہ حسن و حسین پر بھی مدام ✤

روایت ہے کہ اوسوقت فرشتون نے اہلبیت کی تعزیت فرمائی گوشہ خانہ سے آواز غیبی آئی اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ اَھْلَ الْبَیْتِ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ کُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَۃُ الْمَوْتِ ایک دن سب کو زاہے دنیا سے سفر کرنا ہے صبر کرو چپ رہو چند ان مصیبت دنیا سہو قیامت مین صبر کی جزا پاؤ گے مصیبت دو روزہ کے بدلے لطف اوٹھاؤ گے اور مسجد مین سارے اہل مدینہ رو رہے تھے مارے غم کے بے قرار ہو رہے تھے کہ حضرت خواجہ خضر روتے ہوئے آئے اور لوگون کو کبار کے پاس برسم ماتم پرسی جا پڑے اور رو کر صحابہ کو صبر و تسلی دے کر چلے گئے

نظم شعلۂ آتش ہجران تو جان مے سوزد ✤ ورز فراق تو دل پیر و جوان مے سوزد ✤
این چہ دردست کز و خون بجگر مے ریزد ✤ وین چہ سوزست کز و جان جہان مے سوزد ✤
شرح این غم چہ نویسم کہ قلم مے شکند ✤ وصف این حال چگویم کہ زبان مے سوزد ✤

آگے آل و اطہار اور اصحاب کبار کی گریہ و زاری ایک دوسرے کو دیکھکر باہم اشکباری کہان تک لکھیے یہ خبر وحشت اثر سنکے آتش غم سے جل بھن کے سب کے سب متحیر ہو گئے بعضے سکتے کی حالت مین مدہوش بعضے اختلال حواس سے از خود فراموش حضرت عمر فاروق نے بباعث غلبۂ عشق و محبت حضرت کے یہ حال سن کے ننگی تلوار کھینچی کہ جسکی زبان سے حضرت کی وفات کا نام سنونگا فوراً گردن اسکی اسی تلوار سے اوتار لونگا حضرت سوتے ہین خدا سے اسدم ہمکلام ہوتے ہین اور حضرت عثمان غنی بباعث غلبۂ عشق حضرت کے زبان سے کچھ بول نہ سکتے تھے مثل طائر تصویر کے ہر ایک کا منھ تکتے تھے

مثلث المولفہ

جناب حیدر کرار کی کچھ اور حالت تھی	بیان کیا کیجئے انپر جو غم کی آہ شدت تھی
قلم اوٹھا ہے لکھنے سے زبان کہنے سے عاری ہے	

حیدر کرار کی ایسی کمر ٹوٹی سنگ غم سے اسقدر چور ہوئے کہ بیٹھکر پھر اٹھنے سے مجبور ہوئے بارے حضرت صدیق اکبر روتے ہوئے گھر مین آئے اور چہرۂ نورانی سے کپڑا اٹھایا اور پیشانی انور اور دہن اطہر کو بوسہ دیکر فرمایا وَا مُحَمَّدَاہُ وَا اَبَتَاہُ پھر رو کر کہا اَلْمَقْبَرُ رفتے و مرا فراموش نہ کردی ✤ بر بیکسی ام نظر نہ کردی ✤ پھر بوسہ دیکر رو کے اور فرمایا وَا خَلِیْلَاہُ

اگر اختیار ہوتا تو ہم اپنی جان آپ پر قربان کرتے جان کیا دو نو جان نثار کرتے اور اگر آپ رونے سے منع نہ فرماتے تو ہم آپ پر اتنا روتے کہ آنکھوں سے خون کے چشمے جاری ہوتے خداوند اپنے حبیب کو میرا سلام پہونچانا یا رسول اللہ خدا کے پاس مجھے یاد فرمانا **شعر** اے پشت مرا زغم شکستی ٭ تا رخت حیات خویش بستی ٭ تا فہ سواری کا ایسا غمگین ہوا کہ کچھ کھانا نہ پیتا تھا خون جگر پیکر جیتا تھا آخر بعد تین دن کے وہ بھی مرگیا دنیا سے سفر کر گیا اور دراز گوش غم سے مدہوش ہوکر فراق سے اس عزیز مصر خوبی یوسف چاہ محبوبی کو جان کھو کر کنوئیں میں گر کر ہلاک ہوگیا غم واریں سے پاک ہوگیا **شعر** رسول پاک پہ بھیجے لے خدا درود وسلام ٭ علی و فاطمہ حسن و حسین پر بھی مدام ٭ **روایت ہے** کہ اسکے بعد مہاجرین و انصار میں خلاف پڑا کہنے لگے ایک امیر انصار میں سے ہو ایک امیر مہاجرین و انصار میں آخر بمقتضائے حدیث الائمۃ من قریش کے یعنے سردار اور امام قریش ہی میں سے ہونا چاہیے سارے اصحاب نے دست حق پرست پر حضرت ابوبکر صدیق کے بیعت کی تا دین اسلام میں کچھ خلل نہ پڑجائے اور دلوں میں لوگوں کے بل نہ پڑجائے **روایت ہے** کہ جسوقت روح پرفتوح آنحضرت رونق افروز اعلیٰ علیین ہوئی ایک تابوت جواہرات و یاقوت بہشتی سے مرصع کرکے نظر انور سے گذرا نا گہاں کہ اگر مرضی مبارک ہو تو ملاء اعلیٰ اسجد اطہر کو اس تابوت میں لادیں اور مرقد انور سرا پردہ بہشت میں بنادیں رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ کیا کہیں ہمارا جی نہیں چاہتا کہ اپنی امت عاصی سے دم بھر بھی جدا ہوویں لیکن پاس خاطر خاکساران امت غمناک کے فرش خاک ہی کو اختیار کیا تاکہ ہم اُن سے جدا نہ ہوویں اور وہ بھی میری فراق میں مبتلا نہ ہوویں اور تاکہ جبتک ہم انمیں رہیں عذاب الٰہی سے محفوظ رہیں یا رشفقت اور عنایت و نہایت کو ایسے ہی شفیق ایسے شفیع رفیق کی نظر غور و خیال کرکے ہر دم صلوٰۃ و سلام روح پاک پر اُن کی ہدیہ کرنا چاہیے جی جان انپر قربان کرکے اتباع سنت میں دم بھرنا چاہیے **شعر** رسول پاک پہ بھیجے لے خدا درود وسلام ٭ علی و فاطمہ حسن و حسین پر بھی مدام ٭ **روایت ہے** کہ اسکے بعد اہلبیت اطہار نے حسب وصیت کے غسل آنحضرت بمیز و تکفین سے فراغت پائی پھر نماز جنازہ عالی کے پڑھنے پڑھنے دو روز تک نوبت دفن

نہ آئی حتی کہ بہتر ۷۲ صحابہ کبار نے بلا امام کے فوج کی فوج یکے بعد دیگرے نماز پڑھی پیر کے دن دوپہر دسویں بارھویں ربیع الاول کو آپنے قضا کی تھی بدھ کی رات صبح کے وقت چودھویں شب ربیع الاول سنہ ۱۱ ہجری مین شہر مدینے کے اندر حجرے مین حضرت عائشہ صدیقہ کے جسکو آپنے قضا کی تھی لوگون نے بغلی قبر کھود کر کے سلطان عالم کو آئین سماکر کے نو اینٹین کچی اور سے کچا کے مٹی دی اور بلال نے سر سرہانے سے پانی بہایا اور ایک بالشت قبر پاک کو بلند کیا اور فضل اور اظہر سب جگہون سے حتی کہ عرش و کرسی و بہشت و کعبے سے وہ جگہ ہے جو مزار سید ابرار ہے سائے محمدین کے مذہب کا اسی پر قرار ہے اور آدمی وہین دفن ہوتا ہے جہان کی مٹی سے وہ پیدا ہوتا ہے اور اصل پیدائش حضرت کی خاک پاک ناف زمین یعنی موضع کعبہ سے تھی مگر وہ پانی جو پہر عرش الٰہی تھا جب آسے موج مارے تو پھینن کو اطراف عالم مین ڈالا اور وہ طینت پاک آپکے مرنے مین جا پڑی اسواسطے آپ وہان مدفون ہوئے آپ کو اس مصیبت کو حضرت عائشہ صدیقہ کی ملاحظہ کیجیے کہ جو گھر کہ بیت الوصال تھا وہ بیت الاحزان ہو گیا جو دار السرور تھا وہ غم کا مکان ہو گیا جہان دن رات پروانہ جمال سرانوار اور محو نظارہ رخ سید ابرار ہوتی تھین وہین آتش غم مین مثل پروانے کے جلنے لگین سوز ماتم سے شمع سان پگھلنے لگین ہوا کے مخالف سے سر کو دھننے لگین انتقال کیوقت سے دفن تک میں ایسا اندھیرا رہا کہ اپنی آنکھ سے اپنا ہاتھ سوجھتا تا دلون پر تیرگی آنکھون مین ایسی تیرگی چھا گئی کہ بات کہ کسی کو کوئی بوجھتا نہ تھا **نظم لولاکہ** برس دن رہی بارش رحمت ہوا کدن مہان قیل و قال محمد اندھیرا سوا سائے کون و مکان مین ہوا جسکو ہی انتقال محمد مین جاؤن ناصر ہی ہے مناہ بند کو خیال وصال محمد **روایت** کہ قثم بن عباس فرماتے ہین کہ جسوقت جسم اطہر صاحب لولاک کو قبر کے اندر سر بر خاک پر لٹایا اور چہرہ نورانی سے پردہ کفن اوٹھایا مین نے دیکھا کہ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لبہای مبارک کو ہلاتے ہین اور آہستہ آہستہ کچھ فرماتے ہین مین نے کانو قصے بخوبی صاف صاف سنا کہ قبر مین بھی یہی فرماتے تھی رب امتی رب امتی **شعر** جانم فدای تو کہ زراحت ہر زمان ہوا ز صدہ تا لحد ہمہ بیمار یا امتان **روایت ہی** کہ آپ قبر پاک مین بھی بحیات ابدی ساتھ سب ہوش و حواس کے جیتے ہین گر ہم ہم

مشاہدۂ جمال یزدی میں محو ہو رہی ہیں ہر آن جرعۂ وصال پیتے ہیں آستان عاصی کی اطاعت سے خوش ہوتے ہیں اور معصیت اُمت کا حال سنکے استغفار کرتے جناب باری میں روتے ہیں جب کوئی تحفہ درود وسلام حضور میں پہونچتا ہے آپکی طرف سے آن واحد میں کروروں آدمی کو جواب علیکم السلام آتا ہے قبر میں آپ آذان واقامت کے ساتھ نماز پڑھتے ہیں اذان اقامت کی آواز مزار شریف سے مجاورین کے کان میں اکثر آئی ہے جوار ابراہیم بن مشارز کے مزار شریف پر کھڑے ہوکر سلام کیا آپنے اندر قبر سے بلفظ علیکم السلام جواب دیا اور بعد واقعہ کربلا کے یزید بدبخت نے جب مدینہ پاک کے لوٹنے کو لشکر بھیجا تو مسجد نبوی میں دن رات اذان واقامت نمازیوں سے خالی رہی تھی فقط سعید بن مسیب دیوانے نیکے مسجد میں جھاڑو دیتے تھے اور ہر روز وقت نماز کے آواز اذان واقامت کی صاف قبر شریف کے اندر سے سن لیتے تھے یا رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیک الی یوم الدین ناصر مسکین آتش فراق میں آپکی جل رہا ہے شمع سان پگھل رہا ہے اب صلہ بھیجنا ہے مدینے میں بلائیے اور حسن خاتمہ کیلئے ساتھ جنۃ البقیع میں لے سلائیے **نظم مولفہ**

مدینے جاکو اے ہمکشو بے حد	محمد یا محمد یا محمد	مدینہ خاص ہووے میرا مسکن
بقیع پاک ہووے میرا مدفن	نکلتے دم پڑھوں کلمہ نبی کا	رسول ہاشمی ابطحی کا +
بھلا اب ہند میں کیتک ہیں ہم	ترحم یا رسول اللہ ترحم	ہمیں منظور ہے اب پاکا جینا
لنا ادرک رحمۃ للعالمینا	بلاؤ نہد سے مجھکو خدارا +	وھب لی فی مدینتک قرارا
دکھاوو بہر حق مجکو مدینا	تترحم یا شفیع المذنبینا	خطا کی تونے اسی ناصر خطا کی
فیا اسفی علی ما مضی لشباب	مدینے اپنو ناصر چل بسو تم	الی ما تترا اللہ ثم قم +

شعر رسول پاک پہ بھیجے لے خدا درود وسلام | علی وفاطمہ حسن وحسین پر بھی مدام +

روایت ہے کہ بعد رحلت سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اہلبیت اطہار اور اصحاب کبار پر عجیب عجیب صدمے طاری ہوئے چنانچہ بعضے قوت رفتار وبعضے طاقت گفتار سے عاری ہوئے اور بعضے مرگئے دنیا سے سفر کرگئے عبداللہ بن زید نے جو عاشق زار سید ابرار تھے دعا کی خداوندا بلا نظارۂ جمال سرور عالم میں رہ نہیں سکتا درمعارفت

سہ نہین سکتا سو خدا میری آنکھ لے لے اسی دم مجھے اندھا کر دے **شعر** جبرئیل نے اے
اجل جلدی مجھے اب زیست بھاری ہے ٭ جمال یار بن کب عاشقون کو آنکھ پیاری ہے ٭
پس فورًا اندھے ہو گئے اور بعضے بے دیدار جمال پُرانوار مدینے مین نہ رہ سکے اس لیئے مسافرت
اختیار کی چنانچہ حضرت بلال خستہ حال نے جب صبح وصال بسر ہوئی اور شام فراق آئی تو گھبرا کر
شام کی جانب رحلت فرمائی جب چھ مہینے پورے وہان رہے تو عین شام فراق صبح دیدار
نظر آئی یعنے خواب مین حضرت نے اُن سے یہ فرمایا کہ اے بلال تو نے مجھپر بہت جفا کی
بُری خطا کی مدینہ چھوڑا میری زیارت سے منھ موڑا پس حضرت بلال خواب سے اُٹھکر
مدینے مین تشریف لائے پہلے روزہ انور پر سلام کرنے کو آئے خاک مزار پاک سر اور منھ پر ملی
لیتے تھی سر کو غم کے پتھر سے کچلتے تھے اِن دنون حضرت خاتون جنت فاطمہ زہرا قضا کر گئی تھین
حضرات حسنین سے حال وفات سیدہ کا سُنکر کے آتش غم مین جل بھنکر کے بہت رو ئے
اور کہا اے جگر گوشہ رسول اے نور دیدہ زہرا بتول بہت جلد تمنے پدر بزرگوار سے ملاقات کی وہان
جا کر تلافی مافات کی پھر لوگون نے اصرار کیئے کہ بلال موافق عادت قدیم کے مشتاقون کو اذان سنا
دین بلال نے عذر کیا کہ جب میری اذان کا قدردان ہی نہین تو کس منھ سے اذان کہون اور کسکو مشتاق
کہے نے مانا مین حال دل وحشت منزل جانا نہین آخر بعد اصرار اہل حرمین اور حضرات حسنین کے
آہ سرد بھر کر سینہ پر ہاتھ دھر کر اذان شروع کی اور ساری خلقت گرد پیش جمع تھی جسوقت حضرت بلال نے
اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہا اہل مدینے نے آہ کے نعرے سوز غم کے شرارے عرش تک پہونچے
پہونچائے مرد عورت لڑکے جوان سب ہجوم کر آئے جب اَشْہَدُ اَنْ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ کہا اور مزار منور
انور کیجانب اشارہ کیا سارے خصارے اختیار رونے لگی اور بلال پر بلال کلیجے کو تھامے ہوئے زمین
پر گر پڑے اسدم مدینے مین ایسا ماتم پڑ گیا دلون مین خاتم گر گیا کہ گویا سرور عالم نے ابھی قضا کی ہے
شہر بھر کی عورتین اپنے اپنے گھرون سے باہر نکل آئین کہ شاید سرور عالم قبر سے باہر آئے ہم غمزدون کو
شربت زلال وصال سے مشرف فرمائے پھر بلال ۱۸ ہجری مین ساٹھ برس کے سن مین مقام دمشق مین
قضا کر گئے **شعر** رسول پاک پہ بھیجے خدا درود و سلام ٭ علی و فاطمہ حسن و حسین پر بھی مدام ٭
روایت ہی حضرت علی مرتضیٰ فرماتے ہین کہ بعد گذرنے تین روز کے دن سے ایک اعرابی آیا اور

قبر مبارک پر گر پڑا اور خاک پاک کو اپنی سر پر اڑاتا تھا اور کہتا تھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں نے اپنے اوپر بہت ظلم کیا ہے اب آپ کے حضور میں آیا ہوں تحفہ صبر و مطاعت لایا ہوں تاکہ میری واسطے آپ استغفار فرمائیں قبر سے آواز آئی قد غفر لک تیری سب گناہ بخشے گئے یا رب عرش حضرت خواجہ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بہر حال وسیلہ نجات اور صد گونہ موجب برکات ہے

شعر ہر کہ از امراض کے شانے محمد ۔۔۔ دو عالم میں تجھے کافی محمد

روایت کہ ملک شام میں ایک یہودی تھا بننے کے دن توریت پڑھ رہا تھا چار مقام میں نام پاک صاحب لولاک لکھا پایا عداوت باطنیہ سے اس ورق کو آگ میں جلایا دوسرے دن یہ نام پاک آٹھ جگہ لکھا پایا اس ورق کو جلا کر خاک بنایا تیسرے دن بارہ جگہ وہ اسم پاک لکھا پایا بہت متحیر ہوا جی میں کہا کہ جتنا اس نام کو دشمنوں سے مٹاتا ہوں اتنا ہی زیادہ اور لکھا پاتا ہوں اگر اسطرح ہر روز ہم چھ چھ کے مٹاتے جائینگے تو ساٹھ دن اوراق توریت کے اس نام سے بھر جائینگے پھر عاشق زار کیونکر مشرف زیارت رات دن منزل طے کرکے مدینہ میں آیا پہلے سلمان فارسی کو پایا انہی سے سوال کیا پھر بحبیب خدا میں پوچھا انت محمد آپ ہی محمد مصطفےٰ سرور انبیا ہیں سلمان سے کہا ای عزیز میں محمد نہیں ہوں بلکہ اونکا ادنیٰ غلام ہوں شیفتہ کاکل شکفام ہوں یہودی نے بہت اشتیاق سے کہا مجھے للہ ذرا رسول خدا کے پاس پہونچا دو اس بحرت زدہ کو جہاں جہان آرا انکا دکھا دو سلمان نے سوچا کہ اگر یہ کشتہ فراق وفات کی خبر سنے گا تو ہمارے غم و غصہ کے سر کو دھنے گا کہا اے عزیز پہلے تجھے اصحاب خدا رسول کے پاس لے چلتا ہوں انہ نے کہا میں تو فقط سوز فراق میں اسی صنم نبوت کے پروانے کے مثال جلتا ہوں غرض سلمان انکو ساتھ لیے ہوئے مسجد نبوی میں آئے حضرت علی مرتضیٰ اور سارے اصحاب مصطفےٰ فراق حضرت میں سر جھکائے مغموم بیٹھے تھے آنکھوں سے اشک جاری تھے بیقرار ہو رہے تھے یہودی کہ غلبہ اشتیاق سے ثانی الرسول ہو رہا تھا نجر عشق حقیقی کا مقتول ہو رہا تھا حضرت علی مرتضیٰ کو رسول خدا سمجھا بے اختیار دل وحشت زدہ پھڑکنے لگا شوق میں کلیجا دھڑکنے لگا عرض کی اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا مُحَمَّدُ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْکَ وَسَلَّمَ جہ قت نام نامی آپ کا اصحاب نے سنا آہ کا نارہ عرش تک پہونچا مسجد میں طوفان و فریاد سے شور محشر مچا دیا شیر خدا نے فرمایا کہ اے شخص تو کون ہے کہ ہم جلوں کو جلاتا ہے گلوں پر نمک خونخوار چلاتا ہے

اسوقت تو کہان سے ہماری مصیبت تازہ کرنے آیا جراحت دل پر نمک چڑھک کر درد تڑپ زیادہ کرنے آیا آج تین دن سے وہ سلطان گہ خوصاحب لولاک عرش پاک کو چھوڑ کر دنیا سے منھ موڑ از یر زمین فرش خاک پر سوتے ہین کہ ہم لوگ اُنکے فراق مین گلی گلی خاک چھانتے ہین سرون کو پر دھول اڑاتے ہین رونے ہین ہبودی اسبات کو سُنتے ہی ہیہون ہوگیا سر پیٹتے پیٹتے زمین پر گرا از خود فراموش ہوگیا **شعر** زخم دل پر **ناصر** امرہم لگانے ہم گئے ہ وہ مسیحا چل بسا اور مفت مین مرہم گئے ہ مرغ بسمل سا تڑپ تڑپ کر کہنے لگا آہ طے منازل مین شام سے صبح اور صبح سے شام کی خواب و خورش اپنے اوپر حرام کی آہ وہ سفر کی محبت شبانہ روزی افسوس ذوق وصال مین اُس شمع نبوت کے وہ پروانہ شمال دلسوزی لے کاش مین پیدا نہوتا عدم سے ہوپیدا نہوتا اگر پیدا ہوا تھا تو فوراً مرجاتا جیتا نہین شیر مادر پیتا نہین اگر جیتا تو زیست نہ چرچتا جاہل ہی رہتا نشۂ علم نہ چڑھتا جو چڑھتا تو نام پاک حضرت کا نظر نہ آتا جو نظر آیا تھا تو مین اوس پر شیفتہ نہو جاتا جو شیفتہ ہوا تھا تو گھر سے نہ چلتا شمع کیطرح پروانے کے مثال گھر ہی آتش شوق مین جلتا و مین سوز ہجران سے سر دھنتا جگر کباب ہوتا پچھتا یان آکر حال وفات نہ سنتا جو آیا تھا تو زیارت سے محروم نہ ہوتا عین شوق وصال مین مغموم نہ ہوتا **شعر** حسرت تو دیکھیے کہ کہان ٹوٹے جان کندہ ہ دو تین ہاتھ جیکہ لب بام رہ گیا ہ پھر عرض کی یا علی مرتضیٰ یا شیر خدا اگر اس شہنشاہ کا کوئی لباس تبرک ہو تو آپ جلد منگائین دل وحشت زدہ کو تسکین ہو بنجائین شیر خدا نے سلمان فارسی کو کہا کہ بنت رسول زہرا بتول کے پاس جاؤ لباس فدک لے آؤ وہان سیدۃ نساء کونین اور جان وارین حضرات حسنین در یتیمی سے رو رہے تھے فراق پدر مین نالان اور بیتاب ہو رہے تھے سلمان نے جاکر آواز دی اور در وجرے کی زنجیر ہلائی صدا ی بیوقت نے کیفیت نمک برجراحت کی دکھائی سیدہ نے پوچھا اسوقت چلے دلونکو بھر کون جلانے آیا ہے جنہان جگر پارہ کے سرون پر آرہ ستم کون چلانے آیا ہے اے تو کون ہے، تیرا نام کیا ہے مصیبت زدون سے تجھے کیا کام ہے سلمان نے عرض کی مین سلمان آپ کا غلام ہون سلام لیجیے شیر خدا حبیب کبریا کا پیرا ہن مانگتے ہین دیجیے سیدہ نے فرمایا سلمان واے بر تو با با کے غم آنی

بدحواسی کی بات تو کیون کرتا ہی دادیلا یا باجان کا پیراہن کون شخص پہن سکتا ہی سلمان نے
مفصل حال کہہ سنایا اور پیراہن عالی مسجد نبوی مین لائے اصحاب کبار اُس سلطان دوسرا عجب
کسمپرسی کے پیراہن کو جسمین سات پیوند مختلف جابجا لگے تھے دیکھکر رونے لگے وحشت زدہ بھڑکا
کلیجا دھڑکا سب جی جان کھونے سہودی اُس پیراہن اطہر کو اپنے سر پر لیکے حالت وجد مین گھومنے لگا
ذوق شوق مین یہ کہہ کہہ کے جھومنے لگے شعر غنچۂ گل را چہ کم صبا ✤ بوے اوان پیرہنم آرزوست
✤ بار بار اوسے سونگھتا تھا اور آنکھون سے ملتا سر کو سنگ آہ سے کچلتا اور کبھی متواتر بوسے لیتا
مہک روے افزا پر رہی فدا اُس کے جان و دل نظم گر صحرای مدینہ بوبت آید یا رسول ✤ جان
خود را من فدای بوے آن صحرا کنم ✤ صد نیاز ان وے و دین سوداے را مرد گشت ✤ مینست
صبرم بعد ازین کار مرد زار فرد اکنم ✤ یا رسول اللہ بسوے خود مرا راہے بنما ✤ تا ز فرق خود
قدم سازم زدیدہ پاکنم ✤ اسطرح روتا ہی جان کھوتا ہوا اصحاب کبار کے ساتھ روضۂ انور پر
آیا اور خاک مزار پر آنکھون پر ملی کہ سر کو آہ کے پنجہ سے کچل کر کلمہ طیبہ زبان پر لایا اَشْهَدُ
اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ یہ کہتے تھے زمین پر
بیہوش گر پڑا اشعار رگئے آہ کے نالے تا بہ فلک ✤ نرے ہمرہ من صبح سے شام
تلک ✤ ہمہ شب نہ لگی ہے پلک سے پلک ✤ ذری اپنی مجھے تو دکھاتے جھلک ✤ غرض کہن
یا محمد یا محمد کہتے کہتے دنیا سے سفر کر گیا نظم جان گئی جان کے پاس ہوا گے پاس ✤ پہنچا
مریض اپنے کے پاس ✤ پیا سے نے دریا سے ملاقات کی ✤ خوب تلافی مافات ہوئی مافات
کی ✤ رسول پاک پہ بھیجے لے خدا درود و سلام ✤ علی و فاطمہ حسن و حسین پر بھی مدام ✤

وفاتِ سیدۃ خاتون جنت آہ ای ناصر — قیامت خیز اب واقعہ لکھنے مین آتا ہے

راویان اخبار رسوز قلبان حکایات غم اندوز لکھتے ہین کہ جب سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے وفات پائی ساری دنیا اندھیری ہوگئی ہر طرف سے گھٹا غم کی گھر آئی آسمان و زمین مین
زلزلہ پڑ گیا دفعتہ مین خنجر غم گر گیا نگری مدینے کی سونی ہوگئی مصیبت دلون پر بیان
سے بھی دونی ہوگئی نالے پیہم پریون اور ملائکہ کے آدمیون کے کانون مین

آئے اہل مدینے نے آہ کے نعرے عرش تک پہونچائے برچند جگر سارے اصحاب کبار اور اہلبیت اطہار کے خنجر غم سے کٹ گئے دل پارہ ہوا سینے پھٹ گئے مگر بمقتضا رضا بجناب سید خاتون جنت فاطمہ زہرا کو غسم والم ہوا بیان اسکا حد تحریر و تقریر سے خارج ہے **مثلث**

ادھر رونا ادھر رونا یہان رونا وہان رونا	اور خون دل سے منھ دھونا نہ دن کھانا نہ شب کھانا

ایسی صورت سے روز و چھ مہینے تک گذاری ہے

روایت کہ آدھی رات کے بعد جناب حضرت خاتون جنت سید نا علی مرتضی کے ساتھ روضہ انور پر حضرت سرور عالم کے آئین مزار شریف کو دیکھکر ایک ایسی آہ کی کہ روضہ مقدسہ کو جنبش مین لائین پھر کہا یا مالک الذرۃ بابا جان گوہر پاک کو درج خاک سے کیا نسبت پھر تو مزار شریف پر آکر گر پڑین اور مزہ بسمل کیطرح بیقرار تڑپ تڑپ کے رونے لگین جی جان کھونے لگین خاک مزار سر اور روضہ پر اڑانے لگین آہ کی چٹکیون سے یہ کہہ کے جگر کو ملتی تھین **منظم**

یامن نامہ بر پیش خود از و فا طلب ✣ یا کہ تو پاکدامنی ہمبر سن خدا طلب ✣ در دتو مے کشد مرا
از کرم دوا کنش ✣ یا قدرے فزون ازین تا نکنم دوا طلب ✣ پھر مزار پاک کی مٹی آنکھون پر
مل مل کے فرماتے تھے کہ اے روضہ دیوار کو رولانے لگین **مثلث الولفہ**

پس اگر سینہ پر صبیت دیں سے بابا	پڑے جا کر اگر گردن پر تو ہو تاریک شب ایسا
کہین کیا ہے بابا کہ مجھپر زیست بھاری ہے	
نہ کھانے مین مزا ملتا نہ پینے مین مزا ملتا	یہی دل مین تمنا ہے کہ بابا کا پتا ملتا
غم دوری سے جی تو بھن چکا اب تن کی باری ہے	
بہن بعد آپ کے اب خیر سے جینے مین کے بابا	ذرا بھی لطف جینے کا مجھے اب تو نہین ملتا
یہ جیتی ہون نہ مرتی ہون عجب حالت ہماری ہے	

روایت

پس از مردن پیمبر جبکہ پھرے صحابہ سب	لگین رو رو کے کہنے سید نا خاتون جنت تب
بٹایا خاک بابا پر یہی مرضی تمہارے ہے	
وہ مہتاب مدینہ کو چھپایا خاک مین تمنے ✣	وہ شاہ دین و دنیا کو سلایا خاک مین تمنے

گوارا اکسطرح لوگوں یہ بات ساری ہے

کیا لوگوں نے تب سے روز روز کر مضطر ہو کے منھ آنسو سے دھونا سبب ہی زار و

کرین کیا فاطمہ زہرا یہی مرضی باری ہے

وگرنہ کب گوارا تھا یہ ہم کو سب بھلا زہرا فراق سرور عالم کا کسکے دل پہ ہے زہرا

کہین کیا آہ نے زہرا کہ ہم پر زیست بھاری ہے

کلیجے کو پکڑ کر صبر کرنا چاہیے زہرا سنبھلا اب سینے پر پتھر کو دھرنا چاہیے

سنبھالا ہوش کو زہرا یہ کیا حالت تمھاری ہے

تسلی دیجیے دوش نبی کے شہسواروں کو جناب حضرت مسین دونون ماہ پاروں کو

ذرا انپو پھیے پیارون سے کیا حالت تمھاری ہے

روایتی کہ پانچ آدمیون کے برابر کوئی نہین رویا **پہلے** حضرت آدم جب بیا عرصہ کھانے گیہون کے جنت سے باہر آئے دو برس تک برابر روتے رہے یہانتک کہ گوہر دندان دونون رخسارون سے باہر آئے تھے **دوسرے** حضرت یعقوب فراق یوسف علیہ السلام مین اتنا روئے کہ انکھین سپید ہو گئین **تیسرے** حضرت یوسف مصر چاہ کنعان مین **چوتھے** حضرت فاطمہ زہرا فراق پدر مین اتنا روئین کہ اہل مدینہ گریہ شب و روز آہ جگر سوز سے انکے تنگ ہو گئے تب حضرت سیدہ نے بقیع مین ایک مسجد بنائی جسکا نام بیت الاحزان ہے لوگون سے منوش ہو کر وہین جا کر روتی تھین اور دن رات جدا چاہتین فراق پدر مین رویا کرتین **پانچوین** حضرت امام زین العابدین بعد شہادت اپنے پدر بزرگوار حضرت امام حسین کے چالیس برس جیتے رہے تنہائی اور مصیبت پدر بزرگوار کو یاد کر کے خون جگر پیتے رہے کسیوقت رونا ترک نہین کیا اور کبھی بغیر روئے پانی سامنے پیا جب کھانا آگے آتا باپ کی بھوک کو یاد کر کے اتنا روتے کہ آنسوؤن مین ڈوب جاتا کبھی سیر ہو کر پانی نہ پیتے خون جگر پیتے رہے کہ جیتے لوگ عرض کرتے حضرت کیون اپکو اپنی جان پیاری نہین اتنا کیون روتے ہین صبر کیجیے اسقدر کیون بیقرار رہتے ہین فرماتے **شعر** لولا نکہ کیا کہین کچھ کہا نہین جاتا ہے درد ہجران سہا نہین جاتا **غزل** گر بقدر شوق من

چشم من بگریستی ✤ مرغ وماہی از غم من تن بتن بگریستی ✤ صد ہزاران دیدہ یابستی دل ریش
مرا ✤ تا بہر یک خویشتن بر خویشتن بگریستی ✤ آنچہ از من کم شدہ گر از سلیمان کم شدی ✤ بر سلیمان
ہم پری ہم اہرمن بگریستی ✤ **روایت ہی** کہ حضرت سیدہ کو سوائے مرض فراق پدر کے
کوئی بیماری نہ تھی مزاج عالی نجیب اسکے اور کوئی مصیبت طاری نہ تھی بعد رحلت سرور عالم
کے پورے چھ مہینے تک زندہ رہیں ہر دم روتے رہیں کبھی حسنین نہیں تھے کہ صدمہ آہ اور
نعرہ جانکاہ سے چور ہوگئیں طاقت رفتار قوت گفتار جاتی رہی حس و حرکت سے مجبور رہگئیں
پھر آپ کو چند روز وفات سے پہلے یہ غم تازہ ہوا اور بے اندازہ ہوا کہ میری لاش کو غسل
خدا کا مارے پردہ کی اور نامحرم کی نظر میرے جنازہ پر پڑے گی پس ایک بی بی صاحبہ نے
جو ایک نقشہ گہوارہ کا ارکمین دیکھا تھا وہی حضرت سیدہ کے واسطے بنایا حضرت
سیدہ نے اوسے دیکھکر بہت پسند کرکے فرمایا حضرت سیدہ نے پورے چھ مہینے
کے بعد وفات پائی ہے مگر جو اوسکے گہوارہ دیکھکر حسنین کبھی نوبت مسکرا ہٹ کی حسنین
آئی ہے **شعر** رسول پاک پہ بھیجے لے خدا درود وسلام ✤ علی و فاطمہ حسن و حسین پر
بھی مدام ✤ **روایت ہی** کہ ایک دن حضرت شیر خدا باہر سے حجرے میں تشریف لائے
دیکھا کہ سیدہ روٹی پکانے تھوڑا سا آٹا گوندہ رہی ہیں اور تھوڑی سی مٹی شاہزادوں کے سر
مبارک دھونے کے لیے گھگولی ہے اور اُن کے کپڑے دھو رہی ہیں اور غم بدرجہ رو رہی ہیں
شیر خدا نے فرمایا اے چشم چراغ رسول اے فاطمہ زہرا بتول دنیا کے کام اسے تمکو کچھ کام نتھا
غم پدر کے سوا دم بھر آرام نہ تھا آج خلاف عادت تین کام میں مشغول ہو مجھے بڑا تعجب
ہے بتاؤ اوس کا کیا سبب ہے حضرت سیدہ نے رو کر فرمایا **شعر لولفہ** نالے
پیہم دل سے اب آنے لگے ✤ شاید اب دنیا سے ہم جانے لگے ✤ اے خبر دہ راز من اے
نازبردار حسنین وسن دولت وصال ہوئی نوبت فراق آئی ہے بڑی تمنا سے مین نے
یہ نعمت عظمیٰ پائی ہے **رباعی** ہنگام وداع وافتراق ست امروز ✤ بادرد فراق اتفاق ست
امروز ✤ اے دیدہ جمال وصل دیدے بسیار ✤ خوبنباز کہ نوبت فراق ست امروز
✤ اے شیر خدا کل مین نے بابا جان کو اپنے بحالت بیداری سے خواب مین دیکھا کہ آپ سر ہانے

کھڑے ہوئے چاروں طرف نگاہ فرما رہے ہیں جیسے کوئی کسیکا منتظر ہو میں خواب ہی میں تڑپی
اور قدم پاک پر آنکھوں کو مل مل کے عرض کی شعر رحمت ہجر می کشد عیسے جانفزا کجا +
صبر زدست میرود داروی وصل ما کجا + بابا جان فاطمہ آپ پر قربان آپ نے مجھ محبت
جگر سے ٹکڑے ٹکڑے روتے پیٹتے بیکس و تنہا چھوڑا جسدم سے شمع وصال ہوا اے فراق سے
گل ہوئی دین و دنیا مجھ سے ترک بالکل ہوئی پروانہ وار آتش ہجران سے جل گئی تیغ ستم
شمشیر الم سے پر چل گئی شمع کیطرح پگھل پگھل کے پروانے مثال جل جل کے رہا کی آہ
دل سوز جگر سہا کی اب در و فراق سہا نہیں جاتا میر آپ کے رہا نہیں جاتا مجھے بھی حسب وعدہ
اپنے ساتھ لیجیے درد دل کی دوا کیجیے نظم لمولفہ کہا ئی اے پدر آخر کجائی + زحال من
چنین غافل چرائی + بمردم از تو صد جدائی + بمن رحمے خدارا بر کجائی + بابا جان نے فرمایا
اے نور عین و مادر حسین اب میں بے تمہارے رہ نہیں سکتا تمہارے فراق میں جو
دل کا حال ہے کہہ نہیں سکتا خیر جاؤ کل کی رات تم میرے پاس آؤ گی دولت وصال
پاؤ گی اچھی طرح ملاقات کرو گی تلافی مافات کرو گی پس اے علی دنیا سے اب میں جاتی ہوں مصیبت
فراق اٹھاتی ہوں روتی اس لیے پکاتی ہوں کہ کل تم سب لوگ میرے غم میں مشغول
رہو گے ایسا نہ کہ میرے دونوں پیاری آنکھوں کے تارے بھوک کی تکلیف پائیں اسیطرح
بھوکے پیاسے رہجائیں کپڑے ان کے اسلیے دھوتی ہوں کہ خدا جانے میرے بعد
کپڑے کون دھو دیگا انکی نہائی اور بیکسی پر کون جی جان کھو دے گا مٹی اسلیے بھگوئی
ہے کہ کیسا راور ان کے سر کو دھولوں بالوں پر ان کے غبار پڑے ہیں دھو کر کنگھی کروں
میرے بعد ان کے گیسوے عنبر بو میں کون کنگھی کریگا اب ان کی بیکسی پر کون
مریگا یا رو مقام غور ہے کہ شاہزادوں کے کپڑے میلے ہو جائے اور اونکی زلفوں پر
گرد و غبار پڑ جانے سے حضرت سیدہ بیقرار ہو جاتی تھیں میدان کربلا میں وہ پیراہن
آغشتہ بخون اور زلفان مشکبو کو آلودہ بخاک و خون دیکھکر حضرت سیدہ کا حال کیا ہوا
ہوگا نظم روے گرد آلودہ و رخسار پر خون حسین + گر ببیند فاطمہ در عرصہ گاہ کربلا + آن
چنان بگریستی کز گریہ ہاے زار او + ساکنان آسمان بگریستندے بر بلا + شہر خدا نے

رو کر فرمایا فراق سرور عالم سے آبلے دل کے ابھی تک اسیطرح تپاک ہے ہیں اے فاطمہ
کیا کہیں کہ کیسے کیسے صدمے سہے ہیں ابھی تک زخم دل نے مرہم صبر سے اندمال نہیں پایا کہ زمانے
نے خنجر تمہارے فراق کا سینے پر چلایا نظم ہر دم نہ زمانہ داغ غم بر جگر نہد ۔ یکسو ان نیک
ناشدہ دانے دگر نہد ۔ ہر داغ کاوند قدرے ز رہ بتری رہ آن داغ را گذارد و داغ تازہ نہد
حضرت سیدہ نے فرمایا خیر خدا نے جسطرح اس مصیبت میں صبر کیا اسیطرح آئین صبر کرو یہ سنے
پر سنگ شکیبائی دھرد غرض کپڑے شاہزادوں کے دھوتی تھیں اور ان کے منہ دیکھ دیکھ روتی
تھیں کہ آہ افسوس میرے بعد تمہارا کیا کیا حال ہوگا تنہائی میں کتنا ملال ہوگا پھر حضرت سیدہ نے
صاحبزادوں کو فرمایا کہ روضۂ انور پر جاؤ اور میرے حق میں دعا خیر کرو آؤ مقصد رسول پاک
پہنچے لے خدا درود سلام علی و فاطمہ حسن حسین پر بھی مدام ۔ پھر اسیطرح
کہ اسکے بعد دونوں شاہزادے داویلا و مصیبتا کہتے ہوئے حجرہ پر آئے اور کے نوے
سے حجرہ سیدہ کو بلائے اور کہا آمان جان آپ پر قربان ذری آنکھیں کھولیے تو سہی ہم سے
کچھ بات بولیے تو سہی اجی آمان تم تو مجھے مغموم مرے جاتی ہو کہ تو ہمیں کس پر چھوڑے جاتی ہو سیدہ
نے شاہزادوں کو گلے سے لگایا اور بہت پیار فرمایا پھر پوچھا ہمارے مرنے کا حال
تم نے کیون کر جانا کسطرح پہچانا شاہزادوں نے کہا کہ جب ہملوگ روضۂ انور پر

چلے جاتے تھے غیب سے آواز آئی اے ابراہیم خلیل نے کہا دیکھو میاں فاطمہ چلے آتے ہیں اسمعیل ذبیح نے کہا دیکھو شفیعان قیامت چلے آتے ہیں نبی آخر زمان ہمارے نانا جان نے فرمایا میرے جگر گوشگان چلے آتے ہیں جب سنے روضۂ انور کے پاس جاکر سلام کیا مزار شریف کے اندر سے آواز آئی کہ اے نور دیدگان من الٹے پانوں پھر جاؤ اور دم واپسین ذرا ماں کو دیکھ آؤ ہم تمہارے ماں کے استقبال کو آئے ہیں ملائکہ و انبیا کو ساتھ لائے ہیں یہ سنکر دونوں شاہزادے رو رو کر پھر پیچھے کو چلنے لگے اور فضہ کو کعبت پاک سیدہ کے ملنے لگے **غرض** رو کے بولے کہ ہائے اماں جان ۔ کسکے پیچھے کہو گئی جان ۔ گریں ایسی کہ پھر نہ کروٹ ۔ کیسے اک دن میں ہو گئیں چپ چپ ۔ ابھی اماں یہ کیسی کی تھے ۔ کچھ نہ بولی نہ دل کو دی تسلی ۔ نہ ہنسی اور کی نہ بولی کبھی دل کی مسرت تمام دلمیں رہی ۔ حضرت سیدہ نے آنکھ کھولی اور گلے سے لگاکر بہت پیار کیا **روایت** کہ اسوقت سب سے فرمایا کہ تم سے چار وصیتیں کرتی ہوں **اول** یہ کہ میری حضاد و مقبرہ کو صاف کرنا آئینۂ دل سے غبار ملال سے صاف کرنا صبر خدا نے فرمایا کہ ابتدا سے انتک آئینۂ وفا میں کبھی رنگ نفاق نہ پڑا نہیں خار ملال کبھی دل میں گڑا نہیں **دوسرے** یہ کہ میرے فرزندان بیتیم نازک مزاج کی ناز برداری ہم سے زیادہ کرنا **تیسرے** مجھے رات کو دفن کرنا کہ جسطرح میں حیات کسی نامحرم نے مجھے نہ دیکھا بعد وفات کے بھی نظر کسیکی میرے جنازے پر نہ پڑے **چوتھے** زیارت سے میری منھ موڑنا نہیں دل سے مجھے چھوڑنا نہیں شیر خدا نے رو کر فرمایا تم بھی میری خطا معاف فرمانا اور حضور نبوی میں سلام اس مہجور زدہ کا پہونچانا اور میری طرف سے حضور والا میں کوئی حرف شکایت زبان پر نہ لانا حضرت سیدہ نے قبول کرکے فرمایا کہ ذرا آپ شاہزادوں کو ہمراہ لیکر روضۂ انور پر جائیں اور میرے حق میں دعائے خیر فرمائیں کہ مجھے جناب باری میں کچھ عرض کرنا ہے **شعر** رسول پاک نے بھیجے سلے خدا درود و سلام ۔ علی و فاطمہ حسن حسین پر بھی بدام ۔ **روایت** ہے کہ ادھر شیر خدا اور شاہزادے روضۂ انور پر گئے ادھر حضرت سیدہ نے مسلمانی سے پانی منگا کر نہایت خوبی کے ساتھ غسل فرماکر لباس عطر اور اطہر بچھایا اور حجرۂ خاص میں بچھونا بچھواکر اور بستر پر جاکر

داہنی کروٹ رو بقبلہ دست مبارک نیچے رخسارے راست کے رکھکر چادر تان کے لیٹ رہین اور وہ کافور بہشتی جو جناب سرور عالم نے حضرت سیدہ کو عنایت فرمایا تھا اسما سے طلب کیا اور فرمایا کہ مجھے اسی لباس مین جو میرے بدن پر ہے غسل دے کر دفن اور برہنہ نہ کرنا یہ فرمایا اسما کو رخصت کرکے درحجرہ بند کرلیا **روایت ہی** کہ حضرت امام حسن فرماتے ہین کہ دو ایک روز اسکے قبل مین نے اپنی ماں حضرت فاطمہ زہرا کو دیکھا کہ اپنے حجرے مین نماز پڑھتے پڑھتے شام سے صبح کردی سنا مین نے کہ مومنین اور مومنات کے لیے رو رو کر دعا کررہی ہین اور اپنے واسطے کچھ دعا نفرمائی پھر عرض کی اماں جان سب کے واسطے آپ نے دعا کی اپنے واسطے نہ کی فرمایا بیٹا پہلے ہمسایہ پھر گھر **مثنوی** لمولفہ الٰہی طفیل علی ابن طالب ؎ کہ شیر خدا بود مال محمد ؎ الٰہی بہ سوی سبط اکبر ؎ شبیہ علی مثال محمد ؎ الٰہی بحق امام شہیدان ؎ جگر گوشہ لونمال محمد ؎ الٰہی بہ زاری زہرا کہ ہرگز ؎ نخندید بعد انتقال محمد ؎ بہ بخشد تبے از زعین عنایت ؎ بروبانوانی مال محمد ؎ زحد رفت ناصر گناہم ولیکن ؎ بہ بخشندہ اے ذوالجلال محمد ؎ **روایت ہی** کہ جب آپ نے اسما کو رخصت کیا درحجرہ بند کرلیا اور مناجات مین مشغول ہوئین اسما درحجرہ پر کھڑی سنتی کہ حضرت سیدہ بصد آہ و زاری و حسرت و بیقراری جناب باری مین امت عاصی کے واسطے مناجات فرماتی تھین کہ خداوندا بحق بابا جان محمد مصطفےٰ اور طفیل پسران نامدار اور شوق دیدار دین کے اور بحرمت ورود دل علی مرتضیٰ کے میری مفارقت سے اور بحق مصیبت حسین مجتبیٰ کے امت گنہگار کو میرے باپ کی بخشدے سب گناہ اُن کو محو کردے اُن پر رحم فرماکر اسطرح امان عطا فرما کہ حق مین رو رو کر دعا مین مصروف ہوئین شب کی رات درمیان مغرب اور عشا کے میری تاریخ ماہ رمضان کو ۱۱ ہجری مین شہر مدینہ منورہ مین پورے چھ مہینے کے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انتقال سے اٹھائیس برس کی عمر مین جنت الفردوس کو سدھارین اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ **نظم** کار اوفتاد بے تو مرا با گریستن ؎ عیب ست عیب از غم تو ناگریستن ؎ شب نا بروز کار من و روز نالشب ؎ نالیدن ست در غم تو ناگریستن ؎ اب حضرات حسنین کی گریہ وزاری اور ؎

شیر خدا کی شکباری کس طرح بیان کیجئے کہ جگر شق ہوا جاتا ہے رنگ پر رُخ ہوا جاتا ہے شعر
رسول پاک پہ بھیجے سلام خدا درود وسلام ✤ علیؑ و فاطمہؑ حسنؑ و حسینؑ پر بھی مدام ✤
روایت ہے کہ اسمائے موافق وصیت کے غسل دیا پھر حضرت علی مرتضیٰ نے گود ارے
میں جنازہ سے سر رکھ کر نماز پڑھائی اور رات ہی کو بقیع الغرقد کے اندر قبے میں حضرت
رسول کے اس جملہ کہ سب اہلبیت نبوت کے سوتے ہیں مرفون ہوئیں شعر

رسول پاک پہ بھیجے سلام خدا درود وسلام	علیؑ و فاطمہؑ حسنؑ و حسینؑ پر بھی مدام

وفات حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خاصہ تصرف تمام

روایت ہے کہ ایک دن ایک سانپ نے حضرت سے عرض کی کہ یا روح اللہ ذرا
اس خاکسار پر آپ کرم فرمائیے اور اللہ کے نام مجھے جنائیں نظم ہمیں فکر ہے نیچ کو اب
ہر شب ہے تیرہ گرمی میں جائینگے کب ✤ یا مالک عرب پہنچا دے مجھے ہ دو دن دکھلا
محمد عرب ✤ میں اللہ نے فرمایا اے سانپ مکنے سے تجھے کیا سروکار ہے جو اتنا تو اداس ہے
اے فرزند سانپ نے عرض کی نظم لولاکم بسبب میری اداسی کا نہ پوچھ مجھ سے
زمیں ہوگیا ہوں سنگدل ہوئے ہیں چار برس ہوا کہ میں نے ✤ سنا ہم محمد ہر کسی سے
اسیم ہے خون آنکھوں سے جاری ✤ عجب ہی حال ہے اب مجھ ہماری ✤ کسیصورت ہے
کل پڑتی نہیں آہ ✤ اجل میری نہیں کیوں آتی اللہ ✤ نہ کچھ تدبیر بن آتی ہے مجھ کو ہاں یہ
دن تقدیر دکھاتی ہے مجھکو ✤ مروں تو جاے یہ درد جدائی ✤ آئی کیا اجل کی موت
آئی ✤ نہیں ہی سیر بستان میں بہتا ✤ یہی ہے کہ کئے جاتا ✤ روح اللہ نے فرمایا اے
سانپ تیرا گمان خیال ہے دو چھ سو برس کے بعد پیدا ہونگے ابھی زیارت اُن کی محال ہے
سانپ نے عرض کی یا روح اللہ کما تیا سو من روح اللہ اللہ جامع المتفرقین ہے
اسکی رحمت سے ناامید ہونا نہ چاہیے پھر روح اللہ نے اسی کلمہ کی راہ بتا دی اُس نے
سر کے بل شوق وصال میں اس یار غار کے کلمہ کی راہ لی راہ میں زبان حال سے یہ کہتا تھا نظم
چون ہوے بند مکرم ✤ چون بارے بپوشم سر ✤ در غار غم کردہ سفر ✤ آیا ر غار اندہ عشق تو ✤

تا کے دلم محزون بود در روم زحد افزون بود ۔ تا چند غرق خون بود جان فگار از عشق تو ۔
عیبم مکن لائیقلم کز قید ہستی بگسلم ۔ گر نماند اندر دلم صبر و قرار عشق تو ۔ آخر بعد طے منازل
کے غار کے مین آکر بانتظار اپنے یار غار کے چھ سو برس قیام کیا خواب و خور اپنے اوپر
حرام کیا دن رات اُسی غار تیرہ و تار مین رہتا اور سوز دل سے ہر دم یہی کہتا تھا **نظم**
روز یکہ جمال دلبرم دیدہ شود ۔ از فراق سرم تا بقدم دیدہ شود ۔ تا من بہزار دیدہ دروے
نگرم ۔ آرے بدو دیدہ دوست کے دیدہ شود ۔ پھر بشوق دیدار جمال اپنے یار غار کے
اُس غار تون مین ہر چار جانب ستر سوراخ بنائے تاکہ اگر کوئی ایک سوراخ کو بند کرے
تو دوسرے سوراخ سے جمال یار دیکھکر جی کو خرسند کرے غرض شام فراق کٹی صبح وصال
نظر آئی سرور عالم نے مکے سے مدینے کو ہجرت فرمائی پھر تو گویا دریا خود پیاسے کے پاس آیا
یعنے بسبب کشش عشق یار کے خود سید ابرار نے اُس غار پر قدم رنجہ فرمایا یار غار سید
ابرار جناب صدیق اکبر نے اُس غار تیرہ و تار مین چادر کو پھاڑ پھاڑ کے دو سب سوراخ
بند کیے چادر تمام ہوگئی اور ایک سوراخ رہ گیا اُس سوراخ مین حضرت صدیق اکبر نے نہایت
پامردی سے اپنے پاؤن کی ایڑی جمائی اور سرور عالم نے اندر جا کر زانو پر حضرت صدیق
اکبر کے استراحت فرمائی وہ مار سراپا محو دیدار جو کشتہ نیش فراق و زخم خوردہ
خنجر اشتیاق تھا بارادہ نظارہ جمال باکمال جس سوراخ کے پاس آتا اسکو بند پاتا آخر
ولولہ عشق مین تڑپنے لگا اور ایڑی مین حضرت صدیق اکبر کے بار بار سر سے ٹھوکرین لگانے لگا کہ اے
یار غار سید ابرار قصد اس سوراخ سے اپنا پاؤن جدا کیجیے ذرا مجھے بھی زیارت سے سرور عالم
کی کہ بارہ سو برس سے مشتاق ہون مشرف ہونے دیجیے جب صدیق اکبرؓ نے سوراخ سے قدم نہ
نہ اوٹھایا سانپ نے اپنی حالت بے قراری مین پاؤن صدیق اکبر مین زور سے نیش لگایا مگر
عاشق صادق نے پھر بھی سوراخ سے نہ ہٹایا مسوس مسوس کر روتے تھے اسواسطے کہ
کہ حضرت زانو پر سوتے تھے ہر چند ضبط کیا مگر چند قطرے آنسو کے رخسارہ عالی پر گر پڑے آپ رسول
نیند سے چونک پڑے اور اپنا آب دہن محل پر زخم صدیق اکبر کے لگایا نور آنکھ سے اثر زہر
فاروق دکھایا **راوی** کہتا ہے کہ آپ نے اُس سانپ سے کلام فرمایا اور سبب اُس

گستاخی کا پوچھا اُنسے عرض کی **مصرع** کہ بر دیوانہ عاشق قلم نیست ۔ علماے محققین نے لکھا ہے کہ چونکہ منظور الٰہی یہ تھا کہ رتبۂ شہادت سے بھی کمیل ممیز مراتب کی حضرت صدیق اکبر کی ہو جاوے اسی واسطے اثر ہلاہل کا اس سانپ کے آخر حیات تک آپ کے رہ گیا چنانچہ اسی زہر کے اثر سے آپ نے رحلت فرمائی **شعر** رسول پاک پہ بھیجے لے خدا درود و سلام ۔ علی و فاطمہ حسن و حسین پر بھی مدام ۔ **روایت ہے** کہ جمادی الآخری کی ساتویں سنہ ہجری میں بیمار کھون دن ٹھنڈی پانی سے آپ نے غسل فرمایا وہ رات جاڑی کی تھی تپ اور درد سر بشدت ہو آیا اور پانوں میں سخت درد ہو گیا سارا جسم سرد ہو گیا اور جس جگہ غار ثور میں سانپ نے کاٹا تھا وہ جگہ بھی ابھر آئی پندرہ روز تک آپ نے اس بیماری میں تکلیف اوٹھائی **روایت ہے** کہ ایام مرض میں آپ نے صحابۂ کرام کو اپنے پاس بلوایا اور سب کیطرح صلاح سے امر خلافت کا حضرت عمر فاروق کے حوالے فرمایا اور جناب باری میں دست بدعا ہوئے کہ خداوندا عمر کو میں نے خلیفہ مسلمانوں پر بنایا اپنی جگہ تخت خلافت پر بٹھایا میں نے اپنی دانست میں بہترین صحابہ کو والی کیا ہے اور سوا اصلاح حال مسلمین سے نہ میری کچھ اور غرض ہے نہ دوسرا مدعا ہے آپ انکو بمنجملۂ خلفاے راشدین کے کر زمرۂ مطیعین مجتبین خیر المرسلین کے کرنا حضرت عمر نے بمبالغہ تمام فرمایا کہ مجھے لیاقت نہیں خلافت کی مجھے کچھ حاجت نہیں آپ مجھے اس محنت عظمیٰ سے فرمائیں اور کسیکو خلیفہ بنائیں حضرت صدیق اکبر نے فرمایا کہ اگر تمکو خلافت کی حاجت نہیں تو خلافت کو تمسے حاجت ہے غرض صدیق اکبر نے بعد خلیفہ کرنے حضرت عمر فاروق کے ارشاد فرمایا کہ سماجت عمیں میری قبیلہ مجھے غسل دیں اور عبد الرحمن میرے بیٹے اوانی مردکریں میں نہیں چاہتا کہ سوائے انکے اور کوئی مجھے ننگا دیکھے **روایت ہے** کہ حضرت شیر خدا علی مرتضیٰ فرماتے ہیں کہ ایک دن آیام مرض میں میں عباس کو حضرت ابوبکر صدیق کے پاس آپ نے مجھے اپنے سرھانے بٹھایا اور ارشاد کیا کہ اے امام دو جہان اب زمانہ فراق کا ہمارے تمھارے درمیان نمودار ہوا آسمان نے یہ دردناک دکھایا ہے امید رکھتا ہوں کہ میں مرجاؤں تو اپنے ہاتھوں سے تم مجھے کفن پہنانا پھر جنازہ میرا روبرو دروازہ روضہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیجانا اور پکار کر کہنا

السلام علیک یا رسول اللہ ابوبکرؓ حضور میں آئے ہیں قدم مبارک دفن ہونے کی تمنا لائے ہیں از خود بخود دروازہ روضہ کا کھل جائے اور اذن ہو تو مجھے اندر روضہ کے دفن کیجیو اور نہیں تو جنۃ البقیع میں گور غریباں کے اندر رکھ دیجیو شیر خدا اور سارے انصار یہ کلام سنکر رونے لگے فراق میں بیتاب ہونے لگے شیر خدا علی مرتضیٰؓ نے فرمایا واسرتاہ بھی ہمسے جدائی کر چلے پہاڑ غم کا سینہ اور دل غمگین پر دھر چلے بن دیکھے تھائے حضرت رسول کریم صبر و قرار نہ آتا تھا چہرہ مبارک تھا تھائے دیدار سے جیسے نسیم سحری سے غنچے کھلیں مشتاق نشاش ہو جاتا تھا تم حضور نبوی کے یار غار تھے ہر امور دینی و دنیاوی میں محرم اسرار تھے اور بہت کچھ افسوس کیا اور فرمایا دل میرا بہت ملول ہے گویا آج روز انتقال رسول مقبول ہے ؎ چون بے تو خواست بود غم کا شکے ہ ہر گز نبود مے وزما در نزادے ؎

شعر رسول پاک پہ بھیجے خدا درود و سلام ؎ علیؓ و فاطمہؓ حسنؓ و حسینؓ پر بھی مدام

روایت ہے کہ سنہ ۱۳ حضرت ابوبکر صدیقؓ بعد دو برس چار مہینے کے واقعہ ہاتھی فیل سے پیرین پیدا ہوئے تھے اور اوسیدن مکے سے حضرت کے ساتھ ہجرت کر چلے اور اوسی دن مدینے میں پہونچے اور اسی دن بارھویں ربیع الاول شریف سنہ ۱۱ ہجری سرور دفات سرور عالم کے خلیفہ رسول اللہ کے ہوئے اور دو برس تین تین مہینے دس دن مسند خلافت پر بیٹھے اور اوسیدن آٹھویں تاریخ جمادی الاول کے بیمار پڑے اور پندرہ دن تک بیمار رہے نماز جماعت کے لیے باہر آنے سے ناچار رہے پھر اسی دن بائیسویں جمادی آخری سنہ ۱۳ ہجری میں ترسٹھ برس کے سن میں موافق سن شریف سرور عالم کے قضا فرمائی اہل مدینہ پر مصیبت تازہ آئی انا للہ وانا الیہ راجعون **نظم** موج زن ہے بیم از ہر دیدۂ طوفان غمے ہ سیر سد در گوشم از ہر لب صدائے ماتمے ہ اہل عالم را نمیدانم چہ حال افتادہ است ہ این قدر دانم کہ در ہم رفتہ کار عالمے ہ **روایت ہے** کہ جب خبر وفات حضرت ابوبکر صدیق اہل مدینہ نے پائی صدائے آہ و فغاں تک پہونچائی اہل مدینہ ایسا روئے جیسا روز وفات سرور عالم کے روئے تھے شہر مدینہ سنسان اور گلی کوچہ ہو کا مکان ہو گیا **شعر** گل و بنفشہ ہمہ ہست در یا نسبت چہ شود ہ بہت شکر لب من در کنار نشستہ چہ شود ہ جب خبر وفات حضرت

علی مرتضیٰ نے پائی بے اختیار روتے ہوئے کی لاش کے پاس آئے اور فرمایا آج خلافت نبوت کی منقطع ہوگئی برکت و شوکت دینی مرتفع ہوگئی خدا رحمت کرے تم پر اے ابوبکر صدیقؓ حضرت تمکو بہت پیار فرماتے تھے تمہاری ملاقات سے بہت راحت پاتے تھے صورت سیرت سنت رحمت مین تم مین بھی بشمہ شبیہ پیغمبر تھے بعد رسول خدا کے تم سب سے فاضل تر تھے الغرض شیر خدا نے لاش پر کھڑے ہوکے بہت کچھ تعریف کی جو اس کتاب مختصر مین سما نہین سکتی رو برو اصحاب کے فرمائی پھر سب لوگ اتنا روئے کہ زمین مینبش مین آئی آخر سب وصیت اسماء اور عبدالرحمن نے سنایا اور شیر خدا علی مرتضیٰ نے اپنے ہاتھ سے کفنایا اور جنازے کی نماز سیدنا عمر فاروقؓ نے پڑھائی **شعر** یار ان غم خوردہ کہ بے یار ماندہ ایم ✤ در غار زار ہجر گرفتار ماندہ ایم ✤ **واہ** رہے کہ سب وصیت کے جنازے کو لاکر رو برو روضۂ انور کے رکھا غیب سے آواز آئی ضُمُّوا الْحَبِیْبَ اِلَی الْحَبِیْبِ دوست سے ملائی کشتہ خنجر فراق کو شربت وصال پلاؤ ہنوز کلمات وصیت کے سوافق نہین ادا کیے تھے کہ سقا پہونچے جنازے کے دروازہ مزار اقدس خود بخود کھل گیا اور کوئی کھولنے والا نظر آیا اور رونے کے اندر سے آواز آئی ادخلوا واد فنوا عزیزا و کرامۃ میرے یار و غار کو عزت و بزرگی کے ساتھ اندر بلاؤ اور میرے سید کے پہلو مین سلاؤ غرض حجرے مین حضرت عائشہ صدیقہ کے پہلو راست مین حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اٹھین دفن کیا حضرت عائشہ صدیقہ فرماتے ہین کہ میرے باپ نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات مین چالیس ہزار درہم صرف کیے اور جب مرے تو ایک دینار اور ایک رم بھی نہ چھوڑا **نظم** آہ ابوبکر و عمر سا اور عثمان و علی ✤ صدق و عدل و حلم و علم اپنا دکھا کے چل بسے ✤ ہاے کوئی بھی نہ پلٹا اور نہ پوچھی کچھ خبر ✤ چپکے ہوکے شہر خاموشان مین ایسے جل بسے ✤ **شعر** رسول پاک پہنچے لے خدا درود و سلام ✤ علی و فاطمہ حسن و حسین پر بھی مدام ✤

شہادت حضرت فاروق کیونکر لکھون ہاے صبر کہ دل ٹکڑی ہوا جاتا ہے خامہ تھرا تا ہے

جناب مستطاب عدل اصحاب صبر رسول مقبول و امان بتول امیر المومنین سیدنا ✤

عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ بعد جناب سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دس برس
آٹھ مہینے چار دن مسند خلافت پر رونق افروز رہے اور شہادت باسعادت آپ کی اس طرح
ہوئی کہ حج کر کے آپ مدینہ منورہ مین تشریف لائے اور منبر پر چڑھ کے بعد حمد و ثنائے الٰہی کے
فرمایا کہ مین نے خواب دیکھا ہے کہ ایک مرغ نے مجھے دو تین نوک مجھے ماری ہین اور تعبیر
اس خواب کی مین میرے دل مین یہ آتی ہے کہ ایک مین مژدۂ وصال حبیب ہے یعنی اب
موت میری بہت قریب ہے اسکے بعد ایک دن بعد مدینہ منورہ کی بازار مین آپ حضرت زبیر
پر کہیہ لگائی بیٹھے تھے کہ مغیرہ بن شعبہ کے غلام نافرجام سیہ فام فیروز نام نے آکر عرض کی یا امیر المومنین
ہم اسوا آئی ہین کہ مغیرہ نے میرے ذمے ہر روز دو درم ٹھہرائی ہین اور مین اسقدر اداکرنے مین
ہون آپ اس سے فرما دیجیے کہ اسمین کچھ تخفیف کر دے آپ نے فرمایا تو کون ہے کیا پیشہ کرتا ہے کہا
بڑھئی لہار نقاشی کا کام کرتا ہون آپ نے فرمایا اتنے پیشون والے سے دو درم لینا انصاف سے
دور ہین اور باوجود ان پیشون کے دو درم کے ادا سے مجبور ہین یہ بات اُس سنگدل کے دل پر
بڑی کڑی پڑی اُسکے سینہ پر کینہ مین خارسی گڑی اُسوقت سے آپکی جانب سے کینہ رکھا
دشمن جانی ہو گیا بلا می ناگہانی ہو گیا پھر آپ نے فرمایا کہ مین نے سنا ہے کہ تو ایسی پن چکی بناتا ہے
کہ ہوا سے چلتی ہے اگر تو ایسی چکی بنا دے تو اہل مدینہ کو بڑا فائدہ ہو گا فیروز نے کہا مین آپکے
واسطے ایسی پن چکی بناؤنگا کہ جب تک آسمان کی چکی گردش مین رہیگی تب تک ذکر اُسکا مشرق
سے مغرب تک باقی رہیگا حضرت نے جمین فرمایا کہ ہے میرے قتل کے لیئے دھمکاتا ہے دیکھیئے خدا
کیا بہتر لاتا ہے روایت ہے کہ اسکے دوسرے دن کعب الاحبار نے سیدنا عمر کے کان مین چپکے سے کہا
کہ جو کام کرنا ہے سو کر لیجیے یا سامان سفر آخرت کی کیجیے توریت سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اب عمر
شریف تین دن سے زیادہ نہین آپ کو اس بات سے بڑا تعجب ہوا اسواسطے کہ اسوقت
آپ کو کسطرح کا ملال نہ تھا کوئی عارضہ لاحق حال نہ تھا القصہ فیروز نے اسبات کو
دلمین چھپایا اور ایک خنجر دو دھار بیکا جستہ درمیان مین تھا زہر اب دے کر بنایا اور
منتظر فرصت کا رہا پھر تو خون اُس پر سوار ہوا مستعد قتل امیر ابرار ہوا ایک روز حضرت
عمر نماز فجر مین تکبیر کہہ کر نماز کے اندر مشغول ہوے سورۂ الحمد کے سورۂ

یوسف شروع کی تھی کہ فیروز بدبخت نے صف اولیٰ سے پانون بڑھا کر تین وار کیے ایک آپ کے
موند ھے پر دوسرا پہلو پر تیسرا زیر ناف آپ کو فوراً غش آگیا گر پڑے اور فرمایا وَكَانَ اَمْرُ اللّٰهِ
قَدَرًا مَّقْدُوْرًا پھر اصحاب نے عبد الرحمن بن عوف کو امام کر کے جلد نماز پڑھی اور حضرت کو
اٹھا کر گھر پہونچایا پھر لوگوں نے عرض کی حضرت نماز فجر کی آپ نے سنین پڑھی ہے تب
آپ نے آنکھ کھولکر فرمایا کہ اولوگوں نے نماز پڑھی کہا گیا حضور ہان پس آپ نے وضو کر کے نماز
فجر کی دوگانہ پڑھی **روایت ہی** کہ فیروز مدبر روز خنجر مار کر بھاگا اٹھارہ آدمیوں کو جو سر راہ ملے
زخمی کیا آخر ایک دن جان اعرابی نے اپنا پھینٹا اسکی گردن مین ڈالکر اسی زمین پر گرا دیا
فیروز نے دیکھا کہ اب تو بہت بڑی موت سے مارا جاؤنگا خدا معلوم کیا کیا سزا پاؤن گا
اس خنجر کو اپنے حلق پر رکھکر کھینچ دیا اور اپنے کو آپ واصل جہنم کیا **روایت ہی** کہ پھر حضرت
عمرؓ نے ابن عباس سے پوچھا کہ کچھ جانتے ہو کہ کتنے مارا انھون نے کہا فیروز کافر مدبخت نے تیرہ آدمی
فرمایا الحمد للہ مین مسلمانون کے ہاتھ سے شہید ہوا اور قیامت کو میرا جھگڑا کسی مسلمان سے نہ ہوا اور
فرمایا شکر ہے کہ ہم امر بالمعروف پر مارے گئے پھر جب آپ نے سنا کہ فیروز نے خود آپ ہی کو مار ڈالا
فرمایا الحمد للہ کہ ہمارے واسطے کوئی نہ مارا گیا **روایت ہی** کہ ایک جراح نے کچھ دوا پلائی زخم کی راہ
سے خون کے ساتھ دوا نکل آئی دوسرے نے دودھ پلایا وہ بھی بعینہ زخم کی راہ بہگیا طبیب نے
کہا خون اسقدر جاری ہے زخم ایسا کاری ہے کہ دیدہ نہین سنبھلتے نہین اب ہرگز جینے کی امید
نہین **شعر مترادف** رہ چکے بحر بر نسخہ ایجاد بسیج ✤ اسکا حاصل ✤ چنگا ہو گا مرض عشق کا بیمار
نہین ✤ کیجئے لاکھ دوا ✤ جناب ام کلثوم حضرت عمر کی بی بی صاحبہ نے جو صاحبزادی جناب
حضرت علی مرتضیٰ داماد مصطفےٰ کی تھین یہ بات طبیب سے سنتے ہی فرمایا آہ آہ واعمراہ خود
بھی زار زار روئین حاضرین کو رولایا نعرہ جانکاہ سے عرش الٰہی کو ہلا دیا فرماتی تھین
یہ کیا غضب ہوا کیا ستم ہوا دم بھر مین گھر ماتم کدہ غم ہوا **شعر حریف** در چشم زدن صحبت
یار آخر شد ✤ بوی گل سیر ندیدیم و بہار آخر شد ✤ **روایت ہی** کہ آپ نے عبد اللہ اپنے
بیٹے کو حضرت عائشہ کے پاس بھیجا کہ میرا سلام انکو عرض کرو اور کہو حضرت ہوتا ہون خون جگر کو
منھ دھوتا ہون مگر ایک تمنا ہے کہ اگر آپ روضۂ انور مین جگہ دین تو ہم زیر قدم

حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رہین اور قیامت کو دامن قدس پکڑی ہوئی انھین حضرت صدیقہ نے روکر فرمایا وہان تو ایک ہی آدمی کی جگہ تھی مین نے اپنے واسطے رکھی تھی سو اچھا عمرؓ کو دی عمر اسکو سنکر بہت خوش ہوئے اور فرمایا سب کامون مین یہ کام اہم تھا اسی کا مجھے ہر دم خیال تھا غم تھا خوشا نصیب عمرؓ کے کہ امر بالمعروف کیواسطے اسپر خنجر خار اشگاف پڑے اور زہے طالع اسکے کہ زیر قدم سید عالم گرے پھر فرمایا کہ دفن کیوقت حضرت عائشہ صدیقہ سے اجازت دوبارہ لے لینا اور فرمایا کہ کفن بہت تکلف کا نہوا سواسطے کہ اگر خدا کے یہان میری کچھ عزت ہوگی تو حق تعالیٰ مجھے بہشتی حلے پہنائیگا ورنہ تکلف کا کفن کچھ کام نہ آئیگا اور قبر بھی اعتدال سے وسیع تر نہو سے اسواسطے کہ اگر خدا تجھے مجھسے راضی نہو گا تو قبر مجھے ایسا بھوڑیگی کہ بدن میری چکنا چور ہو جاویگی پھر بخوف آخرت اسقدر روئے کہ زبان بکلم سے عاری ہوئی حالت غشی طاری ہوئی حضرت شیر خدا علی مرتضیٰ اور ابن عباس نے تسکین دی اور بہت سی تشفی کی کہ آپ نے سر مو خلاف حکم خدا اور رسول کے نہین کیا کسیکا حق اپنے سر پر نہین لیا ہملوگ اسبات کی خدا کے آگے گواہی دینگے تب حضرت عمرؓ نے جناب علی مرتضیٰ اور ابن عباس سے اسبات کی گواہی ایک کاغذ پر لکھوائی اور دونون صاحبونکی اوپر مہر کروائی اور فرمایا اس کاغذ کو بھی میرے ساتھ کر دینا کہین گوشہ قبر مین دھر دینا **روایت ہے** کہ بدھ کے دن چھبیسوین ذیحجہ کو زخم آیا تین دن آپ زندہ رہے پیر کے دن چاندرات کو تریسٹھ برس کے سن مین مواقن سن شریف حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آپ نے وفات پائی غیب سے صدا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ آئی ایکبار فرش سے عرش تک غل ہوا کہ آج چراغ مدینے کا گل ہوا مدینے کے ہر کوچہ و بازار مین ایک ہنگامہ عالم تھا چھوٹا بڑا سب بتلا و ماتم تھا **نظم** بدل دردی عجب دارم بمیرانم کہ چون گریم ہلا دلا خون شود کتا بر حال خود یکدم نخندم چون گریم ہتم بر زخم کاری سینہ ام بر داغ بے باری ہا گشے از زخم بیرون گاہ از داغ درون گریم ہا اور تحریر سے عاصم کوئی شیعی مذہب کے بھی معلوم ہوتا ہے کہ جناب شیر خدا علی مرتضیٰ نے اُن کو غسل دیا جب جنازہ چلا تو محمد حنفیہ نے دعا کی کہ اے عمر تجھپر ہمیشہ بارش ابر رحمت کی ہے

ظل عاطفت رسالت پناہی رہے تم نے تو ہم سے منہ موڑا اور بعد اپنا سا ایسا دوست دار
میرا کسی کو پھڑا جو تم سے دوست تر ہو مرے نزدیک کہ اُسکے سے کام کو کر کے ہم خدا سے
ملاقات کریں نظم دور از رخ تو پنانم ای دوست بلکہ ہستی خود بخانم ای دوست بعد صبر از
ہمہ نیکوان توانم بعد لیک از تو نیکی توانم ای دوست بعد قسم خدا کی مجھے یقین ہے کہ تم یہ دولت بڑی
پاؤ گے یعنی اپنے دونوں پاروں کے پاس دفن کے جاؤ گے اسلیے کہ ہم نے اکثر
حضرت علی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان مبارک سے یوں سُنا ہے کہ آپ فرماتے تھے کہ میں نے
اور ابوبکر اور عمر نے یوں کیا اور میں نے اور ابوبکر اور عمر نے یوں ٹھہرایا اور جناب امام المتقین
حضرت حفصہ اور حضرت ام کلثوم اور داماد مصطفےٰ علی مرتضیٰ اور حضرت عثمان ذی النورین
اور حضرات حسنین رضی اللہ عنہم کہ جو کچھ بیقراری تھی اور سارے اہلبیت پر جو کیفیت
غم کی طاری تھی اگر تحریر میں آئے تو ایک کتاب ہو جاوے روایت ہے کہ اس کے
بعد جنازہ مبارک کو لوگوں نے مسجد نبوی میں لاکر درمیان قبر شریف اور منبر کے جو ایک کیا ہی
ہے کیا رکھا اور بموجب وصیت کے صہیب رومی نے چار تکبیر سے نماز پڑھائی
اور دوبارہ حضرت عائشہ صدیقہ سے دفن کے لیئے نوبت استفاکی آئی آپنے اجازت دی
اور حضرت عثمان اور علی شیر خدا اور عبدالرحمن قبر کے اندر جو حضرت صدیق اکبر کے پیچھے ہی ہے
اور بمدد انفوس اُس نیر اعظم جرح کرامت کو برج خاکی میں سُلایا اور دفن کر کر آنا خون کی
روئی کہ ملاء اعلیٰ کو رُلایا اُس حادثہ جانکاہ سے ہر انسان بلکہ ہر ذی جان کو رقت تھی در و
دیوار کو درخت بھی کوچہ و بازار رستان جدھر دیکھیے اودھر سناٹے کا عالم ہو کا مکان مقعر
در و دا کہ پاکباز جہان از جہان رفت پاک آن چنان آمدہ بود آنچنان رفت روایت
ہے لطائف اشرفی میں ہے کہ جسدن آپنے وفات پائی لڑکی اپنی اپنی ماں کی پاس آئی تھی اور کہتے
جی کیا قیامت آئی وہ کہنی نہیں بیٹا حضرت عثمان نے قضا فرمائی اور چند ابیات عربی کے یہ
اُسی دن غیب سے سُنے گئے اور پڑھے والے کو کوئی نہیں دیکھتا تھا جسکا پہلا مصرعہ یہ
ہے مصرعہ لبیک علی الاسلام من یمکان بکیا اور جو رو نوا ہے
سو فوت اسلام پر ہوئی اپنے جی جان کو روئے شعر

رسول پاک پہ لاکھ سلام	علی و فاطمہ حسن و حسین پر بھی مدام

شہادت کا جناب حضرت عثمان کی نام سے یہان مختصر احوال لکھنے میں آتا ہے

ذکر شہادت مجمع جود و سخا منبع حلم و حیا داماد نبی ہم زلف علی جامع قرآن ناشر ایمان ذی النورین مجمع البحرین سید و مولانا عثمان ابن عفان ایک دن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت عثمان کو دیکھکر بہت روئے اور فرمایا عثمان قریب ہے کہ لوگ تمکو ناحق شہید کرینگے اور حق تعالی تمام شہد اکا ثواب عنایت فرمائیگا سو خبردار اونکے ظلم اور ایذا رسانی پر صبر کرنا اور خلعت خلافت کو کہ حقتعالی تمکو پہنائیگا لوگوں کے کہنے پر نہ اوتارنا روایت ہے کہ مصر مین عبداللہ بن سبا یہودیت اور انجیل کا ایک عالم تھا بڑا مفسد نہایت ظالم تھا جب حضرت عمر کے وقت مین مصر فتح ہوا اوسکے قوم کی عورتین مسلمانون مین پکڑ آئین عبداللہ مارے شرم و غیرت کے کسی کو منھ نہین دکھاتا تھا خصوصاً مسلمانون سے شرماتا تھا جب چارون طرف سے ملک مین اسلام کا رعب چڑھ گیا نشان ایمان کا گڑھ گیا تب اوس نے تقیہ کرکے لینے دعا سے حضرت عثمان کے ہاتھ پر بیعت کرکے جناب حضرت علی مرتضی کے ساتھ بڑی عقیدت ہویدا کی اور سب چھوٹی بڑون مین بھی یکسر و پیدا کی پھر مصر مین گیا اور چونکہ توریت اور انجیل کا بڑا عالم تھا اسواسطے نابین چھوٹی بصورت حق بنا کر سب اہل مصر کو عبداللہ بن سعد سے جو وہان پر حضرت عثمان کے نائب تھے اور لوگ مصر کے اونسے شاکی بھی تھے باغی کرکے سب کو دشمن بنایا اور جو بعضے بصری اور کوفی والے کہ حضرت عثمان سے کشش رکھتے تھے اپنے شاگردون کو وہان بھیجکر انھین بھی اپنے ساتھ ملایا اور بالاتفاق یہ بات ٹھہرائی کہ ایسی تدبیر کرو کہ بلوہ عام کرکے ایام حج مین حج کے بہانے سے ونیے جاکر دابیدا کر حضرت عثمان کو آنکھ مین صحابہ کے حقیر کرو منکہ ایام حج مین اسی ارادے پر ہزار آدمی مصر سے اور پانسو بصرے سے اور اسی قدر کوفے سے مدینہ منورہ مین آکر جمع ہوئے مصریون کو رعبت حضرت علی شیر خدا سے تھی اُن سبھون نے چپکے آپ کے پاس جاکر بیٹھی بیٹھی باتین بنا کر عرض کی کہ ہم لوگ اسی واسطے آئے ہین کہ حضرت عثمان سے

خلافت جھین لیوین اور آپ کو مسند خلافت پر بٹھاوین حضرت شیر خدا نے سنکر بہت
کو جھڑکی دی بہت سی نفرین کی کہ خبردار جو کبھی ایسا کام کیا پھر اسکا نام لیا اور بصری دائے
نے حضرت طلحہ کے پاس اور کوفیون نے حضرت زبیر کے پاس جاکر اسیطرح کہا کہ اُن دونون
صاحبون نے بھی سبھونکو جھڑکیان دین ملامتین کین سیدنا علی مرتضیٰ نے مردمان فتنہ انگیز
کو سمجھا کر مدینے سے روانہ کردیا عبداللہ بن سعد نے پھر اسیطرح ظلم لوگون پر شروع کیا تب
حضرت عثمان نے بمشورۂ حضرت علی کے ایک خط عبداللہ بن سعد کے نام کمال جھڑکی اور غصے
کا لکھا کہ کسی رعایا کو کچھ ایذا نہ دے اور فریادیون کو راضی کرے عبداللہ بن سعد نے اس پروانے
کو نہ مانا تقویم پارینہ جانا بلکہ ایک شخص کو قتل کرکے خون ناحق سر پر لیا اور فریادیون کو جو مدینے
گئے تھے فید کیا اس سبب سے سات سو آدمی فریادخواہ اس خون ناحق کے معہ ہمدردی
مدینے آئے اور ساتھ اکابر صحابہ کے رجوع لائے کہ واسطے موقوفی عبداللہ اور طلب قصاص اس خون
ناحق کے ہملوگ یہان آئے ہین **روایت ہے** کہ اسکے بعد حضرت علی شیر خدا نے
حضرت عثمان کے پاس جاکر فرمایا کہ اب بات بڑھ گئی آپ اسوقت اگر عبداللہ کو معزول کرکے
اور بجاے اوسکے اور کوئی دوسرا آدمی عادل خدا ترس مصر کا والی مقرر کرینگے اور خونکی
پرسش نہ کرینگے تو ملک مین بڑا فساد اُٹھیگا آخر بسکی صلاح سے حضرت عثمان نے فرمان مصر کی
حکومت کا محمد بن ابی بکر کے نام لکھوایا اور ساتھ چند مہاجرین اور انصار کے انکو جانب مصر روانہ
کردیا کہ موافق مشورے اُن لوگون کے قصہ عبداللہ بن سعد کا اور معاملہ مصریون کا کماحقہ فیصل
سے فیصل کرین وہ تین منزل مدینے سے گئے وہان ایک غلام اونٹ پر سوار ملا کہ نیزہ مصر
مصر کی جانب اونٹ ہانکے جاتا تھا کبھی کہتا تھا مین مروان کا غلام ہون کبھی کہتا تھا
حضرت عثمانؓ کا غلام ہون تلاش کی تو اسکے پاس ایک خط سربمہر نکلا اس مضمون کا کہ
امیرالمومنین عثمان کیطرف سے عبداللہ بن سعد کو معلوم ہو کہ دیکھتے ہی اس خط کے محمد بن
ابی بکر کو قتل کردیو اور فرمان جو دیکھا وہ اسکو مت مانیو اور جنھون نے تیری فریاد کی ہے انھین
سزا دیجیو محمد بن ابی بکر نے اس خط کو سکے سر بر دیکھا سب سنکر بگڑے اور مدینے پھر آئے معہ
علی مرتضیٰ مع صحابہ کبار کے حضرت عثمانؓ کے پاس گئے اور پوچھا کہ یہ اونٹ اور یہ

غلام آپ کا ہے فرمایا ہان پھر پوچھا یہ خط آپ نے لکھا ہے حضرت عثمان نے فرمایا قسم وعدہ الٰہی کی کہ نہ مین نے لکھا نہ حکم دیا نہ اسکی خبر رکھتا ہون قسم کھانے سے سبکو یقین انکی بات کا ہوا اور سبھون نے کہا کہ یہ کام مروان کا ہے مروان نے کہا کہ کسی دشمن نے چوری سے مہر کرکے غلام کو کچھ دیکر یہ کام کیا ہے صفت بن بھیجے بدنام کیا ہے اور مین کرتا تو غلام کو دھمکی کی راہ بھیجتا کہ بہت جلد مصر مین پہنچ جاتا پھر لوگون نے حضرت عثمان سے کہا کہ مروان کو ہمین پکڑ دو تحقیقات کرلین گے آپ نے فرمایا کہ مجرد اس گمان پر مین مروان کو نہین دیتا تم لوگ بلا تحقیق اسکو قتل کرڈالوگے شاید کسی دشمن نے خط لکھا ہو اور چوری سے مہر کرکے اور غلام کو کچھ دیکر یہ کام کیا ہو **روایت** رسول پاک پہ بھیجے اے خدا درود وسلام ۔ علیؑ و فاطمہؑ حسنؑ و حسینؑ پر بھی مدام **ہے** کہ مروان کے دینے سے بلوا عام ہوا چار طرف سے ازدحام ہوا ہر طرف سے مدینے مین گھر حسین آئے مین اور حضرت عثمان کا گھر گھیر لیا راہ حق سے منھ پھیر لیا اور اہل فساد بیٹھا پانی انکے گھر مین بھجانے دیتے اور نہ کو مسجد نبوی مین نہ آنے دیتے اور چالیس دن تک یا زیادہ گھیرے رہے کہتے تھے خلافت سے کنارہ کیجیے یا مروان کو پکڑوا دیجیے آپ فرماتے مروان کو ایک شبہ پر یون ہی قتل کرنے کو کیونکر تمھین دون اور مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع فرمایا ہے خلافت کیونکر ترک کردون پھر حضرت علی نے خدا نے بھلے دلون کو ہر طرح بھیجا یا بھیجے نہین اڑے رہے مکان گھیرے گھیرے رہے ناچار ہوکر حضرت علی نے امام حسنؑ اور امام حسینؑ کو ایک جماعت کے ساتھ حضرت عثمان کے دروازے پر بھیجا کہ ایسا نہو کوئی گھر مین گھسجاوے کچھ ایذا پہونچاوے **روایت ہے** کہ ایک دن حضرت عثمانؓ ایام محاصرے مین اپنے کوٹھے پر چڑھکے اہل فتنے سے مخاطب ہوکر بولے یا سو تم لوگ جانتے ہو کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینے مین تشریف لائے تھے غیر بیر پانی سے مرنے لگے آہ سرد بھرنے لگے آپ نے فرمایا ایسا کوئی ہے کہ رومہ کا کنوان خرید کرکے للہ وقف کردے مین ضامن ہوتا ہون بہشت کا تب مین نے پینتیس ہزار درم کو وہ کنوان خرید کرکے للہ وقف کیا خدا کی راہ مین چھوڑ دیا اب تملوگ مجھے کو اسکا پانی پینے کو نہین دیتے ہو خون ناحق سر پر لیتے ہو اور بھی تم جانتے ہو کہ مین مسجد نبوی کی تنگ

بھی دس ہزار مثقال سونے کے دیکر مکانات گرد و پیش مسجد کے مول لیکر مسجد نبوی میں سینے ضم کیے اور رسول اللہ میرے لیے بہشت کے ضامن ہوئے اب اس مسجد میں مجھے آنے نہیں دیتے ہو اور یہ بھی تم جانتے ہو کہ میں اکیلا رہا پر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صدیق اکبر اور عمر فاروقؓ پہاڑ پر چڑھے پہاڑ ہلنے لگا آپ نے فرمایا کیوں ہلتا ہے تیرے اوپر ایک پیغمبر ہے ایک صدیق ہے دو شہید ہیں اہل بلوی نے کہا یہ سب باتیں آپ کی راست ہیں بہر صورت صحیح بے کم و کاست ہیں تب آپ نے فرمایا اللہ اکبر خدا کا شکر ہے کہ تم نے ہمارے شہید ہونے کی گواہی دی اور میں بارہا کو تکرار کر کے کوٹھے سے اتر پڑے حضرت علی شیر خدا اس خبر کو سنکر بہت روئے اور ہیں مسلمین میٹھے پانی کی بھیجیں اہل فتنے نے مارے تیر دن کے مشکوں کو سوراخ سوراخ کر دیا اور حضرت امام حسینؓ کو زخمی کیا **روایت ہے** کہ اہل مدینے نے حضرت عثمانؓ کے پاس چپکے سے کہلا بھیجا کہ ہکو حکم ہو تو ہم لڑ پڑیں دار کریں آپ پر اپنی جان نثار کریں اور حضرت امام حسینؓ اور عبداللہ بن زبیر نے آدمی بھیجا کہ ہم سات سو آدمی ہیں اجازت ملے تو انکو لے یوں مار کر مدینے سے نکال دیویں چنانچہ ایک جماعت اہل مدینے کی ہتھیار بند ہو کر باغیوں سے لڑنے کو موجود ہو گئی حضرت عثمان نے سنکر اپنے اقربا اور تمامی اہل مدینے کو تین دین کہ ہماری واسطے کوئی ہتھیار نہ باندھے میں نہیں چاہتا کہ میرے واسطے لوگ مارے جاویں یا مال کسیکا لوٹا جاوے یا کوئی میرے واسطے صدمہ اٹھاوے اور اسوقت آپ کے گھر میں چار سو بیس تک خاص غلام ہتھیار بند طیار رہتے ہر صورت تابع حکم اور جان نثار تھے سبھوں نے ہتھیار اپنے کھلوا لیے اور ایک قلم سب کو آزاد کر کے حضرت کیا **روایت ہے** کہ آپ تمامی ایام محاصرہ میں روزہ دار تھے بی جان سے شہید ہونیکو تیار تھی آخر جمعہ دہم ماہ ذی الحجہ کو سن پینتیس ہجری میں علی الصباح جمعے کے دن جبکہ رات کو بھی بسبب نہ ملنے کچھ کھانے پانی کے آپ اسطرح بھوکے پیاسے رہ گئے تھے دیکھا قاتل ننگی ننگی تلوار میں لیے چلے آتے ہیں آپ نے بہت خوش ہو کر زندگی سے ہاتھ دھو کر تلاوت قرآن شریف آغاز فرمائی اور اسے حیا کے قاتل کی طرف نظر نہ اوٹھائی جب تلوار لگی **آیت فسیکفیکھم اللہ** پر نظرات خون کے پڑے اور آپ شہید ہوئے **انا للہ وانا الیہ راجعون** اور بارہ برس آپ نے خلافت فرمائی اور بیاسی برس کے سن میں

شہادت پائی نائلہ آپکی بی بی صاحبہ نے ہاتھ کو اپنے انکی جان کا سپر کیا تھا انگلیاں انکی کٹ گئیں پھر وہ قاتل گھر سے کود گئے اور حضرت عثمان اور انکے ہمسایہ کا گھر لوٹ لیا مدینہ مین ایک شور محشر مچا حضرت علی شدید خدا روتے ہوئے آئے اور حضرت امام حسین نے پکارا کہ ہمنے تمکو پانی کو بھیجا تھا تم ساتھ کیون نہ ہوئے تم درد آزر ہو اور حضرت عثمان شہید ہون پھر اوسدن دن بھر لاش مبارک آپکی پڑی رہی رات کو جنۃ البقیع مین بعون الثقلین دفن ہونے نزدیک مقام جبتن کوکب مین دفن کیا پھر مروان جب عامل مدینے کا ہوا اسکو بھی جنۃ البقیع مین داخل کردیا **رباعی** کدام دل کہ ازین واقعہ دگرگون نیست ہ کدام کس کہ ازین حادثہ جگرخون نیست ہ کدام جان کہ نشد سوختہ زآتش غم ہا کدام چشم کہ اورا بگریہ محزون نیست **روایت ہے** لطائف اشرفی مین ہے کہ اس رات مین جسکی صبح کو حضرت عثمان نے شہادت حضرت حق کی جانب سے ایلی دعوت آئی یعنی آپ نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب مین دیکھا کہ آپ فرماتے ہین اے عثمان اب قریب ہے کہ تم ہمارے دین مین جہاد کرکے جان نثار کردو آج کے دن میرے پاس آکر روزہ افطار کروگے پھر منیدسے ہوجاؤگے تو اس خواب کے مزہ اور لطف مین سو محو ہوگئے رات بھر لاش قاتل مین آپ تڑپ تڑپ کر رہی اور سب لوگ سو گئے پھر اسی شب کو آپنے چار دن سے غلام خاص آپنے جو جان دینے کو جی سے حاضر تھے آزاد کردیے ہتھیار سب کے لیے آخر اوسی شوق ذوق مین علی الصباح آپنے شب شہادت پیا حضور نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مین حاضر ہوکر روزہ افطار کیا **ع** جان گئی جان کے جویا کی پاس ہ پہونچا مریض آپ مسیحا کے پاس ہ پیاسے نے دریا سے ملاقات کی ہ خوب تلافی ہوئی مافات کی ہ **روایت ہے** روضۃ الاحباب مین ہے کہ جب یہ برفتوح کو حضرت عثمان کی عالم بالا پر لے گئی چاروں طرف چاؤ آواز یہ سنی گئین یَا عُثْمَانُ الْبَشِّرْ بِجِنَانٍ ذَاتِ اَلْوَانٍ دوسرے یَا عُثْمَانُ الْبَشِّرْ بِنَعِیْمٍ غَیْرِ فَانٍ تیسرے یَا عُثْمَانُ الْبَشِّرْ بِرَبٍّ وَّ سُبْحَانٍ چوتھی یَا عُثْمَانُ الْبَشِّرْ بِرَبٍّ غَیْرِ غَضْبَانٍ **روایت** لطائف اشرفی مین ہے کہ جب حضرت عثمان شہید ہوئے تو جا تا لوگ امام مسجد نبوی پر نوحہ کرتے تھے اور مرثیے مین حضرت عثمان غنی کے ابیات پڑھتے تھے عربی سے

راوی کہتا ہے کہ روز قتل سیدنا حضرت عثمان کے مین نے سنا کہ کوئی کہنے والا کہتا تھا یا مُبَشِّرُ بُشِّرْکَ یَا عُثْمَانُ بِغُفْرَانٍ وَّرِضْوَانٍ پھر کہا جو دیکھا تو کوئی کہنے والا نظر نہ آیا **روایت** (لطائف اشرفی مین ہے کہ تین دن تک لاش مبارک آپکی اسطرح بلا دفن پڑی رہی تا گاہ غیبی سے آواز دی ادفنوہ ولا تصلوا علیہ فان اللہ عزوجل قد صلی علیہ پھر جب جنازہ آپکا جنۃ البقیع کو چلا پیچھے سے چند سوار نظر آئے لوگ ڈرے چنانچہ قریب تھا کہ جنازہ چھوڑ کر بھاگین کسی نے آواز دی کہ ٹھہرو گھبراؤ نہین یہ لوگ بھی دفن کے آئے ہین اور مدنی لوگ جو شریک دفن تھے کہتے ہین کہ واللہ وہ لوگ فرشتے تھے **روایت** ہے کہ جو جو اشقیا آپ کے قتل مین شریک تھے بڑی بڑی مصیبتون سے یا تو مارے گئے یا ہاتھ انکے خشک ہوے یا جل گئے یا دیوانے سڑی ہو گئے یا بلاے عظیم مین مبتلا ہوے چنانچہ لطائف اشرفی مین ہے کہ جب کہ فاقلہ حاجیون کا ان دونون مین مدینے مین آیا تھا ایک شخص اس قافلہ کا حقیر اور خوار سمجھ کر مشہد انور پر حضرت عثمان غنی کے حاضر ہوا کہ راہ سے دور ہے اتنا دور کون جاے پھر جب وہ قافلہ مدینے سے چلا تو اثناے راہ مین قافلے کے پیچھے بیچ مین ایک درندے نے آکر اس شخص کو پھاڑ ڈالا اہل قافلے نے سمجھا کہ یہ سزا اسکی اسواسطے ہوئی کہ اسنے حضرت عثمان غنی کی بیحرمتی کی تھی کہ آپ کے مشہد پر حاضر نہوا اور باقی قافلے والی بیچ اور سالم اپنے اپنے گھر پہونچ گئے **روایت** شواہد النبوۃ اور لطائف اشرفی مین ہے کہ ایک صالح بزرگ کہتے ہین کہ مین طواف کعبہ کرتا تھا کہ ایک اندھے کو دیکھا کہ وہ بھی طواف کعبہ کرتا تھا اور کہتا تھا کہ خداوندا مجھے بخشدے اور مجھے یقین ہین ہے کہ تو میرا گناہ بخشے مین نے کہا سبحان اللہ تو ایسے مقام مین ایسی بات کہتا ہے یعنی دعا مانگتا ہے اور کہتا ہے کہ قبول نہوگی تب اس اندھے کور باطن نے مجھ سے کہا کہ بھائی کیا کہون کہنے کی بات نہین مجھ سے ایسی ہی خطاے عظیم سرزد ہوئی ہے کہ ہرگز صورت نجات نہین

شعر

مرا در دیست اندر دل اگر گویم زبان سوزد ۔۔۔ وگر دم در کشم ترسم کہ مغز استخوان سوزد

مین نے کہا کوئی ایسا گناہ نہین جسکی مغفرت کی کوئی راہ نہین کہ تو نے کون سی خطا کی ہے کیا خطا کی ہوگی جس پر حضرت عثمان کے گھر کو لوگ گھیرے تھے راہ میں سے ہٹ جاتے تھے تو تم لوگون نے پیچھے سے کہا مین کہا مین نہین کہ جب عثمان غنی مارے جاوینگے تو ہم لوگ امت کے تنگے ستم پر

طمانچے مارینگے جب حضرت عثمان غنی شہید ہوئے تو ہلوگ اُنکے گھر مین چلے گئے دیکھا سر اُنکا اُنکی بی بی کی گود مین رکھا ہے ہمو اُنکی بی بی صاحبہ سے کہا کہ جلدی اُنکا سر کو تو باہر نہ کر دیکھ تو لو اُنھون نے کہا اس سے تمھارا مقصود کیا ہے اب تو یہ شہید ہو چکے منھ کھولنے سود کیا ہے تمنے کہا کہ ہلوگون نے قسمین کھائین کہ اُنکے تنکے منھ پر طمانچے مارینگے خاتون حضرت عثمان کی یہ فرمائین خون دل سے منھ دھونے لگین فرمانے لگین کچھ تم لوگون کو اُنکی حق صحابیت پیغمبر خدا کا پاس نہین ہے اللہ اور اُسکے رسول سے کچھ ہراس نہین ہے ارے لوگون وہ تو صاحبزادیون کا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی انھین سے نکاح ہوا تھا حضرت رقیہ اور حضرت کلثوم بنت اللہ کا اُن سے بیاہ ہوا تھا اور چند فضیلتین اُنکی بیان کین اور زار زار روئین لگین میری ہمراہیون نے اسبات کے سنتے ہی شرم سے سر جھکا لیے باہر چلے گئے کچھ جواب نہ دیا اور مین نے بلا لحاظ ان باتون کے حضرت عثمان منھ کھولکر طمانچہ مارا اُنکی بی بی صاحبہ نے ایک آہ سرد دل پر درد سے کھینچی اور فرمایا ارے ظالم بے رحم خدا تیرے دونون ہاتھ سکھا دے اور تیری دونون آنکھین اندھی کر دے اور تیری کبھی مغفرت نہ ہو قسم دھنی لا شریک کی مین ابھی اُنکے گھر کے دروازے سے باہر بھی نہ نکلا تھا کہ روشنی میری آنکھون کی جاتی رہی اور میرا ہاتھ خشک ہو گیا پس اسی سبب سے مین گمان نہین کرتا ہون کہ تعالی میرے گناہ کو معاف کرے

شعر

رسول پاک بھیجے خدا اور درود سلام مدام علی و فاطمہ حسنین جملہ بھی ہم

علی مرتضیٰ شیر خدا ساقی کوثر کی شہادت کی خبر رو رو کے اُنا حضرت سنا تا ہی

بیان شہادت برادر و داماد رسول شوہر بتول فاتح خیبر ساقی کوثر شیر خدا مرکز دائرہ انشا مظہر العجائب و الغرائب سیدنا و مولانا علی بن ابی طالب کا بلوا اجل کے یہ ہے کہ جسدن بعد جنگ عظیم اور مارے جانے قریب ایک لاکھ آدمی کے طرفین سے درمیان آئی اور درمیان حضرت معاویہ کے صلح ہو گئی اُسیدن اُنکے بارہ ہزار آدمی حضرت امیر سے بدظن ہو گئے پھر گئے کہ کیون صلح کی پھر انمین آٹھ ہزار آدمیون نے توبہ کی اور چار ہزار جنکو خارجی کہتے ہین آپ سے بہت نوڑ کر راہ حق سے منھ موڑ کر ملک نہروان مین جا کر لوٹ مار شروع کر دی تب سنا یہ کہ اُن نے لشکر عظیم لیکر اپنے دھاوا کیا اور سبکو مار لیا مگر نو خارجی بھاگ گئے اور نو آدمی ادھر کے

شہید ہوئے پھر لشکر اسلام مین آدمی جوین کے تھے اُنھون نے ایک ایک تحفہ حضرت کے آگے پیشکش کیا اور عبد الرحمن بن ملجم نے بھی ایک تلوار آب دار نہایت تحفہ پیش حضرت کے نذر کی آپ نے سب کا تحفہ لے لیا اور ابن ملجم کا تحفہ پھیر دیا ابن ملجم نے عرض کی حضور نے سبکے تحفے قبول کیے اور میری تلوار کہ تمامی دیار عرب مین اسکے مثل نہین کیون پھیر دی نہین معلوم غلام سے کیا خطا ہوئی آپ نے فرمایا تیری تلوار کسطرح لون کہ اسی سے میری جان جائیگی تیری مراد بر آئیگی اُس نے کہا ہیہات ہیہات حضور کیا فرماتے ہین ایک امر محال کیون خیال مین لاؤن مین گھر بار چھوڑ کر زن و فرزند سے رشتۂ محبت توڑ کر جنابکے غلامی آپکی اختیار کی ہو تو اسین جان اپنی آپکے قدم پر نثار کی ہو آپنے فرمایا یہ بات تیری ہاتھ سے ہوتی ہو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے خبر دی ہو کہ مارنے والا تمھارا ایک مرد قبیلہ مراد سے ہوگا اور تمکو اپنی مراد بر آنے کا گمان ہوگا لیکن وہ اپنی مراد کو نہ پہونچیگا نوشتۂ تقدیر سے چارہ نہین امر الٰہی مین کسیکا چارہ نہین ابن ملجم یہ بات سنکر بہت پھرا اور چین بجبین ہوا کہا غلام اسوقت سامنے آپکے حاضر ہے کیسکو حکم ہو کہ میرے دو ٹکڑے کرڈالے یا میری گردن مارے آپنے فرمایا ابھی تک مجھ سے خطا ہوئی نہین کہا کیا جائے بلا قصور کسطرح قصاص لیا جائے **نظم** برخوان غم جو عالیان را صلا زدند ۔ اول صلا بسلسلۂ انبیا زدند ۔ نوبت باولیا چو رسید آسمان طپید ۔ زان ضربتے کہ بر سر شیر خدا زدند ۔ بس آتشے زدند بگرد الماس سینہا ۔ افروختند و برجگر نیستی زدند ۔ واگہ سراد نے کہ ملک مجتبیٰ بخود ۔ بکشند باز مدینہ و در کربلا زدند ۔ در بیثۂ ستیزہ دران دشت کوفیان ۔ بس تخلسا ز گلشن آل عبا زدند ۔ بس ضربتے کزان جگر مصطفےٰ درید ۔ بر حلق تشنۂ مرتضیٰ زدند ۔ **روایت ہی** کہ ابن ابجار ملجم نے حضرت سے اپنی سواری کے لیے گھوڑا طلب کیا آپنے ایک گھوڑا ہوار فوراً اسے دیدیا اور فرمایا کہ یہ شخص ایک حادثہ نادیدہ ناشنیدہ کریگا جسنے یہ سنا سنید کریگا لوگون نے کہا کہ آپ اسکی گردن اتار لیجئے نا خیر نہ کیجئے فرمایا اگر مین اسی مار ڈالون تو مجھے کون شہید کریگا ہم از خدا ابدعا صد ہزار جان تا صد ہزار بار سرم بر جوی اود ۔ **روایت** کہ اسکے بعد آپ نے فرمایا کوئی ایسا ہی کہ جائے اور خبر فتح مہروان کی کوفیون کو پہونچائے ابن ملجم نے کہا ہو تو مین جاؤن اور خبر فتح سناؤن

آخر ابن ملجم ملعون آپ کے کوفے جاکر درمیان اُسکے کہ یہ خبر کوچہ بکوچہ سب کو سناتا تھا ایک روز
پر گھر کے اندر سے بڑا واویلا و ڈھول اور گیت راگ کی سنی کھڑے ہو کر لوگون کو عذاب الٰہی سے
ڈرایا اور سیاست شاہ مردان سے دھمکایا پھر اُس گھر سے چند حوریں باحسن و جمال نکلیں
اسمین ایک عورت تھی بہ انجام قطام نام جسکی شیرینی کلام اور حسن خداداد کا عرب مین شور تھا
ہر شخص اُسکے فراق مین زندہ بگور تھا نظر ابن ملجم سیاہ رو کی اُسپر پڑگئی طبیعت دونون کی
لگ گئی جی جان سے عاشق ہو گرفتگی سے ہاتھ دھو گیا سوال نکاح کیا اُسنے کہا اگر تو میری طلب
ہے یعنی میرے نکاح کا راغب ہے تو پہلے تین ہزار درہم نقد اور ایک لونڈی مغنیہ جمیلہ اور
مرتضیٰ علی کا سر مجھے لاکر دے تب نکاح کا نام لے اسوقت بخوشی لیتہ تین نکاح کرونگی ابن ملجم نے کہا
لونڈی اور غلام تو مشکل ہین مگر شیر خدا پر وار کر دیا کہ کام کردہ ہین دل ہین مقام بدانجام ذکھا مجھے لونڈی
اور زر سے کام ہین مگر بلا قتل علی مجھے آرام ہین اسواسطے کہ علی مرتضیٰ نے جنگ مردان مین
میرے باپ بھائی اور اسیطرح میرے بارہ کنبہ کی گردن ماری ہے اسلئے مجھے اتنا رنج ہے کہ زبان
کہنے سے عاری ہے ابن ملجم شقی نے کہا اچھا اونکو مارنگا دین و دنیا تجھپر وار کرونگا **روایت**
ہے کہ اسکے بعد شیر خدا مہروان نے پہلے سجدہ کونے مین آکر ازے اور سر بزیر پڑھکر بعد حمد و ثنای الٰہی کے داہنی
جانب حضرت امام حسن کیطرف نگاہ کرکے فرمایا بیٹا حسن اس ماہ رمضان کے دن گذری ہین تمہارے
نے کہا تیرا دن پھر بائین طرف امام حسین کیجانب دیکھا فرمایا بیٹا حسین اس مہینے کے
اب کے روز بانی ہین صاحبزادے نے کہا تیرہ روز پھر آپنے ہاتھ دونون محاسن شریف
پر پھیرے اور فرمایا کہ بدترین امت اس لڑھی کو میری خون سر سے سیر رنگیگا یہ کہکر اسقدر
روئے کہ آپ کے رونے سے مضار سجدہ اور دونون پہلو سے آنکھون کے تارے بھی کھولکر رونے لگے رونے
سے ریش مبارک آنسوؤن سے تر ہوگئی اور فرمایا مین بخوف ہون تمہارون لیکن اپنی فرزندون کو دیکھ
دیکھ بیتاب ہوتا ہون کہ درد جوبی مین تو مبتلا ہی ہین اب سوز تیغی مین گرفتار ہونگے بیکسی مین
اپنے نانا نانی اور مان باپ کے شفقت اور پیار کو یاد کرکے بیقرار ہونگے پھر آپ منبر سے اترے
ایک رات حضرت امام حسین کے گھر مین افطار فرماتے اور کبھی حضرت امام حسن کے گھر افطار کو جاتے
گرتین لقمے سے زیادہ نہ کھاتے اور بار بار فرماتے **مثنوی لمولفہ** شکر خدای کو فیون الفتی کی درگاہ مین ہم

گلا اپنا کٹاتے ہیں خدا کی ہیں راہ میں ۔ طالب مولا کو یارو قتل ہی میں ہے سرکاٹ سجدے میں کٹا عاشقوں عید ہے ۔ **روایت ہے** کہ انہیں رات کو رمضان کی شنبہ ہجری میں درحقیقت وہی سب شب شہادت تھی رات بھر آپ بیدار رہے شاغل بذکر پروردگار رہے بار بار حالت ذوق و شوق میں حجرے سے باہر آتے اور شوق شہادت میں فرماتے **شعر** خون ناوقت دم خنجر یار است اینجا ۔ ای جنون وقت خوش جوش بہار است اینجا ۔ اور کبھی تلاش قاتل نعرہ جانکاہ کرتے بیتاب ہوتے آہ کرتے ۔ **شعر** خبر دشمن بجان ہست ۔ قاتل من ہنوز نیست ۔ اور کبھی جو گھر آنے بار بار فرماتے **شعر لولفہ** کجائی آہ ای قاتل کجائی ۔ نہ عمل ہیں چنیں غافل چرائی ۔ اور کبھی صحن خانہ سے اندر جاتے اور آسمان کیجانب دیکھکر فرماتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانا راست ہے کبھی جھوٹ نہوا صحیح ہے کم و کاست ہے مگر آج بڑا عجب ہے قاتل نے میری بڑی ناخبر کی کیا سبب ہے ۔ غرض بیان تو آپ رات بھر سوز عشق الٰہی میں جلتے رہے شمع ساں پگھلتے رہے ہر دم شوق شہادت دامنگیر حال نزع قاتل کی خبر نہ لی ۔ ابن ملجم کا خیال ہر بن مو سے اللہ اللہ باری حالت ذوق میں کیفیت وجد عطا کی اور وہاں ابن ملجم کی مع اردو خارجیوں کے مسجد میں آپکے انتظاری وہی تلوار زہر سے بجھی ہوئی لیے ہوئے آپکی قتل کی طیاری ۔ ناگاہ نے گریبان چاک کیا ظہور ہوا تمام عالم میں آپکی ماتم کا غل مچا شور ہوا پھر تو صبح جھلملا کے چلنے لگی نسیم سحری ٹھنڈی سانس بھر بھر چلنے لگی آپ نے بستر سے قصد مسجد فرمایا بطون نے آپکو گھیرا آپکے دامن پکڑ کے شور و غل مچایا گھر کے لوگ بطون کو ہٹانے لگے آپنے فرمایا چھوڑ دو ہم رخصت ہوتے ہیں اسواسطے یہ پیری فراق میں نوحہ گر ہیں پھر آپ نے مسجد میں جا کر وضو تازہ کر کے اذان دی جو میں مسجد میں جانے لگے ہیں کہ پہلے خبیب شقی تلوار ماری وہ طاق مسجد پر پڑی آخر ٹوٹ گئی پھر دوسرا ملعون نے وار کی یہ دیوار پر پڑی یہ دونوں بھاگے آپ بہت خوش ہوئے فرمایا الحمد للہ اب عنقریب شربت شہادت پیتا ہوں شہید ہو کر دوبارہ جیتا ہوں پھر آپنے یاد آلہی میں سہو محو ہو کر مقام رضا میں زندگی سے ہاتھ دھو کر نماز تحیت المسجد شروع کی نماز پڑھ کے بہ تلاش قاتل مسجد کے ستونوں کو جھانکنے لگے ابن ملجم شقی نے کہ پہلے تلوار دالی مسجد میں پڑا تھا آپ نے اسی پاؤں سے ٹھوکر لگائی کہ قد صلے اٹھو نماز پڑھو کیا سوتے ہو وقت جاتا ہے حکم الٰہی سے

کیون غافل ہوتی یہ کہکر پھر محراب کے پاس جاکر نماز نفل شروع کی جو بین سجدہ اولیٰ سے سر
اٹھایا ہی کہ ابن ملجم لعین نے ایک ضرب مین آپ کو شہید کیا آپنے زبان فزت برب الکعبہ
واہ رے ہم اللہ کے ہم اپنے مطلب کو پہونچ گئے خدا کی قسم **مثنوی** رخت بر بستیم و دان بر داشتیم
ہجمت دیرینہ را بگذاشتیم ۔ وقت کز غصہ و غم و اہسیم ۔ بر غم و شادی عالم پاشتیم ۔ صدر
جنت بہر ما آراستہ ۔ ما درین زندہ بہ محنت کاشتہ ۔ **روایت ہی** کہ ابن ملجم لعین آپ کو
شہید کرکے بھاگا اور آواز دی **قتل امیر المؤمنین** شیر خدا جان سے مارے گئے اہل
کوفہ اور حضرت حسنین ؑ یہ خبر وحشت اثر سنتے ہی **وا ابتاہ وا مصیبتاہ وا ویلاہ**
کہتے ہوئے مسجد مین آئے آو کے نرے ہوش نکل گئے دیکھا کہ شیر خدا محراب کے آگے پڑے ہین گرد
مقام رضا اور تسلیم مین ثابت قدم کھڑے ہین سیلاب خون جاری ہی عشق الٰہی بھڑکا ہوا ہی
وجد طاری ہی لب پر فغان ہین آہ ہین زبان پر ذکر **فوالله الی الله** حسنین شاہزادے
قدم مبارک پر گر پڑے اور زار زار رو رہے تھے سیلاب خون دیدہ کف پا کو حضرت کے دھو رہے تھے
مثنوی لمولفہ کجائی ای پدر آخر کجائی ۔ ز حال من چنین غافل چرائی ۔ بمردم آہ از
درد جدائی ۔ نگاہ کن خدارا بر کجائی ۔ اور حضرت شیر خدا راہی ملک بقا خون سر مبارک
سے لیتے اور اپنے منہ اور ڈاڑھی پر ملتے اور فرماتے اسیصورت پر میری وفات ہوگی آہا
پر رسول خدا سی ملاقات ہوگی اسی شکل پر مرونگا اسی ہیئت سے فاطمہ زہرا سے ملاقات
اسی صفت پر جاؤنگا اسی حال سے اپنی چچا حمزہ سے جا ملونگا اسیطرح دنیا سے جاونگا جعفر
طیار بھائی کو یہ منہ دکھاؤنگا کسنے پوچھا حضرت کس شقی نے آپکو مارا فرمایا تمھارد دیکھو آتا ہے
کہ ناگاہ شبیب گھبرایا ہوا مسجد مین آیا لوگون نے پوچھا ارے تونے مارا ہی جا بابا کہ بین کہی بے اختیار منہ
سے بان نکل آیا لوگون نے ادھر سے منہ کے بل گرایا اور مارے لاتون کے اُسے واصل بجہنم کیا پھر
ابن ملجم کو اسکا چچازاد بھائی فوراً پکڑ لایا لوگون نے پوچھا تونے مارا چاہا کہا **نعم** زبان سے
نکل ہی تھا کہ خدا نے فرمایا ای بھائی مرد کے بھلا مین تمھارا ارادہ ایسا تھا آنے کہا **معاذ الله یا**
امیر المؤمنین فرمایا پس کیون تونے تین مجھر ستم کیا میرے لڑکون کو یتیم اور مبتلا ی غم کیا تم
کیا عرض کرون جو ہونی تھی سو ہوچکی **شعر** جاک کو تقدیر سے ممکن نہین کرنا رفو سوزن تدبیر

ساری عمر کو بیٹھی ہے + روایت ہے کہ اسوقت حضرت علی کو پیاس معلوم ہوئی شاہزادے نے شربت بنا کر دی آپ نے کمال تبسم سے فرمایا کہ بہ نسبت ہمارے قاتل کو پیاس زیادہ ہوگی پہلے یہ شربت ہمارے قاتل کو پلاؤ پیچھے میرے سامنے لاؤ شاہزادی نے پیالہ شربت کا ابن ملجم کو دیا اسنے نہ پیا الکار کیا آپ نے شربت پیکر فرمایا کہ اگر اس شربت کو پی لیتا فوق تعالی اسی وقت مین ہمارے ساتھ جگہ دیتا شعر مودر حسین نہ ہو ممکن تو حضور پھر بھی نجف علی ملک + چو علی از تو بہی طلبی چو بہی طلبی تو خدا ملے + روایت ہے کہ پھر آپ نے فرمایا کہ اسی قیمہ خانے مین لیجاؤ اور بدکھانا پانی میرے واسطے طیار کرو پہلے اوسے وہی کھانا اور پانی کھلانا پیچھے میرے پاس لانا اگر مین زندہ رہونگا بہ نسبت اسکے مناسب سمجھونگا اور جو مین مر جاونگا تو اسکو ایک ضرب بہی زیادہ نہ مارتا اسواسطے کہ اسنے مجھکو ایک ہی ضرب ماری ہے پھر حضرت امام حسین سے باجازت آپکے نماز پڑھائی پھر وہان سے اٹھا کر گھر لے چلے آپ نے پورب طرف منھ اپنا پھیرا کر فرمایا ای صبح صادق خدا کی سامنے قیامت کے دن تجھ سے گواہی طلب کرونگا اگر تو صادق ہے تو یہی گواہی دینا کہ سمدن سے مہینے صفر سن ۴۰ مین نے حبیب خدا کے پیچھے نماز پڑھی ہے اسدن سے آج تک تو نے مجھے سوتے نہین پایا ہے پھر سجدہ شکر کر کے فرمایا خدا وندا گواہ رہ وَكَفَىٰ بِاللّٰهِ شَهِيدًا کہ قیامت کے دن ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیا اور صدیقان اور شہدا اور فرشتے حاضر ہونگے اسوقت سب کے سامنے تو گواہی دینا کہ سب سے کہ مین تیرے حبیب کے ہاتھ پر ایمان لایا اطاعت اور اوامر و نواہی کو تیری بجا لایا حتی کہ گلا تیری راہ مین کٹایا گر سر ہوے تیرے اور تیرے حبیب کے خلاف نہ کیا پھر تو اور ہی کیفیت طاری ہوئی حالت ذوق مین یہ غزل زبان پر جاری ہوئی **غزل** ماکشتہ و عشقیم محبت کفن ماست + پرورد ہ در دیم ملامت وطن ماست + زاہد تو برو طوطی فردوس برین باش + ما بلبل آن باغ کہ در زیر چمن ماست + ما کار ندا ریم باین آتش و زنم + ہا چون نام محمد ہمہ دم در دہن ماست + پھر جب گھر پہونچے تو گھر کا تمام سرا سر اور محشر بپا ہوا صاحبزادیان جناب حضرت فاطمہ زہرا کی زار زار روتی تھین اور آپ کے کف پا پر آنکھین مل مل کے فریاد ہوتی تھین کہ اے وای اگر سیری ماں فاطمہ زہرا زندہ رہتین تو ہمین صبر و ہمین کچھ تسلی کی باتین کہتین اگر ہمکو مدینے مین ہوتے تو نانا کے مزار پر جا کر رو رو غم کہتے خوب روتے

الغرض جمعے کی رات اکیسویں تاریخ ماہ رمضان المبارک کی سنہ چالیس ہجری میں حضرت آئی یعنی جمعہ اور ہفتہ دو دن آپ زندہ رہے جب شب یکشنبہ اکیسویں تاریخ ماہ رمضان کی آئی فرمایا مجھے جمعہ خاص میں لیجاؤ اور حضرت ام کلثوم کو کہا دروازہ بند کرلو سب لوگ صبر اہوگئی دروازہ بند کرلیا اگلی جمعے سے واشہد ان لا الٰہ الا اللہ کی آئی صاحبزادوں سے ضبط نہوسکا دروازہ کھولا دیکھا آپ راہی ملک بقا ہوگئے انا للہ وانا الیہ راجعون سارے اہلبیت حضرت کا شاہزادہ پر ایک عجیب عالم طاری تھا رونے چیخنے بند ہوگئی آنکھوں سے جاری تھا گاہی رو رو کر گرتے تھے ان کے صدمہ سے آسمان و زمین ماتمی ہر ایک دوسرے کا منہ تکتی تھے مارے غم کے کچھ نہ بول سکتے تھے رباعی درد اکہ افتاد چہ کمال قدرت ہے درد اکہ شاہ مسند عز وجلال فت ہے او بود جان عالم وچون کرد انتقال ہے جان از تن خلائق از زمین انتقال فت ہے اور چار برس آٹھ مہینے نو دن آپنے خلافت کی اور ترسٹھ برس سن تن موافق سن شریف کے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سنہ ہجری میں رحلت فرمائی اور یہ بعد حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی میری شہادت ہے روایت ہے لطائف اشرفی اور شواہد النبوۃ میں حضرت حسن سے نقل ہے کہ بعد انتقال آپ کی غیب سے ایک آواز آئی کوئی کوفہ کا مجرے سے سب لوگ باہر جاؤ اور اس بندہ کو ہمارے ساتھ چھوڑ دو پس ہم سب مجرے سے نکل گئے پھر مجرے سے آواز آئی کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فضا کی اور وصی انکے بھی شہید ہوگئے اب نگہبانی امت کی کون کریگا ان کے واسطے کون جان دیگا کون مریگا دوسرے نے کہا جو کوئی مسرت اور پیروی انکی اختیار کریگا اسکی بعد سب لوگ مجرے میں آئے کشتہ و صاف خنس دیا ہوا کفن میں لپیٹا ہوا پایا روایت ہے شواہد النبوۃ اور لطائف اشرفی میں کہ آپنے دونوں شاہزادوں یعنے حضرت حسنین کو وصیت کی تھی کہ میرے انتقال بعد تم جنازہ میرا غریبنن کیطرف لیجائیو جہاں تمھیں منفید پھر نورانی کھڑا نظر آوے وہیں مجھے دفن کیجیو غرض اہلبیت حسب وصیت کے رات ہی کو نماز پڑھکے جنازہ آپکا اسیطرف لے گئے کہ آپ پھر نورانی خوب چمکتا گرا ہوا پایا اسکے تلے قبر نبی بنا ہوا تھی اسی قبر میں آپکو دفن کیا اور قبر زمین کے برابر کردی اور اب وہ جگہ بہت اشرف کرکے مشہور ہے اور سوائی گھر کے لوگوں کے اور کوئی اس قبر شریف کا پتا نہ جانتا تھا جب ہارون رشید کا وقت آیا ایکدن بادشاہ شکار کھیلنے اسطرف جا پڑا بہت سے

ہرن وہان چرتے تھے بادشاہ نے شکاری کتے ہرنون پر چھوڑے ہر چند زور مارا نہ کتون نے ہرنون پر ملے کیئے نہ ہرن کتون سے ڈر کر بھاگے بادون نسید متعجب ہوا گھبرایا اس طرف مین ایک بوڑھا جہان زیدہ رہتا تھا اسی بلا کر پوچھا اسنے کہا مینے اپنے بزرگون سے سنتے آئے ہین کہ یہان پر پیغمبر جناب حضرت امیر مرتضیٰ کی ہرا دون نے شکار چھوڑ کر باگ موڑ کر بڑی تعظیم سے اس مقام واجب الاحترام کی زیارت کی اور وہان پر ایک روضہ بنوادیا اور عمر بھر ہر سال زیارت کو وہان آیا کرتے تھے روضۃ الاحباب مین ہے کہ جب شاہزادگان زین کی ترتیب کو پہونچے ہین سیدان مین دو تین آواز آئی کہ کوئی زار زار رو رہا ہے کسیکے فراق مین بیتاب ہو رہا ہے اسکی یاد جا کر دیکھا کہ ایک غریب بیمار حسن صورت سے پایا اس ویرانہ مین آسمان کے تلے خاک پر بچھا ایک اینٹ سر کے تلے رکھے ہوئے نعرہ جانکاہ کر رہا ہے کسیکے غم مین ہاہو شاہزادے اپنا غم طاق پر رکھا سکو زار و نزار دیکھ اسکا بھی غم اٹھا کر اپنی ساق پر رکھا پوچھا تو کیون ہے کیون اتنا فغان و فریاد کسکے لیئے اسطرح جی جان کھوتا ہے عرض مین غریب مجیب ہون بیمار بیکس ہون بیکار بیچون تیری مان ہے نہ پدر غمخوار نہ برادر نہ فرزند و دلدار نہ کوئی یار نہ مددگار شعر نہ شگوفہ نہ برگ نہ ثمر نہ سایہ دار ہم ہمہ بیبرگ کہ کہ دہقان بیچہ کار کشت مارا نہ شاہزادون نے فرمایا تو کیا کھاتا ہے تیرا کھانا پانی کون لاتا ہے کہا مین سال بھر سے بیان رہتا ہون رنج تنہائی سہتا ہون ہر روز ایک بزرگ میری پاس آتے تھے اور میری واسطے کھانا پانی لاتے تھے پھر میری سب کام کرکے میری سرہانے بیٹھے رہتے تھے باتین حکمت آمیز کرتے آگہ کسی دن وہ نہ آئے تو میری پاس آئے کیون نہین وہ غلام پر تاثیر اپنے سوا کسی نہین فقط صحبت انکی میری روح کی غذا تھی تمامی درد و غم کی دوا تھی پوچھا اسی انکی صورت کیسی تھی عرض کی مین اندھا ہون کیا جانون پوچھا اے انکا نام کیا تھا کہا ہر جگہ مین انکا نام ہو پوچھا کیا بتلا نہین فرماتے مجھے نام کہ کیا م ہے مین خود نہین جانتا کہ میرا کیا نام ہے پوچھا اسی انکی باتین تجھے یاد ہین کہا جی ہان جب میرے پاس آتے تھے تو حکمت ہی کی باتین کرتے تھے نہین تو ہر وقت تسبیح تہلیل مین مشغول رہتے جب اوقات تسبیح کی اٹھاتے سب جمادات بھی تسبیح کرتے اور درود آسمان تک چل جاتی اور جب آتے فرماتی ایک مسکین میرے پاس بیٹھا ہے اور ایک غریب غریب کے پاس بیٹھا شاہزادون نے ایک دوسرے کا منھ دیکھا و زار زار روئے اور کہا یہ تو میرے باباجان کا حال ہے جن دن کے مرنے مین انھون نے فغان کی ابھی ہم انکو دفن کیے آتے ہین اب یہ کیسا ستم گھر جاتی ہین وہ پیر مرد بیسل سا خاک پر تڑپنے لگا

اور کہا تھا **نظم** نمیدانم چہ کار افتادہ مارا ✦ کہ آن ولدار مارا زار بگذاشت بہ دوراین ویرانہ
این پیر حزین را ✦ غریب و عاجز و بے یار بگذاشت بہ دوراین ویرانہ این پیر حزین را ✦ غریب و
عاجز و بے یار بگذاشت بہ پھر تیسرے دن بلا تعین لین کہ لے شاہزادہ دو بخدا مجھکو ذرا آنکی انور پر پہونچا دو
شاہزادہ دونوں نے بکر کر اسکو وہان پہونچایا پیراہن تبرر چاکر خونچکاں پایا۔ و سینہ چاک کیا۔ بنرکی سی آنکھ نہری سر
خاک کیا **نظم** ای پاتو حرام زندگانی ✦ خود بی تو کدام زندگانی ✦ ہر زندگیی کہ ہ تو باشد ✦ مرگست تمام زندگانی
پھر دعا کی کہ خدا یا تو صادق ہے اس مقصد صاحب اس مزار پر انوار کی مجھے اب شربت وصال پلا دے ذرہ کو خورشید
تابان سے ملا دے۔ دعا اسکی قبول ہوگئی اسوقت ایک نعرۂ جانکاہ کیا اور ایسا جانبحق ہوا۔ جانباز شاہزادوں نے اسکی حوالے
مین سے دفن کیا اور گھر کو آئے **روایت** کہ اسکے اور دوسرے دن بعد بروز دوشنبہ شہنشاہ زمن حضرت امام حسن مسجد
کوفے کے چڑھی اور خطبہ بحمال بلاغت و فصاحت سے پڑھا کوفیون نے اپنی اپنی زبان دیے پر آپ کے ہاتھ پر
بیعت کی پھر آپنے ابن ملجم ملعون کو بلوایا اور منبر کے پاس کھڑا کروایا پوچھا اے بدبخت ترین امت
تونے کیا کیا دین مین کیون رخنہ پیدا کیا کہا حضرت قصد برآئی سے چار ہی مہینے اپنی اضافہ ہوا ہمارا
مہینہ پھر آپنے شمشیر آبدار کھینچی اور ٹوک شمشیر اسکے سینہ پر کینہ پر دیا کہ اپنی آگ کھینچا اور ایک ضرب ایسی دی کہ
مارے کہ سر تا پاک اس پلید کا دس قدم اسکے بدن سے دور جا کر پڑا پھر لوگون نے اسکو مسجد سے باہر نکال کر ایک خیال میں
کر آگ مین جلا دیا **شعر** رسول پاک پہ بھیجے لے خدا درود و سلام ✦ علی و فاطمہ حسن و حسین پر بھی مدام ✦

حسن کی اب ولادت کی صبا تا یدہ جبرائی ✦ کہ بلبل کی طرح گلشن مین ناصر چہچہا تا ہے

ذکر ولادت باسعادت امیر المومنین امام المسلمین شہنشاہ زمن سید الوصول نا و شفینا جناب حضرت
امام ابو محمد ن الحسن رضی اللہ عنہ لقب آپ کا مجتبیٰ اور تقی اور سید اور زکی اور وسیط اکبر تھا اور
کنیت آپکی ابو محمد اور نقش آپ کی خاتم کا العزۃ للہ جناب حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کے لخت جگر اور نواسے پیارے جناب حضرت علی مرتضیٰ کے ثمرۂ فواد اور آنکھون کے تارے جناب
حضرت سیدہ خاتون جنت کے چشم و چراغ اور دلاسی حضرت خدیجہ کبریٰ کے چرخ امامت کے
ستارے امام مسموم شہید مظلوم سردار جوانان اہل جنت کے مدینہ منورہ مین پندرھوین رمضان
شریف دربروز تیسے پندرھوین شعبان سنہ پچاسی ہجری مین پیدا ہوئے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نام

آپ کا حسن رکھا اور جمال رسول نما کو انکی دیکھکر شیدا ہوئی اور داہنی کان میں اذان اور بائیں
کان میں اقامت کہی اور عقیقہ کیا پھر بعد دوسری شاہزادی پیدا ہوئی تو انکا نام حسین رکھا اور بعض روایت
میں ہے کہ جبرئیل امین حضور نبوی میں حاضر آئے اور بارگاہ احدیت سے یہ دونوں نام بریر لکھ لائے
حضرت علی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں ہدیہ لائے کہ حسن اور حسین بہشت کے ناموں سے ہیں پہلے
پہل شاہزادوں کے نام رکھے جائیں اور حضرت امام حسن تمام اہلبیت میں سب سے بعد تک
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمشکل تھے اور سب سے محبوب تر اور آپ بارہ امام میں سے
دوسرے امام ہیں اور حضرت علی مرتضیٰ کے خلیفہ اول پر بہ نہایت کریم اور نسیم اور بردبار تھے
اور پہلے سر سے متواضع اور متوکل اور صابر اور زاہد اور عابد **مثنوی** اگر عمرے بیارایم
سخن را شاید از نظم سن نثست حسن را شاید سخن گیرم کہ در در عدن نیست ہنرای وصف اخلاق حسن
نیست ہمہ حسن و ہمہ علم و ہمہ حلم ہمہ لطف و ہمہ جود و ہمہ علم لبش قائم مقام حوض کوثر
کہ گاہ دور کشتہ زن بمیر چنان نوشی بہر آلودہ کردند دلش خون و جگر مالودہ کردند
زہرش چون جگر پارہ پارہ زغصہ گشت خونین سنگ خارہ **روایتی** کہ بسبب
شہد مسموم کرنے کے زہر میں ہوئی جناب حضرت امام حسن کو زمین سے خلافت پر پدر کے
جانشین ہوئی ہزار سے زیادہ آدمیوں نے آپ سے بیعت کی موت پر بھی اسبات پر رہے گی
ہاتھ گونگی جان ہے آپکا قدم نہ چھوڑینگے سر سے اطاعت سے منہ نہ موڑینگے اور موافق فرمائی حضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کہ خلافت میرے بعد بیس برس تک رہیگی اسکے سے بعد شہادت جناب
حیدر کرار کے چھ مہینے رہ گئے تھے سو وہ مہینے تک حضرت امام حسن خلیفہ رہے پھر معاویہ بن
ابی سفیان معزت خدا کی شہادت کی خبر سنکر ساٹھ ہزار سپاہ لیکر عراق کیجانب چلے اور
جناب میرے موسبن حضرت امام حسین بھی چالیس ہزار سپاہ لیکر روانہ ہوئے پھر معاویہ نے صلح
کا پیغام دیا اور سفید کاغذ پر اپنی مہر کرکے بھیجدیا کہ آپ شاہزادے ہیں دنیا چھوڑ دیجئے آخرت
انتیار کیجیے پھر میرے بعد آپہی خلیفہ ہونگے اور اس کاغذ پر جو چاہیے اپنا حالانہ وغیرہ لکھ لیجیے کہ ہم
سر و چشم منظور رہے اور خلاف سے انکار نہیں پھر حضرت امام حسین نے سوچا کہ اگر فیما بین
جنگ کی آپڑیگی تو ناحق لکھو کھا آدمیوں کی جان جائیگی پس آپنے بنظر محفوظ رہنے جان و مال

مسلمانون کے اپنی خوشی سے سن اکتالیس ہجری ربیع الاول کے مہینے مین حضرت معاویہ کے ساتھ بیعت کر کے اُن سے مصالحہ کیا اور سارا ملک اُن کو خوشی سے دیدیا پھر آپ کے وہان مدینہ منورہ کی راہ لی ترک دنیا کر کے مجاورت روضہ انور کی اختیار کی اور فرمایا کہ یہ صلح مین نے دب کر نہین کی سلطنت بیغائدہ نہین دی بلکہ اللہ اور مسلمانون کی جان و مال بچانے کو سو اللہ کہ کھوپڑیان عرب کی میرے ہاتھ مین ہین جس سے مین صلح کرون وہ صلح کرین اور جس سے مین لڑون اوس سے وہ لڑین +

روایت لطائف اشرفی مین ہے کہ جب امیر المومنین حضرت امام حسین نے خلافت اپنی خوشی سے چھوڑدی تو معاویہ نے کہا یا ابو محمد آپ نے تو ایسی جوانمردی کی ساری سلطنت خلافت اپنی خوشی سی چھوڑدی تو معاویہ نے کہا ایسی جوانمردی تو بڑے بڑے جوانمردون نے بھی نہین کی ہے **مثنوی**

امامی کو امامت را حسن بود ۔ حسن آمد کہ جملہ حسن ظن بود ۔ حسن بگذرد از چرخ اخضر ۔ ہنوز ۔ از و صد اد باشد فرد تر ۔ دو گیتی را وجودش زیب و زین ست ۔ نظیر او اگر جوئی حسین ست +

شہنشاہ زمن پیارے حسن کے کچھ فضائل احادیث سنی سنکر کے یہان ناصر سنا دے

حدیثین اول اور روایتین بیان فضائل مین جناب سید امام حسن کے بیشمار وارد ہوئی ہین یہان پر بطور اختصار چند روایتین جو خاص آپ کے فضائل مین آئی ہین لکھی جاتی ہین اور یہ بھی لکھدینا ضرور ہے کہ دونون شاہزادون کے مناقب مین ہین وہ فضائل مین سید امام حضرت امام حسین کی لکھی جاتی ہین

حدیث ۱ صحیح مسلم مین روایت کی ابوہریرہ نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہ آپ نے فرمایا کہ خداوندا حسن کو مین دوست رکھتا ہون پس دوست رکھ تو بھی اُسکو اور دوست رکھ اُسکو جو دوست رکھے حسن کو **حدیث ۲** صحیح مسلم مین ہے کہ ابوہریرہ نے کہا کہ نکلا مین حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ایک دن اسطرح پر کہ نہ تو مجھ سے آپ بولتے تھے اور نہ مین آپ سے بولتا تھا یہانتک کہ بازار بنی قینقاع کے آکر آپ وہان سے لوٹے اور فاطمہ زہرا کے گھر تشریف لائے اور فرمایا یہان لڑکا ہے بنی حسن ہمنے جانا کہ کہ حسن کو مان اُنکی سنلاتی ہین اور تو بذ بنھاتی ہین کہ اتنے مین امام حسن دوڑتے ہوئے آئے اور حضرت کے گلے سے مل گئے پس آپ نے فرمایا کہ خداوندا مین حسن کو دوست رکھتا ہون سو تو بھی حسن کو دوست رکھ اور اُسکو

بھی دوست رکھ جو حسن کو دوست رکھے **تشریح** بہر دو سبطین بہت دیدہ ام روشن ہوا سے ہر دو مراہست در دل مسکین ہو دو در دیج کرامت دو بدر برج کمال ہو دو مہر اوج ہدایت دو صدر سند دین ہو فلک متابع این و ملک ثنا گر آن ہو جہان منور ازان و زبان منور ازین ہو **حدیث ۳** صحیح مسلم مین ہے براء کہتے ہین کہ دیکھا مین نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کہ امام حسن کو اپنے کاندھے پر رکھے ہوئے فرما رہے تھے کہ خدایا مین حسن سے بہت محبت رکھتا ہون تو بھی اس سے محبت رکھ **حدیث ۴** صحیح بخاری مین ہے ابی بکرہ کہتے ہین کہ دیکھا مین نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو منبر پر اور امام حسن حضرت کے پہلو مین داہنی یا بائین تھے حضرت ایکبار لوگون کیطرف متوجہ ہوتے تھے واسطے واعظ اور نصیحت کے اور دوسری بار امام حسن کیطرف پیار محبت سے دیکھتے تھے اور فرماتے تھے بیشک میرا سید ہے اور امید ہے کہ خدا صلح کروا دے سبب سے بڑی دو جماعت مسلمانون کے **ف** پس اسی حدیث کے موافق حضرت امام حسن نے صلح کی اور سلطنت اپنی خوشی سے انکو چھوڑ دی **حدیث ۵** ابی بکرہ کہتے ہین کہ امام حسن اپنے لڑکپن مین حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نماز پڑھاتے وقت آتے پھر جب حضرت کرتے تو آپ حضرت کی گردن اور پیٹھ پر چڑھ بیٹھتے ہین حضرت سر مبارک یا آہستہ آہستہ اٹھاتے یہانتک کہ وہ اوتر جاتے صحابی عرض کرتے یا رسول اللہ آپ ان شاہزادی کے ساتھ وہ کام کرتے ہین کہ کسی اور کے ساتھ نہین کرتے پس آپ فرماتے یہ لڑکا میرا بھول ہے دنیا کا اور بیشبہ یہ بیٹا میرا سید ہے امید ہے کہ حقتعالی اسکے سبب دو فرقون مین مسلمانون کے صلح کروا دے **حدیث ۶** معاویہ کہتے ہین کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے تھے زبان اولاد کو حسن کے اور حقتعالی ہرگز عذاب نکریگا اس زبان اور ہونٹ کو کہ جو سائل کو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے **حدیث ۷** صحیح بخاری مین ہے اسامہ کہتے ہین کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھکو ایکبار ان پر چڑھاتے اور حضرت امام حسن کو دوسری ران پر پھر مجھکو اور امام حسن کو ملا کر فرماتے خدایا مہربان ہو ان دونون اسواسطے کہ مین مہربانی کرتا ہون ان دونون پر **حدیث ۸** ابن عباس کہتے ہین کہ ایکروز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اٹھاتے ہوئے تھے امام حسن کو اپنی کاندھے پر پس ایک شخص نے عرض کی شاہزادی واہ کیا اچھی سواری پر آپ سوار ہین حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ یہ سوار بھی تو کیسا اچھا ہے

شعر لمولفہ سواری چنان دسوار چنان ۔ غم خشر ناصر بہ داری چنان ۔ **حدیث ۹**۔ ایکبار حضرت امام حسن لڑکون کے ساتھ کھیل رہے تھے ابوبکر صدیق نے اپنے کاندھے پر اوٹھا لیا اور فرمایا کہ حسن تو رسول اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مشابہ ہین علی کے مشابہ نہین ہین اور حضرت علی ہنستے تھے **حدیث ۱۰**۔ حضرت امام جعفر صادق فرماتے ہین کہ حضرت امام حسن نے پندرہ حج پیادہ پا کیے باوجودیکہ آپ کے اپنے کوتل کے گھوڑے آگے آگے چلے جاتے تھے بیٹی باوجود ہونے سواریون متعدد کے مدینۂ منورہ سے مکہ معظمہ تک سب حج کیوا سطے پیادہ پا منزل طے کرتے تھے اور دوسری روایت مین ہے کہ حضرت امام حسن فرماتے تھے کہ مین شرماتا ہون اپنے رب سے کہ اسکے سامنے جاؤن اور پیادہ پا اسکے گھر تک نہ گیا ہون پھر پیادہ آپنے حج کیے اور ایک روایت مین ہے کہ مدینے سے کوچ کو پچیس بار پیادہ گئے اور گھوڑے آپکی کوتل چلتے تھے میں چلتے پای مبارک ورم کر گئی خادمون نے عرض کی پای مبارک ورم کر گئی آپ سوار ہولین فرمایا نہین **حدیث ۱۱**۔ کتاب حلیہ ہے کہ جناب امام حسن نے دو بار سارا مال اور اسباب اپنا اللہ کی راہ مین خیرات کیا اور تین بار آدھا مال تصدق خیرات کیا یہانتک کہ ایک ایک جوتا اور ایک موزہ دیا اور ایک ایک کھانا **شعر** ہر چہ پیدت بدست بدادو پیش ازان آیی کہ آنچہ ست کش از قفر عاریست ۔ **روایت** صواعق محرقہ مین ہے کہ ایک شخص حشتالی سے دس ہزار درم مانگتا تھا حضرت امام حسین نے سات ہزار درم اسکی پاس بھیجدیے **روایت** صواعق محرقہ مین ہے کہ ایک شخص نے حضرت امام حسن کے پاس حاضر ہو کر اپنی تکلیف اور غربت بعد تونگری کے بیان کی آپ نے فرمایا تیرا سوال حق ہے اور میرا نزدیک تمکو بہت کچھ دینا چاہیے مگر میرا ہاتھ تیرے دینے سے عاجز ہے اور خدا کی راہ مین بہت دینا بھی تھوڑا ہے اور میری پاس اتنا نہین ہے کہ تمھارے لایق ہووے لیکن اگر تو قبول کرے جو کچھ میرے پاس موجود ہے اور اہتمام زائد کی تکلیف نہ دے تو مین تیری خدمت کرون اسنے عرض کی ای تو اسے سول کے مین تھوڑا ہی قبول کرونگا اور آپ کی عطا کا شکر کرون گا اور زیادہ نہ مانگون گا پھر آپ نے اپنے وکیل کو بلا کر جمع خرچ خانگی کا حساب مانگا اور فرمایا جو مال خرچ رہا ہے لاؤ وکیل پچاس ہزار درم لایا پھر فرمایا تیرے پاس پانچ سو دینار اور تھے اور بھی لے وکیل لے آیا پھر آپنے وہ پچاس ہزار درم یا پانچ سو دینار [illegible] دیے **روایت** فضل الخطاب مین ہے کہ ایک دن جناب امام حسن کھانا کھا رہے تھے کہ ایک شخص نے آکر عرض کی

دس ہزار درم مجھپر قرض ہین آپ اللہ ادا کر دیجیے حضرت نے دس ہزار درم اُسی عنایت فرمائی اور یہ نہ کہا کہ کھانا بھی کھاؤ اُسکے جانیکے بعد لوگون نے عرض کی یا حضرت آپنے دس ہزار درم اُسی بخشدیے اور کھانیکی تواضع نہ فرمائی آپنے فرمایا کہ قسم ہی خدا کی مجھے اُسکے معلوم نتھا کہ کھانیکی وقت اسبات کی اُسنے بھی حاجت ہی کہ آؤ اور کھانا کھاؤ **روایت ہی** کہ ایک دن حضرت امام حسن اپنے دروازے پر تشریف رکھتے تھے کہ ایک اعرابی آیا اور آپکی اور جناب پیغمبر خدا کی شان مین کلمات بیادبانہ کہنے لگا امام حسن نے فرمایا کہ شاید تو بھوکا ہی اُسنے جواب نہ دیا اور اسیطرح بکتا رہا آپنے غلام کو اشارہ فرمایا کہ ایک توڑا جہاز درمون کا لاکر اُسی غلام نے توڑا لاکر دیا اور امام حسن نے فرمایا کہ اے اعرابی معذور رکھہ اسوقت یہی موجود ہے اعرابی نے جو یہ اخلاق وکرم دیکھا بی جان سے فدا ہوا اور کہا گواہی دیتا ہون کہ آپ رسول خدا کے بیٹے ہین اور نہین بیجہ حرکت اور گستاخی اپکے حلم اور مروت کے آزمانے کو کی تھی **روایت ہی** کہ امیرالمومنین حضرت امام حسن وحسین اور عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہم بالاتفاق حج کو تشریف لیجاتے تھے اتفاقاً اونٹ کھانیکا پیچھے رہ گیا اور بھوک نے غلبہ کیا دور سے ایکطرف شخص کا دیکھا اُسکطرف چلے دیکھا کہ دروازے پر ایک بوڑھا بیٹھی ہے فرمایا اسکیطرح کچھ پانی ہی اُسنے عرض کی کہ موجود ہی آپ سواری سے اترین اور دم لین اور پانی نوش فرمائین یہ تینون بزرگوار اُترے اور بیٹھ گئے بوڑھیا کی ایک بکری تھی کہ وہ اُسکی دودھ کو بیچکر اپنی اوقات بسر کرتی تھی اُسکا دودھ دوھکر پانی لائی عبداللہ نے کہا کہ اے نیکبخت ہملوگ قریشی ہین جب حج سے پھرینگے تو کبھی مدینے مین آئیو تیری مزدوری کا حق ادا کرینگے بوڑھیا نے قریشی کا حال سنکر بکری کو ذبح کرکے جھٹ پٹ پکا کر خوشی سے حاضر کیا سبنے خوب کھایا بوڑھیا نے کہا یہ قبیح رہا اسکو اپنی ساتھ لے چلیے کرم کیجیے راہ دور ہے خدا جانے کھانا آپکو کب پہنچے یہ بزرگوار گوشت بقیہ باصرار بوڑھیا کے لیکر چلے اُسکے بعد خاوند اُس بڑھیا کا آیا اور بکری کو نہ دیکھا پوچھا بکری کیا ہوئی بوڑھیا نے سب حال کہسنایا وہ بہت غضبناک ہوا کہ وجہ رزاقہ کی ہماری اُسی کلود وہ تھا اب اس جنگل مین کیونکر بسر اوقات کرینگے بوڑھیا نے کہا خدا رازق ہے سخاوت کیسکی بیکار رہنے جانی نہین دیکھو عوض ایکے گے کہ بیان آتی ہین پھر ایک مدت کے بعد یہ دونون مدینے کو گئے حضرت امام حسن نے بوڑھیا کو دیکھا کہ اے مادر مہربان مجھکو پہچانتی ہے اُسنے کہا میٹا بوڑھیا مسافر ہے یہان کسیکو نہین جانتی ہے آپنے اُسی وہ دودھ اور بکری کا

کمال محبت سے کھلایا پلایا اور فرمایا اب تبرئی حق کے ادا کرنیکا وقت آیا آپنے ہزار بکریان منگوا کے
اُسکو دین اور اُسکو حضرت حسین کے پاس بھیجدیا آپنے بھی ہزار بکریان عنایت کین عبد اللہ کے
پاس بھیجدیا اُنھون نے بھی ہزار بکریان دین پھر اُن بکریون کے عوض مین تین ہزار بکریان لیکر
اُن بکریون کی حفاظت سے گھبرائی آفرمع تین ہزار بکریون کے اپنے گھر آئی **مثنوی** ہست
برابل معرفت روشن بہ صفت حضرت حسین وحسین آن یکے نور دیدۂ نبوی + دان دگر شمع جان
مرتضوی + روی آن جان جان مرتسلۂ بود + گیسوے این نمونۂ شب قدر + آن یکی ماہ آسمان سخا + دان
دگر سرو بوستان وفا + **روایت** ہے، صواعق محرقہ مین ہے کہ ایک سال سالیانہ حضرت امام حسن کا امیر معاویہ
کے پاس سے نہ آیا آپ نے چاہا کہ بطور باد ہی کہ لگے بھیجین پھر رک رہے آنے مین حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کو خواب مین دیکھا آپ نے پوچھا بیٹا حسن کیا حال ہے آپنے عرض کی بخیر ہون مگر سالیانہ نہ آنے
سے تکلیف ہے حضرت نے فرمایا یہ دعا پڑھا کرو کہ تمھاری طرح وہ بھی مخلوق ہے آپ نے فرمایا
تو پھر کیا کرون حضرت نے فرمایا یہ دعا پڑھا کرو کہ حضرت امام حسن نے ایک ہفتہ بھی دعا نہ پڑھی تھی کہ معاویہ
نے پانچ لاکھ اور دس ہزار درم سالیانہ کے حضرت امام کے پاس بھیجدیے پھر خواب دیکھا
حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا حسن ایسا ہی ہو خالق سے امید رکھو اور مخلوق سے التجا نہ
کرے **روایت** لطائف اشرفی مین ہے کہ ایک رات امام حسن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے
پاس بیٹھے تھے پھر آپ نے عرض کی ماں کے پاس جاؤنگا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
فرمایا اچھا جاؤ کہا اندھیرے مین کسطرح جاؤن گا آسمان سے ایک بجلی آئی شاہزادی روشنی مین
اوسکی اپنی والدۂ ماجدہ کے پاس تشریف لے گئے **روایت** ہے کہ حلم آپ کا اس مرتبے
مین تھا کہ جب خلیفہ روی زمین ہوئے ایک دن نماز پڑھتے تھے کہ ایک شخص آپ پر پڑھ بھیجا
اور خنجر مجھوا دیا آپنے سکوت کیا اور فرمایا عراق والا اللہ سے ڈرو ہمارے حق مین ہم تمھارے
امیر ہین اور تمھارے مہمان ہین اور ہم اہلبیت نبوت کے ہین آپ یہ فرماتے تھے اور مسجد مین
کوئی نہ تھا کہ روتا تھا **شعر** عربی رایہ بی سہل باشد جواب اگر مردی احسن الی من اساء **روایت**
کہ ایک روز مروان نے کہ مدینے کا حاکم تھا آپکے درشتی کی آپ خاموش رہے پھر اپنے داہنے ہاتھ
سے ناک پھینکی تب حضرت امام حسن نے فرمایا افسوس تجھ پر کیا نہین جانتا کہ سیدھا ہاتھ

منہ دھونے کے لیے ہو اور بایں ہمہ غلاظت دفع کرنے کو تھا ہے تحیر مردان چپ ہو گیا **روایت** شواہد النبوۃ میں ہے کہ ایکبار حضرت امام حسن و بیٹے حضرت زبیر کے ہمسفر تھے راہ میں کسی باغ میں جا پہنچے ایک درخت کے درخت کے نیچے آپکا فرش لگا اور دوسرے کے تلے ابن زبیر کا بستر بچھا ابن زبیر نے کہا کاش اس پر میں فرمے پھلے ہوتے تو ہم سب کھاتے امام حسن نے پوچھا تم میٹھا کھایا چاہتے ہو ابن زبیر نے کہا حضور ہاں امام صاحب نے دست حق پرست اوٹھایا اور ہونٹوں میں کچھ فرمایا اسی وقت درخت ہرا ہو گیا اور پھل نکلے اور فرمے تازہ تازہ شاداب پھلے فتر بان نے کہا یہ سحر ہے حضرت امام حسن نے فرمایا سحر نہیں بلکہ پیغمبر خدا کی فرزندی کی دعا قبول ہوئی پھر اس پیڑ پر چڑھکر فرمے توڑے اور سب نے کھائی **روایت** لطائف اشرفی میں ہے کہ آپ راہ سفر حج میں پیادہ پا چلتے چلتے پاؤں آپکے ورم کر گئے تھے خادم نے عرض کی گھوڑے سواری کوتل میں ہیں آپ سوار ہو لیں فرمایا نہیں کیا اور فرمایا آج جب منزل کو پہونچو تمہارے پاس ایک حبشی بکھوا تیل لیے آئے گا وہ تیل اس سے پاؤں میں ملنے کو خرید لینا غلام نے کہا کسی منزل میں حبشی دیکھا نہیں آج کہاں سے ملیگا فرمایا دیکھنا ملیگا جب منزل میں پہونچے حبشی نظر آیا آپ نے فرمایا دیکھو وہی حبشی ہے جاؤ جاؤ اس سے تیل خرید لاؤ جب غلام اس حبشی کے پاس گیا حبشی نے پوچھا یہ تیل تم کسکے لیئے خرید کرتے ہو کہا حضرت امام حسن کے واسطے حبشی غلام کے ساتھ آپ کے حضور میں آیا اور کہا میں حضور کا غلام ہوں تیل حاضر ہے منت نونگا مگر میری بی بی کو درد زہ ہے دعا کیجیے کہ لڑکا صحیح و سالم پیدا ہووے آپ نے فرمایا گھر جا خدا تعالیٰ نے تجھے بیٹا دیا کہ سیموں سے ہمسری ہوگا جب وہ حبشی گھر گیا بیٹا ماہ پارہ پیدا ہو چکا تھا **روایت** ہے کی ابو ہریرہ نے دیکھا میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کہ کھولتے تھے دہن مبارک کو امام حسن کے پھر داخل فرماتے تھے زبان شریف اپنی اسکے منہ میں اور فرماتے خدا وندا میں اسے دوست رکھتا ہوں تو بھی اسی دوست رکھ اور اسکو بھی دوست رکھ جو اسے دوست رکھے یہی بار اسطرح فرماتے اور آپ حضرت امام حسن کی زبان اور ہونٹ کو چوستے تھے اور یہ شاہزادی بھوکا پیاسے ہوتی تو آپ ان کے منہ میں زبان مبارک دیتے وہ چوستے پھر دن بھر شکایت بھوک پیاس کی نکرتے **روایت** عبد اللہ بن زبیر کہتے ہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رکوع میں ہوتے امام حسن آتے تو آپ اکی پیٹھ دونوں پیروں کی بیچ میں فرم کر دیتے کہ یہ اس اوجھ سے

اودھر نکل جاتی تھے روایت ہی کہ حضرت امام حسن عورتون کو بہت طلاق دیتے تھے اور انھین کو چھوڑ دیتے تھے جو آپ کو بہت چاہتی تھین صواعق محرقہ مین ہے کہ آپنے نوے عورت سے نکاح کیا اس نیت سے کہ اسی بہانے سے ان عورتون کی نجات ہو اور ساری عورتین بھی اسی امید پر آپ کی نکاح کیطرف راغب تھین ایک دن شیر خدا نے فرمایا اہل کوفہ امام حسن سے اپنی لڑکیون کا نکاح نہ کرو یہ بہت طلاق دیا کرتے ہین اسپر قبیلہ ہمدان کے ایک شخص نے کہا واللہ ہم اپنی لڑکیون کو انھین دیا کرین گے پھر یہ جسے چاہین اور جسے چاہین طلاق دین حضرت امام حسن نے یہ کلام سنکر فرمایا اگر مین جنت کے دروازے پر ہونگا تو اُنکے قبیلے کو پہلے بہشت مین بلاؤنگا

رسول پاک نے بھیجے خدا درود و سلام	علی و فاطمہ حسن حسین پر بھی مدام

مبارکباد دینے حضرت جبرئیل امین کی ولادت کا شہید کربلا کی

ذکر ولادت باسعادت امیر المومنین نور العینین وسلیتنا فی الدارین سیدنا و مولانا وشفیعنا ابو عبد اللہ الحسین رضی اللہ عنہ ملقب آپ کا سید اور شہید الشہدا اور سبط اصغر تھا اور کنیت آپکی ابو عبد اللہ ہے علیہ ہین پانچوین شعبان سن چار ہجری مین بعد دس مہینے تین روز کے ولادت سے حضرت امام حسن کی مدت چھ مہینے کے اندر پیدا ہوئے عجائب آثار وقت ولادت کے ہویدا ہوئے اور کوئی فرزند شش ماہہ سوای آپ کے اور سوائے حضرت یحیی بن زکریا کے زندہ نہین رہا ہی آپ دوازدہ امام مین سے تیسرے امام مین اور شیر خدا کی خلیفہ دوم پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپکی ولادت کی خبر سنکر جناب حضرت سیدہ خاتون جنت کے پاس تشریف لائے اور فرمایا دکھلاؤ میرے بیٹے کو کیا نام رکھا ہے اسما بنت عمیس نے کپڑے مین آپکو لپیٹا ہوا حضرت کی گود مین رکھدیا آپنے داہنے کان مین تکبیر اور بائین کان مین اقامت کہی اور فرمایا علی کہو اسکا کیا نام رکھا ہی شیر خدا نے کہا میری کیا تاب کہ حضور سے سبقت کرکے نام رکھون مگر دل مین تھا کہ حرب رکھونگا آپنے فرمایا کہ مین بھی اُن کے نام رکھتی ہین منتظر وحی کا ہون آنے مین جبرئیل علیہ السلام آئے اور کہا یا رسول اللہ ہان کی بن بچے تھے شبیر شبیر شبرتہ عبرانی زبان ہے عرب اسکی حسن حسین حسن ہے سو حسن بڑے شاہزادے کا نام رکھا نام انکا حسین رکھیے

نسیری صاحبزادی کا نام محسن ہوگا غرض حضرت نے نام انکا حسین رکھا اور ساتوین دن عقیقہ
کیا دو مینڈھون سے اور بعد رسوی سر کے چاندی خیرات فرمائی **قطعہ** ہے گشت از افق طالع
کہ پیش طالع سعدش ✻ کمر را چون تواند بست خورشید جہان آرا ✻ ملک نامد الطفال فلک
رامی دہد منبش ✻ نخوانا بتد ازین ماہے درین گہوارہ مینا **روایت** لطائف اشرفی مین ہے
کہ حضرت امام حسین ایسے حسین اور جمیل و شکیل تھے کہ جسپر آپ اندھیری مین بیٹھے تو چمک اور دمک
پیشانی اور رخسارے اور بیاض گردن سے انکی لوگ دریافت کرلیتے کہ آپ وہان ہین آپ سنکھی
سے لیکر قدم تک ایسے مشابہ تھے ساتھ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسطرح نبی زادے
سینے سے لیکر سر تک ہو بہو بالکل مشابہ تھے ساتھ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے **روایت** ہے کہ
حضرت امام حسین پیدا ہوئے تو حقتعالی نے جبرئیل علیہ السلام کو حضور نبی مین بھیجا کہ میرے حبیب
کو تولد فرزند ارجمند کی مبارکباد دی دو اور اسکی ساتھ حسین کی ماتم پرسی بھی کرو جبرئیل نے آکر حضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسوقت امام حسین کو آغوش نازنین لیے تھے اور انکی حلق نازنین پر نہایت
محبت اور پیار سے لبسے متواتر دے رہے تھے جبرئیل نے پہلے حقتعالی کیطرف سے مبارکباد دی فوراً
اسکیساتھ تعزیت شروع کی کی آپنے فرمایا جبرئیل مبارکباد دی کا سبب تو معلوم ہی مگر یہ تعزیت اور ماتم پرسی
کیا سبب ہے یہ کونسا موقع ہے عرض کی یارسول اس شاہزادی کی حلق تشنہ نورانی پر جگہ آپ بار بار
بوسے دے رہے ہین بعد آپکی اور بعد وفات انکی ماں کی اور بعد شہید ہونا انکے باپ اور بھائی کے اشقیاے
امت خنجر آبدار چلائینگے جنمون کو اہلبیت نبوت کی آتش جور و جفا جلائینگے اور کچھ واقعہ کربلا حضور
نبوی مین عرض کیا آپ سنکر بہت روئے اور شیر خدا علی مرتضی بھی یہان سنکر رونے لگے بقرار ہونے لگے
اور روتے ہوئے حجرے مین سیدۃ النسا حضرت فاطمہ زہرا کی تشریف لے گئے حضرت سیدہ نے فرمایا جبرئیل
آج دن شادی کا نہ غم کا خوشی کا ہے نہ الم کا ہے مجھکو بڑا تعجب ہے کہ اسوقت رونے کا کیا سبب ہے
شیر خدا نے فرمایا بانم حسین کے رونا ہون جی جان کھو رہا ہون اسوقت حق تعالی کیجانب سے حضرت کے
پاس مبارکباد ولادت حسین کی آئی ہے اور بعد مبارکباد کے فوراً جبرئیل نے خبر شہادت
میرے حسین پیارے کی سنائی ہے حضرت سیدہ یہ خبر وحشت اثر سنتے ہی زار زار رونے لگین جون
جون دل سے واسن بھگونے لگین فرمانے لگین بابا جان فاطمہ آپ پر قربان میرے کچھ حسین نے رالعین نے کیا گناہ کیا

کہ بے رحمان اُمت اسکو کربلا مین گھیر کر راہ حق سے منھ پھیر کر تشنہ لب بے آب دوانہ شہید کرین گے
اور خود شادی و عید کرین گے آپ نے فرمایا ای فاطمہ یہ واقعہ ابھی ہو گا بلکہ اُسوقت ہو گا کہ تو مین
رہونگا اور نہ تم اور نہ علی اور نہ حسن حضرت سیدہ نے دوسرے بار آہسرد دل پر درد سے کھینچکر فرمایا
اے مظلوم مادر ای شہید مادر ایسی مادر جب اُس نے مامن نانا مان باپ بھائی نیرے کوئی نہ رہیگے
تو تیری مصیبت پر کون غم کھائیگا شرط تعزیت کی تیری کون بجا لائیگا **بیت** زین مصیبت
دانما برسینہ اسوزان ماست ۔ زین عزا صد شعلۂ غم بردل ریان ماست **رباعی** ہی
کہ جبدم حضرت جبرئیل واسطے تہنیت ولادت شاہ کونین سیدنا امام حسین کے چلے آتے تھے کیا
دیکھتے ہین کہ ایک فرشتہ تخت افلاک سے فرش خاک پر گرا ہوا چیخ مار رہا ہی جان مار رہا ہی جبرئیل
نے اُسکے پاس جا کر دیکھا کہ یہ فطرس نام فرشتہ ہی تسبیح آسمان کا پیشوا ستر ہزار ملائک عظیم الشان کا
جبرئیل نے پوچھا کہ اے فطرس تیرا کیا حال ہے خاک مذلت پر پڑا اسطرح کیون بدحال ہی رو رو کر
عرض کی ای روح الامین ایک فرمان بزدی کے بجا لانے مین ذری سی تجھ سے سستی واقع ہو گئی اُسکی سزا
مجھ سے وہ ساری عبادت اور عزت ہماری کھو گئی برق تحیرت سے پر میرا جل گیا خنجر غضب میری
گردن پر چل گیا ای پیک رب العالمین تم اسوقت کہان سے آتے ہو اور کہان جاتی ہو کہا خواجۂ عالم
حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھر نواسہ پیدا ہوا ہے جسپر ایک عالم نثید ہوا ہے حق
تعالیٰ کا بھیجا آتا ہون اُس شاہزادی کی سبارکباد دینے کو جاتا ہون فطرس نے یہ التجا تمام عرض کی
یا روح الامین للہ مجھ بھی اپنے ہمراہ لیتے چلو اپنے بازو پر مجھی دھرو کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم میری شفاعت فرمائینگے تو پھر ہم وہی پر و بال پاکر اس خاکدان مذلت سے عرش عزت پر اپنے
اوڑ جائینگے جبرئیل اُسے ہمراہ اپنی لیکر حضور نبوی مین آئے اور حال اُسکا کہہ سنایا حضرت صلی اللہ
وارین جان کونین امام حسین کو دین حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تھے آپنے فرمایا ای فطرس
اسپار دنکپنا بس کر نزدیک آ اور اپنے پر و بال اور منھ کو حسین کے پاؤن سے سہلا فطرس قدم مبارک
پر امام حسین کے لوٹنے لگا رو تی رو تی دم گھٹنے لگا پھر اُسنے اپنے پر و بال پاکر پرواز کیا اور اپنے
مقام عزت پر جا پہونچا بعد شہادت حضرت امام حسین کے اس واقعہ پر مطلع ہوا عرض کی الٰہی
کیا ہوتا اگر مجھ اُسوقت خبر ہوتی مین سارے متعلقان اُسکے خاک کربلا پر جا تا اور اُن کے دشمنون

خنجر خونخوار چلاتا ارشاد ہوا ای قنبر اگر تو انکے دشمنوں کو مار کر خاک بن تو سید الشہدا
شربت شہادت کون پلاتا ای قنبر شہادت حسینؑ میری عین رضا تھی اسی طرح
یہی قضا تھی یہین تو میری حبیب ساقی کوثر کا نواسہ اور ایک قطرۂ آب کا پیاسا سا
مارا جاتا سر انکا تن نازنین سے جدا کیا جانا **بیت** زین واقعۂ دیدۂ ملک گر
زین غم دل مہر بخلک بربان ست + **شعر** رسول پاک پہ بھیج اے خدا درود و سلام +
فاطمہؑ حسنؑ و حسینؑ پر بھی ام +

فضائل حضرت شبیر کے خبر دینے میں بطور اختصار اس جا پہ ناصر کچھ

سخنگر بگذر و از چرخ اخضر مپرس بنواز او صفت او باشد و در تو مپرس کمالش گر چہ نزد است ظاہر ہنر
نازمرج اوست قاصر مپرس **حدیث ۱** - فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت
فاطمہ زہرا اور حسنین کے حق مین کہ مین لڑائی کرونگا جو اسے لڑے اور صلح کرون
سے جو ان سے صلح کرے + **حدیث ۲** - فرمایا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
کوئی مجھکو اور میرے نور عینین حسنین اور اُن کے ماں باپ کو دوست رکھیگا تو وہ شخص
ساتھ جنت مین رہے گا **مثنوی لرافمہ بمت ناصرا** رکھ جان وجی سے مہ حسین
فاطمہ حسن و علی سے + انھین کا دو جہان مین ہے سہارا + سوا اُن کے کہان تیرا
خدا کی ناصرا تو نے خطا کی + جفا کی ناصرا تو نے جفا کی + گنوائی عمر ساری لہو مین آہ
راجع ہو اکدم الی اللہ + نجات اپنی اگر تو چاہتا ہو پکڑ کے دامن آل عبا کو + مدینے
ناصر ص بسو تم + الی ما تر قد اللہ ثم ثم + **حدیث ۳** - تفسیر کشاف مین ہے کہ فر
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اے علی پہلے پہل بہشت مین جاؤنگا اور تم اور حسن اور
اور حسینان ہماری سیدے داہنے ہاتھ ہونگی اور باقی صلب اولاد ہماری پیچھے پیچھے ہوگی **حدیث ۴** - فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اے فا
اور تم اور علی اور حسین اور حسنین ایک ہی مکان مین رہین گے **حدیث ۵**
مدارج النبوت مین ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ جب سوال

خدا سے تو سوال کر میرے واسطے وسیلہ لوگوں نے بحوض کی یا رسول اللہ ہمیں آپ کے ساتھ کونسا رہیگا فرمایا علی اور حسن اور حسین **حدیث ۶** - فرماتے ہیں امیر المومنین سیدنا حضرت ابوبکر صدیق کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک خیمہ کے اندر تکیہ لگائے بیٹھے تھے اور خیمہ میں حضرت علی اور فاطمہ زہرا اور حسن اور حسین تھے پس آپ نے فرمایا اے مسلمانوں صلح کرونگا اُس سے جو اہل خیمہ سے صلح رکھیگا اور لڑونگا میں اُس سے جو لڑیگا ان سے دوست ہوں اُس کا جو دوستی رکھیگا اُنسے اُنکو وہی دوست رکھیگا جو نیکبخت اور پاک ذات پاک طینت ہوگا اور ان سے وہی بغض رکھیگا جو کم بخت کم نصیب بد ذات ہوگا **رباعی** کافی بگزین نوجب اولاد رسول + نور منظر رسول حسنین بتول ہم الفت حیدر دل و جان بگزین + تا ثمرۂ ایمان نوگردد مقبول **حدیث ۷** - ہے کہ حضرت امام حسن یا امام حسین مسجد کے اندر آکر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیٹھ پر سوار ہو بیٹھے آپ نے سر نہ اوٹھایا بہت دیر تک سجدے میں رہے اُسکے بعد صحابہ نے عرض حضور کیا آج سجدے میں وحی نو ہمیں نازل ہوئی تھی کہ حضور نے اسقدر تاخیر کی آپ نے فرمایا میرا بیٹا میری پیٹھ پر بیٹھا تھا مجھے ناگوار ہوا کہ جب تک وہ جی بھر کر بیٹھ نہ لے سر اٹھاؤں **حدیث ۸** - فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ حسن حسین سردار ہیں جوانان بہشت کے **شعر** رسول پاک پر بھیج لے خدا درود وسلام + علی و فاطمہ حسن و حسین پر بھی مدام ہا **حدیث ۹** - اُسامہ کہتے ہیں کہ ایک رات دیکھا میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کہ آپ دونوں طرف کو دو میں کوئی شے لیئے اور اوپر چادر لپیٹے گھر سے نکلے میں نے عرض کی حضور کیا چیز ہے آپ نے اُسے کھولا تو امام حسن و حسین تھے دونوں کو لوں پر آپ کے پس آپ نے فرمایا یہ دونوں میرے بیٹے ہیں اور میری بیٹی کے بیٹے خدایا میں ان کو بہت دوست رکھتا ہوں سو تو بھی ان کو دوست رکھ اور اُن شخصوں کو بھی دوست رکھ جو انکو دوست رکھیں + **حدیث ۱۰** - کہتے ہیں کہ پوچھا لوگوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہ اہلبیت میں سے حضور کو پیارا زیادہ کون شخص ہے فرمایا حسن اور حسین اور آپ فرماتے تھے فاطمہ زہرا کو کہ میری دونوں بیٹوں کو بلا یا پس سونگھتے تھے آپ حسنین کو اور اپنے گلے سے اُن لگاتے تھے اور

سینے سے چمٹاتے تھے اسواسطے کہ وہ دونوں پھول آپ کے تھے **حدیث ۱۱** - بریدہ کہتے ہیں کہ ایکدن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خطبہ پڑھ رہے تھے کہ ناگہان امام حسن اور امام حسین دوڑتے سرخ کپڑے پہنے ہوئے اور بسبب صغر سنی کے گرتے پڑتے ہوئے مسجد میں آئے حضرت نے انکو دیکھکر خطبہ موقوف کیا اور منبر سے اتر کر دونوں شاہزادوں کو گود میں لے لیا اور دونوں کو اپنے آگے منبر پر بٹھایا پھر آپنے فرمایا کہ سچ کہا ہے حق تعالے نے کہ مال اور اولاد فتنہ اور محل امتحان ہوتے ہیں میں نے ان دونوں بیاروں کو دیکھا کہ گرتے پڑتے چلے آتے ہیں بسبب کمال محبت کے میرے جی نے نہ مانا آخر میں نے خطبہ موقوف کرکے ان دونوں کو اٹھا لیا **شعر** سپر مرتضےٰ امام حسین ۔ کہ شانش بود دہ در کونین ۔ مصطفےٰ امرور اکشید بدوش ۔ مرتضےٰ پرور یدہ در آغوش ۔ **حدیث ۱۲** - فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ جسنے حسین سے محبت رکھی تو اسنے مجھ سے محبت رکھی اور جسنے حسین سے عداوت رکھی **حدیث ۱۳** فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ جسنے رکھا دوست رکھا حسین کو اسنے دوست رکھا مجھکو اور جسنے دوست رکھا مجھ پس اسنے دوست رکھا حق تعالےٰ کو اور جسنے دشمنی کی حسین سے دشمنی کی مجھ سے اور جسنے دشمنی کی مجھ سے تو اسنے خدا تعالےٰ سے دشمنی کی **حدیث ۱۴** - فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ حسین مجھ سے ہے اور میں حسین سے ہوں دوست رکھے خدا تعالےٰ اسکو جو دوست رکھے حسین کو حسین ایک نواسہ ہے میرے خواسین میں سے **حدیث ۱۵** - سلمان فارسی کہتے ہیں کہ ایک روز پیغمبر خدا کے پاس دونوں حضرت امام حسین اور بالیں زادہ حضرت ابراہیم آپکے صاحبزادے بیٹھے تھے کہ اتنے میں حضرت جبرئیل آئے اور پیغام لائے کہ حق تعالےٰ دونوں کو آپکے پاس نہ رکھیگا ایک کو آپ سے لے لیگا اب آپ ہی دونوں میں سے ایک کو اختیار کر لیجیے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اگر حسین نہوں گے تو میرا دل بھی اُن کے فراق میں چلے گا اور علی اور فاطمہ اور حسن کو بھی بہت رنج پہونچیگا اگر ابراہیم نہوں گے تو مجھے کو زیادہ قلق ہوگا میرا جگر ش ہوگا میں نے اپنا ہی رنج اختیار کیا نہ رنج انکا اور حسین پر ابراہیم کا مرنا قبول کیا پھر اسکے تین دن کے بعد حضرت ابراہیم کا انتقال ہوا پھر جب امام حسین حضور نبوی میں آتے آپ اُن کے بوسے لیتے اور فرماتے اَهْلًا وَمَرْحَبًا بِمَنْ فَدَيْتُهُ بِابْنِي

یعنے مرحبا اے حسین کہ تم پر رہنے بینے ابراہیم کو قربان کیا **شعر** رسول پاک پر بھیجے خدا درود و سلام + علی و فاطمہ حسن و حسین پر بھی تمام + **حدیث ۱۶** کشف المحجوب مین ہے کہ ایک دن امیر المومنین سیدنا حضرت عمر حضور نبوی مین حاضر ہوئے دیکھا کہ جناب امام حسین آپکی پیٹھ پر سوار ہین اور حضرت ایک ڈوری دہن مبارک مین لیے ہین کہ دونون سرے اُس کے باگ کیطرح جناب امام حسین کے ہاتھ مین ہین جناب امام حسین ہانکتے ہین اور آپ زانون کے بل چلتے ہین حضرت عمر فاروق نے عرض کی واہ کیا اچھی سواری ہے حضرت نے فرمایا اور سوار کیا خوب ہے **رباعی** + اے کہ تراست ہم نوداری + آرایش روزگاری + خوبان جہان پیادہ پیشت + اے سروروان تو شہسواری + **روایت ۱۷** کشف المحجوب مین ہے کہ ایک دن ایک شخص جناب امام حسین کیخدمت مین آیا اور عرض کی بہت درماندہ ہون شب قوت کو محتاج ہون اور عیال اطفال بہت رکھتا ہون آپ نے اُسے ٹھہرایا اتنے مین پانچ توڑے دینارون کے حضرت معاویہ نے شاہزادے کے پاس بھیجے آپ نے وہ پانچون توڑے اُس فقیر کو عنایت کیے اور عذر کیا کہ مجھے انتظار مین ان چند دینارون کے بہت تکلیف ہوئی معانی کہ **شعر** ای کہ امام دو جہان بود با حسین آمد کہ جملہ جہان جان بود + ہم حسن و ہم خلق و ہم حلم + ہم لطف و ہمہ جود و ہمہ علم + شب از موے سیاہش تیرہ ماند + زرویش ماہ روشن خیرہ ماند + **روایت ۱۸** سبع سنابل مین ہے کہ ایک دن حضرت امام حسین چند مہمانون کے ساتھ کھانا کھانے کو بیٹھے خادم آپکے شوربا گرم پیالے مین بھر لایا سر خوان پر لاتے ہی اتفاقاً انکا پاؤن خون سے کانپا اور پیالہ سر مبارک پر شاہزادے کے گر کر ٹوٹ گیا اور سب شوربا رخسار و انور پر گرا آپنے تادیب کی نظر سے نہ ازروے غصے کے غلام کیطرف دیکھا خادم نے کہا **وَالْکَاظِمِیْنَ الْغَیْظَ** امام نے فرمایا مین غصہ اپنا گھونٹ گیا پھر خادم نے کہا **وَالْعَافِیْنَ عَنِ النَّاسِ** آپنے فرمایا مین نے تیرا گناہ معاف کیا پھر خادم نے کہا **وَاللّٰہُ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ** آپ نے فرمایا تجھے مین نے اللہ کی راہ مین آزاد کیا اور تیرا سارا خرچ بھی آپنے سر پر لیا **نظم** بدی را سکافات کردن بدی + بر اہل صورت بوجوزی + بعینے کسانے کہ بے پردہ اند + بدی دیدہ نیکوئی کردہ اند + **روایت ۱۹** ہے کہ ایکبار حضرت

امام حسین لڑکون کے ساتھ مدینے کے ایک محلہ مین کھیل رہے تھے اتنے مین حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک کوچہ سے تشریف لائے اور چاہا کہ امام حسین کو پکڑین امام حسین لڑکون کے ساتھ بھاگتے پھرتے تھے کبھی داہنے کبھی بائین ڈر کر جاتے اور حضرت اُنکے پیچھے پیچھے دوڑتے تھے آپ نے فرمایا امام حسین بھاگتے کیون ہو کھڑے کیون نہین ہو جاتے مسافر ادے نے فرمایا نا جانا آپ سے بھاگتا نہین ہون بلکہ آپکے عشق و محبت کو جو میرے ساتھ ہے بھڑکاتا ہون آخر آپ نے اُن کو پکڑا اور خوب گلے سے لگایا اور فرمایا خدایا مین اسے دوست رکھتا ہون تو بھی حسین کو اور اُسکی دوستدارون کو بھی دوست رکھ غیب سے پیغام پہونچا ہے حبیب مین اس جگر گوشے کا تھانے کربلا کے تپتے پر کباب بنائین گے اور قطرۂ آب سے منع بسمل سا تڑپائینگے آخر یہ اور اُنکے باپ اور بھائی تشنہ لب شربت شہادت پیکر آئینگے علی ایک حربہ سے حسن ایک شربت سے حسین ایک ضربت سے

نظم آن یکے را شربت تیغ بلا بر ذوق سر + وان دگر را شربت زہر جفا در کام دل
باخلق تشنہ خود را وقف آب دار + خاک دشت کربلا خون را بخاک گشتہ گل

روایت ۲۰ سبع سنابل مین ہے کہ ایک دن حضرت امام حسین جانماز سوصی پہ کے ساتھ باہر نکلے عمامہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سر پر بندھا اور ذوالفقار علی مرتضیٰ کی کمر مین اور اس ہجوم باہر نکلے جیسے چاند کے ستارون کے درمیان ہوتے تھے اتنے مین ایک اعرابی نے آکر پوچھا کہ یہ کون ہین لوگون نے غرضکی جناب امام حسین ہین حضرت پیر اعرابی نے آکر حضرت سے پوچھا کہ ابی طالب کے بیٹے ہو آپ نے فرمایا ہان پھر اعرابی نے کہا باپ تمھارے تو بڑے خونریز فتنہ انگیز تھے صحابہ نے چاہا کہ اعرابی کو مارین حضرت امام منع کر دی اور فرمایا اسے چھوڑ دو اور پوچھو کہ اے دیہی عرب تجھے غصے سے بھرا گرسنہ ہے تو کھانا کھلاؤن پانی پلاؤن اور اگر جنگل مین چلتے چلتے تھک گیا ہے تو تیری دعا کرون اور اگر تجھ پر کسیکا قرض ہے تو اسے مین ادا کرون اور اگر تیری بی بی سے لڑتی ہے تو صلح کرادون اور اگر اور کوئی صورت ہے تو کہہ کہ تیری مدد کرون اعرابی نے شرمندہ ہو کر سر جھکا لیا اور حضرت کے پیرون پر گر پڑا اور بوسہ دیا اور عذر کیا حضرت امام نے اصحاب سے فرمایا لوگ حلم کے سبب سیاہ رو مین کمین ہوا سے مخالف سے بھی ملتے مین

نظم لمولفہ ناصر احلم کار شیران ست + حسلم بادوستان شیون لست +

علم بانویش و آشنا چہ منزد بہ علم کن با کسے گرد شمن منت بہ روایت ۲۱ - ابن عباس کہتے ہین کہ ہملوگ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس تھے کہ اتنے مین جناب فاطمہ زہرا روتی ہوئی آئین آپ نے پوچھا اے جان پدر کیون روتی ہو اسقدر کیون بیتاب ہوتی ہو آپ نے فرمایا یا جان پدر حسنین و حسین نے پوچھا بہت دیر سے باہر گئے ہین ابتک نہین آئین اور انکے باپ بھی گھر مین نہین ہین کہ انکی تلاش کو جائین اور میرے پاس کوئی آدمی نہین کسکو بھیجین کہان سے لائین آپ نے فرمایا فاطمہ کہان تھا سا احتمال ہے کدھر دھیان ہے حق تعالی اُنپر بڑا مہربان ہے اُنکا نگاہبان ہے پھر آپ اور تھا کرد عا کرنے لگے خداوندا اگر حسن دونون میرے پیارے آنکھونکے تارے در یابین ہو تو اُن کو صحیح کنارے پہونچا نا اور اگر کہین میدان مین ہون تو سلامت گھر لے آنا فوراً جبرئیل نے آکر کہا کہ آپ غم نہ کیجیے حسبطرح یہ دونو دنیا مین بزرگ ہین اسیطرح آخرت مین بھی بزرگ ہین اسوقت دونون شاہزادے خطیرہ بنی النجار مین تھے خق تعالے سے دو فرشتے اُنکی نگاہبانی کو مقرر کیے ہین پھر آپ فوراً وہان سے اُٹھے اور خطیرہ بنی النجار مین جا پہونچے دیکھا دونون بھائی ایک دوسرے کے گلے مین ہاتھ دیے ہوئے بیٹھے ہین اور فرشتہ ایک بازو بنا اُنکے واسطے زمین پر بچھائے ہے اور دوسرے بازو سے اُنکو چھپائے ہے آپ نے جاتے ہی حسن کو اُٹھا لیا اور اُس فرشتے نے حسین کو اور لوگ سمجھے تھے کہ دونون شاہزادون کو حضرت ہی لیے ہوئے ہین ابو ایوب انصاری نے کہا یا رسول اللہ ایک صاحبزادے کو مین لے لون تاکہ حضور ہلکے ہو جائین آپ نے فرمایا چھوڑ دو جسطرح یہ دونون دنیا مین بزرگ ہین اسیطرح آخرت مین بھی بزرگ ہین اور باپ اُن کے انسے بہتر ہین پھر آپنے لوگون سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ بارو خبر دون تمکو کہ بہترین لوگون کا از حیث نانا و نانی کے کون ہے صحابہ نے عرض کی ہان یا رسول اللہ فرمایا حسن اور حسین ہین جو میرے لخت جگر قرۃ العین ہین کہ نانا انکی رسول اللہ ہین اور نانی انکی خدیجہ کبری پھر فرمایا خبر دون تمکو بہترین آدمیون کا از حیث مادر و پدر دون کے کون ہے لوگون نے کہا ہان رسول اللہ فرمایا حسن و حسین ہین کہ باپ اُن کے علی مرتضی ہین اور مان اُنکی فاطمہ زہرا ہے لوگو خبر دون تمکو بہترین آدمیون کے از حیث خال اور خالہ کے

صحابہ نے کہا ہاں رسول اللہ فرمایا نور العین حسن و حسین ہیں کہ ماموں اُن کے قاسم ابن رسول اللہ اور خالہ انکی زینب بنت رسول اللہ ہیں آگاہ کرون تمکو ساتھ بہترین لوگون کے از جہت عم اور عمہ کے صحابہ نے عرض کی ہاں یا رسول اللہ فرمایا میری آنکھون کے تارے حسن و حسین کہ چچا اُن کے جعفر طیار اور پھوپھی اُنکی اُم ہانی ہیں **شعر** کراست درد و جہان ہا چنین شرف جیبے + کجاست درجہ عالم بدین شرف قبیے + عاشقان حسین ذرا سوچنے اور غور کا مقام ہے کہ تھوڑی دیر نور المشرقین حضرات حسنین گھر میں نہ آئے ہو تو جناب فاطمہ زہرا اور حبیب کبریا کا کیا حال ہے کتقدر ملال ہے میدان کربلا کے واقعات اور شاہزادون کے حالات کو دیکھ دیکھ خدا جانے کہ کیسا کچھ صدمہ ارواح طیبات پر ہوا ہوگا **رباعی** زبن بعد خاصہ را ہوش گفتگو نماند + دل چاک چاک گشت کہ جاے رفو نماند + لب تشنہ رفت سانی کوثر از ین جہان + اے آب خاک شو کہ ترا آبرو نماند + **روایت ۲۲** ہے کہ ایک دن شہنشاہ کونین حضرت امام حسین حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس تھے اور جا رہے تھے کہ گھر جائین اور بیمہ پڑ رہا تھا پڑ رہا تھا اس سبب سے جا نہ سکتے تھے بار بار حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا منہ تکتے تھے آپ نے انکو ملول پاکر پوچھا حسین تمہارا حال کیا ہے چہرہ پر اضطراب ملال کیا ہے کہا اسوقت مادر مہربان اور برادر قوت بازوے ناتوان کے دیکھنے کو میرا جی چاہتا ہے مگر کسطرح جاؤن بہت دیر سے مینہ برستا ہے آپ نے دعا فرمائی فوراً مینہ کا برسنا موقوف ہو گیا اور حضرت امام حسین گھر تشریف لے گئے میدان حسین ذرا غور کرنے کا مقام کہ آپ نہ چاہتے تھے کہ ایک دم بھی باران کے قطرات باقطرات اشک کے آپکی آنکھون سے نہین اور بھی باران کے قطرات کا اُن کے بدن پر پڑنا اور اور اُنکے جسم اطہر کا بھیگنا آپ کو ناگوار ہو ہمدم اشتیاقے میدان کربلا بین اُن کو قطرہ آب کو ترسا کے ہر طرف سے باران تیر زہر آلودہ برسا کے سیلاب خون آپ کے سر پر بہایا ہوگا تن نازک کو اُن کے آخر ہے خون سے نہلایا ہوگا کیسا کچھ صدمہ کیسا کچھ ملال حضرت کے دل پر گذرا ہوگا **نظم** گلبرگ سینہ دے از آسیب خار تیر + مانند سیب غنچہ شدہ چاک اے دریغ + از خاک سر و ناز بر آمد کشید و قد +

سر و فرش فروشد و در خاک سے ۱ دریغ + دیدند عرق خون رخ اور املاکہ گفتند در صوامع افلاک ۱ دریغ + روایت ۲۳ - ہے کہ ایک دن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ساتھ یاروں کے جیسے چاند درمیان ستاروں کے کسی کوچہ مین مدینے کے چلے جاتے تھے اُس کوچے مین چند لڑکے کھیل رہے تھے حضرت نے اُن لڑکون مین سے ایک لڑکے کو گود مین اٹھا لیا اور اُسکی پیشانی پر بوسہ دیا اور بہت پیار کیا صحابہ نے عرض کی حضرت ہمین بڑا تعجب ہے یہ کون لڑکا ہے اسکو اسقدر پیار کرنے کا کیا سبب ہے آپ نے فرمایا یارو سبب اس پیار و محبت کا ہمارے ساتھ اس لڑکے کے یہ ہے کہ ایک دن دیکھا مین نے کہ یہ لڑکا میرے پیارے حسین کے ساتھ کھیل رہا تھا اور قدم خاک حسین کو لے لے کر اپنی آنکھون پلکون تھا مین اُسی دن سے اس لڑکے کو دوست رکھتا ہون اور کل قیامت مین اسکی شفاعت کرون گا اور اسکے ماں باپ کو بخشوا کر داخل جنت کرونگا نظم ب کیمان پے شفاعت من + مگر در گناہ و طاعت من + گر نہ تم را دوست تو + ہستم ز عاصیان امت تو + روایت ۲۴ - لطائف اشرفی مین ہے کہ ایک دن حضرت امام حسن اور حسین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے باہم کشتی لڑ رہے تھے اور جناب حضرت فاطمہ زہرا بھی تشریف رکھتی تھین حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بڑے شاہزادے کو فرمایا حسن حسین کو پکڑ حسین کو پکڑ حضرت شیدہ نے نہ مانا بابا جان آپ بڑے کو فرماتے ہین کہ چھوٹے کو پکڑے آپ نے فرمایا کہ جبرئیل حسین کو کہہ رہے ہین کہ حسن کو پکڑ و روایت ۲۵ - عیون الرایض مین ہے جناب حضرت امام حسین فرماتے ہین کہ ایک دن مین اپنے جد بزرگوار کے حضور مین گیا ابی بن کعب حضرت کے پاس بیٹھے تھے آپنے مجھے دیکھکر فرمایا مرحبا بحبیبک یا ابا عبداللہ یا زین السموات والارض مرحبا ای حسین لے رونق آسمان و زمین کے ابی نے کہا یا رسول اللہ آپ کے سوا اور کسی سے بھی رونق و آرایش آسمان و زمین کی ہوئی ہے آپ نے فرمایا اے ابی قسم خدا کی کہ حسین کی بزرگی آسمان مین دنیا سے زیادہ ہے اور نام احکا عین مضامین مصابیح ہوا اور سفینہ نجات مین لکھا ہے نظم باغ بہشت وصف وجمال محمد ست +

تم رسل صفات کمال محمد ست + اے توشہ گنا ہ زطوفان غم سترس + کشتی نوح عصمت آل محمد ست + روایت ۲۶ - ہی کہ جب حق سبحانہ تعالیٰ نے مخلوقات کو پیدا کیا کتم عدم سے بوجود لایا اسکو خطاب ہوا ای بہشت تو مقام میرے عشاق اور محبین کی اور مسکن فقرا اور مساکین کی ہوگی بہشت نے بادل مغموم عرض کی خداوندا میں راضی ہوں اگر اس حسن خوبی کے ساتھ تو مجھے عدم سے وجود میں لاتا مگر مجھے مسکن فقرا اور مساکین کا بنایا ہوا ہے بہشت کہا تو راضی نہیں ہے کہ حسن و حسین کو بناؤنگا ارکان کی آرائش فرماؤنگا اور اپنے عرش کے دونوں گوشوارے حسن و حسین سے تیرے ارکان کی آرائش فرماؤنگا اور اپنے عرش کے دونوں کسی چیز کی نہیں متقاضی ہوں سبحان اللہ اگر بہشت ہے تو آرائش اسکے ارکان کی حسن و حسین ہیں اگر عرش الٰہی ہے تو گوشوارے اسکے حسن و حسین ہیں اور اگر دل مومنان ہے تو روشنی اور سکی محبت حسنین ہے **متن** لولفہ محبت اہل بیت مصطفےٰ کی سبب ہے بخشش جرم و خطا کی + دو دونوں مصطفےٰ کے نور عینین + شفیع عاصیان حضرات حسنین + محبت کا انھیں کے ہے سارا + سوا اُن کے نہیں ہرگز گذارا + روایت ۲۷ - ہے کہ ایکبار حضرت آدم نے حوا کے حسن و جمال کو دیکھکر فرمایا کہ اے خواجہ تعالیٰ نے تیری ہی سے حسین زیادہ کسکو پیدا نہیں کیا ہے کسی جہان دو عالم کو تجسا جمال نہیں دیا ہے جبرئیل امین کو حکم ہوا کہ ذرا آدم و حوا کو بہشت سے فردوس اعلیٰ امین لیجاؤ اور دہا کی اگو سیر کرائو آدم و حوا جبرئیل کے ساتھ فردوس اعلےٰ میں آئے دیکھا ایک شاہزادی سونے کے محل میں بڑی شان و شوکت سے مسند زرنگار پر تکیہ نورانی لگائے بیٹھی ہے اور ایک تاج نور کا اسکے سر پر ہے اور دو گوشوارے نور کے ایسے اُن کے کانوں میں لٹک رہے ہیں جنکی چمک سے ساری در و دیوار اور تمامی گل و گلزار جنت کے چمک رہے ہیں حضرت آدم و حوا نے کہا اللہ رے حسن اللہ رے جمال اللہ رے شان اللہ رے جمال پھر نہایت متحیر ہوکر جبرئیل امین سے پوچھا کہ یہ کون شاہزادی ہے کسکی صاحبزادی ہیں کہ جسکے نور سے سارا باغ جنت نور علی نور ہو رہا ہے جو ان بہشتی کے دلوں میں سرور ہو رہا ہے وہ دونوں گوشوارے ایسے چمک رہے ہیں

تنکے فورسے گل ہوئے چمک رہے ہے جبرئیل نے کہا محمد سوئہ سبحان سید نان مریم حرمہ عصمت
وجلال آسیا جملہ احسن وکمال عورس کم حیا زنانون سرا پردہ انوار فاطمہ زہرا بتول بنت
حضرت محمد رسول مین مین پھر پوچھا انکے سر پردہ تاج کیسا ہے کہا یہ تاجدار سورہ انی شہسوار
عرصہ لافتی وصی مصطفے شفیع ولا علی مرتضی انکے شوہر مین تاج ولایت کے گوہر مین پھر پوچھا دو
دولون گوشوارے کیسے ہین کہا یہ انکے دونون فرزند پیارے انکھون کے تارے حسن
شہادت کے سنارے حسن وحسین آدم نے کہا اے جبرئیل کیا یہ لوگ میرے پہلے پیدا کیے
ہوئے کہا اے آدم یہ لوگ علم الہی مین چار ہزار برس تمہارے خلقت سے پہلے موجود تھے
شنول بذکر معبود تھے قطعہ آدم کہ خاندہ بر سر کوی تو ساختم ۲ آدم ہنوز محرم خلد برین نبود
آدم کہ بیار است در آمد بہ جبرئیل بر خوان ما رحمت ما بین بنود ۲ روایت ۲۸
ہے کہ ایک اعرابی ہرنی کا بچہ شکار کرکے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ہدیہ لایا
آپنے اُسے قبول فرمایا انہی مین شہنشاہ زمن امام حسن مسجد مین دوڑتے آئے اور اُس آہو بچے کے
لینے کا قصد کیا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہ بچہ جگر گوشہ امام حسن کو دیدیا تھوڑی دیر
کے بعد چھوٹے شاہزادے حضرت امام حسین تشریف لائے دیکھا کہ بڑے بھائی ایک ہرنی کا بچہ لیے
لیے کھیل رہے ہین پوچھا اے بھائی آپنے یہ آہو بچہ کس سے لیا ہے فرمایا مجھے میرے نانا جان
نے دیا ہے صاحبزادے مسجد مین گئے اور حضور نبوی مین التجا لائے یا جدا نانا میرے
بھائی کو آپ نے آہو بچہ دیا مجھے نہین اس بات کو صاحبزادی نگار کیے جاتے
تھے اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُنکی تسلی اور داری فرماتے تھے کبھی گود مین لیکر
مسجد مین ٹہلاتے تھے کبھی پچکار کر باتون مین بہلاتے تھے صاحبزادے نے کہا مین یہ سب کچھ نہین
جانتا ہون ان باتون سے کب اٹھتا ہون مجھے بھی آہو بچہ دیجیے باین تشفی کی نہ کیجیے جبتک کہ ترسیبا تھا
کہ حضرت امام حسین رو مین دامان نبوی آنسو سے بھگو مین کہ ناگاہ گوشہ مسجد سے ایک ہرنی
دوڑتی آئی اور ایک بچہ بطور ہدیہ کے حضوری مین لائی اور بزبان فصیح وکلام ملیح عرض کی یا
رسول اللہ میرے بھی دو بچے تھے ایک کو قزاق صیاد نے شکار کیا اور آپکے حضور مین ہدیہ
بھیجا اور ایک میرے پاس رہ گیا تھا کہ میرے دل کی ٹھنڈک اور آنکھون کے تارے تھا اسوقت مین

دودھ پلا رہی تھی اُسی سے دل لا رہی تھی اتنے مین غیب سے آواز آئی کہ اس بچے کو اپنی گود پر دھر کے اور حضور نبوی مین دوڑی جا اُسے ہدیہ کر اسواسطے کہ حسینؑ کی پاس کھڑے ہین آہو برہ کے لیے روٹھے ہین اڑے ہین آہو برہ کیواسطے عنقریب رویا چاہتے ہین دامان نبوی کو اشک سے بھگویا چاہتے ہین اگر حسینؑ دینگے تو حاملان عرش اپنے سیلاب اشک مین عرش اعلی کو ڈبو دینگے سو دوڑی جا اور قبل اسکے کہ اونکی آنکھین ڈبڈبائین آنسوؤنکے رخسارے پر آئین یہ آہو برہ اونکی خدمت مین پہونچا یا رسول اللہ مسافت بعیدہ پل بصرمین مین نے طے کی ہے گویا زمین میرے جلد پہونچنے کو سمیٹی گئی ہے الحمد للہ مین آئی اور ابھی تک اونکی آنسو بہے ہین اور بچہ آپ سے طلب کر رہے صحابہ نے کہا اللہ اکبر امام حسینؑ کا یہ حال ہے خدا کے سامنے اونکا یہ جلال ہے حضرت نے ہرنی کو دعا دی اور وہ آہو برہ امام حسین کے حوالے کیا دونون شاہزادے آہو برہ لیے گھر مین گئے اور والدہ ماجدہ کو اس قصے سے آگاہ کیا یا رونکو سقام سے بیان تو ملائکہ مقربین و رسول ارباب العالمین کا دل دکھتا تھا کہ ایسا شہ کہ جسکے حسین پر اشک جاری ہو حالت گریہ اُنکو طاری ہو اور یہان اشقیا نے سیلاب خون کا اُن کے رخسارہ انور پر بہا یا زمین کو دریای خون مین نہلایا **نظم** ؎ نے کہ بوسہ گہ شاہ انبیا باشد ؎ بخاک و خون شدہ پنہان کجا روا باشد ؎ کسے کہ چشمۂ کوثر عطاے جدوی ست ؎ بر شت کرب و بلا تشنہ لب روا باشد ؎ روا بود کہ جگر گوشۂ رسول خدا ؎ فتادہ غرق بخون سر ز تن جدا باشد ؎ **روایت ۲۹** — راویان اخبار صحیح و صاحبان السیر لکھتے ہین کہ ایکبار سبط ابرار رسول پروردگار صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم جہاد مین تشریف لے گئے تھے اور شیر خدا حضرت مرتضی بھی آپ کے ساتھ رونق افروز ہوئے تھے اس روان مین نور مشرفین حضرت امام حسین تنہا گھر سے نکلکر کسی باغون مین خرمے کے جاڈون پر پڑے بنظر تفریح ہر درخت اور گل بوٹون کے پاس جاتے اور صنایع رنگا رنگ الہی کے ملاحظہ فرماتے تھے کہ اتنے مین ایک شخص نیک انجام صالح نام اُس باغ مین آیا شاہزادہ امام حسین کو دیکھا حسین خوشرو خوشخو پاکر گود مین اٹھا کر گھر لا کر چھپا کر یہان حضرت سیدہ کا یہ حال تھا کہ جیون جیون دن بڑھتا تھا امام حسینؑ کے آنے سے رنج و غم گھٹتا تھا **راوی** کہتا ہے کہ حضرت سیدہ ؎

ستر بار در حجرہ پر آکر پھر گئیں کوئی نہ ملا اُس امام حسینؑ کی تلاش کو بھیجیں جی بیتاب ہوا نہایت اضطراب ہوا مجبور ہو کر زار زار رو کر امام حسن سے فرمایا بیٹا نہیں جانتے حسینؑ کو جان ملتی ڈھونڈھو اُ حسین بن میرا دل ڈوبتا جاتا ہے جی اُبلا آتا ہے امام حسینؑ بھائی کی جستجو میں گھر سے چلے جس گلی میں مدینے کی آتے ایک آہ سرد دل سے پُر درد سے کھینچکر فرماتے شعر دل ما تمام بردی تو رنج خود نمائی ما ۔ بہ کجائی جریم ای جان زکہ بہ سمت کجائی ۔ اسیطرح با دیدۂ گریان و سینۂ بریان تمامستان میں جا پڑے بھائی کے فراق میں ایک عالم جدا طاری تھا اور زبان پر ہر وقت یہ کلام جاری تھا نظم لولفہ کجائی ای حسینؑ من کجائی ۔ کجائے نور عین من کجائی ۔ سرور دلدین من کجائی ۔ ببین این سوز عین من کجائی ۔ ز ہجرت سینہ ام آنگار تا کے ۔ خلیدہ در دلم این خار تا کے ۔ ناگاہ ایک ہرنی منتظر آئی امام حسین نے بیتابی میں اُس سے یہ بات فرمائی ای ہرنی میرے بھائی حسین کو پہچانتی ہے کچھ نشان بتا جاتی ہے ہرنی زبان فصیح بولی ای نور دیدۂ مصطفےٰ ای سرور سینۂ مرتضیٰ اس شہر کے باغ خوبی تو نہال کو صالح یہودی لے گیا ہے اور اپنے گھر میں چھپایا ہے حسنؑ نے صالح گھر آواز دی صالح گھر سے نکل آیا آپ نے فرمایا ای صالح میری بھائی حسینؑ کو جلد حاضر لا ورنہ اپنی ماں سے کہدونگا نانا دعا سے کہدونگا تو روئے میں پر ایک جہود نہ رہیگا کفار کا وجود نہ رہیگا اور اپنے باباجان سے کہدونگا تو ذوالفقار حیدری لیکر ایسے وار کریں کہ ہزار دن کفار مرینگے اور اپنے ناناجان سے کہدونگا کہ زمین پھٹ جائیگی ساری دنیا اُلٹ جائیگی صالح آپکی باتوں سے متحیر ہوا اور عرض کی صاحبزادے آپکی ماں کون ہے فرمایا خاتون جنت بی بی عصمت و حیا اور سادات مخزن کرامات فاطمہ زہرا ہیں صالح نے کہا آپ کے باپ کا کیا نام ہے فرمایا شیر خدا ابوالائمہ مصطفےٰ صدر صفہ صفا علی مرتضیٰ ہیں پوچھا ناناجان آپ کے کون ہیں فرمایا انیس الغریبین رسول رب العالمین حبیب خدا احمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں اس کلام مجد نظام نے آپ کے صالح کے دل میں ایسا اثر کیا کہ دونوں عالم سے اوسے بیزار کیا زنار کفر توڑ کر ہاتھ جوڑ کر پیروں پر شاہزادے کے گرا زار زار رونے لگا کف یا کو آب دیدہ سے بھگونے لگا عرض کی شاہزادے بسلے مجھے مسلمان کیجیے تب اپنے بھائی حسینؑ کو مجھ سے لیجیے شاہزادے نے صالح کو فوراً مسلمان کیا پھر اُسنے

گھر مین سے حضرت امام حسین کو لاکر امام حسین کی گود مین دیا اور آپ مسلمان جاکر بیت شکر
پروردگار ادا کیا اور ایک طبق دینار و درہم کا نثار سر کے سر پر نثار کیا پھر دونون شاہ
وہان سے گھر تشریف لائے دوسرے دن صالح سر سبو دیون کو مسلمان کرکے دمجرہ سید النسا
پر آیا نہ روجواہر بے حساب ہدیہ لایا بی بی سفیہ کو چوکھٹ رہتا تھا اور سر کو پتھر دن سے کچلتا تھا
اور کہتا تھا یا سید النسا یا دختر مصطفے صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم مجھ سے بڑی خطا ہوئی کہ آپ کے
لعل علی مرتضی کے فرزند کو جنے اپنے مکانین چھپایا آپ کا دل نازنین دکھایا اس حرکت
سے پشیمان ہوا کافر تھا پر اب مسلمان ہوا آپ میرا قصور معاف کیجیے آئینہ دلکو غبار ملال سے
صاف کیجیے حضرت سیدہ نے فرمایا کہ مین نے اپنے حصے کی تیری خطا معاف کی مگر یہ دونون
فرزند دلبند شیر خدا کے ہین اُنکے پاس جاکر عقدت کر اپنی خطا کی طلب مغفرت کر جب شیر خدا
لڑائی سے آئی صالح آپ کے پاس آیا اور سارا احوال کہ سنایا آپ نے فرمایا مین نے اپنے حصے
کی تیری خطا سو درگذر کیا مگر یہ دونون شاہزادے پیغمبر صاحب ریحان ہین دل و
جان مین حضرت کے پاس جاو اور اپنی خطا مجتبوا صالح روتا ہوا آنسوؤن سے منہ دھوتا ہوا
حضور بنوی مین آیا اور مفصل حال کہ سنایا اور عرض معذرت زبان پر لایا حضرت صلے
اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا اے صالح مین نے اپنا حصہ بخشا یا تیرا گناہ معاف کیا مگر یہ دونون
خدا کے برگزیدہ مین پیارے ہین چرخ امامت کے ستارے ہین اب نو بارگاہ احدیت مین التجا کر
قبول معذرت کی دعا کر صالح کو یہ کلام سنکر کیفیت عجیب طاری ہوئی بنا بیقراری ہونے
لگے پھر مین آیا سیلاب خون دیدہ سے میدان کو گلزار بنایا کہتا تھا الٰہی مین نے تراگناہ کیا
نامہ اعمال کو اُس حزن نے ادبانہ سے سیاہ کیا اب میرے حسبہ دیدہ اعمال کو آب
مغفرت سے دھو دے پھر غفران مین مجھے ڈبو دے گویا ہی یا رب مدعا تو عذر خواہ
آمدہ ام + بکریختہ بودہ ام براہ آمدہ ام + اکنون ز پئے عذر گناہ آمدہ ام + بنگر کہ باحال
تباہ آمدہ ام + اسیطرح سترہ دن رونا رہا جان کھونا رہا اٹھارہ ین دن جبرئیل آگئے پروردگار
رب العالمین کے آئے اور پیغام باسی لائے کہ اے حبیب من اب صالح کو صبر آگیا
بلا لیجیے اور اوسکو دلاسا دیجیے مین نے اُسکو بخشدیا گناہ اوس معاف کیا رہا ہی

باز آ باز آ ہر آنچہ ہستی باز آ + گر کافر گبر و بت پرستی باز آ + این درگہ ما درگہ نومیدی نیست + صد بار اگر توبہ شکستی باز آ + مہمان حسین غور کرنے کا مقام ہے کہ وہاں ایک کافر حضرت امام حسین کو ناوانستگی سے گود میں اٹھا کر گرے گیا اور چھپا رکھا نہ تو منہ پر طمانچہ مارا نہ کوئی بات سخت کہی پھر اس فعل سے پشیمان ہوا کھڑھوا مسلمان ہوا پھر اسقدر پریشان ہوا کوہ محبین حیران ہوا بنا دسکی توبہ قبول ہوئی اور یہاں استان کلہ گوئے دیدہ و دانستہ مرتضی کے امام حسین کو زہر اہلاہل پلایا اور انکی جگر کو ہقاد ٹکڑے کر کے خاک میں ملایا بلو فاطمہ ہرا کے دلارے امام حسین کو مع چھتیس زخم دشمن بوجہ کربلا میں بے آب و دانہ بھکایا اور اس سلطان تخت کبریائی کو خاک و خون میں سلایا اُن انتقیا کا کیا حال ہوگا **نظم** ای کمر بستہ بجز بدی اولاد رسول + بیخت آخر زخدا و ندجہان شرم نبود + بیچ اندیشہ گردان کہ سوء التقلبین + از پے حرمت ایشان چہ وصیت فرمود + آہ از آن دم کہ کشد رخت فلانے تو دارد + مصطفے لبر تو عضبناک و علی خشم آلود + **شعر** رسول پاک پہ بھیج ای خدا درود سلام علی و فاطمہ حسن و حسین پر ہمی مدام + **روایت ۳۰** + ہے کہ ایک دن جناب حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت فاطمہ زہرا کے گھر تشریف لائے ناگاہ نور عین حضرت امام حسین کے سونے کی آواز گوش مبارک میں آئی آپکا دل بیتاب ہوا طبیعت گھبرائی بے قرار ہو کر فرمایا اے فاطمہ کیا تم نہیں جانتی ہو کہ جب میں حسین روتے ہیں تو ہمارا دل دکھتا ہے ہم بیتاب ہوتے ہیں مار و غور کرنیکا مقام ہے کہ ذرہ سے رونے پر انکے تو حضرت کا دل بیتاب ہوتا ہے آپ کو اسقدر اضطراب ہوتا تھا جسدن اشقیانے گلوے تشنہ پر انکے جو بوسہ گاہ حضرت تھا خنجر چلایا ہوگا دل نازنین پر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کیا کچھ صدمہ نہ آیا ہوگا **غزل آدم** درین غرابنم دغصہ مبتلاست + کشتی نوح غرقہ طوفان ابتلاست + بان آ خلیل آتش نمرود دیدہ + این شعلہ ایست کہ در جگر شاہ کربلاست + زنگین چراست پیرہن موسوی زنیل + وزدست غصہ چیہ عیسے چرا قباست + گویا برائے ماتم سلطان دین حسین حسین + چندین خروش و ولولہ در جنبل انباست + ابنا غسم ز برائے دل مصطفے خورند + آن خود چہ حسرتست کہ در جان مصطفے است + گر مرتضے گرید

ازین عضہ درخورست + در فاطمہ نالد ازین سالہا دست + روایت ۳۱ - ہے
کہ حضرت معاویہ نے اپنے مرتے وقت یزید پلید زادہ ورگاہ کو بلاکر دربارہ تعظیم و توقیر
حسن سلوک اہلبیت اکرام خصوصاً دونوں امام عالیمقام کے بہت تاکید کی بہت سمجھایا
نہایت تدبید کی اور بہت سے فضائل حضرات حسنین کے بیان کیے بجملہ ان کے یہ
بھی کہا کہ ای بیٹا ایک دن جناب حضرت پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت فاطمہ زہرا
کے گھر تشریف لائے حضرت سیدہ کو غمگین دیکھکر پوچھا جان پدر کیون روتی ہو اسقدر کہ تنین دن سے
ہوتی ہو فرمایا بابا جان نور عینین حسن وحسین کہین گئے ہین ایام گرمی کے ہین تمام مدینے
مین مین نے تلاش کروائی پتا نہین ملا حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے ہمراہ لیکر میدان
کیجانب چلے منظم اشک آنکھون سے رواں تھے پیہم آہ کے ساتھ اٹھاتے تھے قدم + دسدم
کرتے تھے افسوس کہکا + اسطرح مانگے تھے دعا + یا الٰہی مرے دلبر کی خیر + خیر سوا اس
مہ انور کی خیر + فاطمہ کی مین امانت پاون + گھر اسے لیکے سلامت جاؤن + ناگاہ ایک
مرد اہانظر کیا آپ نے اس مرد اہے سے نشان شاہزادونکا پوچھا اسنے عرض کی
یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دو لڑکے ماہ پارے مرغ حسن وجمال کے تارے
روشن جبین ہے حسین اسطرف کو گئے ہین آپ نے اسطرف جاکر جو دیکھا تو دونون شاہزادے
شاہزادے درخت ارا ک کے تلے سوتے تھے اور جبرئیل علیہ وآلہ وسلم انکو دا سلی دیکھا
جھل رہے تھے پیارے ہاتھ سے انکے قدمون مل رہے تھے انہیے دونون شاہزادون کو اپنی گود مین
اٹھالیا گلے سے لگا کر لوسے دیے پیار کیا پیار کیا تھوڑی دیر کے بعد جاگے اور گود مین حضرت صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کی بیٹھکر رونے لگے بھوک پیاسے بیقرار ہونے لگے آپنے فرمایا یہان کھانا نہین ہے
گھر جائینگے تو جو مانگو کھلائینگے دونون بھائی بھوک سے رونے لگے دامان حضرت ہلانے
نور اجبرئیل علیہ والسلام ایک خوانچہ طعام سے بھرا ہوا بہشت سے لائے دونون بھائیون نے
خوب سیر ہوکر کھائے پانی مانگا ارا ک کے درخت سے آب سرد اور صاف نکلا دونون
بھائیون نے خوب آسودہ ہوکر پیا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دونون شاہزادون
کو اپنے کاندھے پر رکھکر واہ فرمایا کیا اچھے دونون سوار ہین اور اسی طرح گھر لائے

حضرت سیدہ کے حوالے کیا شعر رسول پاک بھیجے لے خدا درود وسلام ✤ علیؑ و فاطمہ
حسنؑ و حسینؑ پر بھی مدام ✤

لیئے آغوش میں شبیر کو کیوں روتی ہیں حور | خبر انکی شہادت کی مگر جبریل لاتا ہے

اب یہاں سے وہ حد تین درد و غم آمیز اور روایتیں رقت انگیز لکھی جاتی ہیں جو نور عین سکینہ کو مین حضرت امام حسین کی شہادت کی جز سنائی ہیں کیا کیئے شہادت کا نام لیتے ہوئے جگر کٹ جاتا ہے رنگ چہرے کا فق ہوا جاتا ہے قلم تصر کو بحر ہے سکتا ہے قلم کاغذ کا ساتھ نہیں دیتا ہے قطعہ ہی ترسم کہ انور دقت تحریر بہ زبان زآتش بحرت بسوزد ✤ وگر تحریر خواہم آن زمان ہم قلم در شیشگاندد کاغذ بسوزد ✤ سیاہی غم سے سیہ پوش ہے قرطاس الم سے بدہوش ہے دفتر فارسی کہیاں خبر شہادت کی گویائی ہے اور نہ سامع کو قوت شنوائی ہے بیت یاد کہ باسا سخن مینت زمان راہ ✤ بربست غم دغصہ رہ نطق و بیان را یکجا بھام کر اگر حرف شہادت لکھا جاتا ہے تو فوراً سیلاب اشک سے دھلا جاتا ہے اور کیون نہو اجز شہادت ایک حادثہ فجاعت انگیز اور یہ حال سراپا ملال ایک عبرت انگیز ہے قطعہ زدست گریہ کنا بن غیتو انم کرد ✤ کہ می نویسم و مسطور میشود فی الحال ✤ زآہ فالہ حکایت نمیتو انم کرد ✤ کہ صد گرہ بزبان می فتد بوقت مقال ✤ روایت ہے حضرت شیر خدا داماد مصطفےٰ علی مرتضیٰ فرماتے ہین کہ اگرچہ ہمپر بہت بڑے بڑے رنج و غم آئے ہین مگر درحقیقت مین نے تین صدمے بہت بڑے اٹھائے ہین جنکے بارے میری پیٹھ ٹوٹ گئی ایک تو جد حسین شفیع کونین سلطان انس و جان نبی آخر الزمان کا میرے روبرو انتقال فرمانا دوسرے مادر حسین سیدہ دارین جان مصطفےٰ فاطمہ زہرا کا میرے سامنے دنیا سے اٹھ جانا تیسرے قرۃ العین نور شرفین امام حسین کی شہادت کی جز اپنی زندگی مین پانا ان تینون صدمون سے میرا دل پارہ پارہ ہے گر کیا کیجے مشیت ایزدی سے کیا پارہ ہے پارہ حضرت شیر خدا تو پانچ صدمات کا حال یون بیان فرماتے ہین شہید کربلا مین وارد حالت تنہائی اور بیکسی اور بے بسی مین کہ دس صدمے متواتر اٹھائے کیا کچھ صدمہ گذرا ہوگا پہلے جد بزرگوار

رسول پروردگار کا سایۂ مرحمت سے اٹھ جانا دوسرے والدہ غمگسار کا روبرو فضا کر جانا
تیسرے صدیق یار غار کا وفات پانا چوتھے عمر فاروق دلدار کا انتقال فرمانا پانچوین عثمان
غنی شریک درد و آزار کا مارا جانا چھٹے پدر بزرگوار غمخوار کا سامنے شہید ہو جانا ساتوین در
قوت بازوے ناتوان اور وفادار کا دم بھر مین زہر سے لوٹ پوٹ ہو جانا آٹھوین حال اپنی
شہادت کا متواتر حدیثون مین پانا نوین سارے اقربا اور جگر گوشگان و شیر خوارون
کا سامنے تڑپ تڑپ کے گلا کٹوانا دسوین محرم کو غلا وہ این سب صدمات کے سراپا
اپنے جسم نازنین کا مارے زخمون کے سوراخ سوراخ ہو جانا آہ آہ اللہ اللہ معظم در پیا
فتنہ موج زد و دشمنان چو سیل + خود ان بران امام وفادار ریختند + پرہاے بلبلان
سخن گوے سوختند + خونہای طوطیان شکر گزار ریختند + ہر سوئہ کہ بود زبانی مرتضیٰ
ہمچون شگوفہ بر سر خار ریختند + آن سرو بوستان امامت ز پا فتاد + حوران سرشک
بر گل رخسار ریختند + مرغان کربلا زپے ماتم حسین + خون بر لب فرات ز منقار ریختند

حدیث ۲ - ام الفضل بنت حارث حضور مین حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آئین اور
کہنے لگین یا رسول اللہ مین نے آج کی رات ایک بڑا خواب دیکھا ہے آپ نے فرمایا کہو کیا ہے
ام الفضل نے کہا حضور وہ بہت بڑا خواب ہے مین کہہ نہین سکتی آپ نے فرمایا کیا ہے کہو کہا
کہ دیکھا مین نے کہ گویا ایک ٹکڑا آپکے بدن مبارک سے کاٹا گیا ہے اور میری گود مین رکھا گیا ہے
پس حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تو نے بہت ہی اچھا خواب دیکھا ہے خدا نے
چاہا تو فاطمہ کے ایک بیٹا ہوگا اور اُس بیٹے کو تیری گود مین بسبب قرابت کے پرورش کے
لیئے رکھین گے پس حضرت امام حسین پیدا ہوئے اور جب فرمانے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کے میری گود مین رکھے گئے پس ایک دن مین حضور نبوی مین آئی اور امام حسین کو
آپ کی گود مین رکھدیا اور حضرت کیطرف سے مین نے اور طرف ذری سی آنکھ پھیری پھر
جو میری نظر آپ پر پڑی تو کیا دیکھتی ہون کہ دونون آنکھون سے میری برابر آنسو بہہ رہے ہین
مین نے عرض کی یا رسول اللہ مان باپ میرے حضور پر قربان ہون آپ کیون رو رہے ہین
اسقدر میتاب ہو رہے ہین فرمایا میری پاس جبرئیل آئے اور مجھے خبر دی کہ عنقریب میری

اُمت اس میرے بیٹے کو شہید کرینگے پس بیٹھے متعجب ہوکر عرض کی حضور اس شہزادے کو فرمایا ہان اور وحی ہے مجھے جبرئیل نے مُرغ ٹمی اُسکے قتل کی اور ایک روایت مین ہے کہ یہ واقعہ حضرت امام حسین کے چار مہینے کے سن مین ہوا تھا امام المفضل کہتی ہین کہ اُسوقت شاہزادے کے منہ سے رال بھی ٹپکی اور ایک فطرہ اسکا حضرت کے جامے پر پڑا اور آپ نے اپنا صاحبزادے کے حلق پر ملے تھے اور متواتر بوسے دیتے تھے تھوڑی دیر کے بعد مین نے جھون کے حضرت کی آغوش مبارک سے اُنکو اُٹھا لیا صاحبزادے نے رو دیا آپ نے فرمایا اے ام الفضل آہستہ اور ہولے ہاتھ سے اسکر لیا کر اور اپنے تکلیف مزاکر اسواسطے کہ یہ رنج جو میرے جگر گوشے کو پہونچا کس چیز سے دفع ہوگا اور یہ صدمہ جو اُنکی قلب کو پہونچا کون شے سے رفع ہوگا اتنے مین حضرت جبران ہین او پیغام باری لائی کہ اے حبیب من ذری سے رونے سے حسین کے آپکو اسقدر درد ہوتا ہی ملال ہوتا ہی دل نازنین آپکا بیحال ہوتا ہی مسبدم طلق تشنہ پر اُنکی خنجر آبدار چلائینگے اور تن گلگون کو اُن کے اُنھین کے خون مین نہلائینگے اور اُن کے سر کو تن سے دور کرینگے مسبم نازک کو اُنکی گھوڑون کی ٹاپ سے پکنا چور کرینگے اُسدم آپکا کیا حال ہوگا کسقدر ملال ہوگا آپ یہ سُنکر نہایت غمگین اور ازبس اندوہگین ہوئے **قطعہ**

سوزاں میشود دل چون گل سیمین ۔ آنجا کہ ذکر واقعہ کربلا رود ۔ آخر وا بود کہ ز سنگین دلان شام ۔ با اہلبیت این ہمہ جور و جفا رود ۔ **حدیث ۳** ۔ اُنس کہتے ہین کہ فرشتہ موسوم بہ موکل حق تعالیٰ سے اجازت لیکر حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کو آیا اور اُسوقت حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت ام سلمہ کے گھر مین تھے پس آپ نے فرمایا اے ام سلمہ دروازے سے خبردار رہو کوئی آنے نپاوے پھر اُسی اثنا مین کہ وہ دروازے پر نگہبان تھین کہ یکایک حضرت امام حسین آکر زور اندر چلے گئے اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس جاکر اُنکی گود مین کودنے لگے اور آپ کے سر و منہ پر چومنے لگے پھر آپ کو اُن گود مین لے کر بڑے پیار سے چومنے لگے تب اُس فرشتے نے آپ سے عرض کی یا رسول اللہ کیا آپ حسین کو پیار کرتے ہین فرمایا ہان فرشتے نے کہا آپ کی اُمت تھوڑے دن مین اُنکو شہید کر ڈالیگی اور اگر آپ چاہین تو مین آپ کو وہ جگہ جہان یہ شہید ہونگے دکھادون

پیمبر نے اپنا ہاتھ مارا اور حضرت کو مٹی سرخ دکھائی پھر اس مٹی کو حضرت ام سلمہ لیکر اپنے کپڑے میں پوٹلی باندھ رکھی **راوی** کہتا ہے کہ ہم سنا کرتے ہیں کہ امام حسین کربلا میں شہید ہونگے **رباعی** ہ قتل حسین اصل دسماوی گرنید + از عرش علی تا بہ ثری می گرنید + ہاں در آب مزج در روی ہوا + در ماتم شاہ کربلا می کرنید **حدیث ۴** - حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ جبرئیل مجھے خبر دی مجھے جبرئیل نے کہ میرا بیٹا حسین میرے بعد زمین کربلا میں شہید کیا جائیگا اور لائے جبرئیل میرے پاس یہ مٹی اور مجھ سے کہا کہ یہاں وہ شہید ہونگے اور انکی مرقد ہوگی وہیں کی یہ مٹی ہے **قطعہ** چون مراغ دیدۂ زہرا بگشتندش زہر + زہرا سا علی پر چراغ دیدۂ زہرا بسوخت چون روان کردند خون از قرۃ العین رسول + چشم عیسے خون بیارید و دل زہرا بسوخت **حدیث ۵** - حضرت ام سلمہ فرماتی ہیں کہ ایک دن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کروٹ کے بل سوتے تھے پس ناگہاں جاگ پڑے اور آپ اسوقت بہت غمگین تھے اور آپ کے ہاتھ میں سرخ مٹی تھی آپ الٹتے پلٹتے تھے میں نے عرض کی یا رسول یہ کیسی مٹی ہے فرمایا جبرئیل نے مجھے خبر دی ہے کہ یہ نور چشم یعنے حسین عراق کی زمین پر شہید ہوگا اور یہ مٹی وہیں کی ہے **نظم** خاک راز خون آن شہزادہ رنگین کردہ اند + جملہ حوسان سرمۂ چشم جہان بین کردہ اند + کوہ خار اسنگ بر سر زند گر مشہود + آنچہ آن سنگین دلان با آل نسبین کردہ اند + دہ چرا بر خاک میدان غرق خون افتادہ اند + شہسوار انے کہ فتح قلعۂ دین کردہ اند + **حدیث ۶** - حضرت ام سلمہ فرماتی ہیں کہ امام حسن و حسین میرے گھر میں کھیلتے تھے کہ اتنے میں جبرئیل آئے پس کہنے لگے یا رسول اللہ آپکی امت اس بیٹے حسین کو آپکے بعد آپ کے شہید کریگی اور وہ جبرئیل نے آپ کو تھوڑی مٹی حضرت نے اسکو سونگھا پھر فرمایا کہ ابھی بو بلا کی آتی ہے آپ نے مجھ سے فرمایا کہ اے ام سلمہ جب یہ مٹی خون ہو جاوے تو جانو کہ میرا بیٹا شہید ہوا حضرت ام سلمہ کہتے ہیں کہ پھر میں نے اس مٹی کو شیشے میں بند کر رکھا جب فوج بنین امام حسین بعزم عراق کو گئے میں ہر روز اس شیشے کو کھولکر دیکھا کرتی تھی اور زار زار رویا کرتی تھی دسویں محرم کی دوپہر تک وہ مٹی بخوبی تھی دوپہر ڈھلے جو پھر دیکھا

موافق فرمانے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وہ مٹی خون ہو گئی تھی شیشے میں خون زیادہ بھرا تھا میں بیتاب ہو کر زار زار رونے لگی جی جان کھونے لگی گرانے کو سنبھالا تا دشمنان دین شماتت نہ کریں ہنسیں نہیں پھر جب خبر شہادت کی آئی تو وہی کے موافق پایا دسویں محرم عاشورہ کا دن جمعہ کے روز سن اکسٹھ ہجری میں دوپہر ڈھلے **غزل** اندریں ماتم ملائک دمبدم بگریستہ + جن و انس و علوی و سفلی ز غم بگریستہ + کرسی از یارفتہ و سدرہ ز پا افتادہ زپائے + عرش نالان گشتہ و لوح و قلم بگریستہ + مہر عالمتاب یا سوز جگر نالیدہ زار + پیر گردون ہر زمان ماتشت غم بگریستہ + زین عزا بہر رضائے خواجہ رکن و مقام + نالہ کردہ مذہم و بیت الحرم بگریستہ + حور عین بہر رضائے فاطمہ در باغ خلد + بر شہید کربلا با صد الم بگریستہ + **حدیث ۷** انس بن حارث کہتے ہیں کہ میں نے سنا رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے تھے کہ بیٹا میرا حسین مارا جائیگا اوس زمین میں جسکا نام کربلا ہے سو جو شخص کہ تم لوگوں میں سے وہاں پر موجود ہو پس چاہیئے اسے کہ میرے حسین کی مدد کرے پس انس بن حارث کربلا گئے اور امام حسین کے ساتھ شہید ہوئے **رباعی** جسوقت کہ ہوا ذا السما انشقت جسوقت کہ ہوا ذا السما انفطرت + زہرا یہ کہیں پکڑ کے دامان رسول او لادمری پامی ذنب قتلت + **شعر** رسول پاک پہ بھیج اے خدا درود و سلام + علی و فاطمہ حسن و حسین پر بھی مدام + **حدیث ۸** ایک دن حضرت امام حسین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس حضرت عایشہ صدیقہ کے بالاخانہ پر تشریف لائے اور وہاں جبرئیل موجود تھے پس جبرئیل نے حضرت سے فرمایا کہ عنقریب امت آپکی اس شاہزادے کو شہید کریگی اور اگر آپ چاہیں تو میں بتاؤں آپ کو وہ زمین جسمیں یہ شہید ہونگے پس ہاتھ سے اشارہ کیا جبرئیل نے طرف چٹیل میدان عراق کے کربلا کے پھر وہاں کی مٹی سرخ لیکر آپ کو دکھلائی **نظم** زین مصیبت بے غم دل در جان کیجا کجاست + در ہمہ روئے زمین یک دیدہ بے طوفان کجاست + عالمی ہمچون سکندر در سیاہی ماندہ اند + اے خضر بنمائے رہ کان چشمۂ حیوان کجاست + **حدیث ۹** کہا یحیی نے کہ مجھ سے کہا حضرت مرتضی کے ساتھ صفین کیطرف پھر جب آپ برابر نینوا کے مقام پر پہونچے تو پکار کر فرمایا بیٹا حسین فرات کے کنارے صبر کرو میں نے عرض کی یہ کیا آپ نے فرمایا حضرت علی نے فرمایا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے تھے کہ جبرئیل نے

مجھسے کہا ہے کہ حسین شہید ہونگے فرات کے کنارے اور دکھلائی مجھے مٹی وہاں کی تھی بہتر مغلم
بروز واقعہ اے ظالم خدا ترس ۔ بیا ببین کہ چاکردہ بجائے حسین ۔ خداست عالم و پیغمبر است
دعوی گیر ۔ چگونہ سیدہی انصاف اجرائے حسین ۔ رواباود کہ بخاک وبخون کنی غرقہ ۔ تاج مفور و گیتی ہوے
مشکسائے حسین ۔ حدیث ۱۰ روایت کی ابونعیم نے مسیح سے کہا ہم آئے تھے کربلا میں
حضرت علی مرتضی کے ساتھ قبرگاہ پر حضرت امام حسین کے پاس فرمایا علی مرتضے نے کہ یہ شہیدوں
کے اونٹ بندھنے کا مقام ہے اور یہ کجاوے رکھنے کی جگہ ہے اور یہ ان کے خون بہنے کا
مقام ہے کتنے جوان اہلبیت محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اس میدان میں شہید ہوئیں گے
جسپر آسمان اور زمین تاقیام قیامت روئینگے غزل اے بجائے تو من وفاکردہ ۔ تو سکافات
آن جزا کردہ ۔ من تراچون بحشر تشنہ شوی ۔ دہدہ شربت صفا کردہ ۔ در مکافات این حسین مرا
بہ سم آب مبتلا کردہ ۔ آن حسینے کہ جبرئیل اورا ۔ ہر کجا دید ہ مرجا کردہ ۔ فاطمہ از برائے
تربتش ۔ صد سوگاہ رنا کردہ ۔ روایت ۱۱ ہے کہ ایک دن جناب حضرت سیدۃ النسا
نے دونوں شاہزادے کو لیے دو کرتے سیکر پہنائے اور سنوار سنگار کر حضور نبوی میں بھیجا حضرت
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دونوں شاہزادوں کو گلے سے لگایا اور پیار کیا پھر آپ نے نظر کی
تو گریبان پیراہن حسین کا تنگ ہے بہت ہی کسا ہے فوراً آپ نے تکمہ کھولدیا گرد اگرد حلق مبارک
امام حسین کے گریبان تنگ ہونے سے نشان پڑ گیا تھا تکمہ کھلے مین گر گیا تھا یہ حال دیکھکر دل
آپکا دکھا آنکھون مین آنسو بھر آیا فی الحال جبرئیل آئے اور کہا یا رسول اللہ ایک نشان گریبان کا
گردن حسین پر آپنے دیکھا سو اسقدر آپ کا دل دکھا تنا آپ کو رنج ہوا صدہزار اشقیاے
امت ان کے گلے پر خنجر ستم مارینگے اور سر مبارک ان کا ان کے تن نازک سے اوتاریگے اسدن
آپ کو کتنا قلق ہوگا آپ یہ کلام سنکر رونے لگے بیتاب ہونے لگے غزل در جہان زمین
صعب زہر کربلائے کس ندید ۔ دل شکن ترزین عزا ہرگز عزائے کس ندید ۔ ابتلاے اولیا
اولیا بسیار بود ۔ لیک در عالم از نیسان ابتلائے کس ندید ۔ چشم گردون چون نگرید چونکہ
در دوران او ۔ چون بلائے کربلا کرب و بلائے کس ندید ۔ در سرائے دہر تا شد رسم ماتم آشکار
ہیچ دشت کربلا ماتم سرائے کس ندید ۔ روایت ۱۲ ہے کہ ایک شخص تھے

خوشخو خوبرو دون ستون سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام آنکا وحیہ کلبی تھا جب وہ حضرت کی پاس آتے تو آپ آنکی بڑی خاطر و توقیر فرماتے اور آتے تو کبھی خالی ہاتھ نہ آتے حضرت امام حسن اور حسین کے واسطے کچھ شے ساتھ لاتے اور دونون شاہزادی بھی آنسے بہت مانوس تھے جب وہ آتے جھٹ پٹ بے تکلف اونکی گود مین جا بیٹھتے اور گریبان اور آستین کو اون کے ٹٹولنے لگتے اور جبرئیل بھی کبھی کبھی بصورت دحیہ کلبی کے حضور نبوی مین حاضر ہوا کرتے تھے غرض ایک دن جبرئیل بصورت دحیہ کلبی کے تشریف لائے اور اوسوقت دونون شاہزادے حضرت کی گود مین بیٹھے تھے جبرئیل کو دیکھکر حضرت کی گود سے اٹھکر گستاخانہ جبرئیل کی گود مین جا بیٹھے اور اونکی آستین و گریبان مین ہاتھ دینے لگے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کچھ برافروختہ ہوئے چاہا کہ شاہزادون کو جبرئیل کی گود سے ہٹا دین جبرئیل نے فرمایا رسول اللہ آپ خاموش رہین بچون کو کچھ نہ کہین آپ نے فرمایا اے جبرئیل کیونکر کچھ نہ کہون کسطرح چپ رہون یہ تمھاری حرمت و قدر جانتے نہین تجکو پہچانتے نہین تمکو دحیہ کلبی سمجھکر گستاخی کی ساتھ پیش آتے ہین کبھی آستین کبھی تمھاری داڑھی پر ہاتھ لاتے ہین جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا یا رسول اللہ آپ کو اون کی گستاخی پر اسقدر ملال ہوتا ہے آپکا یہ حال ہوتا ہے حضرت اکثر اتفاق ہوا ہے کہ اونکی والدہ ماجدہ خاتون کبری فاطمہ زہرا نماز تہجد پڑھ کے سوگئی ہین شاہزادون سے غافل ہوگئی ہین اور اگر ان دونون پیارون کو گہوارے مین اوسوقت بیداری ہوئی ہے رونے کی طیاری ہوئی تو اوسوقت مجھے فرمان باری ہوا ہے کہ ہان جبرئیل دیکھو جلد جاؤ اور حسین کا گہوارہ ہلاؤ اگر یہ روئین گے تو فاطمہ کی نیند کے مخل ہونگے یا رسول اللہ مین نے اکثر راتون کو گہوارے اون کے جھولائے ہین اور اس شعر کی آواز کے ساتھ اونکو بہلائے ہین۔

شعر اِنَّ لِیْ فِی الْجَنَّۃِ نَھْرًا مِّنْ لَّبَنٍ ۔ لِعَلِیٍّ وَّحُسَیْنٍ وَّحَسَنٍ ۔ ترجمہ ایک جنت مین ہے دودھ کی نہر ۔ علی و حسین و حسن کے لیے ۔ گناہون کو ناصر کی بخش اے خدا اے کرم کر کرم پنجتن کے لیے ۔ حضرت جب ہمنے انکو گہوارے اکثر ہلائے ہین اگر یہ میری گود مین بیٹھے اور ہاتھ جیب و گریبان مین ڈالے تو اوس سے کیا ہوا مگر مین اسمین حیران ہون سر بگریبان ہون کہ میری آستین و گریبان مین یہ کیا تلاش کرتے ہین آپ نے

فرمایا ابھی جبرئیل تم اسوقت بصورت وحیۂ کلبی کے آتے ہو اور جب وجیہ کلبی یہان آتے تھے تو اونکے واسطے کچھ میوہ کوئی سوغات لاتے تھے یہ تمھارے کپڑے مین وہی سوغات ڈھونڈھ رہی ہین جبرئیل نے عرض کی اچھا مین بہشت مین جاتا ہون اور پروردگار عالم سے عرض کرکے ابھی بہشتی میوے لاتا ہون غرض جبرئیل نے ایک خوشہ انگور کا اور انار بہشت سے لاکر حسین کے آگے رکھدیا صاحبزادون نے اٹھالیا اور حضرت کے ہاتھ مین دیا اتنے مین ایک سائل آیا حرف سوال زبان پر لایا کہ اہلبیت نبوت مجھپر کرم کیجئے مجھے کچھ دیجئے خصوصاً انگور کرامت سے مجھے اسکا شوق ہے حسین از بس ذوق ہے حضرت نے چاہا کہ اس سائل کو خوشہ انگورمین سے کچھ دین اسپر ایثار کرین جبرئیل نے روکا کہ نہین یہ شیطان بد انجام ہے میوہ بہشتی اسپر حرام ہے غرض انگور وہ حضرت اور دانے انار کے توڑ توڑ کر شاہزادون کے دیتے تھے اور بڑے پیار و محبت سے انکے رخسارون کی بوسے لیتے تھے جبرئیل نے کہا یا رسول اللہ آپ حسین کو بہت پیار کرتے ہین فرمایا کیون نہین اولادنا اکبادنا ہماری اولاد ہمارا جگر ہے پھر جبرئیل نے کہا یا رسول اللہ ایک دن اشقیاء امت یہ دونون میوہ باغ اور یہ دونون چشم چراغ کو آپکو شربت شہادت پلائینگے اسصورت زیبا کو انکی خاک و خون مین ملائینگے ایک کو زہر ہلاہل پلاکر دوسرے کو خاک کربلا پر لاکر کے اور مصیبت اونکی سبب زیادہ شفاعت کی ہوگی آپ کے لیے

بیت بروز حشر یہ بینی بدست پیغمبر ۔ کلید گنج شفاعت بخونبہائے حسین ۔ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ بات جبرئیل سے سنی بہت اندوہگین ہوئے آنکھین ڈبڈبا آئین نہایت غمگین ہوئے اور ایک روایت مین ہے کہ یہ جبرئیل نے اسوقت ایک انار اور ایک سیب اور ایک بی بہشت سے لیکر شاہزادون کو دیے صاحبزادے خوش و خرم ہوئے آپنے فرمایا گھر لیجاؤ ماں باپ کے ساتھ ملکر کھاؤ مگر سب نہ کھالینا تھوڑا تھوڑا تینون مین سے رہنے دینا صاحبزادے گھر لیگئے معمول تھا کہ ہر روز اسمین سے گھر کے سب لوگ کھاتے تھے مگر تینون میوے دوسرے دن سلم اور درست ہو جاتے تھے جب حضرت سیدہ فی قضا کی انار گم ہوگیا پھر جب شیر خدا فی وفات پائی بی کا بادام گم سیب حضرت امام حسین کے پاس ہمیشہ رہتا تھا کربلا مین وقت غلبہ پیاس کے جب نوبت اسکی سونگھنے کی آئی تشنگی فرو ہو جاتی جسدن آپنے شہادت پائی وہ سیب بھی غائب ہوگیا مگر اب تک بھی عاشقان اور محبان حسین جو روضۂ انور پر آنکی زیارت سراپا فیض و برکت کو جاتے ہین وہی مہک سیب بہشتی کی پاتے ہین

شعر رسولؐ پاک پہ بھیج اے خدا درود و سلام ٭ علیؑ و فاطمہؑ حسنؑ و حسینؑ پر بھی مدام ٭ روایت ۱۳ ہے کہ جب سن حضرت امام حسینؑ کا چار برس کا ہوا ایک دن آغوش نازنین حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بیٹھے تھے کہ ناگہان جبرئیل آئے حضرت بار بار اُنکے مُنھ اور آنکھون اور حلق کے بوسے لیتے تھے اور سر کو اُنکے اپنے گلے اور سینہ نازنین گنجینہ سے لگاتے تھے جبرئیلؑ نے کہا یا رسول اللہ اس بخت جگر نور بصر کو آپ اتنا پیار کرتے ہین اسقدر دولار کرتے ہین فرمایا البتہ اولاد ناکبار اسوقت امام حسینؑ کے گلے مین ایک تعویذ تاگے سے بندھا تھا اور اثر اُس تاگے کا گردن نازنین مین اُنکے بطور خط کے پڑ گیا تھا بسبب لطافت جسم کے وہ تاگا گڑ گیا تھا جبرئیلؑ بار بار اُس خط کی طرف نظر فرماتے تھے اور سر ہلاتے تھے حضرتؐ نے پوچھا بھائی بار بار کیون اُس خط کی جانب نظر اُٹھاتے ہو اور سر ہلاتے ہو جبرئیلؑ نے رو کر عرض کی یا رسول اللہ کیا عرض کرون ایکدن کربلا مین اسی خط کی جگہ اُنکی گردن پر خنجر بران چلیگا جس سے دل ساری ملاء اعلیٰ کا جلیگا رباعی ملک را جان ازین آتش بسوزد ٭ فلک را ہم جگر زین غم بسوزد ٭ بدانسان آتشے گردد فروزان ٭ کہ از یک شعلہ اش عالم بسوزد ٭ روایت ۱۴ ہے کہ جب سن شریف اُنکا پانچ برس کا ہوا ایک دن عید کے روز علی الصباح حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جناب سیدہ خاتون جنت کے گھر تشریف لائے دیکھا کہ آپ غمگین بیٹھی رو رہی ہین بے قرار ہو رہی ہین حضرت نے فرمایا اے جگر گوشہ آج عید کا دن خوشی کا روز ہے کہو تمکو کیا غم ہے کیا سوز ہے فرمایا یا باجان فاطمہؑ کی جان آپ پر قربان آج عید کا دن ہے اور ان دونون پیارے حسنؑ اور حسینؑ کے لڑکپن کا سن ہے کپڑے اُنکے پرانے ہو گئے ہین نئے مانگتے ہین ہر چند سمجھاتی ہون مانتے نہین میری تنگدستی کا حال جانتے نہین حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سنکر متامل ہوئے اتنے مین جبرئیل امین آئے اور دو جوڑے بہشتی کپڑے اُنکے قد و قامت کے موافق سلے ہوئے ساتھ لائے اور عرض کی یا رسول اللہ آپ ملال نہ کیجیے صاحبزادون کو حلے بہشتی پہننے کو دیجیے آپ نے حضرت سیدہؑ سے فرمایا اے جگر گوشہ اپنے حجرے مین جا دار جو چیز حجرے مین رکھی ہے اُٹھا لاؤ حضرت سیدہؑ نے فرمایا ابھی مین حجرے سے آئی ہون حجرے مین کچھ چیز نہین ہے آپ نے فرمایا جگر گوشہ من ابھی جبرئیلؑ خبر لائے ہین کہ حسین نور عینین کے لیے بہشتی خلعت

ہم حجرے مین رکھ آئے ہین وہ صاحبزادون کو پہننے کو دیکھے حضرت سیدہ حجرے سے باہر
تشریف لائین کیا دیکھتی ہین کہ وہان ایک طشت چاندی کا رکھا ہے اُسپر دو جوڑے انمول بے
تکلف سے سجے سجائے رکھے ہوئے ہین اور اُسمین جابجا دو گل بوٹے حسن و حسین کے بنے
ہوئے ہین آپ نے اُس طشت کو لاکر حضرت کے حوالے کیا حضرت نے ایک جوڑا امام حسنؑ کو
اور ایک جوڑا امام حسینؑ کو دیا کہ خدا کے پاس سے تمھاری عیدی آئی ہے دیکھو تم پر کیا فضل
کبریائی ہے **بیت** خلعت قدر کہ خیاط کرامت آراست ✤ بر قد و قامت اقبال شما آمد راست ✤
مگر شاہزادون نے دونون جوڑے سفید دیکھکر اُنکے پہننے سے منھ موڑے اور حضرت کے
آگے اگر ہاتھ جوڑے کہ نانا جان عرب کے لڑکون کے کپڑے رنگارنگ ہین کہ ہمکو اُنکو دیکھکر
دنگ ہین ہمین بھی للہ دونون جوڑے رنگوا دیجئے یہ ہماری منت مان لیجئے حضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم اس کلام کو صاحبزادون کے سُنکر متفکر ہوئے جبرئیل آمین نے آکر عرض کی حضور
اندیشے کی کیا بات ہے یہ رنگ دینا تو اپنے ہاتھ ہے ایک طشت منگوا دیجئے اور ایک آفتابہ لائیے
طشت اور آفتابہ آیا جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا رسول اللہ آپ ان کپڑون کو اپنے دست حق
پرست سے ملیں اور ہم اُس پر آفتابے سے پانی دین دونون صاحبزادے جو رنگ چاہین گے
وہی رنگ رنگا جائیگا سر مو فرق نہ آئیگا غرض آپ نے ایک جوڑا طشت مین رکھکر امام حسنؑ
سے پوچھا بیٹا کون رنگ چاہتے ہو فرمایا نانا جان سبز رنگ آپ نے اُس کپڑے کو غوطہ دیا
وہ جوڑا مثل زمرد کے سبز رنگ ہوگیا اُسے امام حسنؑ کو دیا دوسرا جوڑا طشت مین رکھکر کے
امام حسینؑ سے پوچھا کہ تم کون رنگ طلب کرتے ہو فرمایا نانا جان سرخ رنگ آپ نے
اُسے طشت مین غوطہ دیا وہ حلہ برنگ یاقوت کے گلناری ہوگیا اُسے حضرت امام حسینؑ
کو دیا غرض دونون لعل دونون پھول وہ دونون جوڑے بہشتی سبز و سرخ پہن کر کے
خوشی سے پھول گئے سارا رنج و غم بھول گئے صحن خانہ مین اُچھلنے لگے باہر چلنے لگے
حضرت نے اچھلکر اُنکے رخ انور کے کئی بوسے لیے گلے سے لگا کر بہت محبت اور پیار
کیے پھر حضرت سیدہ نے گود مین لیکر بلائین لین دعائین دین اور فرمایا **نظم** زنان
مصر سنگام جلوۂ یوسفؑ ✤ زدست خویش ببریدند ✤ مقرر است

کہ دل پارہ پارہ می کردند + اگر جمال تو اے نور دیدہ می دیدند + پھر جبرئیلؑ انکے جمال باکمال اور حسن بے زوال اور وہ عمامے کی سجاوٹ وہ باتوں کی بناوٹ وہ سرخی کی اوبھار وہ سبزی کی بہار وہ اچھل کود لڑکپن کا سن وشعور وہ عمامہ عید کا دن دیکھکر بے قرار ہونے لگے گرد پھر پھر کر یہ کہہ کہکے نثار ہونے لگے بیت لولفہ صبح عید من ست روے حسین + شام من زلف مشکبوے حسین + اور گاتے ہارے خوشی کے صحن خانہ میں گھومتے تھے اور حالت وجد میں یہ کہتے اور جھومتے تھے نظم مرحبا سید کی مدنی العزبی + دل وجان باد فدایت چہ عجب خوش لقبی + من بیدل بجمال تو عجب حیرانم + اللہ اللہ چہ جمالست بدین بالعجبی + پھر ناگاہ دل بھر آیا دونوں شاہزادوں سے ہم آغوش ہوکر رونے لگے پیراہن انسو سے بھگونے لگے جبرئیلؑ روتے تھے اور شاہزادوں کا منھ تکتے تھے مگر منھ سے بول نہ سکتے تھے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا جبرئیلؑ تمکو خوشی میں کیا ملال ہوا کہو کس بات کا خیال ہوا جبرئیلؑ نے عرض کیا یارسول اللہ مجھکو ان دونوں شاہزادوں کا آخری رنگ یاد پڑگیا دل میں یہ اثر نشتر سا کر گیا جی اُبلا آتا ہے طبیعت شاد نہیں حضور کو سبز محل حسنؑ کا اور سرخ حسینؑ کا بہشت میں میں نے جو دکھایا تھا شاید یاد نہیں یارسول اللہ آخر وقت ناخیز زہر سے رنگ امام حسنؑ کا سبز و زمرد سا ہوجائیگا اور رنگ اس لعل یعنے حسینؑ کا انھیں کے خون سے کربلا میں سرخ رنگین ہوجائیگا بیت سبزہ بر خاک مالد از غم زہر حسنؑ + لالہ گون گردد شفق از خجلت خون حسینؑ + آپ نے جب یہ خبر جبرئیلؑ سے سنی رو کر پوچھا جبرئیل وہ قاتل کون ہونگے کہا آپکی امت میں سے پھر پوچھا اسوقت ابوبکرؓ عمرؓ عثمانؓ علےؓ زندہ رہینگے عرض کی نہیں پھر پوچھا میں اسوقت زندہ رہونگا کہا نہیں فرمایا تب تعزیت غریبوں اور یتیموں کی کون کریگا کہا جانور سان جنگل اور مرغان ہوا سے اور سب وحوش و طیور اور جانداران دریا سے اور آسمان آسمان وزمین زمین روئینگے ستارے اور فرشتے ماتم کرینگے اور آسمان آہوان دشتی اپنے بچوں کو دودھ نہ پلائینگے اور خود بھی آب و دانہ نہ کھائینگے شعر رسولؐ پاک پہ بھیجے اسے خدا درود وسلام + علیؓ و فاطمہؓ حسنؓ و حسینؓ پر بھی مدام

روایت ۱۵ — راحت القلوب میں ہے کہ حضرت نظام الدینؒ نے لکھا ہے کہ ایک وقت

حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجمع یاران میں بیٹھے ہوئے تھے کہ اتنے میں امیر معاویہ یزید لعین کو اپنے کاندھے پر سوار کیے لیے جاتے تھے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیکھا اور مسکرا کر فرمایا سبحان اللہ دوزخی بہشتی کے کاندھے پر چڑھا جاتا ہے امیر المومنین حضرت اسد اللہ الغالب علی رضی اللہ عنہ نے سنا اور پوچھا یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم امیر معاویہ کے بیٹے کو آپ نے دوزخی کہاں سے فرمایا آپ نے فرمایا اے علی یہ یزید بدبخت ہے کہ حسنؑ اور حسینؑ میرے نور عینین کو ماریگا اور ساری اولاد کو ہماری شہادت پلائیگا جب امیر المومنین علیؑ نے یہ حال سنا غصے سے سر کو دھنا چاہا کہ باپ بیٹے دونوں کو مار ڈالیں حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے روکا۔ علیؑ غصہ نہ کرو تقدیر الٰہی اسطرح جاری ہوئی ہے تمکو مخالفت تقدیر کی نہ چاہیئے کرنی حضرت علیؑ رونے لگے اور فرمایا یا رسول اللہ آپ اس دن رہینگے فرمایا نہیں پھر پوچھا فاطمہ زہرا رہینگی فرمایا نہیں پھر پوچھا میں رہونگا ارشاد ہوا نہیں پوچھا یا رسول اللہ تعزیت ان بیکسوں کی کون کریگا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دونوں شاہزادوں کو گود میں لیکر کے نعرہ مارا اور فرمایا کہ اے غریبان میں نہیں جانتا کہ حال تمہارا اس دن میدان کربلا میں کیسا ہوگا اور پھر آپ نے ایک نعرہ مارا اور جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا کہ جب ہملوگوں میں سے کوئی نہ رہیگا تب تعزیت ان غریبوں کی ہمارے کون کریگا جبرئیلؑ نے کہا یا رسول اللہ تعزیت شاہزادوں کی ہوان دختی اور امتیان اور فرزندان اور متابوان آپ کے کریں گے اسدن آہوان بچوں کو دودھ نہ پلائینگے اور ہر سال شل ماتم کے ہوگا کہ صفت اسکی بیان میں نہ آوے رباعی تا دہر ہست واقعہ زین مصیب تر ندید ۔ ہر کس خبر شنید کسش باور ندید ۔ چشم زمانہ بروز چہارم قصہ ۔ پر سوز تر ز حال شبیر و شبر ندید ۔ روایت ۱۶ ۔ مصابیح القلوب میں ہے کہ کعب الاحبار ایک روز اہل مدینہ کو احوال کشت و خون اور لڑائیوں کے جو کتابوں میں پڑھے تھے سنا رہے تھے اثنا رسخن میں کہا کہ ان سب واقعات سے بزرگتر ترین واقعہ اور سخت ترین حادثہ شہید ہونا حضرت امام حسینؑ کا ہوگا اور ہمنے کتابوں میں پڑھا ہے کہ بروز شہادت امام حسین کے سالوں آسمان خون روئیگا لوگوں نے کہا کہ ہمنے تو ابھی تک نہیں سنا

کہ آسمان کسی کے واسطے خون روتے کہا سنا ہے پر شہ قتل ہونا امام حسینؑ کا ایک امر عظیم ہے
وہ فرزند ارجمند اور ریحان حبیب رب العالمین اور سبط اور جگر گوشہ سید المرسلین ہین اور سید
اولیا اور پنجم آل عبا اور نور دیدہ فاطمہ زہرا اور قوت بازوے حسنؑ مجتبےٰ قسم اُس پروردگار
کی کہ جان کسب کی ہاتھ مین اُسکے ہے کہ مین نے ایسا پڑھا ہے کہ اُنکی شہادت کے دن
جوق جوق فرشتے رحمت کے سر روضہ پر اُنکے کھڑے ہوکر قیامت تک ہر دم اور ہر لحظہ
روتے رہینگے اپنی جان کھوتے رہینگے اور ہر جمعے کی رات ستر ہزار فرشتے آسمان سے
اُترینگے اور اُنکی قبر پر زاری کرینگے اور صبح ہوتے اپنے اپنے عبادت خانہ مین چلے جائینگے
اہل آسمان اُنکو ابو عبد اللہ مقتول کہتے ہین اور فرشتگان زمین کے ابو عبد اللہ مذبوح
اور فرشتے دریا کے حسینؑ مظلوم اور ملائکہ ہوا کے حسینؑ شہید کہتے ہین نظم ہر کہ امروز از
برائے آن شہیدان غم خورد ✤ باشد از اندازہ بیرون شادی فردائے او ✤ اے عزیزان
یک رہ از حال حسنؑ یاد آورید ✤ گشت تلخ از زہر دشمن نسل شکر خائے او ✤ پس بر اندیشید
از قتل حسینؑ ابن علیؑ ✤ وز غم اولاد پاک عترت والائے او ✤ تشنہ لب خستہ جگر مجروح
تن پر غصہ دل ✤ در میان خاک و خون پنہان رخ زیبائے او ✤ شعر رسولؐ پاک پہ بھیج
اے خدا در ود و سلام ✤ علیؑ و فاطمہؑ حسنؑ و حسینؑ پر بھی مدام ✤

سبب کیا حضرت حسینؑ کو ہمشکل پیغمبرؐ بنا کر حق نے انھین شہرت شہادت کا پلاتا ہی

اب کلیجا ناصر کا پھٹنے لگا گھبراہٹ سے دم اُلٹنے لگا آسمان رُوتا ہے عرش الٰہی تھراتا ہی
بیتاب ہوتا ہے فلک پر غم و غصے سے شفق پھولی ہے طبیعت ہر جن و بشر کی مارے درد و الم
کے مسرت وارین بھولی ہے عالم ناسوت اور جبروت کا جگر شق ہے ملکوت اور لاہوت مین
اندوہ ہے فلق ہے دل سے نعرہ جانکاہ ہے لب پر فغان ہے آہ وحش و طیور کا مارے
غم کے دل ٹوٹتا ہے ہر شجر و اور حجر و سنگ الم سے اپنا سر کوٹتا ہے ملغان شیر خوارہ کی
طبیعت اُداس ہے نہ خواہش دودھ ہے نہ رغبت پیاس ہے حور و قصور کا سینہ چاک
ہے ملائک کے سرون پر خاک ہے نبی کا لال علیؑ فاطمہؑ کا نونہال قطرہ آب کو ترستا ہے

آسمان سے خون برستا ہے فرش سے عرش تک ایک سناٹے کا عالم ہے سب کاروبار زمانہ کا درہم برہم ہے شہر مدینہ سنسان ہے ہر گلی کوچہ ہو کا مکان ہے عرش الٰہی کا جنبش ہے روضہ انور کو لرزش ہے انبیا غم سے سر جھکائے ہیں تحریت کو مزار محیط انور پر آئے ہیں قریب ہے کہ قرار شریف پھٹ جائے ساری دنیا الٹ جائے اور کیونکر نہ یہاں سے ہنگامہ قیامت کا مچے شہید شہادت ریحانہ مصطفےٰ جگر گوشہ گان مرتضیٰ لخت جگران فاطمہ زہرا کا ذکر آتا ہے سیلاب خون چشمان کاتب سے بہا جاتا ہے مثنوی عالمے راجان دریں ماتم پریشان گشتہ است ؎ خانہ ویراں ازیں اندوہ ویران گشتہ است ؎ چشم ہا چون فرش و خون زال گشت ست غرق ؎ حال ما مانند گیسو پریشان گشتہ است ؎ محدثان باخبر و واقفان کتب احادیث و سیر لکھتے ہیں کہ ازل الازال میں حق تعالیٰ نے جو تجلی اپنی آپ پر کی تو بصورت ایک ذات بحت اور نور محض لور و وجود مطلق کے تھا جامع جمیع صفات باکمال اور نعوت جلال و جمال کا شعشعہ جمال مطلق از قید نظائر و نور بیش ہم بر خویش ظاہر ؎ چہر جب چاہا کہ پردۂ غیب سے عالم شہود میں آئے اور جمال جہان آرا اپنا عالم دکھائے تو کئی ہزار برس پہلے پیدا کرنے سے لوح و قلم عرش و کرسی آسمان و زمین و مافیہا کے اپنے نور کامل السرور سے نور محمدی پیدا کیا اور اپنے کو آپ پرشید اکیا پھر اسی حقیقت محمدیہ کو خلعت لولاک لما خلقت الافلاک کا پہنا کر اپنا خلیفہ مطلق بنا کر معدن جمیع صفات کمال اور مخزن سارے فضائل جلال و جمال کا اور تمامی اقسام کے کمالات میں طاق اور افضل من کل افضل علے الاطلاق بنایا اور اسی نور محمدی سے سارے اولیا انبیا بلکہ تمام شہد اصلی غرض سوا اپنے ساری مخلوقات کو وجود میں لایا پس ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بمنزلہ عنصر اور اصل تمام موجودات اور تخم وجود جمیع مخلوقات اور اصل الاصول سب کلیات اور غایت الغایات تمام جزئیات کے اور روح اعظم اور آدم اکبر اور نائب خدا اور خلیفہ اکبر اللہ کے ہوئے سارے انبیا اور رسل و غیرہ اجزا اور فرع اور نواب اور خلیفہ محمد رسول اللہ کے ٹھہرے شعر تو اصل وجود آمدی از نخست ؎ دگر ہر چہ موجود شد فرع تست ؎ اور ازل سے ابد تک جو نعمت اور برکت کہ وجود میں آئی یا آئیگی وہ آپ ہی کے سبب سے ہوئی اور سب انبیا نے اپنی اپنی امت کے لئے یہ نیابت آپ سے کی اور آپ اپنی ساری مخلوق اور

تمامی انبیاؑ کے تھے بالاصالۃ پھر حضرت آدمؑ سے لیکر حضرت عیسیٰؑ تک جتنے انبیا اور اولیا آئے وہ
اپنے اپنے رتبہ اور مقام اور مادہ قابلیہ کے موافق جس قسم کی نعمت اور خیر و برکت ہو ظاہری یا باطنی
دینی یا دنیاوی تھوڑی یا بہت آپ ہی کے دست حق پرست سے پائی رباعی یَا صَاحِبَ الْجَمَالِ
وَیَا سَیِّدَ الْبَشَرْ مِنْ وَجْهِكَ الْمُنِيْرِ لَقَدْ نُوِّرَ الْقَمَرْ لَا يُمْكِنُ الثَّنَاءُ كَمَا كَانَ حَقُّكَ

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر پس حق تعالیٰ نے ایک ایک ستارہ نبوت کو حضرت کا نائب اور
خلیفہ بنا کر آسمان ہدایت پر چمکایا بعد اسکے خود آفتاب عالمتاب نے مطلع کرامت سے
طلوع اجلال فرمایا اسواسطے کہ اگر قبل تمامی انبیا کے آپ دنیا میں تشریف لاتے اور سارے
انبیا نبوت اور رسالت سے محروم رہجاتے پس جاننا چاہیے کہ جو جو کمالات اور خوبیاں کہ
آپ کے ہاتھ سے جدا جدا اور پیغمبروں کو ملی تھیں سو وہ سب مجموعہ ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کو بدرجۂ اتم روز میثاق ہی میں عنایت ہو چکی تھیں خلافت آدمؑ معرفت شیث رفعت اور ادریسؑ
شکر نوحؑ قوت ہود فصاحت صالحؑ خلت ابراہیمؑ سان اسمٰعیلؑ رضاے اسحٰقؑ بشاراے یعقوبؑ حسن
یوسفؑ صبر ایوبؑ کلام موسیٰؑ طاعت ہارونؑ وقار الیاسؑ صوت داؤدؑ ملک سلیمانؑ حکمت
لقمانؑ عبادت یونسؑ تمکن زکریاؑ زہد یحییٰؑ کرم عیسےٰؑ اور سوائے ان سب اوصاف کے اور
بھی بہت سے ہر طرح کے کمالات جو روز ازل سے مخصص بذات جامع الصفات تھے اور کسی
نبی مرسل کو نہ ملے تھے حضرت کو ملے جیسے ولایت جامع محبوبیت مطلقہ اصطفا مطلق قرب
حق عرفان اتم جوامع کلم شفاعت عظمیٰ خلافت کبریٰ منصب مقام مرتبہ اخلاق عظیم فیض عمیم
عقل کامل علم شامل ہجرت وجہاد و احتساب معراج و رویت رب الارباب وغیرہ رباعی
لب لعل و خط سبز و رخ زیباداری + حسن یوسف دم عیسے ید بیضا داری + خوبی و شکل و شمائل
حرکات و سکنات + انچہ خوبان ہمہ دارند تو تنہا داری + فقط ایک رتبہ شہادت ظاہری و
باطنی کا آپ نے بنفس نفیس پایا تھا یہی ایک کمال آپ کے عنصر شریف میں نہ سمایا تھا اور
اسکا بھید یہ تھا کہ اگر آپ شہادت جلی کا رتبہ پاتے یعنے لڑائی میں کفار کے ساتھ شہید ہوجاتے
تو شوکت اسلام ٹوٹ جاتی دین میں بڑا خلل پڑ جاتا عوام کے ایمان میں خار شبہہ گڑ جاتا یعنے
لوگ شبہہ لاتے کہ اگر یہ نبی برحق ہوتے تو کفار کے ہاتھ سے کیوں مارے جاتے اور اگر آپ شہادت

خفی کا مرتبہ پاوے جیسے چپکے سے مثل خلفائے راشدین اپنے کے شہید ہو جاوے تو یہ شہادت مشہور اور ہر طرح کی
کامل نہوتی اور بھی مدارج اعلیٰ پر شہادت کے شامل نہوتی اسواسطے کہ پوری شہادت یہ ہو کہ آدمی غربت
اور مسافرت میں ہر طرح سے بیکس اور بے بس ایسے مقام پر ہو جہاں اسکا کوئی یار ہو نہ غمخوار ہو نہ مونس ہو نہ
مددگار نہ کوئی ساتھی ہو نہ ہمدم نہ ہمدرد ہو نہ محرم بھروسہ درمیان اعداکے گرفتار ہو مثل ایک انار سیاں صد
بیمار ہو اور سارے خدام اور غلامان واعزہ واقران اسکے گرداگرد ہو اور اسکے مارے جاویں
سبکے سب شہادت پاویں اور سارا مال اور کمائی اسکی لٹ جائے کوئی اسپر رحم نکرے سبکے دلوں سے
محبت اسکی چھٹ جاوے آخر وہ تن تنہا رہ جاوے اور سب مصیبتیں للہ دیکھ کر سہ جاوے پھر چاروں
طرف سے اسپر میخہ تیز اور تیر برسنے لگیں اور اگر اپنے لہو کے دریا میں مثل ماہی بے آب کوتڑپے مگر قطرہ
آب کو ترسے اور ماری زخموں کے سارا بدن اسکا چکنا چور ہووے اور زخم پیچھے اسکو لذت ملے سرور
ہووے با این ہمہ مقام رضا اور تسلیم میں کھڑا رہے امر حق پر اڑا رہے آخر ہر جانب سے میغ تیغ بیدریغ کی
اسپر لوچھاڑ آوے اور وہ قطرہ آب کو ترس ترس کر شہادت پاوے پھر اعدا ہجوم لاویں اور
کوچیں اسکے گھوڑے کی کاٹی جاویں اور خنجر جفا سے سر اسکا تن سے جدا کریویں اور لاش
اسکی سر میدان خاک وخون میں پڑی رہنے دیں اور اسکی عورتیں اور یتیم ننھے ننھے بچے ہاتھ
کے قید میں گرفتار ہوں بات کرنے آہ سرد بھرنے سے ناچار ہوں غایت یہ ہے کہ پھر اسکی
لاش کو گھوڑوں پر چڑھکر مارے ٹاپوں کے چکنا چور کریویں حتی کہ مغز کو استخوان سے دور
کریویں پھر سر اسکا نیزے پر چڑھکر در بدر شہر شہر پھراویں اور آگے آگے اسکے اپنی خوشی اور
فتح کے ڈنکے بجاتے جاویں پس اگر اسیطرح حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بنفس نفیس شہادت
پاتے تو دین اسلام میں بڑا خلل پڑ جاتا آئینہ ایمان میں عوام کے بل پڑ جاتا اور منظور الٰہی یہ تھا
کہ یہ بڑا کمال شہادت خفی اور جلی کا بھی آپ کی ذات جامع الصفات میں آئے تاکہ کوئی مرتبہ
کمال کا آپ کی ذات سے باقی نہ رہجائے پس اس امر کے ظہور کے واسطے ازل ہی میں بلبیت
اطہار میں سے ایسے دو شخص جو اقرب الاقارب اور احب الاحباب حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کے تھے یعنے حضرات حسنینؑ جنکا حال بمنزلہ حضرت کا حال اور جنکا کمال بمنزلہ حضرت کا کمال ہے اور
صورتاً اور سیرتاً حکم وحدت بلکہ رتبہ عینیت کا رکھتے ہیں تجویز فرما گئے اور یہ دونوں رخسارے

جمال محمدی اور دو آئینے پر تو کمال احمدی کے ہو بہو حضرت کے قالب مین صورتاً اور سیرتاً بنائے
یک جان دو قالب کے ڈھال کر دو آئینہ رسول نما بنائے گئے اسیواسطے حضرت امام حسنؑ
موے سر سے سینے تک اور حضرت امام حسینؑ سینے سے لیکر تا خن پا تک بخبسہ ہو بہو ڈیل ڈول
قد و قامت صورت اور سیرت مین نمونہ حضرت کے مخلوق فرمائے گئے اور دونون شیر ولیر میدان امتحان
مین لائے گئے تا کمال دونون طرحکی شہادت کا دونون آئینون رسول نما مین دیکھا جاوے اور درجہ
دونون شہادت کا ہر طرح سے آپ کی ذات مین بواسطہ حضرات حسنین کے آوے اور جو صدمات اور
واقعات کہ ان جگر گوشگان پر طاری ہون وہ سب موجب تکمیل مدارج شہادت حبیبؑ باری ہون
پس خلعت شہادت خفی کا حضرت امام حسینؑ کے جامہ وجود پر خوب سمایا اور چونکہ بنا حضرت امام حسینؑ
کی شہادت کی کتمان پر تھی اسیواسطے نہ کبھی ذکر اسکا جبرئیل کی زبان پر آیا اور نہ گاہی رسول مقبول
نے زبان مبارک سے ارشاد فرمایا حتی کہ خود حضرت امام حسینؑ نے باوجود علم کے اپنے قاتل کا نام
چھپایا اور ہر چند حضرت امام حسین پوچھتے رہے مگر نہ بتایا اور مدار شہادت کا حضرت امام حسینؑ کے
اعلان پر تھا اسی واسطے ازل ہی مین پہلے تو یہ بات لوح محفوظ مین مسطور ہوئی پھر عالم ارواح
ہی مین سارے فرشتون کے درمیان مشہور ہوئی یہانتک کہ ہر دو صلوات حضرت امام حسینؑ کے
جبرئیل امین مبارکبادی کو آئے اور تہنیت کے ساتھ ہی ساتھ ذکر تقریب شہادت امام حسینؑ
درمیان لائے پھر تو بارہا جب جبرئیل حضور نبوی مین آئے خبر شہادت امام حسینؑ سناتے حتی کہ
زمانہ شہادت یعنی انتہای سنہ ہجری اور اسکے مکان یعنی کربلا کا پتا بتایا اور سرخ مٹی وہان کی
لاکر حضرت کو دکھائی اور خود جناب شیر خدا نے اکثر اصحاب کے ساتھ خاک کربلا بچشم خود نظر فرمائی
اور پکار کر فرمایا حسینؑ یہان کنارے فرات کے صبر کرنا ولیکن جبر کرنا غایت یہ ہو کہ یزید پلید اپنی باپ
کے کاندھے پر حضرت کے آگے آیا آپ نے اسے دیکھکر مسکرا کر فرمایا کہ یہ میرے دونون نور العینین
حسنین کو تشریف شہادت پلائیگا اور میرے سارے خاندان اور اہلبیت کو خاک مین ملائیگا حضرت
امیر نے چاہا کہ اسے قتل کرین آپ نے منع فرمایا کہ نہین اسے چھوڑ دو یہی خدا کی منشا ہے اسیطرح
پر قضا ہے غرض یہ امر قبل شہادت ہی کے خوب مشہور ہوا نزدیک ہی نہین دور دور ہوا اور چونکہ
حین حیات حضرت کے یا ایام خلافت مین خلفاء اربعہ کے اسطرح پر شاہزادونکا شہید ہونا مناسب

شان نبوت اور خلافت کے نہ تھا اسواسطے بعد وفات آپ کے اور بعد گذرنے تیس برس ایام خلافت کے بڑے شاہزادیکو شہادت باالمن کی ساتھ مخصوص کرکے اُنکے حرم خاص کے ہاتھ سے کہ کسیطرح کا گمان عداوت کا نہین ہوسکتا تھا زہر بلا اہل یعنی شربت شہادت پلایا اور چھوٹے صاحبزادے کو شہادت ظاہری کے ساتھ مخصوص کرکے بڑی دھوم دھام اور نہایت شہرت اور اژدحام کے ساتھ شہید کرایا اور جو جو مصیبتین اور بلائین کہ ازل سے ابد تک کسی انبیا اور مقربان درگاہ کو نصیب نہین ہوئی تھین شاہنشاہ کونین حضرت امام حسینؑ تسلیم مین ثابت قدم رکھکر اُن سب تکالیف کو سر اور آنکھون پر اُٹھایا فطنم اللہ نے پیدا کیا جو رنج و بلا کو ٭ تقسیم ہوا سب وہ میان فدا کو ٭ پر سب سے سوا حصہ ملا آل عبا کو ٭ تحریر کا فرمان ہوا کلک قضا کو ٭ آغاز مصیبت تو لکھا نام نبی پر ٭ اور خاتمہ بالخیر حسین ابن علی پر ٭ پھر سر کو اُس سردار دارین جان کونین کے جو زیب آغوش پیغمبر تھا نیزے پر چڑھا کر شہر شہر گلی گلی پھروانا اور لاش مبارک کو انکی گھوڑون کے سمون سے چکنا چور کروانا اور بروز شہادت آسمان سے خون برسنا اور تین دن تک ساری دنیا مین اندھیرا ہوجانا اور مٹی کا خون ہونا اور پتھر کے تلے سے خون باہر آنا اور آواز غیبی سے مرثیہ کا مسموع ہونا اور جنون کا نوحہ کرنا رونا پھر تا زمان قیامت تمام عالم مین جن ہون یا انس مسلمان ہون یا کافر مرد ہون یا عورت لڑکے ہون یا بوڑھے ہمیشہ ان مصائب و رونا ک اور واقعات ہولناک کا مذکور ہونا اور سب دلون کا کثرت بکا اور غم اور حزن اور الم سے اس رنج کے چور ہونا اور عرش سے فرش تک اور عالم غیب سے شہادت تک وحوش سے طیور تک جمادات سے نباتات تک ہمیشہ اُسکا بڑا شہرہ ہونا اور تمام عالم کا مصیبت مین امام عالیمقام کے رونا نمونہ اُسی شہادت جلی کا ہر رباعی عالم زبلا ہے تو محنت کدۂ ایست ٭ وین محنت و غم نصیب ہر دل شدہ ایست ہر جا کہ نگاہ میکنم در رہ تو ٭ دل خون شدۂ غمزدۂ سوختہ ایست ٭ شعر رسول پاک پہ بھیج اسے خدا درود و سلام ٭ علی و فاطمہؑ حسنؑ و حسینؑ پر بھی مدام ٭

یزید ناخلف کو جو عداوت شاہ دین سے تھی | بنا معنوی کا اُسکے بیان پر ذکر آتا ہے

راویان اخبار غم و حاکیان حکایات الم نے یون رقم کیا ہے کہ عداوت یزید پلید کی جناب حضرات حسنین کے ساتھ دو سبب سے تھی ایک معنوی دوسرے صوری عداوت معنوی اسطرح پر تھی کہ ارواحین انبیا

اور ابرار و شہدا کی مظاہر لطف و رحمت الٰہی ہوتی ہین اپنے اپنے درجات کے موافق اسی واسطے وہ روز میثاق ہی مین بہت ہی لطیف پیدا کی گئین اور ارواح کفار و فساق کی مظاہر قہر اور غضب ایزدی کی ہوتی ہین اپنے اپنے درکات کے مطابق اسلیے وہ نہایت ثقیل اور کثیف پیدا ہوئین پس بمصداق بیت کند ہمجنس با ہمجنس پرواز کبوتر با کبوتر باز با باز + دونون قسم کی روحون کو جنا عالم ارواح ہی مین اپنے اپنے ہمجنس سے الفت اور محبت اور اپنے جنس مخالف سے بغض اور عداوت تھی دنیا مین اسی قدر بسبب اسی مناسبت اور مخالفت روحانی کے اپنے اپنے ہمجنس سے محبت اور غیر جنس سے عداوت ہوتی ہے نظم دوستی دوستی و دشمنی دشمنی ہر نہاد بہ از اختلاف روز میثاق اتفاد بہ روسیان مر روسیان را طالب اند بہ زنگیان و زنگیان ہم را غب اند بہ و انکہ ہمجنس بود اندر نخست بہ این زمان در دشمنی ہستند چست + پس چونکہ یزید پلید خبیث کی روح نہایت خبیث اور کثیف بنی تھی اور روح حضرات حسنین کی نہایت لطیف اور الطف اور اعطر تھی اسلیے بہ باعث اسی مخالفت روحانی اپنی کے اس پلید نے دنیا مین دونون شاہزادون سے عداوت رکھی اور جو کچھ اس سے ہوسکا کیا

شعر رسول پاک پہ بھیج اسے خدا درود و سلام بہ علی و فاطمہ حسنین و زینبین مدام

یزید بیجا اور حضرت شبیر کے باہم | عداوت ظاہری کی وجہ کا بیان کرنا ہی

قسم دوسری عداوت صوری اس پلید کی ساتھ حضرات حسنین کے جو فرع اسی عداوت معنوی کی تھی دو طرح پر ہے اصلی اور فرعی عداوت صوری اصلی اسطرح پر تھی کہ گھر مین عبد المناف کے دو لڑکے جڑوین پیدا ہوئے ایک کا نام ہاشم دوسرے کا امیہ رکھا گیا پیشانی دونون لڑکون کی باہم ملی تھی ہر چند کوشش کی جدا نہ ہوئی آخر ناچار ہو کر دونون کی زندگی سے ہاتھ دھو کر بیچون بیچ سے پیشانی دونون کی تراش دی یہ بات ایک عاقل عرب فہمی کہا مناسب تھا کہ تلوار کے سوا اور کسی چیز سے دونون کی پیشانی جدا کر دیتے یہ بلا روا تھی سر پہ لیتے اب ہمیشہ ان دونون کی اولاد مین تلوار چلیگی تیغ عداوت انکے درمیان نیام مین دم بھر آرام نہ لیگی چنانچہ ہاشم امیہ سے تلوار چلی ہاشم نے امیہ کو زیر و زبر کیا مکے سے نکالدیا پھر ہاشم کے گھر بیٹا پیدا ہوا نام انکا عبد المطلب رکھا اور امیہ کے بیٹا پیدا ہوا نام انکا حرب پڑا ان دونون کے درمیان بھی

کیسی کیسی لڑائیاں ہوئین پھر عبد المطلب کے لڑکا پیدا ہوا نام اُنکا ابو طالب پڑا اور حرب کے بھی بیٹا
ہوا نام اُسکا ابو سفیان پڑا اُنکے درمیان بھی بہ سبب قطع زمین عداوت تھی نوبت جنگ و تیغ کی
پہونچی پھر ابو طالب کے شاہزادہ پیدا ہوا نام پاک اُنکا علی مرتضےٰ پڑا اور ابو سفیان کے بیٹا ہوا نام
اُنکا معاویہ رکھا ان صاحبون کے درمیان مین بھی کیسی کچھ جنگ عظیم ہوئی لاکھون آدمیون کی
مفت جان گئی پھر حضرت امیر المومنین علی مرتضےٰ کے شاہزادے پیدا ہوئے نام پاک اُنکی حضرت
امام حسن اور امام حسینؑ رکھے اور معاویہؓ کے بیٹا نا خلف شقی پیدا ہوا نام اُسکا یزید پلید پڑا یزید مردود
نے بھی بہ باعث اسی عداوت معنوی اصلی کے حضرات حسنین کے ساتھ جو کرنا نہ تھا سو کیا خون
ناحق سر پر لیا اور عداوت فرعی کے بھی اُس پلید کی جو شاخ اُسی عداوت اصلی کی تھی دو سبب
تھے ایک یہ کہ شاہ کونین جناب حضرت امام حسینؑ نے نہ تو یزید کے باپ کی اتباع اور
اطاعت کی اور نہ بعد انتقال اُنکے یزید پلید روسیاہ کی بیعت کی دوسرے یہ کہ ایکدن معاویہؓ
چشم پُر آب ہوئے اراکین دولت نے عرض کی حضور ہر طرح سے فضل رب ہے رونی کا کیا سبب
ہے کہا ہمارے یہی یزید ایک لڑکا ہے سو بھی نکاح نہین کرتا ہے اگر نکاح کرتا تو شاید اُسکے اولاد
ہوتی بقا نسل ہوتی میری سری طبیعت شاد ہوتی لوگون نے یہ بات یزید سے جاکر کہی اُسنے
کہا مین نکاح کرونگا مگر جو ایسی عورت ملے کہ حسن و جمال مین طاق ہو فضل و کمال مین شہرۂ
آفاق ہو لوگون نے بالاتفاق کہا کہ عبد اللہ بن زبیر کی بی بی زینب نام حسن و صورت اور جمال سیرت
مین عرب کے اندر مشہور ہے نزدیک ہی نہین دور دور ہی یہ بات سنکر یزید پلید نے عبد اللہ بن
زبیر کو اپنے باپ سے فریب دیکر خط بھیجکر بلوایا جب عبد اللہ بن زبیر مع بارہ ہزار سوار اپنے کے
دمشق کے قریب آپہونچے یزید پلید بھی مع بارہ ہزار سوارون کے اُنکے استقبال کو گیا اور بڑی
تعظیم و توقیر سے اُنکو اپنے گھر لایا دوسرے دن اپنے باپ سے ملاقات کرائی معاویہؓ اور عبد اللہ بن زبیر
سے دیر تک ملاقات رہی ادھر اُدھر کی بات رہی تیسرے دن یزید نے تخلیہ مین عبد اللہ بن زبیر کو
کہا کہ میرے والد نے اپنی بیٹی سے تمھارا نکاح کر دینے کو بلایا ہے اور ہمکو تمہاری اسباب جہیز کے لیے
حکم فرمایا ہے عبد اللہ بن زبیر نے کہا آپ یہ کیا فرماتے ہین ایسی بات زبان پر کیون لاتے ہین بھلا مین
اس قابل ہون کہ خلیفہ کی بیٹی سے نکاح کرون یزید نے کہا والد نے اپنی قوم مین پہلے تمکو سب سے

بہترین چن لیا ہے تب یہ حکم دیا ہے سلطنت مفت تمہارے ہاتھ آتی خدا نے اپنی قدرت دکھائی
عبداللہ بن زبیر نے کہا یہاں میرے پاس نہ اتنے روپئے ہین کہ شادی کا سامان کرون اور
نہ کوئی اسباب ہے کہ اُسے گرو دھرون یزید نے دس ہزار دینار گن دیے کہ یہ لیجیے شادی کا
سامان کیجیے پھر تاریخ نکاح کی مقرر کی آخر نکاح کی رات لوگ مجلس نکاح مین مجتمع ہوئے یزید خود
وکیل بنا ایجاب وقبول کے وقت محل کے اندر جاکر پھر آیا کہ میری بہن کہتی ہے کہ آج سُنا ہے کہ
عبداللہ بن زبیر کے نکاح مین تو ایک بی بی بھی ہے مین اُسکی سوت نہ بنونگی اگر عبداللہ اُسکو
طلاق دے تو البتہ اُسے قبول کرونگی عبداللہ نے کہا مین اُسے چھوڑ نہین سکتا رشتہ محبت
قینی توڑ نہین سکتا گناہ سر پر لے نہین سکتا حضار مجلس نے کہا عبداللہ تمہارا کیا حال ہے کدھر
خیال ہے اُس بی بی کو ابھی طلاق دو چھوڑ دو سلطنت مفت ہاتھ آتی ہے مُنھ نہ موڑو عبداللہ کو دنیا کی
طمع نے گھیرا بی بی کو طلاق دیا ناحق اُس سے مُنھ پھیرا یزید نے دیکھا کہ عبداللہ میرے مکر کے جال مین
پھنسا بہت خوش ہوا جی مین ہنسا پھر کچھ بات بناکر اندر محل کے جاکر رمحل پھر آیا اور کہا اے
عبداللہ میری بہن تیرے طلاق دینے کی خبر سُنکر زار زار روتی ہے جی جان کھوتی ہے کہتی ہے کہ
جب عبداللہ نے ایسی عورت وفادار شیرین گفتار کو بطیع زر کے طلاق دیا اُس سے کنارہ کیا
تو جب یہ مال نہ رہیگا تو مجھے بھی چھوڑ دیگا اگر پھر عبداللہ سے اپنے نکاح کا نام سنونگی زہر کھاکر
جان دونگی عبداللہ نے جب یہ امر یزید سے سُنا چھاتی پیٹی سر دُھنا حضار مجلس نے کہا عبداللہ
کیا کرتے ہو چندے صبر کرو دل پر جبر کرو پھر یزید پلید نے ابوموسیٰ اشعری کو اپنی طرف سے وکیل
کیا مال کثیر دیا کہ جلدی قطع راہ کرے مدینہ جاکر زینب سے میرا نکاح کرے ابوموسیٰ وہان سے
چلے راہ مین عبداللہ بن عمرو ملے پوچھا ابوموسیٰ کہان سے آئے ہو کہان جاتے ہو کہا دمشق سے
آتا ہون زینب کے پاس پیغام نکاح کا یزید کے لیے جاتا ہون عبداللہ بن عمرو نے کہا کہ اگر
زینب یزید پر راضی نہو تو میرا پیغام بھی پہونچانا اسکے بعد جناب حضرت امام حسینؑ ملے پوچھا اے
ابوموسیٰ کہان چلے ہو اُنھون نے سب حال کہہ سُنایا آپ نے فرمایا کہ اگر زینب ان دونون پر راضی نہو
تو میری طرف سے بھی پیغام پہونچاؤ غرض ابوموسیٰ زینب کے پاس آئے اور پیغام تینون آدمیون کے
علےالترتیب سُنائے زینب نے کہا مین تجھی سے مشورہ لیتی ہون تجھی کو اسبات مین اختیار دیتی ہون اب تم

جس سے کہ اسی سے نکاح کروں ابو موسیٰ نے کہا اگر فقط دنیا کی طالب ہو تو یزید پلید کو اختیار کر پسند کر اور اگر حسن و جمال کی طرف راغب ہو تو ابن عمر شمشیر جی کو خرسند کر اور اگر حسن معدرت اور اقبال سرمدی و نجات آخرت فاطمہ زہرا کی بہو بننی چاہتی ہے تو غلامی حضرت امام حسین کی پسند کر زینب نے کہا زر و مال کا اعتبار نہیں یہ مال ظاہری پائدار نہیں ایکدن دنیا کو وبال ہے اور جمال کو پیری سے زوال ہے خوشا نصیب زہے قسمت ہاں کہ حضرت امام حسین نے اس لونڈی ناچیز کو یاد فرمایا خاطر غمگین کو شاد فرمایا وہ کون دن ہوگا کہ زینب رسول خدا کی بہو کہلائیگی فاطمہ زہرا کے ساتھ جگہ پائیگی غرض ابو موسیٰ نے وکالتاً ایجاب و قبول کیا زینب کو حضرت امام حسین سے مبارک نکاح میں دیا پھر یزید شقی نے جب یہ حال سنا غصے سے سر کوٹنا آتش غیرت و غضب سے جل بھن کر کباب ہوا بحر حیا میں ڈوبا بمنزلہ مثل ماہی بے آب ہوا کہا اتنے حیلے سے ہمنے زینب کو طلاق دلوایا اسقدر کد و ریزان لایا مگر امام حسین نے اس سے نکاح کر لیا جھٹ پٹ بیاہ کر لیا میری حرمت کا پاس نہ کیا مجھ سے ہراس نہ کیا یزید پلید کو عداوت روحانی اور اصلی خاندانی تو تھی ہی یہ عداوت فرعی اس عداوت اصلی کے ساتھ ملکر عداوت دوبالا ہو گئی کہا اب بلا قتل حسین مجھے چین نہیں دنیا میں یا تو یزید ہیں یا حسن و حسین نہیں ؎ شعر

رسول پاک پہ بھیج اے خدا درود و سلام ؎ علیٰ و فاطمہ حسن و حسین پر بھی مدام ؎

جناب فاطمہ سے دوڑ کر ناصر خبر کردو	تمہارا لاڈلا پیارا حسن سب زہر پاتا ہے

سبب شہادت کا ریحان رسول دل و جان بتول شہنشاہ زمن سید نا حضرت امام حسن کی یہ ہوا کہ یزید پلید نے بوساطت مردان شیطان کے بدر میانگی السونیہ نام لونڈی کے آپ کی زوجہ جعدہ بنت اشعث کو پیام بھیجا کہ اگر تو جگر گوشہ رسول نور چشم بتول شاہ زمن حضرت امام حسن کو زہر قاتل پلا دے اس جوانی اور حسن خداداد کو حسن کے خاک میں ملا دے لینے اگر تو کسی حیلے سے انکو زہر پلا کر شہید کرے تو میں تجھے اسقدر زر و جواہر دوں کہ تو عمر بھر خوشی کرے عید کرے جعدہ نے اس طمع پر راکب دوش نبی لخت جگر فاطمہ اور علی کو شہد میں ملا کر زہر دیا اور محبت اور صحبت دیرینہ پر کچھ خیال نہ کیا اسی وقت سے آپ کے شکم میں درد ہوا اب پھر

مارے ورد شکم اور نے اور تڑپ کے بیتاب رہے شدت کرب اور قلق سے منہ سے جھاگ آ رہے تھے شکم میں بار بار ایسا درد ہوتا کہ چہرہ نورانی اس زہر سے لعل علی کے نونہال کا کالا ہے زرد ہوتا ایسا معلوم ہوتا کہ دل کو کوئی زور سے ملتا ہے کلیجے کو چٹکیوں سے مسلتا ہے جی بار بار آتی تھی صبح ہوتے روضہ انور پر اپنے جد امجد حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حاضر ہو کر روئے اور دعا فرمائی فوراً شفا کلی پائی مگر اسی دن سے لیکر برابر چالیس دن روز انتقال تک آپ بیمار رہے عوارض چند میں گرفتار رہے دوسرے بار جعدہ نے بلحاظ اسکے کہ آپ پنڈ کھجوروں سے بہت شوق رکھتے تھے نہایت ذوق رکھتے تھے بہت تیز تین شاداب پنڈ کھجوریں منگوائیں اور بعض کھجوروں کو زہر میں لپیٹا اور بعض کو اسی طرح رکھا اور زہر آلودہ پنڈ کھجور کی پہچان اپنے جاننے کو کچھ نشانی تھی جب آپ باہر سے تشریف لائے جعدہ نے بہت میٹھی زبان سے کہا سید والی مدینہ سے کچھ پنڈ کھجوریں آئی ہیں اگر کھانے کو جی چاہے تو لاؤں آپ نے فرمایا اچھا لاؤ جعدہ نے طبق خرمائے تر کا لاکر آپ کے سامنے رکھا آپ نے فرمایا تم بھی کھاؤ تو کھاؤں کہا بہت خوب پس جعدہ پنڈ کھجوریں بلا زہر کی پہچان پہچان کر کھاتی تھی اور آپ بے تکلف دونوں قسم کی کھجوریں کھاتے تھے جب آپ نے سات کھجوریں زہر آلودہ کھائیں مزاج بگڑ گیا بہت گھبرائے وہاں سے اٹھکر اپنے بھائی حضرت امام حسین کے گھر تشریف لائے اور رات بھر بیقراری اور کرب سے تڑپا کیے علی الصباح پھر روضہ اقدس پر جو دار الشفاء و رسند و کا ہے اپنے کو پہونچایا اور زار زار روکر فرمایا شعر باد شاہا در گہت دار الشفاء رحمت ست ہر دردمند انجم اینجا بہر درمان آمدہ اس سے بھی فوراً بالفضل الٰہی و بہ برکت حضرت رسالت پناہی بالکل از الہ سم ہوا دافع ہر درد و غم ہوا لیکن بہ سبب ان حرکات ناشائستہ جعدہ کے مزاج شریف آپ کا اکثر ناساز رہتا تھا ہمیشہ رنج و غم دساز رہتا تھا مگر اللہ رے تیرا حلم اللہ رے تیری بردباری جعدہ کے ہاتھ سے یہ صدمات سہتے تھے مگر بھائی یا اور کسی سے نہ کہتے تھے آخر آپ نے دیکھا کہ گھر کا یہی حال ہے کہ ہر رنج و ملال ہے تو تفرجاً چند روز کیواسطے شہر موصل کی جانب سفر کیا ابن عباس اور چند خواص خدام کو ساتھ لیا اور زبان حال سے فرمایا رباعی بس ناخوش و تیرہ روزگارے دارم بس در ہم و بستہ کاروباری دارم ہر غرقہ شدہ ام میان گرداب بلا ہا تا نکہ سن از جہان کناری دارم

جب آپ موصل مین تشریف لائے وہان کے لوگ بڑی تعظیم اور توقیر کے ساتھ پیش آئے
شہر دمشق مین ایک اندھا کور باطن دشمن اہلبیت رہتا تھا جب اُسنے حال آپ کے
وصل مین آنے کا سنا پیچ و تاب کھایا حسد سے سر کو دھنا آخر شان عصا پر اپنے چند بار زہر ملایا اور
بعزم قتل آپ کے دمشق سے موصل مین آیا اور جس مسجد مین آپ نماز پڑھنے آیا کرتا تھا اور اپنا
خلوص اپنی عقیدت آپ سے کہا کرتا تھا صدشین آپ کو سُن سُنکر روتا آنسوؤن سے مُنھ دھوتا مگر ہم
اسی گھات مین رہتا کہ کون ایسا وقت پائین کہ یہ ہو ہا آپ کے کسی بدن مین پہنچوین ایک دن
آپ دکان مسجد پر لوگون سے کچھ باتین کر رہے تھے کہ پاس آپ کے وہ اندھا شیطان آیا اور عصا
پشت پای اقدس پر آپکے رکھکے زور سے دبایا آپ نے ایک آہ سرد کھینچی اور یہ فرماتے ہوئے بیہوش گرے
بیت بجرم عشق تو مارا اگر کشند ۔ چہ باک ۔ ہزار شکر کہ بارے شہید عشق توایم ۔ فوراً پانون
ورم کر گیا اور ایسا زخم کاری ہوا کہ فوارہ خون کا سر زخم سے جاری ہوا لوگون نے اُس اندھے کو پکڑا
کہ سزا دین مگر اللہ غنی آپ نے بہ کمال حلم اپنے کے فرمایا کہ ہان ہان اسے چھوڑ دو بیت پیکان
آبدار کہ آید ز دست دوست ۔ بر عاشقان سوختہ باران رحمت است ۔ جیسا یہ چشم ظاہر سے
اندھا ہے ویسا ہی دیدۂ باطن سے کور ہے اور قیامت کے دن بھی اندھا ہی محشور ہوگا
آخر اُسے لوگون نے چھوڑ دیا وہ شیطان جلدی جلدی نظر سے غائب ہوا پھر آپ نے
فرمایا کہ مین نے چاہا تھا کہ دشمنون کے مکر سے کنارہ کش ہو کر یہان چند روز آرام کرونگا ازالۂ
غم و دفع آلام کرونگا مگر کیا کیجیے یہان بھی سوائے غم کے کوئی یار نہین بجز رنج کے مونس نہین
غمگسار نہین پھر آپ اسی طرح بیمار سنسار و نزار مدینے مین تشریف لائے پہلے روضۂ انور
سے ہو کر گھر آئے جعدہ چونکہ آپ کی دشمن جانی تھی آپ کو بھی اُس سے بدگمانی تھی چند بار
آپ اُس کے دھوکا کھا چکے تھے نمک اُٹھا چکے تھے اسواسطے بارہا بھائی کے گھر آرام فرماتے
اور اُسکے یہان کم آتے جاتے شعر رسول پاک پر بھیج اے خدا درود و سلام ۔ علی و فاطمہ حسن و
حسین پر بھی مدام ۔ روایت ہے کہ جعدہ نے بڑے بڑے مکر و فریب سے پانچ بار آپ کو
زہر دلوایا مگر آپ کی کرامات سے اثر نہ کیا چھٹے بار یزید پلید نے عقد جواہرات بے بہا
اور بیدستہ کی کنی بھیجی ہوئی جعدہ کے پاس بھیجی کہ اب اپنا کام کر زہرا کے لعل علی کے نونہال کا

قصہ تمام کرکسی سے نہ درے یہ بات کسی کی سُنے جس حیلے سے ہو سکے شہد یا مصری کے
شربت مین ملا کر پلا دے تو ام حیات کا اُنکی بگاڑ کر تلخی موت کی بکھارے غرض جسطرح بھی بارے اتفاق
ہو کہ امام حسینؑ کے گھر شب جمعہ شانیسوین صفر کو آپ کو کل ۴۷ برس ۵ مہینے ۵ دن کے خواب غفلت مین
سوئی تھی اور سرہانے آپ کے کوزہ پانی سے لبالب اُسکے اوپر ایک بار یک کپڑا بندھا ہوا
اُس کپڑے پر مہر آپ کی چسپان کی ہوئی رکھا تھا جعدہ خنثہ بخت سنگدل بارادہ قتل حسنؑ نا ملعون
زہر اکے ریزہاے الماس سودہ کو اپنے پاس لیے ہوئے اپنی خواجگاہ سے آہستہ آہستہ نکلی
اور آپ کے سرہانے مثل بلاے ناگہانی کے جا پڑی سب کو غافل پایا کوزہ سرہانے سے اُٹھایا
دیکھا کہ سر اُسکا اسی کپڑے سے بندھا ہے اور اُسکے اوپر آپ کی مہر چسپان ہے فوراً اُسنے وہ
زہر اُس کپڑے پر ڈال کے اُنگلی سے ملدیا وہ سارا زہر کوزے کے اندر پانی مین ملگیا پھر وہان سے
اُلٹے پانون چپکے اپنی خواجگاہ پر چلی آئی تھوڑی دیر کے بعد آپ خواجگاہ سے چونک پڑے اور
حضرت زینبؑ اپنی بہن کو آواز دی یا اختاہ بہن اُٹھو اسوقت مین نے نانا جان اور اپنے بابا اور
ماں کو خواب مین دیکھا ہے تھوڑا پانی لاؤ کہ وضو کرون اُدھر حضرت زینب پانی کو چلین اِدھر آپ نے
سرہانے سے کوزہ اُٹھایا اور اُسی طرح مہر چسپان اور کپڑا بندھا ہوا پایا ایک گھونٹ پانی پیا اور کوزہ
بہن کو دیدیا پیتے ہی فرمایا آہ آہ اللہ یہ کیسا پانی تھا کہ پیتے ہی ایسی جلن پیدا ہوئی کہ حلق سے ناف
تک پھٹ گیا دل پارہ پارہ ہو کر کلیجہ کٹ گیا پھر آپ مثل مرغ بسمل کے اُچھلنے لگے کلیجا تھام تھام لینے لگے
بیت جان غم فرسودہ دارم چون نالم آہ آہ + آہ درد آلودہ دارم چون نگریم زار زار نہ سمجھے کہ
معجدہ نے چھٹی بار دھوکا دیکر زہر قاتل پلایا مگر صدقے ایسے حلم کے لب تک نہ ہلایا حضرت
قاسم اپنے صاحبزادے کو بھیجکر حضرت امام حسینؑ کو بلوایا جب حضرت امام حسینؑ تشریف لائے
آپ نے حالت بیقراری مین گلے لگائے کہ دونون ہاتھ بڑھائے پھر تو دونون بھائی گلے سے
گلے ملکر اسقدر روئے کہ اُنکے رونے سے جن و بشر کیا دیوار و در روئے ایسے آہ کے نعرے فلک
تک پہونچائے کہ عرش فکر سی جنبش مین آئے پھر آپ نے فرمایا بیت کا پنجہ ما صد یم از جور و جفاہا
کس ندیدہ ما و انچہ ما خوردہ یم از زہر بلاہا کس نخوردہ + اے بھائی جاء الاجل و القطع الامل
اب مین رخصت ہوتا ہون اب پھر قیامت مین ملاقات ہوگی جو ہونی ہے سو ہو تین بات ہوگی اسوقت

مین نے اپنے نانا جان اور والدین علی مرتضیٰؑ اور فاطمہ زہراؑ کو خواب مین دیکھا ہے کہ میرا ہاتھ پکڑے ہوئے مجھے باغ جنت مین ٹہلاتے ہین جو مجھ کو قصور دیکھا تے ہین میرا نانا جان بہلاتے ہین اور نانا جان مجھ سے فرماتے ہین کہ بیٹا حسن خوش ہو کہ دشمنون کے ہاتھ سے تم نے نجات پائی شام فراق کٹی صبح وصال آئی اب قریب ہو کہ تم میرے پاس آؤ گے اور ہر طرح سے خلد برین مین میرے ساتھ آرام پاؤ گے اسکے بعد مین نیند سے چونک پڑا اور اُس کوزے سے پانی پیا اسکے پیتے ہی جگر کمر سے ٹکڑے ہوا حضرت امام حسینؑ نے کوزہ اُٹھا کر فرمایا کہ مین بھی دیکھون تو دیکھون کیسا پانی ہے حضرت امام حسنؑ نے فوراً بھائی کے ہاتھ سے کوزہ چھین لیا اور زمین پر ٹپک دیا جہان پانی گرا وہ زمین فوراً ابل آئی اور پارہ پارہ ہوگئی سب لوگون نے یہ یقین جانا کہ سبب زہر کا یہ حال ہوتو ابکی بار حضرت کا بچنا محال ہے سر اسر اُتکال ہے پھر حضرت امام حسینؑ نے رو کر فرمایا بیت چون بمیرد حسن بود در اعمر کا شکے ۔ ہر گز بمیرد دلے کہ بود نہ زادوی ۔ شعر رسول پاک پہ بھیج اے خدا درود وسلام علیؑ و فاطمہؑ حسنؑ و حسینؑ پر بھی مدام ۔ روایت ہے کہ اسکے بعد شاہزادے کے شکم مین درد اُٹھا ماری درد کے زمین پر لوٹتے لوٹتے اِدھر سے اُدھر جاتے اور اُدھر سے اِدھر پھر بعد طلوع آفتاب کے کیفیت دوسری طاری ہوئی اسہال کمبدی شروع ہوا تے جاری ہوتی جگر اور آنتڑیان ٹکڑے ٹکڑے ہوکر دستون مین نکلتی تھین جگر کے پارے آگ کے انگارے تھی چھوٹے سے انگلیان جلتی تھین طشت آگے رکھا گیا تے کے ساتھ پارہ پارہ جگر اور آنتڑیان اُس ماہ پارۂ علی کے پیارے زہرا کے دلارے کی کٹ کٹ کر طشت مین گرتی تھین اور مثل ماہی بے آب کے لہو مین طشت کے اندر تڑپھڑاتی پھرتی تھین یہانتک کہ ستر یا ایک سو ستر ٹکڑے جگر کے طشت مین گرے حضرت امام حسینؑ اپنے بھائی کا یہ حال پُر ملال دیکھکر اپنی بیکسی و تنہائی پر روتے تھے اور دمبدم مضمون اس کلام کے ساتھ ہمکلام ہوتے تھے غزل گر بقدر سوزش من چشم من بگریستے مرغ وماہی در غم من تن بتن بگریستے ۔ زہرہ کوتا زخم دشمن آوردے بیاد ۔ وز سر حسرت چو زہرا بر حسن بگریستے ۔ خال یاقوت لبش گر زہر شد رنگار تارم ۔ گر بدانستے عقیق اندر یمن بگریستے ۔ لعل اگر آن خوردہ الماس دیدے بر لبش ۔ خون شدے وز سنگدان قحز زمن بگریستے ۔ نان جگر گوشہ گشت اگر آگہ شدے ۔ مرغ زاری کردے و بر بانہ بان بگریستے ۔

لہ بانہ بان بگریستے

روایت ہے کہ جب کچھ دن چڑھا رنگ رخسارۂ گلگون اس ریحان رسول کا سبز ہونے لگا یہ حال آپ کا دیکھکر گھر میں جو کوئی تھا رونے لگا مگر سب کے شق ہوتے رنگ پھر دل کے فق ہوئے تب آپ نے گھر والوں سے پوچھا کہ اب تو حالت میری بہت ہی زنگ ہے کہو میرے چہرے کا کیا رنگ ہوا اہلبیت نے رو کر عرض کیا کہ رنگ گلابی نہایت سبز مروین ہو گیا تب آپ نے حضرت امام حسینؑ کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا بھائی حدیث معراج کا ظہور ہوا اب میرا سب رنج والم دور ہوا رنگ سبز میری رخصت کا سامان ہے موت سر پہ کھڑی ہے حسن دو ایک گھڑی مہمان ہو تا کہ دونوں بھائی گلے سے گلے ملکر اور منھ پر منھ رکھکر آنسو روئے کہ بیہوش ہو گئے جب کچھ افاقہ ہوا لوگوں نے عرض کیا حضرت وہ حدیث معراج کیا ہے فرمایا کہ میرے نانا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے ارشاد فرمایا تھا کہ معراج کی رات جب جبرئیل مجھے بہشت کی سیر کرانے لے چلے واسطے ملاحظہ درجات امتوں کے ہر جانب پھراتے تھے وہاں دو محل عجیب و غریب ایک ہی طور کے اور ایک دوسرے کے قریب ملاحظہ میں آئے ایک زمرد سبز کا دوسرا یاقوت سرخ کا میں نے رضوان سے پوچھا کہ دونوں قصر کس کے واسطے طیار ہوئے ہیں رضوان نے کہا ایک حضرت امام حسنؑ اور ایک حضرت امام حسینؑ کے واسطے تب میں نے کہا دونوں محل ایک رنگ کے کیوں نہیں رضوان نے شرم سے سر جھکا لیا اور کچھ جواب نہ دیا جبرئیل نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رضوان کا جی کٹتے ہوئے شرماتا ہے اسکا جگر شق ہوا جاتا ہے سبز محل آپ کے ریحان حسنؑ کا ہے کہ آپ کے بعد کوئی سنگ دل انکو زہر پلائیگا اور اسکی تاثیر سے آخر وقت رنگ انکے چہرے کا سبز ہو جائیگا اور سرخ محل آپ کے نور العین امام حسینؑ کا ہے کہ آپ کے بعد لوگ انکو شہید کرکے رخسارۂ گلگون کو انکے خون سے لال کرینگے اور گھوڑوں کی ٹاپوں سے انکی نعش کو پامال کرینگے آنا کہکر حضرت امام حسنؑ بھائی سے لپٹ کر زار زار روئے حتی کہ دونوں بھائیوں کے نعرہ جانکاہ سے جن و بشر و دد و طیور روئے غزل کہ ریخت زیرۂ الماس سودہ در قدحش ✦ کہ زہر گشت ازان آب خوش گوار حسنؑ ✦ در اندرون صدف بفتاد پارہ شد جگرش ✦ ہمہ زراہ گلو ریخت در کنار حسنؑ ✦ برنگ گوہ کہ الماس شد زمرد فام ✦ مفرح لب یاقوت آبدار حسنؑ ✦ جگر بسوخت شفق را چو لالہ از آتش دل ✦ ز حسرت جگر تشنہ نگار حسنؑ ✦ لبش کہ مایۂ

تریاک بود شد پر زہر ۔ فغان ز تلخی شہد شکر شار حسنؑ ۔ شاہ خون بچکاند ز چشم اگر بیند ۔ جراحت
جگر و چشم اشکبار حسنؑ ۔ باغ عترت پیغمبر از خزان ستم ۔ بر خیت لالہ و نسرین ز تو بہار حسنؑ شعر رسول
پاک پہ بھیج اے خدا درود و سلام ۔ علیؑ و فاطمہؑ حسنؑ و حسینؑ پر بھی مدام ۔ روایت ہے
کہ انتقال کے وقت حضرت امام حسینؑ نے آپ سے پوچھا کہ بھائی جان حسینؑ کی جان آپ پر قربان
ذرا آنکھ کھولیے کچھ منہ سے بولیے کس شقی بے رحم نے آپ کو زہر دیا کس سنگدل نے ایسا قہر کیا
آپ اپنے قاتل کو پہچانتے ہیں کچھ نام و نشان اسکا جانتے ہیں فرمایا ہاں خوب جانتا ہوں اچھی طرح
پہچانتا ہوں مگر بھید کھولو کیا اس سے میرے خون کا بدلا چاہتے ہو حضرت امام حسینؑ نے فرمایا
جی ہاں اگر خدانخواستہ آپ انتقال کر جائینگے تو اسکو ہم قتل کر ڈالیں گے آپ نے فرمایا بھائی حسنؑ
کا سینہ قاتل کے کینہ سے صاف ہو اور بدگوئی اور خلق کھانا سو میرے خاندان نبوت کے خلاف ہے
میرا تو یہ حال ہے ہر دم یہی خیال ہے کہ قیامت کے دن اگر حق تعالیٰ مجھے بہشت میں جانے کا حکم
کریگا تو حسنؑ جبتک اپنے قاتل کو نہ بخشوا لیگا بہشت میں قدم نہ دھریگا نظم بابکے ہرگز نگوید یم زار
در قیامت ہم شوم دمساز او ۔ شفقتم نگذاشت تا بگذارمش ۔ رحمتم خواہد بحجت آرمش ۔ بھائی جتنے
مجھے قاتل نے زہر پلایا لیکن ہنسنے جان دیدی لب نہ ہلایا جگر ٹکڑے ٹکڑے ہوا کیسے کیسے صدمات
سہے مگر زبان نہ ہلائی جی ہی جی میں مسوس مسوس کر رہے نظم مرگ مارا زندگی دیگر ست ۔ زہر
مرگ از شہد شیرین خوشتر ست ۔ مرگ سازد مغز را صافی ز پوست ۔ کار سازد دوست را نزدیک
دوست ۔ بھائی اگر در حقیقت میرا قاتل وہی ہے جسپر میرا گمان ہے خیال ہے تو بڑا سخت بدلا
لینے والا خداوند ذوالجلال ہے اور اگر میرا قاتل وہ نہیں ہے جسپر میرا گمان ہے تو تم یہ خیال جانے دو
میں نہیں چاہتا کہ ایک بیگناہ کو تم میرے واسطے قتل کرو واہ رے حلم ہے اپنا تو جگر
ٹکڑے ہوا ۔ پر بھی انتقام لینے کے روادار نہیں ۔ روایت ہے کہ آخر وقت آپ نے جعدہ
کو خلوت میں بلوا کر فرمایا کہ اے بانوئے ناسازگار اے دشمن خونخوار تو نے مجھے چھ بار زہر ہلاہل
پلایا اپنے دین و دنیا دونوں کو خاک میں ملایا محبت دیرینہ کو کچھ خیال میں نہ لائی خدا و رسول
سے ذرا نہ شرمائی سفت تو نے گھلا گھلا کے ہلاک کیا گریبان حیات کو میرے چاک کیا قطعہ
اے یار کسے بے سبب یار کشد ۔ و انگہ چو منی یار و فادار کشد ۔ تو دوست کمو دشمن خود گیر مرا

کس دشمن خویش را چنین زار کشد + دیکھہ یہ میرے جگر کے پارے ہین تیرے ہی زہر کے مارے ہین کچھہ تیرے دل پر اثر ہے اور کچھہ تجھے میری خبر ہے زہر پلاتے وقت کچھہ تجھے میرا قلق تھا تجھہ پر میرا یہی حق تھا **شعر** پالنے کے جو گنہگار تھے ہم + اس سزا کے وہ سزاوار تھے ہم + تیرے جور و ایذا کو ہم سہگئے بھائی اور فرزندون سے نہین کہا زہر گھونٹ کر رہگئے **شعر** رفتیم دم جور تو در سینہ نہفتیم + با ہیچ کسے حال دل خویش نگفتیم + آرے نیکبخت بیبیان شیعہ ہم غمگسار پر مرتی ہین آرے تو نے کہین سنا ایسا بھی کوئی ہین مگر تو نے مجھے بنپایندہ زہر دیا ناحق میرا خون سر پر لیا دین تو کھو چکی دنیا بھی کھوئیگی میرے لیے عمر بھر روئیگی **شعر** جہان تو پورا ہوا آج حوصلہ تیرا + خدا سے حشر مین ہوگا یہ فیصلہ میرا + خیر اب جا جسواسطے تو نے زہر دیا ہرگز وہ وعدہ بر آئیگی میری وفاداری یاد کر کے سر پیٹے گی پچھتائیگی **شعر** کون اٹھائیگا ترا جور و جفا میرے بعد + یاد آئیگی تجھے میری وفا میرے بعد + **روایت** عمیر بن اسحاق کہتے ہین کہ مین اسوقت حضرت امام حسنؓ کی خدمت مین حاضر ہوا آپ نے فرمایا عمیر جو کچھہ مجھہ سے پوچھنا ہو پوچھہ لو **شعر** نالے پیہم دل سے اب آنے لگے + حضرت دل شاید اب جانے لگے - مین نے عرض کی اسوقت آپ کو ایسی تکلیف ہے مین کچھہ پوچھہ نہین سکتا کچھہ افاقہ ہوگا تو پوچھونگا پھر آپ گھر مین تشریف لیگئے اور پھر آکر فرمایا عمیر کچھہ پوچھنا ہو تو پوچھہ لو اور نہین تو پھر سوال کی نہین فرصت کہان اور جواب کی مجھے طاقت کہان پھر فرمایا کہ جب ہم پانی نے جاتے ہین تو کلیجے کے ٹکڑے کٹ کٹ کر دستون مین آتی ہین اور مجھے کئی بار زہر دیا مگر ایسا تیز جگر سوز خون ریز کبھی نہ پیا مین دوسری بار آپ کی خدمت مین گیا آپ کا دم ٹوٹتا تھا اور حضرت امام حسینؓ آپ کے سرہانے بیٹھے تھے اور پوچھتے تھے بھائی کس نے آپ کو زہر دیا آپ نے فرمایا **شعر** ہچکی لگی ہے ہے وقت دم شماری + کیا حال پوچھتے ہو بھائی بھلا ہمارا + پھر آپ نے فرمایا اگر وہ ہی ہے جسپر میرا گمان ہے تو بڑا منتقم حقیقی وہی خالق الکل و حال ہے اور نہین تو مین نہین چاہتا کہ میرے لیے کوئی بے گناہ مارا جاوے ناحق کوئی بے جرم نہ مارا پاوے واللہ ہرگز نہ کہونگا کہ کسنے زہر دیا **اشعار** ایام الیتام پذیری کے کر چکے + ناسور اتنہ ہو گیا داغ جگر نہین + **شعر** رسول پاک پہ بھیج اے خدا درود و سلام + علی و فاطمہ حسنؓ و حسینؓ پہ بھی مدام + **روایت** ہے

وفات کے بعد آپ نے جناب امام حسینؑ کو ساتھ صلاح اور تقویٰ اور اطاعت اور پارسائی
اور رعایت اہلبیت نبوت کی وصیت فرمائی کہ ؎ شفقت والفت مری جتنی ہو اہلبیت پر
بعد میرے رکھیو تم بھی بلکہ اس سے بیشتر ٭ گر ذرہ غم آنے نہ دیجو گرد آنکے تم کبھی + تا دم موعود
ہر اک ساتھ ہی رہیو سبھی + شفقت و اخلاق جد کی دیکھیو اب وا تم + خاندان فاطمہؑ کو کہیو
آباد تم + اور میرے یتیمان نازک مزاج کو کوئی ستاوے نہین دل انکا کوئی دکھاوے نہین جد
بانو کو کوئی ایذا نہ دے اسپر کوئی ستم نکرے اور اب اے بھائی تمہارا کوئی مونس نہین غم خوار نہین
بجز رنج و غم یا نہین دن رات رونہ انور پر جدا مجد کے رہنا اعدا جو کچھ کہین ایذا دین صبر کرنا
سب کو مہنا فظہ پیش جو کچھ آئے تم صبر و تحمل کیجیو + ہاتھ سے اس ہمبر موروثی کو مت تم دیجیو +
رونہ جد سے تسلی اپنے دل کی کیجیو + ورد کی اپنے دوا تم مصطفےٰ سے کیجیو + واللہ نہین حسین
دیکھتا ہون کہ اللہ تعالیٰ ہم لوگون مین نبوت اور خلافت جمع کرے سو فریب نہ کھانا سفہاے
کوفہ سے کہ تمھین ابھارین اور خروج کروائین اور دشمنون مین پھنسائین نہین تو پھر بھائی
پچھتاؤ گے اور بچاؤ کا وقت نہ پاؤ گے حضرت امام حسینؑ سے منبط گریہ نہو سکا زور زور کر فرمانے لگے
بھائی جان آپ نے مجھے بیکس اور تنہا چھوڑا بازو توڑ کر مجھ سے منھ موڑا اب دریاے غم مین بن
بہا جاتا ہون کسی کا مجھے آسرا نہین تنکے کا سہارا نہین اس بحر مین تھاہ نہین اسکا کنارہ
نہین حضرت امام حسین نے فرمایا **بیت** آسرا سب سے ہی بہتر آسرا اللہ کا + اور سہارا سب سے
بہتر ہے رسول اللہ کا + پھر حضرت امام حسینؑ نے فرمایا بھائی صاحب اب حسینؑ کا سلام میرے
نانا کو پہونچانا اور بابا جان اور نانی اور مان کو حال میری بیکسی کا سنانا اور کہنا کہ اب زیادہ حال
دل کا کہا نہین جاتا اور تنہائی کا سہا نہین جاتا آپ سب لوگ دعا فرمائین کہ ہم بھی وہان پر
آئین وہان آئینگے تو سارا غم الہ سنائینگے **شعر** وصل مین کہ کہ کے اپنا حال دل + روئینگے
اور سب کو رلوائینگے ہم + **روایت** ہے کہ اسوقت آپ نے فرمایا کہ مین نے حضرت عائشہ
صدیقہ سے زمین مانگی تھی کہ جب مین مرون تو اپنے گھر مین مجھے تھوڑی جگہ دینا تاکہ مین بر قدم
اپنے نانا جان محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دفن ہون انھون نے قبول کیا تھا سو تم لوگ
میری وفات کے بعد میرا جنازہ روضہ انور کے پاس لیجانا اور میرا سلام پہونچانا اور پھر حضرت

عائشہ صدیقہ سے کہ کہیں اگر میرے گھر میں تو وہاں مجھے دفن کیجیو اور میں گمان کرتا ہوں کہ نبی محمد
کے لوگ روکینگے پھر اگر روکیں تو اُنسے روو بدل نکرنا اور اپنی بات پر اڑنا نہیں مجھے بقیۃ البقیع
میں دفن کر دینا کسی سے لڑنا نہیں شعر رسول پاک پہ بھیج اسے خدا درود و سلام + علی و فاطمہ
حسن و حسین پہ بھی مدام + روایت ہے کہ جب کاون اندرا اور بست و ہشتم صفر کی شب کالی بلا
آئی فلک امامت پر ہر طرف سے گھٹا غم کی چھائی دو پہر رات گذری آپ کا دم چڑھنے لگا کرب
بڑھنے لگا اہلبیت نے شمل باندھے اُس ماہ پارے چرخ حسن کے تارے زہرا کے دلارے کو
گھیر لیا آپ سہو و جمال پر دروگا رہوئے اور سب سے سخت پھیر لیا مرتے دم لب پر شکر باری اور زبان
سے کلمہ جاری تھا آخر کلمہ پڑھتے پڑھتے انتقال کر گئے اہلبیت کے دلوں پر کوہ غم ٹوٹ گئے نظم
واسرتا کہ سرو روان زمین برفت + یعنی کہ نور دیدۂ زہرا حسن برفت + از شوق گیسوئش جگر ناگہ گشت
خون + وز ہجر روئش آب رخ نسترن برفت + یعقوب وار دیدۂ نرگس سفید شد + کز مصر از یوسف
گلپیرہن برفت + روایت ہے کہ چند روز قبل وفات کے جناب امام عالی مقام نے خواب
دیکھا تھا کہ گویا آپ کے دونوں آنکھوں کے مابین میں سورۂ قل ہو اللہ مسطور ہے اہلبیت نے
خوش ہو کر یہ خواب سعید بن مسیب سے کہا اُنھوں نے کہا آہ آہ یہ خواب نہیں نشان حادثہ عجیبہ
ہے عمر آپ کی آخر ہوئی اجل آپ کی قریب ہوا اور ویسا ہی ہوا کہ کئی دن کے بعد آپ نے انتقال
فرمایا اور پندرھویں تاریخ رمضان شریف کی سن تین ہجری میں آپ پیدا ہوئے تھے اور بقول
مشہور اٹھائیسویں صفر شب تنبہ و بقول مختار غرہ یا پانچویں تاریخ ماہ ربیع الاول سن پچاس
ہجری میں آپ نے قضا کی اور سن آپ کا اُسوقت ساڑھے پینتالیس برس کا تھا کچھ دن کم تین سے سات
برس آپ نے اپنے جد امجد رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آغوش ناز و نعمت میں پرورش پائی اور
تیس برس تک ظل حمایت و شفقت میں اپنے پدر بزرگوار شیر خدا کے رہے اور آٹھ برس کئی مہینے فقط
حفظ حمایت میں اپنے خداوند تعالیٰ کے زندگی بسر کی شعر رسول پاک پہ بھیج اسے خدا درود و سلام +
علی و فاطمہ حسن و حسین پہ بھی مدام + روایت ہے کہ بعد وفات کے حضرت امام حسینؑ اور محمدؐ
بن حنفیہ اور عباس بن علیؑ نے آپ کو غسل دیا اور سعد بن العاص حاکم مدینے نے باجازت
حضرت امام حسینؑ کے آپ کی نماز پڑھائی اسکے بعد موافق وصیت کے امام حسینؑ نے حضرت

عائشہ صدیقہ سے جاکر مقبرۂ بنوی مین دفن کرنیکے لیے جگہ مانگی اُنھون نے فرمایا نعم وکرامۃ
ہان اچھا یہ تھوڑی جگہ روضۂ بنوی مین مین نے اپنے لیے رکھی تھی مگر کیا کہیو قسمت مین یون لکھا تھا کہ
ایک دن ایسے آئینگے کہ حسنؓ ماہ پارۂ حضرت کی آنکھون کے تارے علیؓ و فاطمہؓ کے پیارے اس
برج خاکی مین آرام فرمائینگے پھر یہ خبر مردان شیطان کو پہونچی اُسنے کہا لوگ ہر چند زور پہونچائینگے
مگر امام حسنؓ وہان ہرگز دفن نہونے پائینگے حضرت عثمان کو وہان دفن نہونے دیا حسنؓ بن علی کو دفن
کیا چاہتے ہین یہ خبر جناب امام حسینؓ نے سُنی پھر مع ہمراہیون کے مسلح ہوئے اور مردان نے بھی ہتھیار
سنبھالے حضرت ابو ہریرہ نے یہ حال سُنا مارے غم کے سر کو دھنا اور کہا اعدا مانع ہوتے ہین اسکا کیا
سبب ہے اللہ اللہ کیا ظلم ہے کیسا غضب ہے امام حسنؓ تو بیٹے رسول اللہ کے ہین سو بیٹا باپ کے پاس
دفن نہونے پائے پھر وہ حضرت امام حسینؓ کے پاس آئے اور کہا کہ امام حسنؓ کو آپ جہان مدفون
کرینگے وہین نزول رحمت الٰہی ہوگا قرب حضرت رسالت پناہی ہوگا مصرعہ قرب جائے چو بود
بعد مکانے سہل ست + اور بھائی آپ کے یہ بھی تو وصیت فرما گئے ہین کہ اگر لڑائی جھگڑے کا
کھٹکا ہو تو مجھے جنۃ البقیع مین دفن کر دینا لڑائی جھگڑا سر پہ نہ لینا پھر حضرت امام حسینؓ نے جنازے
کو روضۂ انور سے اُٹھایا خوب روئے اور لوگون کو رُلایا اور جنۃ البقیع کے اندر لاکر حضرت عباس
عم نبی کے قبے مین قبر فاطمہ بنت اسد کی وادی کے پہلو مین اُس آفتاب امامت کو برج خاکی
مین سُلایا پھر اسقدر روئے کہ حضار و ملاء اعلے کو رُلایا نظم اے آفتاب من کہ شدی غائب
از نظر + آیا بتب فراق ترا کے بود دگر + اے نور چشم عالم و چشم چراغ دل + بکشائے چشم رحمت و
بر حال من نگر + نام چو نے زغصہ و بادم بود بدست + شوزم چو شمع در غم و دودم رود بسر +
روایت ہے کہ جب حضرت امام حسنؓ کا جنازہ نکلا مردان شیطان جنازے کو دیکھکر رونے
لگا امام حسینؓ نے فرمایا اب تو آپ روتا ہے آبدیدہ ہوتا ہے اور زندگی مین کیا کیا کرڈوبکی گھونٹ
نہین پلاتا تھا تو سب کچھ کہتا تھا مگر میرا بھائی لب تک نہ ہلاتا تھا تب مردان شیطان نے پہاڑ
کی جانب اشارہ کرکے کہا کہ مین وہ باتین ایسے شخص کے ساتھ کرتا تھا جو اس پہاڑ سے
بھی زیادہ باوقار و حلیم تھا تمامی خلق اللہ پر باپ سے بھی زیادہ رحیم تھا + شعر
رسولؐ پاک پہ بھیج اے خدا درود و سلام علیؓ و فاطمہؓ حسنؓ و حسینؓ پر بھی مدام

سنو احوال جعدہ کا کہ بعد از رحلت حضرت	فلک کیا کیا مرہ اُس شہر کا اُسکو چکھاتا ہے

روایت ہے کہ بوقت وفات آپ کے جعدہ نے یزید کو کہلا بھیجا کہ موافق مرضی تمہاری ہمنے امام حسنؑ کو بڑے حیلے سے زہر پلایا تمہارے حکم کے موافق اپنا دین خاک میں ملایا صحبتہائے دیرینہ کا امام کے کچھ پاس نہ کیا خدا اور رسول سے ذرا نہ ڈرا اس پر کیا تیرے کہنے سے میں نے ایسا ستم کیا انکی زلف مشکبار کو برہم کیا اب امام نے وفات پائی تمہارے جی کو ٹھنڈک آئی تب اب ایفائے وعدہ کیجیے زر و جواہر جو کہا ہے سو جلد بھیجیے یزید نے لکھ بھیجا کہ تو میرے مکر کی باتوں پر پھول گئی محبت امام مطلق بھول گئی اری کمبخت زنان وفادار ایسے ایسے شوہر کان علم کے گوہر بحر حلم کے جوہر کی باتی محبت میں تو جی جان بلکہ ہر دو جہان ہارتی ہیں اری کمبین تو نے سنا ہے کہ عورتیں اپنے شوہر پر نکوز ہر دیتی ہیں تو نے تاک ماری ہیں میں تو تجھے آگ میں جلا دیتا اُس خون ناحق کا قصاص لیتا مگر خیر اتنا بس ہے کہ میرا کام ہوا اور دونوں جہان میں تیرا نام ہوا تو ملعون کے وال شاد ہو مراد اور تیرے دین و دنیا دونوں برباد ہوئے بیت ہر کہ دین را بہر دنیائے دنی برباد داد ۔ بے شک محروم ماند از دولت دنیا و دین ۔ شعر دنیا کے لیے جو دین کو کھوئے ۔ سو دونوں جہان کو ڈبوئے بیت رسول پاک پہنچ ای خدا در دود سلام علی و فاطمہ حسن و حسین پر بھی مدام ۔

یزید ناخلف شبیرؑ سے بیعت کا طالب ہے	یہ کیا الٹا زمانہ ہے کہ اب سننے میں آتا ہے

روایت ہے کہ سن ساٹھ ہجری میں آٹھ دن رجب کے باقی تھے کہ شہر دمشق میں معاویہؓ بن ابی سفیان نے قضا کی یزید سیاہ رو شیطان جو اپنے باپ کی جگہ تخت سلطنت پر جا بیٹھا اور تمام ممالک اسلام پر مسلط ہوا خیر خواہوں نے اُس پلید کے یہ بات کہی کہ اگر بقائے سلطنت منظور ہے تو فی الفور سب خاص و عام خصوصاً امام حسینؑ اور عبدالرحمٰنؓ بن ابی بکر اور عبداللہؓ بن عمر اور عبداللہ بن زبیر سے بیعت اپنی لینی ضرور ہے یزید شقی نے کہا کہ یہ تو مدت سے میں چاہتا ہی تھا پھر اُس شقی نے تمام ملک محروسہ میں بنام عمال اور حکام ہر شہر و ن کے نامے لکھے کہ معاویہؓ نے قضا کی اور بادشاہت مجھے ملی سو تمامی رعایا ملک کی ہماری بیعت کریں آمین ہر گز

نہ حیلہ کریں اور ولید بن عتبہ حاکم مدینے کو فرمان لکھا کہ معاویہ نے وفات پائی اور سلطنت میرے ہاتھ آئی سو تم کو بتاکید شدید لکھا جاتا ہے کہ اس فرمان کے دیکھتے ہی سب خاص و عام اور عمائد مدینے سے میری بیعت لو ایک دم کی تاخیر نہ کرو اور ایک دوسرا نامہ ولید بن عتبہ کو لکھا کہ امام حسینؓ اور عبداللہ بن عمرؓ و عبدالرحمن بن ابی بکرؓ اور عبداللہ بن زبیرؓ سے بہت ہی جلد میری بیعت لے جسطرح ہو سکے اسمیں کوشش کرے جب یہ نامہ ولید کے پاس پہونچا جناب حضرت امام حسینؓ کو لینے دارالحکومت میں بلایا آپ نے تین جوان جان باز مستعد بند اپنے غلامان اور احباب کو اپنے ہمراہ لیے اور عصا سے بنوی زیب دست حق پرست کی اور ولید کے پاس چلے اور جوانوں کو دارالحکومت کے پھاٹک پر کھڑا کیا اور تاکید فرمائی کہ مستعد کھڑے رہو یہاں سے ٹلو نہیں اگر میری آواز کچھ بلند پاؤ تو فوراً بیدھڑک کچہری میں گھس آؤ اور جبتک کوئی میرے مارنے کا ارادہ نہ کرے کچھ برتنا نہیں پہلے تم ہتھیار کھولنا نہیں پھر آپ تنہا ولید کے پاس تشریف لائے ولید نے بڑی تعظیم و تکریم سے آپ کو بٹھایا اور حال وفات معاویہؓ بن سفیان اور بیعت طلب کرنے کا یزید کی سنایا آپ نے فرمایا ہم تو خود غم مادر و پدر و برادر سے بے موت کے مر رہے ہیں کسی طرح زندگی کے دن بھر رہے ہیں گو ظاہر جیتے ہیں مگر خون جگر پیتے ہیں دل مردہ ہے پر غم سے طبیعت نہایت افسردہ ہے شعر آچکی ہے سر گرداب فنا کشتی عمر ہر نفس ما رو بما لنصف کا ہے جھونکا ہمکو میرا ستانا مناسب نہیں غمزدوں کا دل دکھانا مناسب نہیں بہر حال ہم اکیلے چپ چاپ بیعت نہیں کر سکتے یزید بدعتی شارب خمر کے زیر حکم گردن نہیں دھر سکتے کل سب اہل اسلام میں خبر وفات معاویہؓ کی مشتہر کیجاوے اور سارے اہل مدینہ کو طلب بیعت یزید کی خبر دیجاوے جو سب مسلمانوں کی رائے ہوگی اس سے مجھے گریز نہیں کسی طرح ستیز نہیں ولید نے کہا آپ کا فرمانا بہتر بجا ہے یہی مناسب ہے یہی زیبا ہے اچھا آج آپ دولتخانہ کو تشریف لیجائیں اور کل اسی طرح یہانتک قدم رنجہ فرمائیں مروان شیطان اور خاندان کے ولید سے کہا کہ اگر اسوقت امام حسینؓ یہاں سے پھر جائینگے تو پھر کبھی ہاتھ نہ آئینگے جبتک بیعت نہ کریں انکو قید رکھو چھوڑو نہیں میری بات سے منہ موڑو نہیں اور اگر بیعت نہ کریں تو سر انکا اتار لو ابھی انکو مار لو آپ نے مروان کیجانب بچشم غضب دیکھکر فرمایا یہ کسکا کلیجہ ہے کہ ایسا

ارادہ دل میں لائے میری جانب نظر اٹھائے جو میرے قتل کا عزم کریگا قبل میرے وہ خود مریگا
اسی کے خون سے زمین کو لال کردونگا گلستان حیات کو اسکی صرصر ممات سے پائمال کردونگا
ابے مروان کیا تیری قوت کیا تیری مجال ہے مدینہ میں میرا قتل ہونا محال ہو تو کیا کوئی متنفس میرے
پر میرا کچھ نہیں کرسکتا سوائے کربلا کے میں اور جگہ شہید نہیں ہوسکتا مرنہیں سکتا جب کچھ آواز
آپ کی بلند ہوئی جوانان مسلح نے چاہا کہ اندر گھس پڑیں اعداے جی کھول کر لڑیں آپ وہاں سے
اٹھے اور غلامان مسلح کو لیے گھر تشریف لائے پھر ولید نے مروان سے کہا وائے ہاتھ سے برتو تک
تجھ پر تجھے قتل کو امام حسنؑ کے فرماتا تھا کچھ خدا سے نہیں شرماتا تھا واللہ ثم باللہ اگر ساری دنیا بھی
دیں تب بھی خون ناحق امام حسینؑ ہم اپنے سر پر نہ لیں گے مجھے ایک دن خدا کے پاس جانا ہے
پیغمبر خدا کو منہ دکھانا ہے نظم روز جزا کشندۂ فرزند مصطفےٰ ؐ ہے شبہ لایق درکات جہنم ست +
بس کو دل سیہ کہ کند قصد سروری + کو نور چشم پیمبر اولاد آدم ست + ولید نے یہ حال یزید کے
پاس لکھا فوراً ولید کے نام تاکید تمام جواب آیا کہ اگر امام حسینؑ بیعت نہ کریں تو انکا سر کاٹ کر
جلد یہاں روانہ کرے کچھ ڈرے نہیں کام روانہ کرے اسکی عوض تیرے وہ جو بلند کرونگا بہتیں
اس سے دوچند کرونگا ولید نے یہ نامہ پڑھکے کہا لاحول ولا قوۃ اگر یزید مجھے ساری دنیا دیدے یا
میرا سارا خاندان لوٹ لیوے تب بھی قتل حسینؑ فرزند رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے میں ہرگز
سعی نہ کرونگا اس راہ میں قدم نہیں دھرونگا مجھے یزید کا ڈر خاک نہیں وہ جو کچھ مجھ پر ستم کریگا
مجھے باک نہیں شعر رسول پاک پہ بھیجے الٰہی خدا درود وسلام ہو علیؑ و فاطمہؑ حسنؑ و حسینؑ پر بھی مدام
روایت ہے کہ جب چند نامے متواتر اس مضمون کے ولید کے پاس آئے یہ سب نامے ولید نے چپکے چپکے
حضرت امام حسینؑ کے پاس بھجوائے کہ اے فرزند رسول اب اسی مضمون کے نامے متواتر آپ کے قتل
کے واسطے چلے آتے ہیں اگرچہ ہم ایسے کچھ بھی خیال میں نہیں لاتے ہیں اعدا کو ہر طرح کا زور ہے یہ
کا ہر طرف سے شور ہے میرے خیال میں کوئی بات آتی نہیں حیران ہوں کوئی امر مصلحت جی میں سماتی
نہیں آپ اس نامے کو دیکھکر شب کے وقت روضہ انور پر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آئے
اور سلام بجالائے اور قبر مبارک سے لپٹکر اسقدر روئے کہ دیوار و در روئے زور زور کے فرماتے
تھے نانا جان حسینؑ آپ پر قربان یہ وہی حسینؑ آپ کا نواسا ہے یزید بے رحم اسکے خون کا پیاسا ہے

یہ وہی حسین آپ کی دوش کا راکب ہے کہ ہر کس و ناکس اسکے خون کا طالب ہے دشمنوں کو کچھ
آپ کے اہلبیت کا پاس نہیں خدا سے کچھ خوف نہیں ہر اس نہیں خون جگر پی پی کر کہاں تک رہیں
جور اعدا کتنا سہوں آپ نے مجھے تنہا چھوڑا میری غمخواری سے منھ موڑا ماں مہربان نہیں کہ
اس سے دردِ دل کہیں بابا جان نہیں جنکے زیر سایہ عاطفت رہیں نظم یہ سوز آہ نے کیسی لگا دی
آگ ای نانا جلا جاتا ہی دل ہے پھٹا جاتا ہی تن اپنا نہ کوئی یار نے غمخوار نے دلسوز ہمدم ہی
سنا دین کسکو ہم درد و غم رنج و محن اپنا بجائی غمخوار کو بھی آپ نے بلایا اپنی آغوش ناز میں
نسلایا اب میری بیکسی پر کون کرے میری بے بسی پر کسکا دل دکھے کوئی مونس نہیں محرم راز نہیں
بجز درد و غم کے ہمدم نہیں و ساز نہیں آہ درد دل کس سے کہیں زخم جگر کب تک نہیں نانا کیا
آپ نے اسی واسطے پرورش فرمایا تھا ماں نے اسی دن کے لیے دودھ پلایا تھا نظم لو لفہ اسی
دن کے لیے پالا تھا مجھکو آپ نے نانا اسی کیواسطے ماں نے تھا مجھکو دودھ پلوایا اسی کیواسطے
جبریل گہوارہ جھلاتے تھے ہمیشہ میرے جنت سے وہ لالا کر کھلاتے تھے غرض اسی طرح
رات بھر روتے رہی جان کھوتے رہی صبح ہوتے گھر چلے آئے دوسری رات پھر مزار شریف پر
جاکر الوداع الفراق کہتے کہتے بیخود ہو گئے روتے روتے مرقد اقدس پر سر رکھ کے سو گئے کیا دیکھتے
ہین کہ خود حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بنفس نفیس مع فوج ملائکہ وہان تشریف لائے اور سر کو
امام حسین کے اپنے سینہ مہر گنجینہ سے لپٹا کر خوب گلے لگایا اور آنکی پیشانی پر بوسہ دیا اور فرمایا
نور العینین بیٹا حسین اب قریب ہی کہ میری امت کے لوگ کربلا مین تمھین قطرہ آب سے
ترسا کے میدہ تیز دھار سے شربت شہادت پلائینگے اس بھتی جوانی کو تمھاری خاک و خون مین
ملائینگے پھر بھی باوجود ایسی حرکت کے وہ میری شفاعت کی امید رکھینگے حالانکہ یہ قیامت
مین میری شفاعت سے محروم ہینگے ای نور چشم حسین تمھارے ماں باپ اور بھائی بھی میرے پاس بہت
محزون و خستہ دل آئے ہین یہان آکر سب داستان غم سنائی ہین تم بھی انھین کی طرح اعدا سے
سو سو طرح کے رنج اوٹھا ؤ گے پھر اسی طرح میرے پاس مجروح تن خستہ مگر قتیل حسین پیر ہن آؤ گے
سو بیٹا صبر کرنا دل پر جبر کرنا شعر اہلبیت مصطفےٰ کا کام صبر و شکر ہے جانشین نفسی کا کام صبر و شکر ہے
تمھارے واسطے جنت مین ایسے بڑے بڑے درجے ہین کہ جبتک سر سید ان سر نہ کٹاؤ گے وہ مدارج علیا

جاؤگے ماں باپ تمہارے تمہارے ہو دیکھنے کو بقید رہیں اور تمہارے بھائی تمہارے فراق سے پرکالہ جگر
ہو کنارہیں حضرت امام حسینؑ نے خواب ہی میں فرمایا جاتا ہوں نانا جان حسینؑ کو اب دنیا میں جانی کی حاجت
نہیں ورد فراق سہنے کی طاقت نہیں اسی وقت مجھے اپنی قبر میں لے جیجیے درود کی دوا کیجیے اشتیاق
ملاقات نہیں جی چاہتا ہے یاں سے جاؤں کوا جی نانا + مرا اب صدمۂ فرقت سے سینہ ہو پھٹا جاتا
ہے جیتے ہیں نہ مرتے ہیں عجب حالت ہماری ہے + قلق ہے درد ہے افسوس ہے حسرت ہے نالا ہے + مرا اب
عالم بالا سے عالم ہی نرالا ہے + خبر لو میری اے نانا کہ مجھ پر زیست بھاری ہے + آپ نے فرمایا
اے پیارے آنکھوں کے تارے تھوڑے دن صبر کر دل پر کوہ جبر دھر جاؤ گلا راہ حق میں کٹاؤ یہی
رضاے باری ہے مدینے سے سامان سفر کرنا چاہیے ہے شعر سر کٹانا راہ حق میں عاشقوں کا کام
ہے + درحقیقت عشق صادق بس اسی کا نام ہے + امام عالی مقام نے فرمایا شعر سر تک بھی اگر
کاٹ کے پھینکیں گے ہمارا + ہم آپ کے قدموں کی قسم آف نہ کرینگے + پھر شکر خوابی سے بیدار
ہوئے سجدۂ شکر بجا لائے محو دیدار ہوئے بخیال جمال جد بزرگوار اور مژدۂ شہادت اور حصول درجات
عالیہ ساری خوشی کے پھول گئے سارا رنج و غم بھول گئے اور گھر آکر اپنے اہلبیت سے یہ خواب کہہ سنایا اور
مدینے سے رخصت ہونے کا ارادہ کیا پھر دوسری شب کو بھائی سے رخصت ہو کر بقیع
غرقد البقیع میں گئے اور رو رو کر قبر سے ہم آغوش ہوئے اور یہ کہتے ہوئے رو رو کر بیہوش ہوتے شعر
کیا کلفت ہے کہ بے آب و خورش جیتے ہیں + سخت دل کھاتے ہیں اور خون جگر پیتے ہیں + بھائی
صاحب جب سے آپ نے مجھ سے منہ پھیرا ہر طرف سے رنج و مصیبت نے مجھے گھیرا سارا جسم سنگ غم سے
چور ہے خوشی کوسوں دور ہے آپ کے بعد اتنے دن کسی طرح جیتا تھا غم دوری سے خون دل پیتا تھا
کیا کہیں اب آپ کا جوڑا چھوٹتا ہے آپ کی رحمت یاد کر کے دل ٹوٹتا ہے اب رخصت ہوتا ہوں پھر
اب حشر ہی میں ملاقات ہوگی وہیں اچھی طرح سے بات ہوگی پھر وہاں سے مزار پر انوار پر حاضر ہوئے
کے تشریف لائے اشک خونین آنکھوں سے بہائے اور کہا السلام علیک یا امامؑ منظم امور کی
ماں تجھے میرا سلام + روضہ پر حاضر تمہارا ہی غلام + تم تو سدھارے سوے باغ جنان + چھوڑ کر
مجھکو تن تنہا یہاں + اپنی یتیمی کی ہو میں چارہ گر + میری بھی یہ نہ کی کچھ نظر + پھر عرض کی اے
مادر مہربان حسینؑ بیکس و بیجان کو رخصت کیجیے آخری سلام لیجیے یہ کہا اور قبر شریف پر لپٹ گئے

اسقدر روئے کہ جگر حاملان عرش کے پھٹ گئے رضی سے آواز آئی وعلیک السلام اے شہید اور
نظم المولفہ آج ان بے مصیب بیٹی ہو۔ ایسے رشک قمر سے چھٹتی ہے + آج گھر پیارے بے چراغ
ہوا + دل زہرا پہ کیسا داغ ہوا + اب مدینہ اجاڑ ہوتا ہے + ہر بشر زار زار روتا ہے + پھر آدھی
رات کو وہان سے روضہ مبارک پر اپنے جد بزرگوار حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رخصت ہونیکو
حاضر ہوئے سلام اور طواف کرکے نماز مین مشغول ہوئے وہین آنکھ لگ گئی پھر دیکھا کہ حضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہان قدم رنجہ کیا اور سر آپکا اٹھا کر اپنی گود مین لیا شاہزادہ نے
رو کر عرض کی تعظیم مرگ سے بدتر ہے میری زندگی + جینے سے اب مجھکو ہے شرمندگی + لطف نہین پاتا
ہون جیتے ہین اب + چین نہین رہتی کا مدینہ مین اب + نانا جان اب آپ کی امت مجھے بہت
ستاتی ہے فضائل جو میرے آپ نے بیان کیے تھے کچھ خیال مین نہین لاتی ہے مدینہ مین کیونکر
رہون تم اعدا کتنا ستاون گو جگر مین خنجر فراق سے آپ کے زخم کاری ہے پہ کیا کرون لازم کربلا
زیارت کے کی طاری ہے دیکھیے میرے سر بریدہ کو بھی تقدیر یہان پھیر لاتی ہے یا اسی طرف خاک مین
ملاتی ہے شعر آچکی ہے سر گرداب فنا کشتی عمر + ہر نفس باد مخالف کا ہے جھونکا مجھکو + آپ نے فرمایا
بیٹا تم بھی اپنی ماں کی طرح مغموم اور اپنے باپ کے مثل مہموم اور بھائی کی طرح مغلوم اب چند
جی کر شربت شہادت پی کر میرے پاس آؤ گے جنت مین ہمارے پاس رہوگے درجے عالی
پاؤگے نور عین حسین عین فرات کے کنارے تم بھوکے پیاسے ہوگے پھر خاک کربلا ہوگی اور تمھارا
لاشا ہوگا تمھارا تن نازنین زخمون سے چور اور سر بدن سے دور اور اشقیا کو ایک تماشا ہوگا اے
حسین منتظر وقت رہو اب چندے مصائب دنیا اور صدمہ فراق سہو عاشقون مین شیر ہو راہ مولی
مین دلیر ہو جیا سر کٹجائے ساری دنیا الٹجائے پہ آہ نہ کیجیو نام صبر و شکر ہاتھ سے نہ دیجیو دیکھنا
حرف ناشکری کہین زبان سے نکل نہ پڑے آئینہ رضا اور تسلیم مین بل نہ پڑے شعر سو طرح کی
تم پہ آئیگی بلا اے نور عین ہے پر ز نام صبر کو مت چھوڑنا ہرگز حسین + شاہزادے فرماتی ہین کہ اسی
درمیان مین چہرہ گلناری حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا زرد ہوگیا اور ہر موے عنبرین پر گرد
ہوگیا مین ڈرا اور عرض کی نانا جان حسین آپ پر قربان آپ کی یہ کیا حالت ہے خیر تو ہے کیا وجہ
ملالت ہے آپ نے فرمایا ای نور دیدہ یہ خاک کربلا کی تاثیر ہے کیا کہون کہ نہین سکتا نوشتہ تقدیر ہے

اسکے بعد شعر شاہ دین نے سُنکے ان باتون کو پھر اک ادا کی ۔ اور کہا حاضر ہون جو مرضی ہو ترے اللہ کی ۔ پھر نبی سے جونکے سلام رخصتی بجالائے اور بعزم روانگی کر مقصد اُسی دم گھر چلے آئے شعر رسول پاک پہ بھیج اے خدا درود و سلام ۔ علی و فاطمہ حسن و حسین پر بھی مدام ۔

غضب ہے قہر ہے افسوس جور اشقیاے اب	مدینے سے شہید کربلا کے کو جاتا ہے

اگرچہ سلطان دارین حضرت امام حسین آن موافق احادیث صحیحہ اور مطابق اخبار صریحہ کے پہلے ہی سے یقین جانتے تھے کہ میدان کربلا مین میری شہادت ہوگی آسمان سے خون برسیگا زمین روئیگی مگر کیا معلوم تھا کہ یہ واقعہ عنقریب ہوگا اسی تھوڑے زمانے مین یہ ظہور مجھے نصیب ہوگا جب اُس خواب سے معلوم ہوا کہ اب اسمین کچھ تاخیر نہین بغیر چھیڑنے مدینے کے اُسکی کوئی راہ نہین کچھ تدبیر نہین ہر دم فزوں اور لطف خواب شب کا یاد آتا تھا دل تڑپتا تھا جی گھبراتا تھا پھر تو عشق دیرینہ بھڑکا کلیجا پھڑکا دل دھڑکا سب سے دلیں کی محبت چھوڑی ذوق شوق شربت شہادت مین سب سے الفت توڑی کہان کی بھوک کہان کی پیاس ۔ یاد شربت وصال جی مین چہرہ اداس پھر آخر جمعے کی رات چوتھی شعبان سن ساٹھ ہجری مین مدینہ منورہ سے کہ مقصد کو کوچ کیا اور سب اہل وعیال اور خدم وموالی کو اپنے ہمراہ لیا اسباب محرمان رازدو دوستان دمساز رخصت کرنیکو آئے سلام آخری بجا لائے پھر جناب امام عالیمقام شعر افرما سے وداع ہونے لگے ۔ گلے مل مل کے خوب رونے لگے ۔ پھر سواری چلی راہ مین جو لوگ ملتے پوچھتے یا ابن رسول یہ کیا بیقراری ہے روضہ انور کو کہ رشک خلد برین ہے چھوڑ کر کہان کی طیاری ہے آپ زار زار روتے آنسوؤن سے رومال بھگوئے اور فرماتے شعر رشتہ در گردنم افگندہ دوست ۔ می برد ہر جا کہ خاطر خواہ اوست ۔ روایت ہے کہ اثنار راہ مین عبداللہ مطیع مکے سے آتے تھے حضرت کو دیکھ سلام شوق سے کیے عرض کی شعر کردہ عزم سفر حفظ خدایا رتو باد ۔ فضل حق از ہمہ آفات نگہدار تو باد ۔ شاہزادے مدینے سے آپ کو کیون سفر بھایا خیر تو ہے کیا خیال آیا آپ نے فرمایا نظم ہے مسح از حال دردم آگہی ۔ وز سر شک و رنگ زردم آگہی ۔ از لب خشکی و چشم تر پرس ۔ چون ز سوز دآہ سردم آگہی ۔ مبرد ہر جا کہ عشقش می برد ۔ رہ نورد کوچہ گردم آگہی ۔ پھر سب حال

پر ملاں اپنا عبداللہ کو کہ سنایا اور خود روئے اور انکو بھی رلایا پھر فرمایا اے عبداللہ نظم بکام عاشق
بے دل نکوے یار نرفت ۔ کسے زروضہ جنت باختیار نہ رفت ۔ مرا غمیست کہ پیدا نی توانم کرد
حکایت دل شیدا نی توانم کرد ۔ پھر عبداللہ نے کہا کہ اگر غلام کو کہنے کی اجازت دیجیے اور جو کہون
سو قبول کیجیے تو کچھ عرض کرون فرمایا ہان کہو عبداللہ نے کہا آپ آج سرور عالم اور سید و بہتر
اولاد آدم ہین حرم مکے مین جاکر چپ چاپ بیٹھ رہین اہل مکہ آپ کے تابعدار ہونگے جی جان سے
آپ پر نثار ہونگے مگر ہرگز وہان سے کوفے کو نجانا کوفیون کی چالبازی پر زینہار فریب نہ کھانا
کوفیون نے آپ کے پدر بزرگوار کے ساتھ کیسے کیسے ستم کیے اور آپ کے برادر غمخوار کو انھون نے
ستم دیے اور مین جانتا ہون کہ کوفیان بیوفا آپ کو بلائینگے پھر اگر آپ وہان جائینگے تو آخر کو بہت
پچھتائینگے شاہزادے نے انکو دعا دی اور رخصت کی پھر جس منزل مین آپ نزول اجلال
فرماتے تھے جوق جوق فوج کی فوج لوگ حالت شوق مین یہ کہتے ہوئے قدمبوسی کو آتی تھے
نظم آمدی و آمدنت بس خوشی ست ۔ دیدن روے تو عجب دلکشی ست ۔ خاک درت بر سر ما
تاج باد ۔ ہر شب عمرت شب معراج باد ۔ اہل مکہ شاہزادے کی آمد آمد کی خبر سنکر نذرون کے گروہ
کے گروہ استقبال کو آکے بہت خوش ہوکر گوہر جان نثار کو لائے خوشی مین سب لوگ پھولے
نہ سماتے تھے حالت ذوق شوق مین یہ اشعار پڑھتے جاتے تھے نظم دولت وصل تو دائم ز خدا
می جستیم ۔ کعبہ کوے تو از راہ صفا می جستیم ۔ ہر سحرگاہ باخلاص تمام از سر صدق ۔ دست
بر داشتہ بودیم و ترا می جستیم ۔ طاق بر دوے یلک تو کان قبلۂ مشتاقان ست ۔ گاہ و بیگاہ بمحراب
دعا می جستیم ۔ جب قریب مکے کے پہونچے ساری اہل مکہ چھوٹے بڑے جوان بوڑھے خوشی کے
عالم مین یہ کہتے ہوے استقبال کو دوڑے نظم جنکے روشن ہی مدینہ وہ قمر آتے ہین ۔ جنکا مسکن ہی
نجف مین وہ گھر آتے ہین ۔ حضرت سرور عالم کے پسر آتے ہین ۔ سید فاطمہؑ کے لخت جگر آتے ہین
نخل بستان بتول کے ثمر آتے ہین ۔ جنکا گھر عرش پہ ہی وہ مرے گھر آتے ہین ۔ واہ قسمت
کہ چراغ حرمین آتے ہین ۔ اے سلمانی مبارک ہو حسین آتے ہین ۔ پھر جب شہر مکہ مین
اُس جان عالم کی سواری آئی اہل مکہ نے جان تازہ پائی اللہ غنی وہر طرف سے دھوم دھام
ہر کہ و مہ کا ازدحام پھر گھر گھر شادی تھی سب کی زبان پر مبارکبادی تھی نظم لولفہ مرحبا اے

اہل مکہ مرحبا ✤ مرحبا صد مرحبا ✤ آج نور مصطفےٰ کی دید ہے ✤ آج ہی اہل حرم کی عید ہے ✤ آمد شبیر کی کیا دھوم ہے ✤ دھوم ہے کہ دھوم ہے کیا دھوم ہے ✤ آمد آمد ہے مرے سردار کی ✤ آمد آمد ہے شہ ابرار کی ✤ آمد آمد ساقی کوثر کی ہے ✤ آمد آمد نور پیغمبر کی ہے ✤ آمد آمد ہے حسینؑ پاک کی ✤ آمد آمد ہے شہ افلاک کی ✤ پھر آپ مکہ معظمہ پہونچکر بقیہ شعبان اور تمام رمضان اور تمام شوال اور ذیقعدہ امن وامان سے رہے بہر صورت اطمینان سے رہے اور اہل مکہ مارے خوشی کے پھولے نہ سماتے تھے پانچوں وقت فوج کی فوج لوگ آپ کے پیچھے نماز کو آتے تھے سعید بن عاص کہ والی مکہ تھا یزید کی طرف سے لوگوں کا یہ اژدحام اور ہر اطراف و جوانب سے اسقدر ہجوم دیکھکر گھبرایا اور مکے سے بھاگا مدینہ منورہ آیا پھر مدینے سے یزید پلید کو خط لکھا کہ حضرت امام حسینؑ اور عبداللہ بن زبیر وغیرہ نے تمہاری بیعت نہ کی اور مدینہ طیبہ سے فلاں تاریخ کو مکہ معظمہ آئے سب اہل مکہ اور ہر اطراف و جوانب کے لوگ آنکے ساتھ رجوع لائے خدا کی خدائی چلی آتی ہے ساری خلق جان و مال اپنے اپنے قربان کرنے کو لاتی ہے جب یہ حال یزید شقی نے سنا مارے غم و غصہ کے سر کو دھنا اور اس فکر سے کہ ولید بن عقبہ نے پڑنے میں امام کے تقصیر کی امارت مدینہ منورہ کی اُنسے چھین لی اور ابن الاشدق کو دی شعر رسول پاک پہ بھیج اے خدا درود و سلام ✤ علیؑ و فاطمہؑ حسنؑ و حسینؑ پہ بھی مدام ✤ رد آیت ہے کہ کوفی لا یوفی معاویہ ہی کے زمانہ سے ہمیشہ حضرت کو طلب خلافت اور خروج کی تحریص کرتے اور آپ کو کوفی بلاتے تھے مگر آپ اُنکے قول و فعل پر یقین نہ لاتے تھے جب کوفیوں نے مدینے سے آپ کی مکے میں تشریف آوری کی خبر پائی آپ کو کوفے میں بلانے کی ٹھہرائی مسلم بن عقیل نے اشراف کوفے کے بالاتفاق ایک رائے ہوکے حضرت کو بڑے ذوق و شوق و پاک سے اس مضمون کی عرضی لکھ بھیجی کہ یزید پلید تخت حکومت پہ بلا منازعے اہل اسلام کے بیٹھکر چاہتا ہے کہ حکمرانی کرے آپ ایسے لوگوں سے بیعت لے اور مسلمانوں پر انبیا کرے اور ہملوگ آپ کے اور آپ کے والد بزرگوار کے شیعہ اور فرمانبردار ہیں جان آپکا پسینہ کرے اپنا خون دینے کو طیار ہیں ہملوگ بھی یزید کی خلافت سے نالاں ہیں بیزار ہیں دن رات آپ کی تشریف آوری کے انتظار ہیں بدل و جان چاہتے ہیں کہ آپ کے ہاتھ پر

بیعت کرکے ہر طرف سے جمعیت کرکے دشمنوں سے مقابلہ کرین اپنی جان و مال فرزند و عیال
آپ پر قربان کرکے لڑ مرین جان جائے تو جائے مگر آئینہ عقیدت مین بل نہ آنے پاوے ہلوگ بالاتفاق
خدا و رسول کو درمیان دیکے قران مجید ہاتھ مین لیکے وعدہ وائق اور اقرار صادق کرتے ہین کہ جی
جان سے بلکہ ہر دو جہان سے آپ کی تابعداری کرین اگر سر بھی اسمین فرق پڑے تو بڑی موت مرین
آپ نبی زادے ہین شاہزادے ہین ایک عالم کے مطاع ہین ہر صورت واجب الاتباع ہین آپ
فوراً مشرف لائین مگر آپ کو نے بہت جلد قدم رنجہ فرمائین مثنوی لسواللہ اے مدنی پور قمر و
کی لقب ۔ بہت غلامست عجم و ہم عرب ۔ اے بدرت ملک و ملک تجی ۔ رحمے بحالم زید تی
ماہرہ مشتاق وصال توایم ۔ محو تماشاے جمال توایم ۔ منتظران را لب آمد نفس ۔ اے
زلف فریاد بفریاد رس ۔ برسر و چشم بنہ از لطف پا ۔ ایکہ بسبت داروی استقامہا ۔ دامن پاکت
نگذارم مگر ۔ چون برایم ازین شور و شر ۔ آہ ازین جور بزید پلید ۔ از تمش جان بلبانم رسید
شاہی و ما جیگدا ے توایم ۔ والہ و شیدا ے لقا ے توایم ۔ ناصر کونینی و ملجا ے ما ۔ رفق
دین من و دنیا ے ما ۔ حضرت کو اس اثنار مین کبھی مزہ اس خواب کا بھولتا نہ تھا غنچہ خاطر ان
ہوا و ارظاہر کی باتون سے گاہی پھولتا نہ تھا ہر وقت اسی سوچ مین رہتے کہ یا نصیب وہ دن
کب آئینگے کہ حضرت حق کربلا مین مجھے بلائینگے یارب قسمت وہ کونسی ساعت کونسی گھڑی ہوگی
کہ لوگ کربلا مین ہمکو شہید کرینگے اسی جائہ رنگین اور تن خونین اور لب خشک اور چشم تر اور جسم
بے سر کے ساتھ نانا کے پاس جاکر خوشی سے ہم عید کرینگے پھر جب کوفے کے سو ڈیڑھ سو سے زیادہ
معصومون و احد خطوط مع حرفت چند خواص و شرفا وہان کے آئے اور کوفیون نے اس امر مین استدعا
اور اصرار غایت درجے کو پہونچائے تب آپ نے عزم کرنے کا مصمم فرمایا اور بہت خوش ہوکر یون کہا
الحمدللہ کہ اب زمانہ شہادت کا قریب آیا عبداللہ بن عباس اور جو بڑے بڑے صحابہ مکہ معظمہ مین تھے
سب نے آپ کو سمجھایا کہ کوفی لایونی کے قول و فعل کا ہرگز اعتماد نہین کوفیون نے آپ کے باپ
بھائی کے ساتھ جو جو کیے آپ بھول گئے یا دنہین کوفیون کی بیوفائی تمام عالم مین مشہور ہے
آپ وہان کا ہرگز قصد نہ فرمائین دیکھیے خدا کو کیا منظور ہے اور اگر کوفیونکا اتنا اصرار ہی تو پہلے
اپنے کسی عزیز کو کوفے روانہ کیجیے کوفیون کا امتحان کیجیے اگر یہ صلاح قرار پائی شعر

چچازاد اپنے بھائی یعنے مسلم کو روان کیجیے + روانہ کرکے انکو کوفیون کا امتحان کیجیے + یعنے
حضرت مسلم پہلے کوفے تشریف لیجائین اگر اہل کوفہ اپنے عہد و بیعت پہ قائم ہون تو بہتر ورنہ آپ
شعر رسول پاک پہ بھیج اسکے خدا درود و سلام + علی مرتضیٰ و حسنین و حسینین پہ بھی مدام + + +

چلنے کے لیے کرنے کو جناب حضرت مسلم + فلک اب دیکھیے انکی کیا کیا دیتا ہے

روایت ہے کہ بوجہ اصرار کوفیون کے بصلاح و مشورے احباب کے پہلے آپ نے حضرت مسلم بن عقیل اپنے چچازاد بھائی کو بنابت اپنی مع چند لوگون کے کوفے کو روانہ کیا اور ایک خط کوفیون کے نام لکھکر انکو دیا اس مضمون کا کہ ڈیڑھ سو سے زیادہ عرضیان تمھاری مطلب ہمارے اور اشتیاق اور انتظار تمھارے شرف سے کوفے کی معرفت آئین دلمین خرمی اور سرور بے اندازہ لائین بالفعل مسلم بن عقیل اپنے چچازاد بھائی کو اپنا نائب کرکے تمھارے پاس امتحاناً روانہ کرتا ہون اگر تم لوگون نے اپنے قول پہ بنابت قدم رہکے اُنکے ہاتھ پر بیعت کی اور انھون نے تمھاری خیرخواہی اور جان نثاری کی مجھے اطلاع دی تو مین فوراً عزم کوفہ کرونگا وہان جاکر اشقیا سے لڑونگا سو دیکھنا خبردار تعظیم و توقیر اور مہربانی مین انکو میرے برابر جاننا عالم عادل متقی متین چونکہ کمین سو ایسا روایت ہے کہ حضرت مسلم کے روانہ ہونے کے بعد ایک غزال نر کے ہونگے کہ ایک صیاد برابر کا پیچھا کرتا ہوا دست راست سے آکے نمودار ہوا آخرکار ہرن کو پکڑ کر کے ذبح کیا حضرت مسلم یہ حال دیکھکر حضرت امام حسینؑ کے پاس واپس آئے اور عرض کی بجائی بالفعل ہمارا کوفے کو جانا مصلحت نہین ہے اسلیے کہ اول ہی منزل مین ایسا ایسا فال بد ہمنے دیکھا حضرت امام حسینؑ نے فرمایا کہ آپ کوفے جانے سے ڈرتے ہین تو مین اور کسی کو بھیجون حضرت مسلم نے فرمایا شعر نباشم سرنزافرمان اگر تیغم زنی بر دم + مراعید آن زمان باشد کہ قربان ترت گردم مجھے اتباع سے آپ کے سرمو انکار نہین کچھ کہنے سننے مین مجھے اصرار نہین یہ تو ایک بدفالی راہ مین دیکھی تھی چاہا کہ آپ سے عرض کردون اور ایکبار آپ کو دیکھ لون اسواسطے کہ مجھے یقین ہے کہ کوفے سے مین پھر نہ آؤنگا وہین شہادت پاؤنگا پھر آپ نے رخصت ہونے الوداع الفراق کہنے کہتے بیقرار ہونے لگے نظم وداعت ہی کنم جانان وداع آخرین از دل +

زکویت ہی روم در غصہ دارم قصہ مشکل ✤ ندارم طاقت دوری ندارم تاب مہجوری ✤ عجب دردیست
بے درمان عجب کاریست بے حاصل ✤ لوگون نے کہا کہ آپ موت سے ڈرتے ہین کہ اسقدر
آہ سرد بھرتے ہین فرمایا نہین مفارقت سے حضرت امام حسینؑ کی رونا ہون بیتاب ہوتا ہون غرض
آپ نے حضرت امام کو رخصت کیا اور راہ کوفے کی لی روایت ہے کہ حضرت مسلم نے مدینہ منورہ کی
راہ لی اور حرم نبوی مین پہونچکر مسجد نبوی مین دوگانہ نماز پڑھی اور دونون لڑکون کو اپنے کہ بہت
صغیر سن تھے اور باپ بن رہ نہین سکتے تھے و رہبران سے نہین سکتے تھے اپنے ہمراہ لیا پھر
وہان سے دو شخص راہ کے بتانیوالے لیے اور شارع عام چھوڑکر بیڑہ راہ ہوکر زندگی سے ہاتھ دھوکر
شبانہ شب آگے بڑھے وہ اندھیری رات سنسانے کا عالم بجز ذات خدا نہ کوئی یار نہ کوئی ہمدم و دمساز
راہبر اندھیری رات مین راہ بھول گئے وادی وادی چلتے چلتے پانون اُنکے پھول گئے اور دن کو
تپش آفتاب اور نایابی آب سے کمال تکلیف اُٹھائی بڑی اذیت پائی جوتیان پُرزے پرزے ہوگئین
سیکڑون کانٹے گڑ گئے تلوون مین آبلے پڑ گئے آخر مجبور ہوکر اُن راہبرون نے آپ کو ایک راہ
بتائی کہ اِدھر سے آپ چلے جائین کچھ خوف و خطرہ و لعین نہ لائین اور وہ دونون راہبر کہ جانب
رسیدہ تھے وہین ہلاک ہوئے آفات دنیاوی سے پاک ہوکے حضرت مسلم نے وہ سب تکلیفین
جناب امام عالی مقام کے حضور مین لکھ بھیجین کہ شعر پھپھولے دل کے تازہ تازہ آبرا شک
افشانی ✤ رہ کوفہ مین ہے میرا یہی دانہ یہی پانی ✤ اور لکھا کہ آثار اور قرائن سے یہ سفر نامبارک
نظر آتا ہے دیکھیے خدا تعالی کیا پیش لاتا ہے اگر ارشاد ہو کوفے کو بجائون یہین سے پلٹ
آؤن اور کسی کو آپ اس کام پر مامور فرمائین اور اس مہجور کو اپنے حضور مین مکے بلائین شاہزادے
نے جواب مین لکھ بھیجا کہ یہ سب تمھارے وہم ہین خیالات ہین پست ہمتی اور بزدلی کے
علامات ہین نظم ہر بلائے را عطائے در پے ست ✤ ہر کدورت را صفائے در پے ست ✤
زیر ہر رنجے ست گنجے سبز ✤ خار و بیدی چشم بکشا کل نگر ✤ ہر بلا کز دوست آید راحت ست ✤
وان بلا را بر دلم صد منت ست ✤ بھائی ہمت بلند کیجیے میرا جی خرسند کیجیے جس راہ مین قدم رکھا
ہے اُسکو تمام کرو بخیر و خوبی اُسکا انجام کرو حضرت مسلم موافق احکام کے وہان سے مع دونون
صاحبزادون اپنے کے ہزار محنت و جانفشانی کوفے کو جا پہونچے اور مختار بن عبیدہ کے

گھر مین آتے مشتاقان کوفہ آپ کی تشریف آوری کی خبر سنکر سر کے بل خدمت مین فوج کی فوج حاضر آتے گوہر جان نثار کو لاتے آپ نے حضرت امام حسینؑ کا نامہ پڑھکر کوفیون کو سنایا اُس جماعت کوفی لابوفی نے نامے کا حال سنکر باواز بلند نعرہ واشوقاہ عرش تک پہونچاتے اور ہر طرف سے بعیت تمام واطاعت تام جان ومال سے حضرت مسلم کی خدمت مین آتے پھر تو حضرت مسلم کے پیچھے نمازیون کا اسقدر ازدحام ہوا کہ سینے سے سینہ چھلتا تھا نوبت اذان پنجگانہ کی اسقدر بلند ہوتی کہ عرش برین ہلتا تھا ہر روز فوج کی فوج کوفی لابوفی اُنکے ہاتھ پر حضرت امام حسینؑ کی بیعت کرتے تھے اپنا جان ومال اُنپر قربان کرنے کو مرتے تھے جب چالیس ہزار آدمی جنگی کوفی نے حضرت مسلم کے ہاتھ پر بیعت کی اور ہر طرف سے بیعت اور صرف بیعت کی تو حضرت مسلم نے حضرت امام حسینؑ کو ایک نامہ لکھ کے اس مضمون کا لکھا کہ یا ابن رسول اللہ اہل کوفہ اپنے عہد وپیمان کے موافق جان ومال سے حاضر آتے ہین اور ہر روز میرے ہاتھ پر آپ کی بیعت کیے جاتے ہین چنانچہ آجتک چالیس ہزار مرد جنگی بیعت کر چکے ہین پر بتمنع حکم آپ کے اپنی گردن دھر چکے ہین یہان دین اسلام کی رونق تمام ہے مرجع خاص وعام ہے آپ اس خط کے دیکھتے کوسنے کا قصد فرماوین خیال اور کسی طرحکا خاطر مبارک مین نہ لائین شعر

اے خوش آن روز کہ از الطاف رب العالمین ۔ وصل تو روزی شود اللہ خیر الرازقین ۔

پھر جب نعمان بن بشیر صحابی سنے کہ یزید کی طرف سے کوفے کے حاکم تھے خبر بیعت کوفیون کی دست حضرت مسلم پر پائی چونکہ وہ دوستدار اہلبیت نبوت کے تھے اسلیے حفظ ظاہر مین اہل کوفہ کو مسجد مین جمع کر کے دھمکایا اور تہدید بلیغ فرمائی مگر فقط دھمکی پر ٹالا اور کچھ کسی سے تعرض نہ کیا دارالامارت مین چلے آئے اور حضرت مسلم کے ساتھ کوفیون کو اُسی طرح چھوڑ دیا بلکہ در پردہ معاون ومددگار حضرت مسلم کے رہتے اور کلمات ترغیب بیعت اور اطاعت امام عالی مقام کے اہل کوفہ سے کہتے اسکے بعد مخبر نویس اور جاسوسون نے یزید پلید کے کہ کوفے مین رہتے تھے یہ سب حال یعنے حضرت مسلم کا کوفے مین آنا اور اہل کوفے کا اُنکی طرف دل وجان سے رجوع لانا اور بیعت کرنی کوفیون کی دست مسلم پر حضرت شبیرؑ کی اور ضعف اور سستی نعمان بن بشیر کی اور جز آمد حضرت امام حسینؑ کی کوفے مین ایک خط کے اندر لکھکر بشہر شام مین یزید پلید کو

بھیجا اور لکھا کہ اگر آپ کو بقاے سلطنت اور استحفاظ کوفہ منظور ہے تو ایک شخص باہیبت و سیاست بجاے نعمان بن بشیر کے کوفے کا حاکم کر کے فی الفور یہاں بھیجنا ضرور ہے تاکہ وہ دشمنوں کو اس شہر سے دفع کرے فتنہ تازہ کو رفع کرے یزید پلید نے اس خط کا جواب سنکر آتش غضب سے جل بھنکر سرجون رومی اپنے وزیر کو بلایا اور اس امر کا مشورہ کیا وزیر نے کہا کہ اگر امام حسین کوفے میں آئے تو تمام عراق ہماری ہاتھ سے ملکہ ساری سلطنت میں خلل پڑ جائیگا اور ہمارے ملک میں نشان حسینی گر جائیگا آخر اس مردود نے یہ صلاح بتائی کہ نعمان بن بشیر کو حکومت کوفے سے معزول کر کے اپنے کو حاکم کیا چاہیے کہ جا کر مسلم کو پھانسی دے اور فتنہ و فساد کی کھود دے آخر بصلاح اسکے نعمان بن بشیر کو معزول کر کے عبید اللہ بن زیاد کو یزید کی جانب سے بصرے کا حاکم کر کے کوفے پر مقرر کیا اور عبید اللہ بن زیاد کے نام فرمان لکھا کہ حضرت مسلم کوفے میں آئے ہیں اور امام حسین کی بیعت سارے اہل کوفہ سے لیتے ہیں اور سارے اہل کوفہ انکی اتباع میں جان دیتے ہیں مناسب ہے کہ اس فرمان کے دیکھتے ہی تم بصرے میں اپنی جگہ پر اور حاکم مقرر کر کے جلد تر کوفے چلے جاؤ اور وہاں پہنچکر فی الفور مسلم اور ہانی کا انکے سر کاٹ کر میرے پاس جلد بھیجدو اور انکی لاشوں کو خاک میں ملاؤ اور اگر جناب امام حسین کوفے آگئے ہوں تو انسے میری بیعت لو اگر قبول کریں فبہا ورنہ بلا تحاشا انکو بھی شہادت پلاؤ ابن زیاد یہ فرمان پڑھکر خوشی کے دم میں پھول گیا غم و اندوہ کو قبول کیا اور بصرے میں اپنے بھائی کو اپنا قائم مقام کر کے بہ سبیل استعجال کوفے کی راہ لی شعر رسول پاک پہنچے اے خدا درود و سلام ہو علیؑ و فاطمہؑ حسنؑ و حسینؑ پر بھی مدام ہو روایت ہے کہ ان دنوں جناب امام حسینؑ کی آمد آمد کی خبر کوفے میں مشہور تھی ہر کوچہ و بازار میں اسکی خوشی اور ابن زیاد شیطان نے فریب کی راہ سے قریب کوفے کے مقام قادسیہ میں پہونچکر اپنی ساری سپاہ روسیاہ کو وہیں چھوڑا اور خود بیس نکا راستہ نما اور بصرے سے نکلکر سیدھا چلا جب دو گھڑی رات گذری تو اپنا بھیس بدلا اور لباس جاسوسوں کا پہنا یعنی سیاہ عمامہ سر پر باندھا اور گلے سے ایک تلوار حمائل کر لی اور تیر و کمان بازو میں لگا لیا اور ایک عصا ہاتھ میں لیکر جاسوسی سے اپنا سر اور منہ لپیٹ کر اونٹ پر سوار ہو کر چند آدمیوں کے ساتھ بصرے کی راہ سے

مگر اکر جس راہ سے قافلہ حجاز کا آنا تھا رات کو فی ما بین نماز مغرب و عشا کے کوفہ میں داخل ہوا اور معدکا و یکرا اپنے تئین جناب امام مظلوم ظاہر کیا اہل کوفہ کہ پہلے ہی سے منتظر قدوم میمنت لزوم جناب عالی مقام کے تھے اور ان دنوں حضرت امام کی آمد آمد کی خبر پھیلی ہوئی تھی یہ دھوم دھام اور شوکت و ازدحام خاص و عام دیکھکر دھوکے میں آکر سمجھے کہ امام صاحب تشریف لاتے ہیں پس ہر گروہ استقبال کو آئے شرائط تعظیم و توقیر غایت درجہ کی بجالائے پھر تو اہل کوفہ فوج کی فوج استقبال کو آئی تھی اور بسبب تاریکی رات کے امام صاحب کے دھوکے سے رسم تحیت و سلام بجا لاتی تھی اور کہتی تھی مرحبا یا ابن رسول اللہ نظم آمدی و آمدنت بس خوشی ست ۔ دیدن روے تو عجب دلکشی ست ۔ خاک درت بر سر ما تاج باد ۔ ہر شب عمرت شب معراج باد ۔ ابن زیاد کہا دسمکا سلام لیتا تھا مگر منھ سے کچھ بات نہ کرتا آہستہ سب کے سلام کا جواب دیتا تھا لیکن یہ ازدحام اور میلان کوفیان کا سا تھ امام عالی مقام کے دیکھکر بارے غصے کے مثل سانپ کے جی میں پیچ و تاب کھاتا تھا اور دانت پر دانت پیستا تھا اور آتش غضب سے جلا جاتا تھا غرض سارے اہل کوفہ اسکے پس و پیش مرحبا مرحبا اور طرفتہ العین میں اکٹھے ہو گئے ابن زیاد بدنہاد اسی طرح سر گشتہ پریشان حاکم نشین مکان کے پھاٹک پر آگیا اور اسکی غرض یہ تھی کہ لوگ اسکو نہ پہچانیں اور اکیلا ہو کر کسی طرح کا فتنہ اور فساد نہ اٹھائیں روایت ہے کہ جب ابن زیاد بدنہاد پھاٹک پر دار الامارۃ کے اس دھوم دھام اور مرجع خاص و عام سے پہونچا نعمان بن بشیر نے پھاٹک بند کر لیا اور کوٹھے پر چڑھکے اس کوکبہ اور دھوم دھام اور کوفیوں کے اژدحام کو دیکھا سمجھا کہ جناب امام حسین ہیں پکار کر کہا یا ابن رسول اللہ آپ یہاں سے پھر جائیں فتنہ اور فساد نہ اٹھائیں یزید ہر گز یہ شہر آپ کو نہ دیگا بغیر استیصال آپ کے دم نہ لیگا آج کی رات آپ کوفے سے تشریف لیجائیں اور کسی مقام میں نزول اجلال فرمائیں اور اہل کوفہ نعمان کو گویا نہیں دیتے تھے کہ جلد دروازہ کھولو تو کہ اس گھڑی پھاٹک پر ابن رسول اللہ کھڑے ہیں آخر مسلم ابن عمرو باہلی نے نعرہ مارکر کہا کوفیو یہ امیر عبید اللہ بن زیاد ہے حضرت امام حسین نہیں اور ابن زیاد نے بھی چادر سر سے اٹھائی اور بات بولا پھر اہل کوفہ نے اُسے پہچان کر چپکے چپکے دار الامارۃ سے اپنے اپنے گھر کی راہ لی اور نعمان نے پھاٹک کھولدیا

اور ابن زیاد بدنہاد کو کوفے پر بٹھا لیا مشعر رسول پاک پہ بھیجا اے خدا درود و سلام ہو علیؑ فاطمہؑ حسنؑ و حسینؑ پر بھی مدام ہو روایت ہے کہ پھر جب صبح ہوئی تو ابن زیاد بدنہاد نے اکابر کوفہ کو بلوایا اور روبرو انکے اپنی حکومت کا فرمان سنایا اور سب کوفیوں کو بہت دھمکایا اور یزید کی مخالفت سے ڈرایا مگر ایذا رسانی اور قتل سے کوفیوں کے ہاتھ بڑا انقطاع تھا کی اور حیلہ اور تقریر زبانی اور تہدید لسانی سے حضرت مسلم کی جماعت کو توڑا حضرت مسلم مضطر ہوئے اور بہت گھبرائے اور ہانی کے گھر آئے اور فرمایا اے ہانی میں اس شہر میں مسافر ہوں غریب ہوں مبتلا بانواع مصائب عجیب ہوں اور تم اہل کوفہ کو پہچانتے ہو بیوفائی اور جوفروشی گندم نمائی انکی خوب جانتے ہو غرض اپنے حالات اور مصائب کما حقہ تم سے کہیں تھوڑی جگہ دو تو شب بھر میاں پر رہیں ہانی نے ہاتھ جوڑ کر عرض کی بیت رواق منظر شہم سن آشیانہ نیست ہر کرم نما و فرود آکہ خانہ خانہ نیست شیعہ حضرت مسلم کے پتا لگا کر ہانی کے گھر خفیہ آتے تھے اور انکے ہاتھ پر بیعت حضرت امام حسینؑ کی کیے جاتے تھے اور لفظ قسمیں کھاتے کہ بیعت کے ساتھ تا زیست وفا کرینگے گا ہے سر موغدر نہ کرینگے ابن زیاد بدنہاد نے ہر چند حضرت مسلم کو گلی گلی تلاش کروایا مگر کہیں پتا نہ پایا روایت ہے کہ جب ابن زیاد کو باوجود سعی تمام اور تلاش مالا کلام کے حضرت مسلم کا سراغ نہ ملا تو بہت گھبرایا آخر حیلہ عجیب در میان لایا یعنی اس طعون کا ایک غلام بدانجام تھا معقل نام اسکو اشرفیاں تین ہزار درم دیے اور کہا کہ شیعان علیؑ کے ساتھ جاکر اخلاط پیدا کر امام حسینؑ اور اہل بیت کے ساتھ اپنا حسن اعتقاد و مودا کر اور ظاہر کر کہ میں بھی ایک از دوستداران حضرت مسلم و امام حسینؑ اور اہل بیوت اعنی خاندان خیر الرسل مظہر ہر جزو کل احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم ہوں اور انکی زیارت اور قدمبوسی کے لیے بچین ہوں مسافت بعیدہ طے کر کے آیا ہوں یہ تین ہزار درم واسطے نذر حضرت مسلم کے لایا ہوں بخدا مجھے انکی خدمت سراپا برکت میں لے چلو کہ انکے ہاتھ پر میں بیعت کروں اور یہ درم اپنے ہاتھ سے انکی نذر کروں خدمت کروں تاکہ وے اس سے گھوڑے اور ہتھیار خریدیں اور دشمنان اہلبیت سے لڑیں پھر جب تجھے مسلم کا پتا ملے تو تقیہ کی راہ سے انکے ہاتھ پر بیعت کر کے یہ درم انکی خدمت کر کے مجھے جبر وے غرض معقل نے ہمراہی ایک شخص شیعہ مسلم کے حضرت مسلم کے پاس جاکر بڑی

تپاک و تعظیم سے اُنکے ہاتھ پانوں کے بوسے لیے اور تینوں ہزار درم اُنکے آگے رکھدیے اور تسلی دلھائین کہ ہرگز ہرگز افشاے راز و حیلہ سازی نکرینگے اور گاہے بجا آوری حکم میں آپ کے مکر اور دغابازی نہ کرینگے پھر اُسنے دست حضرت مسلم پر بیعت کی اور رات بھر وہین ہانی کے گھر رہکر حقیقت احوال پر حضرت مسلم اور شیعون اُنکے کے آگاہ ہوکر صبح کو ابن زیاد بدنہاد کے پاس آیا اور سارا حال ابتدا سے انتہا تک کہ سنا یا شعر رسول پاک پر بھیج اے خدا درود و سلام پر علی و فاطمہ حسن و حسین پر بھی مدام + روایت ہے کہ اسکے بعد بحکم ابن زیاد بدنہاد محمد بن اشعث تھوڑی سی فوج کے ساتھ ہانی کے گھر آیا اور ہانی کو ابن زیاد کے پکڑلایا ابن زیاد نے ہانی سے کہا کہ مسلم کو فوراً حاضر لا نہین تو تجھے ابھی تہ تیغ کرونگا نہ تو تیری صحابیت کا لحاظ کرونگا نہ تیری قبیلہ کا دریغ کرونگا اُنھون نے کہا کہ حضرت مسلم کو مین تیرے پاس قتل کے لیے حاضر کردون یہ بات مجھ سے ہرگز ممکن نہین تو مجھ پیر کو مارڈالنے کو کیا دھمکاتا ہے مجھے زندگی کی ہوس نہین میری جوانی کا سن نہین غرض ہانی کو ہر چند ابن زیاد نے غیرہ نے سمجھایا مگر اُنھون نے نہ مانا اُنکی دھمکی اور یا تونکا باد ہوائی جانا پھر اُس بدنہاد نے ہانی اور سارے رؤساے کوفہ کو ایک محل مین قید کیا اور ہانی کو انواع تکالیف مین مبتلا کرکے بُرا رنج دیا دوسرے دن ابن زیاد نے ہانی کو بلا کر کہا کہ اے ہانی تو اپنی جان عزیز رکھتا ہے یا جان مسلم کی ہانی نے کہا مین ہزار جان اپنی سی حضرت مسلم پر قربان کرتا ہون جان کیا بلکہ فدا اُنپر دین و ایمان اور دونون جہان کرتا ہون ای ابن زیاد سر ادم نکل جائیگا مگر انشاء اللہ تعالی آئینہ اعتقاد مین ہرگز بل آئیگا اور ہانی کا سن اُسوقت ستانوے برس کا تھا اور مدتہا اُنھون نے شرف صحبت رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کا پایا تھا اور زمانہ دراز تک صحبت سی حضرت علی شیر خدا کے فیض اُٹھایا تھا ابن زیاد نے ہانی کی اصحاب کچھ پاس کیا نہ خدا اور رسول کا ہراس کیا آخر ہانی کو شکنجے کروایا اور شکنجے مین اُنکو خوب کس کرکے کوڑا لگوایا پھر کہا مسلم کو حاضر کر ورنہ تجھے ہزار دون کوڑے مارونگا گردن سر سے اوتار دونگا ہانی نے کہا کہ اگر حضرت مسلم میری بغل مین ہون اور تو مجھے جو عذاب چاہے کرے مگر مین ہرگز انہا نہ اٹھاؤن تجھے اُنکا نشان نہ بتاؤن پھر بحکم ابن زیاد جلاد نے ہانی کو پانسو کوڑے مارے ہانی ایک تو شکنجے مین کسے ہوئے تھے ہی دوسرے مار کوڑون کے بیہوش ہوگئے روایت ہے کہ

جبکہ خبر پانی اور رسانے کوفہ کے فید ہونے کی حضرت مسلم نے پائی عرق حمیت اور باشمیت انکی جوش
میں آئی اپنے دونوں صاحبزادگان محمد اور ابراہیم کو قاضی شریح کے گھر بھیجا اور محبان صادق
اہلبیت اور اپنے سارے مریدوں کو پکارا بات کی بات میں چالیس ہزار جوان ہتھیار بند جانبازی
کو تیار ہو گئے دل و جان سے مستعد کارزار ہو گئے اور یکبار سب جوانوں نے بہمکابی حضرت
مسلم کے محل ابن زیاد کے گھیر لیے خوف نہ دیدار ابن زیاد سے یک قلم سہم گیا ابن زیاد نے
دیکھا کہ شیر دلیر نے مع فوج کرار آکر مجھے گھیرا اب کام ہاتھ سے جاتا ہی اللہ اپنی قدرت دکھاتا ہی
پس رئیسان کوفہ کو جو اُس ملعون کے محل میں قید تھے دھمکی کے ساتھ حکم دیا کہ کوٹھے پر جاکر
اپنے اپنے خویش و اقارب کو سمجھاؤ کہ ہمراہی سے منھ پھیریں اور ہر محل اپنے اپنے گھر کی راہ
لیں میرا محل نہ گھیریں تاکہ میں ان سب کے درجے بڑھاؤنگا اور ہر ایک کو مدارج علیہا پر چڑھاؤنگا
اور نہیں تو تم سب کو ابھی پھانسی دونگا اور گھر کی مٹی تک اکھاڑ پھینکونگا پس اُن سب رئیسوں نے
بطمع عزت اور بخوف جان کے سب جوانان مسلح کو سمجھا کر منتشر کر دیا ہر ایک کوفی یا یونی نے اپنا اپنا
راستہ لیا نہ کسی نے اپنے عہد و پیمان کا پاس کیا نہ خدا اور رسول سے ہراس کیا شام تک حضرت
مسلم کے ساتھ اُن چالیس ہزار جوانان مسلح میں سے فقط پانسو آدمی رہ گئے جب حضرت مسلم نے
کوفے کی مسجد میں فرض مغرب کی نیت باندھی تو آپ کے پیچھے پانسو آدمی مسلح تھے جب سلام
پھیرا تو ایک کوفی بھی نہ تھا سب کے سب چل چینت ہو گئے اپنا اپنا دین و ایمان اور وہ تحسین
ملفوظات وہ سب عہد و پیمان بجز بیوفائی میں دھو گئے روایت ہو کہ جب اہل کوفہ نے رفاقت سے
حضرت مسلم کی منھ موڑا اور حضرت کو تن تنہا مسجد کوفہ میں چھوڑا آپ کوفیوں کی بیوفائی اور جوفروشی
گندم نمائی کا حال پُرملال دیکھکر حیران ہوئے بہت گھبرائے نہایت پریشان ہوئے پس ناچار ہو کر
تنگی سے ہاتھ دھو کر آپ بھی وہاں سے سوار ہوئے چاہا کہ کوفی سے کسی طرح نکل جائیں تاکہ کوفیان
بیوفا کی بلا سے نجات پائیں ناگاہ مسجد کوفی ملے پوچھا اے سید آپ کہاں جاتے ہیں فرمایا چاہتا ہوں
کہ کوفے سے نکلجاؤں کہا ہرگز ہرگز آپ ایسا خیال دلمیں نہ لائیں یہاں سے آگے قدم نہ بڑھائیں
کہ اہل اران سر راہوں پر بیٹھے ہوئے آپ کو تلاش کر رہے ہیں اور سب دروازوں پر شہر کے ناکے
بندیان کیں ہیں پس سعیدہ نے آپ کو وہاں سے محمد کثیر کے گھر پہنچایا محمد کثیر نے آپ کے

قدمون کا بوسہ لیکے بڑی تعظیم سے زمین کے نیچے تہ خانے میں آپ کو چھپایا اور خوش ہوکر کہا
گذر فقادہ بسر وقت کشتگان غمست + ہزار جان گرامی خدائے ہر قدمست + فگند سر و قدت بر زمین
مباد از سر من و رسایہ کرمست + جاسوسون نے یہ خبر ابن زیاد کو پہونچائی اس شیطان نے محمد کثیر
کے گھر فوج کثیر اپنے بیٹے کے ساتھ کرکے بھوائی کہ محمد کثیر اور اُسکے بیٹے کو اور مسلم کو یہان پکڑلا
لشکر یان ابن زیاد نے محمد کثیر کے گھر مین حضرت مسلم کو ہر چند تلاش کیا مگر کچھ اُنکا پتا نہ پایا پس
محمد کثیر اور اُنکے بیٹے کو پکڑکر ابن زیاد کے پاس پہونچا کر ابن زیاد نے اُن دونو کو قتل
کروا یا حضرت مسلم نے خبر شہادت محمد کثیر کی سنکر رات کو شمشیر بُران حمل کی اور نیزہ ہاتھ مین لیا اور
اسپ صبا رفتار پر سوار ہوکر جینے سے ہاتھ دھوکر چلے کہ شہر کوفے سے نکلجائین جب گلی اور
دروازے کی طرف جاتے تھے سوار اور سپاہیون کو ابن زیاد کے نگاہبان پاتے تھے اور ابن
زیاد نے گلی گلی منادی کرادی تھی کہ جو کوئی خبر مسلم کی یا سر مسلم کا میرے پاس لائیگا وہ حکومت
شہر کوفے کی اور زر بیحساب مجھ سے پائیگا پھر آپ نے گھوڑے کو وہین چھوڑا ایک گلی کی رہ
کی ٹرک سے مُنھ موڑا آگے ایک مسجد ویران ملی اُسمین جا بیٹھے اور درد مفارقت سے حضرت
امام حسینؑ کے زار زار روتے تھے اور فرماتے تھے شعر وہ صورتین آلہی کس ملک بستیان ہین +
اب جنکے دیکھنے کو آنکھین تنستیان ہین + آہ کوئی محرم نہین حال دل کس سے کہین درد مفارقت
سہا نہین جاتا کیونکر سہین افسوس کوئی رفیق نہین کہ کہے جائے اور حال میری تنہائی اور
کوفیونکی بیوفائی کا حضرت امام حسینؑ کو پہونچائے شعر محرم راز دل شیدای خود + کس نمی یابم خاص و عام
را + خداوندا مسلم تو اب کوفیون کے ہاتھ سے شہید ہو چکا اپنی زندگی سے ہاتھ دھو چکا اب ایسا
کہ حضرت امام حسینؑ میرے اُس خط کو دیکھکر کوفے کو نہ آئین اور اگر بہ قصد کوفہ کوفے سے
چلے ہون تو راہ سے پلٹ جائین قطعہ نہ قاصدے کہ پیامے نہ آشنا یارے + نہ محرمے کہ سلامے
بدان دیار برد + فتادہ ایم بشہر غریب و یاری نیست + کہ قصہ از غربتی بہ شہریار برد +

خبر دادن حضرت شبیر کو کوفہ نہین آوین	کہ مسلم آکے کوفے مین دغا سے مارا جاتا ہی

روایت ہے کہ جب رات ہوئی تو آپ اُس مسجد سے ایک طرف چلے مگر جانتے نہ تھے کہ

کسطرف جاتے ہین فرماتے تھے آہ کوئی مقام اپنا جانا نہین دم بھر کہین سانس لینے کا ٹھکانا نہین جو مرید تھا وہ مستعد خونریزی ہے ہر کوفی آمادۂ فتنہ انگیزی ہے اب ہر طرح سے موت کا سامان ہی موت سر پر کھڑی ہے ہر قوم دشمن جان ہی پھر اُنا سے راہ مین قاضی شریح کے پاس سے لوگون کو لیا مگر چلتے چلتے مارے بھوک و پیاس کے قدم آگے بڑھا نہین سکتے تھے حالت تحیر مین اپنے دونون بچون کا مُنھ تکتے تھے جب دونون لڑکے بلک بلک کر آب و دانہ مانگتے آپ اپنا کلیجا تھام لیتے کچھ باتین تشفی کی اشارے سے انکو کہدیتے غرض اسی طرح ایک عورت نیک انجام طوعہ نام کے گھر تشریف لائے چہرہ زرد لب خشک اُسکو دکھائے اور فرمایا اے ماور مہربان ہم سب بڑے پیاسے ہین ایک چلو پانی ہمکو پلا سکتی ہے اور کئی وقت سے ان بچون نے کھانا نہین کھایا ہے کچھ کھلا سکتی ہے طوعہ نے کہا ہان حضرت پانی بھی پلاؤنگی اور جو کچھ حاضر ہے بیشک کھلاؤنگی وہ عورت پانی لائی آپ نے پیا اور وہین بیٹھ گئے ذرا دم لیا اور دل سے کہا آہ ہر کس خواہان جان ہے کدھر جائین پانون چلتا نہین کیونکر قدم اُٹھائین جب آپ بیٹھ گئے تو طوعہ نے کہا بیٹا شہر مین آج کل بلوا سے عام ہو رہا ہے حضرت مسلم کی طلب مین کوفیون کا ازدحام ہو رہا ہے مناسب ہے کہ جلد تم یہان سے قدم بڑھاؤ جہان جاتے ہو چلے جاؤ کہ یہی صورت نجات ہے کسی مسافر سے بولنے کا حکم نہین حکم حاکم مرگ مفاجات ہے آپ نے فرمایا اے ماور مہربان میرا جان تجھپر قربان ہم پردیسی ہین راہ بھٹک گئے ہین کیا کہین اب چلا نہین جاتا چلتے چلتے تھک گئے ہین دیکھو تلوؤن مین چھالے پڑ گئے ہین ان ننھے بچون کے قدمون مین کانٹے گڑ گئے ہین زخم غم سے جگر تپک رہا ہے آتش ستم سے دل پک رہا ہے شعر تپک رہا ہی کئی دن سے آبلون کا + خدا بُرون سے نہ ڈالے معاملہ دلکا + تھوڑی جگہ دے تو شب بھر یہان پڑ رہینگے ساری مصیبتین تجھ سے کہینگے بعوض اسکے تیرے سب گناہ بخشوا لینگے بہشت مین اپنے جد امجد رسول آخر الزمان کے ساتھ تجھے جگہ دلوا لینگے آہ غم ہجران برادر حسین + سہا نہین جاتا بے نام بے رہا نہین جاتا طوعہ نے کہا آپ کا کیا نام ہے اس شہر مین کیون آئے یہان کیا کام ہے آپ نے فرمایا شعر نام نہ پوچھو میرا گمنام ہون + کام تجھے کچھ نہین ناکام ہون + اے طوعہ غمزدون کا حال تو کیا جانیگی ستم کشیدہ محنت رسیدون کو بھلا کیا پہچانیگی شعر نام سے کیا کام ہے جو مین کہون +

تھوڑی جگہ دے تو یہان پڑ رہون ۔ طوعہ نے بہت اصرار کیا استفسار نام مین عرض کہ طول دیا آپ نے طوعہ کو مجبوری اپنا نام و نشان بتایا اور سارا حال اپنا اور کوفیون کی بیوفائی کا کہ سُنا یا طوعہ آپ کا نام پاک سنتے ہی قدمون پر گر پڑی بلائین لینے لگی بیتاب ہو کر دعائین دینے لگی اور کہنے لگی شعر رہے یہان شوق سے آرام سے ۔ خبر دیجیے بھکو ہر کام سے ۔ پھر طوعہ نے حضرت مسلم اور دونون صاحبزادون کو جلدی سے گھر مین لیجا کر فرش مکلف بچھا کر چھپایا اور بڑی خوشی اور نہایت تعظیم و ادب سے ماحضر درویشانہ کھلایا ہر دم آپ کی بیکسی اور غربت پر رونی تھی کوفیون کی بیوفائی پر انتکبار ہوتی تھی بار بار آپ کا منھ تکتی تھی دل سے آہ کرتی مگر لب نہ ہلا سکتی تھی پھر آپ نے نماز قضا ادا کی کھانے کے لیے شکر و تنار کبریا کی رات کو بیٹا طوعہ کا جو چیلہ محمد بن اشعث شقی کا تھا گھر مین آیا اور مان کو ایک مہمان عظیم الشان کی خدمت مین مصروف دیکھا کہ بار بار بیقرار ہو کر کبھی گھر سے صحن مین آتی ہے اور گاہے صحن سے گھر مین بیتاب ہو کر جاتی ہے کبھی ہنستی ہے کبھی روتی ہے دل ہی مین گھٹ گھٹ کے رہتی ہے بیتاب ہوتی ہے کہا اے مان مجھے آج تیرا حال دیکھکر بڑا عجب ہے خیر تو ہے بار بار اُس گھر مین آتی جاتی ہے اسکا کیا باعث ہے طوعہ نے کہا جا کر سورہ خیریت ہے ہر طرح سے جمعیت ہے بیٹے نے نہ مانا طوعہ کی بات کو حیلہ حوالہ جانا کہا اے مان آپ مجھے بھی اپنے حال سے آگاہ کیجیے راز مخفی سے خبر دیجیے طوعہ نے مجبور ہو کر بیٹے کی بلائین لیکر تسمین دیکر کہا کہ اے بیٹا حضرت مسلم کا قدم مبارک گھر مین آیا ہے سعادت جانکر نامید نواب ہنے انکو چھپایا ہے بیٹا اسکا سُنکر چپ ہو رہا گھر مین جا کر سو رہا رات کی وقت حضرت مسلم جناب حضرت امام حسینؑ اور اپنے اہل و عیال کو خواب مین دیکھکر اُٹھ بیٹھے اور رونے لگے اشک دیدہ سے دامن بھگونے لگے اشعار یہ اے اشک تا بر روزگار خونین گریم ۔ چو شمع از محبت شہاے تار خونین گریم ۔ ندارم مہربانی تا کند بر حال من گریہ ۔ ہمان بہتر کہ خود بر حال زار خونین گریم ۔ رسول پاک پہ بھیج اے خدا درود و سلام علی و فاطمہ حسن و حسین پر بھی مدام ۔ روایت ہے کہ ابن زیاد بدنہاد نے علی الصباح گلی گلی یہ منادی کرادی کہ جو کوئی خبر مسلم کی میرے پاس لائیگا فی الفور دس ہزار درم انعام پائیگا اور علاوہ اسکے اور سب حاجتین اسکی بر لاؤنگا اور درجے عالی پاسے پہونچاؤنگا اور جو کوئے

مسلم کو اپنے گھر میں چھپائیگا فوراً اسے سولی دونگا گھر اسکا لوٹ لیا جائیگا طوعہ کا بیٹا یہ وعدہ وعید
سنکر آتش غضب سے جل بھنکر بن اشعث اپنے آقا کے پاس آیا اور سارا حال حضرت مسلم کا کہ سنایا
یہ شیطان سنکر خوشی سے سر دھنکر چپ رہا اور جھٹ پٹ جاکر ابن زیاد سے یہ سب حال کہا
ابن زیاد نے کوتوال شہر اور محمد بن اشعث کو چار ہزار سوار و سیاہ کے طوعہ کے گھر بھیجا انھوں
نے آکر گھیر لیا راہ حق سے منھ پھیر لیا روایت ہے کہ جب حضرت مسلم نے آواز نقارہ اور ٹاپوں
گھوڑے فوج اشقیا کی پائی رگ ہائے شجاعت آپ کی نہایت جوش میں آئی تب دونوں لڑکوں کو پھر
قاضی شریح کے گھر بھیجا اور خود زندگی سے ہاتھ دھوکر ہر طرح مسلح ہوکر شمشیر بران حیدری ہاتھ
میں لیکر باہر آئے اور مثل شیر ژیان تنہا درمیان فوج اُن اشقیا روباہ صفت کے گھسکر جوہر
شجاعت اور شوکت ہاشمیت دکھائی جسوقت آپ تلوار کھینچکر مثل برق خاطف کے سر میدان
آئے اشقیا مارے خوف کے کانپنے لگے دم بخود ہوکر ہانپنے لگے جس مرد و پر وار کی ذوالفقار
حیدری اُسکے سر سے ناف تک پار کی ہر حملے کے ساتھ زمین ہلتی تھی اتنے کفار کو مارا کہ
ملک الموت کو اشقیا کے دم نکالنے سے مہلت دم مارنے کی نہ ملتی تھی اسقدر اشقیا کشتہ ہوئے کہ کشتوں کے
پشتے ہوئے روایت ہے کہ اسوقت آپ تلوار لیکر جسطرف حملہ کرتے تھے دس پانچ شقی پر ابر مرتے
تھے جدھر قدم دھرتے خوف سے دھرتی ہلتی تھی کسی شقی کو آپ پر وار کرنیکی مہلت نہ ملتی تھی کفار
در و بام اور دور دور سے تیر چلاتے تھے مگر رعب کے مارے سامنے نہ آتے تھے آخر ایک سنگدل
کے پتھر سے پیشانی انور پر ایسا زخم کاری ہوا کہ پیشانی اور رخسار عالی خونکا دھارا جاری ہوا
اسوقت ستوار غش آنے لگے تب آپ ایک دیوار سے پیٹھ لگاکر مکہ معظمہ کی جانب ہاتھ اُٹھاکر
کمال افسوس سے فرمانے لگے کہ اے بھائی حسین کچھ آپ کو مسلم خستہ جگر کی بھی خبر ہے کہ اسپر کیا کیا
گذری افسوس میرا تو کوفیوں نے یہ حال کیا کہ سنگ جفا سے سارا جسم چکنا چور اور خون سر سے
لال کیا اگر مجھ خستہ حال کو ہر دم آپ ہی کا خیال ہے فقط مجھے اسی کا ملال ہے کہ خدانخواستہ کہیں آپ
بھی کوفیوں کے خطوط پر فریب نہ کھائیں اسطرف کہیں چلے نہ آئیں اب کون قاصد ہے جو آپ کو
یہاں آنے سے روکے اور میرا حال سنادے افسوس خبر میری شہادت کی آپ تک کون
پہونچاوے شعر نہ قاصدے نہ صبائے نہ مرغ نامہ بر ✦ کسے زبیکسی ما نمے برد خبرے ✦

اگر چہ غش پر غش چلے آتے تھے مگر کلیجا تھام کر باد صبا سے یہ فرماتے تھے شعر صبا بہ گلشن احباب من اگر گذری ۔ بیاذا لقیت حسینی فقل لہ اخبری ۔ ناگاہ ایک ملعون نے چہرۂ نورانی پر ایسی تلوار ماری کہ لب مبارک اوپر کا کٹ گیا اور نیچے کا لب دو پارہ ہو کر لٹک گیا پھر آپ نے اس ملعون کو ایک وار مین واصل بجہنم کر کے فرمایا نظم ۔ کشتہ غشتیم محبت کفن ماست ۔ پرورودہ وردیم مصیبت وطن ماست ۔ ماراچہ غم از تشنگی روز قیامت ۔ چون نام محمد ہم دم ورد ہن ماست ۔ روایت ہے کہ اسوقت پیاس سے آپ نے بیتاب ہو کر فرمایا افسوس اے کوفیو ہر طرف سے ہمارے اوپر تیغ و تیر سنل منجھ کے برستے ہین رزسانی کوثر کے جگر گوشہ ہو کر کے قطرۂ آب کو ترستے ہین شعر شکر ہے اے کوفیو اللہ کی درگاہ مین ۔ ہم گلا اپنا کٹاتے ہین خدا کی راہ مین ۔ ہمارا منھ تم سب کے سب کیا تکتے ہو بھلا ایک چلو پانی راہ خدا مجھے پلا سکتے ہو عوض اسکے آب حوض کوثر ہم تمھین پلائینگے خدا سے گناہ تمھارے بخشوا ئینگے یہ سنکر کسی نے جواب نہ دیا ایک بڑھیا نے ترس کھایا دوڑ کر ایک کوزہ پانی آپ کے سامنے لائی آپ نے کوزہ ہاتھ مین لیکر چاہا کہ نوش فرمائین کہ وہ فوراً خون رخسارۂ انور سے بچہ خون ہو گیا پینے کے قابل نرہا کلیجہ ہو گیا بڑھیا دوڑ کر دوسرا کوزہ لائی وہ کوزہ بھی لب لگاتے ہی خون رخسارے سے لبالب ہو گیا پھر دوڑ کر تیسرا کوزہ لائی جو مین آپ نے چاہا کہ پیئین خون کے ساتھ چند گوہر دندان مبارک کوزے مین لڑھک کر گرے آپ نے فرمایا اب دوا ایک ساعت جی کر شربت شہادت ہی پیکر حق تشنہ کو سیراب کرینگے شعر رسول پاک پہ بھیج اے خدا درود و سلام ۔ علی و فاطمہ حسن حسین پر بھی مدام ۔ روایت ہے کہ آپ نے اسوقت زندگی سے ہاتھ دھو کر رو بہ کعبہ ہو کر رو رو کر فرمایا نظم اے باد صبا زرد سے یاری ۔ سوئے حرم خدا گذر کن ۔ شہزادہ حسین را چو بینی ۔ بنشین و حدیث مختصر کن ۔ ہر بد کہ ز کوفیان بدیدی ۔ فرزند رسول را خبر کن ۔ ہر گوے کہ مسلم شکستہ ۔ تنہا تنہ و دلگر کن ۔ مضمون بقول کوفی ۔ وز فتنہ شامیان خدر کن ۔ پھر فرمایا السلام علیک یا ابن رسول اللہ شعر اشتہا یا حسین بعدک ملالتی ۔ یا معدن الرحم و الکرم بعدک ۔ بھائی حسین جی بعد مین آپ کو دیکھنے پاؤنگا نہین افسوس آپ کی صحبت سے فیض اٹھایا نہین تمنا تھی کہ ایکبار اور آخر وقت ہم آپکو دیکھ لیتے مگر عرش

وفا نہ کی نظم لموافقہ بھلا کہنے سے اب ہوتی ہے کیا بات + لکھا تقدیر کا ملنا نہ ہیہات + رہا ارمان
دل کا دلمین شاہا + فاہا تم آہا + اب قیامت ہی مین ملاقات ہوگی کوفیون کی بیوفائی کی وہین
بات ہوگی + شعر جان وادم وبقاے ہوائے تودر دلم + رفتم بخاک وتخم وفاے تودر گلم + روایت
ہے کہ اسوقت آپ نے کوفیون سے فرمایا کہ اگر تم لوگون مین کوئی قبیلہ قریش ہے ہو تو درا میرے
پاس آئے اور وصیت میری سنے اور میرے بعد اسے عمل مین لائے ناگاہ دیکھا کہ گروہ
اشقیا مین عمرو بن سعد کھڑا ہوا راہ شقاوت پر اڑا ہے آپ نے فرمایا اے پسر سعد مین تو اب
تمھارے ہاتھ سے مرتا ہون مگر بہ باعث قرب قرابت کے تم سے کچھ وصیت کرتا ہون اول یہ کہ
فلانے کوفی کا میرے ذمے اتنا قرض ہے ادا اسکی میرے ذمے فرض ہو سو میرے ان سب
ہتھیارونکو جو میرے ساتھ ہین اور ہمارے گھوڑے کو جو فلان کوفے کے گھر سے بیچکر وہ قرض ادا
کر دینا + دوسری یہ کہ مین یقین جانتا ہون کہ یہ شقی مجھے شہید کرکے میرا سر کاٹ کے شام کو یزید
کے پاس بھیجدیوینگے سو تم میری لاش کو جہان مناسب جانو دفن کر دینا تیسری یہ کہ میرے
شہید ہونے کے بعد مکے مین بھائی امام حسینؑ کے پاس تم میری شہادت اور کوفیون کی بیوفائی
کا حال لکھ بھیجنا اور لکھنا کہ مسلم آپ کے بھائی مارے گئے آپ کے سے ہرگز ہرگز کوفے
نہ آئین راہ مین آتے ہون تو پلٹ جائین کوفیان بیوفا کے خطوط پر فریب نہ کھائین اسکے
بعد پھر آپ نے بہادری شروع کی روایت ہے کہ جب محمد بن اشعث نے دیکھا کہ بنی ہاشم
سے مقابلہ دشوار ہی مجبور ہوکر بحکم ابن زیاد حضرت مسلم کو امان دیکر ابن زیاد کے پاس
لیچلا وہی شیعہ وہی مریدان حضرت مسلم کے انکو مثل ایک انار صد بیمار گھیرے جاتے تھے
مگر مارے خوف کے آپ کے پاس نہ آتے تھے اور آپ ہر ہر قدم پر شکر باری کے ساتھ قدم
اٹھاتے تھے اور کوفیان مریدان کی طرف خطاب کرکے فرماتے تھے نظم اے کوفیان چو سر
زتن من جدا کنید + بارے تن مرا بسوے خالدان برید + ہر کار روان کہ جانب مدینہ روان
شود + پیراہن مرا بسوے آن کاروان برید + گویند گر برای خدا ہر یاد گار + نزد حسینؑ جامہ
پر خون نشان برید + رحمے بر آب چشم یتیمان من کنید + آن دم کہ یاد کشتن من بر زبان برید +
چون طفلگان من خبر من طلب کنند + از من تجلی سوے آن طفلگان برید + غرض آپ

اسی طرح کہتے ہوتے ابن زیاد ملعون کے پاس پھاٹک کے قریب آئے روایت ہے کہ ابن زیاد مردود نے ملاقات سے پہلے سپاہیون کو حکم دیا تھا کہ ننگی تلوارین کھینچے کھڑے رہو جب حضرت مسلم دروازے مین داخل ہون تو فوراً انکا سر کاٹ لیجیو تاخیر نہ کیجیو غرض دروازے کے دونون طرف لوگ پرے باندھے تلوارین کھینچے کھڑے ہوے تھے جناب حضرت مسلم یہ آیت ربنا افتح بیننا وبین قومنا بالحق وانت خیر الفاتحین پڑھتے ہوئے دروازے مین گئے ناگاہ اشقیا نے اس ماہ فلک خوبی کو شل ہاے کے گھیر لیا راہ حق سے منھ پھیر لیا پھر تو عقیل کے چاند پر ہر طرف سے گھٹا شمشیر آبدار کی گھر آئی فلک ظالم نے مصیبت تازہ دکھائی گلوے تشنہ پر انکے ہر طرف سے منھ تیغ آبدار کا برستا تھا ساقی کوثر کا نواسا قطرۂ آب کو ترستا تھا آخر کسی شقی کے دل مین آپ پر رحمت آئی تیسری ذیحجہ منگل کے دن ستہ ہجری مین وہین پر اشقیا نے شہید کر کے اٹھنی جوانی انکی خاک و خون مین ملائی انا للہ وانا الیہ راجعون غول فغان از عالم بالا بر آمد + خروش از عرصۂ غبرا بر آمد + ازان زاری کہ جان مرتضے کرد + غریو از مرقد زہرا بر آمد + زہر ماتم آل محمد + زروح انبیا غوغا بر آمد + روایت ہے کہ اسکے بعد ابن زیاد نے ہانی کو قتل کر کے لاش کو آگ مین اور لاش کو حضرت مسلم کی سر بازار سولی پر لٹکایا اور انکے سروں کو نیزون پر کھکر کوچہ بکوچہ اور در بدر کوفے مین پھروایا اسکے بعد ان سرون کو مع ایک فتحنامہ کے یزید پلید کے پاس دمشق مین روانہ کر دیا جب یزید پلید کے پاس قاصد وہ نامہ لایا وہ شیطان نہایت سرور مین آیا پھر گلی گلی اس سر پاک کو نیزے پر پھرایا بعد اسکے سر بازار پھاٹک پر لٹکایا شعر رسول پاک پہ بھیج اے خدا درود و سلام علیؑ و فاطمہؑ حسن و حسین پر بھی مدام +

شہادت حضرت مسلمؑ کے فرزندون کی سن کر	جگر ٹکڑے ہوا جاتا ہے اور دل تھرتھراتا ہے

روایت ہے کہ جب سیدنا حضرت مسلم نے شہادت پائی ابن زیاد بدنہاد نے کوفے مین گلی گلی منادی کرائی کہ اب فرزندان مسلم کا سر کاٹ کے جو کوئی میرے پاس لائیگا انعام بحساب پائے گا

اور جو کوئی ان لڑکوں کو اپنے گھر میں چھپائیگا گھر اسکا لوٹ لیا جائیگا وہ سولی پر چڑھایا جائیگا
پھر تو وہی شیعہ اور مریدان حضرت مسلم نے تلاش میں اُنکے فرزندوں کے گلی گلی خاک چھاننی
شروع کی قاضی شریح جنکے گھر میں دونوں لڑکے جو سات آٹھ برس کے تھے چھپے تھے خبر
شہادت حضرت مسلم کی سنکر آتش غم سے جل بھنکر زار زار رونے لگے بیقرار ہونے لگے لڑکوں نے
سمجھتے تھے مگر یہ خبر وحشت اثر انسے کہہ نہ سکتے تھے دونوں لڑکے قاضی شریح کا یہ حال دیکھکر
بہت گھبرائے آخر بامرار تمام انسے خبر وفات پدر سنکر دست نیل ہو کر آہ کے نعرے سوز جگر کے
شعلہ ہی عرش تک پہونچانے قاضی نے رو کر دونوں کو گلے سے لگایا اور کہا اب تمھیں دونوں اپنے باپ
کی نشانی ہو خیر و باغ زندگانی ہو خدا انکو دشمنوں سے بچائے خیر و خوبی سے مدینے پہونچائے پھر ادھی رات
کے بعد قاضی نے دونوں معصوموں کی کمر میں بچاس بچاس اشرفیاں باندھیں اور کچھ کھانا
پکوایا اور دونوں کو اپنے بیٹے اسد کے حوالے کیا کہ جلد انکو اپنے ہمراہ لیے شہر کوفے کے پھاٹک سے
باہر نکلجاؤ اور انکو کسی مدینے جانیوالے کے حوالے کرکے پھر آؤ قاضی کے بیٹے نے دونوں معصوموں
کو شہر کوفے سے باہر پہونچایا اور ایک قافلہ تھوڑی دور سے نظر آیا کہ مدینے کو جاتا ہے قاضی کے
بیٹے نے کہا کہ جلد دوڑے جاؤ قافلے سے جاملو یہ تو راہ بتاکر ادھر آیا اودھر قضا نے یہ ماجرا
دکھایا لینے دونوں نے مدینے کی طرف قافلے کے پیچھے قدم بڑھائے قضاے الٰہی سے راہ
بھٹک گئے کوتوال بدخصال کے ہاتھ آئے پھر وہ ملعون انکو پکڑکے فوراً ابن زیاد کے پاس
لایا ابن زیاد نے انکو قید کروایا اور یزید کو لکھا کہ فرزندان مسلم کو بھی لوگ گرفتار کرلائے نسبت
انکے جو حکم عالی صدور پائے وہ عمل میں آئے داروغہ محبس نیک انجام مشکور نام نے رحم کھاکر
کھانا کھلاکر دونوں بھائیوں کو اپنے پاس سلایا رات کے وقت انھیں تیغبانی سے نکالکر شہر کے باہر
قادسیہ کی راہ پر پہونچایا اپنے ہاتھ کی انگوٹھی نشانی دی کہ قادسیہ میں پہونچکر یہ انگوٹھی میرے فلاں
بھائی کو دکھانا وہ بڑی تعظیم سے پیش آئیگا بحفاظت تمام تمکو مدینے پہونچائیگا غرض دونوں تمام شب
رات بھر چلتے چلتے تھک گئے لقد یگڈی راہ بھٹک گئے جب دن ہوا نگاہ کی کہ رات بھر
چلتے چلتے ننھے ننھے پاؤں میں آبلے پڑگئے نازنین تلوؤں میں سیکڑوں کانٹے گڑ گئے
مگر ہم لوگ ابھی کوفے کے دروازے ہی پر اسی جگہ ہیں کہ جہاں مشکور نے پہونچایا پھر تو شقفت

مادر اور فرقت پدر یاد کر کے گلے مل مل کے خوب روئے لگے زمین پر تڑپ تڑپ کے جی جان کھونے لگے
بڑے نے کہا بھائی ابھی ہم شہر کے دروازے پر ہیں خدانخواستہ اگر کوئی شقی ہم سے تفحص و چار کریگا
تو فوراً گرفتار کریگا آہ چھوٹے سن ہیں گرمی کے دن ہیں کہاں تک یہ سب صدمے سہیں
چلو اس خرمے کے باغ میں آج دن بھر جا کر چھپ رہیں اندھیری رات ہوگی تو مدینے کی راہ
لینگے پھر اس باغ میں چشمے کے کنارے ایک درخت بہت ہی پرانا کھوکھل یعنے اندر سے
خالی نظر آیا دونوں بھائی رو کر دست بغل ہو کر جینے سے ہاتھ دھو کر اس درخت کی کول میں
جا چھپے شعر رسول پاک پہ بھیج اے خدا درود و سلام ۔ علی فاطمہ حسن و حسین پر بھی مدام ۔
روایت ہے کہ اسکے بعد اتفاقاً کچھ دن چڑھے ایک لونڈی اس چشمہ پر آئی عکس صورت
ان دو ماہ طلعت کی چشمے میں دیکھکر گھبرائی بہ بیت دل صورت زیبا ہی تو در آب روان دید ۔
بجز شد و فریاد برآورد کہ ما ہے ۔ پھر لونڈی نے نظر اٹھائی تو دیکھا کہ دو بچے ننھے ننھے درخت
کے درمیان میں باخوف و ہراس برخاستہ خاطر اور نہایت اداس بیٹھے ایک دوسرے کا منھ
تکتے ہیں چپ چاپ رو رہے ہیں اگر کسی کے ڈر سے آہ سرد سینہ پر درد کی کھینچ نہیں سکتے ہیں
مثنوی دو گل از گلشن دولت دمیدہ ۔ دو سرو از باغ خوبی قد کشیدہ ۔ دو ماہ از برج
آبی رُخ نمودہ ۔ دو دیدہ چشمۂ باران کشودہ ۔ لب آن گشتہ خشک از آتش غم ۔ رُخ
این ماندہ تر از اشک ماتم ۔ لونڈی نے رو کر کہا اے بچو کہو کس کے باغ اقبال کی نونہال
ہو کس کے لخت دل کس کے لال ہو کہو اتنا کیوں خستہ حال ہو اسقدر کیوں پریشان ملال ہو اس پرانے
درخت کے کول میں کیوں چھپے ہو سانپ بچھو سے تمھیں کچھ ہراس نہیں کس کے غم میں
خون جگر پی رہے ہو کیوں تمھیں رغبت بھوک کی نہیں خواہش پیاس کی نہیں لڑکوں نے
جو ایک درد ناک کی آواز سنی اور زیادہ زار زار رونے لگے بیتاب ہونے لگے تب لونڈی نے
کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ تم دونوں حضرت مسلم شہید کے جگر گوشہ ہو انکے سفر آخرت کی توشہ ہو صاحبزادوں
نے جب دم حضرت مسلم کا نام سنا غم و غصے سے سر کو دھنا بے اختیار رونے لگے سر پٹک پٹک
کے جی جان کھونے لگے پھر تو لونڈی لڑکوں کے ساتھ کمال شفقت سے پیش آئی اور گود میں
چھپا کر اپنی بی بی کے پاس جو محب اہلبیت تھی لائی اس نیکبخت بی بی نے شعر آٹھ کے

سینہ سے لگایا انکو اپنی آنکھوں مین بٹھایا انکو + پھر کمال خوشی سے سرکو کر دونون کی بلائین لیکر
دعائین دیکر چوما چاٹا پیار کیا اور اپنے ہاتھ سے کھانا کھلایا پھر کنارے ایک خلوت کے مکان مین
فرش تکلف بچھا کر انکو سلایا اور مثل مادر مہربان کے بٹھکر سمجھانے لگی کہ اے غریبان مادر اے
یتیمان پدر اے بیکسان مظلوم اے بیچارگان محروم سوؤ سوؤ فراق پدر مین آنسو مت روؤ
بیتاب مت ہوؤ نظم اے مری عرش کے تارے سوؤ + میرے اللہ کے پیارے سوؤ + اے مری
دلبر جانی سوؤ + میرے مسلم کی نشانی سوؤ + روایت ہے کہ جب ابن زیاد نے سنا کہ مشکور
داروغہ محبس نے فرزندان مسلم کو چھوڑ دیا بس علے الفور اسنے مشکور کو بلایا اور پوچھا کہ تو نے یہ
حرکت کیون کی مجھ سے کچھ خوف نہ لایا داروغہ نے کہا کہ اے مردک تجھے کچھ خدا اور رسول سے ہر اس
نہین اہلبیت نبوت کا پاس نہین حضرت مسلم نے تیری کیا خطا کی تھی کون سی جفا کی تھی باوجود سفارت
سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے مین نے فرزندان مسلم کو رہائی دی ہے جان بوجھ کے تیری تعمیل
حکم سے ہی ابن زیاد نے طیش مین آکر حکم دیا کہ مشکور کو ابھی تنکیے مین خوب کس کے پانسو کوڑے
مارو بعد اسکے اسکا سر گردن سے اتار دو جب جلاد نے بحکم ابن زیاد مشکور کو تنکیے مین کسکر کے
پہلا کوڑا مارا مشکور نے کہا بسم اللہ الرحمن الرحیم جب دوسرا کوڑا مارا کہا خداوندا مجھے صبر دے
جب تیسرا کوڑا مارا کہا کریما کارسازا ہمین بخشدے جب چوتھا کوڑا مارا کہا یا الٰہی مجھے فقط واسطے
محبت فرزندان آنحضرت رسول مقبول کے قتل کرتے ہین جب پانچوان کوڑا مارا کہا یا معبود مجھے حضور مین
نبی مختار اور اہلبیت اطہار کے اب جلد پہونچا اسکے بعد چپ ہو رہے جلاد سنگدل نے روز سی کوڑے
مارنے شروع کیے مگر مشکور نے آہ نہ کی آنکھ بند کر لی کسی کی طرف نگاہ نہ کی جب پانسو کوڑے
مارے آنکھ کھولکر کہا ذرا مجھے پانی پلاؤ للہ اتنا نہ ترساؤ میں تم کا ہمیشہ اسقدر نہ برساؤ ابن یاد
نے کہا خبردار اسے پانی نہ پلاؤ گردن اسکی اتار کر لش اسکی خاک وخون مین ملاؤ دم بھر کے
بعد مشکور نے آنکھ کھولکر کہا ابھی مین نے آب حوض کوثر پیا ساقی کوثر نے اپنے ہاتھ سے لاکر دیا یہ کہکر
جان بحق تسلیم ہو گئے مقیم بہشت ذات نعیم ہو گئے شعر جانش مقیم روضۂ دار السرور باد + گلشن
سرائے مرقد او پر ز لور باد + روایت ہے کہ بعد اسکے رات کے وقت اُس بی بی کا شوہر
بدگوہر ہکا بکا تھکا ماندا گھر مین آیا اور ابن زیاد کی منادی کا حال بی بی سے کہا سنا یا کہ جو کوئی

فرزندان مسلم پکڑ لائیگا الغرض بے حساب پائیگا میں نے آج تمام دن انکی تلاش میں گلی گلی کی
خاک چھانی مگر کہیں پتا نہ پایا نہیں اسی دوڑ دھوپ میں سیر گھوڑا بھی ہر گیا اور دن بھر
میں نے کچھ آب و دانہ کھایا یا نہیں بی بی نے دلمیں کہا یہ شیطان تلاش میں ان بچوں کے
بدحواس ہوا جاتا ہے دشمن دریغل ہے دقیقے حق تعالی کیا پیش لاتا ہے پھر شوہر سے کہا ہے ہو
تجھے خدا سے کچھ ڈر اس نہیں اہلبیت نبوت کا تجھے پاس نہیں ارے تو بکر محب اہل بیت کی
سورہ تھکا ہے کچھ کھا پی کر سو غرض اس بی بی نے اس فتنہ بخت کو لڑکوں کا پتا نہ بتایا اور
جھٹ پٹ کھانا کھلا کر سلا یا روایت ہے کہ بعد آدھی رات کے بڑے بھائی نے جنکا نام محمد تھا
خواب متوحش دیکھکر نیند سے چونک پڑے اور چھوٹے بھائی ابراہیم کو جگایا کہ بھائی اٹھو اٹھو اب
ہماری تمھاری شہادت کا بھی وقت آیا یہ وقت سونے کا نہیں ہے بیداری کا ہے غفلت کا نہیں
ہوشیاری کا ہے ابھی میں نے باباجان کو خواب میں دیکھا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور سیدنا
شیر خدا اور سیدنا فاطمہ زہرا اور سیدنا حسن مجتبے کے ساتھ باغ جنت میں ادھر ادھر سیر کر رہے
ہیں باقی ماندگان کے حق میں دعا کر رہے ہیں اور ہم تم دونوں بھائی بھی وہیں حضرت
کے سامنے دور کھڑے ہیں مقام تعظیم و ادب پر اڑے ہیں حضرت رسالت مآب نے
باباجان سے فرمایا کہ اے مسلم تم خود میرے پاس چلے آئے اور ان دونوں مظلوم بچوں کو
ظالموں کے پاس چھوڑ آئے تم نے اچھا نہ کیا مسلم تمھارے دلکو یہ بات کیونکر بھائی انکی یہ
یتیمی بیکسی پر تم نے کچھ بھی ترس نہ کھائی باباجان نے عرض کی یا رسول اللہ یہ دونوں بھی
عنقریب شہادت پاتے ہیں کل تک انشاء اللہ حضور کی قدمبوسی کو آتے ہیں چھوٹے نے
بڑے بھائی سے یہ بات سنکر کہا کہ واللہ میں نے بھی یہی خواب دیکھا ہے سو بھائی صاحب
زندگی دو روزہ کا بھی لکھا ہے دلکو ہمارے اس خواب سے بہت سرور ہوا چلو سارا قصہ ہمارا
غم دور ہوا خنجر فراق پدر سے دل تو پرزہ پرزہ ہو چکا اب تن کی باری ہے بھائی ہمیں تو اس
جینے سے ہزار درجے موت پیاری ہے ای اسوقت مجھے یقین کامل ہوا کہ اب اشقیا ہماری
تمھاری بھی گردن مارینگے اب ہم دونوں بھائی بھی دو چار پہر جی کر باباکی طرح تن تنہا تشنہ
لب شربت شہادت پیکر جنت کو سدھاریں گے یہ کہکر دونوں بھائی ایک دوسرے کے

گلے مین ہاتھہ ڈالکر خوب چلائے جاگتون کو رولائے سوتون کو جگائے واویلاہ وواسلماہ
کہہ کہہ کے روتے تھے وہ خواب کی باتون کو یاد کر کر بیتاب ہوتے تھے شعر رسول پاک پہ
بھیج اے خدا درود وسلام ۔ علی و فاطمہ حسن و حسین پر بھی مدام ۔ روایت ہے کہ اسکے
بعد حارث خفتہ بخت لڑکون کے نعرۂ جانکاہ اور فغان و آہ سے بیدار ہوا چونکہ پڑا اور
بی بی سے پوچھا یہ گھر مین کون رو تا ہے اتنا کیون بیقرار ہوتا ہے بی بی نیکبخت کو شوہر بدبخت
کے بیگانہ سے کیفیت سکنے کی طاری ہوئی شوہر روسیاہ کا منھہ تکنے لگی جواب دینے سے
عاری ہوئی حارث نے بی بی سے کہا جلد چراغ جلا اور رونے والون کو پکڑ کر میرے
سامنے لا وہ عورت نیک کردار پروانہ وار سوز تحیر سے جل رہی تھی حالت سکتے مین شمع سان
پگھل رہی تھی جب نہ اٹھہ سکی تو خود اُس ظلمون کے چراغ جلایا اور جس گھر مین دونون
یتیم رو رہے تھے دیکھا دو بچے ننھے ننھے باہم دست و بغل ہو کر رو رہے ہین واتباہ کہہ کے
غش کھا رہے ہین اُسنے نزدیک جاکر پوچھا تم کون ہو وہ تو اُس گھر کو جاسے پناہ جانتے ہوئے
تھے سکتے مین کوئی غمخوار ہے دوست محرم اسرار ہے بولے کہ ہم دونون فرزندان مسلم
مظلوم ہین بابا جان کی جدائی سے مغموم ہین نقطہ تڑپتے ہین اُنھین کے غم مین
دن رات ۔ نکلتی جان نہین اُسپر بھی یہمات ۔ گذرتا جان پر میرے جو ہے آہ ۔
مین ہی جانون ہون یا جانتے ہے اللہ ۔ یون ہی کٹتی ہے میری آہ و شبات ۔ کبھی ہنستا
کبھی رو تا ہون یہمات ۔ حارث نے کہا اے عجب گو مین اٹکا گلی ٹھنڈھورا بیت
یار و رخانہ و من گرد جہان می گردم ۔ آب و رکوزہ و من تشنہ دہان می گردم ۔ کہا ہم لوگ
تمھاری تلاش مین صبح سے مرتے ہین اور آپ دونون بھائی میرے گھر مین بسر استراحت
پر بلبی تانے آرام کرتے ہین پس اُس بدخصال نے اُن دونون لالون کے رخسارۂ نازنین
پہ چند طمانچے مارے اور دونون بھائی کی زلفان مشکین کو باہم باندھکر کپڑے تن نازنین
سے دونون کے اُتارے پھر دروازے پر قفل لگا یا اور اُسکے نعرۂ جانکاہ پر کچھہ رحم
نہ کھایا بی نیکبخت یہ حال دیکھکر شوہر بدگوہر کے پیرون پڑکے بلابین لینے لگی اور ہاتھہ
جوڑ جوڑ کر اُسکے دست و پا پر بوسے دینے لگی زار زار روتی تھی اور اس اس کلام سے

ہمکلام ہوتی تھی مثنوی بیداد و مکن بہ ین تیمان + بطفے نما سے چون کریان + اینما لفراق
مثلا یند + در شہر غریب و بے توا یند + بگذر ز سر جفاے ایشان + بہ پذیر کن از دعای ایشان
نفرین یتیم محنت آلود + آتش بجہان در افگند زود + کہتی اجی ان معصومون کی کیا خطا ہے
قفل کھولو للہ انھین چھوڑو قتل و ایذا سے ان کے تھہ موڑو نہ انکی یہان مان ہے نہ اسکے
سر پہ باپ کا سایہ ہے مسافر غریب الوطن ہین فلک ظالم کھینچکر انکو یہان لایا ہے خدا کیواسطے
انکو چھوڑدو ابن زیاد اور دولت دور وزہ پر نہ پھولو یہ لڑکے اہلبیت نبوت کے ہین
خدا اور رسول کو بھولو حارث نے کہا چل دور ہو کیا بکتی ہے اب تو انکو نہین پا سکتی ہو
روایت ہے کہ صبح ہوتے ہی حارث ملعون دونون لڑکون کو پکڑ کے بال گھسیٹتا ہوا باہر
لایا اور دونون کو گھوڑے پر بٹھا کر گھوڑے کو دوڑا یا اسکی بی بی زار زار روتی ہوئی پیچھے
سے دوڑی اور بیٹا اور غلام حارث کا بھی جسکو اسنے تنبی کیا تھا اور اس غلام نے اس
بی بی کا دودھ پیا تھا اگر اس بی بی کی تائید پر پیچھے سے لڑکون کے چھوڑانے کو دوڑے
آخر اسی طرح سب کے سب دوڑتے ہوئے فرات کے کنارے پر جا پہونچے حارث نے
غلام کو تلوار دی کہ ان دونون کو فرات کے کنارے لیجا اور لاش انکی پانی مین بہا
اور سر انکا کاٹ کے جلد میرے پاس لے آ غلام نے کہا مین نہ مارونگا مجھکو خدا کے پاس جانا
ہے حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو منھ دکھانا ہے للہ انکو چھوڑدو سے مت مارا ور نہین تو
ابن زیاد کے پاس انکو زندہ لے چل یہان گردن انکی مت اڑا تار اسنے کہا کہ اگر شہر کے
لوگ دیکھ پائینگے تو ان دونون کو ہم سے چھین لیجائینگے آخر حارث نے غصہ ہو کر غلام
نیک انجام کو وہین پر ہلاک کیا غم دارین سے اسے پاک کیا پھر بیٹے کو تلوار دی کہ فرات
کے کنارے جاکر سر انکے کاٹ کے ہمین لاوے اور لاش انکی پانی مین بہادے بیٹے نے
کہا نہ تو مین خون اپنے سر پہ لونگا اور نہ تجھے قتل کرنے دونگا روایت ہے کہ اسکے بعد خود
اس ملعون نے تلوار ہاتھ مین لیکر چاہا کہ سر انکے جدا کرے شاہزادگان ہاتھ جوڑ کر
رونے لگے اپنی تنہائی اور غریبی اور بیکسی پر بیقرار ہو کر اس بیت کے ساتھ ہمکلام ہونے لگے
بیت سنگ بادل خون شود از نالہاے زار ما + این دل خوارا تو یک قطرہ سو بان گریہ

پھر تو وہ عورت نیک اختر شوہر بد گوہر کی کمر سے لپٹ گئی کہ اے ناخدا ترس تجھے الہیبت
کا کچھ پاس نہیں خدا اور رسول سے کچھ ہراس نہیں حارث نے غصہ ہو کر اس عورت پر
ایک تلوار چلائی وہ بی بی زخمی ہو کر غش کھا کر زمین پر آئی تب بیٹے نے چاہا کہ ایک کر دونوں لڑکوں
کو حارث کے ہاتھ سے چھین لے حارث نے اچھلکر بیٹے پر تلوار ماری ایک ہی ضرب میں گردن
اسکی تن سے اوتاری اس بی بی کو اپنے زخم اور اپنے بیٹے کے مرنے کا کچھ غم نہ تھا سوائے
غم شاہزادگان کچھ اور کا خیال نہ تھا زمین پر پڑی آنکی ہچکی پر مرغ بسمل سی تڑپتی تھی مگر اٹھ
نہ سکتی تھی پڑے پڑے اس کلام سے ہمکلام ہوتی تھی اور لڑکوں کا منہ تکتی تھی نظم

آج ان بے نصیب لٹتی ہے ۔ ایسے رشک قمر سے چھٹتی ہے ۔ کچھ نہ وارفتہ شاد چلے ۔
ہائے دنیا سے نامراد چلے ۔ یہ برا دین خدا نہ بچاوے کہ اسے ۔ انکی آئی ہوئی نہ جی سے لگ جاوے ۔
روایت ہے کہ اسکے بعد اس ملعون نے ارادہ قتل کا شاہزادوں کے کیا وہ رو کر دست بستہ
ہو کر کہنے لگے کہ یہاں ہمکو بیسود مار ناحق گردن تن نازک سے نہ اتار ہمیں ابن زیاد کے پاس
لے چل وہ جو چاہیگا سو کریگا اگر اسپر خنجر ستم چلیگا کہا شہر کے لوگ بلوا سے عام کر کے تمکو چھڑا لیجائینگے
اور وہ انتظام کیا کہ ابن زیاد نے وعدہ کیا ہے ہم نہ پائینگے کہنے لگے اگر تجھے مال کی ہوس ہے
تو ہمکو بیچ ڈال زر کثیر سے حوصلہ دل کے نکال کہا یہ بات میں نہیں مانتا اور میں بیع و شرا
نہیں جانتا کہنے لگے ہماری کم سنی نازک بدنی ہماری ہچکی تمہی ہماری غریب الوطنی پر کچھ
رحم کر بستہ چھوڑ دے ناحق مت ستم کر کہا میرے دلمیں کچھ رحم نہیں فدیہ بھی نہیں مجھے تمہارا غم
نہیں کہنے لگے خیر اب ذرا ہمیں وضو کر کے دو رکعت نماز ادا کرنے دے سجدہ شکر بجا لا ادا
کرنے دے کہا نہیں لینے لگے اچھا بلا وضو کے سجدہ شکر کرنے دے اسنے نہ مانا اور تلوار
ننگی کی جس بھائی کے قتل کا پہلے ارادہ کرتا ہے وہ کہتا ہے کہ پہلے مجھی کو قتل کرے کہ میں
اپنے بھائی کو کشتہ دیکھکر رہ نہیں سکتا اپنے روبرو یہ صدمہ نہیں سکتا آخر حارث ملعون
نے بڑے بھائی حضرت محمدؑ کے تن نازک پر خنجر ستم چلایا سر کاٹ لیا اور لاش کو فرات میں
بہایا چھوٹے بھائی حضرت ابراہیمؑ اچھلکر بھائی کے سر کو گود میں لیکر منہ کو منہ پر ملنے لگے
سر کو تھپڑوں پر کچلنے لگے اور کہنے لگے کہ بھائی جان اب ہم بھی شہادت پاتے ہیں پیچھے

آپ کے چلے آتے ہیں کہ ناگاہ حارث نے چھوٹے بھائی حضرت ابراہیم نام کے گلا بُرگ کو خون سر سے نہلا دیا سر کاٹ کے لاش کو فرات میں بہا دیا انا للہ وانا الیہ راجعون قطعہ دریغا کہ خورشید روز جوانی ۔ چو صبح دوم بود کم زندگانی ۔ دریغا کہ ناگہ گل توشگفتہ ۔ فرو ریخت ارزند با خزانی ۔

روایت ہے کہ اسکے بعد اس ملعون نے دونوں سر دونوں نونہالان باغ خوبی کے توبڑے میں رکھ لیا اور گھوڑے پہ سوار ہو کر ابن زیاد کے پاس لا کر وہ توبڑا رکھدیا ابن زیاد نے کہا آمین کیا ہے حارث نے کہا سر پسران مسلم کے تمہارے پاس تحفہ لایا ہوں بامید زر و مال کے دوڑا ہوا آپ کے حضور میں آیا ہوں ابن زیاد نے حکم دیا کہ ایک طشت منگاؤ اور دونوں سروں کو دھو دھا کر طشت میں رکھکر لاؤ جسدم ابن زیاد نے وہ چاندسی صورت قدرت کی مورت وہ رخسارہ پر انور وہ زلفان مشکبار کو دیکھا کہا یہ دونوں کسکے سعدن اقبال کے لال ہیں کسکے گلشن حیات کے نونہال ہیں غنچہ عناول انکا کھلنے نہ پایا اول نوبہار جوانی میں خزان موت کی آپہنچی باغ حیات کی فضا نہ دیکھنے پائی کونسی نظر انکو کھا گئی پھر ابن زیاد اور سارے حضار بے اختیار رونے لگے دونوں کو دیکھ بیقرار ہونے لگے پھر ابن زیاد نے پوچھا انکو تو نے کہاں پایا حارث نے سارا حال کہہ سنایا ابن زیاد نے کہا اے لعین ان معصوموں کو تو نے بر طمع زر ناحق مارا سر نازنین انکا تن سے کیوں اتارا تجھے خدا سے کچھ خوف آیا نہیں ارے رسول اللہ سے کچھ شرما یا نہیں ارے انکی بھولی بھولی باتوں پہ تو نے کچھ رحم نہ کھایا ارے تجھے انکے رخسارہائے نازنین اور گیسوہائے عنبرین پہ کچھ بھی خیال نہ آیا ارے تو انکو میرے پاس زندہ لے آتا یا انکو گھر میں بند کر کے یہ خبر مجھے سناتا ارے کمبخت ہم نے یزید کو نامہ لکھا ہے کہ فرزندان مسلم بھی گرفتار آئے ہیں ہم نے تا صدور حکم ثانی محبس میں بھیجوائے ہیں ابے حرامزادے اگر فرمان یزید میرے پاس آتے کہ انکو میرے پاس روانہ کردو تو میں اب کیا کرونگا آخر ابن زیاد نے ایک شخص دوست اہلبیت مقاتل نام کو حکم دیا کہ یہی تلوار جس سے اس ملعون نے ان لڑکوں کی گردن ماری ہے اٹھا اور اسکو فرات کے کنارے جہاں اس نے ان دونوں کو مارا ہے لیجا اور پہلے جہاں تک تجھ سے ہو سکے خوب اسے ذلت کی مار مار پھر اسی تلوار سے گردن اسکی اتار اور ان دونوں

سروں کو بھی جہاں پر انکی لاش بھائی ہے پانی میں ڈالدے شعر رسول پاک بھیج اسے
خدا درود وسلام + علی وفاطمہ حسن وحسین پر بھی مدام + روایت ہے کہ مقاتل نے بہت
خوش ہوکر حارث ملعون کی مشکیں باندھیں پھر اُسکو برہنہ سر کرکے اُن دونوں سروں کو
اُسی کے سر پر دھر کے بازار کوفے لوگوں کو دکھاتا روتا آنسو سے مُنھ دھوتا لیچلا سارے
اہل کوفہ یہ حال پُر ملال دیکھکر نوحہ واویلاہ واسلاہ مچاتے تھے اور حارث پر لعنت کرتے
اور سزا اور مُنھ پر اُسکے خاک دھول اُڑاتے تھے روایت ہے کہ مقاتل اسی خرابی کے ساتھ
حارث ملعون کو فرات کے کنارے بجائے قتل شاہزادگان کے لایا دیکھا رہین پر دونوں
جوان جنکا سارا خون سے چور اور سر بدن سے دور ہے خاک وخون مین پڑے ہین مقام رضا
وتسلیم پر اڑے ہین اور وہین ایک عورت بھی جو مارے زخمون کے چور ہے جس حرکت سے
مجبور ہے زمین پر پڑی مرغ بسمل کی تڑپ رہی ہے مارے جانے سے اُن دونون شاہزادگان
اور اُن دونوں جوانان کے آہ کے نعرے عرش تک پہونچا رہی ہے چلو سے لہو اُٹھا کر سر اور
مُنھ پر ملتی ہے اور اُن سب کے فراق مین چیخیون کے کلیجے کو مسلتی ہے مقاتل نے عورت سے پوچھا
تو کون ہے اور اُن نوجوانون کو کس بے رحم نے مارا ہے سرون کو اُنکے تن ہای نازک سے کسنے
اُتارا ہے عورت نے کہا مین اسی بخت کی بی بی ہون اُن دونون مسلم کے پیارون فلک خوبی
کے شارون سے قتل مین اسے منع کرتی تھی مگر اُسنے میری بات زمانی لطیع لاور بالی جانی آخر
پہلے اس بے رحم نے میرے اس غلام اور بیٹے نوجوانون کو مارا اُسکے بعد مجھے زخمی کیا پھر سر
اُن ماہ پارون مسلم کے دو لاڑلون کا اُتارا پھر عورت نے شوہر سے کہا ای لعین تونے میری بات
نہ مانی شاہزادون کی قدر نہ پہچانی آخر بدعا شاہزادونکی تیرے سر پر آئی اب موت کچھے بھی
یہان پر گھیر لائی دنیا کے لیے جو دین کھوتا ہے وہ اسطرح رسوا وذلیل ہوتا ہے بیت دنیا کے
لیے جو دین کھوئے + وہ دونون جہان کو ڈبوئے + روایت ہے کہ اسکے بعد حارث
ملعون نے مقاتل سے کہا کہ مین تجھے دس ہزار اشرفیان دیتا ہون مجھے چھوڑدے میرے
قتل سے مُنھ موڑے مقاتل نے کہا اگر تو مجھے ساری دنیا دے تب بھی مین اسپر نظر نہ اُٹھاؤنگا
تیرے قتل سے ہرگز باز نہ آؤن مین ابھی تجھے اسی تیغ سے جہنم کو پہونچاؤنگا عوض اسکے حقتعالی سے

ثواب عظیم اور دار نعیم پاؤن گا پھر مقاتل جہان پر فرزندان مسلم کے خون کا دھارا بہ رہا تھا آئے خون کو دیکھکر بے اختیار آہ کے ساتھ فریاد و واویلاہ برلائے زار زار رونے لگے مرغ بسمل سے تڑپ تڑپ کر اُس خاک و خون مین غلطان ہونے لگے چلو چلو خون اُٹھا کر سر اور منھ پر ملتے تھے اور چٹکیون سے جگر اور سینے کو مسلتے تھے آخر اُن دونون سرون کو بھی آپ قرات مین جہان پر اُنکی لاش ڈالی تھی ڈالدیا راوی کہتا ہے کہ قدرت الٰہی سے وہ دونون تن بے سر پانی سے باہر نکل آئے اور ہر ہر اپنے اپنے دھڑ سے چمٹ کر دست بگردن باکیہ گر لپٹ کر کے پانی مین جاتے رہے اور ایک روایت مین ہے کہ مقاتل نے وہین فرات کے کنارے قبر کھدوائی اور ہر ایک لاش مبارک دونون سرون کے آمین دفن کروائی روایت ہے کہ اسکے بعد مقاتل نے دونون ہاتھ حارث ملعون کے اُسی تلوار سے کٹوائے پھر دونون پاؤن اُسکے کاٹ کر کمر سے جدا کروائے پھر دونون کانون کو اُسکے کاٹ کر بہت ایذائین دین اسکے بعد دونون آنکھین نکال لین پھر شکم ناپاک اُسکا چاک کر کے اعضائے بریدہ کو اُسکے آمین بھر کے ایک لکڑی مین باندھکر دریا مین ڈالدیا تھوڑی دیر کے بعد دریا موج زن ہوا اور اُسکی لاش ناپاک کو کنارے پھینکدیا تین بار لاش اُسکی دریا مین بہائی مگر ہر بار یہی نوبت آئی آخر مجبور ہو کر ایک خارہ تیرہ وتار کھود کر آمین اُسے ڈالا زمین نے بھی قبول نہ کیا فوراً باہر نکالا تین بار اسی طرح وہ لاش اُس غار مین بھی چھپائی مگر ہر بار وہ لاش باہر نکل آئی آخر مجبور ہو کر وہین پر خس و خاشاک سے وہ لاش جلادی اور راکھ اُسکی دریا مین بہادی تمت بخیر رسول پاک پہنچے ای خدا درود و سلام علی فاطمہ حسن حسین پر بھی مدام

رسول اللہ سے کہدو منالیجائین آکر کے | حسین ابن علی روٹھا ہوا کوفہ کو جاتا ہے

راویان اخبار جگر سوز اور حکایان حکایات غم اندوز لکھتے ہین کہ جب حضرت مسلم نے کوفہ مین آکر قریب چالیس ہزار مسلح کوفیون سے اپنے ہاتھ مین شہنشاہ کونین سلطان دارین جناب حضرت امام حسین کی بیعت کی اور روز بروز رجوعات خلق زیادہ تر ہونے لگی اور کوفیان بیوفا اشتیاق حضرت امام عالی مقام کی تشریف آوری کا پیدا کرنے لگے حسن اعتقاد اور محبت ظاہری

ہویدا کرنے لگے تب حضرت مسلم نے یہ حال مفصل جناب امام عالی مقام کی خدمت مین کوفے سے لکھ بھیجا کہ اس خط کے دیکھتے ہی آپ مکے سے کوفے کا عزم فرمائین مجال درکسی امر کا دلمین نہ لائین یہان ہر شخص کو آپ کی قدوم میمنت لزوم کا اشتیاق ہے اب دم بھر کی بھی مفارقت آپ کی اہل کوفہ پر شاق ہے اور قبل اسکے ڈیڑھ سو کے قریب خطوط کوفیون کے بہ طلب حضرت امام کے آ چکے تھے جب یہ خط حضرت مسلم کا کوفے سے صدور پایا تو کوفیون کے حسن اعتقاد کا خاطر عالی مین یقین کامل آیا پس یکبارگی مژہ اس خواب کا جو مدینہ طیبہ مین روضۂ انور پر دیکھا تھا یاد پڑ گیا عشق دوبالا ہو گیا اور خنجر غم دلسین گڑ گیا اور اپنے کو ہمہ تن طالب شہادت پایا پس یک قلم دو جہان سے دل اٹھایا پھر سارے عزیزون اور رفیقون کو سامان سفر کی تیاری کے لیے فراخور حال نقد و جنس عطا فرمایا پھر مخدرات عصمت کو یہ سب حال سنائے اور زنان و اطفال کیواسطے محمل بنوائے جب سارا سامان سفر کوفے کا درست اور ہر شخص ہمراہی جانبازی کو مست ہو گیا تو چلنے کی تیاری ہوئی پھر یہ خبر وحشت اثر مکے مین مشتہر ہوئی ہر کہ و مہ کو اسکی خبر ہوئی پس سارے اہل مکہ یہ خبر سنکر ہر طرف سے ہجوم لائے اور عبداللہ بن عباس اور عبداللہ بن عمر اور ابو سعید خدری اور اصحاب کبار بھی یہ حال سنکر حضور مین دوڑے آئے اور کوفیون سے مکر و فریب اور بد عہدیان اور آپ کے والد ماجد شیر خدا کو شہید کرنا اور جناب امام حسنؑ سے دغا کرنا یہ سب حال مفصل یاد دلائے اور چونکہ حضرت امام حسینؑ کی شہادت کی خبر قدیم سے سنتے تھے اور کوفیون کی بیوفائی اور حضرت امام کی بے سر و سامانی جانتے تھے اور یہ سب صحابی خود بھی کچھ سامان مقابلے کا نہ رکھتے تھے اسواسطے سب لوگ دست بستہ ہو کر پیش آئے کہ للہ آپ یہان سے کوفے نہ جائین ہرگز ہرگز یہ خیال خاطر اقدس مین نہ لائین فرمایا کہ ڈیڑھ سو کے قریب کوفیون کے خطوط میرے پاس آئے اور علاوہ اسکے میرے بھائی مسلم بن عقیل نے بھی بتاکید مجھے کوفے مین بلایا ہے اور اہل کوفہ میرے جاہ و حشمت کے طالب ہین پس کیونکر نہ جائین اور اگر انکے ہزار خطا آتے مگر ہم یہ ہرگز کوفے نہ جاتے لیکن مین نے اپنے جد امجد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب مین دیکھا ہے انہون نے مجھے ایک حکم فرمایا ہے مین اب اسکا حکم ضرور بجا لاؤنگا کسی کی بات نہ مانونگا کوفے خواہ مخواہ جاؤنگا مین راضی برضا ہون شاکر بقضا ہون

بیت رشتہ در گردنم افگندہ دوست ۔ می برد ہر جا کہ خاطر خواہ اوست ۔ جان جائے تو جائے مگر خلاف امر خدا و رسول ہونے نہ پائے مقدار حیات البیت ہم جانتے ہین مقتل اور دشمن کو اُنکے اچھی طرح پہچانتے ہین پھر عبد اللہ بن زبیر نے منع کیا آپ نے فرمایا کہ مین نے اپنے جد امجد سے سُنا ہے فرماتے تھے کہ ایک شخص سے لوگ مکے مین مارینگے گرون اُسکی سر سے اُتارینگے اور اُسکے سبب سے مکے مین بہت خونریزی ہوگی اور مکے کی بیحرمتی ہوگی سو ایسا ہو کہ وہ شخص مین ہون اور مکے مین مارا جاؤن اور میرے سبب سے مکے کی بیحرمتی ہووے محمد بن حنفیہ آپ کے علاتی بھائی یہ حال سُنکر آتش غم سے جل بھنکر اتنا روئے کہ طشت مُنھ دھونے کا بھر گیا اور تمام اہل مکہ کو بڑا رنج و غم ہوا ہر کس مبتلائے الم ہوا روایت ہے کہ جب عبد اللہ بن عباس نے رُوکر بیتاب ہوکر عرض کی کہ جب آپ کسی کی نہین مانتے ہین اور مکے سے سفر ضروری جانتے ہین تو اللہ کو نے کی جانب نہ جائین یمن کی طرف کہ ملک وسیع ہے اور وہان کے لوگ آپ کے والد ماجد کے مُرید اور شیعی ہین قدم رنجہ فرماتین جب اُس اطراف مین آپ کے ساتھ مجمع خاص و عام ہو جائیگا مسلمانون کا آپ کے ساتھ جسم غفیر اور اژدحام ہو جائیگا پھر اُسکے بعد جہان آپ کا نشان جمینی جائیگا کوئی دشمن سر نہ اُٹھائیگا آپ نے فرمایا یہ سب باتین راست ہین صحیح ہے لیکن دکاست ہین مگر اس سفر مین ہمارے ایک بھید ہے کہ نانا جان نے مجھ سے فرمایا ہے مین اُسکو ابھی کسی سے کہہ نہین سکتا بغیر کہنے جائے رہ نہین سکتا تھوڑے دن مین اس بھید کا عقدہ کھلجائیگا اور عنقریب سر مخفی عدم سے ظہور مین آئیگا اس سفر مین مجبور ہون ناچار ہون خدا و رسول کا اختیار ہے مین محض بے اختیار ہون اگرچہ کوئی میرے پاس نہین اور کسی کو میرا پاس نہین اور گو سامان سفر و اسباب جنگ میرے ساتھ نہین مگر رضائے مولیٰ بہمہ اولیٰ کوئی کام میرے ہاتھ نہین شعر مثل کٹھ پتلی کے اپنا کچھ نہین ہے اختیار ۔ باگ اُسکے ہاتھ ہے جو کچھ کرے ۔ مختار ہے ۔ قطعہ بارہا گفتہ ام و بارِ دگری گویم ۔ کہ من دل شدہ این رہ نبخودی پویم ۔ من اگر خارم و گر گل چمن آرائے ہست ۔ کہ از آن دست کہ می پرورد م می رویم ۔ پھر ابن عباس نے کہا کہ یا حضرت جب آپ کسی کی بات مانتے نہین کوفیونکی وعدہ باریان جانتے نہین تو خیر

سنو کلاً علی اللہ مروان اہلبیت وغیرہ کے ساتھ عزم کوفہ فرمائین اور بیبیان اور لڑکون کو یہین چھوڑ جائین فرمایا رضائے الٰہی یون ہی ہے ہم یہان انکو چھوڑ نہین سکتے طریق اطاعت سے باگ موڑ نہین سکتے جب آپ نے ابن عباس کی بات نہ مانی ابن عباس ہائے ہائے کرکے رونے لگے واحسینا کہہ کر جان کھونے لگے روایت ہے کہ آپ نے کسی کی بات نمانی آخر تیسری ذیحجہ سن ساٹھ ہجری مین منگل کے دن جمعہ کے دن مین حضرت مسلم شہید ہوا تھے مع بیاسی آدمی اہل وعیال اور عزیزون اور رفیقون اور غلامون اپنے کے کہ اٹھین ستر سوار اور باقی پیادہ پا تھے یکبارگی مکہ معظمہ سے دل اٹھایا اور کوفے کو کوچ فرمایا اصحاب کبار نے روکر فرمایا شعر بسفر رفتنت مبارکباد + بسلامت روی وباز آئی + اور چونکہ اہل مکہ اور ابن عباس اور اور صحابہ کبار کو بالیقین معلوم نہ تھا کہ اسی سفر مین آپ شہادت پائینگے اسی واسطے ہمرکاب نہوئے ورنہ ایسے ایسے صحابی جلیل القدر ہمراہی سے کب باز آتے بلکہ جان ومال اور عیال واطفال سے آپ پہنثار ہو جاتے غرض جب سواری چلی ساری مکے مین ماتم پڑگیا دلون مین غم گھر گیا آنکھون مین خبر گی دلون مین تیرگی چھائی اسوقت ایسا معلوم ہوا گویا قیامت آئی مثنوی کسقدر اژدحام تھا اسوقت + مجمع خاص وعام تھا اسوقت + ملنے آتے تھے اقربا سارے + جمع تھے یار وآشنا سارے + سارے ارباب شہر محو الم + گفتگو ہر کسی کی یہ باہم + آج ویران یہ شہر ہوتا ہے + قہر ہوتا ہے قہر ہوتا ہے + رخصت رونق دیار ہے آج + فرقت جان شہریار ہے آج + ٹھکریان زار زار روتی ہین + بحر مین شہ کے جان کھوتی ہین + سارے کوٹھون پہ عورتون کا ہجوم + رو کے کہنا یہ یا دل مغموم + آج زہرا کا گھر اوجاڑ ہوا + لوٹنا انکا اب پہاڑ ہوا + روایت ہے کہ جسوقت آپ نے کوچ فرمایا عمرو بن سعید نے کوفے کا حاکم تھا سپاہی بھیجے کہ آپ کو سمجھا کر پھیر لاوین آپ نے پھر آنے سے انکار کیا قریب تھا کہ فساد برپا ہو آخر حاکم نے فتنے سے ڈر کر سپاہیون کو بلوا لیا آپ نے کوچ کیا اور منزل بمنزل طے کرتے ہوئے چلے جب موضع رملہ مین پہونچے ایک نامہ اپنی روانگی کا اہل کوفہ کے نام لکھکر اپنے دودھ شریکی بھائی کے ہاتھ کوفے روانہ کیا اور اس عرصے مین ابن زیاد نے آپ کی آمد آمد کی خبر سنکر حصین بن نمیر کو مع فوج کثیر کے کوفے سے

روانہ کیا تھا آسنے شہر قادسیہ کے گرد پیش کی راہین روکی تھین اور امام صاحب کو اسکی خبر بھی
آخر وہ دودھ شریکی بھائی آپ کے پکڑے گئے پھر ابن زیاد بدنہاد نے انکو شہید کر دیا شعر
رسول پاک پہ بھیج اے خدا درود و سلام + علی و فاطمہ حسن و حسین پر بھی مدام + روایت ہے
کہ جب آپ مقام زبالہ سے آگے بڑھے زہیر بن قین سے ملاقات ہوئی وہ حج سے پھرے آتے تھے
اور کوفے جاتے تھے آپ نے فرمایا اے زہیر تم اپنی جان نثار کر سکتے ہو گردن اپنی شمشیر آبدار
کے تلے دھر سکتے ہو یعنے اپنے اہل و عیال کو چھوڑ خویش و اقارب سے رشتہ تعلق توڑ میرے
ساتھ چل سکتے ہو پروانے کی طرح سوز محبت سے ہماری شمع شہادت پر جل سکتے ہو زہیر نے
ہاتھ جوڑ کے عرض کی قطعہ سر کہ پیش تو بر آستان خدمت نیست + سر لیست آنکہ سزاوار تاج
عزت نیست + بر پیش اہل نظر کم بود ز پروانہ + ولیکہ سوختہ آتش محبت نیست + پھر
زہیر نے اپنے اہل و عیال سے کہا کہ جو کوئی تم لوگون سے پیاسا شربت شہادت کا ہو تو میرے
ساتھ خلامی مین حضرت امام حسین کی آوے اور جسکا جی نہ چاہے وہ کوفے اپنے وطن کو پھر جائے زہیر کی
بی بی نے کہا کہ اگر تم خدمت امام عالیمقام کی کروگے تو مین بھی کفش برداری انکی شاہزادون
کی کرونگی مین بھی حضرت کے ساتھ چلونگی انکے ساتھ مرونگی زہیر اپنے لڑکون کو چھوڑ کر مع اپنی
بی بی کے ہمراہ امام صاحب کے ہو گئے روایت ہے کہ جب آپ وہان سے منزل
ثعلبہ مین پہونچے بکر اسدی کوفے سے آتا تھا اسنے عبداللہ بن زیاد کا کوفے مین آنا اور
کوفیان ہو فا کا اس سے جانا اور حضرت مسلم اور انکے لڑکون اور ہانی کا شہادت پانا مفصلا
آپ کو سنایا آپ یہ خبر وحشت اثر سنکر دل مسوس کر رہ گئے کسی کو آگاہ نہ فرمایا حضرت مسلم
کی ایک شہزادی بھی ساتھ تھین اسوقت آپ کے پاس آئین آپ خلاف معمول کے بار بار
منھ انکا دیکھنے لگے اور سر پر انکے دست مبارک پھیرنے لگے وہ شاہزادی ان قراین سے
تاڑ گئین کہنے لگین کہ یا ابن رسول اللہ آج آپ خلاف عادت کے میرے سر پر ہاتھ پھیرتے
ہین جسطرح یتیمون کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہین آپ کو قسم پاک پروردگار کی سچ فرمایئے
بابا جان شہید تو نہین ہوئے آپ ضبط گریہ نکر سکے بے اختیار رونے لگے اشک سے
دامان بھگونے لگے اور فرمایا بیٹی چپ ہو دمت رد و ہم تمھارے باپ ہین اور غریب میری ہین اور

تمہاری جان ہیں وہ بے اختیار رونے لگیں اس کلام سے ہمکلام ہونے لگیں نظم
اسے کاشکے سخت نازاوے ۔ تا این زمان زدست پدر راندادی اسے کاشکے شناختمے
خوار گاہ کودک ۔ سر بخاک درقدم او نہادے ۔ اسے کاشکے گریہ شدے راست کار من
تا جویبار دیدہ چشم کشادے ۔ آواز رونے کی انکی سنکر پسران حضرت مسلم جمع آئے اس حال پر
دلال پر اطلاع ہوکر آہ کے نعرے عرش تک پہونچائے قطعہ بدل دردی عجب دارم نمیدانم کہ
چون گریم ۔ دلا خون شو کہ تا برحال خود تا تک لحظہ خون گریم ۔ تم پر ستم کارے سینہ امم پر داغ
بے یارے ۔ گے از زخم پیرون گاہ از داغ درون گریم ۔ اسکے بعد لوگوں نے حضرت
امام عالیمقام کو تسمین دی بعضے کہیں کہ اتنا آپ اپنے اور اہلبیت کے اوپر رحم فرمائیں یہیں سے پلٹ
چلیں کوفے کو نجائیں غرض جب لوگوں نے وہاں سے باقرار تمام مراجعت کی صلاح ٹھہرائی
تب آپ نے حسب صلاح چاہا کہ پلٹ چلیں یہ خبر اقران حضرت مسلم کو سنائی حضرت مسلم کے
بھائیوں اور بیٹوں اور لڑکوں نے کہا کہ اب ہم لوگ جی کر کیا کرینگے تیر ستم کا سینے پر کتنک وقت کے
سوا اللہ ہم جیتک اسکا بدلہ نہ لینگے یا خود ہی مارے جائینگے ہرگز یہاں سے نہ پلٹینگے
امام عالیمقام نے فرمایا کہ جو تمہارا حال ہوگا وہی ہمارا بھی حال ہوگا تمہارے بعد زندگی بے لطف ہے جینا
وبال ہے بیت زندگی بہر دیدن یار ست ۔ یار چون نیست زندگی عار ست ۔ یہ فرمایا اور سیدھے
عراق کی جانب روانہ ہوئے پھر جو لوگ طمع دنیا سے ہمراہ تھے متفرق ہوگئے فقط رفیق اور غریب
باقی رہگئے روایت ہے کہ جب آپ آگے بڑھے تو راہ میں فرزدق شاعر ملا اسنے آپکی دست
مبارک کو بوسہ دیا آپ نے اس سے کوفیوں کا حال استفسار کیا اسنے عرض کی کہ لوگوں کے دل
آپ کے ساتھ ہیں اور انکی تلواریں بنی امیہ کے ساتھ ہیں اور اللہ جو چاہے سو کرے اسکی تقدیر
سے چارہ نہیں قضا و قدر میں اسکے کسی کا اجارہ نہیں آپ نے فرمایا سچ ہے بیشک اللہ کو تقدیر
کے ممکن نہیں کرنا خلاف سو ہمنے تدبیر ساری عمر کو بسی ہے ۔ پھر آپ نے چشم پر آب ہو کر فرمایا کہ
اگر دنیا نفیس ہے تو ثواب آخرت اعلیٰ ہے اور بہتر سب سے رضائے مولیٰ ہے اور اگر آدمی
کو پیدا ہوتا ہے تو تلوار ہی سے گلا کٹانا اولیٰ ہے پھر آگے بڑھے مقام ذبالہ میں پہونچے
وہ وہ شریکی بھائی کی خبر شہادت سنکر بہت روئے جب وہاں سے آگے بڑھے دیکھا کہ سید ابن

ایک خیمہ گڑا ہے اور اسمین ایک ننگی تلوار لٹکی ہوئی ہے اور ایک اسپ صبا رفتار اسی جگہ کھڑا ہے آپ نے دریافت کروایا معلوم ہوا کہ عبید اللہ کوفی رئیس کوفہ ہے آپ نے اس سے فرمایا کہ کہان سے آتے ہو کدھر جاتے ہو کہا کوفے سے اس خوف سے نکل آیا ہون کہ خدانخواستہ ایسا نہو اگر امام حسین کوفے مین شہادت پائین تو کہین ہم بھی قاتلون مین شریک نہو جائین پھر آپ نے اس سے فرمایا کہ تم میرے ساتھ ہو لو اگر اعدا سے لڑوگے تو اجر عظیم پاؤگے اور اگر شہید ہوؤگے تو جنت مین جاؤگے کہا کہ اہل کوفہ ابن زیاد کی ملک مال دنیا پر بھول گئے ہین خدا اور رسول کو بھول گئے ہین اور مین نہ تو آپ کے ساتھ جا سکتا ہون اور نہ آپ سے لڑنے کو حربہ اٹھا سکتا ہون گو آپ کی ہمراہی مین ثواب ہو مگر آپ کے ساتھ بھی معدودے چند ہین اور ہم سے اکیلے کیا ہوگا اور لشکر یزید کا بیحساب ہے سو مجھے آپ معاف رکھین اور یہ گھوڑا میرا کہ ہوا سے بات کرتا ہے تیز رفتاری فلک تگ و تاز کرتا ہے آپ اسپر سوار ہو لین کہ کوئی آپ کو پکڑ نہ سکیگا ہرگز کوئی سوار پیچھا کر نہ سکیگا اور یہ تلوار ہماری بھی ایک تحفہ محقر ہے اسے آپ قبول فرمائین انشاء اللہ تعالیٰ اس سے آپ بسیار وار کرینگے ایک عرب مین سوار گھوڑے دونون کو زمین سے ہموار کرینگے آپ نے فرمایا کہ جب تم ہی میرے ساتھ نہین آتے تو ہم بھی یہ اسپ و تیغ تمہاری قبول نہین فرماتے شعر رسول پاک پہ بھیجے اسے خدا درود و سلام + علے و فاطمہ حسنؑ و حسینؑ پر بھی مدام + روایت ہے کہ قلعبہ کے مقام مین آپ کو دین حضرت زینب اپنی بہن کے سوتے تھے ناگاہ آپ چونک پڑے اور آنسو آنکھون سے جاری تھے حضرت ام کلثوم نے فرمایا مرو فی یا فدا اک بھائی جان آپ کیون رو رہے ہین فرمایا اسوقت مین نے نانا جان کو خواب مین دیکھا رو رہے تھے اور فرماتے تھے حسینؑ اب جلد تم شہادت پاؤگے عنقریب میرے پاس آؤگے اور ایک سوار میرے آگے کھڑا کہہ رہا ہے کہ تم دوڑے جاتے ہو اور موت تمہاری پیچھے دوڑی چلی آتی ہے پس مین چونک پڑا اور نانا جان کے رونے سے مجھے رونا آتا ہے اہلبیت مین یہ خبر سنکر ماتم پڑ گیا دلون مین خنجر گڑ گیا حضرت علی اکبرؑ نے کھڑے ہو کر فرمایا بابا جان ہم لوگ برحق ہین یا نہین فرمایا بیٹا ہم لوگ برحق ہین اور حق ہمارے ساتھ ہے کہا اگر حق ہمارے ساتھ ہے تو موت سے کچھ باک نہین اشقیا سے دل ہمارا ہرگز خوفناک نہین لباس حیات مستعار ہے اساس عمر محض ناپایدار ہے مرد باعی شاہونکے سے قصر گر بنائی تو کیا +

فارون کے سے گنج ہاتھ آئے تو کیا ہے جب دل پہ یقین ہوا کہ آخر مرنا ہے گو خضر سے عمر لا محدود پائے تو کیا ہے شعر رسول پاک پہ بھیجا ہی خدا درود و سلام علی و فاطمہ حسنؑ و حسینؑ پر بھی مدام ہے

چلے حُر کی حراست میں بسوئے کربلا سرور | لکھوں کیونکر اسے ناصر کہ دل ٹوٹا ہی جاتا ہے

روایت ہے کہ ابن زیاد نے حضرت کی آمد آمد کی خبر سنکر ایک سانڈنی سوار مکے میں جاسوسی کے واسطے بھیجا تھا کہ جب امام حسینؑ مکے سے کوفے چلیں تو فوراً مجھے اطلاع کرے اُس جاسوس نے ابن زیاد سے آکر کہا کہ سولہ روز ہوئے کہ امام عالی مقام مکے سے چلے آتے ہیں اور آج فلان مقام میں تھے ابن زیاد نے حر بن یزید ریاحی کو ہزار سوار کے ساتھ روانہ کیا کہ آگے جائے اور جہاں حسینؑ ملیں انکو گرفتار کرلائے اور کسی جانب جانے نہ دے مکے کی جانب قدم بڑھانے نہ دے غرض جب آپ سراۃ کے مقام میں جو کوفے کی دو منزل ہے پہونچے حُر ہزار سوار ہتھیار بند کی جمعیت سے آپہونچا اور عرض کی کہ ابن زیاد کا مجھے حکم ہے کہ جہاں امام عالیمقام ملیں فوراً انکو گرفتار کرلینا اور خبردار اور کسی طرف انکو جانے نہ دینا سو میں ضرور آپ کو ابن زیاد کے پاس پہونچاؤں اور یہ بھی مجھ سے نہیں ہوسکتا کہ آپ کو چھوڑ دوں اور خود کوفے پھر جاؤں پھر آپ نے فرمایا اے حُر وقت ظہر ہوگیا تم اپنی قوم کے ساتھ نماز پڑھو ہم اپنی قوم کے ساتھ نماز پڑھیں حُر نے کہا آپ پیشوائے زمان اور امام دو جہان ہیں آپ امامت کریں دونوں لشکر اقتدا کرینگے فظلم من واقتدا بانور ہر نماز سے ہمیں ست تا زندہ ام نیست من بجز اب ابرویت ارزونیا رام کجا در پے زید خدا طاعت من بعد نماز کے امام نے فرمایا کہ کوفیوں نے ڈیڑھ سو کے قریب خطوط متواتر بطلب ہمارے ہمارے پاس بھجوائے اور اشرف کو فی بھی برابر پیغام لائے تب ہم نے باصرار انکے کوفے کا قصد کیا اور تم لوگ بھی کوفے کے رہنے والے ہو سو اگر تم اپنی بیعت اور اقرار پہ قائم رہو تو میں تمھارے شہر چلوں اور نہیں تو کہو پلٹ جاؤں حُر نے ہاتھ جوڑ کر عرض کی واللہ یا ابن رسول اللہ ان سب خطوط کا حال میں جانتا نہیں خط بھیجنے والوں کو پہچانتا نہیں آپ نے فرمایا دیکھو سب خطوط میرے پاس موجود ہیں اور یہ خطوط اکثر انھیں لوگوں کے دست خاص کے لکھے ہوئے ہیں

حاشیہ: روانگی امام کی خبر سنکر ابن زیاد کا حر کو بھیجنا

جو تمھارے لشکر میں ہو کر میری گرفتاری کو آئے ہیں جب خطوط پڑھے گئے تو جن جن لوگوں کے
دست خاص کے لکھے ہوئے تھے اور مہر انکی چسپاں تھیں انھوں نے سنکر شرم سے سر جھکا لیے
یہی باتیں ہو رہی تھیں کہ ناگاہ ایک سانڈنی سوار آیا اور فرمان ابن زیاد کا حر کو دیا جسمیں
لکھا تھا کہ جس مقام پر یہ خط تمکو ملے امام حسین کو وہیں ٹھہراؤ اور ایسے پٹ پر میدان میں جہاں
گھاس اور پانی نہو اتکا خیمہ گڑوا دو حر نے پڑھکر کے خط حضرت امام کو دیا کہ دیکھیے ابن زیاد کو
آپ کی گرفتاری میں کسقدر اصرار ہے سو اب میں آپ کو چھوڑ نہیں سکتا حکم ابن زیاد سے
تجاوز نہیں سکتا کیونکہ ابن زیاد کی طرف سے آپ کے اسیر کرنے کو تاکید شدید ہے میں حیران
ہوں کچھ کہہ نہیں سکتا اور ملاقات کا بھی مخفی رہ نہیں سکتا اسواسطے کہ اسی کے ہزاروں
سواروں کے سامنے آپ سے ملاقات ہوئی دیر تک گفتگو رہی ہر طرح کی بات ہوئی میں حیران
ہوں اگر آپ کو چھوڑ کر پھر جاؤں ابن زیاد سے بڑی سزا پاؤنگا اور اگر آپ کو نہ چھوڑوں خدا و
رسول کو کیا منھ دکھاؤنگا شعر رسول پاک پر بھیج اے خدا درود و سلام + علی دخانمہ حسن پر بھی اے
روایت ہے کہ اسکے بعد حر نے اپنی سپاہ سے الگ ہو کر امام عالی مقام سے عرض کی کہ یا ابن
رسول اللہ اگر آپ پر حر تلوار اٹھائے تو ہاتھ اسکا کٹ جائے اور اگر بری نظر سے تاکے تو آنکھ
اسکی ابھی پھوٹ جائے یا ابن رسول اللہ میں اس بار کوشے سے جس راہ ہو کر آیا تھا ہر شجر و حجر و در و دیوار
سے صاف صاف اپنے کان میں یہ آواز پاتا تھا رباعی لولفہ تو مبارک ہو قد سیوں حضرت اے حر
کسکو ہوتی ہے نصیب ایسی سعادت اے حر + سر کے بل جاؤں حسین ابن علی کے آگے +
وتباہ جن تمھیں جنت کی بشارت اے حر + یہ رسول سے کہتا تھا اے حر وائے بر تو واسطے
گرفتاری ابن رسول اللہ کے جاتا ہے یہ کیسی بشارت ہے دیکھیے خدا کیا پیش لاتا ہے سو یا حضرت
میں مجبور ہوں کوفیان بیوفا اور لشکریان پر جفا ساتھ ہیں اسلیے مجبوری سے میں گستاخانہ آپ
سے پیش آتا ہوں جبراً قہراً آپ کو کوفے لیے جاتا ہوں سو صلاح یہ ہے کہ ہم آپ مع لشکر کے
تھوڑی دور آگے جا کر اتر پڑیں اور آپ اس بہانے سے کہ حرم محترم ساتھ ہیں میرے لشکر سے
دور اتریں آخر رات کو جب میرے لشکری سو جائیں اور آپ سے غافل ہو جائیں پس آپ چپکے
وہاں سے اپنا ڈیرہ اٹھائیں شب دھاوے کی راہ ہی جسطرف چاہیں چلے جائیں صبح کو جب ہم لوگ

آپ کو نہ پائینگے تو کوس دو کوس تلاش کرکے کوفے پھر جائینگے حُر کو آپ نے دعا دی اور بحکم قضا و قدر
مع ہمراہیون کے حُر کے ساتھ چلے تھوڑی دور جاکر آپ نے چاہا کہ کسی گانون کے قریب پانی کی
متصل اُترین حُر نے نہ مانا ناچار راہ سے ہٹ کر دوسری تاریخ محرم پنجشنبہ سن اکسٹھ ہجری مین
میدان بے آب و گیاہ مین اُترے رات کو حُر نے پھر بطریق خیر خواہی کے عرض کی کہ ابن زیاد
کی فوجین برابر پہونچی ہین سو آپ للہ ہم پر کرم فرمائین آج کوچ کرکے شبانہ شب اور کہین
چلے جائین چنانچہ آنحضرت نے کوچ کرکے تمام شب قطع مسافت کی وہ اندھیری رات تھی اور
میدان لق ودق سُوکا مکان نہ راہ کا پتا نہ شہر کا نشان دو دو دی چلتے چلتے پانون مین لوگون
کے چھالے پڑ گئے ہزارون کانٹے گڑ گئے دوڑتے دوڑتے پانون بھول گئے تھکانے گھبرا راہ
بھول گئے جب صبح ہوئی تو دیکھا کہ یہ تو وہی جگہ ہے جہان سے شب کو چلے تھے اور بعضے روایتون
مین ہے کہ اسی طرح سات رات برابر اتفاق چلنے کا ہوا آخر یہ نوبت پہونچی کہ اسپان سواری اور
اونٹون کو مارتے مارتے عاجز آئے مگر اونٹون نے اُس جگہ سے آگے قدم نہ بڑھائے اور جہان
جس درخت سے لکڑی توڑتے تھے اور جہان کھونٹا گاڑا جاتا تھا تازہ تازہ خون وہان سے
اُبلا آتا تھا تب آپ نے وہان کے لوگون سے پوچھا کہ اس زمین کا کیا نام ہے کہا اسے ماریہ کہتے
ہین فرمایا اور بھی اسکا کچھ نام ہے کہا اسے کربلا بھی کہتے ہین فرمایا اللہ اکبر یہ زمین کرب و بلا
کی ہے یہی زمین شہداء و مقتل سارے آل وعبا کی ہے **غزل** گر نام این زمین بہ یقین کربلا بود
اینجا نصیب ما ہمہ کرب و بلا بود ✤ اینجا بود کہ تیغ بر آل نبی کشند ✤ اینجا بود کہ ماتم آل عبا بود ✤
کار محذرات من اینجا بنہ شود ✤ پشت مبارزان من اینجا دوتا بود ✤ ریزند در مصیبت من آب
چشم خویش ✤ ہر مرغ و ماہی کہ در آب و ہوا بود ✤ اسی جگہ اشقیا میرے ننھے ننھے بچون کو مارینگے
اور میرے چشم کو خنجر ستم سے پرزے پرزے کرکے سر میرا ہبین پر آتا رینگے ہر طرف سے ہمپر باران
تیرون کا برسائینگے اور قطرۂ آب کے لیے ابن سائی کو ترسائینگے انھین نالیون مین ہمارے
خون کے دھارے بہینگے اور تنہا بے سر اہلبیت کے اسی جگہ پڑے رہینگے حضرت علی اکبر
نے یہ حال سُنکر غم و غصے سے سرد سُنکر عرض کی بابا جان یہ کیسی فال بد آپ فرماتے ہین
آتش غم کو سینے کی کیون بھڑکاتے ہین فرمایا اے بیٹا ہم کو گوک بابا جان کے ساتھ صفین

جاتے تھے اسی مقام کربلا مین اُترے پس بابا جان بھائی حسینؑ صاحب کی گود مین سر رکھکر سو گئے اور مین سرہانے بیٹھا تھا ناگاہ بابا جان نیند سے روتے ہوئے چونک پڑے بھائی صاحب نے کہا بابا جان جان ہماری آپ پر قربان خیر تو ہے آپ کیون روتے ہین فرمایا تو بھی کیا خواب دیکھا کہ اسقدر بیتاب ہوتے ہین بابا جان نے فرمایا کہ اس میدان مین ایک دریاے لق ودق خون کا بہا جاتا ہے جسکا کنارہ نہین اور یہ میرا ماہ پارہ آنکھون کا تارہ حسینؑ اُس دریاے خون مین ادھر اُدھر ہاتھ پاؤن مار رہا ہے تنکے کا سہارا نہین فریاد و آہ کر رہا ہے کوئی اسکی فریاد کو آتا نہین اور کوئی سنگدل اشپر ترس کھاتا نہین عین دریا مین قطرہ آب کو ترس رہا ہے ہر طرف سے تیر کا مینھ اُسپر برس رہا ہے پھر بابا جان نے میری طرف مخاطب ہو کر زار زار رو کر فرمایا کہ اے نور عین بیٹا حسین یہ واقعہ اسی میدان مین تمھارے ساتھ پیش آئیگا اُسوقت تم کیا کروگے مین نے کہا صبر کرونگا دل پر جبر کرونگا شعر خدایا را صابران ست و مارا ۔ تمسک بچیزے کہ فرمود صبر است ۔ روایت ہے کہ اسکے بعد حضرت امام حسینؑ نے فرمایا کہ ہان اسی جگہ اب خیمہ گاڑو یہین پر سب اسباب اُتارو آپ دو تین دن یہان تشنہ لب مے کر شربت شہادت پی کر نانا جان کے پاس جائینگے کوفیان بیوفا کا حال مفصلا کہ سنا چکے نظم بار بکشاید کا نیچا خون ما خواہند ریخت ۔ آبروے ما بخاک کربلا خواہند ریخت ۔ کودکان چون طفلان را خواہند کشت ۔ گرد بر رخسار آل مصطفا خواہند ریخت ۔ آن سگان از حیلہ و روباہ سازی دمبدم ۔ خون تو دیدہ شیر خدا خواہند ریخت ۔ روایت ہے کہ آپ نے کربلا مین خواب دیکھا کہ جناب رسالت مآب صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم فرشتون کے ساتھ تشریف لاتے ہین اور مجھے گود مین لیکر فرماتے ہین کہ اے نور عین بیٹا حسین مجھے معلوم ہے کہ دشمن تمھارے مارنے کے درپے ہین سو یہ لوگ قیامت کے دن میری شفاعت سے محروم ہین اور قریب ہے کہ حقتعالی انکو درجہ شہادت پر پہونچائیگا اور بہشت تمھارے واسطے آراستہ و پیراستہ ہے اور ماں باپ تمھارے تمھارے منتظر بیٹھے ہین یہ کہکے آپ نے ایک ہاتھ امام حسینؑ کے سینے پر مارا اور فرمایا خداوندا حسین کو صبر اور اجر دونون عطا فرما امام حسینؑ نے یہ حال

خواب کا اہلبیت کو سنایا خود بھی روتے اور لوگوں کو بھی رلاتا روایت ہے کہ جب حضرت
امام کربلا میں پہونچے تو مٹی وہاں کی زرد ہو گئی اور وہاں کی گرد و غبار سے گیسوے
عنبریں پُر گرد ہو گئے حضرت ام کلثوم نے وہاں کی گرد و غبار اور بھائی کی پریشانی اور
بے سروسامانی کو دیکھکر فرمایا کہ اے بھائی یہاں میرا جی بہت گھبراتا ہے چار و نظرف سے
آگ سی برس آتی ہے ہر جانب سے بوے خون آتی ہے میرا دل بیتاب ہوا جاتا ہے اور
آپ کے گیسوے معنبر کو غبار آلودہ دیکھکر اور زیادہ تر پریشان ہوتی ہوں ان پریشان
نرگس شہلا کو بنیم اشک سے تر پاکر کے آئینہ کی طرح حیران ہوتی ہوں بیت واوے
آہ کہ خود تشنہ و رویا بست ۔ بگریش از خون دل تشنہ لبان سیراب است ۔ آپ نے
حضرت ام کلثوم کو تسلی دی اور شہر والوں کو بلا کر وصیت کی کہ جب تم میرا سارا بدن زخموں سے
چور اور سر تن سے دور دیکھو تو خبردار سر نہ کھولنا مگر کہ نگاہ دل پر سنگ صبر و رضا یہ حال سنکر
سب اہلبیت رونے لگے اشک سے دامان بھگونے لگے روایت ہے کہ جب ابن زیاد نے
سنا کہ حضرت امام حسینؑ کربلا میں تشریف لائے ایک خط حضرت کی پاس لکھ بھیجا کہ یزید نے ہمکو
بتاکید لکھا ہے کہ امام حسین سے میری بیعت لو اگر تمامین تو فوراً انکی گردن مار لو ساری اعزا اور
اقربا کو اُنکے دہین پر مار لو سو مین آپ کو نصیحت کرتا ہون کہ یا تو یزید سے بیعت فرمائیے یا آمادہ
جنگ و جدل ہو جائیے آپ نے اُس خط کو پڑھکر کے زمین پر ڈالدیا ایلچی سے کہا اسکا جواب
دینے تاخیر نہ کیجیے فرمایا میرے پاس اسکا کچھ جواب نہین ہے ایلچی ابن زیاد کے پاس آیا اور
یہ سب حال کہہ سنایا ابن زیاد بدنہاد نے یہ حال سنکر غصے سے سر کو دھنکر غضبناک ہو کر
آتش غضب سے جل بھنکر خاک ہو گیا پھر فوجین طیار کین اور خصار مجلس سے کہا کہ کوئی ہے جو کربلا
جاوے اور سر امام حسینؑ اور اُنکے ہمراہیون کا کاٹ لاوے چند بار اسکی تکرار کی کسی نے
جواب نہ دیا پھر اُسنے عمر بن سعد کو جو ملک رے کا حاکم تھا بلا کر کہا کہ حکومت طبرستان کی بھی تیرے
نام لکھے دیتا ہون اور تجھے سپہ سالار لشکر کا بنا تا ہون سو یہ خلعت شریف پہنکر کے لباس فاخرہ
زیب تن کر کے یہ پچاس ہزار درہم لے اور کربلا جا کر امام حسینؑ کو شربت شہادت پلا کر اور لاش
اُنکی خاک و خون میں ملا عمر بن سعد نے کہا حسین امام حسینؑ کے ساتھ لڑائی کرنیکو جا نہین سکتا ابن

بھول اللہ پر تیغ جنگ اٹھا نہیں سکتا ابن زیاد نے کہا یا تو امام حسین کے ساتھ لڑ نیکو جایا
حکومت ملک رے کی چھوڑ دے اور گھر میں جا کر بیٹھ رہ ابن سعد بدنہاد حکومت رے پر
پھول گیا خدا اور رسول کو بھول گیا اور کہا بیت یان تو آرام سے گذرتی ہے ؛ عاقبت
کی خبر خدا جانے ؛ پس اُسنے حکومت رے اختیار کی اور فوج لیکر امام حسین سے لڑنے کو
چلا اُسکے چھوٹے بیٹے نے کہا ابہات ارے تو کہان جاتا ہے ارے تو حسین بن علی جگر گوشہ
نبی نور دیدہ مرتضی سرور سینہ فاطمہ زہرا پر شمشیر جنگ اُٹھاتا ہے ارے جان بوجھکے دوزخ میں
کیون جاتا ہے ارے باپ تیرا سعد وقاص صحابی کبار تھا جی جان سے اُنکے جد امجد پر فدا
تھا ارے تو نے اونکو خط بھیجکر بلایا ہے اب اُنکے مارنے کو جاتا ہے کچھ خدا سے شرماتا نہین ارے
خدا اور رسول سے تجھے کچھ خوف آتا نہین عمر و سعد نے نہ مانا اور کہا فظلم سزاے قاتل او دوزخ
است و میدانم ؛ کہ آنچنین عمل آرد خدائے را بہ غضب ؛ ولے چہ می نگرم در رے حکومت
آن ؛ ہمی رود زدلم خوف نار ذات لہب ؛ روایت ہے کہ عمر و سعد نے مع پانچہزار سوار اور
پیادہ کے ساتوین محرم الحرام کو منگل کے دن کربلا میں پہونچکر فرات کے کنارے ڈیرہ کیا
اور امام حسین کے لوگون کو پانی لینے سے منع کیا اور پانسو سوار مسلح کا پہرا فرات کے کنارے
کھڑا کر دیا کہ خبردار ایک قطرہ بھی پانی خیمے میں امام حسین کے نہ جانے ہمراہیان امام حسین کی
فرات کے کنارے ہرگز کوئی آنے نہ پائے ڈیرے خیمے امام کے اُس میدان لق و دق میں
ریت پر کھڑے تھے با اینہمہ اشتیاق پانی بند کر دیا راہ شقاوت پر اڑے تھے اُس میدان میں جہانتک
نظر جاتی تھی کسی ایک درخت یا حیوان کی صورت نظر نہ آتی تھی جدھر دیکھیے سنسان سُنائی
کا عالم ہو کا مکان ہاے وہ ریت کی گرمی دوپہر کی دھوپ رات بھر کی اوس ہاے وہ بیکسی و
بے بسی ہاے افسوس ہاے وہ بے سروسامانی ہاے وہ پیاس ہاے وہ تشنہ دہانی ہاے وہ
چہرہ اُداس ہاے وہ گرمی کے دن وہ ننھے ننھے بچے پیاسے کم سن حضرت کے بیٹے بیٹی
سلام پڑ گیا العطش العطش کا غل مچا ریت کی ہواے گرما گرم تیر سی لگنے لگی آتش آہ دوگنی
سلگنے لگی شکم ہاے پیاس کے تنور ہوا ہر ہر استخوان لکڑی کی طرح جلنے لگا فغان و آہ اور نعرہ
جانکاہ کا ساتھ سینے سے دھوان نکلنے لگا اہل خیمہ کو ہاے پیاس کے غش آنے لگے ناگہانی آہ

مزاج کو ستانے لگے دودھ خشک اور آنکھوں سے آنسو کا چلنا موقوف ہوگیا اور حلق سے زبان تک
کانٹے پڑگئے ساتویں محرم سے اہلبیت نے ایک قطرہ پانی نہ پایا الملقال شیر خوار ماؤں کی گودیں
میں ماہی بے آب کی طرح سسکتے تھے ماری ضعف کے پانی کا نام زبان پر نہ لا سکتے تھے بعضے
شدت تشنگی سے بیہوش اور بعضے سکتے عالم میں خاموش ان سب میں حضرت علی اصغر شیر خوار
تھے اور حضرت زین العابدین محض بیکار حس و حرکت سے ناچار تھے شعر در زمین کربلا از بسکہ
قحط آب بود ۔ آب در چشم یتیمان گوہر نایاب بود ۔ شدت تشنگی سے زبان امام تشنہ کام ساقی
کوثر مالک بحر و بر کی سوکھ کر کانٹا ہوگئی تھی اور اشارے سے گفتگو فرماتے تھے شعر پژمردہ
غنچہ لب میگوئش از عطش ۔ در خموشش آب خوردہ خس و خار کربلا ۔ اور سارے اہلبیت تیمم سے
نماز ادا کرتے تھے شکر کیا کرتے تھے آہ ساقی کوثر کے نواسے قطرۂ آب کو ترستے تھے اور اشقیا
کی امت صراحیوں میں پانی لیے اہل خیمہ کو دکھاتے اور ہنستے تھے اسوقت دوپہر کے تڑاقی کی
گرمی اور ریت کی ہوا جھکا جھور کے سبب سے اہلبیت پہ پیاس کا زور ہوا خیمے میں العطش العطش
کا شور ہوا آپ یہ آواز سنکر خیمے میں آئے اور بچوں کو گلے سے لگایا اور زار زار ہو کر فرمایا شعر
میری قسمت میں غم اتنا تھا ۔ دل بھی یارب کئی دیے ہوتے ۔ صاحبزادوں نے اشارے
سے کہا بابا جان ذرا کہیں سے پانی لائیے اور دو ایک قطرے ہماری حلق تشنہ میں ٹپکائیے آپ
نے کلیجے کو تھام کر فرمایا آہ کیا کریں شیطانوں کے پھندے میں گرفتار ہیں موت بھی نہیں آتی
جینے سے بیزار ہیں اے افسوس اشقیا سامنے کھڑے کھڑے گھڑی گھڑی پانی پیتے ہیں اور ہم ساقی
کوثر کے نواسے ہو قطرۂ آب کو ترستے ہیں اور آہ سرد کے ساتھ ہوائے گرم پیکر جینے میں نظم
آہ سی چھوٹوں مجھے راحت ہو جائے ۔ دم نکلجائے کہیں جلد فراغت ہو جائے ۔ جو میسر
نہ ہو لے میں شہادت ہو جائے ۔ فخر کونین ہو عاشق کی سعادت ہو جاتے روایت ہے
کہ جب امام عالی مقام نے دیکھا کہ اعدا اب ضرور لڑینگے اور اب لڑائی سے چارہ نہیں تب آپ نے
خیمہ گاہ کے گرد اگرد کھائیں کھدوائی اور اسکا صرف ایک دروازہ رکھا کہ اسی سے نکل کر لڑیں اور اس
کھائیں میں آگ جلادی تاکوئی شقی وہاں تک نہ جا سکے خیمے کی جانب نظر اٹھا نہ سکے ربا عی
زین باز خامہ را ہوس گفتگو نماند ۔ دل چاک چاک گشت کہ جائے رفو نماند ۔ لب تشنہ رفت

ساقی کوثر ازین جہان ۔ اے آب خاک شو کہ ترا آبرو نماند ۔ روایت ہے کہ جب لشکر عمر و سعد نے امام حسینؑ کے خیمے مین پانی پہنچانے دیا تو امام حسینؑ نے ابن سعد بدنہاد کو لکھ بھیجا کہ تین کام مین ایک کام کر یا مجھے چھوڑ دے کہ وطن کو چلا جاؤن یا کسی اور شہر مین جانے دے یا یزید کے پاس مجھے بھیج دے وہ جو چاہیگا کریگا یا تو چھوڑ دیگا یا کر دونون پر خنجر دھر لیگا ابن سعد بدنہاد نے یہ حال ابن زیاد کو لکھ بھیجا اُس بدذات نے عمر سعد کو دھمکا کر لکھا کہ اگر امام حسینؑ بیعت یزید کی کرین تو خیر نہین تو بید رنگ آنکھ مارے گردن سے سر اُتار لے کہ مین نے تجھے لڑنیکو بھیجا ہے نہ صلح کرنیکو اور جو تو نے اُنمین سستی کی تو اپنی جگہ دوسرے کو پہونچا ہی جان عمر و سعد نے اُس نامہ کو دیکھتے ہی اپنے لشکر کو طیار کیا اور امام حسینؑ سے کہلا بھیجا کہ مین نے ہر چند چاہا کہ آپ بیعت یزید کی کرلین اور مین آپ کے خون مین مبتلا نہون پر آپ نے نہ مانا اب بھی یا تو یزید کی مُرید ہو جائیے یا سامان جنگ درست فرمائیے آپ نے اُس روز ٹالا اور دوسرے روز پر حوالہ فرمایا اور یہ سب باتین ظاہر مین آپ اتمام حجت کے لیے فرماتے تھے مگر باطن مین شوق شہادت و استقبال حال تھا نہ جان جانے کی پروا نہ سر کٹنے کا خیال تھا جون جون روز عاشورہ قریب آتا تھا تشنۂ شہادت چڑھا جاتا تھا شوق ذوق شربت شہادت کا بڑھا جاتا تھا شعر رسول پاک پہ بھیج ای خدا درود و سلام ۔ علیؑ و فاطمہؑ حسنؑ و حسینؑ پر بھی مُدام ۔ روایت ہے کہ امام تشنہ کام کا خیمہ دھوپ مین ریت پر ایستادہ اور اعداء ہر طرف سے قتل کرنے پر آمادہ نہ کوئی مونس نہ غمخوار نہ یار نہ مددگار دھوپ مین ریت پر بیٹھے ہوئے آپ تلاوت قرآن مجید فرماتے تھے اور چشم مبارک سے بے اختیار آنسو بہے جاتے تھے ایک مسافر نے آپکو دیکھکر حال پوچھا آپ نے فرمایا مین مسافر غریب الوطن مبتلاے رنج و محن ہون رو رو کے دن بسر کرتا ہون آہ کے ساتھ رات کو تارے گن گن کے سحر کرتا ہون کوفیون نے خط لکھکر باصرار تمام مجھے بلایا یہان بلاکر ہر طرح کا ستم پہونچایا ہر طرف سے باران ظلم و ستم برسایا کیسے قطرۂ آب کو ترسایا حیران ہون کیا کرون موت آتی نہین کیونکہ مرون تو نظم کشتی خورد طوفان کربلا ۔ در خاک و خون فتادہ بمیدان کربلا ۔ از آب ہم مضایقہ کردند کوفیان خون و اشتند حرمت مہمان کربلا ۔ بودند دیو و دد ہمہ سیراب وی یکید ۔ خاتم ز قحط آب سلیمان کربلا ۔ روایت ہے کہ سانوین تاریخ محرم سے کوفیون نے آپکا پانی بند کیا جب پیاس

کسی کو تاب نہ ہی اور اہلبیت بات کرنے سے معذور ہوئے تو امام حسین نے حضرت عباس
علمدار کو کئی آدمیوں کے ساتھ پانی لانے کو بھیجا لشکر عمر و سعد نے پانی نہ لینے دیا اور حضرت
عباس علمدار کو زخمی اور ساتھ والوں کو شہید کیا حضرت عباس علمدار لہولہان حضور میں آئے
اور فرمایا ہم سب تشنہ کاموں کو سوای آب شمشیر آبدار کے پانی میسر نہ ہوگا پھر تو ہمارے پاس
کے نوبت جان کی آئی اہل خیمہ نے صدائے غش العطش عرش تک پہونچائی تب آپ نے
گھوڑا کر ایک جگہ کنواں کھودا یا آپ کی کرامت سے تھوڑی دور پر چشمہ ابل آیا سب اہل خیمہ نے
مع شتران سواری کے پانی آسودہ ہوکر پیا اور مشکوں میں بھر لیا پھر ہر چند اس چشمے کو کھودتے
جاتے تھے کچھ نشان نہ پایا پانی کا پاتے تھے یہانتک کہ ستر ہاتھ تک کھودا یا مگر پایا پانی کا
نہ پایا شعر رسول پاک پر بھیج اے خدا درود و سلام ہو علی و فاطمہ حسن حسین پر بھی مدام ہو
واقعیت ہے کہ جب ہمارے پاس کے اطفال صغار و کبار سے اہلبیت اطہار
اور جانوران سواری کے بیتاب ہونے لگے دور دور پر کی سمت وہ ہوائے گرم کی
لپک سے سینے کباب ہونے لگے آفتاب کی وضع نیچے سے ریت کی گرمی تلوے تلوے لرزنے
مثل ماہی بے آب کے بالو پر تڑپنے لگے ہمارے پاس کے ملکی بند ہوگئی عالم بدحواسی میں
سر کو کھسنے لگے تب یزید ہمدانی نے خدمت میں امام مظلوم کے عرض کی کہ حکم ہو تو عمر
و سعد کے پاس جاؤں اور کچھ پانی مانگ لاؤں فرمایا تمکو اختیار ہے یزید ہمدانی عمر و سعد
کے پاس جاکر بیٹھ گئے اور اسے سلام نہ کیا اور کچھ کلام نہ کیا عمر و سعد یزید ہمدانی سے غصے ہوکر
کہا اے برادر ہمدانی تجھے سلام کیوں نہ کیا کیا میں مسلمان نہیں ہوں صاحب ایمان نہیں
ہوں خدا اور رسول کو نہیں پہچانتا ہوں شریعت اسلام نہیں جانتا ہوں ہمدانی نے کہا افسوس
تمہاری مسلمانی پر دعوی مسلمانی کرتے ہو اور فکر قتل میں ابن رسول اور اولاد بتول کے مرتے ہو
مسلمان وہ ہے جسکے ہاتھ اور زبان سے مسلمان لوگ نجات پائیں کسی طرح کی اذیت نہ اٹھائیں
اگر دشمنی ہی تھی تو علی کے ساتھ لڑنے کو چڑھ آئے ہو لشکر کثیر ساتھ لائے ہو پانی
اہلبیت پر بند کیا ہے خدا اور رسول کو ناراض اور یزید کو خرسند ہی ساتی کوثر کے نواسے
پہ اتنا باران ستم کیوں ہے ستاتے ہو خدا اور رسول کی راہ میں تھوڑا پانی دو اسقدر ہمکو

ترسانے ہوا رہے چرند پرند سوکھتے دریاے فرات سے آب سرد پیتے ہین اور حسینؑ بن علیؑ
اور انکی عورتین اور بھائی لڑکے رات بھر اُس مین دن بھر دھوپ مین بالو پر پڑی ہوا سے گرم
پی پی کر جیتے ہین تو یہ سب ستم رسانی کرتا ہے پھر بھی دعوے مسلمانی کرتا ہے عمر و سعد نے کچھ
جواب نہ دیا اور شرم سے سر جھکا لیا پھر سر اُٹھا کر کہا اے ہمدانی سب باتین تیری راست
ہین صحیح ہے کہ وہ کاست ہین بیشک امام حسینؑ سے جو آدمی لڑیگا غضب الٰہی اُسپر پڑیگا لامحالہ
وہ دوزخ مین جائیگا دونون جہان مین عذاب الیم پائیگا پر کیا کروں تلک رے کو ترک نہین
سکتا تیغ جنگ اُٹھا چکا اب دھر نہین سکتا ہمدانی نے غصہ ہو کر جیتے سے ہاتھ دھو کر کہا نظم
گیرم کہ روزگار ترا میسرے کند ۔ آخر نہ مرگ نامۂ عمر تو طے کند ۔ گیرم کہ بگذری تو ز فاروق بیگنج
و مال ۔ با دے وفا نکرد جہان با تو کے کند ۔ ہر کو گزید دشمنی آل مصطفےٰ لہ اور کب سعادت
خود بازپے کند ۔ پھر ہمدانی عمر و سعد کے پاس سے چلے آئے اور امام عالی مقام کو سب
حال آکر سنائے روایت ہے کہ اسکے بعد خود امام نے واسطے اتمام حجت کے عمر و سعد کو کہلا
بھیجا کہ مین تجھ سے ملاقات کیا چاہتا ہون کچھ بات کیا چاہتا ہون عمر و سعد یہ بات سُنکر مع چند
خواص کے اپنے خیمے سے باہر آیا آپ نے بھی مع اپنے برادر عباس علمدار اور اپنے بیٹے
حضرت علی اکبر کے خیمے سے قدم بڑھایا اور عمر و سعد اور لشکریان یزید سے خطاب کر کے فرمایا کہ
لوگو دیکھو ہم کون ہین نام میرا جانتے ہو حسب و نسب میرا پہچانتے ہو اپنے اپنے دلون مین سوچ
کر کے کہو کہ تمکو میرا گلا کاٹنا روا ہو تمہارے حق مین حرمت اہلبیت نبوت کی درست ہے بجا ہے کیا
ہم پسر زہرا سے بتول نہین کیا ہم سبط رسول مقبول نہین کیا ہم فرزند علی نہین ہین کیا ہم
تمکو دوش نبی نہین ہین کیا سن میرے بھائی نہین کیون جی میری شان مین کوئی آیت
کوئی حدیث آئی نہین کیون جی حمزہ سید الشہدا میرے عم مغفور نہین کیا بھائی میرے
عباس علمدار نہین ارے لوگو کیا نانا نے میرے اور میرے بھائی کے حق مین
الحسن والحسین سیدا شباب اھل الجنۃ
فرمایا نہین ہے کیا نانا جان نے اپنے کاندھے پر مجھے چڑھایا نہین ہے خدا اور رسول
کے پاس جاؤگے تو کہو کیا منھ دکھاؤگے ہوش سنبھالو پنبۂ غفلت گوش سے نکالو دنیای

چند روزہ پر کیا پھولتے ہو توبہ کرو آخرت کو کیوں بھولتے ہم عمر و سعد اور لشکریوں نے یہ باتیں سنکر
سر جھکا لیے اور امام عالی مقام کو کچھ جواب نہ دیے آپ انتظام حجت کر کے اپنے خیمے کی طرف
متوجہ ہوئے اور عمر و سعد سے فرمایا کہ انشاء اللہ میرے بعد عنقریب ہے تو میرے قتل کا
مزہ پائیگا تھوڑے ہی دن میں تو بھی مارا جائیگا چنانچہ بعد واقعہ کربلا کے تھوڑے ہی
دن میں مختار نے عمر و سعد کا سر اتارا سارے لشکریوں کو اسکے مارا شعر حسینؑ جان گرامی
فدائے امت کردہ روایت امت اگر جان کند فدائے حسینؑ ۔ روایت ہے کہ جب
امام حسینؑ پر یہ سب سختیاں گذریں تو آپ کو وہ نصیحت اپنے بھائی امام حسنؑ کی یاد آگئی
سینے اور دلمیں تیری کرکئی کہ وقت انتقال انھوں نے فرمایا تھا کہ اے بھائی حسینؑ
ہرگز ہرگز کوفیوں کا فریب نہ کھانا بلا میں تو زنہار کوفے کو نجانا میری بات یاد کیجیو اسکے
اقوال پہ اعتماد کیجیو اس نصیحت کو یاد کر کے روتے تھے بیقرار ہوتے تھے ربا عے
اے تشنہ کربلا شہید اکبر ۔ سیراب گذرے تو آب خنجر ۔ آب نیا فتی زدست امت ۔ امت تر تو
آب خواہ روز محشر ۔ روایت ہے کہ نویں تاریخ محرم کی پنجشنبہ کے دن ابن زیاد نے
عمر و سعد کو بہ تاکید تمام خط لکھا کہ آج ہی لڑائی شروع ہو جاوے خبردار امام حسینؑ کے
ساتھ رعایت نہونے پاوے یہ خط پڑھکر اگرچہ بے وقت ہو گیا تھا کہ عمر و سعد لڑائی کو تیار
ہو گیا لشکر کو آراستہ کیا مستعد کارزار ہو گیا جنگ کا نقارہ بجایا آپ نے حضرت عباسؑ
علمدار کو بیس سوار کے ساتھ روانہ فرمایا کہ دریافت کرو کہ لشکری گروہ خیمے کے اسوقت
کیوں آئے ہیں بیوقت نقارے حرب کے کیوں بجائے ہیں آج اگر لڑو گے ہزار سر
پٹکو گے لاکھ ٹھوکریں کھاؤ گے مگر ہرگز ہرگز میرا سر نہ پاؤ گے کل عاشورے کے دن میرے
مردان اہلبیت کو مار لینا دو پہر ڈھلے میرا سر بھی اوتار لینا تین دن کی قطرۂ آب کو ترسا کے باران
ستم برسا برسا کے مارا ہے کل سب کو شربت شہادت پلا دینا لاشوں کو خاک و خون میں ملا دینا
آج میری شہادت کی رات ہے طاعت اور عبادت خدا کی رات ہے اب چھ سات پہر تو جینا ہے
آج ہی بھر عبادت تو کر لیں آخر کل شربت شہادت تو پینا ہے عمر و سعد نے کہا اچھا آج موقوف ہے
کل صبح سے لڑائی ہوگی طرفین سے نبرد آزمائی ہوگی شعر رسول پاک پہ بھیج اسے خدا درود و سلام

علیؑ و فاطمہؑ حسنؑ و حسینؑ پر بھی بدامنی روایت ہو کر اسکے بعد امام عالی مقام خیمے مین آئے اور سارے اہلبیت کرمہ اور حرم محترم کو صبر و شکر کی نصیحت فرمائی بیبیان رونے لگین فرقت ستمہار مین بیقرار ہونے لگین آپ نے رونے سے منع فرمایا اور نظر آسمان کی جانب اٹھا کر فرمایا خداوندا تو خوب جانتا ہے کہ کوفیون نے بیعت کر کے کیسی بیوفائی کی یہان بلا کر جو فروشی گندم نمائی کی اے خداوندا تو انصاف کیجیو میری دادرسی کیجیو پھر آپ نے سارے اعزہ اور اقربان اور مریدان اور غلامان کو بلا کر فرمایا کہ یارو تم لوگ حق خدمت گذاری اور تابعداری کا ہمارے ساتھ اچھی طرح سے بجا لائے اور ہر طرح ہمکو تم لوگون نے آرام پہونچاتے مین تم سے بہر صورت راضی ہین اور خدا میرا تم سے راضی اور نانا جان میرے تم سے رضامند اور بابا جان ہمارے تم سے خرسند ہین مین ظالمون کے پنجے مین گرفتار ہون کربلا مین میری شہادت لکھی ہے مین یہان سے ٹل نہین سکتا ناچار ہون اسلیے تم سب کو بخوشی خاطر رخصت کرتا ہون اور اجازت دیتا ہون کہ اللہ تم سب کے سب بے تکلف یہان چلے جاؤ تا حق میرے پیچھے اپنی اپنی جان نہ کھوؤ حضار نے یہ کلام سنکر آتش غم سے جل بھنکر زار زار رو کر چیخنے سے ہاتھ دھر کر عرض کی کہ اگر ہم آپ کو دشمنون کے ہاتھ مین تنہا بیکس چھوڑ جائینگے تو خدا اور رسول کو کیا منھ دکھائینگے ہم لوگ بھی اپنے جی جان آپ پر قربان کرینگے پہلے آپ کے کفار سے لڑ مرینگے شعر گردست دہد ہزار جانم بہ پای مبارکت فشانم پھر آپ نے فرزندان حضرت مسلم کو فرمایا کہ اب تم ہی لوگ بھائی مسلم کی نشانی ہو ثمرۂ زندگانی ہو سو اپنی مان اور بہنون کو لیکر یہان سے کہین چلے جاؤ میرے ساتھ اپنا گلا نہ کٹاؤ انھون نے کہا شعر تا سر ز گریبان اجل ورنہ زنیم ہ دست ز دامان تو کوتہ نکنیم ہ روایت ہے کہ آپ نے خیمے کے چارون طرف ایک کھائی کھدوائی تھی فقط ایک راہ آنے جانے کو رکھی تھی اور اس کھائی مین آگ بھروائی تھی تا اسطرف اشقیا نہ آئین اور اطفال وغیرہ کو ایذا نہ پہونچائین مالک بن عروہ لشکر عمر سعد سے گھوڑا دوڑاتا ہوا آیا اور کہا یا امام حسینؑ دوزخ سے پہلے دنیا ہی کے اندر آگ مین آپ جلنے لگے مسلم بن عوسجہ نے چاہا کہ اسکی گردن اوتار لین پھر آپ نے منع کیا کہ تم لڑائی مین پیش دستی مت کرو پس آپ نے فرمایا کہ خداوندا دیکھ یہ کیا کہتا ہے فوراً فغان اسکے گھوڑے ایک بل مین آتار ہا

بیان زیارت امام حسینؑ

وہ لعین پشت زین سے جھکا اسی کھائی مین جا مارا ہا وہ دونون لشکر کے کھائی مین جل گیا کراست
امام حسین علی کی ظاہر ہوئی ارمان دل نکل گیا روایت ہے کہ اسکے بعد آپ نے فرمایا کہ خداوندا یہ
اشقیا ناحق آل رسول کو ستاتے ہین باوجود ملاحظہ ان کرامتون کے ایذا رسانی سے باز
نہین آتے ہین یہ سنکر ابن اشعث ملعون نے کہا آپ کو پیغمبر خدا سے کیا قرابت ہے جو اتنا لاف مارتے
ہین ہر دم خدا و رسول کو پکارتے ہین آپ نے فرمایا خداوندا دیکھ یہ کیا کہتا ہے ابھی اسکو
گھوڑے سے اتار اور ذات کی مار مار فوراً اس مردک کے شکم نے ماری درد کے پیچ و تاب
کھایا گھوڑے سے قضائے حاجت کے لیے اترا یا قضائے حاجت کے وقت ایک سیاہ بچھو نے
اس مردک کے پائخانہ کے مقام مین ایسا نیش لگایا کہ ملعون ناپاک اسی جگہ بول و براز مین
اسی طرح تنکا اوٹنے لگا اور بآواز بلند چلایا آخر اسی جگہ کہ موت مین لوٹتے لوٹتے مرگیا واصل
جہنم ہوا دنیا سے سفر کر گیا روایت ہے کہ اسکے بعد جعدہ مزنی ملعون نے آپ کے پاس آکر کہا
کہ اے امام حسین دیکھیے یہ آب فرات کہ مثل دریا کے موج مار رہا ہے واللہ کہ ہم آپ سے
تمکو ایک قطرہ نہ پلائینگے جبتک مارے پیاس کے ہم تمکو خاک و خون مین نہ ملائینگے آپ یہ
کلام گستاخانہ سنے ادبانہ سنکر آنسو بھر لائے اور فرمایا خداوندا ابھی اسے پیاسا مار نی الحال
بلا سبب گھوڑا اسکا ٹھوکر کھا اور اس ملعون کو زمین پر گرایا وہ اٹھکر گھوڑے کے پیچھے سے
دوڑا پھر تو ایسی پیاس اسپر غالب ہوئی کہ العطش العطش کہتے کہتے طبیعت اسکی کو زہ آب
کی طالب ہوئی ہر چند لوگ اسے پانی پلاتے تھے مگر ایک قطرہ بھی پانی اسکے حلق سے نیچے
نہ جاتا تھا آخر العطش العطش کہتے کہتے مرگیا لشکریان یزید باوجود ملاحظہ ان سب کرامتون
کے ایذا رسانی سے باز نہ آتے تھے مرد م ہر لحظہ انواع و اقسام کے ستم پہونچاتے تھے

اب عاشور کی شب کا حال ناصر کچھ سنتا ہے | اشتمال مرغ بسمل سب محبون کو لوٹتا ہے

جب روز تاسوعا بہ پنجشنبہ کا گذرا اور شب عاشورا قتل کی رات کالی بلا آئی ماہ مدنی پر ہر طرف
سے گھنگھور گھٹا غم کی گھر آئی دونون جہان مین تاریکی چھائی آفتاب رواے ماتمی پہنکر
غروب خانہ مغرب مین سر بزانو مطیارات نے لباس ماتمی پہنا ستارہ خیال سحر سے بید کیطرح

کرامت ابن اشعث

حال شب عاشورہ

لرزان ماہتاب حلقہ غم مین سر بزانو اشک ریزان سارے انبیا جناب باری مین دست بدعا
کہ آج کی رات آفتاب نہ نکلنے پائے سارے فرشتے نہ دل سے داعی کہ یا الٰہی سحر کی نوبت نہ آوے
دیدۂ رضوان دیدۂ یتیم غم دیدہ کی طرح نمناک حور و غلمان آپسمین غمناک شفق گلگون کفن
پہنے ہوئے آسمان پر پھولی طبیعت حاملان عرش کی حالت تحیر مین یاد الٰہی کو بھولی جانوران
دریائی اور حیوانات صحرائی اس غم سے بے خور و خواب و خوش و طیور اپنے اپنے آشیانون
مین بیتاب بچے آہوان دشتی کے نہایت برخاستہ خاطر اداس مان سے الگ پڑے تقاضاے
دودھ نہ خواہش پیاس شمع کا سوز غم سے جھلملا کے جلنا نسیم سحری کا ٹھنڈی ٹھنڈی سانس
بھر بھر کے چلنا میدان کربلا مین سناٹے کا عالم ہو کا مکان بڑی بوٹی دیدہ حسرت سے خونبار
کوہ و دریا سب سنسان اس رات بھر آہ کے نعرے فرش سے عرش تک جاتے تھے
سوز غم کے شرارے عرش سے عرصۂ خاک پہ آتے تھے بیت اشک چشم تابہاہی رفت و آہم تابماہ
ماہ و ماہی را بر اشک و آہ می گیرم گواہ نہ رسول پروردگار مع اصحاب کبار و گروہ انبیا و
عاقبت خواہ شہید کربلا شیر خدا صنوف اولیا نہایت تضرع سے دست بدعا خاتون جنت
مع حوران جنت کے انکبار ازواج طاہرات اپنی اپنی جان نثار کرنے پر طیار و ان کا تو یہ حال تھا
اور یہان کربلا مین سارے اہلبیت اطہار گرفتار بچہ کو فیان خونخوار تین روز کے بھوکے پیاسے
اس رات شام ہی سے سجادۂ عبادت پر مشغول بیاد پروردگار رہی نشۂ جام شہادت کا جو چڑھا تھا
جان دینے پر طیار رہے شوق آب وصال مین جان جاتی تھی تشنگی شربت شہادت کی ایسی تھی
کہ وہ رات پہاڑ نظر آتی تھی خصوصاً خامس آل عبا سید الشہدا امام کربلا یعنے سلطان دارین حضرت
امام حسین یاد الٰہی مین سہو و محو نہ اپنی گردن کی خبر نہ خنجر قاتل کا خیال رات بھر بھوکے پیاسے
اوس مین ریت پر مصلا بچھائے مشاہدۂ جمال ازلی مین مستغرب الحال اسی عالم استغراق
مین کیا دیکھتے ہین کہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم مع گروہ ملائکہ میدان کربلا
مین تشریف لائے اور امام تشنہ کام کو رو کر اپنے سینے سے لگا کر فرمایا کہ اے فرزند ارجمند
دشمنان دین تیرے قتل پر طیار ہین اور پھر بھی میری شفاعت کے امیدوار ہین سو یہ لوگ
قیامت کے دن میری شفاعت سے محروم رہینگے دوزخ مین جائینگے ہمیشہ مغموم رہینگے

سوائے فرزند صبر کیجیو زمام صبر و شکیبائی کو ہاتھ سے نہ دیجیو بیشتر امتحان گلے پر لے لیجیو مگر خبردار اُف نہ کیجیو اب قریب ہے کہ تم درجہ شہادت کا پاؤ گے فقط دو تین پہر میں تین دن کے بھوکے پیاسے میرے پاس آؤ گے بہشت میں تمہارے لیے آرائشگی ہو رہی ہے حور و قصور جان نثاری کو طیار ہیں اور ماں باپ تمہارے انتظار میں کھڑے ہیں دیکھنے کو بیقرار ہیں یہ فرما کر امام تشنہ کام کے سینے پر آپ نے ہاتھ پھیر کر فرمایا خداوندا اس حسین کو اس وقت صبر دیجیو اور شہادت کا اسے اجر دیجیو پروردگارا اور سارے ارواح طیبات کا تو یہ حال تھا اب اہلبیت اطہار گرفتاران پنجہ کفار کو کیا لکھیے کہ کسقدر ملال تھا خصوصاً بانوے مغموم اور حضرت زینب و کلثوم پر غم میں جو حالت طاری تھی اگر حیز تحریر میں آئے تو اللہ جگر سامعین شق ہو جائے شعر پانی پیو تو یاد کر دیا میں امام کی پیاسا سویہ ہے سبیل تشنہ کام کی ۔ روایت ہے حضرت امام سلمہ فرماتے ہیں کہ شب شہادت کو میں نے ایک آواز غیب سے سنی کہ کوئی کہتا تھا اشعار اَیُّهَا الْقَاتِلُوْنَ جَهْلًا حُسَيْنًا اَبْشِرُوْا بِالْعَذَابِ وَالتَّذْلِيْلِ قَدْ لُعِنْتُمْ عَلٰى لِسَانِ دَاوٗدَ وَمُوْسٰى حَامِلِ الْاِنْجِيْلِ روایت ہے کہ جب وہ رات خدا خدا کر کے کسی طرح کٹی تو کاکا صبح اجل کا نمود ہوا یعنے بھور ہوا تو ہر طرف سے الفراق الوداع کا شور ہوا پھر اسوقت غیب سے آواز آئی یَا خَيْلَ اللّٰهِ ارْكَبِيْ اے لشکریان اللہ کے مصلے چھوڑ دو رود و ظائف سے منھ موڑ بسم اللہ کر کے مستعد کارزار ہو جاؤ راہ مولا میں گلا کٹانا لڑائی کو طیار ہو جاؤ رخت کا نقارہ بجاؤ کھڑے بہشت میں لہولہان چلے آؤ حضرت ام کلثوم یہ آواز سنکر حالت جوش خروش میں امام تشنہ کام کے پاس آئیں اور فرمایا کہ بھائی آپ نے آواز غیبی سنی فرمایا ہاں میں نے سنی اس سے بھی عجیب تر یہ ہوا کہ استغراق اور شکر خوابی میں میں نے دیکھا کہ کفار نے ہم پر حملہ کیا اور ایک کتا لعین جو سفید داغ رکھتا تھا یعنی جبک پھوٹ کے اس سے نکلا تھا وہ زیادہ تر ہم سے بڑھا پس معلوم ہوا کہ قاتل میرا سفید داغ رکھتا ہوگا اسی درمیان میں نانا جان تشریف لائے اور فرمایا اے حسین اے نور عین اے شہید مظلوم اسوقت ہم اور ساری انبیاء و ملائکہ استقبال تمہاری روح کے آئے اور ساتھ درجہ بلند کے خدا کی طرف سے تمہارے پاس بشارت لائے ہیں سو اے بیٹا اب جلد لشکر طیار کر دو میں ضربت کے بھوکے پیاسے خدا کی راہ میں گلا کٹا کے آج کی رات میرے ساتھ آ کے افطار کرو اور ایک دفعہ

نانا جان کے ساتھ ہیں نہ دیکھا آپ نے فرمایا کہ اے نور عین بیٹا حسینؑ تم اسے پہچانتے ہو میں نے عرض کی نہیں فرمایا یہ فرشتہ آسمان ہے ایک سبز شیشہ اپنے ساتھ لایا ہے تاکہ خون تمہارا اس شیشے میں اٹھائے اور حضرت الٰہی کے حضور میں لیجاوے حضرت ام کلثوم رونے لگیں آپ نے فرمایا بہن مت رو تو سارے اہلبیت کو بلا تو کہ وقت الوداع کا آیا غسل الوداع اہ دوستان ایتام سفر خواہیم کرد ✦ مسکن اصلی خود جائی دگر خواہیم کرد ✦ ہر کرا عزم تماشائے ریاض قدس ہست ✦ گو میاشو کہ ما زینجا سفر خواہیم کرد ✦ پھر سارے اہلبیت روتے ہوئے خدمت میں حاضر آئے آپ نے سبکو گلے سے لگا کر بوسہ دیا رو رو کر بہت تسکین دی اور پیار کیا اور شہر بانو سے فرمایا کہ ان سب یتیموں کی اچھی طرح ناز برداری کیجیو جہاں تک ہو سکے غمخواری کیجیو حضرت ام کلثوم نے فرمایا کہ جب نانا جان محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قضا فرمائی تو آغوش نازنین مادر مہربان کے ہم نے پرورش پائی جب میری اماں جان نے انتقال فرمایا بابا جان نے آغوش نازنین میں لیا جب بابا بھی دنیا سے سدھارے بھائی حسنؑ مجتبےٰ کمال شفقت سے پیش آئے جب انھوں نے بھی کوچ فرمایا آپکا سایہ عنایت ہمالوگوں کے سروں پر آیا ہملوگ آپ کو دیکھ دیکھ کے صبر کرتے تھے جب آپ کا بھی سایہ شفقت ہمارے سر سے اٹھ جائیگا تو اب کون ہم سے الفت و محبت کے ساتھ پیش آئیگا اسی بات چیت میں تھے کہ ناگاہ بھور ہوا موذن نے اذان دی اطراف عالم میں الوداع کا شور ہوا صبح آئی کہ قیامت آئی تیمم کر کے امام تشنہ کام نے نماز آخری فجر کی جماعت کثیر سے ادا فرمائی ہنوز دعا سے فراغت نہ پائی تھی کہ لشکر اعدا میں طبل جنگی بجنے لگے پھر جان نثاران امام حسین سلاح جنگ کو اپنے تن پر سجنے لگے ادھر کلمہ لا الٰہ الا اللہ کہیں خشک اور تشنہ پر جاری ادھر اشقیا آمادہ تمکاری اور تلواروں پر آبداری ادھر شوق شہادت سے بیقراری ادھر سر تن نازک سے جدا کرنے کی تیاری ادھر شوق شہادت میں ہمیں ادھر فکر قتل و تخت و تاراج حسینؑ ادھر ہر آن حصول رتبۂ شہادت کی آرزو ادھر ہر دم قتل امام حسینؑ کی گفتگو فظم تشنہ لب بیکس و مظلوم سامنے ہے ✦ بوند پانی کی نہ پائی دم آخر ہے ✦ تابع مرضی حق صابر و شاکر ہے ✦ روضۂ احمد مرسل کا مجاور ہے ✦ چرخ ہلتا تھا زمین خون سے تھراتی تھی ✦ نعرۂ آہ حسینا کی صدا آتی تھی ✦ روایت ہے کہ جب دسویں تاریخ محرم روز جمعہ سن اکسٹھ ہجری کی صبح عاشورہ قیامت نما آئی پہلے عمر و سعد بد نہاد نے مسلح ہو کر

شمشیر کینہ اُٹھائی نقارہ جنگ کا بجنے لگا ہر شقی واسطے قتل بنی زادہ کے ہتھیار اپنے بدن پہ سجنے لگا
غرض جیسے عمر و سعد کے میدان کارزار مین آکر جمع گئے اور کفار نابکار دغاشعار حضرت کے مقابلے مین
آکر تھم گئے ویسے پلٹنین پہین تھین اور دس بیس بیچ مین عمر و سعد سیاہ رو آگے تو پنجانہ پشت پر سوار
پھر تو پلٹنون کے نشان گر گئے کفار قتل سبط نبی جگر گوشۂ علی پر اڑ گئے اسوقت کیا کہیے عرش سے
فرش تک ہر جن و بشر اور حجر و شجر مین کھلبلی تھی حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو مع تمامی فوج انبیا
اور ملائکہ کے نہایت بیکلی تھی ادھر آپ نے بھی اپنے لشکر کی طیاری فرمائی جان نثاران حسینی
نے بھی انا للہ کہکے تلوار اُٹھائی بہادران امام حسینؑ جو تشنہ بادۂ شہادت سے چور اور متوالے
اور گلوے تشنہ مین شمشیر آبدار ڈالے شوق وصال مین تڑپ رہے تھے فوراً گلا کاٹنے کو طیار ہوئے
ہر طرح سے مسلح ہوکر مستعد کارزار ہو گئے جب دونون صفین مقابلے مین آکر جمع گھتین بفاصلہ ایک
تیر کے تھم گھتین تب امام مکرم جیسے مین آئے اور عمامۂ رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا سر پہ
دھرکے جبۂ محمدی زیب تن مبارک کرکے پٹکہ امام حسنؑ مجتبیٰ کمر سے باندھا اور ذوالفقار حیدری
گلے مین حمائل فرمائی پھر اہلبیت سے رخصت ہوکر آنسوؤن سے مُنھ دھوکر اُس گھوڑی پر جو خاص
سواری کا حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے تھا سوار ہوئے اور نشان حسینی حضرت عباس علمدار
کے ہاتھ مین دیا اور خود راہ حق مین اعدا سے لڑنیکو تیار ہوئے شجاعان بنی ہاشم اور اصحاب
اور موالی آپ کے کمال شجاعت سے ہمرکاب ہوکر جان نثاری کو مستعد کارزار ہوئے اور سر
گروہ اُس گروہ پرشکوہ کے حضرت عباس علمدار ہوئے روایت ہے کہ اسکے بعد امام عالیمقام
اتمام حجت کے واسطے ایسی طرح گھوڑے پر سوار لشکر عمر و سعد کے قریب آئے اور فرمایا اے
کوفیو مین تمھین قسم دیتا ہون تم جانتے ہو کہ مین نواسہ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا ہون
اور جگر گوشہ شیر خدا علی مرتضیٰ کا اور لخت جگر حضرت سیدۃ النساء فاطمہ زہرا کا امام حسن مجتبیٰ میرے
بھائی تھے اور جعفر طیار میرے چچا تھے اور حضرت حمزہ سید الشہدا میرے باپ جان کے چچا تھے دیکھو یہ
عمامہ میرے سر پر اور یہ جبہ میرے گلے مین رسول خدا کا ہے اور یہ پٹکہ میری کمر مین حسن مجتبیٰ کا ہے
اور یہ ذوالفقار حیدری خاص بابا جان کے ہاتھ کی ہے اور یہ گھوڑا خاص سواری کا نانا جان
کے ہے اسے کوفیو امتان حضرت عیسیٰ کے اگر ابتک بھی نشان اُنکے گدھے کے سم کا پاتے ہین

تو کمال تعظیم سے وہاں سر جھکاتے ہیں اور یہودی اگر کہیں نشان قدم حضرت موسیٰ کا پتھر پر پاتے ہیں تو بڑے آداب و تعظیم سے پیش آتے ہیں اور تم اپنے نبی کے نواسے کو قطرۂ آب کو ترساتے ہو ادھر تو گیرے راہ حق سے منھ پھیرے تیر ستم برساتے ہو فرات کا پانی ورند چہ پند یہود و نصاریٰ پر حلال ہو اور ساقی کوثر کا لخت جگر قطرۂ آب کو بدحال ہو حوض کوثر پر جو بھوکے پیاسے تم لوگ آؤ گے تو ساقی کوثر کو کیا منھ دکھاؤ گے کہو ہم نے تمہارے لوگوں میں سے کسی کی گردن ماری ہو جو اسکے قصاص میں تمہاری طرف سے ہمارے قتل کی طیاری ہے یا تمہارا کچھ مال ہمنے لیا ہو کہ اسکے مطالبہ کو آئے ہو یا اور کچھ حق تمہارا ہمارے ذمے چاہیے کہ اسکے عوض یہ فساد اٹھائے ہو میں کبھی جھوٹ زبان پر لایا نہیں خلاف وعدگی کی نہیں کسی مسلمان کو ستایا نہیں کوئی فرض و سنت چھوڑا نہیں امر حق سے منھ موڑا نہیں جو اسکی حد ہمپر جاری کرتے ہو اتنا ظلم و ستمگاری کرتے ہو تم خوب جانتے ہو کہ آج روی زمین پر کوئی شخص میرے نسبت عالی کے برابر نہیں شرافت و نجابت میں کوئی ہمسر نہیں دنیا سے منھ پھیرے ہم مدینے میں روضۂ انور پر اپنے جد بزرگوار کے رہتے تھے وہاں تم نے رہنے نہ دیا ناچار وطن چھوڑا مکے میں جا کر قیام کیا وہاں سے خطوط متواتر بھیجکر بلوایا یہاں بلا کر ہزار طرح کا رنج پہونچایا جہانتک ہو سکا خوب مہمانی کی بنی زادہ کی خوب قدردانی کی اگر تمہارے ستم سے ایک آہ کروں تو جگر عالمان عرش پھٹ جاوے ابھی ساری دنیا الٹ جاوے پھر آپ نے ایک ایک سوسارے کوفہ کو جو لشکر یزید میں تھے پکار کر فرمایا کہ اے عمرو سعد اے شمر ذی الجوشن اے شیث ربعی تم نے یہ سب خطوط بھیجکر مجھے بلوایا یہاں بلا کر اچھی طرح دعوت اور خوب ہیت کر کے تین دن بھوکا پیاسا رکھا اور ہر ایک میرا خون پینے کو آیا بالفعل ہر روز واقعہ ای ظالم خدا نا ترس ۔ بیا بہ بین کہ چہا کردۂ بجائے حسینؑ ۔ خداست حاکم و دعوے گرست پیغمبر ۔ چگونہ میدہی انصاف ما جرای حسینؑ ۔ روا بود کہ بخاک و بخون کنی غرقہ ۔ رخ منور گیسوے مشکسای حسینؑ ۔ روایت ہے کہ اسکے بعد عمرو سعد ملعون نے کہا کہ اے کوفیو گواہ رہو کہ پہلے میں ہی لشکر امام حسین پر تیر چلاتا ہوں پس اس نے امام حسینؑ کی جانب تیر چلایا آپ نے ریش مبارک کو ہاتھ میں لیکر فرمایا کہ تین وقت خدا کا غضب سب سے زیادہ بھڑکا پہلے جب یہودیوں نے کہا کہ عزیر خدا کے بیٹے ہیں دوسرے جب نصاریٰ نے کہا کہ عیسیٰ علیہ السلام بیٹے

اللہ کے بین تیسرے اسوقت کہ ہر ایک کرنی ہو فا اسکے بنی آل کے قتل کو آیا اور قطرہ آب کو ترسایا
اسکے بعد سب کے پہلے سلطان دارین حضرت امام حسین نے لشکر اعدا کی طرف گھوڑا چمکایا جانبازان
امام نے دست بستہ ہو کر عرض کی کہ جبتک ہملوگ جیتے ہین ہرگز ہرگز اشقیا کے سامنے آپکو لڑنے
کے لیے جانے نہ دینگے شیر اٹھانے نہ دینگے جب ہم سب لوگ شہید ہو جائینگے تو آپکو اختیار ہے
خود کفار سے لڑینگے واہ شجاعت دینگے شعر رسول پاک پر بھیج اے خدا درود وسلام ہا علی و فاطمہ
حسن و حسین پر بھی مدام ہا روایت ہی کہ لشکر عمر و سعد مین بائیس ہزار سوار و پیادہ صف بہ صف
پرے باندھے استادہ تھے اور ادھر بہتر آدمی انمین بتیس سوار اور چالیس پیادہ تھے اور ہر چند
شجاعان لشکر امام تشنہ کام کے تین دن سے بھوکے پیاسے تھے مگر ہمت اور شجاعت مین میدان
جنگ کے شیر تھے بشوق شربت شہادت جنگ پر کو فیان روباہ صفت کے دلیر تھے جب لڑائی شروع
ہوئی تو لشکر امام سے ایک ایک جوان لشکر اعدا کے مقابل آتا تھا ادھر کے سو سو پچاس پچاس شقی کو
واصل بجہنم کر کے آخر کو خود بھی شہید ہو جاتا تھا ادھر کے ایک دلاور کو ادھر کے سو سو پچاس پچاس شقی
ملکر شربت شہادت پلاتے تھے پھر امام عالی مقام تن تنہا لشکر اعدا مین جاتے تھے اور شہیدون کی نعش کو خود اٹھا کر
لاتے تھے پھر تو شب تلوارین چلنے لگین تیرون سے چنگاریان نکلنے لگین ہر طرف سے
لوہا برسنے لگا لڑتے لڑتے ہر دلاور قطرہ آب کو ترسنے لگا اسقدر اشقیا سے بیدین کشتے ہوئے
کہ خون کی ندیان بہنے لگین اور کفار کے لاشون کے پشتے ہوتے قبض روح کرتے کرتے حضرت
ملک الموت کی جان کی نوبت آئی سوال کرتے کرتے منکر نکیر کی طبیعت گھبرائی اے علی علیین
اسفل سافلین دونون تھرائے رضوان و مالک دونون عاجز آئے ان مردودون نے جب
دیکھا کہ رفقای حسین جی جان سے نثار ہین بہر صورت سر کٹانے پر تیار ہین پس ایک ایک
دلاور پر پچاس پچاس شقی تیرون کا مینھ برسانے لگا گلوے تشنہ پر شمشیر آبدار چلانے لگا یہانتک کہ
لشکر امام سے جو لڑنے کو جاتا تھا پھر زندہ پھر کر نہ آتا تھا حتی کہ فقط پچاس دلاورون نے کئی ہزار کفار
مارے اور آخر خود بھی یکے بعد دیگرے شربت شہادت پیکر خلد برین کو سدھارے روایت ہی کہ جب
ادھر کے پچاس آدمیون سے زیادہ دلاورون نے شہادت پائی تب جناب سید معصوم امام مظلوم نے
باواز بلند فرمائی کہ کوئی فریاد کو ہو پہنچے والا کہ خدا کیواسطے ہماری فریاد رسی کو آوے

ہے کوئی بچانیوالا کہ حرم رسول اللہ کو بچائے افسوس اے لوگو کلمہ نبی کا پڑھے جاتے ہو اور باوجود دعوائے مسلمانی کے واسطے قتل سبط اسی نبی کے بڑھے آتے ہو اور یہ فریاد آپ کی کچھ ہراس اور بے صبری اور عدم استقلالی سے نہ تھی بلکہ واسطے اتمام حجت کے تھی اور اسواسطے کہ دیکھیں اسلام کے دعوی کرنیوالوں میں سے اسوقت کون شریک ہوجاتا ہے اور بارگاہ خداوندی سے آج کون ہدایت پاتا ہے نظم ترسم کہ در شفاعت امت بروز حشر ۔ خاموش ازین گناہ لب ابنیا شود ۔ فریاد ازان زمان کہ زبید او کو فیان ۔ ہنگام داد خواہی خیر النسا شود ۔

وہی حرؓ ہے کہ شہ کو کربلا میں گھیر لایا تھا	وہی اب عشق میں شہ کے گلا اپنا کٹاتا ہے

حرؓ بن یزید ریاحی نے جو سردار لشکریان عمر و سعد کے تھے یہ فریاد امام حسین کی سنکر مارے غم کے سر دھنکر عمر و سعد سے کہا کہ تو کیا امام حسین سے ضرور لڑیگا اس ملعون نے کہا بیشک تب حرؓ نے کہا کہ کل خدا کے سامنے کیونکر جائیگا رسول خدا کو کیا منھ دکھائیگا یہ کہا اور گھوڑا دوڑاتا ہوا امام فتنہ کام کے پاس آیا پھر پیادہ ہوکر رکاب عالی کو بوسہ دیا نعلین کو آنکھوں سے لگایا اور اپنی ناک زمین پر رگڑ کے جوتی شاہزادی کی ہاتھ سے پکڑ کے کہنے لگا کہ یا ابن رسول اللہ میں سمجھا تھا کہ آپ ہی اور ابن زیاد بدنہاد سے صلح ہوجائیگی نوبت لڑائی کی نہ آئیگی واللہ میں جانتا تو آپکو کربلا میں گھیرتا نہیں راہ حق سے منھ پھیرتا نہیں اے فرزند رسول مقبول محمدی نے پہلے آپ پر فوج کشی کی تھی کربلا سے پھر جانے نہ دیا سرکشی کی تھی اب میں حضور میں سبکے پہلے جان نثاری کو یا گوہر جان قدم عالی پر فدا کرنیکو لایا آیا میرا قصور معاف ہوسکتا ہے صفحہ اعمال حرف خطا سے صاف ہوسکتا ہے میری توبہ قبول ہوسکتی ہے اب میری سعادت مقبول ہوسکتی ہے آپ نے کمال شفقت سے حرؓ کے سر اور منھ پر ہاتھ پھیرا اور فرمایا کہ اے حرؓ جب بندہ خطا کرکے جناب باری میں توبہ و استغفار کے ساتھ پیش آتا ہے تو حق تعالی بہ تصدق اپنے حبیب کے سارے گناہ اسکے معاف فرماتا ہے رباعی باز آ باز آ ہر آنچہ ہستی باز آ ۔ گر کافر و گبر و بت پرستی باز آ ۔ این درگہ ما درگہ نومیدی نیست ۔ صد بار اگر توبہ شکستی باز آ ۔ اے حرؓ توبہ تیری حق تعالے نے قبول فرمائی اور کل قیامت کے دن میرا خدا اور میرے نانا رسول خدا تجھ سے راضی اور میری

ماں فاطمہؑ تیرا تجھ سے خرمند اور میرے بابا جان تیرے خدا تجھ سے راضی ہونگے نانا جان تیری شفاعت فرمائینگے اور ہم اپنے ساتھ تجھ بہشت مین لیجائینگے روایت ہے کہ پھر حرؑ نے عرض کی کہ ابن رسول اللہ آج کی رات مین نے اپنے باپ کو خواب مین دیکھا کہ انھون نے میرے پاس آکر کہا کہ اے حر اندرون تو کہان گیا تھا مین نے کہا کہ حضرت امام حسین کو گرفتار کرنے کو میرے باپ فریاد کھینچی کہ واویلاہ او حر تجھے ابن رسول اللہ کے ساتھ کیا سروکار اگر تاب دوزخ مین جلنے کی رکھتا ہو تو جا اُنسے لڑ چوتھے مین جا خنجر آبدار پکڑ اور اگر رضای مولی اور شفاعت حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چاہتا ہو تو اپنی جان انکے قدمون پر نثار کر انکے دشمنان بیدین سے جاکر کارزار کر ثواب اللہ تجھپر کرم کیجیے میدان حرب مین جانیکا مجھے حکم دیجیے آپ نے فرمایا تم میرے مہمان ہو ٹھہرو دوسرا کون جائیگا راہ مولی مین جاکر گلا کٹائیگا حر نے نانا اجازت لیکر میدان کی جانب گھوڑے کو کوڑا مارا اور لشکر اعدا کے مقابلے مین آکر بآواز بلند للکارا خنجر آبدار میدان قتال مین چمکایا موکھچون پر تاؤ دیکر اشقیا کو دھمکایا عرب مین اسکی دلاوری کی دھوم تھی اور لشکر عمر و سعد کو اسکی مردانگی خوب معلوم تھی جب عمر و سعد نے حر کو میدان مین دیکھا آنکھون مین اسکے خیرگی چھاگئی جان سینے مین اس ملعون کے تلملا گئی شعر رسول پاک پر بھیج اسے خدا درود و سلام ہو علی فاطمہ حسن و حسین پر بھی مدام روایت ہے کہ اسکے بعد عمر و سعد نے گھبرا کر صفوان شیطان کو جو بڑا پہلوان تھا کہا کہ حر کو سمجھا کر یہان پھیر لاوے اور اگر نمانے تو اُسپر حربہ چلاوے صفوان نے حر سے آکر کہا کہ تم ایسے پہلوان عاقل ہوکر کے یزید کو چھوڑ کر امام حسینؑ کے ساتھ لگے ہو حر نے کہا اے شیطان یزید پلید کو حسینؑ شہنشاہ کونین سے کیا نسبت حقتعالی نے انکے ماں باپ کا نکاح بہشت مین پڑھوایا تھا جبرئیل نے انکا گہوارہ ہلایا تھا نبی کے یہ ریحان ہین علی کے دل و جان ہین یہ کہکر صفوان پر خنجر آبدار چلایا ایک ہی وار مین جہنم کو پہونچایا پھر صفوان کے تین بھائی بڑے نامدار تھے اپنے بھائی کا یہ حال دیکھکر سید انمین آئے اور حملہ کرکے ایکبار حر پر حربے چلائے حر نے لپک کر کے شمشیر آبدار چلائی ایک وار مین دو بھائیون کا سر دشمن قدم پر جا پڑا اور دو سر دونونکی نشین زمین پر آئے تیسرا بھائی بھاگ چلا حر نے گھوڑے کو چمکا کے اسکی پیٹھ پر ایسا نیزہ لگایا کہ سینے سے پار ہوا غش کھاکے وہ ملعون بھی زمین پر آیا اسکے بعد حر نے امام حسینؑ کے

پاس آکر عرض کی یا حضرت آپ مجھ سے راضی ہوئے آپ نے فرمایا نعم انت حرؓ ہاں تجھ سے میں راضی میرا خدا اور رسول راضی اب میرا بھی تجھ سے بہت شاد ہوا اے حر مبارکباد تو دوزخ سے بھی حر یعنے آزاد ہوا یہ بشارت سنکر حر پھر میدان میں آئے اور ماری کشتگان کے پشتے لگا دیے ایک بہشتی نے ہزارون دوزخی بنا دیے یہانتک کہ لشکر عمر و سعد میں حر کا رعب چھا گیا عمر و سعد یہ حال دیکھکر تلملا گیا اسکے بعد حر پھر کر امام عالیمقام کے پاس آئے اور پیاس کا ذکر زبان پر لائے امام تشنہ کام نے فرمایا اے حر اب قریب ہے کہ تو اسی طرح تشنہ لب شہادت پائے راہ حق میں گلا کٹا کر جام ساقی کوثر سے سیراب ہو جاؤ حر یہ مژدہ سنکر پھر میدان میں آئے اور ہزارون کو فی جہنم میں پہونچائے آخر گھوڑا حر کا زخمون سے چور ہو کر زمین پر گرا مگر حر پیدل ہو کر اسی طرح اشقیا پر وار کرتے تھے تن تنہا سیکڑون سوار و پیادہ کو فی النار کرتے تھے امام نے دیکھا کہ حر پیدل ہو کر لڑ رہا ہے اور ہر طرف سے اسپر سوار و پیادے کا ہجوم ہے منھ پر تیرون کا چار و نطرف سے پڑ رہا ہے تب آپ نے ایک اسپ تازی حر کے پاس بھیجا حر نے اسکی رکاب کو بوسہ دیکر چمکایا اور کفار کو مار مار کے دھکایا پھر چلا کہ امام حسین کے پاس پھر آئین ہاتف غیب نے آواز دی کہ اے حر اب مت جاؤ حوران بہشتی تمھارے انتظار میں ہیں پیاسے گلا کٹاؤ غلمان آب کوثر تمھارے واسطے لیے تیار ہیں پس حر نے امام کی طرف منھ کر کے کہا یا ابن رسول اللہ اب قریب ہے کہ میں شہادت پاؤں آخری سلام قبول کیجیے کچھ پیغام ہو تو کہیے میں آپ کے نانا جان کے پاس جاتا ہوں آپ نے فرمایا بسم اللہ کر دیکھ بھی دو ایک گھڑی میں تمھارے پیچھے وہیں آئینگے اپنی ہی زبان سے سارا حال نانا جان سے کہ سنائینگے پھر حر نے نعرہ مارا اور باوجود تشنہ لبی اپنی کے ہزارون اشقیا کو تلوار آبدار کے گھاٹ اوتارا آخر لشکر عمر و سعد نے حر کو چار و نطرف سے گھیر لیا اور ماری زخمون کے چور کیا پھر قصور سر تا پا قصور عساکر عمر و سعد نے حر پر نیزہ چلایا زخم کاری لگا حر نے غش کھایا مگر صد قے تیری دلیری کے اسوقت بھی لڑنے سے قصور نہ کیا سنبھل کے قصور پر ایسی تیغ مصری چلائی کہ اسکے کیسی کی نبات سنی قوام حیات کو اسکی بگاڑ کر تلخی موت کی چکھائی پھر حر نے آواز دی یا حسیناہ او حسیناہ ادرکنی یا امام حسین میری خبر لیجیے اب حر کو دوزخ سے آزاد کیجیے آپ یہ حال دیکھکر حر کے پاس آئے اور اٹھا کر اپنے لشکر میں لائے اور سر حر کا اپنی گود میں رکھکر رونے لگے اور اپنی آستین مبارک سے گرد و غبار اسکے چہرے کا

صاف کرتے تھے اتنے مین حُر حالت غشی سے ذرا کچھ افاقے مین آئے آنکھ کھولدی سر اپنا گود مین امام کے دیکھکر مسکرائے اور کہا اب آپ مجھ سے راضی ہوئے آپ نے فرمایا ہان تجھ سے خوشنود ہوئے اور خدا و رسول بھی تجھ سے رضامند ہوئے غرض حُر آپکا منھ تکتے تکتے ملک بقا کے راہی ہوگئے مقبول بارگاہ الٰہی ہوگئے شعر رسول پاک پہ بھیج ای خدا درود و سلام + علیؑ و فاطمہؑ حسن و حسین پہ بھی مدام + روایت ہے کہ اسکے بعد مصعب برادر حُر اور علی پسر حُر اور عزہ غلام حر یہ تینون لشکر عمر و سعد سے گھوڑے دوڑاکے امام کے لشکر مین آئے اور رو رو کر امام تشنہ کام کے پاؤن پر پڑنے لگے رکاب عالی پر ناک رگڑنے لگے آخر یہ تینون بھی یکے بعد دیگرے امام سے اجازت لیکے میدان جنگ کو سدھارے جنگ عظیم کی ہزارون اشقیا کو شمشیر آبدار کے گھاٹ سے دوزخ کے کنارے اتارے جدھر تلوار چلائی ایک کو دو دو کو چار کیا آخر چار موجہ شہادت ان تینون کا بھی بھرپایا روایت ہے کہ جب حُر و فادار نے مع اپنے بھائی بیٹے غلام کے شہادت پائی اور ترین آدمی یاران اور چاکران سے آپ کے شہید ہوچکے تو لشکر امام مین سوائے انیس آدمیون کے کوئی لڑنیوالا باقی نرہا کہ وہ سب بھائی بھتیجے بیٹے بھانجے آپ کے تھے اسوقت امام نے خود تن تنہا چاہا کہ میدان مین جائین اور مثل شیر دلیر کے راہ حق مین اپنا گلا کٹائین جانثاران حسین ہاتھ جوڑکر عرض کرنے لگے کہ ای ریحان رسول اے فرزند مقبول آپ پھرین ہم لوگ اشقیا کو جاکر ماریگے پھر شربت شہادت پیکر جنت کو سدھاریگے آج ہمارے سر آپ کے قدمون پر نثار ہونگے اسدم یہ میدان ہمارے خون سے لالہ زار ہونگے آپ جسکی طرف نظر رحمت دیکھکر آنکھون مین آنسو بھرلائے خود بھی روئے اور حضار کو بھی رلائے فرمایا شعر پروردگار صدمے جو مقسوم مین یہ تھے + لوہے کا اک تو اور یا ہوتا بجائے دل پھر فرمایا تم لوگ میرے سامنے شہادت پاؤگے ہم یہ حال کیونکر کھڑے دیکھتے رہینگے یہ صدمے متواتر کیونکر سہینگے بیت تم مرے سامنے اس دشت مین ہو جاؤ شہید + مین رہون روتے کو یان پر تن تنہا باقی + غرض آپ نے ہر چند لوگون کو سمجھایا کسی نے نمانا آپ کے سامنے اپنا گلا کٹایا عین فجر جانا امام نے کلیجے کو تھام کر ایک آہ کی اور بقیہ جان نثارونکو میدان مین جانے کی اجازت دی + روایت ہے کہ اس جوار مین ایک عورت تھی نیک انجام قمر نام اسکے ایک اکلوتا بیٹا نہایت حسین جوان وہب نام تھا سترہ دن ہوئے تھے کہ اسنے

اسکی شادی کی تھی اُسنے دولھہ دولھن سے خانہ آبادی کی تھی پر اُسکی ماں نیکبخت نے اپنے بیٹے
وہب سے کہا کہ اے بیٹا جگر گوشۂ مصطفےٰ نور چشم مرتضیٰ میدان کربلا مین بے یار و مددگار فقرہ
آب کو ترس رہا ہے ہر طرف سے تیر و نکا مثہ اُسپر برس رہا ہے سو اے بیٹا تو اسوقت میرے دودھ کا
حق ادا کر سکتا ہے یعنی امام حسین کے ساتھ ہو کر اشقیا سے لڑ کر کے مر سکتا ہے ای بیٹا مین امام حسین
کی محبت کی پیاسی ہون ایک گھونٹ اپنے لہو کا مجھے پلا یعنی اپنی بانو کو چھوڑ رشتۂ محبت دنیا کی
کو توڑ اور امام کے ساتھ ہو کر اس اپنی اکہتی جوانی کو خاک و خون مین ملا وہب نے جو سعید و نیست
تھا شراب شہادت سے الست تھا عرض کی اے مادر مہربان مین خود امام پر جان نثار ہون
اُنکے ساتھ گلا کٹانے کو طیار ہون اجازت دے کہ اپنی بانو سے کہ بیاہ کو فقط سترہ دن ہوئے
ہین جا کر دین مہر معاف کرا آؤن پھر امام تشنہ کام کے ساتھ ہو کر باغ ارم کو جاؤن پس اُس دولھہ
نے اپنی دولھن کے پاس آکر کہا کہ اے بانوئے دمسازاے مونس دلنواز اپنا دین مہر معاف
کر دی حرف خطا و قصور سے تختۂ دل صاف کر دے امام تشنہ کام تنہا و بیکس بے بس میدان کربلا
مین ایک چلو پانی کو ترس رہے ہین ہر طرف سے تیر ستم اُنپر برس رہے ہین سو اسوقت مین محبت
امام حسین و بطلب رضاے خالق کونین و شفاعت جد حسین اور خوشنودی اُنکے والدین
کے شہید ہونے کو جاتا ہون اُس دولھن نے ایک آہ سرد دل پُر درد سے کھینچی اور کہا کہ اگر
عورتونکا لڑنا جائز ہوتا تو مین بھی امام پر فدا ہو کر تمھاری ہی ساتھ تہ خاک ہو جاتی آفات دارین سے
پاک ہو جاتی پھر وہ دولھہ دولھن دونون پہلے ہوئے امام کے پاس آئے دولھن نے رکاب تھام کر
عرض کی کہ یا حضرت مین نے سنا ہے کہ جو جوان شہید ہو کر گھوڑے سے زمین پر گرتا ہے تو حوران
جنت اُسے گود مین اُٹھا لیتی ہین سر اور روے گلگون پر اُسکے بوسے دیتی ہین پھر بہشت
مین اُسکی خدمتگذاری کرتی ہین بڑی محبت کرتی ہین جان نثاری کرتی ہین سو مین اپنے
شوہر کو دو شرط پر شہید ہونے کی اجازت دیتی ہون اول یہ کہ آپ مجھے اپنی لونڈیان مین
داخل کیجیے اپنی صاحبزادیون کی کنیز برداری کرنے دیجیے دوسرے یہ کہ جب یہ دولھا
میرا آج شہید ہو کر کل قیامت کے دن بہشت مین جاوے تو جبتک مجھکو اپنے ساتھ نہ لے
بہشت کی جانب قدم نہ اُٹھاوے آپ نے اُس عورت کی دونون باتین قبول فرمائین غرض وہ جوان

حضرت امام سے اجازت لیکر میدان کارزار مین آیا اور خون اشقیا سے اُس دست کو لالہ زار بنایا مارتے مارتے لشکر عمر وسعد کو ہلا دیا ہزارون سیاہ رو کو خاک وخون مین ملا دیا پھر خصون سے لہو لہان مان کے پاس آکر کہا کہ اماں اب آپ مجھ سے راضی ہوئین مان نے بیٹے کو گلے سے لگا کر بلائین لین دعائین دین اور کہا بیٹا شیر ہو دلیر ہو جاؤ مارتے مارتے اشقیا کو ہٹاؤ امام کے سامنے راہ حق مین گلا کٹاؤ بیٹا جان جائے تو جائے خبردار اُف زبان پر نہ آئے پھر وہ دولھا اُسی طرح لہولہان شاہانہ شہیدانہ کپڑے پہنے ہوئے رخصت ہونیکو دولھن کے پاس آیا وہ نمہانا جوڑا وہ لہولہان گھوڑا وہ بدن زخمون سے چور وہ خنجر فراق سے دل کا ناسور دکھایا پھر امام سے رخصت ہوکر جینے سے ہاتھ دھوکر میدان مین آکر سیکڑون کفار کو مارا آخر لڑتے لڑتے باغ ارم کو سدھارا پھر اعدا نے سر اُسکا کاٹ کر امام حسینؑ کے آگے پھینکدیا اُس جوان کی مان نے رو رو کر خوش ہوکر بیٹے کا سر گود مین اُٹھا لیا اور یہ کلیجے سے لگا کر کہا کہ بیٹا تم نے حق ہمارے دودھ کا خوب ادا کیا پھر اُس سر کو دولھن کی گود مین لاکر رکھدیا دولھن اُسکے خون کو اپنے سر اور منھ پر ملنے لگی کلیجے کو ٹکیون سے مسلنے لگی

کہین کیا ہاے ای ناصر لکھین کیا ہاے ای ناصر	اب عبد اللہ مسلم کا پسر لڑنیکو جاتا ہی

جب لشکر امام تشنہ کام سے تربتؑ آدمی شہادت پا چکے اپنے خون دل سے میدان کربلا کو لالہ زار کرکے باغ ارم مین جا چکے مردون سے سوائے امام عالی مقام کے اور امام زین العابدین کے فقط اُنیس آدمی باقی رہگئے سولہ اقران اور غربیان کے اور دو یاران اور ایک شخص غلامان سے پس نوبت برادران اور خویشان کی آئی آسمان نے یہ مصیبت تازہ دکھائی اُن کے فراق مین امام تشنہ کام کو کلیجا پھٹنے لگا گھبراہٹ سے دم اوسٹنے لگا ایک انار صد بیمار انیس سر لاکھون خریدار پہلے اقارب قریبہ سے عبد اللہ فرزند مسلم شہید نے مسلح ہوکر عرض کیا کہ اب مجھے اجازت دیجیے کہ میدان جنگ مین جاؤن اور بعوض خون اپنے باپ کے کوفیون کے خون سے ندیان بہاؤن پھر لڑتے لڑتے گلا کٹاؤن اور سلام آپ کا بابا جان کو پہونچاؤن آپ نے فرمایا اے بیٹا اب فقط بھائی مسلم کی نشانی ہو اپنی مادر خستہ جگر کے ثمرہ زندگانی ہو

تم میدان مین جاؤ نہین اپنے فراق مین تجھے روکا نہین انھون کے قدمون پہ سر رکھکے
عرض کی کہ جی تڑپ رہا ہے کہ اسوقت اپنے باپ مسلم اور دونون بھائی محمد اور ابراہیم سے
جاکر بہشت مین ملاقات کرون شربت وصال نوش کرون ایام فراق کی مکافات کرون آپنے
رو کر اسکے اصرار سے مجبور ہوکر اجازت دی عبداللہ گھوڑا اچمکاتے ہوئے میدان مین آئے اور
خنجر آبدار سے کشتون کے پشتے لگاکے جو روباہ سامنے اس شیر کے آتا تھا زندہ پھر کر نجاتا تھا پھر سب
اشرار نے یکبارگی اس شیر پر حملہ کیا اور اس مسلم کے چاند کو ہالہ کی طرح گھیر لیا گھوڑے نے
انکے تین دن سے آب دوانہ دور سے بھی نہ دیکھا تھا اور آپ بھی تین دن کے بھوکے
پیاسے فاقے مست تھے ضعف سے نڈھال اور سرشار بادہ الست تھے باایں ہمہ بہتیرے اشقیا
مارے پھر زخمون سے چور ہوکر شربت شہادت پیکر جنت الفردوس کو سدھارے امام عالی مقام
نعش انکی خیمے مین اٹھالائے اور انکے فراق مین خوب روئے اور اہل خیمہ کو گریہ وبکا مین لائے

شعر رسول پاک پہ بھیج اے خدا درود وسلام ۔ علی وفاطمہ حسن وحسین پر بھی مدام ۔ ۔ ۔

اب اولاد عقیل ابن ابی طالب کی نوبت ہے | گلون پر انکے چرخ بیحیا خنجر چلاتا ہے

بعد اسکے جعفر بن عقیل اور انکے بھائی عبدالرحمن ابن عقیل اپنے بھتیجے عبداللہ کا یہ حال دیکھکر
جنگ کو آئے اور میدان کارزار کو خون اشقیا سے لالہ زار بنائے جو پہلوان سامنے آیا ایک ہی
وار مین جہنم کو پہونچایا آخر ان دونون بھائیون نے بھی شہادت پائی پھر نعش ان دونون کی
اٹھکر خیمے مین آئی غرض اسی طرح نوبت بنوبت امام کے روبرو بھائی بھتیجے برابر شہید ہوتے
جاتے تھے اور جان کونین سلطان حسین انکی جدائی مین آنکھون سے آنسو بہاتے تھے بعد اسکے
حضرت زینبؑ نے جو اپنے بھائی امام حسین پر عاشق زار تھین جی جان سے نثار تھین حضرت
محمد اور حسن اپنے بیٹون کو پاس بلاکر فرمایا کہ مین اپنے بھائی کو تم سے زیادہ عزیز جانتی ہون سو
دیکھو تمھارے ماموں تن تنہا میدان مین کھڑے ہین اشقیا انکے قتل کرنے پر اڑے ہین آج
مین تمکو بخوشی خاطر اجازت دیتی ہون کہ تم دونون بھائی ماموں کے پاس جاؤ اور ان سے
بھی اجازت لیکر کے میدان مین جاکر خوب لڑو اور راہ حق مین گلا کٹاؤ یہ دونون صاحبزادے

نسخہ دوم اولاد حسن

پہلے ہی صف کارزار مین جانے کو طیار تھے مان کے فرمانے سے اور بھی زیادہ شوق گلا کٹانیکا دامنگیر ہوا غرض امام کے پاس آکر اجازت چاہی آپ نے اُن دونونکا عالم شباب اور حضرت زینب بہن کا اضطراب خیال کرکے فرمایا کہ تم گلا کٹاؤ گے ہم کسطرح کھڑے دیکھتے رہینگے صدمات متواتر کیونکر سہینگے سو تم خیمے مین اپنی مان کے پاس جاؤ اور لڑائی کا نام ہرگز زبان پر نہ لاؤ صاحبزادون نے بہتیرا زور و اصرار تمام امام عالیمقام سے رخصت ہوکر پہلے حضرت محمدؑ نے اعدا کی طرف رُخ کیا ایک ہی حملہ مین فیل سوار کو پیادہ اور لشکر عمر و سعد کو درہم برہم کردیا جسطرف یہ شہباز نواسا حیدر کرار اور پوتا جعفر طیار پنجہ مارتا سیکڑون کوفی اُلّو کی طرح عدم کا دانہ چگنے لگتے اور جدھر یہ شیر دلیر للکارتا ہزارون کوفی روباہ صفت دم کے دم مین آتش دوزخ مین بھننے لگے جسطرف بجلی کی طرح تلوار چمکاتے تھے دس پانچ شقی کے سر اڑاتے تھے جب پیاس سے بیتاب ہوجاؤ العطش العطش کہتے ہوئے امام کے پاس گھوڑا دوڑا لاتے آپ فرماؤ اے نور چشم ہم کیا کرین ایک قطرہ پانی نہین ناچار ہین جاؤ جلد گلا کٹاؤ دیکھو تمھاری نانا حیدر کرار اور تمھارے دادا جعفر طیار تمھارے پلانے کو آب کوثر لیے طیار ہین غرض حضرت محمد اپنے حوصلے بھر اشقیا سے خوب لڑے آخر علین تشنہ لبی مین شربت شہادت پیکر گھوڑے سے گر پڑے اسکے بعد اُنکے بھائی حضرت عون نے میدان کارزار مین گھوڑا اٹھکایا اور سیکڑون شقی کو عدم کا راستہ بتایا اور باوجود کم سنی نازک بدنی اور بھوک و پیاس تین شبانہ روز کے بہت سی اشقیا کے آخر زخمون سے لہولہان اور مامون پر قربان ہوکے باغ جنت کو سدھارے حضرت امام اور حضرت زینب کو اس واقعہ جانکنزا سے جو کچھ غم ہوا اگر تحریر مین آئے تو جگر حاملان عرش پھٹ جائے

شہادت عون بن عبداللہ بن جعفر طیار

شعر رسول پاک پہ بھیج اے خدا درود و سلام ٭ علی و فاطمہ حسن و حسین پہ بھی مدام ٭٭

صف میدانمین نام گلا اپنا کٹانیکو	حسن کا لخت دل پیارا اب عبداللہ آتا ہی

جب حضرت محمدؑ اور عون دونون بھائیون نے آپ کے شہادت پائی تب نوبت گلا کٹانیکی برادرزادگان امام مظلوم کی آئی پہلے حضرت عبداللہ بن شہنشاہ زمن حضرت امام حسین کے پاس آئے اور عرض کی کہ اے چچا جان اب ہم سے صدمے سہے نہین سکتے اب بغیر اپنا سر کٹائے نہین سکتے

سواب بھیجکر کرم کیجیے میدان مین جاکے سر کٹانے کی اجازت دیجیے اشقیا کا خون بہا ینگے
بھر بحر شہادت مین غوطہ مار کر اپنے خون مین نہائینگے آپ نے گلے لگا کر فرمایا ای بیٹا تم میری جان کے
برابر ہو تمرۂ حیات ہو یادگار برادر ہو تمھارے بن ہم جینگے خون جگر کسطرح پینگے حضرت عبداللہ نے
آپ کو قسمین دین متین کین پھر اجازت لیکر میدان مین آئے اور یہ غزل زبان پر لائے غزل
پدر محترم و محتشم ✤ نور بینائی زہراحسن ست ✤ دین شہنشاہ گرانمایہ حسین ✤ ہادی راہ حق و عمم
من است ✤ غرض یہ کہکے تلوار چمکائی اور ایک ہی حملے مین بیسیؤں اشقیا کو راہ عدم کی دکھائی
عمرو سعد گھبرایا مارے خوف کے بھاگ کر لشکر کے پیچھے آیا پھر ہزار سوار لیکر بحتری بخت کو بھیجا کہ جاکر
چار و نظر سے تیر مارو گردن عبداللہ کی اُتارو امام حسینؑ نے بھی بہ مدد عبداللہ کے پیر و زن
غلام کو حضرت امام حسن کے بھیجا اُن دونون نے ہزارون سوار کو زیر و زبر کر دیا پیر و زن نے
ایک سو بیس کو فیلون کو تیر سے ہلاک کیا اور بیس کو شمشیر سے نہ خاک کیا پھر تو عمرو سعد کے
لشکر مین کھلبلی پڑگئی آخر پیر و زن زخمون سے چور حس و حرکت سے مجبور ہو کر زمین پر گرے
حضرت عبداللہ نے اپنے گھوڑے پر پیر و زن کو اُٹھایا گھوڑا کئی دن سے بھوکا پیاسا تھا اور حضرت عبداللہ
نے اسوقت اعدا کے پیچھے اُسے خوب دوڑایا تھا اور سو جگہ سے زیادہ اُسکے بدن مین تیر گھسے
تھے دو آدمیون کو لیے قدم بڑھایا مگر تھوڑی دور جاکر آگے نہ چل سکا غرض حضرت عبداللہ
گھوڑے سے اُتر کر پیر و زن کو کسی طرح خیمے مین لائے اور پھر آپ گھوڑا کو داکر کے میدان مین
آئے عمرو سعد نے ہر چند روزما کوئی شقی مقابلے کو آتا نہ تھا مارے خوف شاہزادے کے سر
اُٹھاتا نہ تھا لشکریان عمرو سعد کہنے لگے کہ اے عمرو سعد فرمان روے تیرے ساتھ ہے بیشمار لشکر
تیرے ساتھ ہے تو بھی کیون آگے جاتا نہین شاہزادے کا سر کاٹ لاتا نہین غرض لشکر
عمرو سعد سے جو آگے آتا زندہ پھر نہ جاتا پھر حضرت عبداللہ کو للکارا کہ ہان کیون میدان مین آتے
نہین بنی ہاشم کے آگے کچھ چمکتی اپنی دکھاتے نہین آخر جب کوئی شقی برسر میدان نہ آیا تب
آپ نے گھوڑا دوڑا کر اپنے تئین امام کے پاس پہونچایا اور عرض کی کہ چچا جان پیاس سے
جان جاتی ہے دیکھیے طبیعت اُبلی آتی ہے آپ نے فرمایا ای نور دیدۂ غم اے سرور سینۂ پر غم
جاؤ گلا کٹاؤ بابا جان تمھارے آب کوثر و نسیم بلا ینگے اور تمھارے دل کے زخمون پر مرہم وصال

لگا بیٹھے پھر حضرت عبداللہ میدان مین آئے پانچہزار سوار ہر طرف سے ایکبار گی پر ہجوم لائے پھر بہت سے کفار مارے آخر خون سے چور ہو کر جنت الماوی کو سدھارے شعر رسول پاک پہ بھیج آپ خدا درود و سلام ٭ علی و فاطمہ حسنؑ و حسینؑ پر بھی مدام ٭ ٭

نہ کیون جبریل کی آنکھون سے بحر خون جاری ہو	حسنؑ کا لختِ دل آب آہ قاسم زمین جاتا ہی

بعد اسکے حضرت قاسم بن امام حسنؑ نے ہاتھ جوڑ کر عرض کی کہ چچا جان میرا سلام لیجیے اب قاسم کو رن مین جانے دیجیے آپ نے فرمایا ای نور چشم من بھائی حسن کے اب تمھین یادگار ہو بھائی جان داغ فراق دیگئے اب فقط تم مرہم سینہ افگار ہو واللہ تم کو رن مین جانے نہ دینگے اپنے سامنے گلا کٹانے نہ دینگے حضرت قاسم کی ماں نے بھی لپک کر انکا دامن تھاما اور آہ سرد بھر کے خیمے مین کھینچا بیت ای بدلم گرفتہ جا بلطف کن از نظر مرو ٭ مرہم سینہ چون توئی مرہم دیدہ ہم تو شو ٭ غرض حضرت قاسم خیمے مین سر بزانو ہو کر رونے لگے اور برادران امام حسین میدان مین جانیکو تیار ہونے لگے روایت ہے کہ اسوقت حضرت قاسم کو وہ تعویذ یاد پڑ گیا کہ حضرت امام حسنؑ نے اپنے دست خاص سے لکھکر انکے بازو پر باندھ دیا تھا اور وقت باندھنے کے فرمایا تھا کہ اے قاسم جب تجھے کمال درجے کی مصیبت پیش آئے اور ہر طرف سے تجھ پر گھٹا غم کی چھائے تو تم اس تعویذ کو کھول کر پڑھنا اور اسمین جو لکھا ہو اسپر عمل کرنا حضرت قاسم نے دلمین کہا کہ آج تک ہمکو ایسی مصیبت کبھی پیش آئی نہین لاؤ تعویذ کو کھول کر دیکھین کیا لکھا ہی بس اس تعویذ کو کھول کر دیکھا کہ حضرت امام حسنؑ نے اپنے دست خاص سے لکھا تھا کہ اے قاسم مین تجھے وصیت کرتا ہون کہ جب تم اپنے چچا امام حسین کو دشت کربلا مین کوفیان دغاباز کے ہاتھ مین گرفتار دیکھو ہر طرح سے مجبور و ناچار دیکھو تو سر پر آنکے قدمون پر فدا کر دینا ہرچند کوئی روکے ہرگز نہ ماننا نہین جان اپنی قربان قدوم شہید کربلا و بنا تمھارے چچا تمھاری ماں اگر روکین تو خبردار ہرگز نہ ماننا چچا کے سامنے گلا کٹانے اور اپنے شہید ہو جانیکو عین سعادت جاننا حضرت قاسم نے یہ وصیت نامہ پڑھا اور مارے خوشی کے پھول گئے دین و دنیا دونون بھول گئے اور وہ وصیت نامہ امام تشنہ کام آگے لاکر کے دھر دیا کہ چچا جان ذرا اسپر نظر کیجیے اور سن جانیکی مجھے اجازت دیجیے امام کو وہ وصیت نامہ پڑھکر بھائی کی محبت اور شفقت یاد پڑ گئی

بے اختیار ہو کر کلیجے کو تھام لیا طبیعت بگڑ گئی اور پھر فرمایا اے قاسم اب بھائی حسن کی نشانی ایک تم ہی باقی ہو جسوقت بھائی کی صورت رسول نما جسدم انکی شفقت روح افزا یاد آتی ہے تو تمکو دیکھکر جی کو تسکین ہو جاتی حضرت قاسم نے ہاتھ جوڑ کر بہت منت سماجت کی تب آپ نے قاسم کو گلے سے لگا کے سر شک غم دیدہ پر نم سے بہا کے میدان مین جانے کی سرکار نے کی اجازت دی حضرت قاسم روبرو لشکر عمر و سعد کے آئے اور بہتیرے اشقیا جہنم کو پہونچائے پھر عمرو سعد شقی سے باواز بلند فرمایا کہ اے جفاکار تیرہ روزگار فرزندان ساقی کوثر کو قطرہ آب سے ترسا کے مجھ پر تیغ و تیر کا برسا کے تو شہید کرتا ہے اور اہلبیت اطہار کی بیکسی بیبسی دیکھ دیکھ کر خوشی کرتا ہے عید کرتا ہے ایسا جیا تو اپنے جانوروں کو آب و دانہ کھلاتا ہے اور ہمارے اطفال خرد سال و عورات اور تجھ کے جانوروں کو مچھلی کی طرح ریت پر ایسی گرمی کے دنو نمین قطرہ آب سے ترساتا ہے سارے نور چشمان نبی و لخت جگران علی کو تو نے ایک گھونٹ پانی سے تڑپا تڑپا کے تشنہ شہادت پلا دیا فقط اب چند لوگ رہ گئے ہین اور سارے خدا کے پیارون نبی کے ماہ پارون فاطمہ زہرا کے دو لالون کو تو نے خاک و خون مین ملا دیا اب بھی باز آ بقیہ ماندگان کو ایذا مت پہونچا کل خدا کو کیا منہ دکھائیگا رسول خدا کے آگے کیا عذر پیش لائیگا دنیا کے لیے دین کو مت برباد کر قیامت کی پیاس قیامت کی بیکسی یاد کر آج ہم تیرے پنجے مین گرفتار ہین کل ہمین تجھ سے کام پڑیگا ہم باغ ارم مین چین کرینگے تو دوزخ مین پڑا سڑیگا اُس شیطان نے کہا کہ جبتک آپ لوگ یزید کی متابعت نفرمائینگے ہمارے پنجۂ ظلم سے رہائی نہ پائینگے آپ نے اسکی شقاوت پر نفرین کی اور گھوڑے کو چمکا کے فرمایا کہ ہان جسکے سر پر موت سوار ہو میرے روبرو آئے اور زیر تیغ آبدار ہمارے ہو کر اپنے خون مین نہائے روایت ہے کہ لشکر عمرو سعد آپ کی بہادری سے لرزان تھا کوئی شقی آپ کے سامنے نہ آیا تب عمرو سعد نے گھبرا کر ارزق شامی سپہ سالار کو جو یزید کی طرف سے دس ہزار دینار ہر سال پاتا تھا بلایا کہ کوئی اس جوان کے آگے جاتا نہین ہو تو ہزار پیادہ اور سوار لیکر جا اور سر انکا لا ارزق نے کہا عمرو سعد مجھے شرم نہین آتی کہ مجھ ایسے پہلوان کو جسکا مصر و شام مین رعب پڑا ہے ایک جوان کم سن نبو آغاز کے ساتھ لڑنے کو بھیجتا ہے عمرو سعد نے کہا انکی کم سنی نازک بدنی پر مت جا وہ شیر دلیر امام حسن مجتبیٰ کے بیٹے ہین تو جانتا نہین ارے یہ

حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نواسے اور علی مرتضیٰ کے پوتے ہین تو انکو پہچانتا نہین
واللہ اگر یہ بھوکے پیاسے نہونے تو جدھر رخ کرتے پیل سوار کو پیادہ اور پیادے کا سر کاٹ کی
ہوا سے بات کرتے ایک ہی چال مین سارا کھیل ہار اات کرتے ارزق نے کہا اگر تو میرا بدن
مقراض سے پرزے پرزے کرڈالے تب بھی مین لڑکے سے لڑنیکو نہ جاؤنگا مگر خیر تیرے مبالغہ
کرنے سے ہماری چار بیٹیون مین سے جو ہر ایک عرب مین اپنا ثانی نہین رکھتا کوئی میدان مین جائیگا
اور ایک ہی وار مین سر اُس لڑکے کا اُتار لائیگا آخر بڑا بیٹا ارزق کا اسپ صبا رفتار پر سوار ہوکر
شمشیر آبدار قیمتی ہزار روپے کی جسے اور ہزار روپے دیے کا پانی دیا تھا ہاتھ مین لیکر کے میدان
مین بادل کی طرح گرجتا ہوا آیا حضرت قاسم نے وزنہ بھر بھی اُس سے خوف نہ کھایا گھوڑے کو
چمکا کے خنجر خونخوار چلا دیا وہ شیطان زخمی ہوکے زمین پر آیا آپ نے چمکی کرکے وہ تلوار قیمتی زہردار
اُسکے ہاتھ سے چھین لی اور موے سر کو اُس ملعون کے جوڑے دراز تھے اپنے ہاتھ سے پکڑ کے
گھوڑا دوڑایا آخر اُسی طرح گھسیٹتے گھسیٹتے جان اُسکی نکل گئی پھر آپ نے بال اُسکے چھوڑ دیے
اور نعش کو اُسکی گھوڑے کی ٹاپون سے روندالا لشکر عمرو سعد کو دکھا دکھا کے خوب حوصلہ دل کا
نکالا پھر دوسرا بیٹا ارزق کا آیا آپ نے پہلے ہی وار مین الیسا نیزہ اُسکے پہلو مین لگایا کہ اِدھر سے
اُدھر پار ہوگیا فوراً وہ ملعون بھی داخل فی النار ہوگیا پھر تیسرا بیٹا ارزق کا آیا آپ نے اُسکے
پیٹ پر الیسا نیزہ چلایا کہ اُسکی پیٹھ سے نکل آیا ارزق یہ حال دیکھکر کلیجہ چٹکیون سے ملنے لگا گھوڑے
سے زمین پر آیا سر تھپون سے کچلنے لگا آخر جو تھے بیٹے ارزق نے بھائیون کا یہ حال اور باپ
کو پُرملال دیکھکر حضرت قاسم کے مقابلے کو گھوڑا دوڑایا آپ نے وہی تیغ زہرآلودہ اُسکے
چلائی سینہ اُسکا پھٹ گیا وہ ہنہنا ہاتھ اُسکا کٹ گیا پھر وہ بھاگ کر اپنے لشکر مین آیا فوراً سفاک
اجل نے اُسکو بھی عدم کا راستہ دکھایا روایت ہے کہ اسکے بعد ارزق غصے سے سر پھٹتا ہوا
آتش غم مین اپنے چارون بیٹون کے بھنبتا ہوا میدان مین آیا اور نہایت طیش مین آکر ہاتھ
جھکا کر حضرت قاسم کے گھوڑے کی پیٹھ پر نیزہ چلایا گھوڑا آپ کا گر پڑا آپ پیادہ ہوگئے مگر
بسینہ قتل پر ارزق کے جی جان سے آمادہ ہوگئے پھر آپ نے فرمایا ارے ارزق
روباہ صفت شیر دلیر کے آگے آتے ہی ساری چوکڑی تیری بھولی قافیہ تنگ

ہوگیا سپاہی کہلاتا ہو دیکھ خوگیر تیرے گھوڑے کی ڈھیلی ہوگئی ہوش سنبھال ایسا کیون دبگ ہوگیا
ارزق سر جھکا کر خوگیر دیکھنے لگا آپنے پھرتی کے ہاتھ سے وہی تلوار زہر آلود اوسپر چلائی گردن
اوسکی لکڑی کیطرح دو پارہ ہوکر زمین پر آئی لشکر عمر و سعد مین حضرت کی دلاوری دیکھکر کھلبلی پڑگئی
دلاوران شام کی طبیعت بگڑ گئی حضرت قاسم ارزق کے گھوڑے پر سوار ہوکر امام کے پاس آئے
اور رکاب عالی کا بوسہ لیکے صدائے العطش زبان پر لائے اور کہا چچا جان اگر
ایک گھونٹ پانی پاؤن تو اللہ سارے لشکریان عمر و سعد بضرب خنجر ابدار بحر عدم کے
گھاٹ پر پار کر آون آپ نے فرمایا بٹا قاسم شامیان بے وفا کفر پر اڑے ہین اب غصہ
کم کرو گلا کٹاؤ بھائی صاحب منتظر ہین اونا نا جان تمہارے پلانے کو اب کوثر لیے کھڑے ہین
پھر آپ میدان مین آئے جو سامنے آتا گیا ایک ایک حملہ مین جہنم کو جاتا گیا حتی کہ پچھ آپ
نے تیس پیادے مارے اوپچاس سوارون کے سر اتارے لشکر عمر و سعد مین زلزلہ پڑگیا
دلاورون کے دلونمین خنجر رعب گرگیا عمر و سعد نے خفا ہوکر لشکریون کو للکارا پھر تو ہر طرف
شامیان سیاہ روا امام حسنؑ کے چاند پر بادل کیطرح گھر آئے اور دور دور سے نابکارون
نے تیر برسائے گھوڑا آپ کا زخمون سے چور چور ہوکر زمین پر آیا پھر شبث بن عمر و سعد
نے سینۂ مبارک پر آپ کے ایسا نیزہ مارا کہ پشت مبارک سے پار ہوگیا پھر آپ نے ستوا تر
ستائیس زخم کھائے اعدا نے ہر طرف سینہ ستم کے برسائے آپ نے وہین سے عم بزرگوار کو
آواز دی کہ یا عماہ ادرکنی چچا جان خبر لیجیے زخم دل کی دوا کیجیے شعر لمولفہ
خون اپنے سے فنا چکے پرزے ہوا بدن ٭ جوڑا شہانا میرا ہوا اے چچا کفن ٭ امام علیہ السلام
یہ آواز سنکر حضرت قاسم کے پاس آئے اور کسیطرح اونکو اوٹھا کر خیمے مین لائے اور انکا
سر اپنے زانوے مبارک پر دھر کے گرد و غبار اونکے چہرے کا اپنے دامن سے روکر پونچھنے لگے
اتنے مین حضرت قاسم نے آنکھ کھولکر امام زمان اور اپنی مادر مہربان کو دیکھکر تبسم کیا اور داعی اجل کو
جواب لبیک دیا حضرت قاسم کی جان نے رو کر کہا فرد رفتی و مرا حیران کردی ٭ بریکیتیم نظر نکردی
اسکے بعد حضرت عباس و حضرت ابوبکر جناب امام حسنؑ کے جگر پارے باری باری اجل کیطرح
کوفیان بیوفا کے سر پر جاتے تھے اور دس پانچ شقی کی کشتی حیات کو چار موجہ ممات مین ڈالکر

شربت شہادت پی آتے تھے شعر رسول پاک پر بھیج اے خدا درود و سلام علیؑ و فاطمہؑ حسنؑ و حسینؑ پر بھی مدام

شہادت فرزندان علی مرتضیٰ

اب اولاد علی مرتضیٰ کی آہ باری ہے	ارے ظالم فلک کیا کیا ستم اپنا دکھاتا ہے

جب سب بھتیجے بھانجے امام کے گلا کٹا چکے اور باغ ارم میں جا چکے تو فرزندان شیر خدا علی مرتضیٰ یعنے برادران امام حسینؑ کی نوبت آئی پس بعد حضرت قاسمؑ کے حضرت ابوبکر بن علی مرتضیٰ نے امام سے اجازت لیکے شمشیر تیز ان اوٹھائی اور میدان میں آکر فرمایا السلام علیک شاہ برادر مرست اخبر آسمان دین مہر و بہتر زمان قبلہ و کعبہ دین من برادر دیم خادم و چاکر دیم پیش دیدہ شما خاجیان بیرون دین پھر تو جس مردود پر تلوار چلائی سوار و مرکب دونوں کو راہ عدم کی دکھائی پس بانکہ اکیس زخم کھائے مگر سیکڑوں کفار مارے آخر شربت شہادت پیکر باغ ارم کو سدھارے بعد اسکے حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ پسران علی مرتضیٰ میدان کربلا میں یکے بعد دیگرے آئے اور راہ حق میں خوش ہو کر گلے کٹائے بعد اسکے حضرت عون بن علی میدان میں آئے اور لشکر عمر و سعد کو زیر و زبر کر دیا آخر دو ہزار سوار پیادوں نے اونکو گھیر کر شربت شہادت پلایا بعد اسکے

شہادت حضرت عباس علمدار

حضرت جعفر بن علی اور عبداللہ بن علیؑ نے کارزار میں آکر بہتیرے کفار مارے آخر مجروح ہو کر جنت الفردوس کو سدھارے شعر رسول پاک پر بھیج اے خدا درود و سلام علیؑ و فاطمہؑ حسنؑ و حسینؑ پر بھی مدام

فلک تھرا گیا کانپی زمین محشر ہوا برپا	علی عباس علم بردار اب لڑنے کو آتا ہے

جب سب بھائیوں نے حضرت امام کے آگے شہادت پائی حضرت عباس علمدار نے میدان جنگ کی تیاری فرمائی امام تشنہ کام نے فرمایا کہ اے عباس تم میرے لشکر کے علمبردار اور میرے قوت بازو اور غمخوار ہو ہم تمکو کسطرح میدان میں جانے دیں اپنے دربرد تمکو کیونکر سر کٹانے دیں حضرت عباسؑ نے کہا کہ جبتک ہم کو فیون سے اپنے بھائیون کا انتقام نہ لینگے واللہ اب یہان آرام نہ لینگے دیکھئے سکینہ اور علی اصغر ہماری پیاس کو تڑپتے ہین ہم فرات کے کنارے جاتے ہین اور شامیون کو مٹا کے پانی انکے پینے کو لیے آتے ہین غرض آپ نے امام سے رخصت لی اور ایک مشک گھوڑے پر دھری اور میدان میں آئے اور اتمام حجت کے لیے اشقیا کیجانب رخ کر کے

فرمایا کہ اے کوفیان بیوفا دائے شامیان بےحیا نورچشم مصطفےٰ اور لختِ جگر مرتضےٰ اور فرزند
فاطمہؓ زہرا یعنے امام حسینؓ شہید کربلا فرماتے ہین کہ تم نے ابتک تو میرے سارے برادران اور خویشان
اور عزیزون کا سر اتارا اور ہم سب بقیہ ماندگان کو قطرہ آب سے ترسا ترسا کے بن موت کے مارا
اب بھی تو ذرا آنکھ کھولو خدا اور رسول کو پہچانو عورتون اور ننھے ننھے لڑکون کے پلانے کو
تھوڑا پانی دو میری بات مانو اب بھی توبہ کرو میرے قتل سے باز آؤ ہمین چھوڑ دو کہ کسی
طرف چلے جائین ایذا مین نہ پونہچاؤ پھر قیامت تک ادھر کو نہ آئینگے اسی طرف رہکر
مرجائین گے جب لشکر عمر سعد نے یہ کلام پرحسرت حضرت عباس علمدار کا سنا بعضے
خاموش رہگئے اور بعضے روتے روتے بیہوش ہوگئے آخر شمر اور شیث دوجبرایل ملعون
بدبختون نے سامنے آکر کہا کہ یا حضرت عباسؓ علمدار اپنے بھائی ساقی کوثر مالک بحر و بر سے
جاکر کہہ دیجیے کہ اگر اسوقت دریاے فرات ابل آوے اور تمام روے زمین پانی ہوجاوے
تو ہملوگ حتی المقدور ایک قطرہ پانی آپ کے خیمے مین کیسکو پہونچانے نہ دینگے اور جب تک
آپ یزید کے ہاتھ پر بیعت نہ کرینگے اور کسیطرف جانے نہ دینگے حضرت عباس نامدار یہ کلام مسنکر
بخاطر مغموم امام تشنہ کام کے پاس آئے اور اعدا کی سرکشی سنگدلی کے سب احوال کہہ
سنائے ناگاہ اوسوقت اہلبیت نے نعرے العطش العطش کے عرش تک پہونچائے ننھے ننھے
شیرخوار لڑکے پیاس کے مارے چلائے پھر تو حضرت عباسؓ نے کلیجے کو تھام کر گھوڑی کو
کوڑا لگا اور بجلی کیطرح ہر طرف خنجر آبدار اور تلوار دھوان دھار چلاتے ہوے ہزارون
جلاتے ہوئے اپنے کو آب فرات کے کنارے پہونچایا دیکھا کہ چار ہزار پیادے اور سوار فرات کے
کنارے پھر اجاے گھڑے ہین ہر طرح سے مسلح راہ کھیر پڑے ہین غرض اشقیا نے آپ کو
ٹوکا بدلی کیطرح ہر طرف سے گھر آئے پانی لینے سے روکا حضرت عباس علمدار نے
فرمایا اے لوگو کہو تم لوگ کافر ہو یا مسلمان جہود ہو صاحب بیان اشقیاے
بےحیا نے کہا ہم سب مسلمان ہین صاحب علم و عرفان ہین آپنے فرمایا تف ایسی مسلمانی کے
کہ کتے سور چرند پرند جہود آب فرات سے سیراب ہوکر پیتے ہین اور پیاسی کوثر کے
انکھون کے تارے علی مرتضےٰ کے پیارے جناب فاطمہؓ زہرا کے دلارے ایک ایک قطرہ آب کو

ترس ترس کسطرح آہ سرد بھر بھر کے جیتے ہین بیت، مسافرون کو ندی ایک بوند پانی کی
بلا کے گھر مین غرض خوب میہمانی کی، اب بھی کچھ خدا و رسول سے شرماؤ قیامت کی پیاس
دوزخ کی جلن کو یاد لاؤ یہ سنکر شامیان سیاہ رو نے حضرت علی کے تارے چرخ شجاعت کے
ستارے کو باول کیطرح چار و نطرف سے گھیر لیا اور نیزہ تیر اور تیغ کا مینھ برسانے لگے
راہ حق سے مُنھ پھیر لیا حضرت عباس علمدار زخم پر زخم کھاتے ہوے اور اکثر اشقیا کو جہنم
پہونچاتے ہوے تن تنہا اُن سب چار دن ہزار دن پیادے اور سوارون کو مار کاٹ کے ہٹاتے
ہوئے بحر فرات مین گھوڑا ڈال کر کھڑا کیا اور گھوڑے ہی پر سوار ہوے مشک کو پانی سے
بھر لیا پھر ایک چلو پانی اوٹھا کر چاہا کہ پی لیون اور سیراب ہو کر اشقیا کو شمشیر ابدار کی باڑھ کے
تلے کر کے عدم کے گھاٹ اُتار دیون ناگاہ تشنگی امام تشنہ کام اور ننھے ننھے بچون کی یاد آگئی
دل مین برچھی سی لگ گئی طبیعت بگڑ گئی آخر ہاتھ کا پانی پھینک دیا ایک قطرہ بھی نہ پیا اور
آہ سرد بھر کر مشک کو داہنے کاندھے پر دھر کے اسپ برق رفتار کو خیمے کیجانب گرم
کیا اور کہا شعر گھر پہونچتے ہین کہ سر تن سے جدا ہوتا ہے ✣ دیکھین اب
پیاسون کی تقدیر سے کیا ہوتا ہے ✣ ناگاہ سپاہ شام نے ہر طرف سے آپ کو حلقے مین
کر لیا اور نوفل ملعون نے دھوکا دیکر ایسی تلوار چلائی کہ داہنا ہاتھ آپ کا دوش
مبارک سے کٹ گیا پر آپ نے آہ کی جگر جانان عرش کا پھٹ گیا پھر آپ
نے پھرتی کی اور فوراً وہ مشک پر آب بائین کاندھے پر دھر لی ناگاہ ایک شقی
نے پیچھے سے خنجر چلایا بایان ہاتھ بھی کٹ کر زمین پر آیا پھر تو حضرت عباس
مشک پانی کی بھری ہوئی دانتون سے پکڑے ہوئے لٹکائے آتے تھے اور دونون
رکاب سے اشقیا کو ہٹائے آتے تھے ہر چند باوجود شدت بھوک پیاس اور کٹ جانے
دونون ہاتھون کے ہر طرف سے مثل تیغ و تیر کی بوچھار آئی سارا جسم پرزے پرزے
لہولہان ہوا مگر وہ شیر دلیر سب کو سمجھتا ناگاہ ایک مردود نے تاک کر ایسا تیر مارا کہ مشک
سے پار ہو گیا اور سب پانی بہگیا فرد جسم عباس کا زخمی ہوا شمشیرون سے ✣ مشک خالی
ہوئی پانی بھی بہا تیرون سے ✣ اوسوقت آپ نے رو کر ایک آہ کی تشنگی پر امام حسین کے

بیقرار ہوکر صدا ے الا اللہ کی کہ خدا و ندا یہ کیا تیری قدرت کا کھیل ہے تماشا ہے اسمین کیا حکمت ہے کہ تو فرزندان ساقی کوثر کو قطرۂ آب سے ترساتا ہی کیا سبب ہاتھ مین پانی آکر حلقہ تشنہ مین نہین جاتا ہے الٰہی کو سارا جسم میرا زخمون سے چور ہی مگر ہم کو اسکا کچھ غم نہین اور گو دونون ہاتھ کٹ گئے مگر عباسؑ علم دار کو اسکا کچھ الم نہین ہی ایک تمنا تھی کہ ہیطرح زخمون سے چور ہو حس و حرکت سے مجبور امام تشنہ کام کے پاس جاتے تھے اور انھین کٹے ہاتھون سے بھائی امام حسینؑ اور ننھے ننھے پیارونکو پانی پلاتے تھے شعر مولفہ رہا ارمان دل کا دلمین آہ + خبر عباسؑ کی لے اب الٰہا + ہاتف غیبی نے آواز دی لے عباس مت گھبراؤ سب کے سب تشنہ لب لگے کہنے کہ آکے ہمارے پاس چلے آؤ گو ہم دیکھتے ہین کہ جگر گوشگان نبیؐ اور فرزند علیؑ مارے بھوک کے پیاس کے لب ہلا نہین سکتے ہین مگر اے عباسؑ علمدار جس پانی مین میرے دشمنان بیباک لیجنے کو فیان ناپاک نے جو سور اور کتے سے بھی بدتر ہین منھ لگایا وہ پانی ہم اپنے حبیب پیارون کو پلا نہین سکتی ہین نظم پھر تو عباسؑ سے بیٹھا نہ گیا گھوڑے پر سے گر پڑے خاک پہ وہ ہاے حسینا کہکر + بھائی دوڑے حسینؑ عباس کی ہو کچھ بھی خبر + پڑ گیا شور کہ ٹوٹی شہ بیکس کی کمر + آسمان کانپا زمین خوف سے تھرانے لگی عرش اللہ سے رونے کی صدا آنے لگی حضرت امام تشنہ کام نے آواز دردناک حضرت عباسؑ علمدار کی سنکر وہان تشریف لائے اور سارا جسم انکا زخمون سے چور چور اور دونو ہاتھ مونڈھونسے دور دیکھکر سیلاب خون آنکھونسے بھائے پھر اونکی نعش کو خیمے مین لے آئے حضرت عباسؑ علمدار نے آنکھ کھولکر بھائی کو دیکھا اور نارے الا اللہ کے مارے پھر آنکھ بند کرلی اور بانع ارم کو سدھارے امام تشنہ کام نے فرمایا کہ اب میری کمر ٹوٹ گئی آہ کیا کرین قسمت پھوٹ گئی افسوس اب بجز ذات پروردگار کوئی مونس رہا نہ مددگار برادر رہا نہ غمخوار سب کے سب تشنہ لب شربت شہادت پیکر جہاب کیطرح بحر فنا مین بہ گئے اب ہم فقط چارون باپ بیٹے رہ گئے شعر ساحل دکھائی دیتا ہے بھنکو تھا ہی + دریاے غم مین کشتی ہماری تباہ ہی شعر رسول پاک پہ بھیج اے خدا درود و سلام + علیؑ و فاطمہؑ حسنؑ حسینؑ پر بھی مدام +

ہوا غل فوج اعدا مین کہ بھاگو اشقیا بھاگو	علی اکبر سر میدان اب لڑنیکو آتا ہی

اب امام تشنہ کام کی بیکسی اور بے بسی اور تنہائی کو غور کیجیے انکی ہمت اور صبر و شکیبائی کی داد دیجیے کہ ایک تو پہلے ہی سے جگر فگار و مادر و پدر غمخوار کے خنجر فراق کا زخم کھا چکے تھے دوسرے برادر یار غار امام حسن کا کوہ غم سر پر اوٹھا چکے تھے تیسرے قطع نظر اور سب مصائب کربلا اور ایذا رسانی شامیان پر دغا کی سارے رفیقان دلدار اور غلامان جان نثار آپ کے دیدہ خون بار اپنے سر کٹا کٹا کے بلبلے کیطرح بہ گئے پھر بالکل بھائی بھتیجے بھانجے تشنہ کام خشک لب تیغ آبدار کو چاٹ کے لبہائے نوشین کو دندان حسرت سے کاٹ کے عین سیلاب خونین اپنے ڈوب کے ماہی بے آب کیطرح ریت گرم پر تڑپ تڑپ کر رہ گئے مگر واہ صدقے ایسی ہمت کے قربان ایسی صبر و شکیبائی کے کہ باوجود یکہ دشت کربلا مین ساری دنیا آپ کی الٹ گئی دل ریزہ ریزہ ہوا چھاتی پھٹ گئی جھٹ پٹ کیسے کیسے ماہ پارے چٹ پٹ ہو گئے ایکدم مین عمر بھر کی کمائی لٹ گئی بات کی بات مین ہمیشہ کی سنگت چھٹ گئی لیکن تن کلیجے کو تھام کر مقام رضا و تسلیم مین کھڑے رہے راہ عشق مولا سے ٹلے نہین اوسیطرح اڑے رہے اب کوئی باقی نرہا کہ امام مظلوم کیطرف سے میدان جنگ مین جانے کا نام لیوے یا اگر خود امام قصد میدان کارزار کرین تو باگ گھوڑے کی تھام لیوے فقط اب تینون شاہزادے رہ گئے ایک تو سب سے بڑے حضرت امام زین العابدین سجاد جو نرگس بیمار کیطرح محض بیمار تھے حس و حرکت سے ناچار تھے دوسرے منجھلے حضرت علی اکبر جو ہو بہو ہمشکل رسول پروردگار تھے تیسرے سب سے چھوٹے حضرت علی اصغر جو طفل شیر خوار تھے آخر امام عالی مقام نے ناچار ہو کر جینے سے ہاتھ دھو کر بذات خاص بصد شوق و اخلاص میدان کا ارادہ فرمایا اور مسلح ہو کر اپنی سواری کے لیے اسپ صبا سیر برق رفتار منگایا پھر اہلبیت سے رخصت ہونیکو خیمے مین آئے حضرت عابد بیمار کو گلے سے لگا کر اہل خیمہ کو رولا کر حرف رخصتی زبان پر لائے **نظم** میرے عابد ترے مظلومی کے صدقے بابا ٭ علی اکبر علی اصغر ترا حامی ہے خدا ٭ ہمتو اب جاتے ہین اے لعل کمانے کو کلا ٭ سب کو سونپا تمھین اور تمکو خدا کو سونپا ٭ تابع مرضی حق اے مرے عابد رہنا ٭ باب کی بیکسی و پیاس کے شاہد رہنا ٭ حضرت علی اکبر یہ حال سنکر غم و غصے سے سر دھنکر پدر بیکس کی قدمین لپٹ گئے اور گلے سے لگکر اتنا روئے کہ جگر یا ملان عرش کے پھٹ گئے

پھر ہاتھ جوڑ جوڑ پانوں پر گرنے لگے دامن عالی تھام کر سامنے جھک جھک کے زمین پر پیشانی
کرلی اور کہا کہ بابا جان علی اکبر آپ پر قربان میں دم بھر ان آپ کے رہ نہیں سکتا رنج فراق سہہ
نہیں سکتا اجی بابا جان جو ساقی آب ہوتا ہے وہ سب کو پلا کے پیچھے خود سیراب ہوتا ہے بابا جان
آپ ہی آخرت میں بھی قاسم آب کوثر ہیں اور آپ ہی دنیا میں بھی شربت شہادت کے
ساقی ہیں اور سب تشنہ کام تو سامنے آپ کے آب شہادت پی چکے مر مر کے وہاں جی کر جی چکے
فقط اب ہم آپ باقی ہیں سوائے بابا جان دیکھئے عمامہ آپ کی قدموں پر دھرتا ہوں منتین کرتا
ہوں کہ پہلے مجھی کو رخصت جانے دیجیے نشہ شراب عشق کا چڑھا تا ہی پیاس کی دریا کا زور آتا
فاتا بڑھا آتا ہے سو ذرا للہ پہلے مجھے ایک گھونٹ آب شہادت پی آنے دیجیے ہر چند آپ نے
سمجھایا مانا نہیں دل غمزدہ کا حال جانا نہیں ناچار ہو آپ نے فرمایا کہ اچھا خیر تن بقدر بر
اپنی ماں کے پاس جاؤ اور سب سے رخصت ہو کر آؤ حضرت علی اکبرؑ نے حضرت شہربانو کے پاس آکر
رخصت چاہی حضرت شہربانو سے مغموم اور خواہران امام مظلوم اور دختران شہید معصوم نے
ہاتھ علی اکبر کا تھام لیا کہ ہان علی اکبر خبردار جو پھر تم نے میدان جانے کا نام لیا پھر شہربانو نعش
علی اکبرؑ کی کمر میں لپٹ گئیں کلیجے سے لگا لیا خوب چمٹ گئیں اور فرمایا بیٹا علی اکبر ہمارا دیس
چھٹا اشقیا نے گھر بار لوٹا اب ناؤاس بے بس کی بھنور میں جا پڑی کسی طرف کنار انہیں
بعد امام تشنہ کام کے تمہارے دم کے سوا اب ہمکو تنکے کا سہارا نہیں سو اللہ میں تمکو نہیں
جانے دونگی اپنے جیتے جی سر کٹانے دونگی حضرت علی اکبرؑ نے یہ کلام سنکر آسمان کی طرف
نظر اٹھا کے ایک آہ کی اور کہا گردن تو ہاتھ میں لیے حاضر ہوں اب جیسی مرضی اللہ
کی پھر فرمایا نظم اجل اک طرف مرا کھینچے ہے دامان + ادھر منع کرتی ہیں جانیکو اماں
عجب مخمصے میں ہیں ہوں آہ حیران + نہ رہتے بنے ہے نہ جانے بنے ہے + آخر حضرت
شہربانو نے دیکھا کہ کسیطرح مانتے نہیں ناچار ہو کر زار زار رو کر فرمایا کہ بیٹا علی اکبرؑ تو تیرے فراق
سے دل ٹکڑے ٹکڑے ہوا جاتا ہے اور کلیجہ درد و غم سے منہ کو آتا ہے مگر جب تم مانتے نہیں
تو بسم اللہ رنمیں جاؤ اور شہانا جوڑا ہمیں کے باپ کو اپنی جوانی کا تماشا لہو لہان اپنا
لاشا دکھاؤ غرض حضرت علی اکبرؑ اپنی مادر مغموم اور حضرت زینب و کلثوم کو اسیطرح رونا

چھوڑ کر حضرت علی اصغر اور رعا بہ بیمار برادر غمخوار سے رشتۂ محبت توڑ کر حضور اقدس میں آکے رخصت
اپنی ماں اور پھوپھی اور بہن سے رخصت ہونیکا حال سُنا کے حرف اجازت میدان باپ سے لائے
روایت ہے کہ آخر امام نے رد کر مجبور ہو کر ایک آہ کا نعرہ مارا اور اٹھکر اپنے ہاتھ سے
اوس نوشہ کو سنوارا گلے مین شہانا جوڑا پہنایا ہر ایک ہتھیار علی اکبر کے بدن پر آراستہ فرمایا
زرہ حضرت امیر حمزہ کی پہنائی ذوالفقار حیدری مونڈھے سے لٹکائی عمامہ نبوی سر پر دھرا
اور ٹیکا حضرت امیر کا زیب کمر کر دیا پھر اسپ راہوار منگایا اور بلائین لیکے دعائین دیکے
اپنی گود مین اوٹھا کے گھوڑے پر چڑھا کر فرمایا ؎ جاؤ میدان مین اگر مجھپہ فدا ہوتے ہو آخری
وقت مین افسوس جدا ہوتے ہو ٭ حضرت علی اکبر نے گھوڑے کو تیز کیا امام تشنہ کام نے فرمایا
اے بیٹا اپنے پاؤن سے قبر مین جاتے ہو باپ کو کتنا تڑپاتے ہو ہم جانتے ہین کہ میدان
مین جاکر گلا کٹا کر پھر اپنے خون سے نہاکر اس شہانے جوڑے کو کفن بناؤ گے سوائے
بیٹا ذری باگ گھوڑے کی موڑ کر وہ چاند سی صورت دکھا دو آپ نے باپ کو مُنھ دکھا کر
گھوڑا پھیرا یا ؎ جسوقت رزمگاہ مین ابن شہ زمان ٭ پونہچا سوار اسپ کے اوپر سے
سنان ٭ کانپی زمین خوف سے تھرایا آسمان ٭ تھا شور فوج شام مین بھاگو ستمگران
پوتا علی کا آج کھڑا رزم گہ مین ہے ٭ لڑنے کی کسکو تاب بھلا اس سپہ مین ہے **روایت ہے**
کہ حضرت علی اکبر کا اوسوقت اٹھارہ برس کا سن تھا عین شباب کا دن تھا اور آپ
شکل اور شمائل علم اور فضائل مین حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بہت
مشابہ تھے حتی کہ جب اہل مدینہ کو رسول مقبول کی زیارت کا شوق بڑھتا تھا تو امام عالیمقام کے
گھر آتے تھے اور حضرت علی اکبر کا جمال رسول نما دیکھ جاتے تھے اور جب کلام سید انام کے سننے کو
جی چاہتا تھا تو حضرت علی اکبر کی باتین اکر سنتے تھے اور کلام آپ کا مشابہ کلام سرور عالم کے
پاکر کے حالت ذوق مین سر کو دھنتے تھے جب سر میدان آئے تو چاند سا مکھڑا دکھا کر گویا ان
بیوفا کو وجد مین لائے آپ کی چار گیسو تھے دو آگے دو پیچھے ڈالے ہوئے انمین ق سا منور چہرہ
جیسے ہالے مین قمر یا کالی گھٹا گھنگھور سے مہر انور مُنھ کالے ہوئے لشکر عمر و سعد نے پوچھا یہ کسکا ماہ پارا
ہر کس کج کا ستارا ہے دن دہاڑے کو اللہ تعالی نے چاند یہان کسطرح اتارا ہے عمرو سعد سیاہ رو نے کہا کہ یہ گوہر درج خلافت

اور اختر برج امامت آفتاب جہانتاب یعنے امام حسینؑ کی آنکھونکے تارے اور علی مرتضے کے پوتے
ہین اس گھڑی موت اُنکے آگے دست بستہ کھڑی ہے بجلی کیطرح تیغ چمکا کے ہم مین چند
لوگون کو برق غضب سے جلا کے عنقریب خود بھی برج خاکی مین غروب ہوتے ہین اسوقت
لشکریان عمرو سعد وہ اونکا شہانا جوڑا وہ برق رفتار گھوڑا وہ مرصع کوڑا وہ حسینی عمامہ
وہ حسنی جامہ گلے وہ حیدری تلوار ہاتھ مین وہ خنجر ابدار وہ اوتھتی جوانی کا دن وہ عین
شباب اٹھارہ برس کا سن وہ بوٹا سا قد قالب محدث مین ڈھلا وہ گورا گورا بدن آغوش نازنین مین
پلا وہ عامہ کی سجاوٹ وہ بالونکی بناوٹ وہ نور کی مورت خدا کی قدرت وہ خاص نقاش اجل
کی بنائی صورت وہ پیشانی کی چمک وہ چہرے کی دمک وہ نرگس بیمار کی بہار وہ ناک پُرنور کی
اور بھار وہ ابروے خمدار وہ گیسوے مشک بار وہ رخسار پرنور کا برسنا اوسکے اوپر وہ لہلہاے
نوشین کا قطرۂ آب کو ترسنا وہ نازک بدنی وہ شہانے جوڑے کی کفنی اوسکے ساتھ وہ نوجوانی کا
بڑھاؤ وہ نشۂ جام شہادت کا چڑھاؤ دیکھکر کے بہت افسوس سے اپنے اپنے لب کاٹنے
لگے اور انگشت ندامت دندان حسرت سے چاٹنے لگے **روایت ہے** کہ اسکے
بعد ہر چند چند بار شاہزادے نے لشکر عمرو سعد کو پکارا کہ ہان کوئی میرے آگے آسکتا ہے
شیرونکے دار اوٹھا سکتا ہے جب لشکر عمرو سعد سے کوئی مارے ڈر کے میدان مین نہ آیا پس
پس آپ نے اوسکے لشکر مین گھسکے بجلی کیطرح ہر طرف تلوار چمکائی اور سکڑون شقی کو
کاٹ کے شجاعت ہاشمیت دکھائی کیسی تلوار برق غضب قہرب ؎ شعلے کیطرح جنگ
جدل مین بڑھی گئی ٭ بجلی سی کوند کر کبھی لپکی کبھی ہٹی ٭ سو سو سرون کو کاٹ کے سر کی
جدھر ڈگی ٭ ہر صف زمین گرم پہ تڑپی چلی گئی ٭ پشتے پڑے ہوئے تھے یہ کشتون کا حال تھا
جلد سین دم اجل کو بھی لینا محال تھا ٭ پھر آپ گھوڑا دوڑا کے امام کے پاس آئے اور شکایت
پیاس کی زبان پر لائے اور فرمایا کہ بابا جان بہترے سیاہ رو میری تیغ آبدار کی باڑھ سے
سیراب ہو گئے تھے کہ ہم اونکو مارتے مارتے اب مارے پیاس کے بیتاب ہو گئے اگر ہمکو
اسوقت کہین سے ایک چلو پانی پی لیتے تو ابھی ان سب کمبختون کو موت کے گھاٹ اتار دیتے
آپنے گلے سے لگا کر فرمایا کہ بیٹا اس دشت کربلا مین آب تو سراب ہی تھے کہ اب بھی گوہر نایاب ہے

کیا کہیں سب جگر گوشوں کے خون کے نالے بہ رہے ہیں اور ہم سامنے کھڑے دیکھ رہے ہیں یہ سب صدمے سہہ رہے ہیں آہ کیا کریں بات منہ تک نہیں چلتا کہ ذرا چناد ہیں دیکھو تین دن سے آنکھوں کے چشمے بھی سوکھے ہیں سکینہ علی اصغر گود میں تڑپ رہی ہیں کئی روز سے بھوکے ہیں آپ نے انکو آنکھ بھر کے اب تک نہیں دیکھا بالجملہ شدت پیاس میں کچھ تسکین آئی پھر میدان میں کوئی لشکریان عمر و سعد سے باہر نہ آیا عمر و سعد ملعون کو اوسوقت مارے ہول کے برابر دست چلا آتا تھا ڈر کے مارے وہ شیطان مراجا تا تھا سپاہ سیاہ رو باہم کہنے لگی اجی بھاگ جاؤ ابرو جائیگی جان تو رہیگی بھیک مانگ کھائینگے یہی ناخلف نامرد کہے گی تب عمر و سعد نے مجبور ہو کر اپنی انگوٹھی طارق ملعون کو دی کہ اسے لے اور سر علی اکبر کا کاٹ لا دے بعوض اسکے حکومت موصل کی تجھے دلا دونگا طارق نے اکر آپ پر خنجر چلا حضرت نے اوسکو دھال پر روک کے پھرتی کے ہاتھ سے اوسکے سینے پر ایسا نیزہ مارا کہ اوس ملعون کی پیٹھ سے نکل آیا پھر سر کو اوسکے تن سے دور اور نعش کو اوسکی گھوڑ دنکی ٹاپوں سے چکنا چور کر دیا اوسکے بعد دونوں بیٹے طارق کے یکے بعد دیگرے آتے گئے اور ایک حملے میں جہنم کو جاتے گئے یہ شجاعت دیکھکر فوج عمر و سعد تھرا گئی قریب تھا کہ لوگ بھاگیں پہلوانوں کے دلوں پر مردنی سی چھا گئی پھر عمر سعد نے ڈر کر کے ایک بڑے پہلوان کو بھیجا جب وہ آگے آیا اپنے ایسا نعرہ مارا اور اتنے زور سے کر کے کہ تمامی لشکریان عمر و سعد کے دل ڈھر کے اور سارے پلٹن والے مارے ڈر کے کانپنے لگے دم بخود ہو کر لپٹنے لگے پھر آپ نے قدم بڑھا کے شمشیر تہمتن اوس پہلوان پر چلائی نیزہ اوسکا کٹ گیا اوس پہلوان نے چاہا کہ آپ پر تلوار چلائی آپنے جھٹکا دیکر کے اوسکے سر پر ایسے زور سے وہ ذوالفقار جدی چلائی کہ بلا مبالغہ اوس شیطان کو سر سے دو نیم کرتی ہوئی زمین تک چلی آئی پھر دوبارہ لشکر عمر و سعد میں شور ہوا کہ علی اکبر آدمی ہے یا شیر ہے لڑ کا ہو کر ایسے ایسے پہلوان کو ایک وار میں دو نیم کرتا ہے کیا اندھیر ہے پھر بحکم عمر و سعد دو ہزار سپاہ روسیاہ اوس ماہ پر مثل ابر سیاہ کے چاروں طرف سے گھر آئے اور تیغ اور تیر کے مینھ برسائے مگر آپ تن تنہا بجلی کیطرح جدھر چمکے سو پچاس کو تیغ آبدار کی آگ سے جلا دیا شیر ببر کیطرح جسطرف دھکے دشمن کو فیان روباہ صفت پر پنجہ خنجر اجل چلا دیا غرض دونوں ہزار پلٹنوں کو زیر و زبر کر کے

امام تشنہ کام کے پاس آئے اور زبان دلب خشک دکھا کے صدائے العطش سنا کے
باپ کو رولائے آپنے فرمایا بیٹا کیا اتنا بیتاب ہوتے ہو عنقریب اب حوض کوثر سے سیراب
ہوتے ہو بیٹا زور کر دیہان سر کٹانے کو آئے ہو یا اپنے قاتلون کو مار کر کاٹ کر ہٹانیکو
یہان مرنے کو آئے ہو یا نام کرنے کو بیٹا ہم شربت شہادت کے ساقی ہین سب کو کھڑے ہو کر
اپنے سامنے آب شہادت پلا چکے اب ہم تم اور علی اصغرؑ باقی ہین سو دیکھو پلاتے پلاتے دوپہر
قریب ہوئی اب سیر اجی ٹرپ رہے ہے شدت پیاس کی ہے نانا جان صبح ہی سے ہمارے واسطے
آب کو ترسیے کھڑے ہین اب طبیعت عالی نہایت اداس ہے حضرت علی اکبرؑ مژدہ روح پرور
لشکر میدان جنگ مین آئے اور ہاتھ کو روک لیا اور علی التواتر بہت سے زخم تیغ اور تیر تن
نازک پر کھائے آخر ابن تمیر مردود نے ایسا نیزہ چلایا کہ پشت نازک سے نکل آیا آپ پشت زین سے
فرش زمین پر آئے اور نعرہ یا ابتاہ ادرکنی زبان پر لائے بابا جان جلد آئے علی اکبر کو
خیمے مین اوٹھا لیجاے ؎ شاہ آئے تو وہان آکے تماشا دیکھا ٭ خاک کے تخت پہ نوشاہ کا
لاشا دیکھا ٭ پھر جان عالم امام کرم نے یہ حال دیکھکر آنکھو نسے آنسو بھائے اور علی اکبر کو
اوٹھا کر خیمۂ عالی مین لائے اوسوقت عرش سے فرش تک ماتم پڑ گیا کہ آج علی اکبر کے مرنے سے
امام کی سب کمائی لٹ گئی گھر اجڑ گیا حضرت زینب وکلثوم اور شہر بانو معصوم کی فغان واویلا
نعرہ جانکاہ سے سیدخاتون جنت بہشت مین رو تی تھین حورین بہشت کی جھرمٹ کے پکڑی
بیتاب ہوتی تھین شاہنشاہ عالم سر کو اوس نوشاہ کے اپنے زانو پر رکھے رہے
وہ شہانا جوڑا وہ زخمی گھوڑا وہ براق سی صورت وہ چاند سی مورت دیکھ دیکھ آنکھو نسے
آنسو بھاتے تھے اور اپنے دامن پاک سے خاک و خون اُنکے چہرے کا صاف فرماتے
تھے اور کہتے تھے اے فرزند دلبند علی اکبرؑ ذرا آنکھ تو کھولو ما در پدر خستہ سے کچھ تو بولو اور
پھوپھی بہن سے رخصت ہو لو اے علی اکبرؑ برزے پرزے تن بدن ہو گیا ہاے وہ شہانا
جوڑا کفن ہو گیا بیٹا اپنے ہی خون سے نہالئے واہ بیٹا خود تو چل بسے باپ کو خوب رولائے

نظم امام تشنہ دہان کا بیان کرون کیا غم ٭ پسر کی نعش پہ روتے تھے خیمے مین ہر دم ٭
ہر اک سے کہتے تھے غم مین بدیدہ پر نم ٭ مسافر نہ رسید از عدم گزو پرسم ٭ کہ پیر خ کجا برد نوجوان ما

حضرت علی اکبر نے آنکھ کھولدی اور سر اٹھا کر دیکھا اپ کے دیکھکر مسکرائے اور فرمایا
باباجان اسوقت مین دیکھ رہا ہون کہ حوران جنت بناؤ سنگار کیے کورے شربت کے ہاتھ
مین لیے جنت کے جھروکے پر کھڑی اشارے کر رہی ہین کہ علی اکبر چلے آؤ علی اکبر چلے آؤ اور
دیکھیے نانا جان حضرت محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے سامنے دو قدحون مین شربت
بہشت کا دونون ہاتھون لیے کھڑے ہین اور ایک پیالہ مجھے دیتے ہین کہ علی اکبر لو اور مین
کہتا ہون کہ نانا کئی روز سے بڑا پیاسا ہون دونون پیالے دیجیے نانا فرماتے تھے کہ علی اکبر
ایک پیالہ تم پی لو اور ایک رہنے دو اب عنقریب تمھارے باپ بھی میرے پاس آئینگے پیالہ
تمھارے باپ کو پلائینگے یہ کہکے باداز حزین واشوقانہ مارے اور باغ ارم کو سدھارے
حضرت شہربانو نے زبان حال سے فرمایا اور رد کر عرش کو ہلایا مثنوی رو کے بولین
کہ اے علی اکبر ✤ کچھ مرے رونے کی ہے تجھکو خبر ✤ روتے مین سب نہین خبر تجکو ✤ کھا گئی
کون سی نظر تجکو ✤ اللہ آمین سے تجھکو بالا تھا ✤ میرے گھر کا تو ہی اجالا تھا ✤ علی اکبر
کر کو تو چلے ✤ یہ کہو مان کو کس پہ چھوڑ چلے شعر رسول پاک پہ بھیج اے خدا
درود و سلام ✤ علی و فاطمہ حسن و حسین پہ بھی مدام ✤۔

علی اصغر کی ہوکینوکر شہادت کا بیان نام | کہ سنگ غم سے سینہ چور ہے دل تھر تھراتا ہے

جب سب جان نثارون اور بھائی بھتیجے بھانجے شاہزادون نے سلطان کونین جان وارین حضرت
امام حسین کے سامنے شربت شہادت نوش فرمالیے کہ کوئی مددگار اور یاور جان نثار سوائے
حضرت علی اصغر طفل شیر خوار اور حضرت سجاد بیمار کے باقی نہ رہا کہ امام کے حال پہ ترس کھائے
اگر امام کی اسوقت کی بیکسی اور بے بسی کا حال پر ملال زبان قلم پر لاؤن تو واللہ ثم باللہ آسمان لرزہ
زبان جلجاوے صفحہ قرطاس گلجاوے اوسکا کچھ تھوڑا حال وہی جانے جسکا کوئی پیارا فرزند لوتا پوتا
ہوجاوے سانپ نے اوسے وسا ہو یا پنجہ کفار مین کبھی پھنسا ہو اور جسکی کینچلی بھی نہین جسکی انگلی کٹی نہین
وہ درد نا سور پر کیا مین کیا جاوے اور جو غم پھول کے فرش پر لینی تان کے سویا کیا وہ دکھ کر بلا کے رنگا
کیا جانے اگر کین جلوے مین ہوئی گڑی تو واللہ انکھونکی راہ سے آنسو نکل پڑے اور امام تشنہ کام کا

تو سارا بدن خنجر غم سے چور ہوا دلمین ہزارون پھپولے پڑ گئے جگر مین ناسور ہوا کیسے کیسے لعل کیسے کیسے نونہال دم کے دم سیلاب دم مین بحر عدم کے ہو گئے کنارا نہ ملا تھا پانون مار رہ گئے تنکے کا سہارا نہ ملا دو ہی گھڑی مین سامنے ساری کمائی لٹ گئی عمر بھر کی سنگت چھٹ گئی مگر خدا جانے امام مکرم جان عالم کا کیسا دل تھا جو راہ رضا و تسلیم مین ایسا مستقل تھا اگرچہ امام تشنہ کام کی مصیبت کربلا کو یاد کر کر روتا ہون روتا رونگتا روتا ہون مگر اوس سے بھی بھر تا نہین ایسے رونے سے کیا ہوتا ہے راقم مولف نے چار مہینے سے جب یہ کتاب لکھنی شروع کی بعد بعد کھانے کے بھی پانی پیا نہین بغیر آہ سرد کے دم بھر دم لیا نہین جب پانی دیکھا دانستہ معًا امام تشنہ کام کی پیاس یاد پڑ گئی کلیجے مین گویا سیخ سی گر گئی کیا کہیے افسوس اگر امام تشنہ کام کا حکم ہوتا تو سینے کو خنجر دونے کچل ڈالے حوصلے دل کے خوب نکالتے کلیجے کو چکلون سے مسل ڈالتے سر کو پٹک پٹک کے توڑ ڈالتے حوصلے دل کے خوب نکالتے جیب و دامان پھاڑ ڈالتے زبان اور دندان اوکھاڑ ڈالتے ؎ دلبر فراق کا تو یہ اک داغ رہگیا + دل اس الم سے آبدسان ہو کے بہگیا + یون قافلے کا قافلہ ہمراہ شہ گیا + قسمت مین تھی ہمارے ہی فرقت حسین کی + غرض جب کوئی باقی نرہا اور جان عالم امام مکرم کی باری آئی اوسوقت حضرت زینب و رکلثوم اور شہر بانو نے مغموم نے حضرتؑ کی تنہائی اور بیکسی اور بے بسی پہ گریہ و زاری شروع فرمائی آپ خیمے مین تشریف لائے اور بروگیان عصمت کو روتے کلپتے سے مانع آئی اور فرمایا کہ رو رو کے اور تم لوگ زخم نہانی پر کیون نمک پاشی کرتے ہو نا خن آہ سے کیون سینہ خراشی کرتی ہو قاسم علی اکبر کا نام لے لے کے شعلہ آہ کو کیون بھڑکاتے ہو وہ چاندسی صورت و نور کی مورت کو یاد دلا دلا کے دل کو کیون دھرکاتے ہو رو مت چپ ہو شکر کرو سینے اور پر کو صبر بھرو اگر چہ بھار ساری کمائی لٹ گئی پھر کیا مضائقہ دوزخ سے امت عاصی تو چھٹ گئی شعر حصول کچھ نہین ہے شور و غل سے چھانے سے عجائت امت عاصی سے سر کٹانے سے + مصیبت اور بلا پر صبر و شکر کرنا موجب ثواب کا ہے اور بے صبری اور جزع کرنا سبب عذاب کا ہے بعد میرے جب نیمہ اور سارا اسباب لٹے اوجہر ملا مین تم لوگ گرفتار ہو تو خبردار میرے غم مین ایک بال سر کا کھلنے نپائے کوئی شور و غل نہ مچائے منھ پر طپانچہ نہ مارے سر سے برقع نہ اوتاری منھ نوچو دامن پھاڑو سینہ زنی

بازآئے یہ سب فعال میری شریعت محمدیہ مین حرام ہین خبردار کوئی عمل مین نہ لائے مگر ہان فرد غم
اور کثرت رنج والم سے لب بند کرکے آنکھو نسے آنسو بہانا مظلومون کا کام ہے سو تم لوگون سے زیادہ
کون مظلوم اور مغموم اور بیکس اور بے بس ہے کہ پنجہ ظلم اعدا مین گرفتار ہو باوجود گرانگی بھوک
کی آہ سرد بھرنے سے ناچار ہو دنیا چھوٹا اشقیا نے اہلبیت نبوت کو لوٹا کیسے کیسے پیارے آنکھو کے
تارے اپنے سامنے سر کٹا کٹا مرغ بسمل کیطرح خاک و خون مین تڑپ تڑپ کے رہگئے سارے
بال بچے اپنے پرائے دم کے دم مین بحر عدم مین بہ گئے سو جسقدر اس سانحہ قیامت خیز مین
آنکھو نسے آنسو بہاؤ بجا ہے اور جتنا اس مصیبت وقت انگیز مین بلا آواز کے رو دو سو بجا ہے
اتنے مین حضرت زینب و ام کلثوم اور شہربانو اور سکینہ مغموم ضبط گریہ نہ کرسکین بے اختیار ہو کر
رونے لگین انکے فغان و آہ و نعرۂ جانکاہ سے قریب تھا کہ دل فرشتگان عرش برین کا
پھٹ جائے ساری دنیا الٹ جائے آپ سکو تسکین دی اور حضرت سکینہ اپنی شاہزادی کو گلے سے
بہت پیار کیا اور حضرت زینب کی گود مین دیکر فرمایا کہ سنو بہن زینب آج میری سکینہ کی ناؤ
بھنور مین پڑی ہے تھوڑی دیر مین یتیم بے پدر ہو جائیگی موت میرے سامنے چھری لیکر سینہ
کھڑی ہے سو خبردار میرے بعد اسپر کوئی دیٹھی نہین خود ہی مرغ بسمل نیمجان بیدل و پر ہو رہی ہے
چیل کیطرح اسپر کوئی جھپٹے نہین فرزندان یتیم اکبر نازک مزاج شکستہ دل ہونے مین غنچہ کیطرح
سموم غم سے مضمحل ہوتے ہین خصوصاً سر و سینہ مجھسے بہت ہی مانوس ہے سو ہر طرح سے اسکی
تیمارداری کیجو آنکھو مین اسکے آنسو نہ آنے دیجو حضرت زینب نے فرمایا کہ اے بھائی اگر سکینہ
جان تک بھی طلب کرینگی تو بلا عذر حاضر کرونگی مگر حیران ہون کہ جسوقت آپ کو یاد کرکے
بابا بابا پکارینگی در و دیوار پر سر دے دے ماریگی اوسوقت سکینہ کو مین کسطرح مناؤنگی اور بھائی
صورت اونکو کہانسے دکھاؤنگی آپنے فرمایا کہ خیر اب سینے پر سل دھرتا ہون اور تم سب کو
خدا کے سپرد کرتا ہون حضتعالی تم سب کو صبر عطا فرماوے اور عزت اور حرمت کی ساتھ مدینے
پہونچاوے یہ فرما کر قدم بڑھایا اور گھوڑے کی باگ تھامی اور رن مین جانیکا قصد فرمایا ناگاہ
آواز اہ و زاری و درد و بیقراری کی خیمے سے آئی آپ پھر خیمے مین تشریف لائے اور سبب
گریہ استفسار فرمایا حضرت شہربانو نے فرمایا کہ لخت جگر علی اصغر پیاس کی شدت سے نیمجان دم بھر رہے ہین

کوئی دم کی مہمان ہین آہ علی اصغر کئی دن سے پیاسے ہین بھوکے ہین کیا ہم کھلائین کیا پلائین
دو دھ تک تو سوکھے ہین ماہی بے آب کیطرح دھوپ مین تڑپتے ہین ہمارے پیاس کے رونیکی تاب
نہین گود مین پڑے سرد پڑتے ہین شدت گرمی سے زبان نکالے ہین تب کھوتی ہین آگ کے
سینہ کباب سے ہے چھاتی مین پھپھولے ہین اگر اعدا اسوقت ایک چلو بھی پانی اس طفل شیرخوار پر
ترس کھاکر دیوین تو علی اصغر کی جان بچ جاوے فی الحال دم اوسکا پلٹ آوے جان عالم امام مکرم
نے حضرت علی اصغر کو گود مین اوٹھا لیا اور چھاتی سے لگالیا اور درود پڑھ پڑھ کر دم کرتی ہوئی پھر
دم بھرتی ہوے اعدا کے سامنے آئی اور فرمایا اے کوفیان بیوفا ماشاء اللہ تم نے تو یہان بلاکر کربلا کی
توے پر بیٹھنہ مرغ کیطرح ہم سب کو خوب تل ڈالا اپنے دلکا حوصلہ نکالا خون کی ندیان بہادین
نعشین پامون سے کچل ڈالین عابد پونا غیر خدا کا محض ہمارا علاج ہے دوا کو کون پوچھے کہ قطرہ آب کو
محتاج ہے تم مین ہر شخص اب فرات سے سیراب ہے اور ہمارے خیمہ مین اب دہان گویا زخم ریت
ریت کی گرمی سے تلوے جلتے ہین اسپان صبا رفتار ایک قدم نہین چلتے ہین یہ دشت کربلا ہے
یا کورۂ آہنگران ہین جو ریت ہے وہ نشتر رگ جان ہے یہ دوپہر کے تڑاقے کی دھوپ اسپر طرہ یہ ریت
گرما گرم پر آہ سرد بھر بھر پیاسون کی دوڑ دھوپ جہان پتھر ہے وہ انگارا ہے جو بشر ہے وہ
پیاس کا مارا ہے جب ہوا چلتی ہے معلوم ہوتا ہے تنور گرم سے بھاپ نکلتی ہے ٹھکریان انگارے
سی دھکتی ہین لکڑیان بن آگ کے لگتی ہین بہرحال اگر تمھارے گمان مین گنہگار اور خطاوار
ہون تو مین ہون اس بچے علی اصغر طفل شیرخوار کا کیا گناہ ہے جسپر مینھ ستم کا اتنا برساتے ہو
قطرہ اب سے اوسکو ترساتے ہو دیکھو ذرا ترس کھاؤ مارے پیاس کے زبان نکالے ہانپتے ہین
پانی کا نام سنتے ہین کانپتے ہین انکی صورت انکی تڑپ دیکھ دیکھ کر کلیجا منھ کو آتا ہے دوپہر کی
گرمی کا زور پیاس سے ننھے ننھے بچونکا شور کیفیت قیامت کی دکھاتا ہے اسوقت خدا کی راہ پر
ایک گھونٹ پانی اوسکو پلاؤ فائدہ یہ معصوم بے زبان بچ جاوے جان اسکی پلٹ آوے شقیانی
جواب صاف دیا کہ اے امام تشنہ کام آپ کا کہنا خیال ہے لیکن ابن زیاد کے ایک بوند پانی آپکو
اور آپ کے اطفال خرد سال کو ملنا محال ہے ناگاہ ایک خدا ترس بدبخت نے ایسا تیر حضرت
علی اصغر پر چلایا کہ اونکے گلے سے پار ہوکر امام کے بازو کو چھیدتا ہوا پار نکل آیا حضرت علی اصغر

باب کی گود مین مرغ بسمل کیطرح تڑپ کر رہگئے امامؑ نے آہ کی کلیجا تھام کے یہ اخری صدمہ بھی سہگئے سارا کپڑا اپ کا حضرت علی اصغر کے خونسے لہولہان ہوگیا پھر آپ نے ایک قطرہ خون زمین پہ گرنے ندیا روتے ہوے جسمے کیطرف رخ کیا اور حضرت شہربانو کو بلا کے علی اصغر کی نعش کو اونکی گود مین دھر دیا اور فرمایا لو علی اصغر کو بھی اشقیا نے اب خنجر ابدار پلایا اب دست خاص سے ساقی کوثر کے شیر جنت ہم اسے پلائینگے مثنوی سنتے ہی یہ کلام ہوش ربا + رہ گئین دل مسوس کر اپنا + شہ کا منہ دیکھکر بحسرت و یاس + رو کے کہنے لگین یہ وہ بی آس + شاہزادہ تو مرگیا افسوس + کن غم دلپہ دھر گیا افسوس + علی اصغر مرے مین تیرے نثار + صدقے ماں تیرے اے غریب دیار + کیا عہد بھی وفا تونے + مجھ سنکش سے کی دغا تونے + اب دلہن کسکی بیاہ لاؤنگی + کسکو دولھا مین اب بناؤنگی + کون ماں کہکے اب پکاریگا + قبر مین مجکو کون اوتاریگا + فرط غم سے وہ مادر غم کوش + ایسی روئین کہ ہوگئین بیہوش + شاہ کو بھی غم آیا اونکے ساتھ + رہگئے دھر کے سینے پر وہ ہاتھ + ساتھ روتی تھین زینب کلثوم جان کھو کھو کے ہوتی تھین منہ زرد + اب زیادہ اس سے اگر حضرت شہربانو کی مصیبت اور غم کا حال اور حضرت زینبؑ اور کلثومؑ کے ولولہ ملال اور حضرت سکینہ کی بیقراری کے واسطے بیقراری اور حضرت عابدؑ بیمار کی گریہ وزاری تحریر مین آوے تو جگر سامعین ٹکڑے ٹکڑے ہو جاوے نظم

صدا طرفہ دیتے ہوئی جبرئیل جاتے تھے	کہ بھاگو اشقیا شبیر خود لڑنے کو آتا ہے

آہ اے ناصر اہ اے ناصر اب یہانسے واقعہ قیامت نما اور ماجرا فلک رہوش ربا یعنے ذکر شہادت خاص شہید کربلا محصور عساکر اعدا نور چشم مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم دسر در سینہ مرتضے قتیل خونین بیرہن شہید رنگین کفن عین فرات مین خشک لب تیر بارانی بلا سے جان بلب پر کالہ پر کالہ جگر کنار و دراز دیار دیار جان عالم سلطان کونین سیدنا حضرت امام حسینؑ شروع ہوتا ہے جسکو

سنکر رونگٹا رونگٹا بدن کا رونا ہے کاتب کو سکتا ہے قلم مصیبت رقم کا غذ کا منہ تکتا ہی نہ قاتل کو تاب گویائی ہے اور نہ سامع کو قوت شنوائی ہے آہ آہ کیا کہئے آنکھوں سے آنسو پاٹ چلا آتا ہے افسوس کسطرح لکھے سوز غم اور آہ والم سے کاغذ و قلم جلا جاتا ہے قطعہ زدست گریہ کتابت نمی توانم کرد ۔ کہ می نویسم و مشغول مے شوم فی الحال ز آہ و نالہ حکایت نمی توانم کرد ۔ کہ صد گرہ بزبان مے فتد بوقت مقال ۔ آہ آج نگری مدینے کی سونی ہوئی جاتی آہ آہ مصیبت قیامت بھی دونی ہوئی جاتی ہے کیا کروں سینے پر سل دھر کے کلیجے کو تھام کے مسوس کر کے قلم ماتم رقم اٹھاتا ہوں محبان امام حسینؑ کو خاک پر مرغ بسمل کیطرح لٹاتا ہوں شعر نالے سپہر دلسے اب آنے لگے حضرت دل شاد اب جانے لگے ۔ روایت ہے کہ جب سارے احباب و مردان اہل بیت گلا کٹا کٹا کے بجز عدد میں بیگئے فقط جان عالم امام معظم اور حضرت عابد بیمار رہگئے او سوقت آپ حضرت سجاد اور سکینہ مغموم کی بیبی اور بیکسی اور حضرت زینبؑ اور کلثوم کی غریبی اور بے بسی کو دیکھکر ضبط گریہ نکر سکے آہ سرد کی نعرے جگر گرم کے شرارے عرش تک پہونچائی فرشتگان ارض و سما اور انبیا کو تڑپائی غزل اے دیدۂ گریان نصاف گریہ بیاید ۔ سبط پیغمبر حرا در کربلا تنہا بدی ۔ بر غربتی حسینؑ درد گریستے ۔ حضرت ختم النبیین در میان صحرا بدی ۔ کی توانستے کشیدن تیغ در رویش کسی ۔ گر علے مرتضےٰ یا ذوالفقار انجا بدے ۔ فاطمہؑ در حسرت و اندوہ آن لب تشنگان جامہ بر تن چاک کردی گرد آن غوغا بدے ۔ گر حسن بودے دریں صحرا بر کرب و بلا ۔ از غم و سوز برادر ناله و شیون بدے روایت ہے کہ پھر تو جیسے جیسے دن بڑھنے لگا تشنہ جام شہادت کا جوش مارنے لگا آخر آپ شوق شہادت میں سرشار اور مست ہو گئے ۔ تو وصال ساقی الست کیلئے تو دیں چھٹنے کا خیال گھر بار لٹنے کا ملال خویش اقارب کے کٹ جانیکا غم اور نہ تخت سلطنت کے اولٹ جانیکا دلپر الم نہ بھوک پیاس کی شکایت اور نہ بجز قتل اور سر کٹانیکے اور کسی بات کی زبان پر حتی کہ مارے شوق کے کلیجا دھڑکنے لگا عشق دیرینہ بھڑکا دل دھڑکا سینے کو چیکنو نسے کوئی مسلنے لگا آخر نہایت خوش ہو کر اسپ صبا رفتار پر سوار ہو کر تن تنہا عزم میدان کا فرمایا جناب حضرت امام زین العابدین بستر بیماری پر لیٹے تصور کیطرح پڑے نرگس بیمار سے آنسو بہا بہا کے یہ حال دل اور زبان تحمل کا منہ تکتے تھے مگر مارے ضعف و الم اور کثرت رنج و غم کے اٹھ نہیں سکتے تھے جب دیکھا پدر بزرگوار تن تنہا میدان کو چلے جاتے ہیں اور اب بجز بیکسی و بیکسی باقی نہ رہا پس آواز بلند

فعرے الا اللہ مار کے بدشواری تمام اوٹھکھڑے ہوئے اور نیزہ ہاتھ مین اوٹھایا اور آپ پر قربان ہونے رن کیطرف قدم بڑھایا مگر ضعف کی مارے قدم اٹھنا نتھا اپنے جاتے تھے شدت بیمار یسو کاپٹتے جاتے تھے ناگاہ امام کی نظر پڑگئی کہ فرزند بیمار نور چشم دلدار رنہین باپ پر فدا ہونے کو جاتا ہی اور ضعف وناتوانی سے پانون اوسکا لغزش کھاتا ہے بڑا اختیار ہوکر دوڑے اور حضرت سجاد کا ہاتھ پکڑ لیا اور فرمایا اے لخت جگرائے نور بصر بیماری مین کہان جاتے ہو اور یہ مغموم کو اپنا داغ کیون دیکھاتے ہو اللہ اللہ اے عابد پھر چلو دنیا مین میری نسل فقط تمھین سے باقی رہیگی اور نسل تمھاری قیامت تک منقطع نہوگی پھر چلو نانا جان ہمپر خفا ہونگے کہ تمنے سب کا گلا کٹا دیا عابد بیمار کو بھی باقی نرکھا میری نسل منقطع تشنہ کامان اہلبیت کی لیے ایک کو بھی باقی نرکھا ابھی تمکو بہت صدمے اوٹھانے ہین عمر بھر تمہارے غم کھانی ہین غرض اب حضرت عابد کا ہاتھ پکڑکے خیمے مین لے آئے اور تمھین معرفت حق اور علم مطلق کی جو سینہ بسینہ چلی آتی تھین اونکو دین اور بہت سی وصیتین کین اور فرمایا اے عابد فقط شفقت والفت مری جتنی ہے اہلبیت پر + بعد میرے رکھیو تم بھی بلکہ اوس سے بیشتر + یہ امانت اب تمھین سونپتا ہون اے جان حسین + اتباع مصطفےٰ آلمحوظ رکھیو نور عین + بے بدر ہونیکا غم دلپر سکینہ کی نہو + رنج تنہائی نہ آوے زینب وکلثوم کو + پنجہ اعدا سے آخر صبر مین ہی فلاح + رفتہ رفتہ تا وطن تم لوگ پہونچوگے کبھی واقعات کربلا کیجو حضور جد بیان + آئے جب نوبت ہماری اسقدر کہیو وہان + گو بدن از بارگاہت بسکہ دور افتادہ ام + لیکن از جان بچنان سر بر درت بنہادہ ام + روایت ہے کہ اسکے بعد آپ نے حضرت امام زین العابدینؑ کو گلے لگا کر فرمایا کہ اے یتیم پدر اے غریب بدر اے بیکس و تنہا میرے بعد نانا جان کی امتون کو اور میرے ماں باپکے دوستدارون کو کہنا کہ امام حسین نے تمکو سلام کہا ہے اور فرمایا ہے کہ اے محبان حسینؑ جب کسی مسافر غریب کا سنو تو میری غریبی یاد کیجیو اور جب کوئی مرجاوے یا کسی شہید کا نام آوے تو میری شہادت مری ساری تنہائی یاد کرکے جیکو تسکین دیجیو اور جب تم لوگ بستر خواب بستر سے اوٹھکر جامہ زیب تن کرو تو ذرا اوسوقت خیال میرا غمین پیرہن رنگین کفن کرو اور جسکے رگ پر فضا و بستر رنگا دی تو فقط وہ تختہ خون ہوگا جسپر چلنے کو یاد دلاوے اور تکو گونہین جسکی پیارا بیٹا اگر اوے اوسوقت وہ میرے قاسم پیارے علی اکبر دلارے کو یاد دلاوے اور جو کوئی بی بی میری ماں فاطمہؑ زہرا کی پیاری اپنے شیر خوار بچے کو گود مین لیکر دودھ

پلا دے تو وہ میرے آنکھو نکے تارے علی اصغر بن دودھ کی مارے کو یاد کر کے آنکھو نسے بہا دے
اور جس کسیکو کچھ درد و مصیبت پیش آوے تو وہ کربلا کی میری مصیبت یاد دلاوے اور جب کوئی وقت
سرور اور شادی کے اپنے دلکو شاد کرے تو وہ اوسوقت ذرا میرا رنج و غم بھی یاد کر لے اور جب
خویش و اقارب دوست آشنا کے ساتھ مجتمع ہو دیا نماز با جماعت پڑھو تو میری تنہائی اور پریشانی کو
کربلا کی ذرا سوچو اور جب کھانا کھانے لگے تو میری بھوک مت بھولو اور جب کسیکو کوئی روز نوبت فاقہ
کی آوے تو وہ میرے ننھے ننھے بچون کی فاقے کو یاد کر کے شکم سیر ہو جاوے اور جب پانی پیو تو میری پیاس
میری تڑپ میری خشکی زبان و لب میری تشنہ کامی یاد کیجو فظم چون آب خوش خورید بحسرت
کنید یاد + از سوز سینہ و جگر خونچکان من + و زجوے دیدہ چشمہ خونیں روان کنید + از بہر آب دادن
سرو روان من + آب ذات کف بسر و سر بسنگ زد + و قتیکہ تشنہ شد لب شکر فشان من +
ناصر مین کہتا ہون تجھے بات ایک کام کی + پانی پیو تو یاد کرو پیاس امام کی + روایت ہے
کہ اسکے بعد آپ نے پوشاک عربی زیب تن کر کے عمامہ نبوی سر انور پر دھر کے اور سب ہتھیار
آراستہ ہو کے ڈھال حضرت امیر حمزہ کی زیب پشت فرمائی نیزہ ہاتھ مین لیا اور ذوالفقار حیدری
مونڈے سے لٹکائی بھر وہ گھوڑا غضب کا پر کالا دہ کوڑا غالب کا ڈھالا آگے آیا آپ نے گھوڑے
لگام تھام کر اہل خیمے سے متوجہ ہو کر فرمایا فظم اینک آمد نوبت من الوداع + الوداع ای عترت من
الوداع + زود دلہاے شما خواہد شدن + سوز اناک از فرقت من الوداع + اوسوقت خیمہ اطہر
مین ایسا شور قیامت برپا ہوا کہ دلون پر بجلی ٹوٹ گئی گلون پر تیغ خونخوار چل گئی کلیجا منہ تک
آیا جان نکل گئی حضرت شہر بانو نے مغموم اور زینب کلثوم رو رو کر فرمانے لگین آہ اے جان عالم و اے
امام مکرم اسوقت آپ مدت کی اس توڑی جاتے ہین کیسے ہکہ یہان میدان مین کسپر چھوڑے
جاتے ہین آہ کیسی کمر ٹوٹ گئی اب کیا تدبیر کرین تقدیر تو پھوٹ گئی وا ویلا آہ آج آسمان ہمکو
لوٹتا ہے وا مصیبتا عمر بھر کا اب ساتھ چھوٹتا ہے افسوس مرنے دم اب ہمین کچھ سہارا نہ دیجئے یہانپر
ساتھ لائے مگر ساتھ نہ لیچلے اب بھائی کہکر ہم کسکو پکاریگے کہان جاکے سر دھاریگے واحسرتا ہم
لوگونمین ایسا کون ہے جو برق ستم کا مارا نہین کیا کہیے اس میدان مین کسیکا آسرا نہین
تنکے کا سہارا نہین آپنے سبکو صبر و تسلی دیکر فرمایا شعر آسرا ہے سب سے ہی بہتر آسرا اللہ کا + اور سہارا سب سے

بہتر ہے رسول اللہ کا + پھر فرمایا اب موقع پر سینے پر سل دھر کے تم سب کو خدا کے سپرد کرتا ہون
کہ بیکسون کا وہی وکیل کارساز ہے مسبب الاسباب اور محرم راز ہے ۵ کہکے یہ خانۂ زین پر
ہوے رونق افزا + دلکو شوق اجل اور پیش نظر روے قضا + واہ رے شوق ترا واہ رے
تسلیم و رضا + لب پہ تھا صلی علے و رو زبان شکر خدا + رن پکارا کہ عجب صاحب شمشیر آیا + غل ہوا
لشکر روباہ مین وہ شیر آیا روایت ہے کہ جب آپ میدان کارزار مین آئے آسمان و زمین
تمھرائے اور لشکریان عمر سعد کا تو یہ ڈول ہوا کہ مارے خوف کی پیٹ دیگ کیطرح کھولنے لگا دل
گھبراہٹ سے ہولنے لگا شیر دلیر کو دیکھکر کوفیان روباہ صفت کی مانھ پانون بھول گئے اس شیر
دلیر کی ڈپٹ گھوڑے کی جھپٹ کے سامنے ساری چونکڑی بھول گئے عمر و سعد ملعون آپ کو دیکھکر آتش غضب سے
جلگیا منھ پر ہوائیان چھٹنے لگین رنگ چہرے کا بدل گیا بہرحال جب آپ میدان مین آئے غزل ہانے
لائے غزل جد من خیر الوریٰ فاضلترین انبیاست آفتاب اوج عزت شمع جمع اصفیاست منقبتہاے
پدر گر بشمارم دو دست + ور درج لافتی و بدر برج ہل اتے ست + مادرم خیر النسا فرزند خاص مصطفےٰ
بر کمال او کلام بضعۃ منی گواست + وز برادر گر بپرسی ہست شاہ دین حسن + آنکہ سبط مصطفےٰ
و نور چشم مرتضےٰ است + ہست عم جعفر طیار کاندر باغ خلد + دائما پرواز او تا اشیان کبریاست + حمزہ
سرور شہیدان باشد عم پدر + اینچنین اصل و نسب در جملہ عالم کراست + اے ستمگاران بیخبر
جملہ خویشان مرا + قتل گر دیدین چہ آیین ست این طغیان کراست + دین زبان بہر ملاک من کربستہ اید
کشتن من در کدامین مذہب و ملت رواست + تشنہ لب رفتند یاران و من از پے میروم +
در قیامت حضرت حق حاکم و داور شماست + روایت ہے کہ اسکے بعد آپ نے رو برو لشکر عمر و سعد کے
کھڑے ہوکر اتمام حجت کیواسطے اور بنظر اسکے کہ شاید اللہ کسیکو ہدایت کرے اور لشکر عمر و سعد سے نکل آوے
اور میرے ساتھ شہادت پاوے بتفصیل تمام فرمایا کہ اے لوگون نے مجکو خطوط بھیجکر بلوایا اور بلا گناہ
میرے سارے عزیزون کا لہو میرے روبرو مثل ندی دنالے کے بہایا اب بھی زنا کفر کو توڑو
تعالی کی لوسرکشی چھوڑو راہ راست پر آؤ میرے خون ناحق سے ہاتھ اوٹھاؤ دیکھو ہم ساقی کوثر مالک
بحر و بر کی نواسے ہین مگر تین دن سے قطرہ آب کے پیاسے ہین خون جگر پیتے ہین آہ سرد بھر بھر
کسی طرح جیتے ہین ہم وہی حسین ہین کہ جبرئیل امین بحکم رب العالمین بہشت سے میوہ لالا کر ہمکو

کھلاتے تھے ہمارا بھولا فرشتے بھلاتے تھے ہم جب اداس ہوتے تو ناہین کاندھے پر چڑھا کر بھلاتے
تھے باتون مین ادھر اودھر سراجی بھلاتے تھے امان جان دھوپ مین کبھی جانے نہ دیتی تھین گرمی سے
چہرے پر آندیتی تھین ہم کبھی روتے تھے تو اپنے کلیجے مین سات لیتی تھین انکھین ڈبڈبا آتین تو میرے
انسو کو اپنی زبان سے چاٹ لیتی تھین آہ ہم وہی حسینؑ ہین کہ اعدا ہر طرف سے میرے خون ہنسی کو
بچپن مین لے کو فیون دیکھو ہمکو تو نشہ شہادت چڑھا آتا ہے شوق وصال مین دریا کیطرح
دل امڈا آتا ہے اسدام تلوار کے زور سے شراب شہادت تمھارے ہاتھ سے چھین کر پیجا منگے امنگ
جوانی کا ڈھنگ شمشیر زنی کا دکھا کے ذوالفقار حیدری کو دشمنون کا پلا کے گاذمن کو اخر اپنا گلا
کٹائینگے سو انشاءاللہ اب کو ئی ایک قطرہ نپاؤگے کھڑے جہنم مین چلے جاؤگے بہتر آدمیون کو
تو تمنے مار ڈالا سر تن سے اتار ڈالا اب بھی اگر خدا سے ڈرتے ہو نا جانے کچھ خوف کرتے ہو تو مجھے چھوڑ دو کسی
ملک کو چلا جاؤن اور پھر سطرف کبھی نہ آؤن اور تمکو ہمارے مارنے ہی کا ارادہ ہے تو بسم اللہ بڑھا سر تمھارا خنجر ہم بہ رضا
راضی برضا ہین شاکر بقضا ہین شعر بولو چھار جو یتیمون کی بھی بر ساؤگے ہم پر مولی کی قسم دیکھیو ہم آہ
نہ کرینگے روایت ہے کہ یہ تقریر دلپذیر پر رقت انگیز ذرا میز امام مظلوم کی کو فیان سنگدل سنکر
سوز آہ سے جل بھنکر موم کیطرح پگھلنے لگی آتش برق غضب الہی سے ڈر کر شمع جمال پر آپکے پروانے
کیطرح جلنے لگے آپ کی بیکسی پر رونے لگے اشک سے دامن بھگونے لگے رو رو آپ کے سامنے
ہاتھ جوڑنے لگے آپ کے چھوڑ دینے کی صلاح ٹھہرائی میدان قتل سے گھوڑے کی باگ موڑنے لگے شمر وغیرہ شقیوں نے
دیکھا کہ اب بگڑنے چاہتا ہے شام ہی مین دو پہر کو نشان حسینی گرنے چاہتا ہے آخر کو فیون خنجر ابدار
چمکایا اور یزید کے خوف سے ذرا کر بہت دھمکایا اور متفق ہو کر کہا کہ یا امام تشنہ کام جینگ آپ یزید کی
بیعت پر لب نہ ملائینگے واللہ ہم آپ کو نہ چھوڑینگے اور نہ ایک قطرہ پانی پلائینگے امام نے فرمایا ہم تو اتمام
حجت کر چکے مرنے پر جی کو دھر چکے اچھا میدان مین آؤ امنگ جوانی کا دکھاؤ عمر وسعد نے دیکھا
خدا خیر کرے سارے کو فی والے امام کی بات سنکر رو رہے ہین اونکی تنہائی پر متاسف ہو رہے ہین آخر
اوسنے لشکر کے درمیانسے گھوڑا چمکایا اور کو فیون کو دھمکایا کہ ہان امام حسینؑ کو بات کرنے نہ دو ملحا
کرامات کرنے نہ دو اب انکو گھیر کر مار لو راہ حق سے منہ پھیر کر گردن اوتار لو پھر تو طبل جنگ کا بجنے لگا
ہر شقی اپنے اپنے تن پر سلاح جنگ سجنے لگا شامیان سیاہ رسالہ جنگ درست کرنے لگے کو فیان بغوغا قتل

بنی زادے پسر چست کرنے لگے لشکر عمرو سعد بر شاد کی آگے سے آپا شی کر گئے گھڑی گھڑی پانی بھر گئے پھر فوج کوفیان بیوفان میدان کارزار مین آکر تھم گئے چپ و راست قرینے سے جم گئے آگے آگے ہراول چھیے سوارون کے پیدل غرض عمرو سعد نے قرینے سے سپاہ دسیاہ کو جما دیا گھوڑے پٹھے سے پٹھا دم سے دم سم سے سم کو ملا دیا پھر وہ شیطان باواز بلند گرجا للکارا کہ ہان اے کوفیان مردان امام حسین کیا دیکھتے ہو کیا متفق ہو کر کے اس شیر ببر کو للکارو اور حملہ کر کے ہر طرف سے ایکبار تیر مارو ناگاہ کوفیان بیوفا نے راہ حق سے منہ موڑے اور بیکدم آپ کو تاک کر کے فرزند ہزار کی سن سن تیر چھوڑا مگر بسبب کرامت آپ کی آپ پر یا آپکے گھوڑے پر ایک تیر بھی نہ آیا سب تیر ہوا پر اڑ گئے سامنے آپکے اکثر ادھر اودھر گر گئے اخر اسیطرح وہ وہ تیر شامیون کا کہ جس سے سپہر فلک پھٹ جاتا تھا وہ وہ آپکے جسم اطہر کے آگے آکر کے آچٹ جاتا تھا پھر تو جو آگے آیا ایک ہی وار مین مار لیا یا دو سکا مثل خیار ترکے اوتار لیا اسیطرح جتنے نامور آپکے سامنے آتے تھے شمشیر ابدار کے گھاٹ پار ہو جاتے تھے قطع بجلی کی جست شیر کی آندھوا کا زور + قدرت کا کھیل قہر کی طاقت بلا کا زور + گہ آب گاہ آتش فشانی دکھاتے تھے + پانیمین آگ آگ مین پانی دکھاتے تھے + لاکھون کے خون کرنے کو ہان ہمت نہین تھی + ہر جا تھی اور پوچھو کہان تھی کہین نہ تھی + اسکے بعد آپ خیمے مین آئے اور حضرت سجاد کو گلے سے لگائے ، رباعی وہ اے پردہ نشینان وکودکی یادگار + نماند ہیچ دیگر از برادر جز حسینؑ + حسین گریکنان در وداع فرزندان + ستادہ لشکر بیحد در انتظار حسینؑ + شعر رسول پاک بہ بھیجے اے خدا درود و سلام + علی فاطمہ حسن و حسینؑ پر بھی ہمدم + روایت کہ اسکے بعد اپنے قصہ فرمایا ناگاہ ایک اندھیر طوفان نظر آیا پھر اسمین سے ایک شخص عجیب بصورت غریب شکل عجیب گھوڑے پر سوار نکل آیا اور پیادہ ہو کر بڑی تعظیم سے سلام مسنون بجا لایا آپ نے جواب سلام دیکر پوچھا کہ اے نیکبخت تم کون ہو کہان سے آئے ہو کہ ایسے وقت مین مظلومان بیچارہ اور غریبان آوارہ کے ساتھ بشرط شفقت بجا لائے ہو اوسنے عرض کی یا ابن رسول اللہ ہمارا امام زعفر ہے ہم پریون کے سردار ہین غلام رسول پر جرگا اور جمع کر کے آرہین کہ لشکر بیشمار کے حکم ہو تو ابھی کوفیون کی سیاہ دسیاہ کو تہ و بالا کر دون ایک ہی وار مین مارون منہ سب کا کالا کر دون آپ نے فرمایا کہ تم جسم لطیف ہو وہ تلوار نہ دیکھین گے تم اونکو دیکھ دیکھ مارو گے یہ ظلم کی

بات ہے اور یہ تو نوشتہ تقدیر سے ٹل نہیں سکتا گردن اور تلوار خدا کی ہاتھ ہے زعفر نے کہا اگر حکم ہو تو ابھی آدمی کی بصورت بنجاؤں شمشیر قدرت ہاتھ مین لیکر کے اشقیا کے سامنے تن و جان آپ نے فرمایا اے زعفر خدا تجھے جزائے خیر دے ہم کئی دن کی بھوکی پیاسے ہین آج نانا جان سے ساتھ ہمکو افطار کرنا ہے تشنہ لب شربت شہادت پیکر ضروری مرنا ہے سو تم بندہ پھر جاؤ لڑنے کا خیال دلمین نہ لاؤ زعفر مجبور ہو کر پھر گیا اور غبار نظر سے غائب ہو گیا رات دن ایسے ہے کہ اسکے بعد آپ خیمے سے پھر میدان مین گھوڑا دوڑا لائے لشکریان عمر و سعد گھبرائے آسمان و زمین دونون تھرائی نظم برپا تھا دان پہ شور کہ گونجا ادھر سے شیر + اے سرکشان شام لڑائی مین کیا ہی دیر + فرما کے یہ امام نے گھوڑا کھڑا کیا + ایکجا سمت کی ہو گئی دو لاکھ اشقیا تیغین کھچین بلند ہوئی گرز آہنین + گھوڑون کی جست و خیز سے ہلنے لگی زمین + ماہی کو زلزلے سے نہ اکدم فراغ تھا + باجون کے غل سے شیر فلک بہ دماغ تھا + جولان کیا تو پھر کسی جا فرس تھما + پھرا گیا کہین کہین جما کہین جما + میدان سے دل مین فوج ستمگر کے جا پڑا + مانند شیر قلب مین لشکر کے جا پڑا + پہلے پہل تمیم رو سیاہ شام کا سردار مقابلے کو آگے آیا آپنے ایک ہی وار مین اوس لعین کو نار جہنم مین پہونچایا پھر تو ایسی جم کے لڑائی ہوئی ایسی تیغ زنی ہوئی کہ شیران صف شکن تھرائے کاؤز مین کے پانون اکھڑ گئے عرش سے فرش تک جنبش ہوئی آسمان کو چند کنگور جھڑ گئے جسپر تیغ دو دم اوٹھا موت سر پہ آگئی چہرہ اشقیا پہ مردنی چھا گئی واری شمشیر برق غضب قہر رب جسکے سر پہ پڑی ایک ہی وار مین گھوڑے اور سوار دونون کو کاٹا پھر بجلی کیطرح ساتون طبق رگیدے پار ہو گا کاؤز مین کا لہو چاٹا وہی سر اشقیا کا جو خود مین تھا نظر بھیری تو ابھی تو دمین تھا جسپر لپک کے ایک وار کیا بلا مبالغہ ایک کو دو دو کو چار کیا نظم ہر جا لپک لپک کی جو وہ شعلہ ور گئی میدانین مثل برق چمک چار سو گئی + نصرت مرگ پھرتی تھی اعدا کے سامنے + غل تھا ارے نہ جایو لگن کے سامنے + آڑتے تھے اسکے دم سے شرارے ادھر ادھر + گرتے تھے ٹوٹ ٹوٹ کے تارے ادھر ادھر ہر ضرب مین تنو نسے زمین پاٹتے ہوئے + میدانین پھرتے جاتے تھے سر کاٹتے ہوئے + دلاوران شام جب آپ کی پھرتی پر نگاہ کرتے تھے واہ واہ کرتے تھے پھر تو لشکر عمر و سعد مین اپکا رعب چھا گیا ہر شقی دلاور تھرا گیا سپاہ رو سیاہ کی منہ پہ ہوائیان اڑنے لگین بغلین جھانکنے لگے ادھر ادھر بھاگنے کیلئے

باگین مرنے لگین بڑے بڑے دلاور حسرت کے ناخن سے منھ نوچنے لگے بھاگنے کی راہ سوچنے لگے پہلوانان خام کے ہول سے چہرے زرد ہو گئے مارے خوف کے ہاتھ پانون سرد ہو گئے باہم کہنے لگے ارے بھاگ چلو آبرو گئی تو گئی جی تو رہیگا لہو کا نا لا بدن ہے تو نہ بہیگا ناگاہ عمرو سعد بن نہاد نے مدیکھا کہ آہ آہ ابتو فوج ڈاوان ڈول ہو گئی لشکریون کے دلمین ہول ہو گئی پس میدانمین آکر للکارا اور باواز بلند سپاہ پر نعرہ مارا کہ دلاور و میدان جنگ مقام نام و ننگ ہے شیران دلاور کا یہی کام ہے لڑنے بھڑنیکا جوانون یہی سن ہے ایکدن تو مرنا ہے دنیا مین زندگی چار دن ہے ناگاہ یزید ابطحی نے لشکر کو للکارا کہ ہان اے کوفیان بزدل کیا دلکو اچاٹ کرتے ہو دیکھو تو ہم اکیلے کیا کام کرتے ہین میدان جنگ مین اپنا کیا نام کرتے مین اور اوس ابطحی شقی کی لاوری ملک شام اور عراق اور مصر اور روم مین مشہور تھی نزدیک ہی نہین بہو در تھی غرض وہ ابطحی زبردست ڈیل ڈول مین مثل فیل مست خنجر ابدار ہاتھ مین لیے میدان مین آتے ہی پکارا بڑی آواز سے اپ پر گرجا للکارا لشکریان عمرو سعد ابطحی کو امام کے ساتھ لڑتے دیکھکر بہت خوش ہوے آپ نے فرمایا ابے شیطان کیا مجھے تو جانتا نہین گستاخانہ چلا آتا ہی کیا مجھے پہچانتا نہین ہے آپ کی بات کا جواب نہ دیا اور آتے ہی آپ پر وار کیا آپ نے لپک کر کے اوسکی کمر مین اس زور سے تلوار لگائی کہ وہ ملعون لکڑی کیطرح کٹ گیا دو پارہ ہو کر گھوڑے سے الٹ گیا غرض پھر اسیطرح جو آپکے سامنے جاتا وہ نہ پھر کر آتا پھر تو سوار و ضین ہلچل پڑی پیادون مین کھل بل پڑی کسیکو مارے ہول کے دست پر دست آنے لگے بڑے بڑے پہلوان تیر انداز پٹے باز لڑنے نہ بھرے مگر فقط ذوالفقار حیدری کی چمک سے غش کھانے لگے ہر طرف سے انکم ہونے لگے شعر رسول پاک پہ بھیجے ملے خدا درود و سلام علیؑ و فاطمہؑ حسنؑ و حسینؑ پر بھی روایت ہے کہ اوسوقت کو نہایت پیاس غالب ہوئی طبیعت عالی قطرۂ آب کی طالب ہوئی پس آپنے لب فرات کا قصد فرمایا اسب صبا رفتار کو چمکایا عمرو سعد نے کہا ہان ہان سوار و دیکھو ایسا نہو کہ امام تشنہ کام فرات کے کنارے جائین اور پانی پی آئین اسواسطے کہ اسوقت اگر ایک گھونٹ بھی پانی پیکر جدھر بھاگ موڑینگے تو واللہ کسی کو زندہ نہ چھوڑینگے اکیلے تن تنہا سبکو مار لیوینگے گو ایک ایک کی چن کر کے گردن سر سے اتار لیوینگے پھر فوج اعدا با دلِ سی امڈی اور امام تشنہ کام اور آب

فرات کے درمیان مین حائل ہوگئی ہر جانب سے مینھ تیغ اور تیر کا برسا کی قتل سبط نبی پر مائل ہوگئی
ناگاہ لفظ ہان آپ کے دہن سے نکل گیا پھر تو اسپ برق رفتار کا دے کی راہ کاٹکے تینون صفون کو
اعدا کی پھاڑتا ہوا تیر کیطرح سن سے نکل گیا بجلی کیطرح جدھر چمکا سیاہ روسیاہ بادل کیطرح پھٹ
گئی صاعقہ کے مثال جسپر گرا دل بھر کا کلیجا دھڑکا لشکری ادھر ادھر ہٹ گئے پھر تو گھوڑے
کو بحر فرات مین ڈالا حوصلہ دلکا نکالا پھر آب فرات سے ایک چلو پانی لیکر چاہا کہ پیکر جان تازہ
کرین میدان جنگ مین جا کر قوت بے اندازہ کرین ناگاہ پیاس تشنے تشنے بچون حضرت قاسم
علی اکبر رض علی اصغر کی یاد پڑ گئی دل سرد ہوگیا کلیجے مین سینخ گرم سی گڑ گئی پس سب پانی کو ہاتھ سے
پھینک دیا اور ایک قطرہ بھی نہ پیا اور کسطرح پیتے منظور آتی تو یون تھا کہ تین دن کی بھوکی پیاسے
راہ حق مین جی جان نثار کرین اور دس روز کو شکے وقت اپنے جد امجد کے ساتھ میوے اور شراب
بہشتی سے افطار کرین آور اشقیا فرات کے گھاٹ پر آب کی گھات مین بادل کیطرح جمے
تھے قریب نہ آئے تھے ایک تیر کے پلے پر تھے تھے پھر اپنے گھوڑے کو کہان ہان بہادر ناگاہ
وہ براق برق سیر بجلی کیطرح چمکا بدلی کی مثال فوج اعدا کو پھاڑتا ہوا سیکڑون کو ٹاپون سے
کچلتا ہوا میدان رن سے نکل آیا ابھی فرات کے کنارے تھا بلک جھپکی تو خیمہ عالی کے پاس
سن سے نکل آیا لب فرات سے خیمے تک آتے آتے چار سو کفار کے سر کاٹ دیے دشت کربلا
لعشون سے پاٹ دیے خدا کو معلوم کتنے شقی ٹاپون سے کچل گئے ادھر ادھر کی جھپٹ مین کھنڈ گئے
غرض آپ اوسیطرح صحیح وسالم بھوکے پیاسے خیمے مین آئے اور حضرت زینب اور کلثوم اور شہربانو منوم
کو تسلی دیکے سکینہ اور عابد بیمار کو گلے سے لگایا اور حضرت عابد کی منھ پر بوسے دیکر فرمایا ریاعی

بیا عابد دوا عم کن بیا بے آتشم بنشان ٭ کہ تیغ از استخوان بگذشت و اب از فرق کار از جان ٭
کنارم گیر گر نوبت شود جان حزین خرم ٭ سخن گوتا زگفتارت دل غمگین شود شادان ٭ شعر

رسول پاک پہ بھیج اے خدا درود وسلام ٭ علی و فاطمہ حسن وحسین پہ بھی مدام ٭

شہادت حضرت شبیر محشر کا نمونہ ہے	کہ جسکے ذکر سے ناصر کلیجا منھ کو آتا ہے

اسکے بعد آپ اہل خیمے سے وداع ہونے لگے گلے مل کے لوگ رونے لگے آپ نے فرمایا

آخری دیدار ہے اب پھر ملاقات نہو گی ربا عی اے اہل خیمہ مین بھی مرقع مین دہر کے ۔ تصویر ہون
دے لب حسرت گزیدہ ہون ۔ غم ہون الم ہون یاس ہون سوز و گداز ہون ۔ بچھڑا ہوا کارواں کے
مسافر جریدہ ہون ۔ جسوقت شاہزادہ جان عالم نے گھوڑے کی باگ اوٹھائی آسمان کانپا
زمین ہلگئی گاؤ زمین تھرائی غرض یکہ تاز میدان کربلا شیرین شیر خدا جناب سید الشہدا نشۂ جام
شہادت سے مخمور دل نازنین سنگ عشق خدا سے چکنا چور تن تنہا مثل شیر ببر کے معرکۂ قتال مین
تشریف لائے فرمایا ہان اے کوفیو تلوار و نیزاب بارہ دو اب ہم گلا دینے کو آئے شعر شکر ہے اے کوفیو ایذد کی
درگاہ مین ۔ ہم گلا اپنا کٹاتے ہین خدا کی راہ مین ۔ یہ کلام سنکر پلٹنون کے رخ زرد ہونے لگے سوار شسط
رنج غرق ہوئے پیادونکے ہاتھ پانون سرد ہونے لگے پھر فوج روسیاہ ہر طرف سے بادل کیطرح اوس پر دینے پر
اڈے اوسوقت ذوالفقار حیدری بجلی کیطرح چمکی اشقیا پر لوہے کی بوچھار پڑی ہر طرف سے خدا کی مار پڑی
پھٹکار پڑی برق شمشیر کی ہنہنانے رعد کا کام کیا ٹاپون سے ہزارون شقی کو روندا الاخوند کیا
غرض ایسیطرح صف اعدا پر حملہ فرمایا اور جو مقابل ہوا قعر جہنم کو پہونچایا جدھر گیا ایک ہی ہاتھ مین
فی النار کیا اور جدھر نگاہ پلٹی صف کی صف اکٹی پلک بھر مین بہتیرے اشقیا کٹ گئے کشتونسے
میدان اور جنگل پٹ گئے پھر تو اتنی کٹے کہ لہولہان خنجر آبدار کا گھاٹ ہو گیا اتنے مرے کہ دل کوفیون کا زندگی سے
اچاٹ ہو گیا تیغ مصری مصریون کے خون کو میٹھے نوالے کیطرح چٹ کر گئی سمر قندیون کے دانت کھٹے ہوئے شامیو نکے
چھکے چھوٹ گئے عراقیونکو عرق آنے لگے کوفیون کے دل ٹوٹ گئے بات کی بات مین خون کے ندی نالے بہگئے لاشونکے
انبار تماشے کے لیے رہگئے کھوپڑیان کوفیونکی بلبلے کیطرح بہی جاتی تھین موج خون مین تلاطم ہوا
غضب سے ٹھوکرین کھا کھا کے ڈبکیان لگاتی تھین روایت ہے کہ جب آپ کی برق شمشیر کی ڈپٹ
اسپاہ سیر کی جھپٹ سے کوفیان بیوفا کی ٹڈیان پسلیان سیرے کیطرح پس گئین ڈھالونمین کھال
تلوارون نے دانت نکال دیے ٹامین گھوڑون کی دوڑتے دوڑتے گھس گئین تب شامیان سیاہ دل
مارے خوف کے کتے کیطرح دودو ہاتھ زبان نکال کے ہانپنے لگے اوس شیر دلیر کے ڈر سے تھر تھر کانپنے لگے
اوسوقت سرطعون ایک حیلہ سوچ کر خیمے کیطرف مائل ہو گیا چند آدمیونکو لیکر کے امام تشنہ کام اور خیمے
کے درمیان مین حائل ہو گیا چاہا کہ دست تعرض اہلبیت نبوت پر دراز کرے اہل خیمہ اور عابد بیمار بھی
شمشیر لڑنی اغاز کرے آپ نے للکارا کہ ہان اے شیطان خیمے کیطرف کہان جاتا ہی خدا و رسول سے نہین شرماتا ہے

ہمتو لڑتے ہین عورتون کا کیا گناہ ہے آج سر ہمارا نجات امتان عاصی کے لیئے فی سبیل اللہ ہے ادھر ہمارا سر کاٹ لے ہمارے لہو کا پیاسا ہے تو آکر چاٹ لے پس شمر لعین نے کہا کہ اچھا اب خیمے کیطرف نجاؤ ادام تشنہ کام کے گلے پر خنجر ابدار شمشیر خونخوار چلاؤ یکایک اشقیا نے ہر طرف سے حضرت کا محاصرہ کر لیا تو اور بڑھ پر آپ کو دھر لیا اوسوقت ایک پہلوان نامی مونچھون پر تاؤ دیتا ہوا آپ کے مقابلے کو آیا آپ نے اسپ صاعقہ سم کڑکا کے تیغ برق ٹرپا کی اوسپر ہاتھ لگایا ایک نیزہ پیٹھ مین اوس مردود کے مارا اور ہلکا دیکر کے پشت زین سے اوٹھا لیا نیزہ سینے سے پار ہوگیا فوراً وہ شقی فی النار ہوگیا پھر ایک اور شیطان آپ پر جھپٹا للکارا اور ایک گرز زور سے پھینک کر آپ کو مارا شاہزادی نے اوسکے گرز کی زد بچا کے گھوڑے کو چمکا کے ایسا خنجر مارا کہ کمر دی کیطرح سر اوس ناپاک کا کٹ کے تن سے بچاس قدم دور ہوگیا پھر گھوڑے کی جھپٹ مین سارا دھڑ اسکا پکنا چور ہوگیا اسطرح وہ چستی و چالاکی سے لڑتے تھے کہ شاہسان بزدل تلوار کی چمک سے گرپڑتے تھے جدھر وہ گھوڑا برق غضب قدم دھرتا تھا زمین لچاتی تھی اور جسپر وہ تلوار صاف کر وار پڑتی تھی زرہ کٹر خود چار ائینہ سوار کو کاٹتی ہوئی گھوڑے کے لہو چاٹتی ہوئی گاؤ زمین کے شکم مین جا کر مل جاتے تھے اوسوقت شیر فلک باختہ ہوش ہوگیا گاؤ زمین کو خواب و خور فراموش ہوگیا ہر نعرے مین کربلا کے شیر تھراتے تھے جانوران دریائی مارے ہول کے فرات کے کنارے چلے آتے تھے جب گھوڑا پھرا تھا عمر و سعد ملعون مارے خوف کے تھرا تا تھا مست ہاتھی کیطرح جب جھومتا تھا شیر فلک گردن جھکا کر اوسکا قدم چومتا تھا اوس شان و شوکت سے زمین ہلتا تھا کہ زمین لرزتی آسمان دہلتا تھا آخر لڑتے لڑتے آپ کو پیاس کا غلبہ ہوا زبان مین کانٹے پڑ گئے کاٹتے ذوالفقار ابدار کے جوہر جھڑ گئے پھر آپنے گھوڑا چمکایا اور بحر فرات مین آکر ایک چلو پانی اوٹھایا اوسوقت ملیکت الہار اور عابد بیمار کی پیاس یاد پڑ گئی پانی پھینک دیا طبیعت پھر گئی بس میدان مین آئے اور پھر اپنی بہادری کے جوہر دکھائے عمر و سعد شقی نے کہا کہان پہلوانون اب کیا دیر ہے ایک آدمی بھوکا پیاسا تم سبکو چکر دے رہا ہے کیا اندھیر ہے مانا کہ یہ پہلوان شیر ہے دلیر ہے مگر بھوکا پیاسا سارا خون جسم کا سوکھ کر چوٹی گم ہے کیا زمانے کا پھیر ہے پھر تو چار و لغت سے تیرونکی بوچھار آنے لگی ہر جا سے تلوارونکی مار آنے لگی آہ ہر طرف سے باران میغ تیغ بیدریغ برستا تھا اور ساقی کوثر کا نواسہ قطرۂ آب کو ترستا تھا پھر تو مار زخمون کی سارا جسم پر زے پرزے اور چور چور ہوگیا حتی کہ نبی کا لعل علی کا نونہال پشت زین پر

بیٹھنے سے مجبور ہو گیا ہائے وہ نور کا پتلا قالب وحدت کا ڈھالا ہرا آہ آہ بوٹا بوٹا ساقد آغوش ناقہ
بالا ہوا افسوس اوس نازنین بدن پر جو بہشت کی گلاب کی پتی سے بھی نازک تر تھا بہتر زخم کا رسی کے
ہر زخم سے خون کا فوارہ چلتا تھا فرشتگان ارض و سما یہ حال دیکھکر روتے تھے آسمان ہلتا تھا فلک جب ہلنے لگا
وہ سر سا قامت زمین ٭ صاف ظاہر ہوا آثار قیامت زمین ٭ جرخ ہلتا تھا زمین خوف سے تھراتی تھی ٭
نعرہ آہ حسینا کی صدا آتی تھی ٭ روایت ہے کہ اسکے بعد کسی شقی کا تیر پیشانی انور پر
ایسا لگا کہ تمام چہرہ لہو سے تر بتر ہو گیا آپنے وہ تیر اپنی پیشانی سے کھینچکر پھینک دیا خون کا فوارہ چلنے
لگا آپ اوسوقت بار بار منہ پر ہاتھ پھیرتے تھے اور ہاتھ میں لہو لے لے کے منہ اور سر پر ملتے تھے اور فرماتے
کہ آج نانا جان کے حضور میں اسیطرح لہولہان جاؤں گا علی مرتضے شیر خدا کو اسیطرح رخسار خون آلودہ
اپنا دکھاؤنگا اماں جان کو اپنا رنگین پیرہن اور خونی کفن دکھاکے رولاؤنگا کہ آپکے بعد امتوں نے آپکے
میرا یہ حال کیا سارا جسم کو پرزے پرزے اور دشت کربلا کو میرے لہو سے لال کیا فلک دریا فتنہ موج
زد و دشمنان جو پیل ٭ خود ابران امام وفادار نخستند ٭ پرہاے بلبلان سخن گو ئی سوختند ٭ خوہاے
طوطیان شکر خوار ریختند ٭ ہر سوئے کہ بود زبستان مرتضے ٭ ہمچون شگوفہ بر سر ہر خار ریختند ٭
آن سرو بوستان امامت ٭ بافتاد ٭ حوران سرشک بر گل رخسار ریختند ٭ مرغان کربلا بر پے امام حسین ٭
خون بر لب فراز شفقار ریختند ٭ روایت ہے راحت القلوب میں لکھا ہے کہ دسویں محرم
عاشورہ کے دن جسدن جناب حضرت امام حسین شہادت پانے والے تھے اوس روز
دوپہر کے قبل ایک بزرگ نے خاتون جنت جناب حضرت اقدس اطہر فاطمہ رضی اللہ تعالے
عنہا کو خواب میں دیکھا کہ بہت سی عورتوں کے ساتھ میدان کربلا میں تشریف لائی ہیں اور میدان کربلا
کو شریف میں باندھے ہوئے ہیں اوس مقام کو کہ جناب حضرت امام حسین وہاں شہادت پاوینگے اپنی آستین مبارک
سے بہا رہی ہیں اور رو رو کر آب دیدہ ہے اس زمین پر چھڑکا رہی ہیں اوس بزرگ نے پوچھا کہ یا بنت رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اے خاتون قیامت اے ملکہ روز محشر یہ کون مقام ہے آپ کیون بہا رہی ہیں فرمایا کہ آج
میرا نور عین حسنین مظلوم مارا اسی جگہ پر سوؤگا اسی مقام پر شہید ہوؤنگا فلک رخ کہ بوسہ گہ انبیا باشد
بخاک و خون شدہ پنہان کجا روا باشد ٭ کسی کہ جیفہ کوشر عطا جد بیت ٭ بدشت کرب و بلا تشنہ لب
چرا باشد ٭ روا بود کہ جگر گوشۂ رسول خدا ٭ فتادہ غرقہ بخون سر ز تن جدا باشد

روایت ہے کہ جب آپ نے زخم پر زخم کھائے تب گھوڑے سے بنظر اسکے کہ خاص سواری کا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سی ایسا نہو کہ اسپر بھی تیر چلاوین پشت زین سے اتر آئے ناگاہ تیر ایک لعین کا حضرت کے ہاتھ سے پار ہوگیا آپ زمین پر گرے پھر اسوقت آپنے بسبب غلبہ پیاس کے لب تک ہاتھ اٹھاکے ایک کوزے پانی کا اشارہ کیا کسی نے وقت اخیر سمجھکر لادیا ہنوز ایک قطرہ پانی لب خشک تک نہ پہونچا تھا کہ ایک جہنمی نے آپکے چہرہ نورانی پر ایسی تلوار ماری کہ پیالہ پانی کا ہاتھ سے گرگیا رباعی زین خامہ را ہوس گفتگو نماند ؛ دل چاک چاک گشت کہ جائے رفو نماند ؛ لب تشنہ رفت ساقی کوثر ازین جہان ؛ او آب خاک شد کہ ترا آبرو نماند ؛ روایت ہے کہ اسکے بعد آپ قبلہ رو بیٹھے اور تعالی کے ساتھ راز و نیاز ہونے لگا بخشائش عاصی کا قصہ آغاز ہونے لگا نہ تو اپنے زخموں کا خیال اور نہ سر کٹنے کا ملال اور نہ گھر لٹ جانے کی فکر اور نہ قاتل و مقتول کا ذکر رو رو کر فرمانے لگے کہ خداوندا حسینؑ اپنی یار و دیار سے دور ہوا اور سارا بدن اسکا زخمون سے چور ہوا سارے خویش و اقارب اسکے کٹ گئے لاشون سے جنگل اور میدان پٹ گئے دیکھ ہر ہر زخم سے فوارہ خون جاری ہے اور اب میرے سر اتارنے کی تیاری ہے سو خداوندا حسینؑ فقط بخشائش عاصی کے لیے یہ سب صدمے سہگیا یہ سب کچھ ہوا پر ایک بار بھی آہ نہ کی امت کا خیال کرکے کلیجے کو تھام کر رہگیا سو خداوندا تجھے قسم ہے میرے زخم پر خون غمگین اور سر بسر خونین اور کفن رنگین کی کہ میرے نانا جان کی امت کے گناہ کو معاف کردے نامۂ اعمال کو انکے حرف خطا و جرم سے صاف کردے خداوندا ساری امتون پر کرم کیجو تشنگی محشر اور آتش دوزخ سے انکو نجات دیجیو پھر اسیطرح دیر تک عجب کیفیت طاری رہی زخمون سے سیلاب خون جاری و لعین شکر حق زبان پر برابر بخشائش امت کی طلبگاری رہی پھر تو رو رو کے رونگٹے سے دیدۂ شوق نیک شاہدۂ جمال مطلق مین آپ سہو محو ہوگئے نہ تو زخمون کی خبر رہی نہ قاتل کا خیال نہ عزیزون کے کٹنے کی پروا اور نہ فکر سر رہی رباعی اے تشنہ کربلا شہید اکبر ؛ سیراب گلوی تو رباب خنجر ؛ تو آب نیافتی ز دست امت ؛ امت ز تو آب خواہد روز محشر روایت ہے کہ جب آپ عرش زمین سے فرش زمین پر تشریف لائے آہ کے نعرے عرش سے آئے اور آسمان و زمین دونون تھرائے پھر دس سوار عمر و سعد بدنہاد کے پیادہ ہوکر بارادۂ قتل آپکے پاس ننگی تلوار کھینچے ہوئے آئے اور ہر شخص یہی چاہتا تھا کہ پہلے ہمین امام تشنہ کام کا سر کاٹ کر عمر و سعد بدنہاد کے پاس

لیجائین تاکہ انعام اور خلعت پائین جو آگے آتا تھا مارے خوف اور شرم کے تلوار چلا نہین سکتا تھا مجھے کو ہنس جاتا تھا اسوقت ایک شخص ایک ننگی تلوار لیے آیا آپنے اُسے دیکھکر فرمایا کہ تو ہٹ جا واللہ تو مجھے مار نہین سکتا سر تن نازک سے آتا نہین سکتا میرا مارنے والا سفید داغ والا ہوگا مجھے افسوس آتا ہے کہ تو بیفائدہ عذاب دوزخ مین گرفتار ہو وہ شخص رونے لگا اور کہا یا ابن رسول اللہ آپ اس حال کو پہونچ گئے لیکن پھر بھی ہم لوگونکا غم کھاتے ہین اور نہین چاہتے کوئی دوزخ مین چلے غیر غضب الٰہی کیسکے سر پر چلے پھر اُس شخص نے وہی تلوار جو واسطے قتل امام تشنہ کام کے کھینچی تھی ہاتھ مین اُسطرح لیے عمر وسعد کے پاس دوڑا ہوا گیا عمر وسعد نے کہا کیا آیا ہی امام حسینؑ کو مارا اُسنے کہا نہین اے ملعون مین تیرے قتل کے لیے آیا ہون پس عمر وسعد پر اُسنے تلوار چلائی لوگون عمر وسعد دوڑے اور اُسپر ہر جانب سے تیر چلانے لگے اُسنے باواز بلند پکارا یا حضرت امام حسینؑ مجھے لوگ آپکے کوے محبت مین مارتے ہین میری گردن اُتارتے ہین آپ گواہ رہین قیامت کے دن مجھے بھولنا نہین بلکہ کرم فرمانا اپنے شہیدان لشکر کے ساتھ بہشت مین لیجانا آپنے اُسی جگہ سے آواز دی کہ شاباش ہان ہان ایسا ہی کرونگا بیت چون بر سر کوے مہر من کشتہ شوی ۔ از عہدۂ خون بہا برون آیم من ۔ شعر رسول پاک پہ بھیجے ای خدا درود و سلام ۔ علی و فاطمہ حسن و حسینؑ پر بھی مدام ۔ روایت ہی کہ پھر اسکے بعد جو جو شخص آپکے قتل کو آتا آپ آنکھ کھولکر اُسکو دیکھتے وہ مارے شرم کے پھر جاتا اور جسوقت آپ پشت زین سے فرش زمین پر جھکے تو دوپہر ڈھل چکی تھی اور اول وقت ظہر کا تھا اور جمعے کا دن گویا بلکہ افتتاح گھوڑے کی پشت پر واقع ہوئی اور گھوڑے سے خم ہونا رکوع کی صورت تھی اور پشت زین سے آپکا زمین ہونا بمنزلہ سجدہ کی حقیقت تھی اسصورت پر ہیئت مجموعی نماز ظہر کی ادا ہو گئی پھر آہ آہ سنان علیہ اللعنۃ نے آپکی پشت نازنین پر زور سے نیزہ چلایا آپ زمین پر گر پڑے اور نیزہ سینہ بسینہ سے پار ہو کر نکل آیا پھر شمر ملعون بشدت کرکے اُچھلکر سینے پر اُس شاہ کے جو بحر عرفان کا سفینہ اور سرمایہ الٰہی کا گنجینہ تھا چڑھ بیٹھا آپنے آنکھ کھولدی اور فرمایا تو کون ہی اُسنے کہا مین شمر ہون آپنے فرمایا اپنے منہ سے اپنا ڈھاٹا تو کھول دے اُسنے ڈھاٹا کھول دیا آپنے دیکھا کہ دانت اُس ملعون کے سور کے دانت کی طرح منہ سے باہر نکلے ہوئے ہین آپنے دو لعین فرمایا کہ ایک یہ علامت میری قاتل کی سنی ہی یہی سور میرا قاتل ہے کم و کاست ہی پھر فرمایا ذرا اپنا سینہ تو کھول آپنے سینہ کو کھولا آپنے دیکھا کہ

پر برص کے سفید داغ ہیں آپنے فرمایا میری قاتل کی یہ نشانی دوسری ہے نانا جان نے
خواب میں مجھ سے سچ فرمایا تھا کہ کل تم میرے ساتھ نماز ظہر کی پڑھو گے اور تمھارے قاتل کی
نشانی ہیں یہ دونوں نشانیاں تجھ میں موجود ہیں روایت ہے کہ اسکے بعد آپنے پوچھا کہ اے شمر تو
جانتا ہے کون دن ہے اور کون تاریخ ہے کہا دسویں تاریخ محرم کی یعنی ۶۱ سنہ ہجری جمعے کا روز عاشورہ کا
دن ہے یاد دوپہر ڈھلی عرض کی جی ہاں ٹھیک دوپہر ڈھل گئی پھر فرمایا یہ کون وقت ہے کہا خطبہ
و نماز جمعہ ادا کرنے کا پھر فرمایا اسوقت خطیبان قوت جد امجد کے ہمارے ممبرون پر خطبہ
ے اور نعت میرے نانا جان کی کرتے ہونگے اور تو میرے ساتھ یہ معاملہ کر رہا ہے میرے نانے کو
وس ہے اے شمر یہ وہ سینہ ہے جسپر میرے نانا جان محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنا
رک ملتے تھے اور تو اسوقت اسپر بیٹھا ہے اور جس حلق تشنہ پر ہمارے نانا جان بوسے دیتے تھے
رچلاتا ہے ذرا دوزخ کی آنچ کو خیال میں نہیں لاتا ہے میں دیکھ رہا ہوں کہ اسوقت حضرت ذکریا
داہنی طرف اور حضرت یحیی میرے بائیں جانب کھڑے کف افسوس مل رہے ہیں سر کو سنگ غم سے
ی شمر ذرا میرے سینہ سے اٹھ جا کہ میں قبلہ رو بیٹھ کر نماز پڑھوں اپنے خون سے وضو کرکے پیرہن کو
یمن کفن بنا کے نماز میں سر کٹاتا ہوں بابا جان شیر خدا کی وراثت مجھی ملی ہے جب میں سجدے میں جاؤں
ٹ لیجیو اور جو تو میرے لہو کا پیاسا ہے تو سر کاٹ کے لہو چاٹ لیجیو شمر ملعون سینہ عالی سے اتر پڑا
ہو کر خون سے منہ ہاتھ دھو کر نماز میں مشغول ہوئے نظم سوز دل بارک لب تشنگان مپرس ؛
کہ فرش بیابان کربلاست ؛ درخون ناب دیدہ لب تشنہ حسین ؛ لعلیست آبدار کہ
بلاست ؛ آن جان سپردہ تشنہ و با آرزوے شوق ؛ جان تشنہ محبت سلطان کربلاست ؛
ہی کہ جب آپ سجدے میں گئے تو شمر لعین صبر نہ کر سکا کہ آپکو نماز تمام ادا کرنے دے ناگاہ اس
چہرۂ مبارک پر تلوار ماری روح مقدس لا الہ الا اللہ کہتی ہوئی گلشن فردوس کو سدھاری
ربیع محرم ۶۱ سنہ ہجری جمعے کے دن بروز عاشورہ ٹھیک دوپہر ڈھلے چھپن ۵۶ برس پانچ مہینے پانچ
ن میں آپنے شہادت پائی اگرچہ قتل میں آپکے بہت ملعون شریک تھے پر روح عالی نے شمر کی
نان کی نیزے سے پرواز فرمائی اسوقت عرش سے فرش تک شور و غل ہو گیا کہ ہائے ہائے آج
مان مصطفے کا گل ہو گیا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ نظم ترجیع اول میں

شہ دین نے کہا بسم اللہ ؛ دوسرے بار پکارے مدد اے بارالہ ؛ تیسری ضرب میں آئی یہ صدا اے جانکاہ ؛ بخش دے حشر میں یارب مری اُمت کے گناہ ؛ پھر نہ کچھ حضرت شبیرؓ کی آواز آئی ؛ جب گلا کٹ گیا تکبیر کی آواز آئی ؛ روایت ہے کہ اسکے بعد خولی بن یزید گھوڑے سے واسطے کاٹنے سر سرور کے اُترا جب آپکے پاس آیا مارے خوف کے وہ ملعون کتے کی طرح ہانپنے لگا اور ہاتھ اُسکا رعب سے کانپنے لگا تب شمر اُسکا بھائی اُترا اور سلطان انام کے سینہ مہر گنجینہ پر جو بوسہ گاہ نبوی تھا چڑھکر سر سرور تن نازنین سے جدا کیا اور اپنے بھائی خولی شیطان کو دیا غزل یہ کربلاست امروز پہ پُر بلاست امروز ؛ فرق حسینؑ مظلوم از تن جدا است امروز ؛ گریید لے جہاں در ماتم شہیدان ؛ کین گریہ از برائے آل عباست امروز ؛ فرزند شاہ مردان افتادہ در بیابان ؛ غلطان بخاک میدان این کے روا ست امروز ؛ روز عزاست امروز جان در بلاست امروز ؛ غوغائے روز محشر در کربلاست امروز ؛ شعر رسول پاک پہ بھیج اے خدا درود و سلام علی و فاطمہ حسن و حسینؑ پر بھی مدام ؛ اُسوقت عرش سے فرش تک ماتم پڑ گیا وحش طیور جن و ملک کے دلون مین غم گر گیا زمین کانپی آسمان دہل گیا سلطان جانعالم نیست کو سب ہاری دونون جہان کا دم نکل گیا آفتاب جہانتاب برق غم سے جلگیا ماہتاب جہان آرا پر خنجر ستم چلگیا زہرا کا زہرہ سوز غم سے نونہال فاطمہ زہراؑ کے آب ہوا سارے غم کے مارے ٹوٹ پڑے کیوان کو اضطراب ہوا حاملان عرش روتے روتے بیخود گئے نوحہ کرتے کرتے حیات کے گلے پڑ گئے وحوش و طیور کا جی اپنے اپنے بچون سے ہٹ گیا طیور چہچہ بھر بھر کا جگر درد سے پھٹ گیا شفق خون جگر پیکر رنگین کفن بہن کے آسمان پر پھولی طبیعت شیر خوارونکی مائل باپ کو بھولی مرغان ہوا آہ سرد بھر بھر سینہ غم پر کباب ہوتے تھے پیسے پی پی کے اپنی جان کھوتے تھے صحرا جنگل انسان ادھر دیکھے اُدھر سناٹے کا عالم ہو کا مکان ندی نالے دریا سوز غم سے کھولنے لگے جانوران آبی کے دل بولنے لگے مچھلیان گرمے کے مارے لب کھولے پانی مین بھنتی تھین سوز غم سے جلکر پانی سے نکلکر ریت پر پڑی سر دھنتی تھین پہاڑ پتھرون پر سر کھلتے تھے پتے درختون کے ہل ہل کے آپسمین کف افسوس ملتے تھے دریاے فرات سوز غم سے جل گیا آنکھون ڈبڈبا کے رہگیا حوض کوثر اُبل گیا دل اُسکا خون ہو کر بشکل چشمون کی راہ بہگیا آواز گریہ وا ہر جا جانب سے آتی تھی صدائے نالہ جانکاہ زمین سے آسمان کو جاتی تھی غزل اندرین غم تو ہمین ارض و سما بگریستند ؛ کاہل عالم از شرما تا ثری بگریستند ؛ آفتاب و ماہ و عرش و کرسی و لوح و قلم ؛ در غم شاہ شہید کربلا بگریستند ؛ در ہوائے آن لب محروم از آب فرات ؛ ماہی اندر آب و مرغان در ہوا بگریستند

اولیا گشتند بہر مرتضےٰ زاری کنان ؛ انبیا بر اتفاق مصطفےٰ بگریستند ؛ و قصور جنت الفردوس حور ان سر بسر
از برائے خاطر عمر النسا بگریستند ؛ **روایت ہے** کہ جب شمر ملعون نے سر مبارک کو تن نازک سے جدا کیا
تو قیس بدبخت نے پیراہن شریف کو تن بے سر سے اتار لیا اور خبیث بدنصیب نے اپنی تلوار کو اپنے
قبضے میں کیا پھر تو لشکر عمر و سعد بدنہاد میں شادیانہ خوشی کا بجنے لگا اور وہ ملعون حالت سرور میں
رعد کی طرح گرجنے لگا **شعر** رسول پاک پہ بھیجے اے خدا درود و سلام ؛ علیؑ و فاطمہؑ حسنؑ و حسینؑ پر بھی مدام
روایت ہے کہ وہاں تو امام عالیمقام کی یہ حالت ہوئی اور یہاں سارے اہل خیمے کی آنکھ سے نسو جاری
کچھ عجب عالم طاری ہجوم الم سے سینہ شق چاک چہرہ کا فق زندگی سے امام کے ہاتھ دھوئے ہوئے ہوش و حواس
کھوئے ہوئے جب شہا شب تلوار و نکی اواز سنتے ادھر ادھر مارے غم کے سر دھنتے حضرت زینب حالت تحیر میں
ہونٹھ دانتوں سے دبائے حضرت عابد بیمار کا منھ تکتی تھیں آئینہ حیران کیطرح کچھ بول سکتی تھیں کہ ناگاہ
مستزاد بانو سے سکینہ نے کہا تمکو خبر ہے ؛ بابا گئے مارے ؛ بابا ہیں پڑے خاک پہ اور کافروں نے آہ ؛
سر تن سے اتارے ؛ اسوقت خیمے میں ہر طرف سے غل و شور ہو گیا جو زندہ تھا وہ بھی مردہ بگور ہو گیا کسیکو
رقت کسیکو دہشت کسیکو حیرت کوئی آہ کرکے حالت غشی میں زمین پر گر پڑا کوئی حالت سکتہ میں آسمان کیطرف
ٹکٹکی باندھے کھڑا کسیکی آنکھوں سے سیلاب اشک جاری کسی پر نعرۂ جانکاہ کے ساتھ عالم بیخودی کا طاری
وہ حضرت زینب و کلثوم بیکس کی گریہ و زاری افسوس و شہر بانو مغموم بیکس کی یہ بیت کہ کہکے بیقراری **بیت**
ہر دم زمانہ داغ دگر گونہ در دہد ؛ یکداغ نیک ناشدہ داغ دگر دہد ؛ حضرت زینب فرماتی تھیں ہے ہے
اس جنگل ویران کربلا کے میدان میں آکر لٹ گئے حسینؑ مسافر بھائی سے چھٹ گئے ارے لوگو ہم کدھر
جائینگے اس بلائے ناگہانی سے کسطرح نجات پائینگے ہے ہے اب ہم اہل مدینے کو کیا منھ دکھائینگے اسی دشت
کربلا میں سر ٹکرا کر مر جائینگے سکینہ بیچاری مصیبت کی ماری جنکا سات برس کا سن تھا باپ کی گود میں
کھیلنے کا دن تھا حضرت قاسم سے منسوب تھیں مگر انکے بیاہ کرنے کی نوبت نہ آئی فلک ظالم نے ایسی
کم سنی میں انکو تلخی یتیمی کی چکھائی عالم حیرت میں لوگوں کا منھ تکتی تھیں مگر مارے بھوک پیاس کے بیتاب ہلا
سکتی تھیں بابا بابا پکار پکار کر روتی تھیں مگر ضعف کے سبب منھ سے آواز نہ نکلتی تھی اندر ہی اندر گھٹ گھٹکے
جان کھوتی تھیں **شعر** رسول پاک پہ بھیجے اے خدا درود و سلام ؛ علیؑ و فاطمہؑ حسنؑ و حسینؑ پر بھی مدام ؛
روایت ہے کہ بعد شہید ہونے رکاب دوش نبی کے گھوڑا سوار نکا آپکے میدان کربلا میں ادھر ادھر

اچھلنے لگا پانوں سے زمین کھودتا سر کو پتھروں سے کچلنے لگا دور دور تک چکر مارا آیا اور کفار کیطرف مثل شیر کے سر اٹھا اٹھا کے غم و غصے مین ہنہنا تا دم بھر کے بعد لاش سرور کے پاس آیا اور تڑپ تڑپ کے پھرا اور پیشانی اور آنکھو کو اپنے اس خون مین رنگا پھر وہان سے باواز مہیب آواز کرتا ہوا خاک اڑاتا ہوا خیمے مین آیا اہل خیمہ نے دیکھا کہ گھوڑا لہولہان بدحواس چلا آتا ہے اور شہسوار کا پتا نہین جب خیمے کی اندر آیا سب اسکے گلے مین لپٹ گئے اور سارے اہل خیمہ گھوڑے کی سر اور منھ سے لہو حضرت کا لیکے اپنی منھ پر ملنے لگے پھر نا روئے کہ جگر حالان عرش کے پھٹ گئے حضرت شہر بانو نے کہا ارے گھوڑے تو نے میرے براق کو کہان چھوڑا ارے تو تے میرے شہسوار کو دشمنو کی حوالے کر کے کیطرح اُنسے منھ موڑا رے جسطرح شاہزادے لیگیا تھا لے آیا نہین ایکبار اور جمال باکمال اُنکا مجھ بیکس کو دکھا یا نہین ارے ذرا کہ تو سہی یہ کس کے لہو سے تو تر بتر ہے کسکے غم مین خاک بسر ہے نظم چہ کردی خداوند اسلام را ؛ چہ کردی شہنشاہ ایام را ؛ چہ خاکست ای سپہر بیداد تو ؛ کہ از خون سرخ ست این موے تو ؛ مثنوی یہ سخن سنکے وہ اسیر بلا ؛ سر ٹیک کر زمین پہ چلایا ؛ مجھ سے شہزادہ چھٹ گیا بانو ؛ دو جہان میرا لٹ گیا بانو ؛ کیا کہون اب مکر تو ٹوٹ گئی ؛ آہ قسمت رسای پھوٹ گئی ؛ نقد جان آپ کے مسافر کا ؛ راہزن نے اجل کے لوٹ لیا ؛ موت غربت مین سد راہ ہوئی ؛ ناؤ منجدھار مین تباہ ہوئی ؛ شاہزادہ تو مر گیا بانو ؛ کوہ غم سر پہ دھر گیا بانو ؛ اسکے بعد گھوڑا رو رو کے حضرت عابد بیمار کے قدم پر اپنا لہولہان منھ سے ملنے لگا اپنے سر اور پانون کو مٹی پہ کچلنے لگا پھر زمین پر اسقدر سر دے دے مارا کہ سر اور منھ سے اُسکے فوارہ خون کا جاری ہوا دم سرد ہو گیا سانس لینے سے عاری ہوا پھر مرغ بسمل کیطرح لوٹتے لوٹتے اِدھر سے اُدھر جاتا اُدھر سے اِدھر آتا پھر ایکبارگی وہ مدہوش نہ اُٹھا اور ہنہنا تا ہوا اس سے میدان رن سے نکل گیا پھر کسیکو اُسکا پتا نہ ملا رباعی حسینؑ کے غم مین جو نہ رویا ناصر ؛ عمر اپنی کو اُسنے مفت کھویا ناصر ؛ جو غم مین حسینؑ کے نہ شب بھر جاگا ؛ وہ قبر مین چین سے نہ سویا ناصر شعر رسول پاک پہ بھیج ای خدا درود و سلام ؛ علی و فاطمہ حسن و حسینؑ پہ بھی مدام روایت ہے کہ اسکے بعد عمر و سعد خبیث اور شمر لعین اور چند شیاطین اپنی فتح کی نوبت بجاتے ہوئے خوشی مین غزل کاتے ہوئے خیمۂ عالی مین اُس شہنشاہ کی جبکی ڈیوڑھی پر جبرئیل و میکائیل جھک جھک کے سلام کرتے تھے ملائکہ مقربین بلا اذن قدم نہ دھرتے تھے بلا خوف و خطر گھس آئے پیچھے نے آواز قرنا اور دہل اور یہ شور و غل سنکر کے اُس خیمے مین جا سُتی خیمے کے اندر خاص عورتون کے

رہنے کا بنا تھا اپنے کو چھپایا پھر تو کو فیان بدنصیب لوٹ پر لوٹ پڑے خیمے کا سارا اسباب لوٹا یہانتک
کہ تنکا تک نہ چھوڑا مگر بیبیونکے خیمے کی طرف نظر نہ اٹھائی اور بارہ لڑکے بنی ہاشم کے اور بیبیان جتنی تھین
سبکو قید کرکے چار دنطرف خیمے کے پہرے جمائے پھر شمر بدذات نے دیکھا کہ حضرت عابد بیمار بستر بیماری پر
پڑے نرکس بیمار کیطرح تحیر من ٹکٹکی باندھے ہوئے اللہ اللہ کر رہے ہین جس حرکت سے چاچا باپ بھائی کے
فراق مین بیقرار بار بار آہ سرد بھر رہے ہین لمولفہ ؎ وصال یار کو ہونین ترستا ہے جی بابا تباہ دونا
رستا ؛ شمر ملعون نے چاہا کہ اس شجرۂ نبوت اور دودھ رسالت کو بھی تیشہ ظلم سے کاٹ لیوے لہذا اس
بیمار بے تیمار تشنہ لب بیگناہ کا بھی بضرب خنجر آبدار چاٹ لیوے ایک شخص نے شمر کا ہاتھ پکڑ لیا کہ ای
بے رحم ناخدا ترس مسلمان لوگ کفار کے لڑکون کو بھی مارتے نہین سر انکا تن سے اتارتے نہین ؛ یہ تو
مسلمانون کے سردار نبی کے لال ہین خاندان فاطمہ زہرا کے چشم و چراغ اور بستان علی کے پھول اور
نونہال ہین ذرا خدا سے ڈرتا نہین قیامت کے دن کا کچھ خوف کرتا نہین شمر بدبخت بولا کہ مجھے ابن
زیاد نے حکم دیا ہے کہ خبردار آل مصطفے کا کوئی لڑکا باقی نہ رہنے پائے چھوٹے بڑے سبکو قتل کر ڈالنا تاکہ
خاندان نبوت یک قلم مٹ جائے اسنے کہا کہ آخر یہ سب بیچارے غم کے مارے ابن زیاد کے پاس جاتے
ہین وہ چاہیگا سو کریگا چھوڑ دیگا یا انکی گردن پر خنجر ستم دھریگا تجھے کیا ضرور ہی کہ خاندان نبوت کو
تباہ کر ڈالے اسقدر دونون جہان مین اپنے کو روسیاہ کر ڈالے پھر عمر سعد بدنہاد نے منادی کرادی کہ
خبردار کوئی امام حسینؑ کے خیمے مین نجائے اور عابد بیمار کو کچھ ایذا نہ پہونچائے روایت ہے کہ اسکے بعد
بحکم شمر لعین اور ابن سعد بدنہاد کے بیس سواروں نے گھوڑون پر چڑھکے لاش مبارک کو روند ڈالا
یہانتک کہ استخوان لطیف ریزہ ریزہ ہوگئین غزل بابگری کہ عاشور است امروز ؛
جہان تاریک و بے نور است امروز ؛ مسینے گو نبی را نور دیدہ است ؛ بدست خصم مجبور است امروز ؛
بریدہ حلق و تشنہ لب جگر خون ؛ سر از تن تن ز سر دور است امروز ؛ شہنشہ رسول پاک ؛
بھیج اے خدا درود و سلام ؛ علی و فاطمہ حسن حسین پر بھی مدام

اندھیرا ہوگیا دونون جہانمین کسلیے	اب عاشور کے دن کا حال نا گفتہ سنا ہی

جس دن سلطان دارین جان کونین حضرت امام حسین شہید ہوئے اگر اسدن اری غضب الٰہی کے

ساری دنیا الٹ جاتی تو زیبا آسمان گر پڑتا زمین پھٹ جاتی تو بجا تھا بہرحال شہدان کی مصیبت روز قیامت سے کچھ کم نہ تھی بلکہ بعض نشانیوں سے لوگ ڈرے کہ شاید آج ہی قیامت قائم ہوگئی منجملہ انکے یہ ہوکہ بعد قتل حضرات کے تھوڑی دیر کے بعد ایسا غبار سرخ اٹھا کہ ساری دنیا اندھیری ہوگئی کہ کسیکو اپنا ہاتھ سوجھتا نہ تھا دلوں پر ایسی خیرگی آنکھوں تلے ایسی تیرگی ہوئی کہ بات کسیکی کوئی پوچھتا نہ تھا اور آفتاب ایسا سیاہ ہوگیا کہ دن کو تارے نظر آنے لگے اور یہ کیونکر نہ ہوتا جب ایسا آفتاب جہانتاب زیر تیغ بیدریغ ڈوب جاوے تو جہان میں اوجالا کہانسے آوے **حدیث** سلمی کہتی ہیں کہ داخل ہوئی میں حضرت بی بی ام سلمہؓ کے پاس دیکھا کہ آپ رو رہی ہیں میں نے عرض کی کہ آپ کیوں رو رہی ہیں فرمایا دیکھا میں نے اسوقت حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں اس حالت میں کہ آپکے سر اور داڑھی پر خاک پڑی ہوئی تھی پس میں نے عرض کی یہ کیسا حال ہے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمایا کہ ابھی میں حسینؑ کے قتلگاہ سے چلا آتا ہوں **حدیث** ابن عباس کہتے ہیں کہ جسدن امام حسینؑ شہید ہوئے میں نے حضرت رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بعد دوپہر کے خواب میں دیکھا کہ حضرت کھڑے روتے ہیں اور آپکے بال بکھرے ہوئے ہیں اور گرد و غبار سر اور ریش مبارک پر پڑا ہے اور ہاتھ میں آپکے ایک شیشہ ہے جسمیں لہو بھرا ہوا ہے اسوقت میں نے بیقرار ہوکر پوچھا کہ ردحی فداک یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کا کیا حال ہے فرمایا اے عباس یہ کیا حال پوچھتے ہو اسوقت فرزند نور عین میرا حسینؑ قتل ہوگیا اور اس شیشے میں آج صبح سے اب تک خون اپنے حسینؑ اور اسکے عزیزوں کا اٹھاتا پھرتا ہوں ابن عباس کہتے ہیں کہ یاد رکھی میں نے تاریخ اسوقت کی یعنی دسویں محرم روز جمعہ ۶۱ سنہ ۶۱ ہجری دوپہر ڈھلے پھر خبر ملی مجھے کہ امام حسینؑ اسیدن اسوقت شہید ہوئے تھے یعنی جسدن یہ خواب دیکھا تھا قطعہ سوراخ میشود دل ما چون دل حسینؑ ؛ آنجا کہ ذکر آمدہ کربلا رود ؛ آخر دو ابرو کژ نشگین دلان شام ؛ بر اہلبیت این ہمہ جور و جفا رود ؛ ناظرین کتب سیر اور واقفین رموز احادیث و خبر خوب جانتے ہیں کہ جب حضرت عباسؓ چچا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بدر کی لڑائی میں کفار مکے سے ساتھ قبل مسلمان ہونے اپنے کے قید ہوکر آئے تھے مسلمانوں نے حضرت عباسؓ کو رسی سے خوب مضبوط باندھا تھا اسلیے اونکے کراہنے سے رات بھر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بلحاظ قرابت کے بیکلی رہی اور نیند نہ آئی آخر وحشی نے جب حضرت حمزہؓ عم بزرگوار کو آپ کے

قتل کیا تو آپنے اذن عام دیا تھا کہ اُسے جہان بادمار ڈالو پھر وہ چھپکے کے آپکے ہاتھ پر مسلمان ہوا اور توبہ کی اپنے فرمایا کہ وحشی کسے کہدو کہ خیراب تو مسلمان ہو گیا کیا کرین مگر تا زیست یہ میرے سامنے نہ آوے مسلما تو حضرت عباس اُسوقت تک مسلمان نہوے تھے مگر آپ اُنکے رونے سے شب بھر بیدار رہے اور وحشی سے باوجودیکہ مسلمان ہو گیا عمر بھر بیزار رہے یہانسے غور کرو کہ سارے اہلبیت اطہار کی پاس اور بیقراری اور ننھے ننھے بچونکی تڑپ تڑپ اور آہ وزاری سے اور نونہالان گلشن رسالت اور عندلیبان بستان امامت خصوصاً قمری باغ مصطفےٰ چشم وچراغ مرتضےٰ کے یکقلم کنجانی سے سارا گھر بار لٹجانے تحت سلطنت الٹجانے سے کیا کچھ صدمہ روح شریف اور عنصر لطیف کو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نہوا ہوگا کہ جسکے سننے سے سینہ شق ہوا جاتا ہی رنگ چہرے کا فق ہوا جاتا ہی دل اور جگر جلا جاتا ہی اور آنکھون سے آنسو چلا آتا ہی اور اوپر مذکور ہو چکا کہ ایکدن حضرت امام حسینؑ کے رونے کی آواز سنکے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت فاطمہ زہراؑ سے فرمایا کہ آیا تم نہین جانتی ہو کہ حسینؑ کے رونے سے میرا کلیجہ منھ کو آتا ہی اور دل پھٹا جاتا ہی پارہ جب امام حسینؑ کے ذبح سے رونے مین کہ چھوٹے لڑکے کے مقتضائے طفولیت کی اکثر بلا وجہ بھی رویا کرتے ہین حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ حال ہوتا تھا تو کربلا سے کہ حضرت آدم کے وقت سے قیامت تک ایسا سانحہ عبرت انگیز اور واقعہ قیامت خیز کسی نبی یا ولی کے اہلبیت پر نہین گذرا اور نہ اب ممکن ہی غور کیا چاہیے کہ آنحضرت رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کسقدر مغموم اور محزون ہوتے ہونگے پریشانی موے ریش وسر اور غبار آلودگی جسم اطہر کی اور قتل مین امام حسینؑ کے آپکا تشریف لانا اور خون امام کا اور اُنکے ہمراہیون کا شیشے مین اُٹھانا جیسا روایت خواب مین ابن عباسؓ اور حضرت ام سلمہؓ کے بیان ہوا نمونہ اُسی حزن وملال رونے کا تھا اور صورت مثالی روح مقدس کی حق تو یہ ہی کہ اگر حضرت رحمت عالم شفیع اعظم کو بعوض خون حضرات حسینؑ کو بخشایش اپنی اُمت عاصی کی منظور نہوتی تو اُسیدن قیامت ہو جاتی طبقات زمین کے الٹجاتے آسمان ٹوٹ پڑتا جگر حاملان عرش کے پھٹ جاتے آسمان سے بجاے لہو کے دشمنون پر آگ برستی پتھر پڑتے سارے شامیان بیحیا جھلس جاتے آسمان وزمین تہ وبالا ہو جاتے تحتیا زمین مین دھس جاتے سب گدھے جو شریک قتل سلطان جانعالم تھے سُور کتے بنجاتے فوراً اپنے کرتے کی سزا پاتے آسمان وزمین کا رونا اور خون برسنا اور سارے جہان کا تین دن تک تاریک ہو جانا اور بکنا خون کا ہر درخت اور پتھر اور دیوار ودر سے اور تو مہ کرنا جنات کا کون حساب مین ہی مگر ہاے ہاے

آہ آہ صد تف بر ترے حلم اے یا اللہ **غزل** چون خون ذلق تشنہ شہ بر زمین رسید ۔ جوش از زمین ببرزہ بر تر برین رسید ۔ از پشت زین جو سر و رد بر زمین فتاد ۔ طوفان بر آسمان ز غبار زمین رسید ۔ باد ان غبار را بہ مزار نبی رساند ۔ گرد از مدینہ بر فلک ہفتمین رسید ۔ بر شد فلک ز غلغلہ چون نوبت خروش ۔ از انبیا بحضرت روح الامین رسید ۔ از زید آسمان و دو عالم سیاہ شد ۔ چون این خبر بحضرت سلطان دین رسید ۔ پس آن غبار از دل سلطان دوسرا ۔ تا دامن جلال جہان آفرین رسید ۔ **حدیث** حضرت ام سلمہ فرماتی ہین کہ ایکدن دونون نورعینین امام حسن حسین میرے گھر مین کھیلتے تھے جبرئیل نے اسوقت حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا کہ آپکے بعد امت آپکی آپکے قرۃ العین امام حسین کو شہید کریگی اور یہ مٹی اسکے مقتل کی ہے حضرت نے اس مٹی کو سونگھ کر فرمایا کہ اسمین رنج و بلا کی بو آتی ہے پس وہ مٹی آپنے مجھے دی اور فرمایا کہ اے ام سلمہ جب یہ مٹی خون ہوجاوے تو جانیو کہ میرا بیٹا حسین شہید ہوا حضرت ام سلمہ فرماتی ہین کہ پھر مین نے روکر وہ مٹی شیشے مین بند کر رکھی جب امام حسین مکے سے کوفے کی طرف گئے مین بار بار اس مٹی کو دیکھا کرتی تھی اور رو رو کر آہ سرد بھرتی تھی دسوین شب محرم یعنی عاشوریکی رات کو دیکھا وہ مٹی اسیطرح کی تھی پھر عاشوریکو دن بھکو دیکھا اسیطرح کی تھی دوپہر کو دیکھا اسیطرح تھی پھر دوپہر ڈھلے دیکھا کہ وہ مٹی خون ہوگئی ہے اور اسکی کنکریون سے تازہ تازہ لہو ٹپ ٹپ نکلا چلا آتا ہے یہ حال دیکھکر مین بے اختیار رونے لگی جی جان کھونے لگی بخوف شماتت اعداء دین کے کلیجہ مسوس کر رہگئی پھر جب کربلا سے خبر آئی تو معلوم ہوا کہ جسوقت یہان شیشے کی مٹی خون ہوگئی تھی اسیوقت نبی کے پیارے علی کے ماہ پارے فاطمہ زہرا کے دلارے نے وفات پائی تھی **غزل** ای ز ہجرات زمین و آسمان بگریستہ ۔ شیشہ دل خون شدہ روح و روان بگریستہ ۔ نے ہمین ما خاکیان بہر تو ماتم داشتیم ۔ بلکہ رضوان نیز در باغ جنان بگریستہ ۔ خون گرمی اے دیدہ بہر سید ہی کز ماتمش ۔ جبرئیل اندر فلک با قدسیان بگریستہ ۔ **حدیث** روایت کی بیہقی نے بصرہ از زبیر سے کہا کہ جس روز امام حسین شہید ہوے آسمان سے اسقدر خون برسا کہ جسکو جو دیکھا تو ہملو گو نکے گھڑونین جو برتن اور جو جتنے مٹکے اور گھڑے تھے وہ سبکے سب خون سے لبالب بھرے تھے **حدیث** علی بن مسہر کہتے ہین کہ میری دادی کہا کرتی تھین کہ جب امام حسین شہید ہوئے تھے تو مین لڑکی نوجوان تھی سو چند روز آسمان رویا کیا لال پیلا یعنی خون برسا اور نشانی اسکی یعنی سرخی کنارون آسمان پر چھ مہینے تک رہی اور بعضے کہتے ہین کہ سات دن تک برابر آسمان ایسا خون رویا کہ اسکی

سُرخی سے دیوارین اور عمارتین ایسی سُرخ ہوگئین کہ جیسے کُسم کے پھول مین کپڑا رنگتے ہین اور جو چیز کہ خون آسمان سے رنگین ہوا اُسکی سرخی مُکرّ مُکرّ کے ہوتے تک نہ گئی اور ایک مدت تک اثر خون کا زمین پر باقی رہا اور بعض کہتے ہین کہ اُسدن اتنا خون برسا کہ کوفے اور شام اور خراسان کی ہر گلی کوچے اور ہر ایک گھر سے خون کا دھارا بہ نکلا تھا اور سر مبارک امام حسینؑ کا جب کوفے مین پہونچا تو جہان رکھتے تھے اُس گھر کی دیواروں سے لہو جاری ہو جاتا تھا اور لکھا ہے کہ حضرت سید الشہدا کے غم مین آسمان چھ مہینے تک برابر سرخ رہا اور ابن سیرین نے لکھا ہے کہ سُرخی شفق کی جو کنارہ آسمان پر اب دنیا مین نظر آتی ہے یہ سرخی بعد شہادت جناب حضرت امام حسینؑ کے ظاہر ہوئی ہے قبل شہادت آپکے یہ سرخی مطلقاً کبھی آسمان پر نمودار نہوتی تھی اور ابن جوزی نے کہا ہے کہ آسمان کے سُرخ ہونے مین حکمت یہ ہے کہ جب کوئی غضبناک ہوتا ہے تو خون اُسکا جوش کھاتا ہے اور چہرہ اُسکا سُرخ ہو جاتا ہے پس بروز قتل امام حسینؑ کے حقتعالی مارے غصے کے جوش مین آیا دریاے غضب الٰہی خروش مین آیا اگرچہ کہ حق جل علے جسم اور عوارض جسمانی سے پاک ہے واسطے اُسنے اپنے غضب اور قہر کا نمونہ کنارہ آسمان دنیا پر ظاہر کر دیا تاکہ دامان قیامت جبتک آسمان پر شفق پھولے کوئی فرد بشر مصیبت کو امام حسینؑ کی بھولے اور تاکہ تمام خلق کو معلوم ہو کہ گناہ قاتلان امام حسینؑ کا اتنا بڑا ہے کہ سُرخ نشان قہر و غضب کا حقتعالی کے آسمان دنیا پر گرا ہے **شعر** ابن سرخی شفق کہ برین فرخ پیوفاست ؎ ہر شام عکس خون شہیدان کربلاست **حدیث** بیہقی نے روایت کی ہے کہ بروز قتل امام حسینؑ کے جسنے جو پتھر بیت المقدس کا اُٹھایا تو نیچے اُسکے تازہ لہو سُرخ پایا اور اُس روز سے برابر تین دن تک بڑا اندھیرا رہا آفتاب نظر نہ پڑا ایسی تاریکی تھی کہ کچھ دکھائی نہین دیتا تھا اور آفتاب باعث سورج گہن کے اتنا سیاہ ہو گیا کہ دوپہر کو ستارے نکل آئے اور لوگونکو گمان ہو گیا کہ قیامت آگئی اور بہت سے آسمان سے اتنے ستارے گرے کہ ایک پر ایک پڑتا تھا اور ہم لوگونمین سے جو کوئی اپنے مُنھ پر زعفران ملتا تھا تو مُنھ اُسکا جل جاتا تھا رنگ چہرہ کا بدل جاتا تھا بلکہ تمامی دنیا مین اُسدن جہان کا پتھر اُٹھایا گیا تلے اُسکے خون تازہ نہایت سُرخ پایا گیا اور بعض روایت مین ہے کہ چند روز تک آسمان مثل خون بستہ کے نظر آتا تھا **شعر** حورعین بہر رضاے فاطمہؑ و داغ خلد ؎ بر شہید بادیہ باصد الم بگریستہ ؎ **شعر** رسول پاک پہ بھیج اے خدا درود و سلام ؎ علیؑ و فاطمہ حسنؑ و حسینؑ پر بھی وہ ہو مدام **روایت** ہے روضۃ الشہدا مین لکھا ہے کہ امام سعید نے کہا کہ ایکدن جناب حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے خیمے مین سوئے تھے جب سو کر اُٹھے تو مُنھ ہاتھ دھو کر کے پانی کلی کا ایک درخت کی جڑ مین پھینکا

صبح ہوتے جو دیکھا تو وہان ایک بڑا سا ایکدرخت نکل آیا ہی اور اُسمین پھل لگے ہین پھر تو یہ نوبت پہونچی کہ اگر اس میوے کو بھوکا کھاتا تا شکم سیر ہو جاتا اور اگر پیاسا کھاتا سیراب ہو جاتا اور اگر بیمار کھاتا تا آرام پاتا اور کوئی جانور اُسکو پتے نہ کھاتا مگر یہ کہ دودھ اُسکا بڑھ جاتا اور ہمنے نام اُس درخت کا شجرہ مبارک رکھا تھا اور اطراف سے بیمار بطلب شفا میرے پاس آتے تھے اور میوہ اُسکا مانگ لیجاتے تھے ایک روز صبح کو دیکھا کہ سب میوے اُسکے جھڑ گئے ہین اور پتیان چھوٹی چھوٹی ہوگئی ہین اُسوقت ہماری طبیعت بہت گھبرائی ناگاہ خبر وفات کی جناب حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آئی پھر اُسکے بعد اُسمین چھوٹے چھوٹے پھل لگتے تھے پھر تیس برس کے بعد صبحکو دیکھا کہ جڑ سے پھنک تک کانٹے اُسمین نکلے ہوئے ہین اور سب میوے جھڑ گئے ہین ناگاہ خبر شہادت کی حضرت امیر المومنین شیر خدا کی آئی پھر اُسمین میوہ نہ نکلا مگر اُسکے پتے سے ہملوگ نفع اُٹھاتے تھے بیمار لوگ آرام پاتے تھے پھر ناگاہ ایکدن صبحکو دیکھا کہ جڑ سے اُس درخت کی خون خالص جاری ہی اور پتیان اُسکی کھا گئی ہین یہ دیکھا تو بیحد اب کونسا حادثہ عظیم سُننے مین آتا ہی جب رات ہوئی تو آواز نوحہ و رازیکی اُسکے تلے سے سُننے مین آئی اور کوئی دیکھنے والا نظر نہ آتا تھا آخر مین خبر شہادت کی جناب حضرت امام حسینؑ کی آئی **بیت** رسول پاک پہ بھیج ای خدا درود سلام ۔ علیؑ و فاطمہؑ حسنؑ و حسینؑ پر بھی مدام ۔ **روایت ہی** کہ حضرت سلطان علیؑ بن موسیٰ نے فرمایا کہ اے ابن شبیب جسدن شہیدا فی میرے جد امجد کو شربت شہادت پلایا آسمان سے خون برسا اور سرخ مٹی اطراف آسمان سے زمین پر آئی اے ابن شبیب اُسدن چار ہزار فرشتے میرے جد امجد کی مدد کیواسطے عرصۂ افلاک سے مرکز خاک پر آئے مگر میرے جد امجد شہید کربلا کیطرف سے لڑنے کو اجازت نہ پائی پھر وہ چاروں ہزار فرشتے اپنی سامنے وہ سب صدمے دیکھکر سہمگئے آخر کیسے وقت اقدس پر انکو مجاور بنکر رہگئے اُسدن سے قیامت تک برابر موے ژولیدہ اور روے گرداکودہ کیساتھ مراہ سط انور پر دن رات مرغ بسمل کیطرح لوٹتی ہین غم حضرت امام حسینؑ مین آہ سرد بھر بھر اپنا خون جگر گھونٹتے ہین **نظم** ملک جن و بشر مین زار و نالان ۔ زمین و آسمان بھی تو مگر ہے ۔ اندھیرا کیون نہو ساری جہان مین ۔ چھپا بردے مین وہ رشک قمر ہے ۔ کسیکے روی طہر کا تصور ۔ ہمین تو رات دن آٹھون پہر ہے ۔ **روایت ہی** کہ جسدن شاہ دین سلطان عالم شہید ہوے اُس دن یزید پلید کا لشکر والے کئی اونٹ لشکر سے آپکے پکڑ لیگئے پھر اُنکو ذبح کرکے اُنکا گوشت پکایا مگر وہ سب گوشت ایسے کڑوے ہوگئے جیسے اندرائن کا پھل آخر اوسکو کوئی شفی کھا نہ سکا کسی بدبخت کے حلق کے نیچے جا نہ سکا **روایت ہی** کہ ایک قافلے والے مین سے آئے تھے اور اپنے پاس درس جو ایک قسم کی گھاس

زرد رنگ بہت بیش قیمت یمن مین پیدا ہوتی ہی عراق مین بیچنے کو لیے جاتے تھے تھوڑی راہ مین انکا اور یزید کے لشکر کا ساتھ رہا پس یزیدیونکی شامت اور بدبختی سے انکی ساری درس اکھ ہوگئی اور جو درس کہ لشکر یزید مین تھی وہ بھی اکھ ہوگئی اور لشکر یزید مین جب کسی اونٹ کی گردن پر ذبح کیوقت چھری چلتی تھی تو ہر بوٹی سے آگ نکلتی تھی اور جب وہ گوشت پکتا تو خون کا لوتھڑا ہوجاتا اور یہ سب عجائب حالات و غرائب سانحات فقط واسطے اظہار کرامت جان عالم سلطان دین اور واسطے عبرت ناظرین اور سامعین اور واسطے عذاب پانے قاتلین ملعونین کے واقع ہوئی **شعر** رسول پاک پہ بھیج اے خدا درود و سلام ؛ علی و فاطمہ حسن و حسین پر بھی مدام ؛ **روایت ہی** حبیب بن ثابت سی کہ جسوز حضرت امام حسینؓ نے شہادت پائی آواز نوحہ و زاری کی جنات کی مین نے پائی کہ ہر وزمین اور ہری مصیبت پر امام حسین کے نوحہ کرکے روتی تھے اور عربی کا شعر جسکا ترجمہ یہ ہی پڑھ پڑھکر بیقرار ہوتے تھے **نظم** اس حبیب کو نبی نے چوما تھا یہ بھی چمک کیا ہی اُسکے چہرے پر ؛ اُنکے ماں باپ تھے قریش کی جان ؛ اُنکو نانا جہان سے بہتر ؛ **روایت ہی** حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہین کہ جب سے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انتقال فرمایا مین نے رونا جنون کا کبھی نہین سنا مگر آجکی رات پس جنونکی نوحے و زاری سے مین نے جانا کہ میرا بیٹا حسینؓ شہید ہوا پھر حضرت اُم سلمہ نے بیقرار ہوکر لونڈی کو کہا کہ ارے کیا بیٹھی ہی باہر دوڑکر جا خبر تو لا یہ جنات کسکے لیے روتے ہین کیون اتنا بیقرار ہوتے ہین لونڈی باہر جاکر خبر وحشت اثر لائی کہ جانعالم امام حسینؓ نے شہادت پائی اور جن اُنکی مصیبت پر روتے ہین عربی کا شعر جسکا ترجمہ اُردو مین یہ ہی پڑھ پڑھکر بیتاب ہوتی ہین **نظم** ہوسکی جنا رکے تو اے چشم ؛ کون روئیگا پھر شہید دنکو ؛ پاس ظالم کے کھینچتے لائی ؛ موت ای وای اے اُن عزیزونکو ؛ راوی کہتا ہی کہ حضرت اُم سلمہؓ اِسکو سنکر بے اختیار ہوکر اتنا روئین کہ غش آگیا اور دیرتک غشی اُنپر طاری رہی پھر تا زیست نہر آنسو کی دونون چشمون سے اُنکے برابر جاری رہی **شعر** رسول پاک پہ بھیج اے خدا درود و سلام ؛ علی و فاطمہ حسن و حسینؓ پر بھی مدام ؛ **روایت ہی** جابر حضری کی مان کہتی ہین کہ مین نے جنون کو روتے ہوئے سنا حضرت امام حسینؓ پر کہ وے باواز بلند روتے تھے اور عربی کا شعر جسکا ترجمہ یہ ہی پڑھ پڑھکے بیقرار ہوتے تھے ہوئے شہید سنا دن تھین بدیدہ تر ؛ حسینؓ کو دغا اور حسینؓ کے اختر **شعر** رسول پاک پہ بھیج اے خدا درود و سلام ؛ علی و فاطمہ حسن و حسینؓ پر بھی مدام ؛

یہ سارے انبیا کیون جمکے ماری سر زانو مین	سر شبیر نیزے پر چڑھا کوفے کو جاتا ہی

روایت ہی کہ جب عمر وسعد بدنہاد نے عاشور کے دن سر سرور کونین حضرت امام حسین کا نیزے پر چڑھا کے
بشیر اور خولی ملعون کے ساتھ کوفے مین ابن زیاد خبیث کے پاس روانہ کیا اور خود ایکدن بعد گیارھوین محرم کو
کربلا مین مقام کرکے اپنے کشتگان لشکر کو جو واصل بجہنم ہوئے تھے جمع کرواکے نماز پڑھوکے دفن کروایا اور
سلطان کونین حضرت امام حسین اور انکے ساتھ کے سارے شہیدونکی لاشین تین دنتک اسی طرح
خاک وخون مین پڑی رہین بارھوین تاریخ محرم کی صبحکو بروز یکشنبہ عمر وسعد نے انکا کوچ کا کربلا سے
بجایا اور خیمے مین حضرت کو کہلا بھیجا کہ ساری بیبیان ماماین کپڑے پہنکے اور ماتم بھیجکے اپنے اپنے
کجاؤن پر جسطرح کہ سے کربلا مین بحفاظت وعزت تمام آئین تھین سوار ہوجاوین کربلا سے کوفے چلنیکو
تیار ہوجاوین چنانچہ ایک کجاوے مین عابد بیمار اور اور کجاؤنمین اہلبیت اطہار بعزت وحرمت تمام سوار
ہوے اور وہ جو بعضے لکھتے ہین کہ پردگیان حرم عصمت کو ننگے سر ننگے پانون بے پردہ اونٹون پر سوار کرکے
کوفے کو روانہ کیا تھا محض غلط ہی معاذ اللہ اگر ایسا ہوتا تو آسمان سے آگ برستی کفار جلس جاتے زمین پھٹ
جاتی اشقیا دھس جاتے ان اہلبیت اطہار کو کجاؤن پر بھی کوفیونکو محاصرے مین ہوکر جانا امانت سے خالی
نہین غرض عمر وسعد نے سرہاے شہداے نامدار اور مظلومان اہلبیت اطہار کو کہ کل ۷۲ بہتر سر تھے برچھیون
اور نیزون پر چڑھا کے میدان کربلا سے کوفے لیچلا اہلبیت اطہار ان شیطانونکے پنجہ ظلم مین گرفتار بات
کرنے آہ سرد بھرنے سے ناچار نہ کوئی مونس نہ کوئی یار نہ کوئی محرم نہ کوئی غمخوار آٹھ آٹھ آنسوون سے
روتے ہوئے کجاوہمین اونٹون پر سوار تھے آگے آگے شادیانہ فتح کا بجتا جاتا تھا اور عمر وسعد بدنہاد
خوشی مین بادل کبطرح گرجتا جاتا تھا اور بیچ مین شہیدونکے سر نیزون پر نمودار پیچھے پیچھے حضرت زینب
کلثوم اور شہربانو مغموم اور عابد بیمار مارے خوف کسی سے نہ بول سکتے تھے کلیجے کو مسوس مسوس کر ایک
دوسرے کیا منہ تکتے تھے جسوقت میدان کربلا مین اہلبیت کی سواری آئی دیکھا کہ شہیدونکی لاشون سے
میدان کربلا پٹا ہی لاشین خاک وخون مین پڑی ہین اور سب کا سر کٹا ہی جانعالم امام مکرم کا ہر ہر عضو
جسم نازنین سے دور ہی حضرت قاسم اور علی اکبر کا بدن زخمون سے چور ہی اسوقت یہ حال دیکھکر اہلبیت
جو حالت طاری ہوئی اگر تحریر مین آوے تو سوز آہ کے فوارے اشک خونین کے شرارے سے پانی آگ اور
آگ پانی ہوجاوی حضرت زینب فلاش امام تشنہ کام کی پرزے پرزے خاک وخون مین پڑی ہوئی دیکھکے
ایک آہ سرد دل پردرد سے کھینچی اور فرمایا واجداہ واامحمداہ نانا جان یہی ہنشاہ ہین

آپکے حسینؑ کا بدن ہے یہی حسینؑ ہین جنکے منھ پر بوسے دیتے تھے یہی حسینؑ ہین جنکو خطبہ پڑھتے وقت آپ گود مین اٹھا لیتے تھے یہی حسینؑ ہین جنکے سینے پر آپ اپنا منھ ملتے تھے یہی حسینؑ ہین جو آپکے کاندھے پر چڑھے چلتے تھے یہی سب آپکے نونہال اہلبیت ہین سرون پر ایکدم سے شیشے ستم کے چل گئے یہی حاسم علی اکبر طوطی بوستان رسالت مین جو کربلا کے توے پر مرغ بسمل کیطرح تل گئے نظم چون راہ شان بمعرکہ کربلا فتاد ۔ گردون بفکر سوزش وز جز افتاد ۔ ناگہ نگاہ پر گئی محملہ بتول پر ۔ پارہ تن علی مرتضی فتاد بخود کشید نالہ ہذا اخی چنان ۔ گزنالہ اش بگنبد گردون صدا فتاد ۔ پس کرد رویہ شیر ب ازدل کشیدہ آہ ۔ نالان بگریہ گفت دبمن یا محمداہ ۔ این رفتہ سرپنیزہ اعدا حسینؑ تست ۔ دین ماندہ برزمین تن تنہا حسینؑ تست ۔ این سر بریدہ از ستم زال روزگار ۔ کز یاد بردہ ماتم یحییٰ حسینؑ تست ۔ شعر

رسول پاک پہ بھیج ای خدا درود وسلام ۔ علیؑ و فاطمہ حسنؑ و حسینؑ پر بھی مدام ۔

یہ کھلبلی ہو گئی پیغمبر و زمین کیلیے اسلام | شہید کربلا کے دفن کا ذکر آتا ہی

روایت ہی کہ بعد جانے لشکر عمر د سعد کے اسی دن یعنی بارھوین محرم روز یکشنبہ کے فرات کے کنارے ایک گانون ہی عاصریہ نام وہان کے لوگون نے جمع ہو کر جناب امام حسینؑ کو قبر مین دفن کیا اور سارے بنی ہاشم کو ایکجا بائین طرف آپکے اور باقی گنج شہیدان کو ایکجا دفن کیا مگر حضرت عباسؑ کے کہ عاصریہ کی راہ پر جہان شہادت پائی تھی وہین دفن ہوئے اور سر مبارک جناب امام تشنہ کام کے مدفن مین اختلاف ہی تحقیق اور صحیح تر یہ ہی جو قرطبی نے لکھا ہی کہ یزید نے سر مبارک کو مدینہ منورہ مین بھیجا پس وہان سے سر مبارک بھیجنے والے کے جنت البقیع مین جناب حضرت فاطمہ زہرا کے پہلو مین دفن ہوا اور خلاصۃ الوفا مین لکھا ہی کہ جسم شریف تو کربلا مین مدفون ہی اور سر مبارک مدینہ منورہ مین جنت البقیع کے اندر امام حسنؑ کے پہلو مین مدفون ہی اور بعضون نے لکھا ہی کہ سر مبارک یزید ہی کے خزانہ مین رہا جب سلیمان بن عبدالملک بادشاہ ہوا اس نے خبر پاکر سر شریف کو نکال کر دیکھا کہ فقط استخوان سفید باقی ہی پس اسنے انہین خوشبو لگا کے اچھی طرح سے کفنا کی نماز جنازہ کی پڑھکے مسلمانو کے مقبرہ مین بڑی تعظیم سے دفن کیا مگر کسی صحیح روایت مین یہ نہین ثابت ہوا کہ سر شریف شام سے پھر کربلا مین لکے لاش مبارک کے ساتھ دفن ہوا روایت ہی کہ یہی سلیمان بن عبدالملک ذایک رات اپنی بخت بیداری سے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب مین دیکھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسکے حال پر شفقت کی

راہ سے توجہ اور التفات فرماتے ہین سلیمان نے تعبیر اُس خواب کی حسن بصری سے پوچھی اُنھون نے فرمایا کہ معلوم ہوتا ہی کہ کچھ کسی طرح کا احسان تیرے ہاتھ سے اہلبیت نبوت کی حقین ہوا ہی سلیمان نے کہا فقط ایک بات تو البتہ ہوئی ہے کہ سر مبارک جناب حضرت امام حسینؑ کا جو یزید پلید کی خزانہ مین تھا اُسکو مین نے نکالکر بڑی تعظیم سے کفنا کے اور نماز جنازے کی بھی پڑھکے مسلمانون کے مقبرہ مین دفن کیا ہی حسن بصری نے فرمایا کہ فقط اسی سبب سے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تجھ سے راضی اور خوش ہین مگر صحیح اور معتمد وہی ہی کہ سر مبارک جنۃ البقیع مین مدینہ منورہ کے اندر مدفون ہی شعر رسول پاک پہ بھیج ای خدا درود وسلام ۔ علیؑ و فاطمہؑ حسنؑ و حسینؑ پر بھی مدام ۔ روایت ہی روضۃ الشہدا مین سے کہ خولی ملعون سر امام حسینؑ کا لیے ہوئے اپنے گھر کو کوفے کی ایک کوس تھا پہونچا اور بی بی اُسکی جی جان سے دوستدار اہلبیت کی تھی خولی نے خوف اپنی بی بی کے حضرت کے سر کو اپنے گھر کے اندر تنور مین چھپا کے بی بی کے پاس آیا اُس بی بی نے پوچھا کہ اتنے دنون سے کہان گئے تھے اُسنے کہا کہ ایک شخص یزید سے باغی ہو گیا تھا اُس سے لڑنے کو گئے تھے آخر اُس بی بی نے کھانا پکایا پھر وہ ملعون کھا پی کے سو رہا وہ عورت نیکبخت حسب معمول اپنے تہجد کی نماز پڑھنے کو اٹھی کیا دیکھتی ہی کہ تنور والے گھر مین ایسی روشنی ہے کہ گویا کلھو کھا شمع جل رہی ہین غور کیا تو معلوم ہوا کہ یہ روشنی اُسی تنور سے نکل رہی ہے نہایت گھبرائی کہ تنور مین نہ مین نے آگ سلگائی نہ اور کسی نے سلگائی پس یہ روشنی کہان سے آتی ہی پھر غور کیا تو معلوم ہوا کہ طرفہ تر یہ ہی کہ یہ روشنی آسمان کو جاتی ہی اور متعجب ہوئی پھر کیا دیکھتی ہی کہ ناگاہ چار عورتین تنور کے پاس آئین ایک بی بی نے تنور مین ہاتھ ڈالکر سر کو باہر نکالا اور بار بار چومنے لگین اور اُس سر کو اپنے سینے پر ملنے کی حالت جوش مین جھومنے لگین اور کہنے لگین ای شہید یا در ای مظلوم یاد قیامت کے دن حقتعالی میرا انصاف تیری قاتلون سے لیگا تیرے قاتلونکو سزاے کامل دیگا اور جبتک حقتعالی میرا انصاف نہ دیگا مین عرش کا پایہ نہ چھوڑونگی اور وہ دوسری عورتین بھی بہت روئین پھر اُس سر کو اُسی تنور مین رکھکر غائب ہو گئین اُسکے بعد اُس عورت انصاریہ نے تنور کے پاس آکر کے سر انور کو تنور سے نکال کر کے بنظر غور دیکھا چونکہ حضرت امام حسینؑ کو اُسنے بہت دیکھا تھا پہچان گئی کہ یہ تو سر سرور اوارین حضرت امام حسینؑ کا ہی پس آہ کا نعرہ مارا اور بیہوش ہو کر گر پڑی اُس حالت بیہوشی مین ہاتف غیبی نے اُسے آواز دی کہ اُٹھ چپ ہو کہ حقتعالی تجھے تیرے شوہر بدگوہر کے گناہ مین ماخوذ نکریگا اس انصاریہ نے ہاتف سے پوچھا کہ چارون بیبیان جو تنور کے پاس آکر رو کر کے چلی گئین کون تھین ہاتف نے کہا کہ وہ بی بی صاحب جو سب سے زیادہ روئی تھین اور

سر سرور کو منہ اور سینے پر مل کے بیقرار ہوتی تھیں وہ بنت رسول جناب حضرت فاطمہ زہرا بتول انکی ماں تھیں
اور دوسری بی بی خدیجہ کبریٰ انکی ماں انکی نانی تھیں اور تیسری حضرت مریم ماں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی
چوتھی آسیہ بی فرعون کی پھر وہ انصاریہ ہوش میں آئی اور سر سرور کو تنور سے نکالکر چوما چاٹا اور مشک
اور گلاب سے گرد و غبار کو دھو ڈالا اور کافور اور خوشبوئی اور زلفان مشکین کو کنگھی کرکے ایک پاک جگہ میں
رکھکے خولی پلید کو بجا کرکے کہا کہ اے ملعون اے شیطان زبون یہ سر حضرت امام حسین فرزند رسول مقبول
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تو نے اس تنور میں لاکر رکھدیا ہے دیکھ تو جن کی فوجیں آسمان سے ملائکہ کی زیارت
کے لیے آتی ہیں اور روز کے تجھپر لعنت کرکے چلی جاتی ہیں عنقریب تو دنیا میں اسکی سزا پائیگا مگر اور دوزخ میں
چلا جائیگا یہ کہکے سر پر ایک چادر لپیٹ کر چلی خولی نے کہا ارے لڑکو تم کو یتیم کیے کہاں جاتی ہے اسنے کہا اے
ملعون تو نے فرزندان حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یتیم کیا خدا سے ہرامن کیا کچھ انکا پاس نہ کیا یہ کہکے
باہر چلی گئی پھر انکا پتا نہ ملا شعر رسول پاک پہ بھیج اے خدا درود و سلام ۔ علی و فاطمہ حسن حسین پر بھی تمام
روایت ہے کہ صبحکو اٹھکر خولی ملعون سر سرور کو لیکر کے کوفے کو چلا راہ میں وہ سر اور سرہائے شہدا سے جا ملا پھر وہ سعد
بن ناد سر سرور کو مع سرہائے شہدا کے نیزوں اور برچھیوں پر چڑھا کوفے میں جا پہونچا اہل کوفہ کو پتہ بازار
میں اپنے در و بام پر کھڑے ہوے اہلبیت اطہار کا یہ حال پر ملال دیکھکر زار زار روتے تھے و حسینا و حسینا
کہ کہکے بیقرار ہوتے تھے ابن زیاد مردود نے یہ خبر سنکے مارے خوشی کے سر و ص کے گلی گلی کوفے میں منادی
کرادی کوئی کوفی ہتھیار بند واسطے استقبال سر شہدا کے باہر نہ جاوے اور نہ اس سر اور سرہائے شہدا سے گلی گلی اور ناکوں
ناکوں پہرے جما دیے تاکہ کوئی بلوا اور فتنہ نہ اٹھاوے اور ہر امیر و غریب کچہری میں بلا عذر حاضر آئے اور
امام حسین کے قتل کی خبر سنکر خوش ہو جائے کارپردازان ابن زیاد بحکم اس شقی کے کچہری کے مکانات کو سجنے
لگے اور نقارے خوشی اور فتح کے بجنے لگے شعر لگا بجنے ہر اک جا شادیانہ ۔ زباں اغنوان بربط خانہ بنبھر تو
کوفیان بیوفا مرد اور عورت چھوٹے بڑے تماشے کے لیے ہر طرف سے ٹوٹ پڑے جسکی نظر سرہائے شہدا اور محملون پر
اہلبیت اطہار پر پڑتی تھی اہلبیت انکی بگڑی تھی پس سبکے سب یہ حال پر ملال دیکھکر ہائے ہائے کرکے رونے لگے اور
بعضے لشکریان اور دشمنان بھی اپنی اس حرکت ناشائستہ سے پشیمان ہونے لگے کوئی آہ آہ کرتا کوئی نعرہ وا حسینا
کرتا اسوقت امام زین العابدین نے فرمایا کہ جب یہ کوفیان بیوفا اور لشکریان بیحیا میرے باپ جان اور انکے
اہلبیت کا یہ حال پر ملال دیکھکر روتے ہیں تو بھلا انکو کسنے مارا ہے سروں کو انکی گردنوں سے کس بیرحم نے

اُتارا ہی کے سے خطوط بھیجکر قریب بکر اُنکو کیسے بلایا آپ سے ترسا کو خاک کربلا مین اُنکو کیسے سُلایا اب دنے سے کیا ہوتا ہی جو تمکو کرنا تھا سو کر چکے سر پیٹو یا چھاتی کو تو امام تو مر چکے کوفیون مین ایک بڈھا تھا خوب رو کر آنسو وُنسے داڑھی کو بھگو کر کہنے لگا کہ ہان ای شاہزادے آپکا فرمانا سب سچ ہی صحیح بے کم و کاست ہی اِس واقعہ جانکاہ کا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دلمین ایک ایسا داغ پڑ گیا حضرت زہرا بتول کے جگر مین خنجر غم گھو گیا کہ ہر چند کو فیان شوخ چشم سر تپھر دن پر کوٹین گے تب بھی یہ سب داغ نہ چھوٹینگے شعر رسولؐ پاک پہ بھیج اے خدا درود و سلام و تحلی و خاطمہ حسنؑ و حسینؑ پر بھی مدام ۔ روایت ہی کہ جن لوگونکی نظر سر مبارک پر حضرت امام عالیمقام کے پڑتی تھی اُنکی ہوش اُڑ جاتے تھے اشقیا کو ماری ہیبت و جلال کے غش آتے تھے سر سردار اور سب سرونکے درمیان جسطرح چاند ستارونکے درمیان چمکتا تھا رخسارہ انور کندن سا دمکتا تھا چہرہ پر نور برستا تھا لب تشنہ قطرۂ آب کو ترستا تھا کوفیان بیحیا کہتے تھے یا الٰہی یہ نور کی مورت ہی یا خاص مصور قدرت کی بنائی صورت ہی یہ کس برج خوبی کا چاند ہی جسکے آگے ماہ فلک ماند ہی ایک بزرگ کہتے ہین کہ جب سر امام حسینؑ کا چمکتا ہوا ابن زیاد کے لاکر نیزے سے لوگ اُتارنے لگے مین نزدیک سر امام حسینؑ کے تھا اپنی آنکھ سے دیکھا کہ لب آپکے ہل رہے ہین کان لگایا تو سُنا کہ آپ یہ آیت تلاوت کر رہے ہین فَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ غَافِلًا عَمَّا يَعْمَلُ الظّٰلِمُوْنَ ظالمونکے عمل سے اللہ کو غافل نہ جانا میری بات کو یقین مانا غرض جب سر سرور نیزے سے اُتار کر ابن زیاد شقی کے پاس طشت مین دھر کر آیا وہ ملعون نشہ مین چور تھا سر سرور کو دیکھکر بہت ہنسا مسکرایا اور ایک چھڑی بید کی اُس ملعون کے ہاتھ مین تھی بار بار اُسکو ہونٹھ اور دانت اور ناک پر شاہزادے کے مارتا اور واہیات بکتا تھا خوشی کے دم مین موچھون پر تاؤ دے دیکے حاضرین کا مُنھ تکتا تھا اور کہتا تھا یا امام حسینؑ آپ اِسی مُنھ سے دعوی خلافت کا کرتے تھے یزید کے ہاتھ پر دست بیعت نہین دھرتے تھے پھر کہنے لگا کہ حسینؑ کا ایسا مین نے کسیکو حسین نہ دیکھا ایسا حسن والا نازنین نہ دیکھا اُسوقت انس نے کہا کہ ای ابن زیاد اُٹھا چھڑی اپنی ایسے کہ دیکھا ہی مین نے مُنھ رسولخدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تیری چھڑی کی جگہ اور دیکھا ہی مین نے کہ سنگھتے تھے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اِس جگہ کو کہ لگتی ہے چھڑی تیری اور امام حسینؑ سب لوگونسے زیادہ شبیہ ساتھ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تھے پس ہٹائی اُسنے چھڑی روایت ہی کہ اُسوقت زید بن ارقم صحابی بھی وہان موجود تھے اُنھونے خوب ہی کہا بے اختیار ہو کر کہا کہ ای ابن زیاد تو امام حسینؑ کے لب و دندان پر چھڑی دھرتا ہی بخدا مین نے بارہا دیکھا ہی

بے ادبی کرتا ہی خبردار اس چھیڑ یکو اپنے لب پر نہ مار نا قسم خدا کی مین نے بارہا اپنی آنکھو نسے دیکھا ہی کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم لب و دندان کو امام حسینؑ کے چوما کرتے تھے گود مین اُنکو لیکر اِدھر اُدھر گھوما کرتے تھے اُنکو بہت پیار کرتے تھے جی جان اپنا اُنپر نثار کرتے تھے یہ کہکے زید باواز بلند روئے اور خدا بھی روئے ابن زیاد مردود بہت غصہ ہوا اور دانتون سے اپنی ہونٹھ کو کاٹ کر کہا کہ ای یزید تو تو بوڑھا ہو گیا ہی نہین تجھے خوب سزا دیتا پھر تیری گردن ابھی اُتار لیتا زید نے کہا جب تو نے نبی کے لال علی کے نونہال کا چہرہ اُنکے خون سے لال کیا خاندان نبوت کو پامال کیا تو ہم کس شمار مین ہین ای ابن زیاد مین اُس گھڑی ایک اور بات کڑی تجھے سُناتا ہون جسکو سُنکے جل بھن کے تو کباب ہو جائیگا غصے ہو کر لاجواب ہو جائیگا مین نے اپنی آنکھون سے دیکھا ہی کہ حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم امام حسنؑ کو اپنی داہنی ران پر اور امام حسینؑ کو اپنی بائین ران پر بٹھلاتے اُنکے سرون پر اپنا ہاتھ پھیر رہے تھے اور فرماتے تھے کہ خداوندا مین ان دونون پیارونکو تیرے اور تیرے بندگان صالح کے حوالہ کرتا ہون یعنی حسینؑ کو امانت دھرتا ہون سُو ای ابن زیاد سچ بتا کہ تو نے اِس امانت رسول خدا کے ساتھ کیا کیا اس امانت کو خاک خیانت مین ملایا پھر کہا ای دشمنان آل نبی خدا اور رسول تمسے راضی نہین کہ ابن زیاد کو تمنے اپنا امیر کیا اور فرزند نبی کو شہید اور اُنکے اہلبیت کو اسیر کیا پھر یہ کہکر اُس مجلس سے روتے ہوئے اپنے گھر چلے گئے نظم جوابات شما را اگر سوال کند محمد عربی از شما بروز جزا کہ آن چہ بود کہ با اہلبیت من کردید چو من بہ ملک بقا قسم از برای فنا جزاے آن کہ شما را بحق نمودن راہ چہ رد ابو دکہ چنینہا بما رسد زشما روایت ہی کہ اسکے بعد ابن زیاد منبر پر چڑھا اور یزید کے فتحنامہ کا خطبہ شکر یہ پڑھا اور کہا کہ شکر خدا کا کہ اُسنے اہقاق حق اور ابطال باطل کیا یعنی امام حسینؑ پر یزید کو غلبہ دیا اور اسپر طرح بہت سے کلمات کفریہ بکنے لگا قتلی کے لے کر ٹھارکا مُنھ تکنے لگا اسکو دیکھکر عبداللہ بن عفیف ماری غصے کے جل بھن کے کھڑے ہو کر کہنے لگا کہ ابے ابن زیاد ای دشمن خدا و رسول ای بیدین جھوٹے تو جھوٹا تیرا باپ جھوٹا اور تجھے جسنے حاکم بنایا وہ جھوٹا ابے تو نے اولاد نبی کو قتل کیا اور اہلبیت نبوت کو ذلیل کیا اور پھر منبر پر چڑھا کہ جو مقام نیکی دونکا ہی کلمات کفریہ بکے جاتا ہی ہوش سنبھال کیا کرتا ہی تف بر تو چلو بھر پانی مین ڈوب کیون نہین مرتا ہی روایت ہی کہ اسکے بعد ابن زیاد ناپاک نے سر پاک کو حضرت امام حسینؑ کے اپنے ہاتھ مین اٹھا کر تماشا کرنے لگا مارے خوف اور ہیبت کے کانپنے لگا ہاتھ اُسکا رعشہ کرنے لگا آخر مجبور ہو کر سر سرور کو اپنی ران پر رکھا اور روے پر انوار اور گیسوے مشکبار کو بنظر غور دیکھنے لگا اور خدا کی بنائی صورت تھی نور کی مورت چہرہ ایسا تابان کہ نور برستا تھا رخسارے پر وہ نور نثار اللہ چشم بد دور کہ چودھوین رات کی چاند کی طرح ہنستا تھا

ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اب کچھ بولینگے درج دہن سے موتی انمول سخن کے مگر لینگے کیسو مشکین سے وہ لپک آتی تھی کہ عشاق کی جان جاتی تھی روایت ہے کہ جب ابن زیاد بدنہاد فی سرجان وارین جناب حضرت امام حسینؑ کا اپنی ران پر دھرا تو ایک قطرہ خون کا سر سروسی اُسکی قبا پر پڑا اور قبا جبہ پیراہن پائجامہ کو اُسکر سوراخ کرتا ہوا اور اُسکی ران کو چھیدتا ہوا تخت سے اُس بدبخت کی بار ہوکے زمین مین غائب ہوگیا اور وہ سوراخ ران مین اُس شیطان کے رہگیا جون جون دوا کرتا تھا پیخ سے اوپر کو چڑھتا اور اُس زخم سے معاذ اللہ سڑی بو آتی تھی کہ اُس ملعون اور اُسکے ساتھ بیٹھنے والونکی جان جاتی تھی اور اُس بدبو کو دفع کرنے ہمیشہ نافہ مشک کا اُس زخم پر باندھے رہتا تھا مگر باین ہمہ بدبو اُسکی بوے مشک پر غالب رہتی تھی اور یہ زخم آخر حیات تک اُس بدذات کے رہگیا چنانچہ ابراہیم اشتر سپہ سالار فوج مختار نے کشتونکی پشتون مین سے اُسی زخم اور بدبو کی علامت سے اُسکی نعش کو پہچانا روایت ہے کہ اسکے بعد ابن زیاد نے کہا کہ شکر خدا کا کہ وہ سرامام حسینؑ کا یہان پرے آیا اور میرے دشمنون کو رسوا اور انکی باتون کو جھوٹا بنایا اُس جواب مین امام زین العابدینؑ نے فرمایا کہ شکر خدا جسنے ہمکو اہلبیت بنایا اور یہ طفیل جدنا محمد رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمکو آیت تطہیر کے ساتھ بزرگ اور معزز فرمایا پھر اُس شقی نے کہا کہ تم نے خدا کی قدرت دیکھی کہ اُسنے کیا کیا تمکو خاک مین ملا دیا حضرت عابدؑ نے فرمایا کہ میرے جد بزرگوار نے میرے بابا جان کو پہلے ہی سے خبر دی تھی کہ تم میرے بعد بڑے بڑے صدمے اُٹھاؤگے اور کربلا مین جاکر شہادت پاؤگے بابا میرے اُسکے انتظار مین تھے بہرصورت خدا و رسول کے اختیار مین تھے اُنکی رضی پر راضی رہے قضا ہوگئے تشنہ لب شربت شہادت پیکر اپنی خوابگاہ مین جاکر سوگئے راہ تو نے تو خوب کام کیا دونون جہان مین بھلا نام کیا مگر خاطر جمع رکھ تو بھی عنقریب جریگا حشر مین ہمارا اور تیرا معاملہ حاکم حقیقی فیصل کریگا ابن زیاد غصہ ہوکر بولا کہ الحمد للہ تک اُن لوگون کو اتنی تیزی باقی ہے مزاج مین خونریزی باقی پوچھا یہ کسکا لڑکا ہے لوگون نے کہا کہ یہ امام تشنہ کام کے نورعین مین یعنی سجاد ابن حسینؑ مین ابن زیاد نے غصہ ہوکر عمرو سعد سے کہا کہ تجھے حکم تھا کہ آل عباکا کوئی لڑکا شیرخوار بھی باقی نرہے اِنکو تو نے کیون چھوڑا میرے حکم سے کیون منھ موڑا پھر کہا اس لڑکے کو باہر لیجاؤ اور سرابھی کاٹ کے میرے پاس لاؤ امام زین العابدینؑ نے فرمایا کہ اب میرے سوا اہلبیت مین کوئی محرم نہین جرآہ و فغرہ جانکاہ کوئی ساتھی نہین ہمدم نہین میرے سوا امام و نشان آل عباکا

کوئی باقی نہیں تشنہ کامان اہلبیت کا میرے سوا کوئی ساقی نہیں قتل اولادی سے ابھی تک تیرا جی بھرا نہیں سو
تو مجھے بھی مارے جلو گے شہادت کو عین سعادت جانتے ہیں میرا سر بھی اتارے شعر انگشت شیم و شہادت
دطن ماست پیر و رود و رویم و ملامت وطن ماست ؛ جلاد نے چاہا کہ حضرت عابد بیمار کو بھی باہر لیجا کر
مار ڈالے ایکا سر بھی تن نازک سے اتار ڈالے یہ سن کر پھپھی حضرت زینب کے پھٹ گئے آفرینہ لوگ گلے میں حضرت عابد کے
لپٹ گئے اور کہنے لگے اے ابن زیاد واقعہ کربلا کو ابھی کچھ ایسی دیر نہیں ہوئی ساری اہلبیت کا خون تو
پی چکا پر طبیعت تیری سیر نہیں ہوئی خدا انکو چھوڑ دے چراغ امت کا گل مت کر ذرا خدا سے ڈر قطع نسل کرامت کر
ابن زیاد بہت شرمایا اور امام زین العابدین کے خون سے باز آیا روایت ہے کہ اسکے بعد ابن زیاد نے
حکم دیا کہ اہلبیت اطہار اور عابد بیمار کو قید خانے میں لیجاؤ اور سر امام حسینؑ کو نیزے پر چڑھا کے تمام کوفہ میں پھرائیں گے
پھراؤ کوفیو کو تماشا دکھاؤ سر بے تن کا لاشہ دکھاؤ چنانچہ سر سلطان دین نیزے پر چڑھا کر کوفہ کی بازاروں میں
اور گلیوں میں پھرایا اور کوفیان بیوفا کو قدرت کا تماشا دکھایا روایت ہے زید بن ارقم صحابی کہتے
ہیں کہ جب سر جان کونین حضرت امام حسینؑ کا میرے دروازے پر آیا اسوقت میں گھر کی کھڑکی میں بیٹھا
رو رہا تھا غم امام حسینؑ میں بیقرار ہو رہا تھا جب سر مبارک میرے قریب آیا تو میں نے سنا کہ سر امام حسین نے
اس آیت کو پڑھا اَمْ حَسِبْتَ اَنَّ اَصْحٰبَ الْكَهْفِ وَالرَّقِيْمِ كَانُوْا مِنْ اٰيٰتِنَا عَجَبًا کیا تم نے
سمجھا کہ اصحاب کہف اور رقیم کا قصہ میرے قصے سے عجوبہ تھا زید بن ارقم کہتے کہ جسوقت میں نے یہ آیت
سر مبارک سے اپنی کانوں سے سنی واللہ کہ تمام بدن پر میرے رونگٹے کھڑے ہو گئے اور میں نے رو کر کہا کہ یا ابن
رسول اللہ صلعم حقیقت قصہ آپکا اصحاب کہف کے قصے سے بہت ہی عجیب تر ہے اور اعجب کہ اصحاب کہف تو فقط
کافروں نے ستایا تھا اور آپکو تو اپنے نانا جان کے کلمہ گویوں نے طرح طرح کے ظلم کو پہونچا کے شہید کیا اور
سر مبارک نیزہ پر چڑھا کے گلی در گلی شہر بہ شہر پھرایا اور اصحاب کہف جو سو کر بعد سالہا سال کے اٹھے تھے
تو بھی روح انکے بدن میں موجود تھی اور آپکے سر مبارک نے تو بعد جدا ہونے کے تن نازک سے
کلام فرمایا تو فی الحقیقت واقعہ آپ کا اصحاب کہف کے واقعہ سے اعجوبہ تر ہے نظم
رسول پاک پہ بھیج اے خدا درود و سلام ؛ علیؑ و فاطمہؑ حسنؑ و حسینؑ پر بھی مدام

دمشق جاتے ہیں کوفہ سے اہلبیت اطہار ؛ یہ چرچا عمر بھر ناصر محبوں کو رولاتا ہے

جب ابن زیاد بدنہاد کوفے مین سر شبیر کا گشت گلی گلی کرا چکا اور اہلبیت کو طرح طرح کے صدمے پہونچا چکا بعد اسکے شمر ذی الجوشن کو پانچ ہزار سوار کے ساتھ مقرر کیا کہ سر ہاے شہداے ابرار اور بندیان اہلبیت اطہار کو باحتیاط تمام دمشق مین یزید کے پاس لیجاوے چنانچہ کئی دن کے بعد قافلۂ اہلبیت کا کوفے سے دمشق کو چلا آگے آگے نقار خنہ فتح کا یزید پلید کی بجتا جاتا تھا اور شہر خوشی مین سیاہ بادل کیطرح گرجتا جاتا تھا اور بیچ مین شہداے کربلا کے سر نیزون اور برچھیون پر چلے جاتے تھے اور پیچھے پیچھے بندیان اہلبیت اونٹون پر بیکجا پنہین لوگون کی نظر سے محفوظ فاروتے ہوئے چلے آتے تھے اور ہر منزل مین نئی طرح کی کرامات اور ہر مقام مین طرح طرح کے واقعات سر شبیر سے ظاہر ہوتے تھے تاکہ لوگ سمجھین کہ واقعہ کربلا ایک حادثہ عظیم قیامت خیز ہوا اور تاکہ ظالمین دریافت کرین کہ قتل سید الشہدا ایک سانحہ شدید مصیبت انگیز ہے شعر رسول پاک پہنچ اے خدا درود و سلام ؛ علی و فاطمہ حسن و حسین پر بھی مدام روایت ہے کہ جب سر شبیر مع اسیران اہلبیت اطہار یزید پلید کے پاس لے چلے پہلی منزل مین ایک جگہ پر بیٹھے ہوئے شقیا شراب و کباب سے جی کا خمار نکال رہے تھے اتنے مین غیب سے ایک قلم لوہے کا نمودار ہوا اور یہ شعر خون سے ان لوگون کے سامنے زمین پر لکھدیا شعر اترجوا امۃ قتلت حسینا ؛ شفاعۃ جدہ یوم الحساب ؛ شبیر کے قاتل کیا فرد اے قیامت مین ؛ امید بھی رکھتے ہین نانا کے شفاعت کی ؛ اور بعضون نے کہا ہے کہ جب لشکریان یزید پلید سر مبارک اور قافلۂ اہلبیت کو لیے شام کیطرف روانہ ہوئے تو پہلی منزل مین ایک بتخانہ کے قریب مقام کیا کیا دیکھتے ہین کہ اُس بتخانہ کی دیوار کے پتھر پر یہی شعر مذکور لکھا ہے یہ لوگ دیکھکر بہت متعجب ہوئے اور راہب بتخانہ سے پوچھا کہ یہ شعر کسنے لکھا ہے اور کب لکھا ہے راہب نے کہا مین اتنا جانتا ہون کہ یہ شعر اس بتخانہ کی دیوار پر تمھارے نبی کے زمانے سے پانچ سو برس پیشتر سے لکھا ہوا ہے بعضون نے کہا کہ بتخانہ کی دیوار پھٹ گئی اُسوقت ایک ہاتھ نکلا اُسمین قلم لوہے کا تھا اور شعر مذکور خون سے شقیا کے سامنے لکھدیا روایت ہے کہ اسکے بعد راہب نے حال سر شہدا اور اسیران اہلبیت کا شقیا سے استفسار کیا شمر نے مفصل حال راہب سے کہدیا تب اُسنے اپنے دلمین کہا کہ بخدا اللہ یہ بہت بُرے لوگ ہین کہ اپنے فرزند احمد نبی کو قتل اور انکے اہلبیت کو اسیر کیا اور طرح طرح کا رنج دیا پس اُس راہب نے زار زار رو کر جماعت شقیا سے مخاطب ہو کر کہا کہ دس ہزار درم مجھسے لو اور سر شبیر کو رات بھر میرے پاس رہنے دو صبحکو کوچ کے وقت تمھارے حوالے کر دونگا کوفیان پلید بطمع مال راضی ہو گئے اور سر سرور کو راہب کے

کرامات امام و اظہار راہ کو فرستادن

حوالے کیا راہب نے بھی فوراً دس ہزار روپیہ گن دیا اور سر اقدس کو بڑی تعظیم سے لیکر خلوت میں آیا اور گلاب کیوڑے سے اسے غسل دیکر لگایا پھر سر سرور کو اپنے زانوں پر رکھکے جی جان اپنا آپ پر فدا کرکے رات بھر روتا رہا اور انوار رحمت خدا سے جو جمال حق نمایاں نازل ہوتے تھے رات بھر مشرف ہوتا رہا اور رات بھر تیم تیم دیکھا کیا کہ انوار تجلیات کے سر مبارک سے آسمان تک جاتے تھے اور طبقات نور کے علی الاتصال آسمان سے سر انور پر چلے آتے تھے بلاحظہ ان کرامات کے زنار کفر کو توڑا مسلمان ہوگیا دین باطل چھوڑا صاحب ایمان ہوگیا اسکے بعد جبتک جیتا رہا عبادت الٰہی میں مشغول ہوکے غم امام حسینؑ میں خون جگر پیتا رہا صبح اٹھکر سر سرور کو انتقیا کے حوالے کیا ان شقیوں نے جب درہم بانٹنے کو تھیلیوں کا منہ کھولا دیکھا کہ وہ سب درہم را کھ ہوگئے تھے مگر صورت درہم کی بگڑی نہ تھی اور بجائے سکہ ایکطرف انکے یہ آیت لکھی ہوئی تھی وَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ غَافِلًا عَمَّا يَعْمَلُ الظّٰلِمُوْنَ یعنی ظالم لوگ یہ نہ سمجھیں کہ اللہ انکے ظلم کرنے سے غافل ہے اور دوسری طرف یہ آیت لکھی تھی وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَيَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ یعنی اب ظالم لوگ جان لیوینگے کہ کیسی کیسی کروٹیں انکو دیجاوینگی یہ کرامت دیکھکر بہت اشقیا روسیاہ جل گئے خاک پھانکا کرنے لگے رنگ چہرونکے بدل گئے پھر وہاں سے آگے بڑھے **شعر** رسول پکے پہ بھیجے ای خدا درود و سلام نہ علی و فاطمہ حسن و حسینؑ پر بھی مدام **روایت ہے** کہ جب حران میں پہونچے تو یحییٰ یہودی حرافی یہ دھوم دھام اور نیزوں پر سرہای شہدائے عالیمقام دیکھکر گھبرایا اور اپنے گھر سے نکلکر باہر استقبال کو آیا اور ان سروں کا نظارہ کرنے لگا چاند سی صورت کو دیکھکر دلکو کسان کیطرح دو پارہ کرنے لگا ناگاہ آنکھ اسکی سر شبیر پر پڑگئی رو دیا طبیعت بگڑ گئی دیکھا کہ لبہای نازک ہل رہے ہین قریب جاکر کان لگایا تو صاف صاف سنا کہ آپ یہ آیت باآواز حزین پڑھ رہے ہین وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَيَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ یحییٰ کو تعجب ہوا اور پوچھا کہ یہ کسکا سر ہے لوگوں نے کہا فرزند نبی کا یعنی امام حسین بن علی کا پوچھا انکی مادر مہربان کا کیا نام تھا کہا فاطمہ زہرا بتول بنت رسول مقبول محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سنکر یحییٰ یہودی نے کہا کہ اگر دین انکے جد امجد کا حق نہوتا تو یہ سب کرامات انکے سر اقدس سے ظاہر نہوتی اور ہم ان باتون پر یقین نہ لاتے پس فوراً مسلمان ہوگیا اہلبیت پر جی جان سے قربان ہوگیا اور اچھے اچھے کپڑے اور ہزار درم حضرت امام زین العابدین کو دیئے کہ اسے لیجیے اپنے حوائج ضروریہ میں خرچ کیجیے انھوں نے کہا کہ اے تو دشمنان والی شام کی طرفداری کرتا ہے اپنا دین کھوکے مسلمان ہوگیا پھر زنار کفر باندھ لے ورنہ ہم ابھی تجھے بھی مار ڈالینگے سر تیرا بھی

آتا ہو نگا یحییٰ کو یہ کلام سنتے ہی شراب شہادت کا نشہ چڑھ گیا راہ محبت امام مین سر کٹنے کا شوق بڑھ گیا پس
نور آشمشیر آبدار چمکاکے تکبیر کہتا ہوا کفار پر وار کیا ایک حملے مین پانچ شقی کو فی النار کیا پھر یحییٰ نے بھی
اُسی جگہ اشقیا کے ہاتھ سے شہادت پائی روایت ہی روضۃ الشہدا مین لکھا ہی کہ آپکی بود صلب کے بہار کے نیچے دفنا
اُترا اُس پہار پر ایک بستی بہت آباد تھی رعیت دہانکی ہر طرح سے فارغ البال اور دلشاد تھی اور سب کے سب یہودی تھے
اور حریر پہنتے تھے لوگ دُور دُور سے وہان آتے تھے اور کپڑے اُنکے خرید کر کے لیجاتے تھے کہ توال عزیزین ہارون
نام تھا آدمی نہایت صاحب اکرام تھا جب کچھ رات گذری تو شیرین دائی حضرت شہر بانو کی آکے پاس بیٹھکر
زار زار روے لگین حضرت امام کے غم مین اور روز بروز سے زیادہ بیقرار ہونے لگین سبب اسکا یہ تھا کہ جب
حضرت شہر بانو مدینے تشریف لائین تھین تو آنکی خدمت مین سو لونڈیان تھین جسدن حضرت امام حسین سے
آنکا کاح ہوا پچاس لونڈیان آزاد کردین پھر ہر روز ولادت حضرت امام زین العابدین کے پچاس لونڈیان
آزاد کردین فقط دس لونڈیان آنکے پاس رہگئی تھین منجملہ انکے شیرین بہت خوشخو اور خوش گو خوش تھین
ایکدن حضرت امام حسین نے حضرت شہر بانو کے روبرو شیرین کی کچھ توریف کی حضرت شہر بانو نے کہا
شیرین آپکی نذر ہے پس حضرت امام عالیمقام نے شیرین کو اُسدم براہ خدا آزاد کر دیا پھر حضرت شہر بانو نے
اُسی دم گٹھری اپنے کپڑون کی منگوائی اور شیرین کو خلعت نفیس قیمتی پہنایا امام عالیمقام نے فرمایا
کہ تنے بہت سی لونڈیان آزاد کین مگر کسی کو خلعت گرانمایہ پہنایا نہین مجھے عجب ہی تا وہ کا کیا سبب ہے
حضرت شہر بانو نے فرمایا کہ اے شاہزادے وہ سب میری آزاد کی ہوئی ہین اور شیرین آپکی آزاد کی ہوئی ہے
شیرین اور میری آزاد کی ہوئی لونڈیان کے درمیان مین کچھ فرق ہونا چاہیے آپ بہت خوش
ہوئے اور حضرت شہر بانو کو دعا دی مگر شیرین باوجود آزاد ہونے اپنے کے ملازمت حضرت شہر بانو کی
چھوڑتی نہ تھین دم بھر خدمت سے آنکی منہ موڑتی نہ تھین پس اُس رات کو شیرین نے دیکھا کہ حضرت شہر بانو کپڑے
اپنے جسب حال نہین پہنے ہین پس شیرین کو وہ خلعت گرانمایہ حضرت شہر بانو نے شیرین کو امام عالیمقام کے سامنے
پہنا تھا یاد پڑ گیا امام حسین کی مصیبت اور حضرت شہر بانو کی بیکسی اور غربت پر رونے لگین جی بھر گیا
پھر شیرین نے حضرت شہر بانو سے کہا کہ حکم ہو تو اس بستی مین پہاڑ پر جاؤن اور اپنے زیور کو بیچ کر آپکے
واسطے کچھ کپڑے خرید لاؤن حضرت شہر بانو نے فرمایا تو جہان جائے مختار ہی آزاد لونڈی پر
ہمارا کیا اختیار ہی پھر رات گذری ہوگی کہ شیرین نے اپنے کو پہاڑ پر پہونچایا پھاٹک قلعہ کا بند تھا

اسکا حلقہ بلایا عزیز بن ہارون مذکور یہ سوقت خواب دیکھکر قلعے کے پھاٹک کے پاس انتظاری مین شیرین کے کھڑے تھے
اندیشہ کیا کہ کون حلقہ ہلاتا ہی شیرین نے کہا ہان کہا اور عرض عزیز شیرین کو اپنے گھر لائے اور بڑی تعظیم و توقیر سے
پیش آئے شیرین نے کہا مجھے بڑا تعجب ہی کہ تمنے میرا نام کیونکر جانا عزیز نے کہا کہ ابھی مین نے حضرت عیسیٰ اور
حضرت ہارون کو خواب مین دیکھا کہ تمکے سرتمکے پانون کھڑے رو رہے ہین کسیکے غم مین بیقرار ہو رہے ہین آثار
غربت کے انپر پیدا ہین علامات مصیبت کے انکے چہرے سے ہویدا ہین مین نے عرض کی حضرت آپکا حال کیا ہی
سبب گریہ باعث رنج و ملال کیا ہی کسکے واسطے آپ لوگ روتے ہین تمکے ماتم مین اتنا بیتاب ہوتے ہین فرمایا تجھے
معلوم نہین آہ آہ اشقیا نے محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ساقی کوثر کے نواسے امام حسین کو قطرہ آب سے ترسکے
کربلا مین مارا ہی سر انکا تن نازک سے جدا کیا ہے اور اب سر انکا اور اہلبیت کو انکے کوفے سے یزید پلید کے پاس
لیے جاتے ہین انھین کے غم مین ہمکو گل و امان دل کے پرزے اڑاتے ہین مین نے کہا کہ آپ لوگ حضرت
محمد مصطفے صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پہچانتے ہین دین و ایمان کو انکے حق جانتے ہین فرمایا واے عزیز انکو
کیونکر نہ پہچانین وہ نبی برحق ہین خدا کے حبیب مطلق ہین جو انکے ساتھ ایمان نہ لائیگا کھڑا دوزخ مین جائیگا
اور ہمکو سارے انبیا اس شخص سے بیزار ہین انکی شفاعت سے دست بردار ہین مین نے کہا تب میرے
حال پر رحم فرمایئے انکے نبی حق ہونے کی کوئی علامت بتایئے پس حضرت موسیٰ اور ہارون نے فرمایا کہ تم
قلعے کے پھاٹک کے پاس منتظر کھڑا رہو ایک لونڈی شیرین نام آزاد کردہ امام حسین قلعے کے پھاٹک پر اسوقت
آئیگی اور حلقہ پھاٹک کا ہلائیگی پھر پھاٹک کے تلے حضرت امام حسین کے سر کے پاس جانا اور بہت بہت ہمارا
سلام پہونچانا پس تم انکے سرانور سے میرے سلام کا جواب پاؤگے اور مشرف باسلام ہوجاؤگے پھر
شیرین سے تمھارا نکاح ہوگا عین غم مین نکاح ہوگا پھر مین نیند سے چونک پڑا اور لا الہ الا اللہ پڑھا اور دوڑا ہوا
پھاٹک پر آیا کہ تمنے پھاٹک کا ہاے پکارا اسواسطے ہمنے جانا کہ تمھارا نام شیرین ہی یہ واقعہ تمکے شیرین فوراً
وہان سے لوٹ آئین اور یہ سب باتین اہلبیت اطہار کو آکر سنائین اہلبیت یہ حال عجیب سنکر رونے لگے
غم شبیر مین بیقرار ہونے لگے علی الصباح عزیز ہزار درم لشکریان یزید کو دیکے اہلبیت کی خدمت مین آنیکی
اجازت امام زین العابدین کے پاس آئے اور بہت سے کپڑے بیش قیمت اور ہزار اشرفیان نذرانہ لائے
پھر انسبکو قدم پر حضرت امام زین العابدین کے دھوکے جی جان انپر نثار کرکے مسلمان ہوگئے
بتوفیق ازلی صاحب ایمان ہوگئے پھر جناب حضرت امام حسین کے سرانور کے پاس آکر آنکھون سے

سیلاب خون بہا کر عرض کی کہ آپ کی خدمت میں یہودی سے مسلمان ہو کر آیا ہوں حضرت موسیٰ اور ہارون کا سلام لایا ہوں سر سے امام عالیمقام کے آواز آئی کہ پھیر اور اُن دونوں پر میرا سلام پہونچے اور فرمایا کہ اے عزیز قیامت کے دن تو میرے اہلبیت کے ساتھ محشور ہوگا پھر حضرت شہر بانو نے شیرین کا عزیز سے نکاح کروایا اور سارے یہودی اُس قلعے والے بھی مسلمان ہوگئے شعر رسول پاک پہ بھیجو اسی خدا درود و سلام ۔ علی و فاطمہ حسن و حسین پر بھی مدام ۔ روایت ہے ابوالخوق کوفی کی کہتا ہے کہ اثنائے راہ کوفہ و شام میں واسطے نگہبانی سر ہائے شہدا کے رات بھر پہرا چار جوان مسلح کا پہرا رہتا تھا ایک رات میری باری تھی سب پہرہ والے سوگئے سر دن سے غافل ہوگئے اور اُس شب کو مجھے نیند نہیں آتی تھی طبیعت بہت گھبراتی تھی اتنے میں آسمان سے ایک آواز مہیب آئی قریب تھا کہ آسمان و زمین پھٹ جائے ساری دنیا الٹ جاوے پھر میں نے دیکھا کہ ایک بزرگ لمبے سفید نورانی کپڑے پہنے ہوئے آسمان سے نیچے آئے اور اپنے سر کو نگا کر کے صندوق میں سے سر کو امام حسینؑ کے باہر لائے پھر اور کر اُنکے منہ پر بوسے دینے لگے بلائیں لینے لگے میں نے قصد کیا کہ قبل اسکے کہ اور نگہبان لوگ جاگیں سر امام حسینؑ کا اُٹھا کے صندوق میں بند کر دوں کہ ناگاہ ایک شخص مجھ پر کر کہا کہ ان خبردار آگے مت جا حضرت آدم علیہ السلام ہیں واسطے ماتم پرسی فرزند حبیب خدا کے تشریف لائے ہیں پھر دوسری آواز سنی کہ نوح علیہ السلام پھر سنا کہ حضرت ابراہیم اور حضرت اسمٰعیل اور حضرت اسحاق علیہم السلام تشریف لائے آخر میں حبیب کبریا سرور انبیا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مع صحابہ کبار اور حیدر کرار اور امام حسن اور حضرت حمزہ اور جعفر طیار کے وہاں جلوہ افروز ہوئے اور ایک ایک بزرگ اُس سر کو اُٹھا اُٹھا کے تعظیم کرتے تھے اور آہ سرد دل پُر درد سے بھرتے تھے پھر نور کی کرسی آئی اور سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُس پر نزول اجلال فرمایا اور سارے انبیا اور ملائکہ چاروں طرف آپکے تھے پھر ایک فرشتہ آیا ایک ہاتھ میں ننگی تلوار برق غضب پروردگار اور دوسرے ہاتھ میں آگ کا گرز خونخوار پھر اُس فرشتے نے میرا ہاتھ پکڑ لیا میں نے فریاد کی کہ یا رسول اللہ میں مسلمان ہوں دوستدار خاندان ہوں یہ لوگ مجھے زبردستی سے اپنے ساتھ لیے جاتے ہیں اُس فرشتے نے میرے منہ پر ایک طمانچہ مارا کہ میرا حال تباہ ہوگیا اور اُسطرف کا منہ سیاہ ہوگیا پھر حضرت نے فرمایا کہ خیر اسکو چھوڑ دے فرشتے نے مجھے چھوڑ دیا میں صبح تک بیہوش پڑا رہا صبح کے وقت آنکھ کھلی تو دیکھا کہ سر شبیر بدستور صندوق میں بند ہے اور اُن پچاسوں پہرے والوں کا پتا نہیں فقط جا بجا چار و نطرف صندوق کے راکھ کے تودے لگے ہیں راوی کہتا ہے کہ صبح کو شمر نے ابوالخوق کو

بلاکر پوچھا کہ تیرا منھ ایکطرف کالا کیون ہوگیا ہے ابو مخنوق نے سارا حال شب کا کہ سنایا پھر ایک آہ کی
کہ شکل اسکی بدل گئی زمین پر گرا جان نکل گئی لوگون نے دیکھا کہ کلیجہ اسکا کٹ گیا تھا اور شہ آسکا چت
گیا تھا لشکریان یزید یہ حال سنکر بہت گھبرائے اور وہانسے آگے کو قدم بڑھائے شعر رسول پاک پہ
بھیج اے خدا درود وسلام تو علی و فاطمہ حسن و حسین پر بھی مدام ۔ روایت ہے ابو سعید مقبری کی کہ ہم
کہ جب ہم لوگ لشکریان ابن زیاد کے سر شبیر کو لیے ہوتے دمشق کے قریب جا پہونچے تو خبر مشہور ہوئی
مسیب خزاعی چاہتے ہین کہ لشکر جمع کرکے سپاہ پر ابن زیاد کے چھاپا ماریں اہلبیت اور سر شہدا کو چھین
لیجائین اور سپاہ شام کی گردنین اتارین یہ خبر سنکے سپاہ روسیاہ شام گھبرائی شام کے وقت ایک مقام پہ
اترائی وہان ایک تجانہ بہت مستحکم تھا سبھونکی رائے جمی کہ آج رات بھر اسی تجانہ مین رہنا چاہیے
راہب سے اس بت خانہ کی یہ امر کہنا چاہیے کوئی باغی اس تجانہ کے اندر جاکر چھاپا مارنہ سکیگا کسیکی گردن
اڑسکیگا آخر شمر نے بھاگ کر اس تجانہ کے آگر للکارا آواز بلند پکارا ایک بوڑھے نے جو سردار اس تجانہ کا
تھا تجانے کی کوٹھے پر چڑھ کر دیکھا کہ بہت سے سوار و پیادے تجانہ کو گھیرے ہین راہ رہت سے اٹا منھ پھیرے
ہین اور شمر نعرہ مار رہا ہے بدحواس ہوکر پکار رہا ہے آخر اس بوڑھے نے کہا کہ تم لوگ کون ہو کہان ہوتے ہو
کدھر جاتے ہو شمر نے کہا کہ ہم لوگ لشکریان ابن زیاد ہین کوفے سے آتے ہین دمشق مین یزید کے پاس
جاتے ہین بوڑھے نے کہا دمشق مین کس کام کو جاتے ہو شمر نے کہا کہ کربلا مین ایک [illegible]
ہم لوگ اسکو اور اسکے ہمراہیون کو مارکے سرون کو اسکے [illegible]
اہلبیت کو بھی اسیر کرکے محملون مین ان اونٹون پر بٹھائے دمشق [illegible]
پیر فقیر نے نیچی نگاہ کی تو دیکھا کہ آہ آہ سیکڑون سر [illegible]
نور برس رہا ہے کندن کیطرح دمک رہے ہین پوچھا سردار کون سر ہے شمر نے کہا [illegible]
سرور کو دیکھکر تھرایا پھر کہا کہ میرے تجانے کو تم کیون گھیرے ہو کہا کہ [illegible]
چاہتے ہین کہ شب کو چھاپا ماریں اور ان لوگونکو چھین لیجائین اور گردنون کو ہماری اتاریں سے
رات بھر تم ہم سبکو اس بت خانہ مین پناہ دو پھاٹک کھولو راہ دو پیر فقیر نے کہا تم لوگ بہت ہو
اس چھوٹے سے تجانے مین سبکی گنجایش نہین ہوگی سو تم سر ہائے شہدائے نامدار اور اسیران اہلبیت
اطہار کو اندر تجانے کے لاؤ اور تم گرداگرد تجانے کے آگ لگاؤ اور رات بھر بیدار ہو سو مین

غنیم سے ہوشیار رہو باغی اگر آئینگے تو محروم پھر جائینگے شمر نے کہا بہت اچھی بات کہنے کہی پس سر مبارک کو حضرت امام حسینؑ کے صندوق میں دھر کے قفل محکم سے بند کرکے اپنے چند سواروں کو کہا کہ اس صندوق کو لیکر کے اس تجمانے میں جاؤ وہاں رات بھر بیدار رہنا ہر طرح سے ہوشیار رہنا مگر واقعہ ابو المخنوق سے بہت ڈرے ہوئے تھے کوفی اندر تجمانے کے رہنے پر راضی نہوا اتنا کیا کہ اس صندوق کو لیکے اس تجمانے میں لاکے ایک مکان مضبوط میں دھر کے ایک بھاری قفل سے اسکو بند کرکے باہر چلے آئے پھر اس پیر فقیر نے پردہ گرا کے حضرت عابد بیمار اور اہلبیت اطہار کو کجاوؤں سے ایک مکان عالی میں اتارا اور نہایت تعظیم اور توقیر کے ساتھ پیش آیا شعر رسول پاک پہ بھیج اے خدا درود و سلام یہ علی و فاطمہ حسن حسینؑ پر بھی تمام یہ روایت ہے کہ جب کسی قدر رات گذری اور سب لوگ سو گئے پس وہ بڈھا فقیر اٹھا چاروں طرف اس گھر کے جسمیں صندوق کے اندر سر امام عالیمقام بند تھا گھومنے لگا شوق دیدار میں سر امام کے حالت بیخودی میں آکر جھومنے لگا چاہتا تھا کہ کسی طرح سر شبیر کو نزدیک سے دیکھ لے اور بشانی انور پر بوسے دے ناگاہ کیا دیکھتا ہے کہ وہ گھر صندوق والا بے شمع و چراغ کے روشن ہے پیر فقیر گھبرایا کہ اللہ اللہ یہ روشنی کہاں سے آتی ہے اتفاقات سر اس گھر کے راہنے ایک دوسرا گھر تھا اور اس گھر سے اس گھر میں ایک روزن تھا پیر اس گھر میں جاکر اس روزن سے دیکھنے لگا کہ وہ روشنی دمبدم بڑھتی جاتی ہے یہانتک کہ اسکے دیکھنے سے آنکھ خیرہ کی کرتی جاتی ہے پھر چھت اس گھر کی پھٹ گئی اور ایک عماری زرنگار میں سے ایک بی بی صاحبہ بہت لونڈیوں کے ساتھ جنکو دنیا کی عورتوں سے کچھ مناسبت نتھی اتریں اور وہ لونڈیاں کیسی تھیں کہ ہنومان سب آدمیوں کی حوا آتی ہیں پھر اسی طرح سارا اور ہاجرہ بی بی حضرت ابراہیم خلیل اللہ کی اور زلیخا بی حضرت یوسف کی اور کلثوم بہن حضرت موسی کی اور آسیہ بی بی فرعون کی اور مریم ماں حضرت عیسی کی آئیں اسکے بعد ایک عماری زرنگاری آئی جسمیں حضرت خدیجہ کبری تشریف لائیں اور سب بیبیاں سر بسر دار کو صندوق سے نکال کرکے آہ سرد بھرتی تھیں اور رو رو کر زیارت کرتی تھیں ناگاہ ایک عماری نورانی نظر آئی کسی نے اس پیر فقیر کو للکارا کہ ہان اس روزن سے مت دیکھ سواری بنت رسول فاطمہ زہرا بتول کی آئی وہ فقیر بیہوش ہو گیا جب ہوش میں آیا تو دیکھا کہ ایک پردہ آنکھوں کے آگے پڑا ہے کہ اس روزن سے کسی کو دیکھ نہیں سکتا اندر سے فقط سنتا تھا کہ السلام علیک اے مظلوم ماوراے شہید محموم ماوراے غریب بمنوم ماوراے

نوحین ہیں اے فرزند حسین ہیں غم مت کھاؤ کل قیامت کو دن اسکا انصاف ہوگا تمہارے خون کے عوض تمہارے دشمنوں کا مطلق صاف اور تمہارے دوستدار ہوں گے اس کا سارا گناہ معاف ہوگا پیر فقیران باتونکو سنکے بیہوش ہوگیا جب ہوش میں آیا اُن عماریوں کا کچھ تیاپانہ پایا پھر ایکبار اخبر دین باطل سے منہ موڑا اور نفل کو اُس مکان اور صندوق کے کسی طرف سے توڑا پھر صندوق کے چاروں طرف خاک پر مرغ بسمل کیطرح لوٹنے لگا یکبارگی دھڑکر گلا گھوٹنے لگا پھر سر سرور کو صندوق سے نکالا ایک مشک گلاب سے دھوکر بڑی تعظیم سے مصلا پر دھرکے شمع کافوری روشن کرکے دودھ سے دونو انو بیٹھکر سر سرور کا نظارہ کرنے لگا خنجر اوسے جگر کو دوبارہ کرنے لگا اور رو رو کے کہنے لگا کہ اے سر سرور دین خاتون جنت تمہاری زیارت کو آئی ہیں گوہر جان شاہ کو لائی ہیں معلوم ہوتا ہے کہ آپ اُن جماعت میں ہیں جنکا وصف میں نے قرآن اور انجیل میں پڑھا ہے سو اب مجھے اپنے حال پر ملال سے آگاہ کیجیے اور میری نجات کی بھی کوئی راہ کیجیے پس خدا نے اپنی قدرت دکھائی سر شہید سے آواز آئی کہ اے پیر مظلوم ستم رسیدہ حزین مغموم محبت کشیدہ ہوں میں مسافر غریب الوطن ہوں مبتلاے مصائب عجیب ہوں میں گرفتار پنجہ بلا ہوں میں شہید کربلا ہوں میں نور دیدہ مصطفےٰ ہوں میں سر و سینہ مرتضےٰ ہوں میں جان کونین ہوں میں امام حسین ہوں میں نظم من نور دیدہ مصطفےٰ ام ۔ فرزند علی مرتضےٰ ام ۔ سرور فرماندان قریشم ۔ بگزیدہ حضرت خدام ام سنے کہ غریب مستمند ۔ مظلوم و شہید کربلا ام ۔ فقیر نے ان سب باتوں کو سنکے اپنے جیالوں کو جو بہتر آدمی تھے بلایا اور سبکو یہ حال کہسنایا اُن سبھوں نے آہ کے نورے عرش تک پہونچائے اور بالاتفاق حضرت زین العابدین کے پاس آئے اُنکے سامنے زنار کفر کو توڑا مسلمان ہوگئے اخبر دین باطل کو چھوڑا صاحب ایمان ہوگئے پھر ہاتھ جوڑ کر کہنے لگے کہ حضرت حکم دیجیے کہ ہملوگ باہر بتخانے کے جاکر اشقیا پر چھاپا ماریں خنجر آبدار سے اُنکے سر و مکو آتار ہیں آپنے فرمایا کہ سب اپنی سزا پائینگے کھڑے دوزخ میں چلے جائینگے پھر صبح ہوتے اشقیانے مرہاے شہداے ابرار و اہلبیت اطہار کو بتخانے سے باہر لاکر دشت کی راہ لی شعر رسول پاک پہ بھیج اے خدا درود و سلام ۔ علی و فاطمہ حسن حسین پر بھی مدام ۔ روایت ہے کہ جب بدطرز نازل کے قافلہ شہر دمشق میں پہونچ گیا یزید پلید اُس خبر کو سنکے مارے خوشی کے پھول گیا سو بچھوں پر تاؤ دینے لگا قتل کی لینے لگا اور اپنی موت کو بھول گیا پھر تو بحکم یزید پلید کے ہر ہر گلی اور بازار کی دکانیں سجنے لگیں جابجا نوبتیں خوشی کی بجنے لگیں

ہر طرحسے سامان جشن کا درست ہو گیا ہر شقی گانے بجانے پر چست ہو گیا غرض اُس پلید نے تمام شہر اور
کچہری کے مکان کو ہر طرحسے آراستہ کیا اور سکو دربار عام کا حکم دیا نقارہ فتح کے بجوائے نکاح نمین پردہ
دلکائے جب سب طرف کے ایلچی اور امرائے شام اُسکے دربار مین حاضر آئے پھر تو ہر طرف سے معارک دیتے
دروازے پر اُس کمبخت کی فتوحی کی جھڑنے لگی پھر اُس پلید نے بڑی شان و شوکت سے تخت حکو
بیٹھکر حکم دیا کہ سب چھوٹے بڑے شہر کے تماشے کو جائین اور سرہائے شہدا کے ساتھ میری کچہری مین خ
کرتے آئین روایت ہے کہ جب قافلہ شہر دمشق مین داخل ہو کے یزید کے پاس چلا پہلے ایک جامع مس
صحن مسجد مین ایک بوڑھا سفید داڑھی والا بغل مین قرآن لیے تسبیح زیب دست کیے جبہ گر
سر پر عمامہ باندھے ٹہل رہا تھا جب اُسنے سرہائے شہدا و اسرا اور حضرت عابد بیمار کو دیکھا کہا خدا
کہ اُسنے بڑونکو تمھارے ہلاک کیا اہل شام کو فتنے سے اُنکو پاک کیا حضرت امام زین العابدین نے
کہ اے بوڑھے تو نے قرآن پڑھا ہے اُسنے کہا پڑھا کیون نہین مین تو تیسون پارون کا حافظ
آپنے فرمایا تیری سمجھ کا خدا حافظ اے بوڑھے تو نے قرآن مین یہ آیت پڑھی ہے قُل لَّا اَسْـَٔلُكُمْ
عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى اللہ تعالی فرماتا ہے اے رسول مقبول یعنی میرے
کہدو لوگون سے کہ مین اس تبلیغ رسالت پر تمسے کچھ مزدوری کچھ نیگ نہین مانگتا ہون مگ
چاہتا ہون تمسے اپنے قرابت والون مین سوائے بوڑھے حضرت رسول کریم کے ذوی ال
ہمین لوگ ہین محبت ہماری تم سبکو لازم ہے پھر فرمایا تو نے یہ آیت پڑھی ہے اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ
عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا بوڑھے کہا پڑھی ہے آپنے فرمایا کہ اہلبیت نبوت کے ہم
ہین کہ حقتعالی نے ہمکو گونکو گناہون اور ہر طرحکی عیبونسے پاک صاف ستھرا کیا ہے بوڑھا اس کلام
آتش شرم و حیا سے جل بھن کے سر جھکا کے رونے لگا اور کہنے لگا کہ یا ابن رسول اللہ خطا میری معاف
مین نے آپ لوگونکو پہچانا نہ تھا پھر روبقبلہ ہو کے بہت زار و زار روکے کہنے لگے کہ خداوندا دشمنی
ان حضرات کی مین بیزار ہوا دشمنون سے اُنکے دست بردار ہوا پھر قرآن اور تسبیح مسجد مین دھر
سر و پھر کے حضرت امام زین العابدین کے اونٹ کے آگے خاک پر مرغ بسمل کیطرح لوٹنے لگا نوحہ جانکا
صدائے دلخراش کے ساتھ گلا گھوٹنے لگا کہتا آہ اہ یا اللہ تو باہ خداوندا جناب مین تیری اگر تو پیری
ہوئی تو اے مدد جان میری نکال لے عذاب دارین سے نجات دی پھر تو بہ اسکی قبول ہوئی دعا اسکی

ہوئی آخر ایک نعرہ مارا اسی دم جان نکل گئی جنت کو سدھارا اہلبیت یہ حال دیکھکر رونے لگے اسکے غم سے بیقرار ہونے لگے نظم پیر و رکو ہی محبت جان بداد ۔ جان بہر وصلت جانان بداد ۔ چون زسر دوستی آگاہ شد ۔ با شہیدان در زمان ہمراہ شد ۔ شعر رسول پاک پہ بھیج اسی خدا درود و سلام ۔ علی و فاطمہ حسن و حسین پر بھی مدام ۔ روایت ہی کہ علی الصباح قافلہ شہر دمشق میں داخل ہوا تھا مگر بباعث کثرت تماشائیون اور ہجوم شامیان کے جنیچی کو بھی راہ نہین ملتی تھی ماری دھوم دھام اور کثرت واژدحام کو چھاتی سے چھاتی چھلتی تھی غرض اسیطرح قدم بہ قدم آہستہ آہستہ چلتے چلتے ظہر کیوقت سرائے شہدا نزید کے پھاٹک پر آئے پس اس پلید نے پہلے اہلبیت اطہار کو خاص ایک کمرے مین الگ نظرون سے محفوظ اتروایا اور اس کمرے کے دروں پر ہر طرف سے پردے گروائے بعد اسکے سر شہدا کو منگایا پھر اس پلید نے ایک ایک کا سر دیکھا اور نام و نشان اور حال صاحب سر کا پوچھنا شروع کیا جب اسنے حال سے سب سرون کی اطلاع پائی تب جان کو تین سلطان دارین حضرت امام حسینؑ کے سر مبارک کی نوبت آئی پس شمر نے سر سرور کو بشیرین مالک کے حوالے کیا کہ اس سر کو یزید کے آگے تحفہ لیجاوے اور قتل پر امام حسینؑ کے فخر کرکے یزید سے انعام کثیر مانگ لاوے پس بشیر نے سر شہیر کو یزید کے آگے دھر کے قتل کرنے پر حضرت کے فخر کرکے یزید سے اور انعام کثیر مانگ لیا پس یزید نے سر شہیر کو یزید کے آگے دھر کے قتل کرنے پر حضرت کے فخر کرکے یزید سے کہا کہ امام حسینؑ لیجیے عوض اسکے بھلا اور نیک نیک دیکھیے پھر چند اشعار عربی کے بیان شرف و نسب حسب اور بزرگی مین حضرت امام عالیمقام کے پڑھکے اور بہت سی توصیفین امام کی کرکے کہا کہ مین نے ایسے شہنشاہ کو مارا ہی فرزند رسول اللہ کو مارا ہی علی کے ماہ پارے کو مارا ہی فاطمہ زہرا کے پیارے کا سر اتارا ہی سوزر و جواہر کا توڑا دیکھیے جوڑا اور گھوڑا دیکھیے یزید تعریف حضرت امام کی سنکے جل گیا رنگ چہرہ کا بدل گیا بشیر نے کہا ابے جب تو امام حسینؑ کو ایسا جانتا تھا حسب و نسب انکا خوب پہچانتا تھا پس انکو مارا کیون سر انکا گردن سے اتارا کیون پھر غصہ ہوکر کہا کہ بشیر کو باہر لیجاؤ اور ابھی سر انکا کاٹ کے میرے پاس لاؤ جلادنے باہر لیجاکر بشیر پر ایک وار کیا اس شقی کو فی النار کیا اور یہ بشیر منجملہ ان دس لوگون کے تھا کہ جنھون نے کربلا مین امام تشنہ کام کے قتل کرنے پر اتفاق کیا تھا شعر رسول پاک پہ بھیج اے خدا درود و سلام ۔ علی و فاطمہ حسن و حسینؑ پر بھی مدام ۔ روایت ہی کہ اسکے بعد یزید شقی نے سر بشیر کو طشت زرین مین اپنے آگے دھروا کے امرا سے کو دسی پوچھا کہ امام حسینؑ کو کیونکر مارا سر انکا کسطرح اتارا تمہ بدذات نے کہا کہ امام حسین مع بیاسی آدمیونکے سو کربلا مین آئے ہملوگون نے خبر پاکے بائیس ہزار سپاہ لیکے دھاوا

کیا اور امام سے ہر چند کہا کہ یزید کے ہاتھ بیعت کر دیجیے اور نہیں تو گردن دھر دیجیے امام نے نہ مانا ہی تھا کہ
داہی تباہی پس ہلو گون نے دسویں محرم کو صبح سے دوپہر ڈھلے تک امام کے سب ہمراہیونکو مار لیا پھر
سر سبکا اتار لیا پھر امام کو نہین کو رات دن قطرہ آب ہی ترسا کے مینھ تیغ و تیر و نکا برسا کے ہانجر آبدار سے
سر انکا اتارا پھر لاش کو امام کی گھوڑونکی ٹاپون سے کچل کے خاک مین ملایا پھر انکی اہلبیت کو اسیر کر کے اور
اُن سر ونکو بر چھیون پر دھر کے آگے آگے پس پہنچایا یزید ملعون باتونمین اُنکے سر چکا لیا اور کچھ جواب نہ دیا پھر
سر اُٹھا کے اِدھر اُدھر حقارت کا منھ تکنے لگا عربی کے اشعار پڑھ پڑھ کے اپنی خوشی اور غرور کی باتین بکنے لگا
مونچھون پر تاؤ دینے لگا مسکرا مسکرا انگڑائی لینے لگا شعر رسول پاک پہ بھیجے ہی خدا درود و سلام ۔ علی
فاطمہ حسن حسین پر بھی مدام ۔ روایت ہے کہ جب سر شبیر اس سیطان کے آگے دھرا گیا وہ پلید خوشی کے
دم مین پھولا ہوا خدا و رسول کو بھولا ہوا شراب پی رہا تھا اور مسکرا کے سر ہلا ہلا کے چھڑی بید کی جو اُس
یزید نجت کے ہاتھ مین تھی بار بار ہونٹھ اور دانتون اور تھونون پر امام کے مگاتا تھا اور کہتا تھا کہ امام حسین مجھے
یہ گمان تھا کہ تمھارا اتنا بدن ہوا ہوا اور بال تمھارے خضاب سے محفوظ رہین ۔ روایت ہے مناقب السادات
مین لکھا ہے کہ جسد مبارک امام حسین کا یزید لعین شقی کے پاس لایا گیا وہ لعین خوشی مین مشغول ہوا اور
شراب پیتا تھا اور سر مبارک کی ساتھ انواع قسام کی اہانت کرتا تھا یہ خبر بعض صحابہ رسول خدا صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے سنی روتے ہوئے دوڑے اور کہا اے ملعون یہ کیا کرتا ہے خدا سے نہین ڈرتا ہے اُس شقی نے ان صحابہ
کو بھی قتل کروایا سات صحابی کی بدن گردن ماری گئی روایت ہے کہ اُسوقت سمرہ بن جندب صحابی بھی
حاضر تھے اُنھون نے جب بے ادبی یزید پلید کی دیکھی کہ بید کی چھڑی آگے ہونٹھ اور دانتون پر مارتا ہے
بے اختیار ہو کر زار زار رو کر یزید پلید سے مخاطب ہو کر کہنے لگا قطع اللہ یدیک یا یزید اے یزید پلید
اللہ تعالی تیرا ہاتھ کاٹ ڈالے یہ کیا حرکت ناشایستہ کرتا ہے کہ لب و دندان پر امام حسین کے جو بوسہ گاہ
رسول مقبول تھے چھڑی دھرتا ہے اہلبیت کا تجھے کچھ پاس نہین خدا و رسول سے کچھ ہراس نہین نظم آن لب
کہ بوسہ دادبر و بار نا رسول ۔ سو بیش بچوب کردن اشارت کجا رواست ۔ آن سر کہ بر کنار نبی داشتے
وطن ۔ در طشت زر نہادہ بہ پیش تو کے رواست ۔ یزید پلید نے غصہ ہو کر کہا کہ اے سمرہ کیا کروں
تیری صحابیت کا لحاظ کرتا ہون اگر تو صحابی رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نہوتا تو ابھی مین
تجھے مار ڈالتا سر تیرا ابھی گردن سے اُتار ڈالتا سمرہ نے کہا سبحان اللہ اے ملعون تیرا عجب حال ہے کہ

میرے قتل کرنے مین تو میری صحابیت کا تجھے خیال ہو جب تو نے رسول عربی کے ماہ پارون علی کے دلارون فاطمہ زہرا کے پیارونکو کربلا کے تپتے پر تطرہ آب سے ترسا کے مینھ تیرونکا برسا کے تل تل الالا شوکتونکے ہاے ہاے گھوڑونکی ٹاپون سے کچل ڈالا اسوقت تجھے فرزندان اور عزیزان نبی کا خیال نہ آیا جی مین ذرا بھی نہ شرمایا اے بدبخت ایسا تو کوئی بھی ادنی مسلمان کے ساتھ نہین کرتا ہو وہ بھی اپنی عاقبت سوچتا ہو آہ آہ تیرے ظلم سے خدا کی پناہ یہ بات حاضرین کی دلمین برچھی کیطرح گڑ گئی سبکے سب رونے لگے سبھونکی طبیعت بگڑ گئی قریب تھا کہ کچھ فتنہ حادث ہو جائے آخر ثمر روتے ہوے اس شیطان کے دربار سے باہر چلے آئے شعر فریاد ازان زمان کہ جوانان اہلبیت ۔ گلگون قدم بعرصۂ محشر قدم زنند شعر رسول پاک پہ بھیجے اسی خدا درود و سلام ۔ علی و فاطمہ حسن و حسین پر بھی مدام ۔ روایت ہے کہ اسوقت ایک سود اگر یہود ی بھی اس مجلس مین حاضر تھا اسنے جو سر انور حضرت امام حسین کا یزید پلید کے آگے طشت زرین مین دھرا دیکھا پوچھا یہ کسکا سر ہے یہ کس برج شرافت کا اختر ہے کسکی آنکھون کا تارا ہے کس سیہ رحم نے اسکو مارا ہے یزید خبیث نے کہا کہ یہ اس شخص کا سر ہے اسی نے میرے ساتھ دعوی مقابلہ اور ہمسری کا کیا تھا اور دعوی خلافت کا کرکے علم امامت کا اپنے ہاتھ مین لیا تھا اور جوانان ہمارے انکو اور انکے ہمراہیونکے سرون کو لاٹ لائے ہین اور یتیمان اور اہلبیت انکے بھی گرفتار ہو آئے ہین وہ یہودی بولا معلوم ہوتا ہے کہ یہ بزرگ اپنی قوم کے بڑے رئیس اور شریف اور عالی خاندان تھے کہ انکو حوصلۂ امامت اور دعوی خلافت کا تھا یزید نے کہا ہان بڑے شریف تھے اور آبا اور اجداد انکے شرفاے بنی ہاشم سے تھے یہودی نے پوچھا کہ انکا نام کیا تھا یزید نے کہا امام حسین پھر پوچھا انکی مان باپ کا کیا نام تھا کہا انکے باپ کا نام علی مرتضی شیر خدا اور انکی مان کا نام حضرت فاطمہ زہرا پھر پوچھا کہ فاطمہ زہرا کسی صاحبزادی تھین یزید نے کہا حضرت رسول مقبول محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہودی نے یہ نام سنکر غم و غصے سے سر دھنکر عمامہ سر سے زمین پر ٹپک دیا اور زار زار رونے لگا کہنے لگا کہ یہ کیون نہین کہتے ہو کہ پیر تمھارے نبی صاحب کی فرزند کا ہی فاطمہ زہرا اور علی مرتضے کی لڑکا جمند کا ہی واہ واہ اپنے نبی کی تو نے خوب قدر دانی کی ایمان تشنہ کام کی ماشاء اللہ خوب حمایتی کی پھر وہ یہودی مارے غصے کے سر دھنکر آتش غم سے جل بھنکر لب کو دندان تاسف سے کاٹنے لگا انگشت حسرت چاٹنے لگا کف افسوس ملنے لگا کلیجہ چٹکیون سے مسلنے لگا اور بہت افسوس کرکے کہا کہ اے یزید ہمارے اور حضرت داؤد پیغمبر کے درمیان ۱۹ پشت کا واسطہ ہے مین انکی اولاد مین مشہور ہون سو اب تک یہودی میری تعظیم و تکریم کرتے ہین جو مین کہتا ہون بسر و چشم اسے تسلیم کرتے ہین میرے یہان

آتے ہین تو میری چوکھٹ چومتے ہین بطور اہل طواف کے چار و نطرف میرے گھر کے گھومتے ہین پھر کمال لطف اور حسن سلوک سے پیش آتے ہین زرو جواہر بطور نذرانہ کے میرے آگے لاتے ہین اور کل کی بات ہے کہ محمد جو ہی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تمھارے رسول مقبول دنیا سے باغ جنت کو سدھارے ہین اور آج ہی تمنے انکی نواسے قطرۂ آب کو پیاسے یعنی انکے نور عین حضرت امام حسین کے ساتھ جو انکی اولاد خاص اور فرزند باختصاص ہین ایسا معاملہ کیا کہ کسی نے ایسا واقعہ از آدم تا ایندم نہ تو کانون سے سنا ہو نہ آنکھون سے دیکھا ہو کہو کیا تمھارے دلیس تمھارے مذہب اسلام کا یہی رسم ہے یہی لیکھا ہے کلمہ اسلام پڑھے جاتے ہو اور کفر مین فرعون اور نمرود سے بھی بڑھے جاتے ہو افسوس آہ آہ تم لوگ کیسے بڑے لوگ ہو خدا کی پناہ اپنے خداوند رسول کے پاس جاؤگے تو کہو کیا منھ دکھاؤگے نظم جواب چیست شمارا اگر سوال کند ؛ محمد عربی از شما بروز جزا ؛ کہ آن چہ بود کہ با اہلبیت من کردید ؛ چو من بمالک بقا رفتم از سرائے فنا ؛ جزائے آن کہ شما را لحق نمودم راہ ؛ روا بود کہ چنین غم بمن رسد ز شما ؛ یزید پلید نے یہ سخن سنکے آتش غم و غصہ سے جل بھنکے کہا کہ اے یہودی کیا کہین اگر میرے پیغمبر محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہ فرما گئے ہوتے کہ ذمیون کو مت ستایو انکو کچھ ایذا مت پہونچایو اسواسطے کہ جو لوگ ذمی کو ستائینگے ہم انکے قیامت کے دن دشمن ہو جائینگے تو مین ابھی تجھے سزائے کامل دیتا پھر سر تیرا اتار لیتا یہودی نے کہا ایے احمق جو شخص کہ ہم ایسے ادنی یہودی کیواسطے ظالم کا دشمن ہو جائیگا تو وہ اپنی جگر گوشہ کیواسطے کیا کیا کچھ خصومت نہ فرمائیگا ایے خبیث جسوقت انکے نانا حضرت پیغامبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم قیامت مین تجھسے خصومت کرینگے اور جسوقت انکی مادر مہربان حضرت فاطمہ زہرا عرش الٰہی کے پائے کو پکڑکے دادخواہ ہونگی تو خدا کو تو کیا منھ دکھائیگا کونسی دلیل پیش لائیگا ان باتون کو سنکے یزید پلید کا غصہ بڑھ گیا بادۂ ننگ و ناموس کا نشہ چڑھ گیا کہا ہان جلاد کو بلاؤ اور ابھی سر اس یہودی کا میرے پاس کاٹ لاؤ یہودی نے اچھل کر کے سر سلطان دارین حضرت امام حسین کا اٹھالیا اور کہا اے نور نبی فرزند علی مین آپ کا غلام ہون شیفتہ کاکل مشکفام ہون کشتہ خنجر فراق ہون جمال رسول تما کا از بس مشتاق ہون خلوص دلی سے مسلمان ہوتا ہون کلمہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کیکے صاحب ایمان ہوتا ہون اے میرے آقا اے میرے مولی اے میرے سید کل میری خبر لینا اور اپنے جد امجد کے سامنے میرے ایمان پر گواہی دینا

یزید نے کہا کہ اب مارے جانے کے ڈر سے مسلمان ہوتا ہے یہودی نے کہا اے خبیث مجھ میں حضرت امام حسینؑ سے فاضلتر نہیں ہوں اگر تو نے گردن اُتاری میری گردن بھی اُتارے بسم اللہ میں حاضر ہوں مجھے بھی مارے انشاء اللہ تعالیٰ میں بھی زمرہ شہدا سے کربلا کے اُٹھایا جاؤنگا حقتعالیٰ سے بعوض اسکے باغ ارم پاؤنگا آخر اُس پلید نے اُس نومسلم کو بھی جان سے مارا فرہ اِنّا للہ کے ساتھ وہ جنتی جنت کو سدھارا شعر رسول پاک پہ بھیج اے خدا درود وسلام ۔ علیؑ و فاطمہؑ حسنؑ حسینؑ پر بھی مدام ۔ روایت ہے کہ جسوقت یزید علیہ ما یستحقہ سر مبارک سید الشہدا کے ساتھ بے ادبیان کر رہا تھا اُسوقت حسب اتفاق ایک ایلچی قیصر روم کا بھی وہان حاضر تھا حضرت امام کے سر اقدس کو دیکھکر بے اختیار رونے لگا و حیرانا کہ کہکے جان کھونے لگا بار بار آہ سرد بھرنے لگا فریاد و فغان کرنے لگا اور کہنے لگا کہ اے یزید ای پلید ابتک بعض ٹاپدون نشان سُم حضرت عیسیٰؑ کے گدھے کا باقی ہے ہملوگ اہل نصاریٰ فوج کی فوج وہان پر اُس نشان کو سم کی زیارت کو ہر سال جاتے ہین اور کمال ادب اور نہایت خلوص دلی سے اُس نشان سُم کی تعظیم بجالاتے ہین اور زر و جواہرات اور طرح طرح کی تحفہ چیزین اپنے اپنے مقدور کے موافق وہان نذر چڑھاتے ہین اور جسطرح تملوگ خانہ کعبہ کی بزرگی اور تعظیم کرتے ہو اسیطرح پر ہم لوگ اُسکا ہر طرح سے آداب بجا لاتے ہین پر افسوس صد افسوس ہے کہ کل تمھارے نبی جنت کو سدھارے ہین اور آج ہی تمنے خاص انہی نبی کے لال علیؑ کے نونہال کو کہ جو جان رسول اور روح روان بتول تھے قتل کر ڈالا اور سارے اہلبیت اطہار کو اُنکے طرح طرح کی اذیتین دیکے خوب اپنے دل کا غبار نکالا اے یزید ایک بار مین برسم تجارت زمان حیات مین سرور عالم حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مدینہ منورہ گیا تھا پھر مین حضور نبوی مین حاضر آیا اور کمال ادب سے سلام بجا لایا اور مشاہدہ جمال حق نما سے چشم مین اپنے بصارت تازہ پائی اور فیضان مجلس عالی سے جسم مین میرے نضارت بے اندازہ آئی پھر جی جان سے مین عاشق زار ہو گیا شیشہ کا کل مشکبار ہو گیا پس مین نے تھوڑا سا مشک اطیب اور عنبر اشہب حضور اقدس مین گذرانا اس ہدیہ مختصر کو نجات دارین جانا آپنے فرمایا کہ اگر تم میرے لیئے قبسے پہلے ہدیہ ایمان قبول کرو تو مین آج تمھارا ہدیہ قبول کرونگا اور کل قیامت مین تمھارے سر پر آنچل حمت کی دھرونگا مین فوراً آپ کے ہاتھ پر ایمان لایا اور روم مین آکر مدت تک اپنا اسلام چھپایا پھر کئی برس ہوئے کہ چاروں بیبیان اور پانچون بیٹے ہماری بھی مسلمان ہو گئے یہ قصہ سب صاحب ایمان ہو گئے اور انھین ایام مین حضرت کے ہاتھ پر مسلمان ہو گیا تھا تو یہی سرور جنکا سرخواری کے ساتھ

اسوقت تیرے آگے دھرا ہی حجرہ خانہ ہی حضرت ام سلمہ کے باہر آئے پس حضرت سرور عالم انکو اپنی گود مین اٹھا کر ادھر
ادھر گھومنے لگے لب و دندان کو انکی بار بار چومنے لگے اور فرمانے لگے کہ خدا کی مار پڑے اللہ کی لعنت اور
پھٹکار پڑے اے حسین اُس آدمی پر کہ جو تجھے ناحق ماری سر تیرا تن سے اتاری ہو دوسرے دن یہی صاحبزادی اپنے
بڑے بھائی حضرت امام حسن کے ساتھ مسجد نبوی مین تشریف لائے اور کہنے لگے کہ نانا جان آج ہم دونون بھائی پرسپر
باہم کشتی خوب لڑے جی جان سے ایک دوسری پر پڑے مگر کسی سے کسی کو زمین پر پٹکا نہین نہین معلوم کہ
ہم دونون بھائیون مین کون زور آور زیادہ ہی بجز اسکے کچھ دلمین کھٹکا نہین ہو اب بتا دیجیے کہ ہم دونون
بھائیون مین کسکو زور زیادہ ہی کس شخص کو قوت بے اندازہ ہی آپنے فرمایا بیٹا کشتی لڑنا تمھارا کام نہین ہی
اسمین کسیطرح کا کچھ نام نہین سو جاؤ دونون بھائی ایک ایک خط لکھ لاؤ جسکا حرف بہتر ہوگا وہی قوی
ہوگا مہتر ہوگا دونون شاہزادے گھر مین آئے ایک ایک خط لکھکے حضور نبوی مین لائے حضرت صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم دونون شاہزادون کو برابر دوست رکھتے تھے آپنے سوچا کہ اگر حسن کے خط کو بہتر کہون تو حسین کو
ملال ہوگا اور اگر حسین کے خط کو اچھا کہون تو حسن خستہ حال ہوگا پس آپنے فرمایا کہ ایجانان جلد تم اپنی
باپ کے پاس جاؤ وہ خط خوب پہچانتے ہین حرف کے حسن و قبح کو اچھی طرح جانتے ہین وہ کہدینگے کہ دونون مین
کون خط اچھا ہی غرض دونون صاحبزادے دوڑتے ہوئے اپنے والد شیر خدا کے پاس آئے اور دونون خط
ہاتھ مین انکے دھر دیے اور سارے حال عرض کر دیے شیر خدا کے دلمین بھی اسی بات کا کھٹکا ہوا فرمایا اپنی
ماں کے پاس لیجاؤ دیکھو تو کسکے خط کو اچھا فرماتی ہین غرض دونون شاہزادے دوڑتے ہوئے حضور عالی مین
جناب حضرت سیدہ کی تشریف لائے اور سارے قصے ابتدا سے انتہا تک کہ سنائے اور عرض کی کہ اماں
دونون خطونکو اب آپ ملاحظہ کیجیے اور جسکا خط اچھا ہو اسکو قوت کی داد دیجیے حضرت سیدہ نے سوچا
کہ یا اللہ یہ کیا مشکل ہے انکو جد بزرگوار اور پدر زمامدار نے تو چاہا کہ کسی ایک کی آئینہ دل پر غبار ملال پڑے
نہین خاطر نازک مین کسی اُن دو کی خار رنگ گڑے نہین اسواسطے انھون نے مجھے بلا لاب مین کیا کرون پس حضرت
سیدہ نے فرمایا کہ تملوگ خوب جانتے ہو کہ مین خط کا حال جانتی نہین بھلا برا کچھ پہچانتی نہین مگر میرے پاس
سات موتی انمول ہین اُن ساتون موتیونکو تم دونون بھائی کے سرون پر نثار کرتی ہون پس جو کوئی
تم دونون مین زیادہ موتی میری پاس چُن لائیگا خط اُسکا بہتر ہوگا اور سند زیادتی قوت کی دی جائیگی
پائیگا پس حضرت سیدہ نے پہلے دونون ماہ پارون کو خوب پیار کیا پھر اُن ساتون موتیونکو انکے

سروں پر نثار کیا پس دونوں نبی کے لال ماں کے تو نہال مارے خوشی کے سر دھننے اور جھٹ پٹ تین تین موتی دونوں بھائیوں نے برابر چنے پروردگار عالم نے دیکھا کہ اللہ اب یہ چوتھا موتی جو چنے گا تو دوسرا مارے ملال و شرم کے سر دھننے گا پس فوراً فرمان رب جلیل بنام جبرئیل آیا کہ ہان ابھی اس موتی کو دو ٹکڑے کرو اور زمین پر دو جگہ دھر دو تاکہ دونوں نبی کے ماہ مارے رنج امامت کے مارے آدھا آدھا موتی چن لیویں دل کسی کا ملول نہو اور حکم برابری قوت کا اپنی مان سے سن لیویں پس جبرئیل بحکم باری زمین پر آئے اور اسیطرح عمل میں لائے دونوں شاہزادوں نے ساڑھے تین تین موتی چنکے مژدہ مساوات قوت کا مادر مہربان سے سنکے دوڑے حضور نبوی میں آئے اور سارا حال کہ سنائے ای یزید پلید ہان تو حضرت سرور عالم رسول خدا اور علی مرتضیٰ اور حضرت فاطمہ زہرا اور خداوند کبریا کو گوارا نہوا کہ ایک شاہزادہ کو دوسرے کی زیادتی قوت کا حال سنکے کچھ ملال آوے ایک سے دوسرا جی شرماوے اور یہاں پر تو نے بڑے شاہزادے شہنشاہ زمن حضرت امام حسنؑ کو شربت ہلاہل پلایا وہ چاند سی صورت وہ نور کی مورت کو تو نے مٹی میں ملایا اور سر دو بہتر ٹکڑے ہو کر جگر انکا دستوں کے ساتھ باہر آیا ایے ظالم ذرا تو خدا سے نہ شرمایا اور چھوٹے صاحبزادے جان کونین حضرت امام حسینؑ کا سر تو نے مع بہتر سر ہمراہیان انکے تیغ رستم سے کٹوا کے اپنے سامنے منگوایا ای برقوا بے ذرا بھی انکی بزرگی کا لحاظ اپنے جی میں نہ لایا نظم

اے ناکسان پہ نسبت فرزند مصطفےٰ ؛ یا شد بہیچ وجہ روا کین چنین کنید ؛ بر خلق تشنہ شہ دین تیغ کین نہید ؛ در خاک و خون نہادہ رخ نازنین کنید ؛ یہ بات سنکے سب حاضرین کے دل میں خنجر غم گڑ گیا اس مجلس میں ایکبار ماتم پڑ گیا یزید نے کہا کیا کہوں تو قیصر روم ایلچی ہے اسکا پاس کرتا ہوں اور نہیں تو میں ابھی قتل کرڈالتا اپنے جی کا حوصلہ نکالتا آخر کہا ای یزید یہ تجھے شرم نہیں آتی افسوس قیصر روم کے ایلچی کا تو تو پاس کرے اور اولاد رسول کو بلا لحاظ قتل کرے اور خدا سے خوف کرے نہ ہراس کرے دیکھنا قیامت کے دن حقتعالیٰ تجکو اور تیرے ہمراہیوں کو سزا دیگا انشاء اللہ سبکو کندہ دوزخ کا کریگا غرض رسول قیصر روم نے یزید پلید کو بہت سخت سخت کلام سنایا پھر مغموم ہو کر اسکے دربار سے چلا آیا شعر رسول پاک پہ بھیج ای خدا درود ؛ سلام ؛ علیؑ و فاطمہؑ حسنؑ و حسینؑ پر بھی مدام ؛ روایت ہے کہ جب سب طرف سے یزید پلید پر لعنت ہونے لگی ساری خلق اسکو بحر ملامت میں ڈبونے لگی تب اسنے سب کی طرف سے منہ موڑا اور حضرت زین العابدین کیطرف متوجہ ہو کر پوچھا کہ یہ کس کا ماہ پارا ہے یہ کسکی آنکھوں کا تارا ہے لوگوں نے کہا ہی زین العابدین حضرت

امام حسینؑ کے بیٹے علی مرتضیٰ کے پوتے ہین بستر پر بیمار پڑے ہوئے باپ کے غم مین رو رہے ہین کہنے لگا کہ مین نے سنا تھا کہ علی بن حسینؑ تو مارا گیا سر اُسکا بھی تن نازک سے اُتارا گیا لوگ بولے کہ امام حسینؑ کے تین لڑکے تھے علی اکبر و علی اصغر سر تو ہم لوگون نے وہین پر اُتارے وہ دونون کربلا ہی سے جنت کو سدھارے باقی یہ تیسرے علی اوسط محض بیمار تھے بات کرنے آہ بھرنے سے ناچار تھے اسواسطے ہم لوگون نے اُنکو شربت شہادت نہ پلائے اور تمھارے پاس قید کر لائے پھر اُس خبیث نے حضرت امام زین العابدینؑ کیطرف متوجہ ہو کر کہا کہ اے لڑکے تو کچھ جانتا ہے باپ تیرا چاہتا تھا کہ مسند خلافت پر جلوس فرماوے اور اُنکے نامونکا خطبہ منبرون پر پڑھا جاوے بارے شکر ہے کہ تمنا وہ تمھارے باپ کی بر نہ آئی باپ تو تیرے اپنی مراد نہ پاتی حضرت امام زین العابدینؑ نے فوراً جواب دیا کہ اے یزید یہ تو بتلا کہ یہ منبر جو مسجد و نمین بنے ہین ہمارے باپ دادے کے ہین یا تیرے باپ دادے کے اور خلافت اور امامت ہمارے خاندان مین زیبا ہے کہ جنھون نے راہ خدا مین جہاد کیے ہین اور کفار اور مشرکین کو قتل کر کے مسلمانون سے شہر و کو آباد کیے ہین یا تیرے گھرانے مین کہ ہمیشہ سے تیرے خاندان کے لوگ شرک و کفر کرتے رہے دین کو چھوڑ کر طلب جاہ اور دنیا مین مرتے رہے صبر کر عنقریب قیامت کے دن حقتعالی ہمارا تیرا معاملہ بہت اچھی طرح سے فیصل کریگا اور اللہ تعالی بیشک ہماری داد دیگا **قطعہ** روز یکہ اندر وجگر از ہول خون بود ۔ حکام را لوای عمل سرنگون بود ۔ ای وای بر لے دینہ و دون داده دین بباد ۔ اندیشہ کن کہ حال تو آنروز چون بود ۔ ان باتونکو سنکر یزید پلید کا غصہ بھر کا جلا دیوانہ ملعون کٹکا کہ ہان ابھی اس لڑکے کو باہر لیجا کر اور خنجر آبدار سے سر اسکا کاٹ لا و جلادنے ہاتھ حضرت زین العابدینؑ کا تھاما کہ باہر لیجاوے اور سر اُسکا کاٹ لاکے یزید کے پاس لے آئے حضرت ام کلثوم نے پردہ کے اندر سے فرمایا کہ ہان ہان بجز اس لڑکے کے کوئی ہمارا محرم نہین کوئی رفیق نہین نجد اس لڑکے کو چھوڑ ہاتھ اُسکے قتل سے موڑو پھر یہ بیت پڑھی **بیت** اَنَا دِیْكَ یَا جَدَّاہ یَا خَیْرَ مُرْسَل ۔ حُسَیْنُكَ مَقْتُوْلٌ وَنَسْلُكَ ضَائِعٌ یعنی پکارتی ہون مین آپکو اے نانا جان اے بہتر سب رسولون سے خبر لیجیے کہ حسینؑ آپکی تو شہید ہو ہی چکے اور اب آپکی نسل منقطع ہوا جاتی ہے یہ بیت سنکر یزید پلید مارے خوف کے کانپنے لگا دم بخود ہو کر کانپنے لگا پھر کہا کہ اچھا اس لڑکے کو چھوڑ دو اُسکے قتل سے منھ موڑ لو **روایت ہے** اسکے بعد یزید پلید نے حضرت امام زین العابدینؑ کو اپنے پاس بلایا اور اپنے بیٹے کے روبرو بٹھایا پھر اُس شیطان نے کہا کہ اے فرزند حسینؑ یہ لڑکا ہمارا تمھارا ہم سن ہے اور لڑنے بھڑنے کا یہی دن ہے بھلا تم اس لڑکے سے کشتی لڑ سکتے ہو زور بازو سمیت دکھاؤ کہ ہاتھ اسکا پکڑ سکتے ہو آپنے فرمایا ہمکو نکو کشتی کرنے سے کیا کام ہے

اور مانا پر ایسے ایسے دو نڈروں سے کشتی لڑنے مین کیا نام ہی ہان اگر تو چاہی کہ میری زور ہاتمیت کا کچھ تماشا دیکھے یا اپنے بیٹے کا لاشا دیکھے تو ایک چھری مجھے دی اور ایک چھری اپنے بیٹے کو اور حکم دی کہ جو غالب آئے مغلوب کو مار ڈالے سر اسکا اسی چھری سے اتار ڈالے پھر دیکھ تو کون کیسا پیٹ پھاڑتا ہی اپنے ایک چھری اسکے سینہ پر مارون تو ناف تک پھٹ جاوی سر پر مارون تو کھوپڑی تک کٹجاوی یزید اسپر ہنسی اور نوبت بجنے لگی یزید پلید کے بیٹے حرامزادی نے کہا کہ ای ابن حسینؑ یہ نوبت تو میری باپ کی بج رہی ہی دل کیطرح گرج رہی ہے کہو تمہارے باپ کی نوبت کہان ہی حضرت امام زین العابدینؑ نے فرمایا کہ ذرا ٹھہر اسکا جواب دیتا ہون مگر جب میرے باپ کی نوبت بجنے کی نوبت آئیگی تو یہ نوبت تیرے باپ کی موقوف ہوجائیگی یہ نوبت بند کے دینا یاد پڑتی ہی اور اُس نوبت کے سنتے ہی خلق دنیا کو چھوڑ خدا کی جناب مین سربسجدہ ہو کر ناک رگڑتی ہی یہ نوبت سُنکے فرشتے جی مین لاحول ولا پڑھتے ہین اور خاموش رہتی ہین اور وہ نوبت سُنکے دل در زبان سے صلّ علےٰ کہتی ہین کہ اتنے مین موذن نے اذان دی جب یہ نوبت اللہ اکبر کی بجنے لگی وہ نوبت یزید کی فوراً موقوف ہوگئی حضرت امام زین العابدین نے فرمایا کہ ای پسر یزید یہ نوبت بیچ وقتی میرے باباجان کے نام کی ہی کہ قیامت تک بجتی رہیگی ابر رحمت کا مثال گرجتی رہیگی اب تو اس نوبت بیچ روز کیا بھولا ہی خدا اور رسول کو کیا بھولا ہی تا دامان قیامت جب خطیب لوگ منبرون پر چڑھینگے تو خطبہ امامت اور فضیلت کا ہملوگون کے نام پر پڑھینگے پھر فرمایا ای یزید سچ بتا کہ جبرئیل امین ہماری گھر آیا کرتے تھے یا تیرے گھر وحی ہمارے یہان اُتری ہی یا تیرے یہان لوگ کلمہ میرا پڑھتے ہین یا تیرا آیہ تطہیر ہماری حق مین نازل ہوئی ہے یا تیرے حقمین ہماری محبت لوگون پر فرض ہی یا تیری ای یزید تو نے کیا سمجھا کیا تو ہمیشہ جیتا رہیگا اسیطرح موذنون پر تاؤ دیکے شراب پیتا رہیگا کیا ہمیشہ تیرا ہی راج رہیگا یا قیامت تک تو ہی صاحب تخت و تاج رہیگا دیکھ لینا عنقریب انشاء اللہ تعالی یہ ساری دولت تیری بھی لٹجائیگی دین کو اپنے تو کھو چکا تھوڑی دنین دنیا بھی تجھسے چھٹ جائیگی یہی لوگ ہونگے اور تیرا لاشہ ہوگا اُسوقت قدرت کا کھیل ہوگا عجیب تماشا ہوگا ان باتون سے سننے والون کے رونگٹے کھڑے ہوگئے اور یزید پلید کے بدن مین رعشہ آگیا اور ماری ہیبت کے وہ شیطان تھرا گیا شعر رسول پاک پہ بھیجے ای خدا درود و سلام علی و فاطمہ حسنؑ و حسینؑ پر بھی مدام **روایت ہی** کہ جب یزید بد ذات حضرت امام زین العابدین کی باتون سے قائل ہوا اُسوقت کہنے لگا کہ ای امام اگر کچھ حاجت ہو تو بیان کرو کہ اُسے روا کرون آپ نے

فرمایا کہ چار حاجت رکھتا ہون ایک یہ کہ میرے باپ کے قاتل کو میرے حوالے کرتا کہ اپنے ہاتھ سے اسکو قتل کرڈالون دل کا ارمان جی کا حوصلہ نکالون یزید نے سرداران کوفہ سے پوچھا کہ امام حسینؑ کو کسنے مارا لوگون نے کہا خولی نے خولی ملعون نے ڈر کے کہا حاشا مین نے نہین مارا ہے سنان نے مارا ہے سنان نے انکار کیا کہ لعنت قاتلان امام حسینؑ پر بلکہ انکو شمر نے مارا ہے یزید نے شمر سے پوچھا کہ سب لوگ کہتے ہین کہ تو نے مارا ہے شمر نے کہا معاذ اللہ مین نے نہین مارا سب جھوٹ کہتے ہین یزید نہایت غصہ ہوکر کہا کہ سچ کہہ کہ انکو کسنے مارا شمر نے کہا کہ مین سچ بتاؤن امام حسینؑ کے قاتل کا پتا بتادون کہ اے یزید امام حسینؑ کا قاتل وہی ہے جسنے پہلوان عرب اور شام کو جمع کیا اور خزینہ بیت المال کا کھولدیا اور لشکر کو ہتھیار اور گھوڑا دیا جوڑا دیا توڑا دیا اور جسنے ابن زیاد کو سردار لشکر بنایا اور کہا جا امام حسینؑ اور انکے ہمراہیون کا سر کاٹ لا یزید نے شمر کو آتش غضب مین جل بھن کے شرم سے سر جھکا لیا اور شمر کا کچھ جواب نہ دیا پھر حضرت امام زین العابدین سے کہا کہ اور حاجت اپنی کہو فرمایا دوسری حاجت یہ ہے کہ سر میرے باباجان اور شہدا کا مجھے دے کہ اپنے ساتھ لیجاؤن تیسری مجھے اور ساری بیبیان اہلبیت اطہار کو چھوڑدے تاکہ مین سب کو مدینہ منورہ کو لیجاؤن اور اپنے جد بزرگوار کے روضہ انور پر جاکر عبادت الٰہی مین تادم زیست مشغول رہون چوتھے کل جمعہ کا دن ہے مجھے اجازت دے کہ منبر پر چڑھون اور شامیون کے سامنے خطبہ پڑھون یزید نے کہا بہت خوب یہ تینون باتین تمھاری مجھے منظور ہین شمر سر امام کو لے گیا اور بیبیون کو اونٹون پر سوار کیا اور سب کو مدینہ کی راہ لی روایت ہے کہ جب یہ قافلہ مدینہ کے قریب پہنچا تو امام زین العابدین نے اونٹ کو بٹھایا اور سر مبارک کو اپنے زانو پر رکھ کر رونا شروع کیا اور بہت روئے اور یہ شعر پڑھے

بکی فقدک ارض کربلا ۔ وبکی فقدک ارض کربلا

یعنی تیرے فراق مین کربلا کی زمین روئی تیرے فراق مین کربلا کی زمین روئی

بکی فقدک ارض کربلا ۔ وبکی فقدک ارض کربلا

امام زین العابدین نے للکارا کہ ارے میاں تو کیسا خطیب ہے تو مذمت آل عبا کی کرتا ہے کیسا خطیب ہے
شعر آل عبا را ہمہ فاضلترا ند ۔ دم زچنین قوم چرا میکنی ۔ پھر آپ منبر پر تشریف لائے اور پہلے ایک خطبہ مشتمل
حمد الٰہی و نعت حضرت رسالت پناہی بفصاحت تمام و بلاغت تام لوگوں کو سنایا کہ ساری فصحاء دنیا کے دنگ
ہوگئے اس شیرینی کے ساتھ اس کسمپرسی غریب الوطنی میں خطبہ پڑھا کہ بلغای شام و روم کے دانت کھٹے ہوئے قاری بے
ننگ ہوگئے غرض اس خوبی کے ساتھ پڑھا کہ فصلای عراق و شام مارے شرم کے منہ کھول نہ سکے ایسا ایکا رعب
پڑ گیا کہ سوائے واہ واہ کے کچھ لوگ بول نہ سکے پھر اس لہجہ سے وعظ کہا شہادت کربلا کا راز کہا کہ تاثیر سے اسکے
سارے سنگدلان شام موم دل ہوگئے کوفیان بدانجام مرغ بسمل ہوگئے اور عراقیان نافرجام عرق خجالت
میں غرق ہوگئے اور سارے علمای روم و شام جوامع کلم اور لوامع حکم آپکو سنکے غریق بحر حیرت از پا تا فرق
ہوگئے پھر فرمایا ای اہل شام تم لوگوں میں سے جو مجھے جانتا ہے وہ تو جانتا ہے مگر جو مجھے نہیں جانتا ہے جو میرا خاندان
نہیں پہچانتا ہے سو جانے کہ میں فرزند رسول مختار حبیب پروردگار ہوں میں فرزند صاحب معراج اور صاحب
تخت و تاج ہوں میں نور چشم راکب براق اور افضل البشر علی الاطلاق ہوں میں لخت جگر رحمت عالم حضرت
رسول اکرم ہوں اور میں پوتا شہنشاہ رہل آتی اور شہریار تخت گاہ لافتی شیر خدا علی مرتضے داماد مصطفے کا ہوں
اور میں رحمت جان سادات اور شفیع عرصۂ عرصات کا ہوں اور میں روح روان بنت رسول یعنی حضرت
فاطمۂ زہرا بتول کا ہوں اور میں بھتیجا سبط رسول قرۃ العین بتول امام مسموم شاہ زمن حضرت امام حسن کا ہوں
یعنی میں بیٹا شہید مظلوم غریب مسموم سید معصوم امام مغموم نور دیدۂ مصطفے سرور سینہ مرتضے شہید بیکفن بیگور
خونین پیرہن جان کونین حضرت امام حسین شہید کربلا کا ہوں یزیدیوں نے میرے باپ کا جان اور سارے
اقربان کو بیکس تن تنہا تین دن رات کا بھوکا پیاسا میدان کربلا میں شہید کر ڈالا ساقی کوثر کی نواسہ کو
قطرۂ آب سوتر سا ترسا کے بیدرد ستم کا بربر سا کے اپنی جی کا حوصلہ نکالا اجی کیا کہیں جیسے طرح بیچی مچھلی کو کڑھائی
میں تلتے ہیں ایسطرح کوفیوں نے میرے باباجان کو جیتے جی کربلا کے توے پر تل ڈالا پھر سر کو کٹکے کا کے لیوا انکا
چاٹ کر یزید کے پاس ہدیہ لائے اور لاش کو بالا کے دہن پر گھوڑوں کی ٹاپوں سے کچل ڈالا جب یہ کیا
مسجد میں ماتم پڑ گیا دوست دشمن سبکا جی بگڑ گیا کوئی چھروں پر سر کوٹنے لگا کوئی آہ اور زاری کا
سے کسی کا دم ٹوٹنے لگا کوئی عالم تحیر میں خاک پر پڑا آہ سرد بھرتا تھا کوئی بشت بدیوار آرا نعرہ واحسینا
واحسینا کرتا تھا اہل مسجد نے اسقدر ہائے ہائے کے نعرے آہ آہ کی شرارے عرش تک پہونچائے کہ شہر دمشق والے

چھوٹے بڑے اپنے اپنے گھروں سے نکلکر باہر آئے یزید کمبخت ڈرا کہ ایسا نہو کہ انکو وعظ سے بلوائے عام ہو جاوے لوگ ہکو لوٹ لیں امام زین العابدین کا کام ہو جاوے پس اُس پلید نے مؤذن کو کہا ان اذان دے مؤذن نے اذان شروع کی جب اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ کہا حضرت امام زین العابدین نے منبر سے اُتر کے عمامہ سر کا اپنے آگے مؤذن کے دھر کے فرمایا کہ ای تجھے نہیں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ کی قسم دیتا ہوں کہ ذرا ٹھہر مؤذن چپ ہو گیا پس آپ یزید سے کہا کہ ای یزید سچ بتا یہ حضرت رسول اللہ میرے جد بزرگوار ہیں یا تیرے اگر تو جانتا ہے کہ وہ میرے جد ہیں تو پھر کس واسطے تو نے میرے بابا جان امام حسین کو ناحق قتل کرایا اور بلا حیثیت اطہار کو جنکی چوکھٹ کو فرشتے بلا اذن چوم نہیں سکتے تھے جبرئیل امین حریم عصمت میں آنکی گھوم نہیں سکتے تھے شہر شہر گلی گلی پھرایا اور مجھ کو تو نے یتیم بے پدر کر ڈالا پھر تو کلمہ پڑھتا ہے میرے جد امجد کا نام لیتے وقت شرماتا نہیں اللہ سے کچھ خوف کھاتا نہیں پھر لوگوں سے آپ مخاطب ہو کر فرمایا کہ میرے سوا کوئی ایسا ہے جسکا نانا خدا کا پیغمبر ہو اور جسکا دادا ساقی کوثر ہو اس کلام کو سنکر کے سب بے اختیار رونے لگے جی جان کھو دینے لگے کسیکی آنکھوں سے سیلاب خون جاری کسی پر حالت غشی طاری بعضے بیہوش پڑے تھے اور بعضے انگشت بدندان عالم تحیر میں ٹکٹکی باندھے کھڑے تھے پھر تو ہر طرف سے قاتلان امام حسین پر لعنت ملامت پڑنے لگی یزید کی طرف سے طبیعت لوگوں کی بگڑنے لگی یزید پلید غوغای عام سے خوف کھا کر اُٹھ کھڑا ہوا اور جلد جلد مؤذن سے تکبیر کہلائی اور بعد نماز کے حضرت زین العابدین کی طبیعت اور باتوں میں بہلائی نظم نازیجا ناحق سر بریدن شہر یارے را ۔ کہ بود ے حضرت روح الامین گہوارہ جنبانش ۔ بوقت غسلش از ہر ذرہ آوازے می آمد ۔ کہ لعنت بر خدا بر شمر و بر انصار و اعوانش ۔ روایت ہے کہ یزید نے اہلبیت اطہار اور عابد بیمار کے رہنے کو خالی ایک مکرہ خالی کرا دیا تھا اور حضرت امام حسین کی ایک صاحبزادی چار برس کی تھیں کہ آپ اُنکو بہت پیار کرتے تھے جی جان اپنا اُنپر نثار کرتے تھے اور وہ صاحبزادی بھی امام سے بہت ہی لوٹ تھیں دل جان سے فریفتہ مشغوف تھیں جسے امام تشنہ کام نے شہادت پائی برابر رو رو کر پوچھا کرتی تھیں کہ بابا کہاں ہیں مجھے بتا دو اللہ انکا مجھے پتا بتا دو لوگ کہتے باہر کسی کام کو گئے ہیں سفر عراق یا شام کو گئے ہیں دیکھو آتے ہیں اور تمھارے واسطے چیز لاتے ہیں غرض اسطرح باتوں میں لوگ انکو بہلاتے گود میں لیکر تسلی دیکر اِدھر اُدھر بہلاتے یکدن اس مکرے میں اُن صاحبزادی کو دیدار پدر کا شوق بڑھ گیا آغوش ناز پدر میں جانیکا نشہ چڑھ گیا آخر فراق پدر میں روتی روتے سو گئیں نیند پڑ گئی غافل ہو گئیں خواب میں دیکھا کہ بابا جان مجھے اپنی گود میں لیے صحن خانے میں گھوم رہے ہیں کمال محبت سے سر اور منھ کو میرے چوم رہے ہیں ناگاہ

نیند اُچٹ گئی باپ کو نیا یا پھوپھی کے گلے سے لپٹ گئیں اور غل مچایا آتش شوق بھڑک گئی خواب نشین سے طبیعت بھڑک گئی وصال پدر کا شوق زیادہ ہوا دیدار پدر کا ذوق لیے انداز ہوا لوگوں نے پوچھا کہو کیا حال ہے کسو جو سو آنا ملال ہے صاحبزادی نے لوگو نکو خواب کا حال کہنا یا آنکھو نسے دریا خون بہایا اور رو رو کے کہنے لگیں کہ اجی پھوپھی یا باکہاں گئے ہیں کب آئینگے حال اپنا مجھے کب دکھائینگے یا تو یا باجان کو میرے پاس بلا دو یا باباکی مجھے پہونچا دو اب میں بن بابا کے رہ نہیں سکتی اب صدمۂ فراق نہیں سکتی ہر چند لوگ تسلی دیتے مانتی نہ تھیں حال شہادت امام عالیمقام کا جانتی نہ تھیں پھر تو ایکبار آن شہزادی کو رونی سب اہلبیت کا جی بھر گیا بر محل اُس محل میں ماتم برپا ہو گیا یزید پلید خواب سے چونک پڑا اور اپنی ماما کو بھیجا کہ جلد جا دیکھ اہلبیت پر اب کیا مصیبت تازہ آئی ماما دوڑی آئی خواب کی خبر یزید کو جا کر پہونچائی پس یزید نے فوراً سر جان کونین حضرت امام حسینؑ کا اپنے محل خاص میں سے منگایا پھر اُس سر کو ایک طبق سیمین پر دھر کے ایک حریر کے رومال سے اُسے پوشیدہ کر کے اہلبیت کے پاس بھجوایا کہ اُس عاشق زار پدر کو یہ سر دکھا دو شائد اُسے تسکین ہو جاوے سر دیکھکے مطمئن ہو کر سو جاوے جب طبق سیمین صاحبزادی کے آگے دھر آگیا پوچھا اسمیں کیا ہے لوگوں نے کہا اسمیں وہی ہے جسکے لیے روتی ہو دن بھر نہ کھاتی ہو رات بھر نہ سوتی ہو شاہزادی نے سر طبق سے رومال اُٹھا کر دیکھا کہ اسپر ایک سر دھرا ہے اُس سر سے ایسی خوشبو کی لپک آتی ہے گویا مشک و عنبر سے بھرا ہے وہ صورت ہے یا نور کی مورت ہے یا چرخ اہلکا چاند ہے یا ماہ فلک جسکی چمک کے سامنے ماند ہے چہرۂ تابان پر نور برس رہا ہے حلق لہو سے آنکھ آنسو سے تر ہے کہ لب تشنہ آب کو ترس رہا ہے پھر سر کو اُٹھا کر غور کیا تو دیکھا کہ یہ تو میرے یا جان کا سر ہے پدر مہربان کا سر ہے پھر تو ایک آہ سرد بھر کے نوحہ و واویلا کر کے منھ کو اپنے باپ کے منھ پر ملنے لگیں سر کو اپنے سینہ پر کھلانے لگیں پھر اسیوقت اسطرح یا باکہتے کہتے مر گئیں باپ سے جا ملیں دنیا سے سفر کر گئیں اُس شکوہ تعزیت حضرت امام حسینؑ کی تازہ ہو گئی اہلبیت پر مصیبت دوبالا ہو گئی بیت اے اجل بازاین چہ غوغا در جہان انداختی بار دیگر ماتمے در خاندان انداختی پ شعر رسول پاک پہ بھیج اے خدا درود و سلام ۔ علیؑ و فاطمہؑ حسنؑ حسینؑ پر بھی مدام

مدینے کو پھر اب شام سے ہی سر سرور	برائے تعزیت اب گشت کرکے گھر کو جاتا ہے

روایت ہے کہ جب یزید پلید ہر طرح سے اپنے جی کا حوصلہ دل کا ارمان نکال چکا دیا کہ واسطے اپنے دین کو خراب میں ڈال چکا پس اہلبیت اطہار کیواسطے مدینہ جانے کو اسباب سفر کا مہیا کیا اور ہر شخص کو بقدر حیثیت کے کپڑا اور زاد راہ بھی دیا اور نعمان بن بشیر کو حکم دیا کہ مع تیس جوان مسلح کے اہلبیت اطہار کی ہمراہ جا دیدار

بآرام تمام وحفاظت تمام اُنکو مدینہ طیبہ پہونچا آوے چنانچہ حضرت امام زین العابدین سر حضرت امام حسینؑ اور سر دیگر شہدا کے یزید پلید سے لیکے دمشق سے فراق پدر مین زار زار روتے چلے مدینہ سو باپ کے ساتھ آئے تھے سو دمشق سے یتیم بے پدر ہوکے چلے سارے خویش واقارب کو بحر فنا مین ڈبوکے چلے عمر بھر کی کمائی دشت کربلا مین کھوکے چلے نعمان بن بشیر حسب الحکم یزید پلید اہلبیت اطہار کو کمال تعظیم اور احتیاط سے مدینہ کو لیچلے راہ مین اہلبیت کے ساتھ کوئی دقیقہ تعظیم اور تکریم کا نہ چھوڑا سر مو اطاعت سے اُنکی منھ نہ موڑا جہان اور جسوقت اہلبیت چاہتے عماری سے اُترتے اور جب چاہتے اپنی خوشی سے سوار ہو جاتے اور پڑھتے اور اُترتے وقت نعمان اور سواران مسلح اُنکی اہلبیت کے پاس سے الگ ہوکے منھ پھیر لیتے اور راہ مین خصوصاً شب کو سوتے وقت اہلبیت حفاظت کیواسطے چار طرف سے گھیر لیتے حضرت عابد قدم بقدم پدر بزرگوار کو یاد کرکے روتے تھے اور اس کلام سے ہمکلام ہوتے تھے اشعار کیا کہین آکے ہم ابو دشت مین کیا کھوکے چلے ؎ گھر سے آئے تھے یہان ہنستے ہوئے روکے چلے ؎ دست اُمید ہر اک بات سے ہم دھوکے چلے ؎ ہائے کیا آئے تھے گھر بار سے کیا ہوکے چلے ؎ اور ین خانہ ہمین ساز سفر گم کردیم ؎ وائے بر ما کہ درین دشت پدر گم کردیم

روایت ہے کہ جب قافلہ مدینہ منورہ کے قریب آیا حضرت ام کلثوم نے حضرت زینب سے فرمایا کہ ای بہن نعمان نے خدا و رسول سے بہت ہراس کیا ساری اہلبیت کی بڑی تعظیم و توقیر کی ہر طرح کا پاس کیا دل ہمارا اُس سے بہت مسرور ہے کوئی چیز صلہ مین اُسکی نعمان کو دینی ضرور ہے حضرت زینب نے فرمایا کہ ہان ای بہن نعمان بڑا اہل ادب و تعظیم ہے کچھ بے تمیز نہین بیوقوف نہین ایسے ہم کیا دین بجز زیور کے ہمارے پاس کوئی چیز نہین پس دونون بہنون نے زیور اپنے کانون اور گردن اور انگلیون سے اُتار کر نعمان کے پاس بھیجے کہ حق خدمت کا تمھاری ہم سے ادا نہین ہوسکتا بہر کیف یہ ہدیہ مجھقر قبول کرلو باقی قیامت مین بھی ہمکو تمھارے ساتھ حسن سلوک پیش آئینگے شفاعت کرکے بہشت مین لیجائینگے نعمان نے نہ لیا اور عذر کیا کہ اہلبیت اطہار سے حق خدمت لینا خوب نہین مین نے خدمت آپکی واسطے خوشنودی جد بزرگوار آپکے کی ہے کچھ دنیا اس سے مجھے مطلوب نہین الحمد للہ کہ خدمت میری آپکو قبول ہوئی اب سعادت دارین مجھے حصول ہوئی شعر رسول پاک پہ بھیج ای خدا درود و سلام ؎ علی و فاطمہ حسن و حسین پر بھی مدام ؎

روایت ہے کہ جب اہل مدینہ کو قافلہ اہلبیت کی آمد کی خبر ہوئی ہر محلے کوچے مین یہ بات مشتہر ہوئی سبکے سب رونے لگے فراق جان کونین حضرت امام حسینؑ مین جی جان کھونے لگے پھر ساری مہاجرین و انصار مرد و عورت چھوٹے بڑے استقبال کو قافلہ اہلبیت کے گھر سے روتے ہوئے باہر آئے یا درّدا و امصیبتا کے نعرے یا جدّاہ و یا ویلا کے شور سے عرش تک پہونچائے جب حضرت امام زین العابدین اور دختران حضرت امام حسینؑ و خواہران شاہزادہ کونین

ف روانہ ہونا قافلہ اہلبیت کا مدینہ منورہ کو

ف پہونچنا قافلہ اہلبیت کا مدینہ مین

پر نظر اہل مدینہ کی پڑی اور پیرہن انکا بصورت گریبان تا دامان چاک دیکھا اور کپڑے زنان انکے باپ بھائیون کا لہو اور زلفون پر خاک دیکھا تو گویا ایک تیغ گرم تھی کہ دلون سے پار ہو گئی رو بہ روتے سبکی طبیعت بے اختیار ہو گئی چہرے فق ہو گئے سینے شق ہو گئے کوئی مرغ بسمل کیطرح خاک پر پڑا لوٹتا تھا کوئی مارے غم کے اپنا گلا گھونٹتا تھا کوئی رونے سے ہچکیان روتی تھین انکی بیقراری سے بیان بیتاب ہوتی تھین جب سر سرور کو دیکھا سبکے ہوش جاتے رہے پیرون یکقلم خاک پر لوٹ کر سب جلاتے رہے اسوقت ایسا ماتم پڑ گیا ایسا غوغا مچا پہاڑون مین گر گیا کہ جگر قلم مصیبت رقم ہمکی تحریر سے شق ہوا جاتا ہی زبان قلم ترجمان کے دلمین انکی تقریر سے قلق ہوا جاتا ہی رباعی عالے راجان دہین ماتم پریشان گشتہ است ۔ خانۂ دلہا ازین اندوہ ویران گشتہ است ۔ آفتابے از مدینہ رفتہ سوے کربلا ۔ ابسی کرب و بلا در خاک پنہان گشتہ است ۔ روایت ہی زہرۃ الریاض مین لکھا ہی کہ مدینہ مین پانچ بار ایسا ماتم ایسا غوغا پڑ گیا ہی کہ لوگون نے سمجھا کہ الحال قیامت قائم ہو گئی پہلے جسدن کہ خبگ احد مین حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صحیح وسالم تھے پر شیطان نے مدینہ مین اگر آواز دی کہ اے اہل مدینہ تمکو خبر نہین محمد نبی کو تمہاری کفار نے ماری وہ ابن دم باغ ارم کو سدھارے یہ خبر وحشت اثر سنکر مدینہ مین ایسا ماتم پڑ گیا کہ لوگون نے جانا کہ آج ہی قیامت قائم ہو گئی دوسرے جسدن سرور عالم حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دنیا سے سدھارے اہل مدینہ پر جو حالت طاری ہوئی اگر تحریر مین آئے قیامت قائم ہو جاوے تیسرے جسدن خبر شہادت سیدنا حضرت علی کی کوفہ سے مدینہ مین آئی مصیبت رحمت عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تازہ ہو گئی آسمان بلا زمین تھرائی جسدن جان کونین حضرت امام حسنین مدینہ سے مکے کی جانب عزم کوفہ کو فرمایا تھا بشوق شہادت دنیا اور مافیہا سے دل اٹھایا یا بچون جسدن کہ اہلبیت مع سرور دشت سے آئے اہل مدینہ نے آہ کے نعرے آسمان تک پہنچائے لکھا ہی کہ جو اہل مدینہ کا بروز وفات حضرت سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہوا تھا وہی حالت وہی قیامت اسدن بھی آنبر طاری تھی جسدن قافلہ شام سے مدینہ آیا تھا دونمین اسطرح کی تیرگی آنکھون کے آگے ایسی خیرگی چھائی کہ لوگون نے جانا آج بالیقین قیامت آئی شعر رسول پاک پیمبر ای خدا درود وسلام ۔ علی و فاطمہ حسن حسین پر بھی مدام ۔ روایت ہی کہ جسدم حضرت امام زین العابدین مع زنان و تیمان اہلبیت اطہار و سر شہید کربلا علیہ التحیۃ والثنا شہر مدینہ مین آئے بحر جور و دیوار کو مبتلاے ماتم جان کونین امام حسنین پائے جدھر نظر اٹھائی کیفیت قیامت نظر آئی نگری مدینہ کی بن امام حسنین کے سونی پائی ہر دلون پر مصیبت قیامت سے بھی

دوڑی پائی گلی گلی ٹھیکریاں ماتم حسین میں روتی تھیں بیان دختوں کی ہل ہل کر ہاہم گلے میں ملکے بیقرار ہوتی تھیں سر طرف غل اور شور تھا جو زنہ تھا ماتم زدہ بیکس بیکجا گھر گھر یا تھا کوچہ بکوچہ ہنگامہ محشر مچا تھا کوئی مرغ بسمل کیطرح خاک پر پڑا تھا کوئی گشت بدنداں حالت تحیر میں کھڑا تھا کہ ناگاہ ام المومنین جناب حضرت ام سلمہ زار زار روتی ہوئیں اپنی حجرے سے نکل آئیں اور دیکھا شیشہ خاک کربلا جو خون ہو گیا تھا اپنے ساتھ لائیں جب اہلبیت نے حضرت ام سلمہ کو دیکھا رنج انکا دوبالا ہو گیا اور جب شیشہ پر خون دیکھا جگر پر خار اندار اور دل گل لالہ ہو گیا اسوقت حضرت ام سلمہ نے حضرت امام زین العابدین کو گلے سے لگایا اور فرمایا نظم تم مدینے میں سینہ زن آئے ؛ خبر مرگ نوجوان لائے ؛ ہائے نہا کہو تو کیوں آئے ؛ میرے جانی کی کیا خبر لائے ؛ اپنے بابا کا تم تو سر لائے ؛ کہو قاسم کی کیا خبر لائے ؛ اب وطن کیسکی بیاہ لاؤنگی ؛ کسکو دولھا میں اب بناؤنگی ؛ ہائی کہ کون اب پکاریگا ؛ قبر میں مجکو کون اتاریگا ؛ حضرت زین العابدین نے رو رو کر فرمایا نظم کیا کہیں ہم تو لٹ گئے ہیں ہم ؛ ہمسے ہا تو چھٹ گئے ہیں ہم ؛ نقد جان آپکے سا فرکا ؛ راہزن نے اجل کے لوٹ لیا ؛ موت غربت میں سد راہ ہوئی ؛ ہائے نبی ہار میں تباہ ہوئی ؛ اسوقت کی آہ وزاری اور ہر ایک کی بیقراری خصوصاً حضرت ام سلمہ کا ایک ایک کو آغوش میں لیکر رونا اور رو رو تے فرط غم سے بیہوش ہونا حیز تقریر در احاطہ تحریر سے باہر ہے کہ ایک ایک سے گلے مل ملکے آنسو روتی تھیں کہ کلیجہ دیکھنے والوں کا پھٹا جاتا تھا سر امام حسین کو سر اور آنکھوں پر دھر دھر کے آہ سرد بھر بھر کے بیحد بیتاب ہوتی تھیں کہ اسکو غش پہ غش آتا تھا حضرت شہر بانو بیچاری مصیبت کی ماری حیرت سے سب کا منہ تکتی تھیں فرط غم سے گھٹ گھٹ کے جان کھوتی تھیں اور لب نہ ہلا سکتی تھیں حضرت زینب مغموم اور ام کلثوم نے حضرت ام سلمہ کے گلے سے لپٹ کے فرمایا کہ ہے ہے نانی کیا کہیں ہم تو اس دشت کربلا میں لٹ گئے بھائی بھتیجے بیٹے سب سے چھٹ گئے اب کہو ہم لوگ کدھر جائیں اہل مدینہ کو کیا منہ دکھائیں اب بن کہکے ہمکو کون پکاریگا اب قبر میں ہمکو کون اتاریگا الغرض اسطرح حضرت ام سلمہ اہلبیت رسول اور اولاد بتول کو اپنے ساتھ لیکر رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ منورہ پر آئیں اور بے اختیار ہو کر خون دل سے قبر عالی کو بھگو کر مزار اطہر کو جنبش میں لائیں اور وہی سر مبارک حضرت امام حسین کا جو رات ان کی آغوش ناز میں حضرت سرور عالم کے رہتا تھا مزار شریف پر رکھدیا اور ایک آہ سوزناک دل صد چاک سے کھینچ کے عرض کیا نظم یا رسول اللہ برادر زادہ ستمگری ؛ اہلبیت خویشتن زار و نزار و غمناک و حزین ؛ در بلائے شمنان دین گرفتار آمدہ ؛ کس مباد در جہان ہرگز گرفتار چنین ؛ روایت ہے اسوقت حضرت زینب مغموم نے خاک مزار سید ابرار کو سر اور آنکھوں پر اپنے مل مل کے کہا واجداہ واحمداہ نانا جان جان ہماری

آپ پر قربان یہی آپکے حسین ہیں یہی آپکے نور چشم قرۃ العین ہیں یہی آپکی آنکھوں کے تارے ہیں یہی تین دن کے بھوکے پیاسے خنجر آبدار کے مارے ہیں یہی آپکے نواسے ہیں قطرۂ آب کو پیاسے ہیں یہی حسین آپکے مگر کہا اُحالا تھا جی نانا جان کیا آپنے اسیدن کیواسطے انکو پالا تھا جی نانا آپ نے اسی کیواسطے انکو دودھ پلایا تھا جبرئیل امین نے اسی لیے انکو جھولے میں جھلایا تھا ذرا اپنے راکب دوش رسالت آغوش کا تماشا دیکھیے سر بے تن کا لاشہ دیکھیے کہ کسطرح شراب شہادت پیکے حالت سرد میں بیٹھے ہیں چہرہ لہو سے تر بتر ہوا ہے لبہائے نوشین قطرۂ آب کو ترس رہے ہیں سر بے تن مزار اقدس پر دھری قدمبوس ہو رہی ہیں پر کٹا ہاتھ بھی نہیں کہ سلام کریں صورت سے بیان واقعات کربلا کر رہے ہیں زبان نہیں کہ کلام کریں اے نانا پہلے آپنے منھ موڑ پھیر بعد آپکے جیتے ہی جینے پر ماں جان نے ہمسے شرۂ تعلق توڑا بعد اسکے بابا جان اور برادر جوان ماں سے کہ اشقیائے فریب دیکر مارا پھر کوفیان بیوفا نے میرے بھائی امام حسینؑ اور انکے ہمراہیوں کو قطرۂ آب سے ترسا کے بیدرد ستم کا برسا کے سر تنوں سے انکے خنجر آبدار سے اتارا اب بجز عابد بیمار کوئی باقی نرہا تشنہ کاماں ساقی کوثر کا کوئی ساقی نرہا اب بجز آہ ہمارا کوئی مونس نہیں غمخوار نہیں سوائے درد و غم کوئی محرم نہیں دلدار نہیں

غزل فریاد کہ بے مونس و غمخوار بماندیم ۔ رفتند عزیزان و ز غمخوار بماندیم ۔ در خاک بخفتند و ز خ از نالہ نہفتند ۔ افسوس کہ در حسرت دیدار بماندیم ۔ غرض اسوقت مزار اقدس پر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایک کرام نے اور حضرت سکینہ کے بابا کے واسطے بیتاب ہونے اور خواہر امام کی گریہ و زاری اور حضرت عابد بیمار کی فریاد و بیقراری سے مسجد نبوی میں ایک زلزلہ برپا گیا مزاج اقدس رحمت عالم کا بگڑ گیا آسمان و زمین چکر میں آئے ملاء اعلیٰ گھبرائے قریب تھا کہ مزار انور پھٹ جائے آسمان ٹوٹ پڑے ساری دنیا الٹ جائے بیت شب تا بروز گارمن و روز تا بشب ۔ نالیدن ست در غم تو یا گریستن ۔ اسکو دیکھ حضرت ام سلمہ نے اہلبیت کو بہت سی تسلیاں دیں سمجھایا بجھایا تشفیاں کیں اور ہاتھ پکڑ کے سبکو گھر لے آئیں سنتے رسول پاک پر بھیجے ای خدا درود و سلام ۔ علیؑ و فاطمہؑ حسنؑ و حسینؑ پر بھی مدام ۔ روایت ہے کہ جب حضرت امام زین العابدین روضہ منورہ پر سے سر مبارک جناب حضرت امام حسینؑ کا اٹھا کر لائے تو اسے کفنا کر جمیع مہاجرین و انصار کے ساتھ جنۃ البقیع میں جاکے جناب حضرت سیدۃ النساء فاطمہ زہرا کے پاس حضرت امام حسنؑ کے پہلو میں مدفون فرمایا پھر تو جوق جوق لوگ مرد و عورت برسم ماتم پرسی آتے اور واقعات کربلا سنکر آتش غم میں بھنکر بیہوش ہو جاتے روایت ہے کہ اسکے بعد حضرت امام زین العابدینؑ نے

یاد الٰہی مین مشغول ہوتے دنیا کی لذتون کو یکقلم چھوڑا غیر حق سے منھ موڑا رات دن دعا مناجات کربلا اور مصائب آل عبا کو یاد کرکے رونے سے کام تھا نہ دنکو چین نہ رات کو آرام تھا جب باپ کی صفت یاد پڑجاتی جی بیچین ہوجاتا طبیعت بگڑ جاتی رات دن فراق پدر مین آنسو بہاتے اور یہ کہتے کہتے بیہوش ہوجاتے شعر بسنگ رخنہ شد از بس گریستم بتو ۔ ز سنگ سخت ترم من کہ زیستم بے تو ۔ اور جب حضرت کو اپنی بیکسی بے بسی کا خیال آتا یہ کہتے کہتے آنکو غش آجاتا شعر ہر دم از تپ درد جدائی ۔ کجائی ای پدر آخر کجائی ۔ زحال من چنین غافل چرائی ۔ بگاہی کن خدا را بر بکائی ۔ شدم بسمل ز تیغ ظلم شاہا ۔ فا تاہم الہام آہا ۔ غرض حضرت امام زین العابدین بعد واقعہ کربلا کے چالیس برس تک جیتے رہے مگر ہر دم غم پدر کھاتے رہے اور خون جگر پیتے رہے کبھی کربلا کی مصیبت اور باپ کی یاد دل سے نہ بھلائی تمام عمر گاہے رونے سے فرصت نپائی جب پیاس غالب ہوتی طبیعت آب سرد کی طالب ہوتی تو کربلا کی تشنگی باپ کی بھوک پیاس یاد کرکے سینہ گرم سے آہ سرد بھر کے دیر تک ہاتھ مین کوزۂ آب لیے روتے رہتے اشک خونین سے جیب و دامان بھگوتے رہتے حتی کہ روتے روتے آنسو سے کوزہ پانی کا بھر جاتا ہچکیان بندھ جاتین آخر جی کو مسوس کر کلیجے کو تھام کر ایک دو گھونٹ پی لیتے فقط پیاس اور گرمی شکم کو بجھا دیتے لوگ عرض کرتے حضرت آپ کو اپنی جان پیاری نہین ہے اتنا کیون روتے ہین صبر کیجیے اسقدر کیا بیتاب ہوتے ہین تو فرماتے شعر شدہ ہمچو ابر باران ہمہ خندہ و گریہ من ۔ نہ تواں غم و طرب را ز ہم امتیاز کردن ۔ مثنوی دیدہ کز بہر شہید کربلا شد اشکبار ۔ یا بداز نور سعادت روشنی روز شمار ۔ از عقیق تشنۂ شاہ شہیدان یاد کن ۔ گوہر اشک زجر دیدۂ خونین برار ۔ ہر کہ او امروز گریان ست از بہر حسینؑ ۔ بالب خندان بود فردا بصدر رستگار ۔ شعر رسول پاک پہ بھیج ای خدا درود و سلام ۔ علیؑ و فاطمہؑ حسنؑ و حسینؑ پر بھی مدام ۔ روایت ہے کہ جس بالاخانہ پر حضرت سجاد یعنی حضرت امام زین العابدین دن رات رہا کرتے تھے فراق پدر مین آنسو روئے کہ وہان آنسو آپکے جمع ہوکر پرنالہ کی راہ سے بہا کرتے تھے یہانتک کہ اُس پرنالہ کے تلے زمین نے اپنی طراوت پائی کہ وہان پر گھاس سبز نکل آئی ایک دن ایک آدمی اُس پرنالہ کے نیچے سے چلا جاتا تھا اُسکے کپڑے پر وہ آنسو گرا اُسنے اُس کپڑے کے دھونے کا ارادہ کیا لوگون نے کہا ای شخص یہ کس کا بالاخانہ ہے تو پہچانتا نہین اسپر امام حضرت زین العابدین رہا کرتے ہین تو جانتا نہین دن رات حضرت اسی بالاخانہ پر رہا کرتے ہین اور

غم پدر مین اشار و یا کرتے ہین کہ آنسو انکی اسی پرنالہ سے بہا کرتے ہین کپڑے پر جو تیرے پانی گرا وہ پانی نہین آنسو ہی سونگھ کے دیکھ لے کرب و بلا درد و غم کی ہمین کیسی بو ہی یہ پانی نہین اس کپڑے کو دھونیکی کیا ضرورت ہی جانشکر باری کر تیری نجات کی یہی صورت ہی روایت ہی کہ ایکدن جناب امام سجادؑ مدینہ منورہ کی بازار مین چلے جاتے تھے راہ مین ایک قصائی کو دیکھا کہ ایک بکری کو زمین پر بچھاڑے ہوئے اسکی ذبح کرنے کو چھری پر چھری کو تیز کر رہا ہے اسحالت کو دیکھتے ہی طبیعت حضرت کی بگڑ گئی شہادت باپ کی یاد پر گریہ نہ تھمے کھڑے ہو کر آنسو روئے کہ ہچکیان بندھ گئین پھر اس قصائی سے پوچھا کہ اس بکری کو تو نے دانہ گھاس دیا ہی یا نہین آب سرد اسے پلایا ہی یا نہین قصائی نے چھری کو چھوڑ ہاتھ جوڑ کر عرض کی کہ یا امام ہمارے خلاف تین دن سے اسکو معمول سے زیادہ دانہ گھاس کھلایا ہی اور آب سرد و شیرین وقت پر پلا دیا ہے اور ابھی اسے خوب تسکم سیراب و دانہ کھلایا ہی تب یہان ذبح کرنے کو لایا ہی آپنے سنکر کلیجے کو تھام کر ایک آہ کی صدا ہی دا انتباہ کی اور زار زار رو کر فرمایا کہ کیا کوئی یہ وفا نے میرے باباجان کو اس بکری سے بھی کمتر جانا جو تین دن تک بھوکا پیاسا دشت کربلا مین قطرۂ آب سرد تر سا بیٹھا تیرو کا بر سا کے ذبح کر ڈالا اپنی ہی کا ارمان نکالا جیسے جی مچھلی کیطرح کربلا کے توے پر تل ڈالا سر کاٹ کے لاش کو ٹاپون سے گھوڑون کے کچل ڈالا یہ کہکر روتے روتے بیتاب ہو گئے اُس قصائی اور حاضرین کے دل بھی یہ کلام سنکر آتش غم سے جل بھنکر کباب ہو گئے اُسوقت اُس بازار مین عجیب طرح کا ماتم و شور تھا جو زندہ تھا مردہ بگور تھا اور کیونکر نہو کسی اُمت کسی نبی نے کسی جوان کسی بیبی نے از آدم تا ایندم حضرت زین العابدین کا ایسا صدمہ اُٹھایا نہین کسی پر ایسا رنج و غم آیا نہین دشت کربلا مین پھر پھر مین ساری کمائی آپکی لٹگئی باپ بھائی خویش و اقارب سبکی سنگ چھٹ گئی باپ بھائی اور سب فیقون نے مرتبہ بمرتبہ کیے رو بر شربت شہادت نوش جان فرمایا اور کسی نے بجز آپکے دو پہر روز عاشور یکے بعد دیگرے کچھ صدمہ نہ اُٹھایا حضرت عابد بیمار کی مصیبت کو غور کیجیے اُنکے صبر و استقبال کی داد دیجیے کہ قبل شہادت اپنی پدر بزرگوار کے سارے واقعات کربلا کو دیکھکر رہگئے کلیجے کو تھام کر یہ سب صدمے سہتے پھر بعد شہادت پدر زمانہ کے طرح طرح صدمے اُٹھاتا بعد گھر بار مال و اسباب کو لوٹا جانا پھر میدان کربلا مین باپ کا لاشہ دیکھنا پھر سر شہدا کے ہمراہ شہر بشہر گشت کا تماشا دیکھنا اور بہیئت اسیران کے ساتھ قید ہو کر بلا سے کوفہ کو اور کوفہ سے دمشق جانا اور یزیدیون کے ہاتھ سے انواع قسم کا رنج پانا پھر بے سر ہو کر باپ کو دیکھ کر سر بریدہ باپ کا ہمراہ لیکر دمشق سے مدینہ پھر آنا پھر تا بیت

شہادت اعدا کا قلق اُٹھانا ایسا کچھ صدمہ جانکاہ ہی جسکا حساب نہیں زبان اور قلم کو تقریر اور تحریر کی اُسکی تاب نہیں نظم آہ این چہ حالت ست کہ عالم خراب شد ؛ بحر زلال آل محمد سراب شد ؛ از یاد کربلا دل بیقرار گشت ؛ وز داغ ابتلا جگر ما کباب شد ؛ روی جہان کہ بوسہ گہ مصطفےٰ بُدی ؛ در خاک شد فتاد و ز خون خضاب شد ؛ نظم رسول پاک پہ بھیج اے خدا درود و سلام ؛ علیؑ و فاطمہؑ حسنؑ حسینؑ پر بھی ہم ؛

سزائے قاتلان حضرت شبیر لکھکر کے | شہادت کا رسالہ ناصر اب ختم پاتا ہی

حال خسران مآل قاتلان جان کونین حضرت امام حسینؑ کا اگرچہ تحریر میں آوی تو دفتر طول ہو جاوی حق تو یہ ہی کہ کوئی آج کسی ادنی مسلمان کیا بلکہ کسی کافر کو کلپاتا ہی واللہ آج کلپاتا ہی اور سزا اُسکی دنیا ہی میں مل پاتا ہی نہ کہ جنے شہنشاہ دارین کا گھر لوٹا ہوا اہلبیت اطہار کے سر ننگے ظلم و جفا سے کوٹا ہو نور مشرقین جان کونین روح دارین حضرت امام حسینؑ کو مارا ہو سزا اُنکا خنجر ستم سے اُتارا ہو علاوہ عذاب اخروی کے جو کچھ دنیا میں سزا پاوی بجا ہی جو کچھ اُسپر عذاب کیا جاوی عین انصاف سوزیبا ہی جو کوئی مسلمان کو ناحق عمداً قتل کرتا ہی تو وہ قاتل ہمیشہ کو آتش دوزخ میں رہتا ہی پس یزید اور قاتلان امام حسینؑ کے ظلم بیحد کے موافق حقتعالی انے سوای عذاب دوزخ کے اور ہی کچھ عذاب مقرر کیا ہوگا روایت ہی کہ جب یزید علیہ ما یستحقہ قتل امام حسینؑ اور ہتک حرمت اہلبیت اطہار نبوی سے فارغ ہو چکا دین کو دنیا کی واسطے کھو چکا اس گھمنڈ سے شقاوت اور قساوت اُس شیطان کی زیادہ ہو گئی طبیعت اُسکی اور طرح کے فتنہ اور فساد پر آمادہ ہو گئی چنانچہ بڑے بڑے فعل جیسے بھائی کا اپنی بہن سے بیاہ اور سود اور شراب خواری وغیرہ منہیات شرعیہ کو اُسنے اپنے عہد میں علانیہ رواج دیا اور مسلم بن عقبہ کو بارہ ہزار یا تین ہزار آدمیوں کے ساتھ واسطے لوٹ لینے مدینہ منورہ کے بھیجا تین دن تک اُس شہر مطہر کے لوگ قتل اور لوٹ میں گرفتار رہے اور سات سو صحابی قریشی خواص اور عوام اور لڑکے ملاکے دس ہزار آدمیوں سے زیادہ شہید کیے اور لڑکوں کو قید کیا اور ام المومنین حضرت ام سلمہؓ کا گھر لوٹ لیا اور مسجد نبوی کے ستونوں میں گھوڑے باندھے چنانچہ گھوڑوں نے منبر اور مزار شریف کے درمیان کی جگہ پیشاب اور لید سے نجس کی اور گتے اور بل منبر منیف پر مسجد شریف کے اندر بیٹھے اور تین دن تک مسجد نبوی اذان و اقامت اور نمازیوں سے خالی رہی فقط سعید بن مسیب بوضع دیوانوں کے اپنے جنے سے ہاتھ دھو کے مسجد خالی میں جہاڑو دیا کرتے تھے اور ہر روز وقت نماز پنجگانہ کی آواز اذان و اقامت کی نہ سنتے

قبر شریف کو اندر سے دفن لیا کرتے تھے اور کیا کیا کچھ عمل قبیح کہ اُس شہر مطہر اور مسجد انور میں جہاں فرشتے بلا اذن قدم نہ دھرتے تھے ملاء اعلیٰ اُسکی تعظیم و اکرام کرتے تھے یزید والوں نے نہیں کیے جسکی تقریر سے زبان اور لکھنے سے ہاتھ اور قلم کانپتا ہے عرف بعجز و قصور ہے شعر بشمول پاک پہنچے ای خدا درود و سلام بر علی و فاطمہ حسنؑ و حسینؑ و بر بھی مدام ۔ روایت ہے کہ شامیان بیدین بعد تخریب مدینہ منورہ کے تین روز تک حرمت مین کعبہ معظمہ کے مشغول ہوے بذریعہ گوپھن کے پتھر لے کعبہ معظمہ کو سنگسار کیا چنانچہ در و دیوار کیا آنے پتھر صحن حرم محترم کعبے کی ڈھالے کو پھینکے کہ تمام صحن کعبہ پتھر دن سے بھر گیا اور ستون مسجد الحرام کی ٹوٹ گئے بہت سے سیسے گلاس و شیشے کے پھوٹ گئے اور ان اتقیاے سیاہ روے لباس کعبے کے جلائے اور پردے جو دروازے کعبہ پر لٹکتے تھے انکو تنور مین جلا کر کھانے پکائے اور کئی روز تک خانہ کعبہ محض بے لباس رہا اور ہر آدمی سنی والا کعبہ کا ظلم و ایذاے یزیدیون کے بدحواس رہا اسی درمیان مین یزید پلید سیاہ رو طرح طرح کی برائی بیماریون مین گرفتار ہوا حتی کہ حس و حرکت سے ناچار ہوا آخر الامر نبی کے ساتھ جنگ و جدل کر کے سارے خاندان نبی کو قتل کر کے مدینہ منورہ اور کعبہ معظمہ کی تک حرمت کر کے تین برس سات مہینے بعد اپنے باپ کی تخت حکومت پر سلطنت کر کے بیمار گنا ہونکا اپنے سر پر دھر کے پندرھوین ربیع الاول ۶۴ ہجری قدسی مین جسدن اُس بدبخت کے حکم سے کعبہ کی بیحرمتی ہوئی اُسی دن شہر حمص مین جو کہ ملک شام مین واقع ہے اتالیس برس کی عمر مین جہنم واصل ہوا اور دوزخیون مین نمرود و شداد اور فرعون سے بھی بڑا دورکہ اُسے حاصل ہوا قطعہ بروز واقعہ ای ظالم خدا ترس ۔ بیا بہ بین کہ چہا کردہ بجاے حسینؑ ۔ ندامت حکم دعوی گرست پیغمبر ۔ چگونہ سید ہی انصاف ماجراے حسینؑ ۔ روایت ہے کہ جب یزید پلید مردود ملعون کا طوق گلے مین ڈالکر سنگ دوزخ ہوا تب اُسکے بیٹے معاویہ بن یزید کو کہ یزید نے اُسکو اپنی حیات مین اپنا ولیعہد کیا تھا کلید سلطنت اُسکے ہاتھ مین دیا تھا شامیون نے تخت سلطنت پر بٹھایا بالاتفاق اُسے بادشاہ بنایا معاویہ بن یزید تھوڑی دیر تخت سلطنت پر بیٹھکر منبر پر چڑھا اور ایک خطبہ حمد بین خداوند جل و علا اور نعت مین سرور دو سرا علیہ الصلوۃ والثنا کی پڑھا پھر کہا کہ امر خلافت ایک امر عظیم اور بہت دشوار ہے ہر شخص اُسکے قابل نہین اسکے لیے بہت سا علم اور صلاح درکار ہے یہ منصب حضرات بنی امیہ مصطفےٰ اور خلفاے باصدق و صفا کا ہے دادا میرے معاویہ بن ابی سفیان حضرت علیؑ مرتضیٰ شیر خدا کے ساتھ جو بہر صورت سزاوار خلافت کے تھے ناحق لڑے پھر میرا باپ یزید پلید کہ کسی طرح اہلیت اور

استحقاق نرکھتا تھا چندی تخت بادشاہت پر بیٹھکر کے راج کیا اور اپنی حکومت دور روزہ کو بقا کیلیے آل عبا
اور خاندان مصطفےٰ کو تاراج کیا دنیا پر بھول گیا عذاب آخرت کو بھول گیا آخر جی کا حوصلہ نکال طوق
لعنت کا گلے مین ڈال جوانی موت مرا لطمع دنیا اپنی عاقبت بگاڑکے دوزخ کا گڈھا ہوا پھر معاویہ بن یزید
ہمسر ہی پر زار زار رونے لگا غم امام حسینؑ مین بیقرار ہونے لگا پھر کہا کہ امام حسین کے ساتھ جدل کرنا قتل کرنا خود بادشاہ
بہت ہی برا گنا ہی قاتلان امام حسینؑ کی نجات کی کون سی راہ ہی میرے باپ سے اس بات کا مواخذہ عظیم ہوگا اور
بیشک مقرر ٹھکانا اسکا نار جہنم ہوگا کہ اسنے فرزند بتول اولاد رسول مقبول کو قتل کرکے انکا خاندان کو تباہ کردیا پھر
مدینہ منورہ کو لوٹا اور خانہ کعبہ مین طرح طرح کی بے ادبیان کین اور شراب کو مباح کردیا مجھ سے اسی سلطنت سے کچھ کام نہین
سلطنت دین کی چھوڑکے برباد و نعید ہونے مین کچھ نام نہین مین نے خوشی سے اس سلطنت دوروزہ کو چھوڑا زمانہ کو
توڑا اور سب مسلمانونکو اپنی بیعت سے آزاد کیا فقط عبادت الٰہی اور اطاعت حضرت رسالت پناہی سے مین نے دل اپنا
شاد کیا تملوگ بھی اپنی سعادت دارین کی راہ کرو اولاد ابوسفیان سے جسکو چاہو بادشاہ کردو یہ کہکر منبر سے
اترکے درخانہ کو اپنے بند کرکے گوشہ نشینی اختیار کی اور تمام عمر عبادت الٰہی مین صرف کرکے راہ آخرت کی لی اللہ غنی متصف
کی عجیب قدرت ہی عجب رنگ ہی خدائی کی خدائی اسمین حیران ہی رنگ ہی دولت آخرت جسکو دی اسکو نصیب ہوا
جسے چاہی دی بھاگن جسکو وہ چاہی رحمت اسکی اسکو قرب ہو باپ ایسا بیٹا ایسا رضای مولی مین کسیکا اجارہ نہین قضا و قدر
مین کچھ چارہ نہین شعر رسول اک پہ بھیج اہی خدا درود و سلام ۔ علی و فاطمہ حسن حسینؑ پر بھی مدام روایت ہی کہ جب مختار
ابن عبید نے کوفہ پر تسلط پایا تو پہلے ایک غلام خاص کو عمر بن سعد کے بلانے کو بھیجا یا ابن سعد کا بیٹا حفص نامے حاضر ہوا
مختار نے پوچھا کہ تیرا باپ کہان ہی اسنے کہا خانہ نشین ہی مختار نے کہا کہ اب کیونکر گھر مین بیٹھا عبادت الٰہی کی کیون چھوڑی امام حسینؑ
کے قتل کے ان کیون خانہ نشینی نہ اختیار کی اسکے قتل سے کیون باز نہ موڑی کہ عذاب آخرت اور غضب الٰہی مین گرفتار ہوا قاتلان
امام حسینؑ کے ساتھ فی النار ہوا پھر حکم دیا کہ عمر بن سعد اور اسکے بیٹے کی بھی گردن مارو طرح طرح کا عذاب کرکے سر ان تینوں کا
اتارو اور شمر ملعون کو بھی قتل کیا اور ان سبکے سر محمد حنفیہ کے پاس جو سوتیلے بھائی حضرت امام حسینؑ کے
ہین بھیجدیا پھر مختار نے حکم عام دیا کہ جو کوئی معرکہ کربلا مین شریک لشکر عمر و سعد کا تھا اسکو جہان پاؤ بالکلف
مارڈالو گردن اسکی سر سے اتار ڈالو یہ خبر سنکی آتش خوف سے جل بھنکے سب کوفے والے بصرے کو بھاگنے لگے مختار کے
لشکر نے انکا پیچھا کیا جنکو پایا مارڈالا اور انکی لاش جلا دیا اور انکا گھر بار لوٹ لیا ربانی ہی کہ
جو کہ کھیا دیگا ؛ یہ یاد رہے وہ بھی نہ کل پاویگا ؛ اس دار مکافات مین سن اے غافل بیدار کہ کل پاویگا

روایت ہے کہ جب خولی بن یزید شقی کہ اُسنے سرِ مبارک حضرت امام حسینؑ کا اپنے ہاتھ سے کاٹا تھا قید ہو کر آیا مختار نے پہلے اُس ملعون کے دونوں ہاتھ کٹوائے پھر دونوں پاؤں پھر اُسکو سولی پر چڑھایا پھر اُسکی گردن ہاتھ اور بدن کو آگ میں ڈالدیا اسیطرح سے ہر ایک لشکری عمر و سعد کو طرح طرح کے عذاب سے مارا کسی سو آدمیوں کا سر اُتارا صواعق محرقہ میں ہے کہ مختار نے چھ ہزار کوفیان کو جو شریک قتل حضرت امام حسینؑ کے تھے طرح طرح کے عذاب کرکے مارا خوب ذلت کی مار مار کے سزا شقیا کا آثار **روایت ہے** کہ جب مختار عمر سعد اور شمر ذی الجوشن ابن یزید اور اُن شقیا کی ہمراہیوں کو قتل کر چکا پس ابن زیاد بدنہاد کے قتل کی فکر میں ہوا اور ابن زیاد اُن دنوں موصل میں جا رہا تھا اور اُسکے ساتھ تیس ہزار سوار اور پیادے تھے غرض مختار نے ابراہیم بن مالک اشتر کو کہ مختار کی فوج کا سالار تھا کئی لشکر ہمراہ کرکے بھیجا کہ موصل میں جائے اور ابن زیاد اور اُسکے لشکریوں کو قتل کر لائے جب ابراہیم سرحد موصل میں پہنچا ابن زیاد نے دریا کی کنارے پندرہ کوس پر منزل کی ابراہیم سے مقابلہ کیا صبح سے شام تک دونوں فوج میں خوب لڑائی ہوئی طرفین سے نبرد آزمائی ہوئی جب شام کالی بلا آئی لشکر ابراہیم نے فوج شام کو کہ ابن زیاد شیطان کے ساتھ تھی شکست پائی سیاہ رو سیاہ ابن زیاد کی بھاگی ابراہیم نے حکم دیا کہ جس کسیکو فوج ابن زیاد سے پاؤ خبردار زندہ نچھوڑو سر اُسکا کاٹ لاؤ چنانچہ بہتوں کو جان سے مار ڈالا اور ابن زیاد ملعون بھی مارا گیا سر اُسکا تیغ جیدری سے اُتارا گیا ابن زیاد کا سر کاٹ کی لشکر والوں نے ابراہیم کے پاس حاضر کیا ابراہیم نے مختار کے پاس کوفہ میں بھجوا دیا جب سر ابن زیاد شیطان کا کوفہ میں آیا مختار نے دارالامارۃ کوفہ میں محل کو آراستہ کرکے کوفیوں کو بلایا پھر سر مبارک ابن زیاد بدنہاد کا منگوایا کیا کہ اہل کوفیو دیکھو یہ وہی شیطان کا سر ہے جسنے حضرت امام حسینؑ کو قطرۂ آب سے ترسا کی شربت شہادت پلایا اور تمہارے خاندان نبوت کو خاک و خون میں ملا دیا دیکھو آخر خون امام حسینؑ نے ابن زیاد کو سات آٹھ برس بھی زندہ چھوڑا نہیں منتقم حقیقی نے سوائے عذاب آخری کے سزاے دنیا بھی اُسکو ضرور نہیں اہل تواریخ لکھتے ہیں کہ مختار کی لڑائی میں بہتر ہزار آدمی شام کے مارے گئے اور یہ واقعہ سن سڑسٹھ ہجری میں عاشورے کے دن بعد چھ برس کے واقعۂ کربلا سے واقع ہوا **شعر** رسول پاک پر بھیج ای خدا درود و سلام ۔ علیؑ و فاطمہؑ حسنؑ حسینؑ پر بھی مدام ۔ **حدیث** ترمذی نے روایت کی کہ جب ابن زیاد بدنہاد اور اُسکے سردار دکی سرکات کی مختار کے پاس لائے رکھ گئے یکایک ایک سانپ بڑا سا ظاہر ہوا لوگ اُسکو دیکھکے سٹکئے اور کہنے لگے وہ آیا پس وہ سانپ سب سروں میں سے ابن زیاد کے سر کے پاس آکے اُسکے نتھنے میں گھسا اور تھوڑی دیر ٹھہر کے اُسکے منہ سے نکلا اور رینگتا گیا یہانتک

کہ غائب ہوگیا پھر کہا لوگوں نے وہ آیا پھر اگر اسکو منہ میں گھسا اور نکلا اسیطرح تین بار سانپ نے آمد و رفت کی پھر غائب ہوگیا حدیث روایت کی حاکم نے ابن عباس سے کہا کہ وحی بھیجی حق تعالیٰ نے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس کہ میں نے تمارے یحیی بن زکریا کے عوض ستر ہزار قوم یہود اور میں مارنے والا ہوں تمہارے نواسے کے عوض ستر ہزار اور ستر ہزار ارف یعنی ایک لاکھ چالیس ہزار چنانچہ بمصداق اس خبر کے پہلی لڑائی میں مختار کے ستر ہزار اہل شام مارے گئے پھر دوسری بار دایل دولت عباسیہ میں سفاح عباسی کے ہاتھ ستر ہزار اہل شام مارے گئے دونوں ملا کے ایک لاکھ چالیس ہزار ہوئے یہ ہے عظمت و فضیلت جناب حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور شدت عذاب اخروی قاتلین حضرت امام حسین کی معلوم کیا چاہیے کہ حضرت یحیی پیغمبر کے خون کے عوض میں ستر ہزار آدمی مارے گئے اور بعوض خون حضرت امام حسین کے اسکے دونے یعنی ایک لاکھ چالیس ہزار روایت ہے کہ جب ابن زیاد اور عمر وسن اور شمر اور قیس ارخولی اور سنان اور عبداللہ بن قیس اور یزید بن مالک اور نائی شقیا اور مددگاران یزید طرح طرح کی عقوبتوں سے مارے گئے اور لشکر مختار نے انکی لاشوں کو اسطرح گھوڑوں کی سموں سے روندا کہ انکی ہڈیاں چور چور ہوکر سرمے کیطرح پس گئیں لاشوں کو کچلتے کچلتے گھوڑوں کی سمیں گھس گئیں پس مختار کے عقیدے میں فساد آیا اور اسکو یہ خطبہ ہوا کہ اسکے پاس وحی آتی ہے اور حضرت محمد بن حنفیہ وہی سعدی آخر الزمان ہیں پھر جب نشان قبضہ مختار کا کوفہ اور اسکے اطراف و جوانب میں گڑ گیا اور ہر شہر و نہیں اسکا رعب پڑ گیا پس شیطان نے اسکو دل میں وسوسہ دیا اور عبداللہ بن زبیر کے ساتھ لڑائی لڑنے کو اسکو مستعد کیا جب عبداللہ بن زبیر نے یہ حال سن لیا پس انھوں نے اپنے بھائی مصعب بن زبیر کو جو بصرہ کا حاکم تھا اسکے مقابلے کے لیے مقرر کیا پھر مصعب اور مختار سے خوب جم کے لڑائی ہوئی خوب شمشیر آزمائی ہوئی آخر مصعب بن زبیر نے فتح پائی اور مختار کو مار کے کوفے پر قابض ہوگئے پھر عبدالملک مصعب بن زبیر پر چڑھ آیا اور بعد جنگ عظیم کے اسنے مصعب بن زبیر اور ابراہیم بن مالک اشتر کو سن الکبیر بحر یمین استہ عدم کا دھوکا یا شعر رسول پاک پہ بھیج اوی خدا درود و سلام تو علی و فاطمہ حسن و حسین پر بھی مدام ۔ روایت ہے ابن عمر لبشی کہتی ہیں کہ جب مصعب بن زبیر کا عبدالملک کے آگے دھڑ اہوا میں نے دیکھا تو میں نے عبدالملک سے کہا کہ عجب اتفاق ہے کہ میں نے آنکھوں سے اس دارالامارہ میں کوفے کی پہلے حضرت امام حسین کا سر مبارک دیکھا کہ ابن زیاد کے سامنے داہنی طرف ایک سپر پر رکھا تھا پھر وہیں ابن زیاد کا سر ناپاک دیکھا کہ آگے مختار کے رکھا تھا پھر وہیں مختار کا سر دیکھا کہ مصعب بن زبیر کے آگے دھرا تھا پھر وہیں مصعب بن زبیر کا سر دیکھا کہ تمہارے روبرو دھرا ہے غرض یہ مکان کیسا برا اور منحوس ہے

انتہا الجلد

اللہ اللہ اس دارالامارۃ سے خدا کی پناہ کہ رئیسوں کو سرکٹ کٹ یہاں آتے ہیں اور یکے بعد دیگرے یہاں کے رئیس ملک عدم کو جاتے ہیں عبدالملک نے یہ کلام سنکے کہا کہ اے عمرو خدا تجکو یہاں پانچواں سر نہ دکھائے پھر اسنے اس دارالامارۃ کی شامت سے ڈر کر فوراً اسے کھدوا ڈالا روایت ہے کہ سن بہتر ہجری میں عبدالملک سے مصعب نے فتح پائی اور سلطنت کوفہ اور اسکی نواحی کی اسکے ہاتھ آئی پس چاہا کہ فوج عبداللہ بن زبیر کے مقابلہ کو مکہ معظمہ میں بھیجے لوگوں نے عذر کیا کہ ہم سب کو بجز لڑنے کے اور کیا کام ہے مگر کے جا کر کیونکر لڑیں گے شہر مکہ و وہاں حرام ہے پھر ایک روز حجاج بن یوسف نے عبدالملک سے کہا کہ کل کی رات میں نے خواب دیکھا ہے کہ عبداللہ بن زبیر کا سر میں نے کاٹ لیا عبدالملک یہ سمجھا کہ حجاج مکہ جائے اور ابن زبیر کے سر کاٹ لاوے کو بلایا پس اسنے فوج اپنی حجاج کے ساتھ کر کے کہ معظمہ کو واسطے مقابلے عبداللہ بن زبیر کے روانہ کیا حجاج طائف میں رہنے والا تھا جب وہاں پہونچا تو اور بھی فوج جمع کر کے کعبے کو چلا پھر کے مینہ آگے چاروں طرف شہر کے پھر اجاکے اور بالکل آداب کہ معظمہ اور حرم محترم کی بجھوڑ کر راہ حق سے منہ موڑ کے نہایت گستاخیوں اور بے ادبیوں پر کمر باندھی حجاج ظالم نے کوہ ابی قبیس پر منجنیق کھڑی کی اور حرم کعبہ کو سنگسار کیا یہانتک کہ ایک پتھر کے صدمے سے حجر اسود کا ٹکڑا ٹوٹ گیا پھر تو حجاج اور عبداللہ بن زبیر سے ایسی جم کے لڑائی ہوئی کہ خدا کی پناہ تمام حرم محترم خون شہیدوں سے لال ہو گیا اور عبداللہ بن زبیر کو بھی شہید کیا پھر سولی پر چڑھایا پھر سولی سے اتروا کے یہودیوں کی قبروں میں ڈلوا دیا پس بمصداق اس حدیث کے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا کہ ایک مینڈھے کے سبب سے یعنی ایک شخص کے مکہ میں ماری جائے سو کعبہ کی بیحرمتی ہوگی یہی عبداللہ بن زبیر ہوئے اسکی بدولت حکومت مروانیوں کی تمام اور عراق اور حجاز اور دوسرے ملکوں میں جم گئی اور پورے ہزار مہینے یعنی تراسی برس چار مہینے تک بنی امیہ ان ملکوں پر سلطان رہے یہانتک کہ قاتل حضرت امام حسینؑ کا ایک آگ کے تابوت میں رہیگا اور زنجیر میں آگ کی اسکے ہاتھ پانو گلے میں پڑی ہونگی اور طرح طرح کے اسیر عذاب کیے جائینگے اور اسکو بدن کی ایسی بدبو آئیگی کہ ساری دوزخی اس سے پناہ مانگینگے اسکی بدبو سے دوزخیوں کو ہذیان جائیگی روایت ہے کہ ان بائیس ہزار سیاہ رو سیاہ دشمن شام اور کوفہ کے جو حضرت امام حسینؑ کے ساتھ کربلا میں لڑے تھے کوئی ایسا نہ تھا جو اس سال کی بلاے عظیم میں گرفتار نہوا ہو جب ایک سال سے پورا ہو گیا اور روز عاشورہ دوسرا آیا پس ان لشکریوں میں ایک زندہ نہ رہا تھا فقط پنج انگشت رہگئے تھے کہ وہ بھی مختار کی لڑائی میں مارے گئے شعر رسول پاک پہ بھیج اے خدا درود و سلام بے علی

و فاطمہ حسنؑ و حسینؑ پر بھی سلام ۔ روایت کنز الغرائب میں ہے کہ ابو عبد اللہ قاضی بصرہ کہتے ہیں کہ میرا ایک شخص دوست بینا تھا بعد واقعہ کربلا کے میں نے اسکو اندھا دیکھا پوچھا ای یار تم بہرصورت دانا بینا تھے آنکھوں میں تمہاری خوب روشنی تھی کہو ایک دم میں تم اندھے کسطرح ہو گئے اسنے رو کر کہا کہ ای قاضی کیا کہوں میں اپنی شامت سے لشکر میں ابن زیاد کے کربلا میں حضرت امام حسینؑ سے لڑنے کو گیا تھا بعد واقعہ کربلا کے میں اپنے گھر ایک رات نماز عشا کی پڑھکر سو گیا خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ ایک شخص نے آکر کہا کہ چل تجھے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بلاتے ہیں میں وہاں گیا حضور نبوی میں حاضر ہوا آکر دیکھا کہ آپ مسجد میں بیٹھے ہوئے ہیں اور میں بائیں آپکے اصحاب کبار بطیم تمام مرصع بیٹھے ہیں اور چاروں طرف پاکیزہ سے لوگ کھڑے ہوئے ہیں اور جان کو میں حضرت امام حسینؑ خونین کفن اور رنگین پیرہن پہنے ہوئے آگے پاس بیٹھے ہوئے آہستہ آہستہ حضرت سے کچھ باتیں کر رہے ہیں اور ایک ایک شخص کو جو بنی حضرت امام حسینؑ کی اولاد کی اور بھائی بھتیجے اور یار دوست کو مارا تھا پکڑ پکڑ کے حضور نبوی میں لے آتے ہیں اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غصہ ہو کر فرماتے ہیں کہ گردن اسکی تلوار سے اتار کر آگ میں اسے جلا دو پس لوگ اس قاتل کو تلوار سے مارتے ہیں اور جب اسپر تلوار چلاتے ہیں تو اس تلوار سے آگ نکلتی ہے اور وہ شخص کر جل کر پڑتا ہے اور جل کے راکھ ہو جاتا ہے پھر اسیطرح اسکو تلوار سے مارتے ہیں یہ حال دیکھکے میں بے مارے مرگیا اور اجل کے حضور نبوی میں حاضر ہوا اور عرض کی السلام علیک یا رسول اللہ آپنے تیوری بدل کے غصے کی نظر سے مجھ دیکھا اور جواب سلام کا نہ دیا تھوڑی دیر کے بعد فرمایا ای خدا کے دشمن تو نے تو میرا خوب ادب کیا حرمت کا میری خوب پاس کیا اولاد کو میری مارڈالا اور رسالت و خلافت سے میری ڈر نہیں میں نے عرض کی یا رسول اللہ میں نے حضرت امام حسینؑ یا آپکی کسی فرقوں پر تلوار چلائی نہیں جناب امام حسینؑ کے لشکر کیلئے تیر چھوڑا نہیں کسیکو لشکر یاں امام حسینؑ سے مارا نہیں سر کسی کا تیغ سے اتارا نہیں فقط قصد سے سندھ ہوں کہ لشکر ابن زیاد کا شریک تھا اور حال دونوں لشکر کا دیکھ رہا تھا آپنے فرمایا کہ البتہ تو نے لشکر حسینؑ کیلئے خنجر و تیر سے نہ مارا سر کیسکا تلوار سے نہ اتارا مگر تو سپاہ لشکر شام کا تو تھا میری یاس آیا میں آگے گیا دیکھا آگے آپکے ایک طشت دھرا ہے اور اسمیں خون تازہ بھرا ہے آپنے فرمایا دیکھ یہ میرے جگر گوشہ کا خون ہے پس آپنے ایک سلائی اس خون میں ڈبو کر میری آنکھ میں لگا دی میں مارے ڈر کے چونک پڑا اور اسیوقت سے اندھا ہو گیا قاضی نے کہا ای نالائق یہ تو دنیا کی سزا ہوا اور خدا جانے کہ قیامت کے دن تیری کیا سزا ہوگی قطعہ بیرون از حوای ظلم خدا از ترس ۔ بیا بیین کہ چہا کرد بجا حسینؑ ۔ خدمت عالم دعوی گرست پیغمبر ۔ بگو تو سیدی ہی انصاف ما جرای حسینؑ ۔ روایت روضۃ الشہدا میں لکھا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ موسی علیہ السلام نے بعد وفات ہارون علیہ السلام کے دعا کی کہ الٰہی میرے بھائی ہارون کے گناہ بخشدے حق تعالی نے موسی پاس وحی بھیجی کہ ای موسی ہارون اگر سارے

اگلے پچھلے لوگوں کی بخشش مجھ سے چاہو تو بسکو بخشدوں مگر قاتل کو امام حسین کے کہ مین بنفس نفیس قاتل حسین سے بدلا خون حسین کا لونگا شعر آب ناداده شمیدا نرا چو آتش فرو دی پ بایدت بیشک میان آب آتش سوختن نہ روایت کنز الغرائب مین ہی کہ سب سانپونمین بڑا سانپ دوزخ کا ایک سانپ ہی جسکا نام شدید ہی ہر روز ستر مرتبہ وہ سانپ اپنے غصے کی پیچ و تاب کھاتا ہی اور ہر بار زہر ہلاہل اگلتا ہی حق تعالی فرماتا ہی کہ اے شدید کیا چاہتا ہی عرض کرتا ہی خداوندا قاتلان امام حسین کو میرے حوالہ کر تا کہ انپر جی بھر انکو کاٹون اور نوچونا نکا چاٹون ارشاد ہوتا ہی اے شدید بمصر عذاب قاتلان حسین کا تیرے ہی حوالہ ہوگا بسکو بیدریغ جیتا جی چاہی کاٹنا نوچنا بسکا چاٹنا روایت رئیس ہی سے منقول ہی کہ جو جو لوگ معرکہ کربلا مین شریک قاتل امام حسین کے تھے یا فقط سیاہ رو سیاہ شامکے تھے یا اونکے نقد کھڑے تماشا دیکھتے تھے یا جو لوگ دہان حاضر تھے مگر خبر حضرت امام حسین کی سنکے خوش ہوے یہ سب کے سب بالکل عذاب آخرت کے دنیا مین بھی طرح طرح کی بلاؤنمین گرفتار ہوے اور موت سے پہلے بڑی بڑی فضیحتین اٹھائین بعضے قتل ہوے بعضے اندھے ہوگئے اور جنھونکا منھ کالا ہوگیا اور بعضونکی دولت سلطنت تھوڑی ہی دنمین لٹ گئی اور بعضے پیاس کے مارے پانی پیتے پیتے مرگئے مگر پیاس نہ بجھی اور بعضے دوسرے اور عذابون مین مبتلا ہوے غرض بعدہ واقعہ کربلا کے سارے لشکریان ابن زیاد کیسوار کیا پیادہ کیا خادم مخدوم دم بھر آرام سے نہی نہ سکے ایک گھونٹ پانی خوشی سے پی نہ سکے روایت ہی امام سدی کہتے ہین کہ ایک مقام مین مجمع کثیر تھا اور کربلا کا ذکر ہو رہا تھا اور مین سن رہا تھا اہل مجمع کہہ رہے تھے کہ دشمنان امام حسین سے ہمنے کیسکو ایسا نہین دیکھا کہ مصیبت اور فضیحت دنیا مین گرفتار ہوکر نہ مرا ہو قبل مرنے کے کسی بلاے عظیم مین گرفتار نہوا ہو ایک بوڑھا بدبخت اُس مجلس مین تھا یہ بات سنکر اُسنے کہا کہ تملوگ غلط کہتے ہو مین بھی تو شریک قتل امام حسین کے تھا مگر اب تک مین کسی بلا مین گرفتار نہوا بھلا جیگا ہون گا ہے بیمار نہوا یہ کہتا ہوا چراغ مین استعمال کرنے لگا اور کچھ تیلی کی کہنے لگا کہ ناگاہ کیا دیکھتا ہی کہ چراغ کا شعلہ بھڑکا اور اُس بوڑھے کو پکڑ لیا پھر تو اُس بدبخت کے بدنمین ایسی جلن پیدا ہوئی کہ الامان الحفیظ پھر تو سارا بدن اُس بنگدل کا موم کی بتی کیطرح جلنے لگا اور وہ بوڑھا تمام جماعت کی چار و نطرف اچھلنے لگا اور کہتا تھا ہاے جلا ہاے جلا آخر کو جلتے جلتے دریا کیطرف بھاگا اور پانی مین جاکر کود پڑا وہ تو غضب الٰہی کی آگ تھی اور حضرت امام حسین سے اُسکو کمبخت کو لاگ تھی وہ دریا کا پانی اُسکی تن مین تیل ہوگیا وہ بوڑھا قدرت کا کھیل ہوگیا دریا ہی کے اندر ہڈیان اُسکی جلنے لگین منھ سے اُسکے چنگاریان نکلنے لگین آخر دریا ہی مین جلکر خاک سیاہ ہوگیا بالجملہ عداوت امام حسین کے راندہ درگاہ ہوگیا روایت ہی امام سدی فرماتے ہین کہ ایک میرے مہمانی کی

اور اُس مجلس میں اور بھی بہت سے لوگ تھے سبھوں کی اُسنے خوب قدر دانی کی اُنمیں تذکرہ ہوکر کربلا کا ہونے لگا حاضرین مجلس میں بولے کہ جو لوگ شریک قاتلان امام حسینؑ تھے علاوہ عذاب آخرت کے دنیا میں بھی وہ لوگ قبل موت کے بڑی بڑی فضیحت اور رسوائیوں میں گرفتار ہوئے اور تھوڑے ہی دن جی کے بُری موت سے مرے فی النار ہوئے امیر مجلس جنے ہمولوگوں کی دعوت کی تھی بیدھڑک بول اُٹھا کہ آپ لوگ یہ کیا کہتے ہیں میں بھی شریک قتل امام حسینؑ کے تھا مگر اب تک کوئی بلا مجھپر آئی نہیں کوئی بیماری بعد واقعہ کربلا کے مجھے اُٹھائی نہیں یہ کہہ ہی رہا تھا کہ شعلہ چراغ اُسکی طرف لپکا اور فوراً خشک لکڑی کیطرح اُس شیطان کو جلا دیا سارا جسم کو اُسکے کوئلہ بنا دیا راوی کہتا ہے کہ واللہ قسم ہے خداوند پاک کی میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا یہ معلوم ہوتا تھا کہ ایک لکڑی کا کندہ جل کے سیاہ کوئلہ ہوگیا شعر رسول پاک پہ بھیجے اوی خدا درود وسلام ۔ علیؑ و فاطمہؑ حسنؑ و حسینؑ پر بھی مدام ۔

روایت ہے کہ جس ملعون نے سر مبارک حضرت امام حسینؑ کا سکا رسی سے باندھا تھا وہ بدبخت نہایت حسن و جمال لشکر ابن زیاد سے سکیل تھا بعد واقعہ کربلا کے اُسکی شکل و صورت بگڑ گئی تمام بدن میں جھری پڑ گئی نہایت کریہ منظر کالا ہوگیا حبشی سے بھی رنگ اُسکا دوبالا ہوگیا لوگوں نے اُس سے پوچھا کہ کونسی تجھپر آفت پڑ گئی کہ صورت اصلیہ تیری بگڑ گئی اُسنے کہا کہ کیا کہوں جسدن سے میں نے سر مبارک حضرت امام حسینؑ کا سکا رسی سے باندھا تھا اور اُسکے ساتھ بے ادبیاں کیں اُسیدن سے یہ معمول ہوگیا ہے کہ ہر روز دو آدمی نجان سے آتے ہیں اور دونوں بازو میرے پکڑ کے کھینچتے ہوئے لیجاتے ہیں اور مجھے آگ پر اوندھا اُلٹا لٹکاتے ہیں پھر مجھے وہاں سے گھر پہونچا جاتے ہیں اسیطرح ہر روز میرا منھ جلتا ہے گوشت پوست پگھلتا ہے اسیواسطے میرا چہرا ایسا منحہ سیاہ ہوگیا اور حال میرا تباہ ہوگیا راوی کہتا ہے کہ آخر حیات تک اپنے وہ شخص اسی بلا میں گرفتار رہکر فی النار ہوگیا عبرت دوا دلی الابصار ہو روایت واقدی سے منقول ہے کہ ایک بڈھا تھا حاضرین نے ذکر کربلا کا کیا جب وہ بعد واقعہ کربلا کے اندھا ہوگیا پس لوگوں نے اُس سے پوچھا کہ کیا سبب کہ تیری بینائی کیطرح جاتی رہی اُسنے کہا کہ ایکدن میں نے حضرت علی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ آپ بازو تک آستین مبارک چڑھائے اور ہاتھ میں نیزہ تلوار لیے کھڑے ہیں اور آگے حضرت کے ایک جمڑا بچھا ہے میں نے دیکھا کہ دشمن قاتلان حضرت امام حسینؑ کو آپ اُسی تلوار سے ذبح کرکے اُسی جمڑے پر ڈالا جب نظر اُنکی مجھپر پڑی آپ نے بہت سی لعنت ملامت کی اور ایک سلائی اُسی لوہے میں ڈبو کے میری آنکھ میں لگا دی اُسیدم سے میں اندھا ہوگیا روایت ہے کہ شام میں ایک بدبخت قاتلان سے حضرت امام حسینؑ کے تھا منھ اُسکا سور کے منھ کیطرح ہوگیا تھا اور لوگ اُسکو دیکھ دیکھکر عبرت کرتے تھے روایت ہے کہ بعد شہادت حضرت

امام حسینؑ کے جابر بن یزید نے عمامہ کو کہ سر مبارک سے اتارکے اپنے سر پاک پر دھرا فوراً پاگل ہوگیا اور اسکے دماغ میں اسقدر خجلگی آئی کہ طوق و زنجیر میں اسے لوگوں نے مقید کیا آخر اسیطرح لعنت کی زنجیر گلے میں ڈالے واصل جہنم ہوا روایت ہے کہ جعیہ نہ حضرمی نے کہ قاتل حضرت امام حسینؑ کا کربلا میں تن نازک سے انکے اتار کے پہن لیا تھا آفرہ ملعون کوڑھی ہوگیا اور بال سر اور داڑھی کے اسکے گر پڑے اور عبرت عالمیان ہوا اور کرتہ پاک میں ایک سو ستر سوراخ کوفیوں نے گنے تھے کہ تیروں اور زخموں سے جسم عالی پر گیا تھا رباعی اے جہان آفرین بحق حسینؑ ۔ فہم دہ مر بیکران حسینؑ کہ رسانی ثواب آن شہدا ۔ بہ بصیرت رسید گان حسینؑ ۔ روایت ہے کہ سعد بن حنظلہ تمیمی اراد امام سید ابرار کی انگوٹھی قبضہ میں کرلی تھی وہ کوڑھی ہوگیا اسکا سارے بدن میں آبلہ پڑگیا سر سے پاؤں تک بدن اسکا سڑ گیا ۔ روایت ہے کہ مالک بن بشر نے جوشن آپکا لیا تھا وہ بہری ہوگیا اور بیہودہ باتیں بکتا تھا ادھر اُدھر منہ کو گیا کہتا تھا لوگ اسکے ساتھ مسخراپن کرتے سر اور منہ پر اسکے خس و خاشاک لاکر دھرتے اور لڑکے اسکو پتھراتے آخر ایک شخص نے اس سنگدل کے سر پر ایسا پتھر مارا کہ فوراً وہ شیطان جہنم کو گھاٹ پار ہوگیا داخل فی النار ہوگیا ۔ روایت ہے کہ جس شقی نے حضرت علی اصغر کے حلق میں تیر مارا تھا وہ ملعون اس مصیبت میں گرفتار رہا کہ اسکے پیٹ کی طرف ایسی جلن ایسی لہر تھی کہ مارے گرمی کے پھٹا جاتا تھا اور اسکی پیٹھ کی طرف ایسی سردی تھی کہ خدا کی پناہ اسکے آگے پانی میں برف کے جھگو جھگو کے جھلتے تھے مگر کچھ خنکی نہ آتی تھی طبیعت نہ چین ہوتی جاتی تھی اور پیچھے اسکی برابر آگ جلتی تھی مگر اسکو ذرہ بھر گرمی نہیں آتی تھی سردی سے اکڑا جاتا تھا داد و یا کرتا تھا جان جاتی تھی ہر دم آہ سرد سینہ گرم سے بھرتا تھا داد و یلا و ہسیتا کرتا تھا اور پیاس کا وہ زور گرمی کا وہ شور کہ گھڑی گھڑی گھڑے کے گھڑے پانی پی جاتا تھا مگر پیاس نہیں بجھتی تھی کچھ تسکین نہیں پاتا تھا کہتا اور داد و یلا و پانی سرد لاؤ آخر اسیطرح ایکدن پیٹ اسکا پھٹ گیا کلیجہ اسکا الٹ گیا پیاس پیاس کہتے ہوئے جہنم کے گھاٹ پار ہوگیا داخل فی النار ہوگیا ۔ روایت لطائف اشرفی میں ہے کہ شمر ذی الجوشن نے تھوڑا سونا حضرت امام حسینؑ کے خیمے میں پایا تھا پس اس سونے میں سے کچھ سونا اپنی دختر برادختر کو دیا اسکی بیٹی نے وہ سونا سنار کو زیور بنانے کو دیا جب سنار نے اس سونے کو آگ میں ڈالا وہ سونا جاکر خاک ہوگیا شمر نے یہ حال سنکر غصے سے جل بھنکر سنار کو بلایا اور وہ باقی سونا اسے دیا کہ میرے سامنے اسکو تو آگ میں ڈال کے دیکھوں تو کسطرح خاک ہوجاتا ہے سنار نے سامنے اسکے سونے کو آگ میں ڈالا وہ سونا اسیطرح جلکے راکھ ہوگیا ۔ روایت لطائف اشرفی میں ہے کہ کوفیان بدبخت چند اونٹ شاہزادیکر لوٹ لائے تھے جب انکو ذبح کرکے پکایا گوشت ایسا تلخ ہوگیا کہ کوئی شقی ایک لقمہ بھی کھا نہ سکا ۔ روایت شواہد النبوۃ میں ہے کہ ایک بدبخت نے بعد شہادت شاہزادیکے مدینہ منورہ میں خطبہ پڑھا اور

قتل ہونے پر امام حسینؑ کے اظہار خوشی کا کیا اس رات کو تین شعر عربی کے کسی نامعلوم غیبی نے باواز بلند پڑھ جسکا ترجمہ اردو میں یہ ہے اے مارنے والو امام حسینؑ کے ناحق سے مژدہ ہو تمکو عذاب اور ذلت کا آسمان پر جو آواز ہوئی ہے انبیا کی اور سب فرشتے تمپر لعنت کرتے ہیں بیشک تم ملعون ہوئے سلیمان کی زبان پر اور موسیٰ اور عیسےٰ کی زبان پر روایت ہے امام حسن بصری کہتے ہیں کہ ایک شخص سائل شرعیہ سیکھنے کو ہمارے پاس آیا کرتا تھا مگر مجھکو اسکی صحبت سے بڑی نفرت رہتی تھی اسواسطے کہ بولنے کیوقت اسکے منھ سے ایسی بدبو آتی تھی کہ جان نکلی جاتی تھی اور میں اسکی شرم کے اس بدبوئی کا سبب اس سے استفسار کر نہیں سکتا تھا آخر میں نے ایکدن اس سے اسکا سبب پوچھا اسنے سر جھکا لیا اور بہت شرمندہ ہوا پھر کہا کہ میں اس بدبوئی کا حال آپسے عرض کرتا ہوں مگر مجھے سزا اور خوار نکرنا اور کسی پر اسکو اظہار نکرنا حقیقت حال یہ ہے کہ میں معرکہ کربلا میں لشکر ابن زیاد میں تھا اور آب فرات کی نگہبانی کرتا تھا لشکریان امام حسینؑ سے کسیکو فرات کی گذر ہی آنے نہ دیتا تھا اور ایک بوند پانی امام تشنہ کام کے خیمے میں جانے نہ دیتا تھا بعد واقعہ کربلا کے ایک رات میں نے خواب میں دیکھا کہ قیامت قائم ہوا ہے میں پیاس سے بے قرار ہو رہا ہوں لب اور زبان پر کانٹے پڑ گئے ہیں بولنے سے ناچار ہو رہا ہوں جس شخص سے پانی مانگتا ہوں مجھے دیتا نہیں واویلا کرتا ہوں کوئی میری خبر لیتا نہیں ناگاہ کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور سید نا علی مرتضیٰ اور جناب فاطمہ زہرا اور شہنشاہ کونین حضرت امام حسن حسین اور بعضوں کا بیان ہے حوض کوثر کے کنارے بیٹھے ہوئے ہیں اور تھوڑے صحابہ گرد و پیش کھڑے ہیں اور چند لوگ آدمیوں کو پانی پلا رہے ہیں میں دوڑا ہوا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آگے گیا اور پانی طلب کیا آپنے فرمایا اسے پانی پاؤ کسیسے مجھے پانی نہ دیا اور میری طرف کچھ التفات نکیا میں بار بار میں نے اسی طرح حضور نبوی میں استغاثہ کیا مگر کسی نے میری حال پر رحم کھا کے پانی نہ دیا چوتھی بار باواز بلند حضرت سرور عالم سے میں نے پانی مانگا آپنے فرمایا اسے پانی کیوں نہیں دیتے لوگوں نے کہا یا رسول اللہ یہ شخص لشکریان ابن زیاد سے فرات کی کنار ہی پانی پر نگہبان تھا تشنہ کامان حسینؑ کو فرات کی کنار سے آنے نہ دیتا تھا اور ایک قطرہ پانی خیمے میں شاہزادیکے جانے نہ دیتا تھا حضرت نے فرمایا ہان تب اسکو قطران پلاؤ قطران ایک قسم کا تیل سیاہ نہایت بدبو کا لاہوتا ہے غرض لوگوں نے مجھے قطران پلایا اسکے بعد میں نیند سے جو چونک پڑا اسوقت سے میرے منھ سے یہ بڑی بدبو آتی ہے کہ جان نکلی جاتی ہے اور جو کھاتا ہوں قطران ہو جاتا ہے اور بدبو سے اسکو کلیجہ میرا اور میرے ہمنشینوں کا منھ کو آتا ہے امام حسن بصری نے فرمایا کہ دور ہو آج سے پھر میرے سامنے نہ آنا آخر وہ بدبخت اسی بلا میں کمال رسوائی کے ساتھ مر گیا شعر رسول پاک پہ بھیج اے خدا درود و سلام ۔ علی فاطمہ حسن حسینؑ پر بھی

مدام ہے روایت ہے ابو المفاخر کہتے ہین کہ ایک شخص کو لوگون نے دیکھا کہ طواف خانہ کعبہ کر رہا ہے اور منھ پر
ایک پردہ لٹکائے آہ سرد بھر رہا ہے اور کہہ رہا ہے کہ خداوندا میرا گناہ بخش دے اور مین یقین جانتا ہون کہ تو میرا گناہ
نہ بخشے گا میری خطا معاف نکریگا مشائخ حرم نے کہا کہ اے بھائی منھ پر پردہ ڈالی اتنا تم کیون روتے ہو خدا کی
رحمت سے کیون نا امید ہوتے ہو ہر چند گناہ کسی کا ریگ ریا سے بھی دوبالا ہو مگر جب وہ آدمی جناب باریمین رجوع کرتا ہے
توبہ اور گریہ وزاری کے ساتھ خضوع کرتا ہے تو حضتعالی سب گناہ اسکے معاف کرتا ہے صفحہ اعمال کو اسکے حرف خطا سے
صاف کر دیتا ہے تب اس نے کہا تو سمجھے خدا کی رحمت سے یاس کیون ہے کون سی تو نے خطا کی ہے اسقدر رو رو کر اس کیون ہے
اُس شخص نے کہا اچھا ادھر آؤ میرا حال سنتے جاؤ سادات اور مشائخ حرم اسکے پاس گئے اسنے کہا کہ مین شریک اس لشکر
بد فعل کے تھا جو حضرت امام حسین سے لڑا تھا غرض جب بعد واقعہ کربلا کے سر کو حضرت امام حسینؑ کے ہمراہ لوگ یزید کے
پاس دمشق مین لیجاتے اور ہمارے لوگ پچاس سپاہی تھے کہ انکو پانی پیروں کی کیا کرتے تھے اور شمر وغیرہ اشقیا سر شہزادے کو
بیچ مین دھر کے چاروں طرف سے حلقہ کر کے شراب پیا کرتے تھے اور مین دور ہی سے انکا حال دیکھ کر متاسف ہوتا تھا
اور کبھی کبھی اپنی شقاوت پر روتا تھا ایک رات سب اشقیا حسب معمول شراب پیکر کے سو گئے نشہ مین چور ہو کر غافل
ہو گئے اور مجھے نیند نہ آتی تھی طبیعت اُس شب کو بہت گھبراتی تھی ناگاہ آواز رونے کی کان مین آئی چونکہ رونیوالا
کوئی نظر نہ آیا اور زیادہ طبیعت گھبراتی ناگہان مین نے آسمان کی جانب نظر جو اٹھائی تو کیا دیکھتا ہون
کہ دروازہ آسمان کا کھلا ہے اور اپنی آنکھون سے دیکھا کہ ایک خیمہ نورانی آسمان سے اترا اور برابر شہزادے کے
آگے ہوا پر معلق ٹھہر گیا پھر مین آدمی روحانی نورانی آسمان سے آئے اور زیارت سر سرور کی کرنے لگے ایک شخص سبز جامہ پہنے
ہوئے اور سفید عمامہ باندھے ہوئے میرے سرہانے کھڑا تھا مین نے اُس سے پوچھا کہ یہ کون لوگ ہین اسنے کہا مقربان بارگاہ
رب جلیل ہین یعنی حضرت جبرئیل و میکائیل و اسرافیل ہین پھر حضرت جبرئیل نے خیمے کے پاس آکر کہا کہ یا صفی اللہ خیمے سے
آپ اترین مین نے دیکھا کہ حضرت آدم اور شیث اور ادریس خیمے سے اترکے آئے اور زیارت سر شاہزادہ فرمائی پھر
جبرئیل نے خیمہ کے پاس آکر کہا یا نجی اللہ آپ اترین مین نے دیکھا کہ حضرت نوح اور سام اترے پھر حضرت جبرئیل نے کہا کہ یا خلیل اللہ
اب آپ اترین پس حضرت ابراہیم اور اسمٰعیل اور اسحاق اترے پھر کہا یا کلیم اللہ اب آپ نزول فرمائین پس حضرت موسی اور
ہارون اترے پھر کہا یا روح اللہ اب آپ اترین پس حضرت عیسی اور شمعون اترے اور جو پیغمبر آتے تھے زیارت سر شاہزادہ کی
فرماتے تھے پھر حضرت جبرئیل نے فرمایا کہ یا حبیب اللہ آپ نزول اجلال فرماوین پس حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مع
اصحاب کبار اور شیر خدا علی مرتضی اور حضرت امام حسن اور حضرت حمزہ اور جعفر طیار کے نزول اجلال فرمایا جب حضرت

صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم جیسے ہی اترے تو مین نے دیکھا کہ سر حضرت امام حسینؑ نے اپنی جگہ سے حرکت کرکے شمر قدم آگے جاکے
پشیانی کو اپنی پاؤن پر حضرت کے دھرکے آواز دردناک کہا کہ نانا جان حسینؑ آپ پر قربان دیکھیے شامیان بے حیا
ہمپر کیسے کیسے ستم سہے نجاؤ آپکی عظمت کچھ بھی خیال مین نہ لائے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سر شاہزادے کا
اٹھایا اور منھ پر منھ رکھکے رونے لگے بیتاب ہونے لگے اسوقت ساری انبیا بھی بہوت آپکو روتے تھے مضمون اس
غزل کے ساتھ ہمکلام ہونے لگے غزل آدم درین غرا غم و درد بتلاست ۔ کشتی نوح غرقہ طوفان ابتلاست ۔
گویا برائے ماتم سلطان دین حسینؑ ۔ چندین ہزار خویش و قبایلہ خیل انبیاست ۔ اینہا غم از برائے ال مصطفےٰ خورند ۔
آن خود چہ دانعاست کہ برجان مصطفےٰ ست ۔ گر مرتضیٰ بگریہ ازین غصہ رخوراست ۔ در فاطمہ بنالد ازین
حالہا روا ست ۔ جبرئیل نے کہا یا رسول اللہ اگر حکم ہو تو شامیونکا وہی حال کردون جو حال قوم لوط کا کیا تھا آپنے فرمایا نہین قیامت کے دن انسے اور ہمسے لڑائی ہوگی پھر حضرت جبرئیل نے کہا کہ یا رسول اللہ ہمارے
فرشتے حاضرین کہتے ہین کہ ہمین حکم الٰہی ہوا ہے کہ ان سب پچاسون نگہبانان یعنی پہرے والونکو مارڈالین سر انکا
آتار ڈالین آپنے فرمایا ہان حکم الٰہی بجا لائین ان سبکو جہنم مین پہونچائین پھر تو پہرے والون پر شامیونکے
تلوارین آگ کی چلنے لگین لاشین اشقیا کی لکڑی کیطرح جلنے لگین یہانتک کہ اونچاس آدمی جلگئے جب میری
نوبت آئی مین نے کہا آہ الامان یا رسول اللہ تب آپنے فرمایا میرے سامنے سے دور ہو لا غفر اللہ لک اللہ تعالےٰ
تیری مغفرت نکرے تجھے اہل جنت نکرے اسواسطے مین یقین جانتا ہون کہ خطا میری معاف نہوگی کیونکہ بات
حضرت کی خلاف نہوگی پس اہل حرم نے اُس سے کہا کہ منھ پر پردہ کیون لٹکائے ہو اُسنے کہا آتش خوف سے
اسی واقعہ کے میرا منھ جلگیا ہے رنگ چہرہ کا بدل گیا ہے پس لوگونکی بہت کہنے سے اُس سور نے اپنے منھ پر سے کپڑا اٹھایا تو
معاذ اللہ منھ اُسکا بجنسہ سور کا سا ہوگیا تھا اور دانت اُسکے سور کیطرح منھ سے باہر نکل آئے تھے شائع حرم نے کہا دور ہو
ایسا نہو کہ شامت تیری ہمارے لوگونکو بھی اثر کرجاوے وہ سور منھ پر پردہ لٹکائے حرم سے باہر چلا ہنوز دس قدم حرم سے باہر
نہ گیا تھا کہ ناگاہ ایک بجلی غضب کی ہوا سے اُس شیطان پر گری وہ ملعون ایسجگہ جلکے راکھ ہوگیا نظم از برق
ستم ہر کہ زد آتش بشہیدان ۔ شد سوختہ صاعقہ خشم الٰہی ۔ وز ہر کہ الم یافت الی آن شہ مظلوم ۔ حقا کہ یابد
الم نامتناہی ۔ شعر رسول پاک پہ بھیج ای خدا درود و سلام ۔ علی و فاطمہ حسن و حسینؑ پر بھی مدام ۔ روایت ہے
کہ قیامت کے دن جب سواری جناب فاطمہ زہرا کی نکلے گی تو مجمع اولین و آخرین مرد و عورت سبکو حکم
باری ہوگا کہ سب لوگ اپنی آنکھین بند کرین کہ خاتون جنت کی سواری آتی ہے اور بسبب اُسکا

یہ ہے کہ جناب حضرت سیدہ اسوقت اس موقف پر تشریف لائینگی کہ کیا کہوں کہ اسکی حالت پُر ملامت دیکھنی کی تاب نہ ہوگی یعنی پیراہن زہر آلودہ شاہ زمن حضرت امام حسن کا اپنے دامنہی کا باندھی پر دھرے اور پیراہن خون آلودہ نورعین حضرت امام حسین کا اپنے بائیں کاندھے پر دھرے اور عمامہ خون آلودہ شیر خدا علی مرتضیٰ کا ہاتھ میں لیے متوجہ عرش الٰہی کی ہونگی اس رونے آہ سوز جانکاہ کے ساتھ روینگی کہ سب فرشتے زار زار روینگے لگینگے ہمارے انبیا اُرسیلون پر سے گرکے بیقرار ہونے لگینگے حوران جنت بھی اسوقت رونے لگینگی ہوں گی ہوقت حضرت سیدہ کے غم حسین میں جی جان کھونے لگینگی پھر حضرت سیدہ عرش کا پایہ پکڑکے یہ فریاد کرینگی کہ خداوندا فاطمہ کی داد رسی کر فاطمہ کا انصاف دے اسوقت عرش الٰہی کو لرزش ہوجائیگی عرش سے فرش تک جنبش ہوجائیگی حضرت جبرئیل امین شور کرتے ہوئے خدمت حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حضور میں حاضر ہوکر زار زار روکر عرض کرینگی کہ یا رسول اللہ حضرت فاطمہ خاتون جنت عرش الٰہی کے پاس آئی ہیں اور پیراہن زہر سے ہرا اور کفن خون سے بھرا جان کو ہیں حضرات حسنین کا اپنے ساتھ لائی ہیں عرش الٰہی میں ایک زلزلہ پڑا ہے عرصات محشر میں عجب طرح کا تہلکہ پڑا ہے دریا قہاری کا بڑھا آتا ہے پروردگار عالم کا غصہ چڑھا آتا ہے فاطمہ کی رونے سے عرش الٰہی تھرا آتا ہے نعرہ لا الٰہ الا اللہ سن کے کلیجہ منھ کو آتا ہے آپ ذرا عرش کے پاس تشریف لائیں اور حضرت سیدہ کو سمجھائیں منائیں اور نہیں تو بات کی بات میں دریا قہاری موج زن ہوگا اور آسمان زمین سے بالا ہوجائیگا قیامت سے قائم حسنین کے دونوں جہان جلکے خاک سیاہ کالا ہوجائیگا حضرت سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم فوراً عرش کے پاس تشریف لائینگے اور رو کر حضرت سیدہ سے مخاطب ہوکر فرمائینگے کہ اے فاطمہ زہرا اے نور حسنین کے فرزند پسندیدہ اے مادر حسنین آج دن فریاد رسی کا ہے نہ فریاد کسی کا آج دن نوازش کا ہے نہ گذارش کا آج دن سمجھانے کا ہے نہ دونوں جہان کو صاف کرانے کا حضرت سیدہ فرمائینگی یا جان کیا عرض کروں پیراہن زہر آلود حسن کا دیکھکر جگر ٹکڑے ٹکڑے ہوا جاتا ہے اور جامہ خونین حسین کا دیکھکر کلیجہ منھ کو چلا آتا ہے مولفہ غم حسنین سے بابا کہیں کیا حال غم اپنا پھکا جاتا ہوں ہوں کہیں کس سے یہ غم اپنا آپ فرمائینگے کہ اے جان پدر حسن کے پیراہن اور حسین کی خونین کفن ہاتھ میں لیکر جناب باری میں دعا کرو رو کر التجا کرو کہ خداوندا بحق جامہ زہر آلود حسن اور بحق پیراہن آغشتہ بخون حسین کے جو شخص کہ میرے فرزندان اور اہلبیت کا دوست ہووے سراسر سبز بے پوست ہووے اور جو تخم محبت کا انکی اپنے سینہ میں نہ دلیں بوتا ہو اور انکی اتباع اور فرمانبرداری میں جی جان کھوتا ہو اسکی گناہ سیاہ نامہ اعمال کو اسکی گناہوں سے صاف کردے

پھر میں اپنے گیسوئے خاک آلود اور دندان شکستہ کو تیرے پر دھروں اور اپنے شکستہ دلان امت کے لیے
جناب باری میں شفاعت کروں کہ الٰہی جس طرح میری امتان عاصی نے تیرے فرمان کو توڑنے سے
گناہ اُن دندان شکنوں کے معاف کیے پس تو جو محمد کا پیدا کردہ الٰہی ہے گناہ اُن فرمان شکنوں کے
معاف کردے ۵ اجی اللہ کے پیارے ذرہی تیری خبر لیتے ۵ خدا سے بس مرے حصین یہی اک بات کہدیتے
۵ بھلا ہے یا بُرا لیکن یہ پھر امت ہماری ہے ۵ شفیع عاصیاں جب پیشوا میرا پیمبر ہو ۵ غم دینا نہ دین سے
اور نہ خوف روز محشر ہو ۵ بھلا تب کیوں تجھے ناصر یہ اتنی شکباری ہے ۵ ملازم رہ درود
پاک کا ہر آن دہر ساعت ۵ کہ نازل ہو سدا تجھ پر ترے اللہ کی رحمت ۵ عجب اکسیر ہے
عصیان کے حق نے آئی ہے ۵ یارب بر رسالت رسول الثقلین ۵ یارب بالشہادت جناب
حسنین ۵ عصیان و مراد جملہ کن در عرصات ۵ بحق حسن مجتبیٰ بحق حسین ۵ زین بن یا رہ دل گشتگان
بماند دل پارہ پارہ گشت کہ جاں رفت نماند رفت ست زین جہان لب تشنہ حسین ۵ ای ابر آب خاک شو کہ تر آبرو نماند

خاتمۃ الطبع ریختہ خامہ بلاغت شمامہ ترکیب جناب حافظ محمد مصطفےٰ خلف باشرف مصنف علام

بعد حمد و نعت محب آل عبا حافظ محمد مصطفےٰ اردو بخدمت محبان آل عبا اور دشمنان واقعہ کربلا عرض کرتا ہے
کہ کتاب مستطاب ہادی راہ دین مسمی بہ عناصر الشہادتین از عمدہ تصنیفات ینبع الحسنات جناب فضیلت
پدر بزرگوارم جناب حاجی حکیم مولوی محمد ناصر علی صاحب تخلص بوری ثم الآردوی حسین وقعات کربلا اور
مصائب آل عبا حضرت امامین حسنین علیہما السلام کو بسط و تمہید سے مسطور فرمائی ہے سوانح کربلا اول سے آخر تک
کما ینبغی بنظر دین اور یہ کتاب جب چھپی شیعہ و سنی سب کو پسند خاطر خواہ ہوئی مشرق سے مغرب تک اس کا
مصرف خوبی کی چاہ ہوئی اور اس پر کیا موقوف ہے جو کتابیں تصنیف یا باجان کی فن طرز غیرہ کی ہوں خواہ دین و
ایمان کی مثل صلوات ناصری و مفردات ناصری و ناصر الحسنین و ناصر الحسنین و مناصر الحسنا و مباہاۃ الزہرا
ترجمہ دلائل الخیرات و ناصر اللبیب فی اسرار الحبیب انوار ناصری و تعلیم حبیبی و ناصر المتعلمین و ناصر الشافعیہ و
ناصر الابرار فی مناقب اہلبیت الاطہار و ناصر الطلاب اردو ذی ناصری و الف با ہی ناصری و مبادی ناصری
و فسحہ یا سینہ و تعلیم مصطفائی و لغات ناصری اور دو کتابیں درود شریف کی ایک ناصر العشاق دوسری
عناصر الخیرات موسوم بہ درود ہی لفظ اور ربع عناصر حسنین چاروں زبان کی لغت اردو فارسی عربی انگریزی
کس خوبی سے مذکور ہیں لطف ایزدی سے سبکی سب مقبول خاص عام ہیں الغرض ان دنوں باجان مجھ
اس فقیر کو سعادت دارین یعنی عناصر الشہادتین کو از سر نو نظر ثانی فرما کر نا قدر حق تصنیف اجازت چھاپنے
کی کارخانہ نامی گرامی مطبع او دھ اخبار کو دی پس حق تصنیف مطبع موصوف کے لیے محفوظ رہے مورخہ
الحمد للہ کہ کتاب موصوف بار پنجم مطبع نامی جناب منشی نول کشور صاحب سی آئی ای
واقع کانپور ماہ جولائی ۱۸۷۶ء میں طبع ہو کر ہدیہ ناظرین ہوئی حق تعالےٰ اپنے فضل و کرم سے
فیضرسان عالم فرماوے





دفترِ ماتم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

رباعی

جب بوترابؑ شیرِ خدا کا ہوا خطاب	حیراں تھے سب کہ معنی ہیں کیا اس خطاب کے
ابن علیؑ نے اپنے تئیں خاک میں ملا	معنی سبھوں پہ کھولدیے بوتراب کے

نسیم

نورِ خدا کی جہاں میں ظہور ہے	آتا ہے وہ جو صاحبِ امدادِ خلق ہے
ساطع ہر اک مکاں میں تجلی طور ہے	آتا ہے وہ جو باعثِ ایجادِ خلق ہے
فصلِ بہارِ گلشنِ عشق و سرور ہے	آتا ہے وہ جو فاتحِ خلد و نعیم ہے
عالم میں انبساط و فرح کا وفور ہے	آتا ہے وہ جو صاحبِ فتح و ظفر علیم ہے

راحت ہے روح کو تو مُعطّر دماغ ہے
ایسی شگفتگی ہے کہ دل باغ باغ ہے

خوشبوئے مشک و عود بسی ہے دماغ میں
صلِ علیؑ کا شور ہے جنت کے باغ میں

غزل

خلد میں تا مہ جہاں ہے پڑھو درود	مسعود سب جہاں ہے سعادت سے آپ کی
ہر سمت حق کا نور عیاں ہے پڑھو درود	اللہ بھی خوش ہے ولادت سے آپ کی
چلتا نہیں نبیؐ کا یہاں ہے پڑھو درود	معبودِ حق سراج ہر آفتاب دیں
مولود باوشاں و زماں ہے پڑھو درود	نورِ خدا ضیائے فلک رونقِ زمیں
	سردارِ خلق خاتمِ کونین کا نگیں

۹۵

نور شید و ماہ و نبات و ہوا و آسماں
جبریل و سدرہ لوح و قلم اور لامکاں
سب کی دعوش سب کی زباں پر ثنا یہ ہیں
پیدا ہوا جو نور محمد کی شان دیکھ

قسمت لڑی تو اُنکی زیارت کو جائینگے +
یا فضل حق ہوا تو اسی جا وہ آئیں گے

۹۶

افلاک و عرش لوح و قلم ماہ و آفتاب
جن و آدم و ملک و انجم و سحاب
فردوس و کوثر و ارم و موقف و حجاب
بالا و پست و آتش و خاک و ہوا و آب

ہر نور سے فزوں ہے رسولِ خدا کا نور۔
اِن سب سے پہلے خلق ہوا مصطفٰے کا نور

۹۷

پیدا ہوا جو نور محمد شہ زمن
پیش خدائے پاک ہزار سال
حمد و ثنائے حق سے رہا اسکو اشتغال
رحمت سے دیکھتا تھا اُسے رب ذوالجلال

ارشاد تھا کریم تو معبودِ خلق ہے
تو افتخارِ خلق ہے مقصودِ خلق ہے

۹۸

مطلوب کردگار ہے اور شافعِ امم
تو میرا بر گزیدہ ہے اے صاحبِ کرم
اپنے جلال و عزت و اقبال کی قسم
ہوتا نہ تو تو خلق نہ کرتے فلک کو ہم

جو تجھ سے عشق رکھیگا عاشق خدا کا ہے
جو ہے تیرا عدو وہ عدو کبریا کا ہے

۹۹

وہ نور پاک حضرت محبوب کردگار
جبکی ضیا ہے نور مہ و مہر کا نثار
نور نبی سے حضرت باری نے یہ کیا
پردہ حجاب خلق کئے وار سے وقار

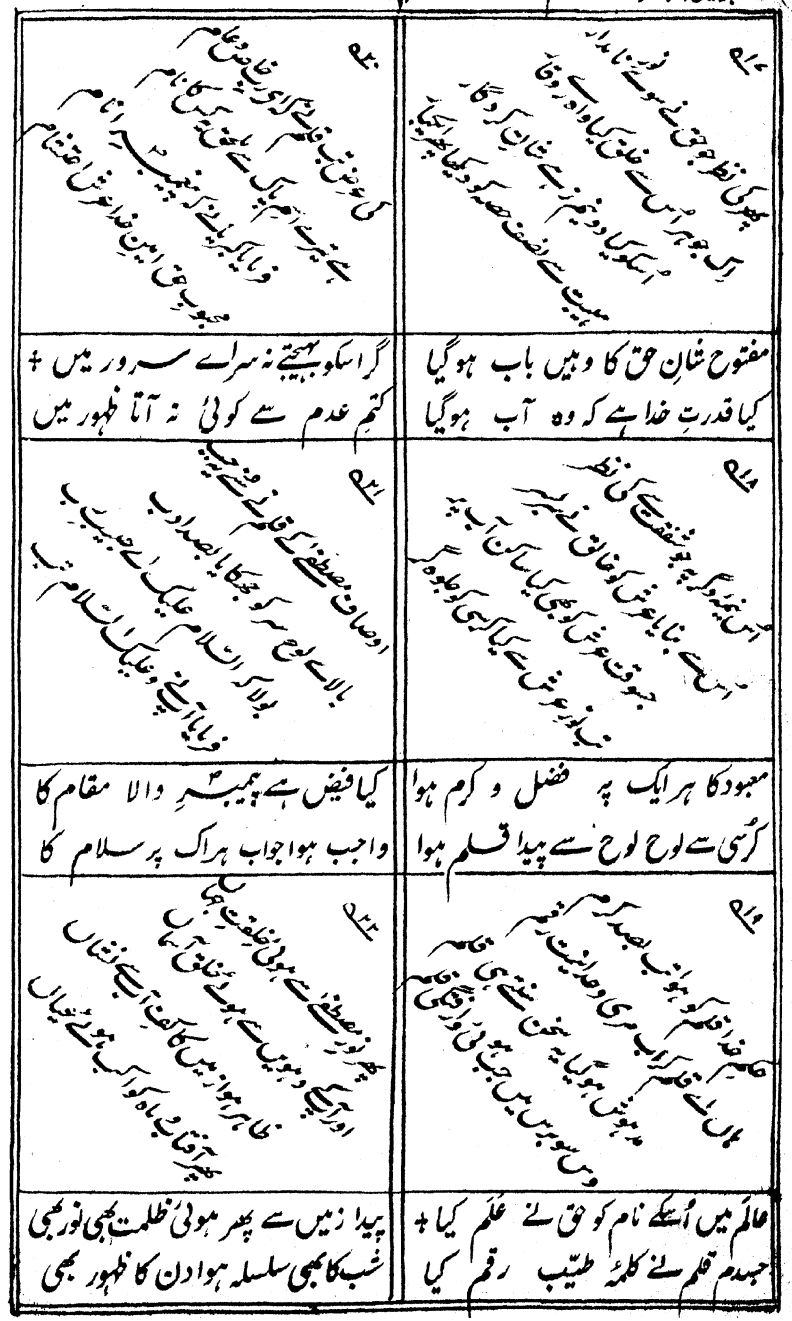
یہ اوج قدسیوں کا ہے نہ انبیاء کا ہے
جو مرتبہ جناب رسولِ خدا کا ہے +

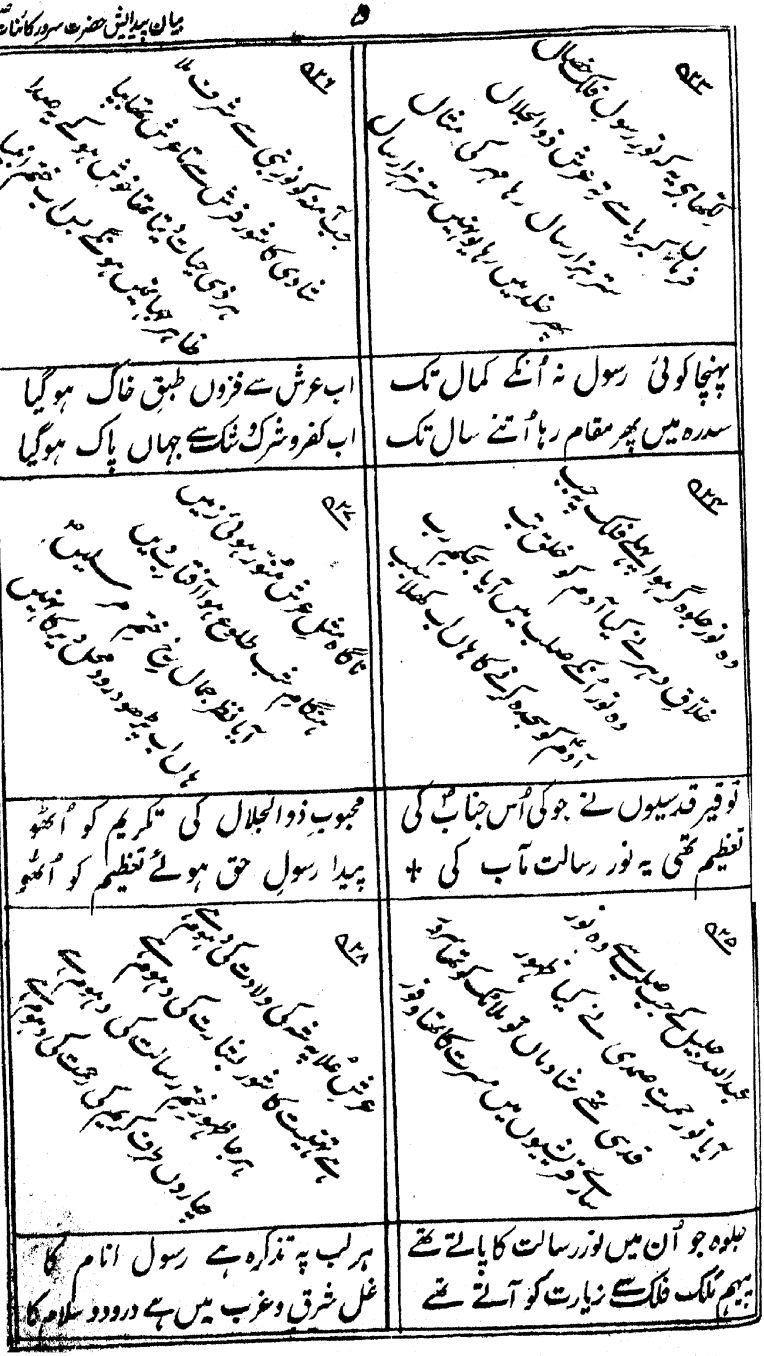
۱۰۰

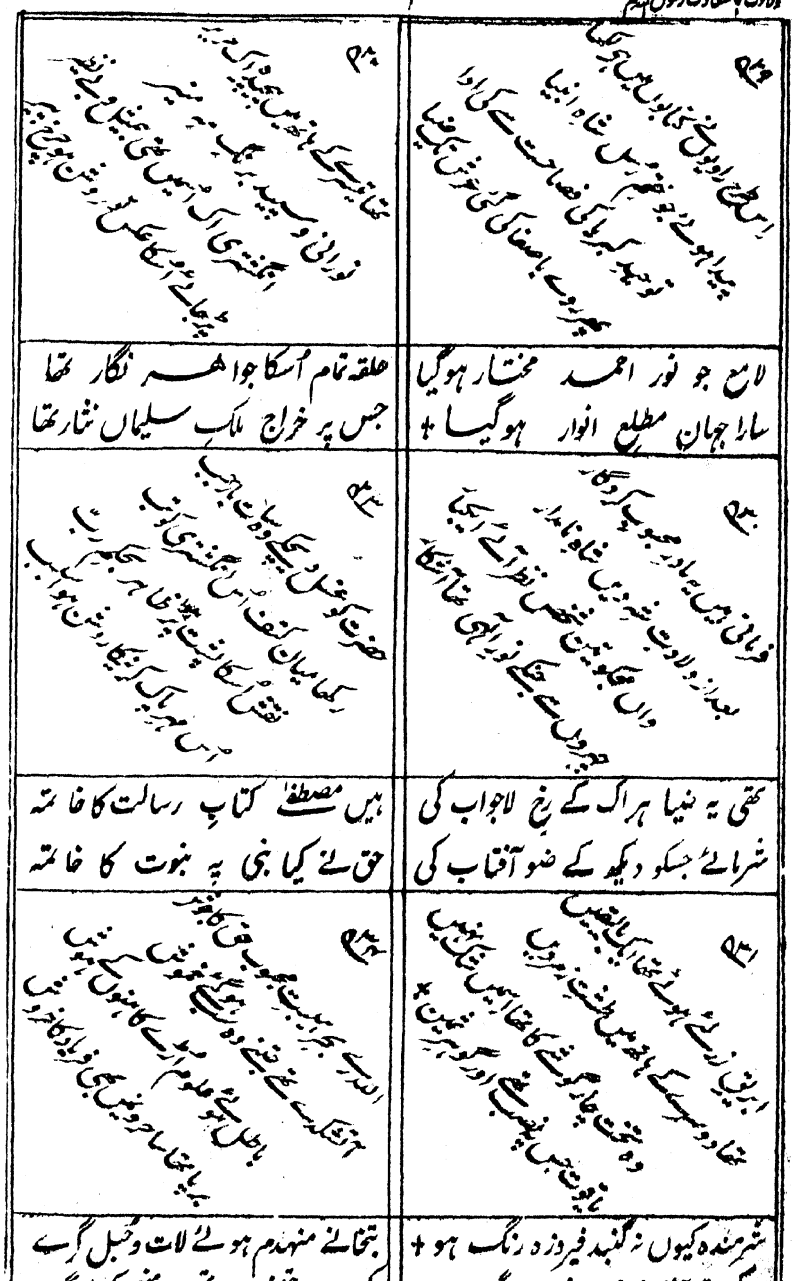
نور محمد صلعم کو ہوا حکم کردگار
تب نور مصطفٰے نے کیا حکم سے یہ کار
داخل ہوا حجاب میں قدرت سے بار بار
بارہ ہزار سال وہ نور فلک وقار
تسبیح خواں رہا وہیں با عز و افتخار

حیراں ہو کیوں نہ عقل محمدؐ کے باب میں
برسوں رہا وہ نور یونہیں ہر حجاب میں

۱۱	۱۲
بحر نور مصطفےٰ سے بعد خلقت و عطا دریاے نور خلق کے بیں با صفا نام آنکا ہے کتاب جاودیں میں جا بجا قربان نور پاک شہنشاہ انبیا	لکھا ہے اولیوں نے قرآن انبیا کے نور طوف نور مصطفےٰ سے با سرور تسبیح خواں تھے حضرت معبود کے حضور بالا ہے شان سے وحی خدا نے کیا ظہور
پاکیزگی ہے یہ نہ ملک میں نہ حور میں وہ نور غوطہ زن ہوا ہر بحر نور میں	میں تم سبھوں کا کون ہوں کچھ جانتے ہو تم اسکا جواب دو مجھے پہچانتے ہو تم
۱۳	۱۴
بحر انبیا سے نکلا جو وہ نور عجب اس نور کی طرف ہوئی یہ جی آ رہی تب لے فخر انبیا کہاں اے حبیب رب اول سبھوں سے تو ہے آخر میں بھیجا سب	جو حق ان سبھوں پہ تھا ہے ترا عطا پہلے ہر اک سے تو نے دیا جواب قرب ہے اور بے قابل طاقت نبی جناب تو ہے کریم اور تری رحمت بے حساب
تیرا شرف سوا ہے تو عالی جناب ہے تو اے رسول شافع یوم الحساب ہے	مختار خلق مالک روز شمار ہے + واحد ہے لاشریک ہے پروردگار ہے
۱۵	۱۶
اس نور سے ہوا جو عیاں ذکر کردگار سجدہ میں حق کے جھک گیا وہ نور بیکیار سجدہ سے سر اٹھانے لگا جب وہ ذیوقار نکلے حسین پاک سے پہلے کئی ہزار	آئی ندا یہ حق کی کہ حبیب خدا ہے تو خیر البشر ہے تو شرف انبیا ہے تو سرتاج سب جہاں کا ہے پیشوا ہے تو ہادی ہے تو رسول ہے تو رہنما ہے تو
خیر الانام باعث افضال رب ہوئے + مخلوق انبیاء انہیں قطروں سے سب ہوئے	ہم نے دیا ہے تجھ کو نبوت کا مرتبہ افضل سبھوں سے ہے تری امت کا مرتبہ


۱۷
جس کی نظر جو حق نے سوئے نور نا مدار
اک جوہر اُس سے خلق کیا اور وقار
اُسکو کیا دو نیم ز بہر شان کردگار
ہیبت سے نصف حصہ کو دیکھا جو پھٹ گیا
مفتوح شانِ حق کا وہیں باب ہو گیا
کیا قدرتِ خدا ہے کہ وہ آب ہو گیا
۱۸
اُس نور کی جو شعشعے کی نظر
اُس سے بنا یا عرش کو خلاق سر بسر
جوہر عرش کی بھی کیا سا کن آب پر
نورِ نبی سے کیا کسی کو جلوہ گر
معبود کا ہر ایک پہ فضل و کرم ہوا
کرسی سے لوح لوح سے پیدا قلم ہوا
۱۹
حکم خدا قلم کو ہوا جب بصد کرم
ہاں اے قلم کر اب مری وحدانیت رقم
مد ہوش ہو گیا یہ سخن سنتے ہی قلم
دس سو برس میں جب ہوئی اوسکی آنکھ کھلی
عالم میں اُسکے نام کو حق نے علم کیا +
جبدم قلم نے کلمۂ طیب رقم کیا
۱۶
کی جو نظر جناب خدا نے خلق عالم
بہتر ہزار پردے کئے جس کے نام
فرمایا کہ پڑھ کہ تجھ سے ہے مقصود ما سوا
محبوب حق امین خدا ہو تجھ پہ اسم
گر اسکو بھیجتے نہ سرائے سرور میں +
کتم عدم سے کوئی نہ آتا ظہور میں
۱۷
اوصاف مصطفےٰ کے قلم نے جو لکھ دیئے
بالائے لوح سر کو جھکا یا بصد ادب
بولا کہ السلام علیک اے حبیب رب
فرمایا آپنے وعلیک السلام تب
کیا فیض ہے پیمبرِ والا مقام کا
واجب ہوا جواب ہر اک پر سلام کا
۱۸
پھر نور مصطفےٰ سے ہوئی خلقت جہاں
اور آپکے وجود سے ہوئے خلق آسماں
ظاہر ہوا زمیں میں کافی آپکا نشاں
پھر آفتاب و ماہ کو اک ہو گئے خیال
پیدا زمیں سے پھر ہوئی ظلمت بھی نور بھی
شب کا بھی سلسلہ ہوا دن کا ظہور بھی


پہنچا کوئی رسول نہ اُنکے کمال تک
سدرہ میں پھر مقام رہا اُتنے سال تک
اب عرش سے فزوں طبقِ خاک ہوگیا
اب کفر و شرک و شک سے جہاں پاک ہوگیا
تو قیر قدسیوں نے جو کی اُس جناب کی
تعظیم تھی یہ نورِ رسالت مآب کی +
محبوبِ ذوالجلال کی تکریم کو اُٹھو
پیدا رسولِ حق ہوئے تعظیم کو اُٹھو
طیبہ جو اُن میں نورِ رسالت کا پاتے تھے
پیہم مَلک فلک سے زیارت کو آتے تھے
ہر لب پہ تذکرہ ہے رسولِ انام کا
غل شرق و غرب میں ہے درود و سلام کا



۲۹
اس صبح روبیوں میں ہوا جلوہ گر عیاں
پیدا ہوئے جو فخر رسل شاہ انبیا
نور مجید کبریا کی فصاحت سے کی ادا
پھر روبرو باصفا کی گئی خوش بیانیاں

۳۰
خانہ تمیز کے ہاتھ میں بچہ ہے منیر
نورانی و سپید بہت منہ منیر
ہنگامہ ہی اس میں بھی بینش و بدر نیر
پڑجائے اسکا عکس تو روشن ہو جوں ضمیر

لامع جو نور احمد مختار ہوگیا
سارا جہان مطلع انوار ہوگیا +

حلقہ تمام اسکا جو اس نگار تھا
جس پر خراج ملک سلیماں نثار تھا

۳۱
فرمانی میں یہ مادر محبوب کردگار
بعد از ولادت شہ دیں شاہ نامدار
واں ہوگئیں تمام شخص نظر آئے آشکار
چھپ دیوں سے جیسے نور الٰہی ہو آشکار

۳۲
حضرت کو غسل دیکے وہ لیجاتے جب طرف
رکھا میان کتف اس کو انگشتری کا شرف
نقش اسکا پشت پر ظاہر ہے جگمگ رب
اس مہر پاک کو نہ کہا روشن ہو آفتاب

تھی یہ ضیا ہر اک کے رخ لاجواب کی
شرمائے جسکو دیکھ کے ضو آفتاب کی

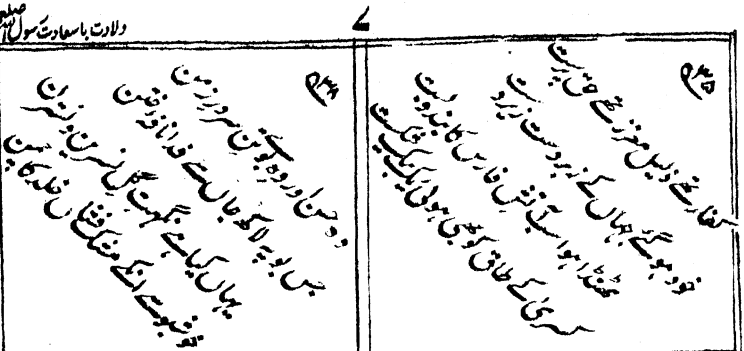
ہیں مصطفےٰ کتاب رسالت کا خاتمہ
حق نے کیا نبی پہ نبوت کا خاتمہ

۳۳
ابریق زرنے ہوئے تھا کیا بیقیس
تھا دو سرے کے ہاتھ میں طشت زمرد میں
وہ تخت جار گوشے کا تھا اس میں تاب نہیں
تا ہو نہ جس پہ بیٹھ کے اور گوہر ثمین +

۳۴
اندر سے جو ہیبت محبوب حق کا ظہور
آتش کدہ سے جسنے وہ رنگ خوش کیا
باطل ہوا علوم اور اسکا ہوئی فنا
بہا تھا ساحروں میں بھی فریاد کا غوغا

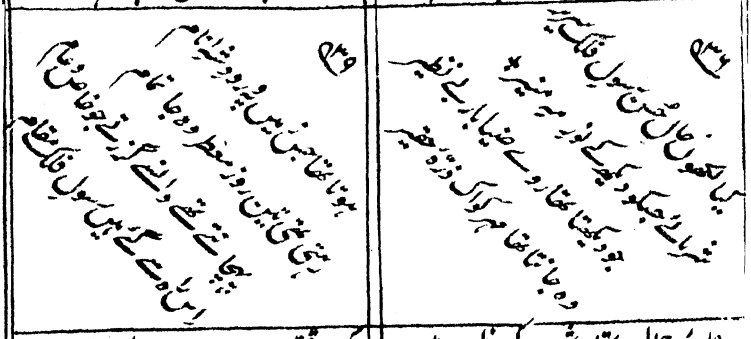
شرمندہ کیوں نہ گنبد فیروزہ رنگ ہو +
دیکھے تو آفتابہ خورشید دنگ ہو +

بتخانے منہدم ہوئے لات و ہبل گرے
کعبے میں جتنے بت تھے وہ سب منہ کے بل گرے



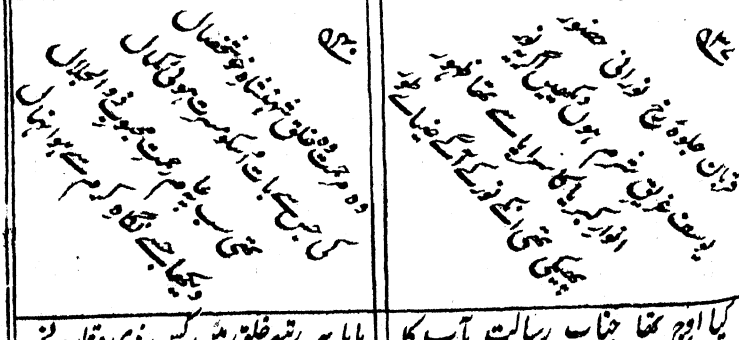
بالائے خاک خوف سے کفار گر پڑے +
ایواں ہلا تو کنگرے دو چار گر پڑے

جس راستے سے قبلۂ جن و ملک گئے
گلیاں بہشت بنگئیں کوچے مہک گئے



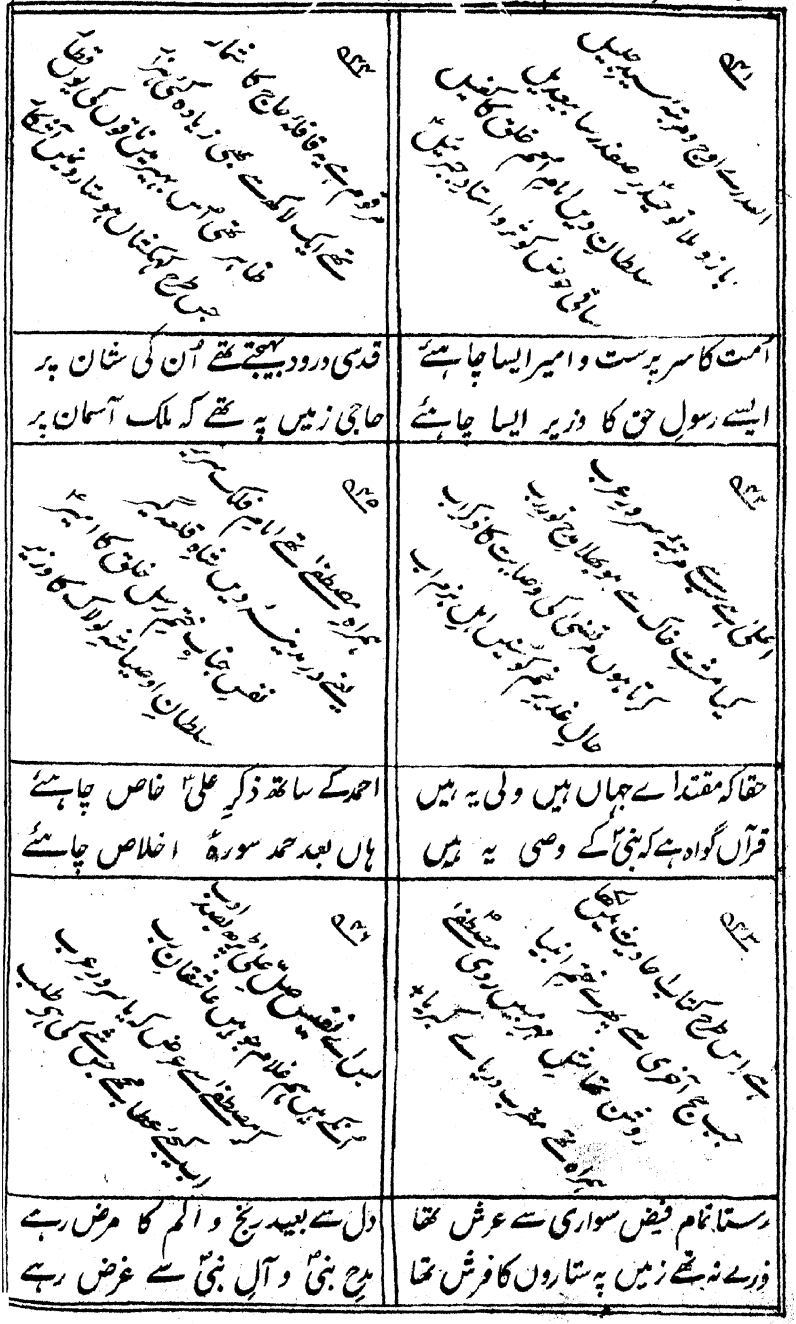
یہ جلوۂ جمال تھا شب کے ظہور میں
موتی پرو لو چہرۂ روشن کے نور میں

کیا اقتدار سیّد عالی جناب تھا
خوشبو یہ تھی عرق میں کہ پانی گلاب تھا



کیا اوج تھا جناب رسالت مآب کا
دیکھے انھیں یہ منہ نہ پڑا آفتاب کا

پایا یہ رتبہ خلق میں کس ذی وقار نے
خلقِ عظیم جسکو کہا کردگار نے



ایسا کوئی محرم نہیں اسرار احد کا
حال اُس سے ہے پوشیدہ ازل کا نہ ابد کا

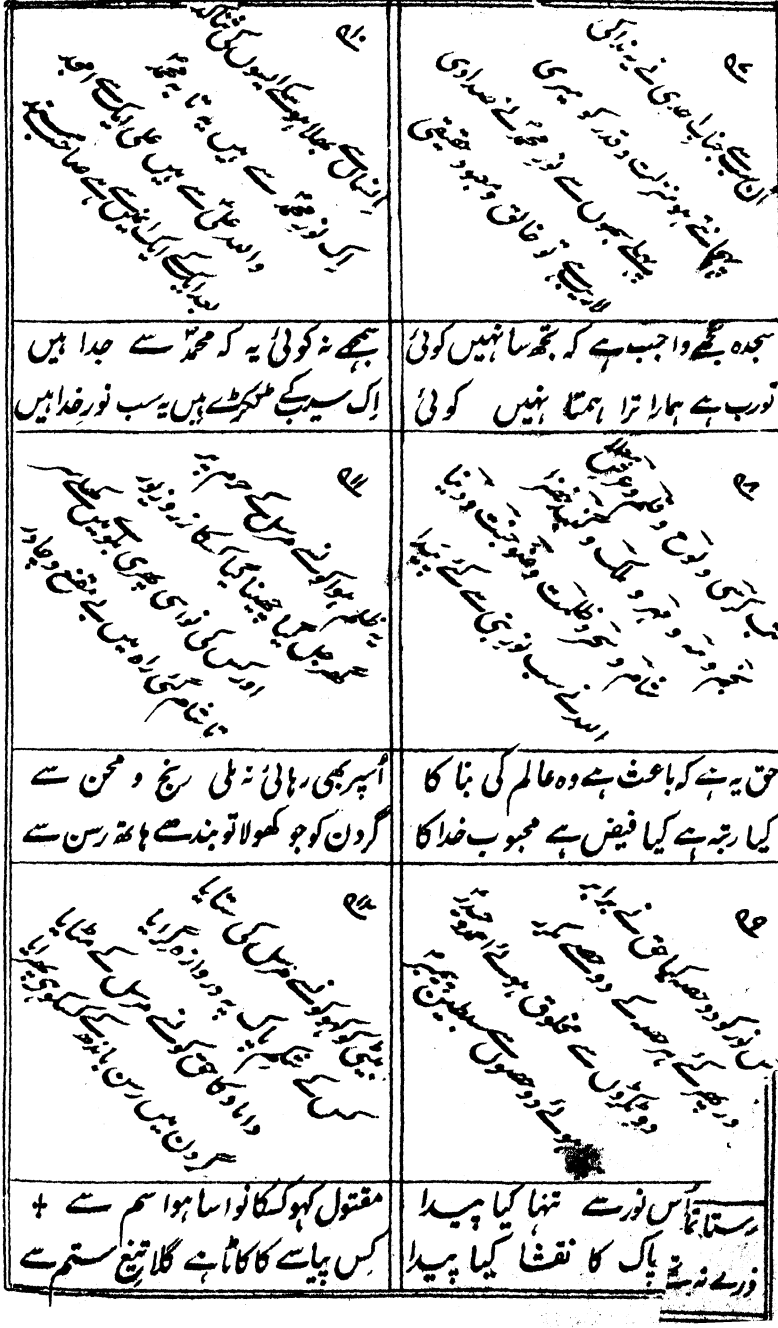
گہہ حمد و ثنا گہہ صفتِ قدرتِ حق تھی
اُس نور پہ ہر دم نظرِ رحمتِ حق تھی

جبریل امیں کو بھی نہ واں دخل کی جا تھی
یا احمدِ مختار تھے یا ذاتِ خدا تھی

پیدا کبھی کرتا نہ زمیں کو نہ فلک کو
دوزخ کو نہ جنت کو نہ آدم نہ ملک کو

ہے دوسری یہ وجہ کہ وہ جانِ جہاں تھا
بے سایہ ہے جاں جاں کی طرح سایہ نہاں تھا

اُس نور کے قطروں سے پیمبر ہوئے پیدا
دریائے نبوت سے یہ گوہر ہوئے پیدا



۷۵

اُن کی آمد کی جو خبر دی نے
ہر طرف غل مچا مسرت کا
ہر پیمبر نے ہو مسرت سے
اُن کی آمد کی دی بشارت کی
لا پیمبر نے اُن کے خلق و خصال
پہلے سب سے کیا بیان اُن کا

۷۶

انساں کا بھلا ہو کیا سب کی
ایک نور سے ہیں یہ تا بہ ابد
والد علی سے ہیں علی ایک ابد
بعد ایک ایک ہیں ایک صاحب جد

سجدہ بجھے واجب ہے کہ تجھ سا نہیں کوئی
نور ہے ہمارا ترا ہمتا نہیں کوئی

بھیجے نہ کوئی یہ کہ محمدؐ سے جدا ہیں
اِک سیب کے ٹکڑے ہیں یہ سب نورِ خدا ہیں

۷۷

حق آسمانی و لوح و قلم و عرش و کرسی
خورشید و ماہ و لیل و نہار و فلک و زمین
خلد و سقر و ظلمت و نور و جن و بشر
اللہ نے سب نور نبی سے کئے پیدا

۷۸

ظلمت میں جا چھپا کیا کسی نے نور یہ
اور کس کی نور ہی پھری آئینوں میں عکس
تا شام گئی رہ میں بے نفع و بے ضرر

حق یہ ہے کہ باعث ہے وہ عالم کی بنا کا
کیا رتبہ ہے کیا فیض ہے محبوب خدا کا

اُسپر بھی رہائی نہ ملی رنج و محن سے
گردن کو جو کھولا تو بندھے ہاتھ رسن سے

۷۹

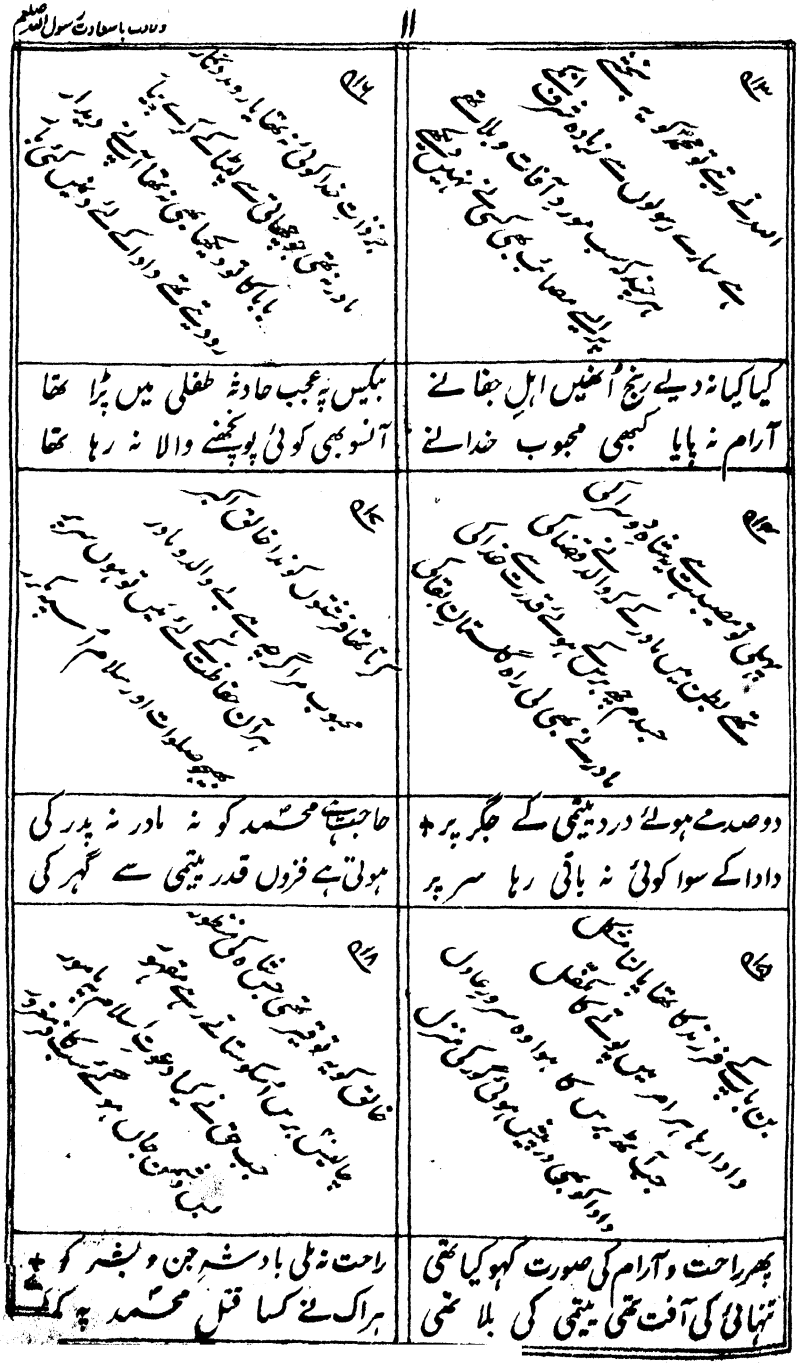
اس نور کو دو حصے کیا خلق نے بعد یہ
ہر حصے کے دو حصے کر دیئے گئے
دو ٹکڑوں سے خلق ہوئے اور دو حصوں سے بہشت و جحیم

۸۰

بیڑی کو کہو کس نے مرے کی سنا یا
کس کے تنگ پاک پہ دروازہ گرایا
دادا کو کاٹ کس نے مرے کے مٹایا
گردن میں رسن باندھ کے کس کو ہے پھرایا

رستا تھا اس نور سے تنہا کیا پیدا
ذرے نہ تھے پاک کا نقشا کیا پیدا

مقتول کہو کس کا نواسا ہوا تم سے +
کس پیاسے کا کاٹا ہے گلا تیغ ستم سے



۱۳
الم نشرح لک صدرک تو مجھ کو یہ بشارت ہے
ہے سارے رسولوں سے زیادہ شرف اس کا
ہر نبی کو سب موردِ آفات و بلا تھے
پر ایسے مصائب بھی کسی نے نہیں دیکھے

کیا کیا نہ دیے رنج انھیں اہلِ جفا نے
آرام نہ پایا کبھی محبوبِ خدا نے

۱۴
بے باپ کے فرزند کا تھا پالنا مشکل
دادا رہا ہر کام میں بوسے کا متکفل
جب آٹھ برس کا ہوا وہ سرورِ عادل
دادا کو بھی دے بیٹھی اجل ہو گئی مشکل

بچپن کی مصیبت سے پناہ دوسرا کی
ہے ہے پدر و مادر و دادا و خدا کی

۱۵
ہاتف نے بشارت دی یہ ماں کے شکم میں
جب میم پہ پہنچے ہوئے قدرت کے قدم میں
ماں نے بھی لی راہ گلستانِ ارم میں
دو صدمے ہوئے درد یتیمی کے جگر پر

بیٹے کے بطن میں مادر کے کروڑوں فضا کی
حسرت ہے محمد کو نہ مادر نہ پدر کی

۱۶
ہے ہے پدر و مادر و دادا و خدا کی
کیا کیا نہ دیے رنج انھیں اہلِ جفا نے
بے باپ کا تو دیکھا بھی نہ تھا آپ نے صورت
ماں نے بھی نہ پہچانی سے آپ نے پایا
مادر بھی نہ تھی دایہ کو دیتی تھی دکھائی
روتے تھے دادا کے لئے دشمن و دیندار

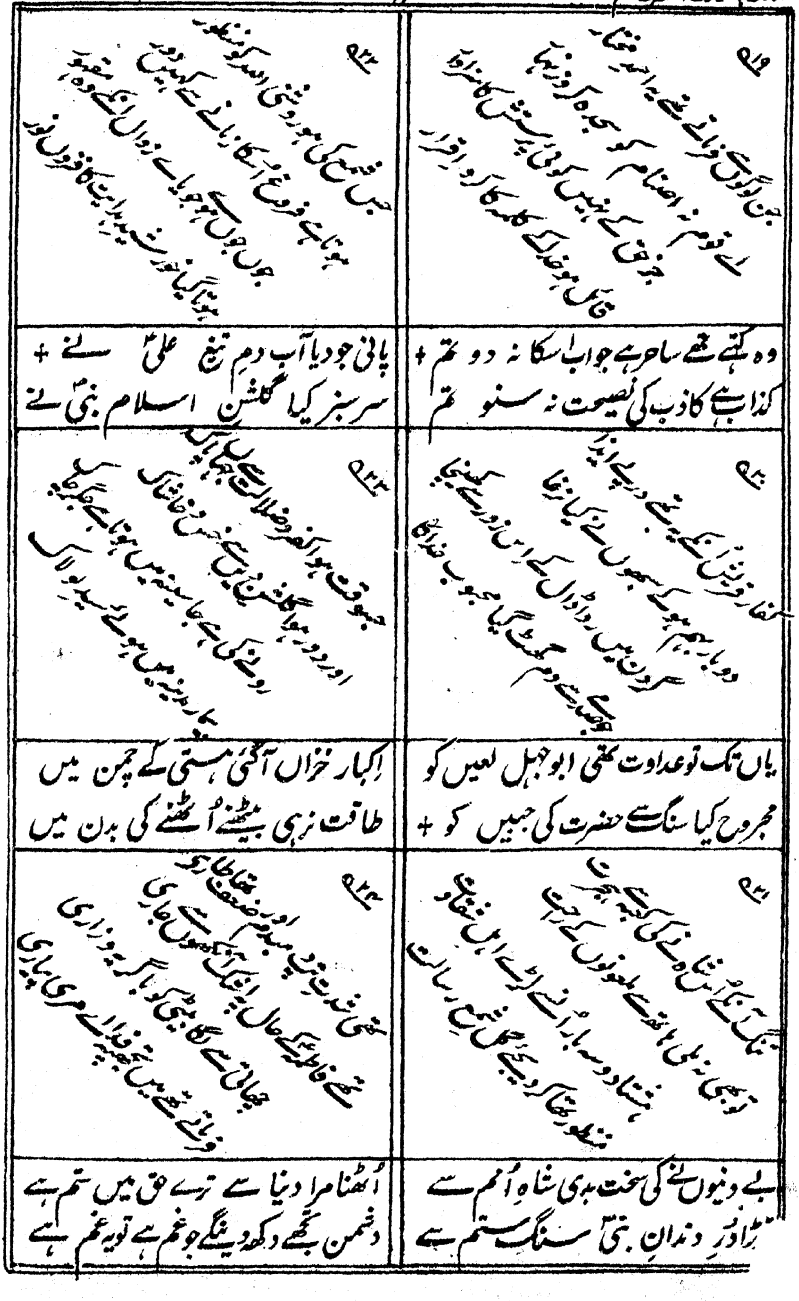
بیکس پہ عجب حادثہ طفلی میں پڑا تھا
آنسو بھی کوئی پونچھنے والا نہ رہا تھا

۱۷
دادا کے سوا کوئی نہ باقی رہا سر پر
دادا کو بھی دے بیٹھی اجل ہو گئی مشکل
جب آٹھ برس کا ہوا وہ سرورِ عادل
دادا رہا ہر کام میں بوسے کا متکفل

بے باپ کے فرزند کا تھا پالنا مشکل
ہے ہے پدر و مادر و دادا و خدا کی

۱۸
خالق نے کیا قبر میں جس شاہ کی منزل
چالیس برس آسمانوں نے رہے منتظر جو
جب فرش نے کیا دفعتِ اسلام بچھونا
بن دیکھے محمد جو ہوئے گور کے بستر

راحت نہ ملی بادشہِ جن و بشر کو
ہر اک نے کیا قتل محمد پہ کمر کو



۲۵

جمعہ کو بھی دیکھ کے باہر نہ آسکے
کیں پیار سے دلاسا کو بھائی نے کہا کہ
ہیلو میں کبھی دو نوالہ سو نکو بھائے
کہ پھینکے شربت اور انگبیں بہائے

۲۶

فرمایا میں ہوں غیب سے بھیجا ہوا طبیب
قرآن ہے شفا و رحمت اظہار مری سب
تا جی ہے وہ دوا ان دو نوں سے کیجئے طلب
ہو گا خلاف اسنے نہ بخشا کسے رب

فرماتے تھے دونو پہ فدا جانِ محمدؐ
پژمردہ ابھی سے ہیں یہ ریحانِ محمدؐ

اُنیس سے ہر اک مصحفِ ایماں کا ورق ہے
تابع رہو انکے یہ رضامندی حق ہے +

۲۷

یہ کہتے تھے اور رحمتِ عالم کی تھی نظر
تھی بیٹیوں کی آنے سے اُنکے نہ طاقت
فرمایا ہو گی گھر میں ہوا صاحب کی کثرت
نزدیک اب وداعِ فنا سے مری رحلت

۲۸

پھر بولیں کہ جیتوں کی طرح اتارا
عاشق ہو میں اسکا خدا کا ہے پیارا
والد مرے بعد یہ مرے ہے تمہارا
سچ اسکو کہو لے نہیں مجھکو گوارا

اندیشہ کی جاگہہ ہے یہ عبرت کا محل ہے
جو زندہ ہے اک دن اُسے درپیش اجل ہے

۲۹

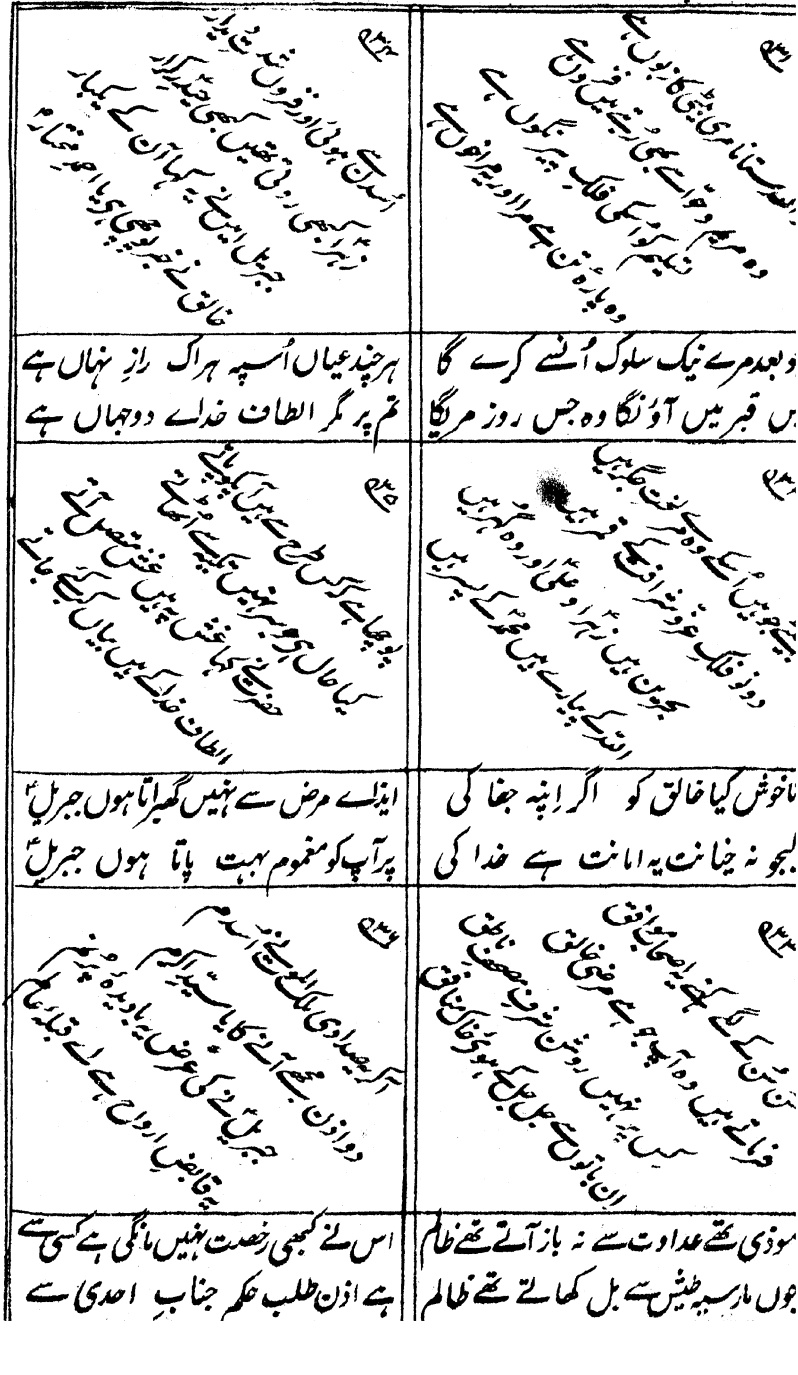
فرمایا یہ وصیت کا ورق سے نہ گزرنا
جو سنت و واجب ہے خلاف اسکے نہ کرنا
ہر دم غضب حضرت معبود سے ڈرنا
زنہار قدم راہ ضلالت میں نہ دھرنا

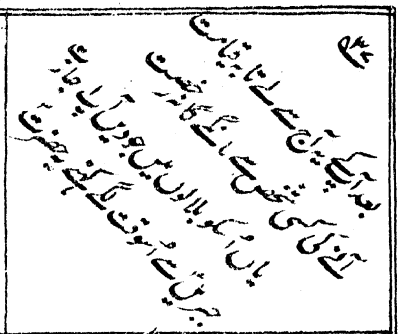
۳۰

زوجہ سے کہا ہے تری پاکی پہ گواہی
وہ میرے لگی ہے تو یہ جان ہے میری
ہے گو کہ وہ فخر دو عالم مری بیٹی
میں کرتا ہوں تعظیم یہ کیسی ہے بزرگی

والد فوائد ہیں بڑے حق کی رضا میں
مرتد ہے کریگا جو خلل حکم خدا میں

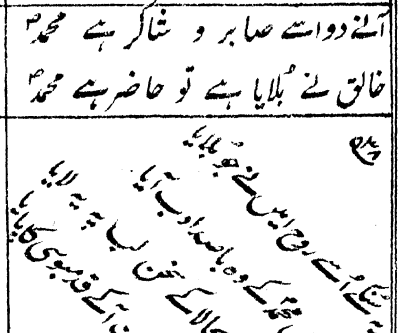
اُس نورِ نظر پر مرے حق کا یہ کرم ہے
باخط جلی عرش پہ نام اُس کا رقم ہے





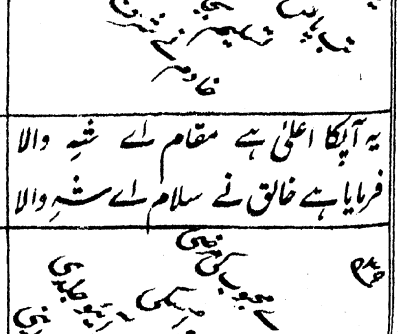
بعد آپکے کیا آج سے لے کر قیامت
آنے کی کسی شخص سے مالک نے نہ رخصت
ہاں اسکو بلالوں میں جو دیں آپ اجازت
جبریل سے اسوقت لگے کہنے یہ حضرت

آئے دوا سے صابر و شاکر ہے محمدؐ
خالق نے بُلایا ہے تو حاضر ہے محمدؐ



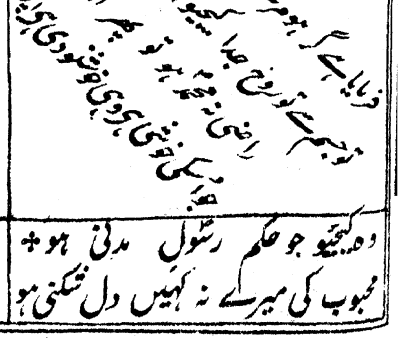
یہ سنکے اُسے روح امیں نے جو بلایا
تب پاس خدا کے وہ باصد ادب آیا
تسلیم بجالاکے سخن لب پہ نہ لایا
خادم نے شرف اسکے قدمبوسی کا پایا

یہ آپکا اعلیٰ ہے مقام لے شہ والا
فرمایا ہے خالق نے سلام لے شہ والا



فرمانے لگا اُس وقت پیمبر سے یہ جبرائیل
جنت سے یہ کیا کہکے کرم ایزد جلیل
جان و تن احمد کا ہے وہ مالک و مختار
ہر حال میں خالق کی رضا ہے رضائے حضرت

کر قبض مری روح کہ مرنے سے خوشی ہوں
مشتاقِ ملاقات جناب احدی ہوں ؛



جب یہ ملک الموت نے فرمایا حضرت
زہراؑ کو بلا جلدی لگا بالصد الفت
رو کر کہا بیٹی فاطمہؑ ہم ہوتے ہیں رخصت
سر پیٹ کے رونے لگی خاتون قیامت

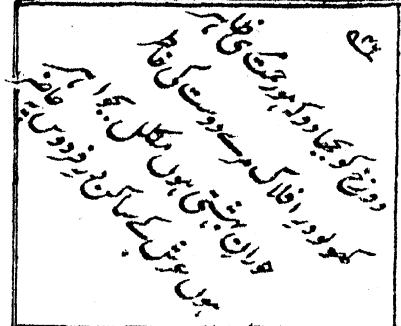
زہراؑ کو کبھی دیکھتے تھے گاہ علیؑ کو ؛
تر رہتیں تھی اشکوں سے یہ رقت تھی نبیؐ کو

فرمایا ہے گر ہو مرے محبوب کی مرضی
تو جسم سے تو روح جدا کیجیو اسکی
راضی نہ تجھے ہو تو پھر آیو جلدی
فرمائی ہے جو حق نے وہی ہو فرو دی ہے نبی نے

وہ کیجیو جو حکم رسولِ مدنی ہو ؛
محبوب کی میرے نہ کہیں دل شکنی ہو

پھر کہا تجھ میں حیدر کے خدا کی یہ خوشی ہے
فرمایا امانت ہے خدا کی یہ خوشی ہے
ناراضیت پائیں نہیں اسکی یہ خوشی ہے
زہراؑ سے کوئی دلشکنی کی نہ کرے بات

مہمان ہے یہ اسپر الم و غم ہے جہاں میں
واللہ حیات اسکی بہت کم ہے جہاں میں

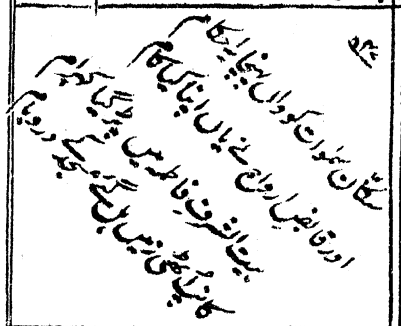


پھر شیر خدا کو پاس اپنے بلایا
منہ چوما جبیں ہوئی کلیجے سے لگایا
رو رو کے یہ کچھ حیدر صفدر کو سنایا
رکھتا ہے خدا تم دونوں کے سر پہ سدا سایا

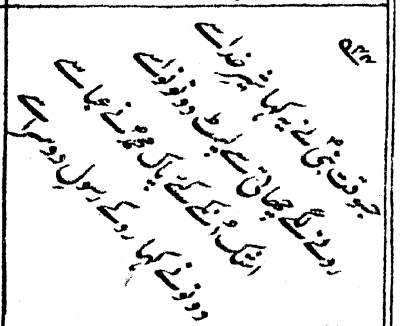
دونوں کو بجا دودھ کی ہو حق کی ظاہر
کھولو در افلاک کہ مرسل دوست کی خاطر
حوران بہشتی ہوں مکلل بجواہر
ہوں عرش سے کہ کن نہ دوں یہ حاضر

پیارے ہیں مرے پیار بہت کیجیو انکو
جب روئیں تو چھاتی سے لگا لیجیو انکو

سلطانِ رسالت کی ہے آمد کوئی دم کو +
پلکوں سے مصفّا کرو گلزار ارم کو +



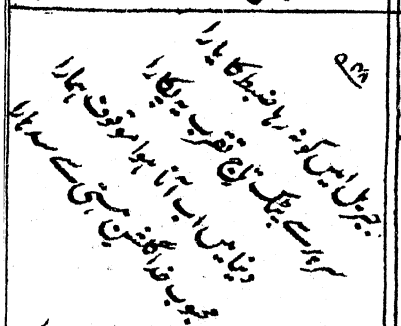
جو فوت نبی نے یہ کہا شیر خدا سے
رونے لگے چھاتی سے لپٹ دونو نواسے
اشک انکے گئے پاک محمد کے لباسے
دونو نے کہا رو کے رسول دوسرا سے



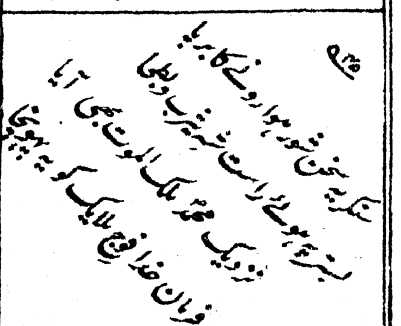
سلطان رسولاں کو وہاں بیچا یہ کہا کام
اور قبض ارواح سے ہیں اپنا کیا کام
بیت الشرف فاطمہ میں پڑ گیا کہرام
کانپا کیے جبریل کہ اب گئے محمد دو عالم

لے لو ہمیں ہمراہ جہاں جاتے ہو نانا
بے ساتھ لئے ہمکو کہاں جاتے ہو نانا

فریاد گئی عرش تلک شیرِ خدا کی +
کونین میں غل تھا کہ محمدؐ نے قضا کی



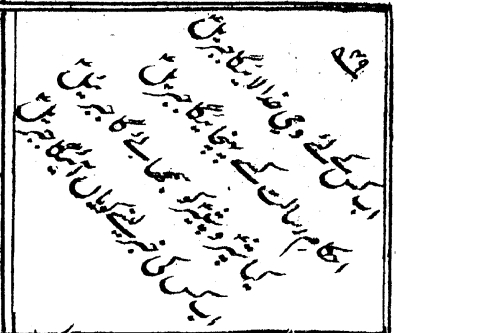
سنکر یہ سخن شور ہوا رونے کا برپا
لبریز ہوئے اشک سے خیمے شب و بیضا
نزدیک محمد ملک الموت بھی آیا
فرمان خدا فتح لا یک کو یہ پہنچا



جبریل امیں کو نہ رہا ضبط کا یارا
سر مارے بیک ان تقرب پہ پکارا
دنیا میں اب آنا ہوا معروف ہمارا
محبوب خدا کا شہ مسند ہی سدھارا

نزدیک سواری ہے رسول عربی کی
صف باندھ کے تعظیم کرو روح نبیؐ کی

رونق نہیں بے صاحب معراج جہاں کی
فریاد ہے اُٹھی برکت آج جہاں کی +



اب کس کے لئے وحی خدا لائیگا جبریل
کیا منہ سے رسالت کے بتائیگا جبریل
کیا شیر و شکر کو بھی بھلائیگا جبریل
اب کس کی خبر لینے کو یہاں آئیگا جبریل

۱۵۹

ہے ہے شہ مظلوم کے اب کون مددگار
ناناکے اب بیکس کے بھی کون ہے غمخوار
ہے ہے شہ مظلوم کے اب کون مددگار
ناناکے اب بیکس کے بھی کون ہے غمخوار

۱۶۰

اب دوش پہ شفقت سے چڑھاویگا انہیں کون
اس پیار سے چھاتی پہ سلاویگا انہیں کون

ان دونوں کی مظلومی و تنہائی کا غم ہے
مادر بھی تو مہماں ہے فقط باپ کا دم ہے

۱۶۱

بیتاب میں ہوتی تھی جو رہتے تھے سفر میں
اب حشر تک آئینگے نہ بابا مرے گھر میں

صابر رہا ایذا سہی گو فاقہ کشی کی +
واللہ کمر ٹوٹ گئی آج علیؑ کی +

۱۶۲

فاقوں میں مری کون خبر لیویگا آکر
کون آنکھ سے چھاتی سے لگاویگا مرا سر
کون اب کہیگا فاطمہ قربان میں تجھ پر

نظلوم و یتیم آج مجھے کر گئے بابا
کیا قہر ہے زہرا نہ موئی مر گئے بابا

۱۶۳

ہے ہے شہ مظلوم کے اب کون مددگار
ناناکے اب بیکس کے بھی کون ہے غمخوار
ہے ہے شہ مظلوم کے اب کون مددگار
ناناکے اب بیکس کے بھی کون ہے غمخوار

۱۶۴

چلائی بتی یوں بنت نبی کوکھ کے جینے
میں لٹ گئی کیسے ہے ہوا دیدان مدینے
آرام کا میرے در رہا کوئی قرینے
طوفان میں بیڑا ال فلک کا سفینے

۱۶۵

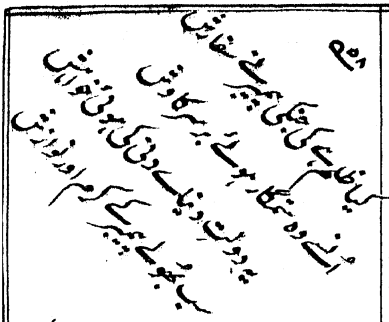
رو رو کے یہاں بابا نے شبیر کو پکارا
مجبور بچے کر گئے یا احمد مختار
مرنے سے ہوا آپکے میں بیکس و نادار
جز ذات خدا کون ہے اب میرا مددگار

صابر رہا ایذا سہی گو فاقہ کشی کی +
واللہ کمر ٹوٹ گئی آج علیؑ کی +

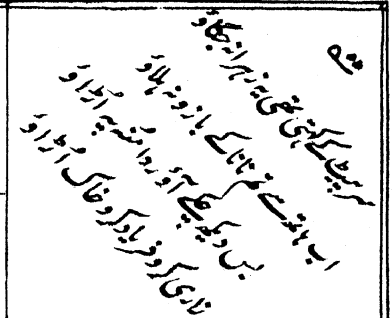
۱۶۶

کن آنکھوں سے دیکھوں تجھے بیکس و غمگیں
نزدیک ہے اب جانبر ہونی نہیں بابا
حضرت مجھے کیا کہہ کے یہ غمگیں ہے تجھے تو
سو آپ اٹھے خلق سے واحسرت و دردا

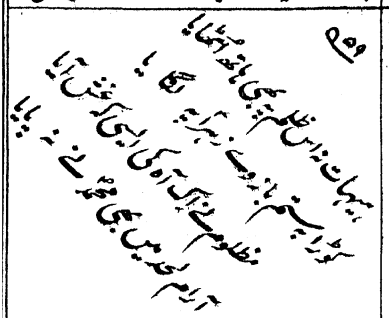
کیونکر کفن و گور کی تدبیر کروں گا
کن ہاتھوں سے میں آپ کو مرقد میں دھروں گا



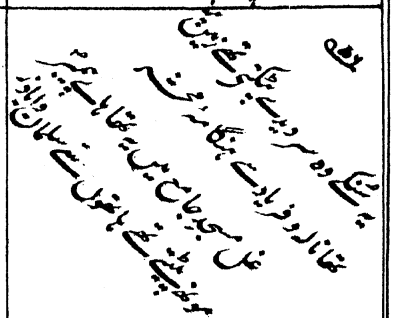
جیتے ہو تو دنیا میں تمہیں کیا نہ ملیگا۔
نانا سا مگر چاہنے والا نہ ملے گا



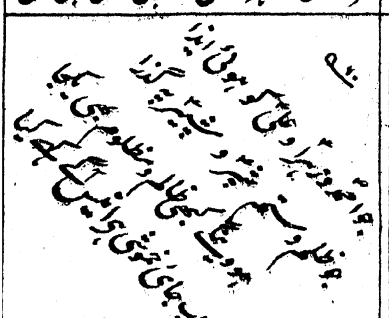
بس دخترِ سلطانِ رسالت سے بدی کی
بدعت سے کیا غصب خلافت کو علیؑ کی



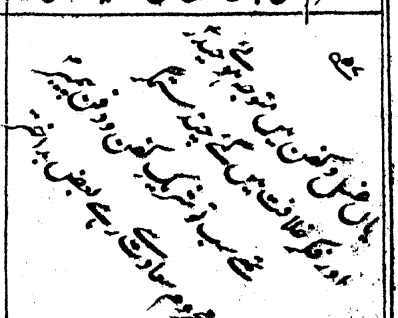
ماتم تھا ملایک میں رسولِ مدنی کا +
تھا قوم بنی جان میں غل سینہ زنی کا



رسّی تو ادھر بندھتی تھی گردن میں علیؑ کی
مرقد میں اُدھر روح تڑپتی تھی نبیؐ کی

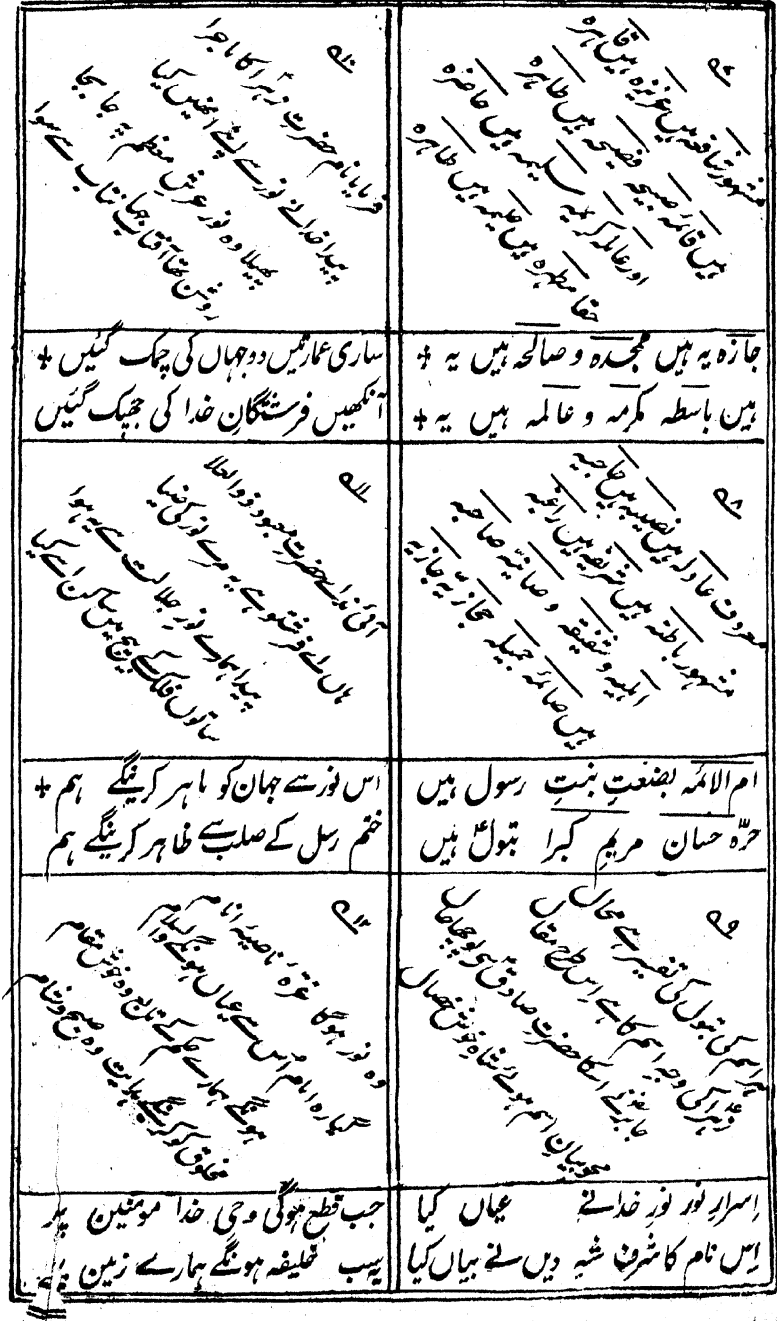


پڑھا بھی دیا آکے نہ زہرا و علیؑ کو
آئے بھی تو تربت سے اُکھڑوا لئے نبیؐ کو



جب حشر کو یہ دفترِ جانسوز کھلے گا
اِس ظلم کا بھی حال اُسی روز کھلے گا

مرثیہ	۴
عالم کی کائنات جناب بتول ہیں شمع رہِ نجات جناب بتولؑ ہیں سررشتہ حیات جناب بتولؑ ہیں معصومہ نیکیات جناب بتولؑ ہیں	ثانی ہے جو اسم پاک خدا کے ہیں رتبے میں مقتدا کے ہیں پاکیزہ اسم حضرت خیر النساء کے ہیں حاجت روا جہان میں حاجت روا کے ہیں
یہ بضعتِ رسولؐ ہے خالق گواہ ہے + یہ اشرف النساہے شریعت پناہ ہے	بنیاد کائنات کا دار و مدار ہے + ہر نام سے دلیل صفت آشکار ہے +
۵ ساکا کوئی اسکے نام سے سالار فرق ہے ہے ہاجرہ بطول تو ثابت سے آسیہ مریم ہے اس جناب کی سایہ سے بارہا حنا کر مرتبہ ای زیجاہ سے بڑھا ہے	۶ زہرا البتول و فاطمہ صدیقہ رضیہ مشکورہ و جلیلہ و خالون و عالیہ منجیبہ و نجیبہ و معصومہ و وافیہ طاہرہ و فدیجہ و مرضیہ قانیہ
آدم اسی پہ فخر و مباہات کرتے ہیں لے لیکے نام پاک مناجات کرتے ہیں	محروسہ و مقدرہ و سیدہ یہ ہیں نور جبیہ و ناصیہ و عابدہ یہ ہیں
۷ عالی نسب ہیں معظم و قوی حسب بھی ہیں بیٹے حسن حسین کے دو عالم کے مقتدا جن کا نظیر خلق خدا میں نہیں ہوا سالار و تاجدار کہ ایسا شرف کسے	۸ کلثوم رکیہ عربیہ بتول ہیں موصوفہ و حبیبہ و زکیہ بتول ہیں نکیہ و حکیمہ زکیہ بتول ہیں عصمت کی وارثہ میں رضیعہ بتول ہیں
یہ پارہ جگر ہے رسولؐ کبیر کی + بانو ہے محترم ہے جناب امیرؑ کی +	دانیہ و صبیہ رضیعہ ہیں فاطمہؑ عفت ہیں ساجدہ ہیں رقیعہ ہیں فاطمہؑ



۱۵
مشہور تا قیامت ہیں عزیزہ ہیں آقا
ہیں فاطمہ صبیحہ فصیحہ ہیں طاہرہ
اور عالمہ کریمہ سلیمہ ہیں حاضرہ
حفاظ مطہرہ ہیں علیمہ ہیں طاہرہ

۱۶
فرمایا نام حضرت زہرا کا ماجرا
پیدا خدا نے نور سے اپنے انھیں کیا
پھیلا وہ نور عرش معظم پہ جا بجا
روشن ضیا سے آفتاب جہاں تاب سے سوا

جازہ یہ ہیں مجددہ و صالحہ ہیں یہ +
ہیں باسطہ مکرمہ و عالمہ ہیں یہ +

ساری عمارتیں دو جہاں کی چمک گئیں +
آنکھیں فرشتگانِ خدا کی جھپک گئیں

۱۷
معروف عارفہ ہیں نصیبہ ہیں جاحبہ
مشہور باطنہ ہیں شریفہ ہیں رابعہ
الیفہ و شفیقہ و صابرہ صاحبہ
ہیں صالحہ جمیلہ جازیہ جازیہ

۱۸
آئی جو ماہ حضرت معبود دو العلا
ہاں سے فرشتے یہ مرے نور کی ضیا
پیدا ہوا ہے نور جلالت سے یہ ہوا
سارا فلک ہے نور سے اس کے بھرا ہوا

ام الائمہ بضعتِ بنتِ رسول ہیں
حرۂ حسان مریم کبرا بتولؑ ہیں

اس نور سے جہان کو ماہر کرینگے ہم +
ختم رسل کے صلب سے ظاہر کرینگے ہم

۱۹
اسرار نور نورِ خدا نے عیاں کیا
اس نام کا شرف شہ دیں نے بیاں کیا

۲۰
وہ نور ہوگا غرہ ناصیہ امام
گہوارہ امام اس سے عیاں ہونگے والسلام
ہونگے ہمارے حکم کے تابع وہ خوش مقام
خلق خدا کریگے ہدایت وہ صبح و شام

جب قطع ہوگی وحی خدا مومنین پر
یہ سب خلیفہ ہونگے ہمارے زمین پر

۱۲

اور ہے ایمان جو روایت منسوب اب
ایک شخص نے امامؑ سے پوچھا بصد ادب
اظہار وجہ کیجئے یا سیدالعرب
کہتے ہیں سیدہ کو جو زہرا یہ کیا سبب

او اوصاف نام میں ہے بزرگی ہے ذات میں
تفصیل کچھ ضرور ہے ذات و صفات میں

۱۳

بولے جناب جعفر صادق خلائق نگار
اے بندۂ خدا یہ ہیں اسرار کردگار
نور رسولؐ پاک ہے شاہ ذوالفقار
ہر دور میں مثل مہر چمکتا تھا یہ نثار

دولتسرائے فاطمہ زہرا پہ جاؤ تم +
اسرار کردگار وہاں دیکھ آؤ تم +

۱۴

پڑھتی تھی جب نماز سحر وہ خضوع سے
چھپتے تھے تارے مہر مبیں کے طلوع سے
اس بضعۂ رسولؐ کے نانا کی ہیں
دیکھا کہ ہیں نماز میں خاموش و جامہ

اللہ رے نور جسکی چمک تھی جہان میں
ظاہر تجلیاں تھیں زمیں آسمان میں

۱۵

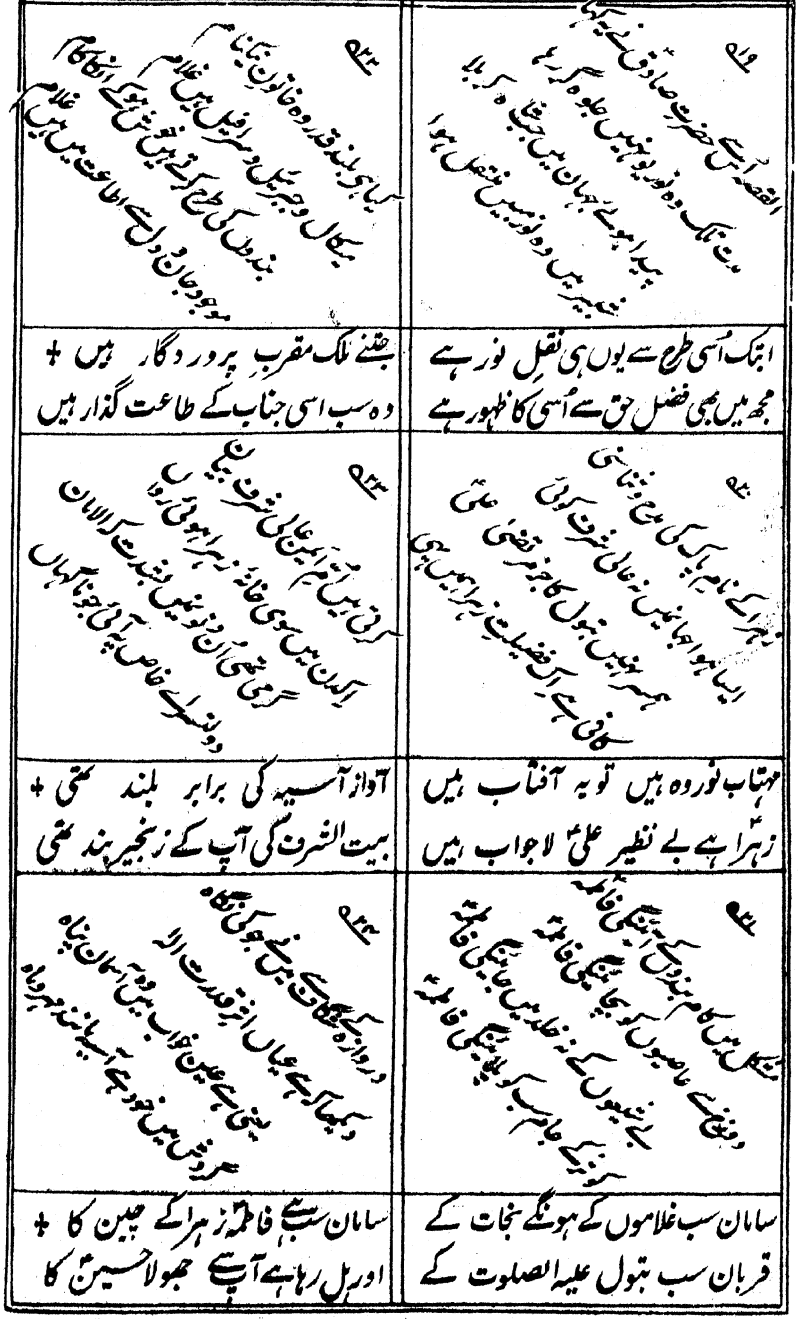
اک روز آنحضرت خواب میں نظر
ہنگام صبح وہ نور خدا دار جلوہ گر
روشن ہے مدینے کے دیوار و بام و در
پانی بھی یا نمود ہوا جلوہ سحر

بولا ہر اک یہ قدرت رب غیور ہے
حیرت کی جا ہے بات کو دن کا ظہور ہے

۱۶

اس علم موالیین پیمبرؐ کا نور ہے
ہر منبرؐ و نور ہے
بیشک یہ نور پاک خدائے غیور ہے
بضعۃ الہدیٰ کا نور جبیں دور دور ہے

عالم سے مرتبہ ہے دوبالا حضور کا
پھیلا ہے چار سمت اُجالا حضور کا


۲۱
القصہ اُس حضرت صادق سے کہا
مدت تلک وہ نور یونہی جلوہ گر رہا
پیدا ہوئے جہان میں جبھی وہ گہر ہوا
شبیر میں وہ نور بہ تفصیل ہوا
ابتک اُسی طرح سے یوں ہی نقل نور ہے
مجھ میں بھی فضل حق سے اُسی کا ظہور ہے
۲۲
کیا ہی بلند قدر وہ خاتون بنا ہے
بیکاں و جبرئیل و سرافیل ہیں غلام
بندوں کی طرح کرتے ہیں نعت خدا کا کام
موجود جان و دل سے اطاعت میں ہیں غلام
جتنے ملک مقرب پروردگار ہیں +
وہ سب اسی جناب کے طاعت گذار ہیں
۲۳
زہرا کے نام پاک کی ہے یہ ثنا سنی
ایسا ہوا جہاں نہ عالی شرف کوئی
ہمسر نہیں بتول کا جز مرتضیٰ علیؑ
کافی ہے اک فضیلت زہرا یہی ہی
مہتاب نور وہ ہیں تو یہ آفتاب ہیں
زہراؑ ہے بے نظیر علیؑ لاجواب ہیں
۲۴
اکلن میں سوی فاطمہ زہرا ہوئی نہاں
گرمی تھی ان دنوں نہیں بشدت کہ الاماں
دو لنگ خاص پیچ آئی جو ناگہاں
آواز آسیہ کی برابر بلند تھی +
بیت الشرف کی آپ کے زنجیر بند تھی
۲۵
مشکل میں کام بندوں کے آتی ہیں فاطمہ
دشمن سے عاصیوں کو بچاتی ہیں فاطمہ
بے نیکیوں کے نہ خلد میں جاتی ہیں فاطمہ
کرتی ہے جا طلب کو دلاتی ہیں فاطمہ
سامان سب غلاموں کے ہونگے نجات کے
قربان سب بتول علیہ الصلوت کے
۲۶
دروازہ کھلا تک ہیں جو کی نگاہ
دیکھا کہ ہے عیاں از قدرت الٰہ
یعنی ہے عین خواب میں وہ آسمان پناہ
گردش میں ہے خود آسیہ نہ ہے گھر رہا
سامان سب ہے فاطمہ زہرا کے چین کا +
اور ہل رہا ہے آپ سے جھولا حسینؑ کا

۲۵

لیکن بلانیوالا نہیں ہے کوئی بھی
ہیلپر میں ہے غیب کا اک ہاتھ ہی نہیں
اک ہاتھ میں ہے سبحۂ خلاق انس و جاں
پر دیکھیے میں خدمتِ خلق میں ہوں روں

۲۶

تاکید کی فرشتوں کو یہ ذوالجلال نے
جلدی رواں ہو خدمتِ زہرا کے واسطے
تسبیح پاک فاطمہ کی دوسرا پڑھے

رازِ نہفتہ مظہرِ حق سے عیاں کیا
سب ماجرا رسولِ خدا سے بیاں کیا

آنسو بہے نہ فاطمہ کے نورِ عین کا +
گہوارہ ایک جا کے ہلا دے حسین کا

۲۷

بولے نبی حضرتِ سلطانِ متقین
مجھ کو آج صوم سے مری پیاری دردِ عین
گرمی کی وجہ سے جو ہلا تھا نہ زہرا حسین
بے چین ہو کے پیاس سے تھی فاطمہ حزیں

۲۸

پوچھے جو آپ نے نام تو فرمایا جناب نے
جبریل جو بہشت سے وحی لے کے آئے تھے
یہ کام کا تھا اور دوسرا فرض کے لئے
تسبیح کا تھا ورد سراپا حسین کے لئے

ربِّ علا نے فضل و کرم بر ملا کیا
لونڈی پہ اپنی نیند کا غلبہ سوا کیا

تکلیفِ فاطمہ بخدا ناگوار ہے +
یہ رحمت و عنایتِ پروردگار ہے +

۲۹

مقبول بارگاہِ قبولِ ہے
فرزندِ عزّ و جاہ میں اعلیٰ قبول ہے
سارا دو آسمیں سے دو بالا قبول ہے
روشن ہے دو جہاں کا اجالا قبول ہے

۳۰

کیوں مومنو شرف بنتِ مصطفیٰ
کیا عزّ و جاہ فاطمہ زہرا سے واہ وا
یا حبیبِ حق ہے محبوبۂ خدا
یکساں رضا ہے خالقِ کونین کی رضا

ہے لطفِ خاص فاطمہ کے نام کے لئے
بھیجے خدا نے تین ملک کام کے لئے

کیا خاطریں بتول کی حق کو عزیز ہیں
خادم اگر ملک ہیں تو حوریں کنیز ہیں

۳۱	۳۲
ہاں دل جلوں غمخواری کا ذکر	جب بیچ خرچہ پاکہ ہوئیں زوجہ نبی
ہاں لے زبان حبیب کی پیاری کا ذکر	اُس دن سے راہ و رسم قریشوں سے بند کی
ہاں اے قلم شیریت جاری کا ذکر	مفلس نبی کو جان کے ملتا تھا کوئی
ہاں طبع لطف بار بہاری کا ذکر	پہچان حق سے انہیں تھا ہر کوئی
اسدم ہے تہنیت کی صدا طبل کوس میں	لگتا تھا دل پہ تیر محمدؐ کے نام سے
بیٹی نبیؐ کی آتی ہیں بزم عروس میں	منکر تھے عزّ و جاہِ رسول انام سے
۳۳	۳۴
اکدن جناب خیر النساء سرور امم	بیماری کا جناب خیر النساء انتقال
سے مسجد الحرام میں بیٹھے بصد حشم	ماہ نبی کا بدر سے دونا ہوا کمال
دل حق کی سمت خ طرف خانہ کرم	ہر دم انہیں بتول کی خفت کا تھا خیال
بیٹھے تھے ہو شتاب ذکر الٰہی میں محو دم	کرتی تھی ایک ایک آپس میں یہ مقال
نائب کا بادشاہ کے گھر میں ظہور تھا	بنت نبیؐ کو بزم میں اپنی بلائینگے
عرش علا تلک رخ اقدس کا نور تھا	شادی میں اب کے فاطمہؑ زہرا کو لائینگے
۳۵	۳۶
مسجد میں سب کے شاہ انس جان	فکر زیور میں جو دیکھی زیور و لباس
حاضر ہوئیں نسان قریشہ ناگہاں	نذر و نیاز زر و سیم بیشمار
زیبا لباس غرق جواہر نذر و شاں	یہ طرف بیشمار زر و سیم بیشمار
دل خوش فکر و فوز تھا صفت زیبا	زر کی وہ فکر بنت محمدؐ کو کب ہے اس
آئیں تو تھیں یہ حال لطوں آشکار تھا	اس طرح کا لباس کہاں فاقہ کش ہے
خاطر میں سب کی نور خدا سے غبار تھا	فاقہ پہ فاقہ کرتی ہیں زر ہے نہ مال ہے
	کھلجائیگا جو فاطمہؑ زہرا کا حال ہے

۳۴

چھوڑا زلباس کہنہ جنہیں سے لباس نو
آکر غذا کے واسطے ہوتے ہیں دو کرو
گندم کا ذکر کیا کہ میسر نہیں ہیں جو
وہ بی روا ردا سے ہوں پیوند ہیں

اس حال میں جو فاطمہؑ محفل میں آئیں گی
شرمائینگی کمال ندامت اٹھائیں گی +

۳۵

ارشاد سنکے وہ آلی رحمت کے ہاتھ سے
تا فاطمہؑ کو آنے کی رخصت کریں طلب
کی عرض ہاتھ باندھ کے ادب سے بصد ادب
ہم آپکی ہیں قوم میں اب سید عرب

شادی ہمارے گھر میں ہے دل شاد کیجئے
زہراؑ کے بھیجنے کو بھی ارشاد کیجئے

۳۶

سنکے کی فاطمہؑ کے خوشی شاہ دیں سی
موقوف پر ہیں بات تھی اسوقت پر ہی
زہرا سے اپنی بزم میں ہوویگی روشنی
اصرار سے خلف سے کہے گے حضرت نبیؐ

مختار فاطمہؑ کا شہ ذوالفقار ہے
زہراؑ کے بھیجنے کا انہیں اختیار ہے

۳۷

انکار ہم کریں یہ مروت سے دور ہے
ہونا شریک بیاہ میں تمکو ضرور ہے

۳۸

ارشاد کرنے لگی یہ وہ فاتون فخر سے
رخصت ہے حضور کے باہر نہیں گھر سے
فرمایئے خیال ہے کیا آپکا اس امر سے
دشمن وہ آپکے ہیں ظاہر ہے کس قدر

سامان ظاہری ہے دلوں کو سرور ہے
مشہور دختران عرب کا غرور ہے

۳۹

حاصل ہے آبرو زر و زیور خلق لباس
دولت بھی بیشمار ہے حشمت بھی بیقیاس
یہاں جو جشن و للال کہاں فاطمہؑ کے پاس
تہاں رداں نہیں ہیں یا تاق نشاں

دنیا کا آنکو عیش ہے دل باغ باغ ہے
پیوند یہاں ردا میں کلیجہ میں داغ ہے

جسکا پدر کہ سارے زمانے کا شاہ ہو
یوں اُسکے نورِ عین کی حالت تباہ ہو

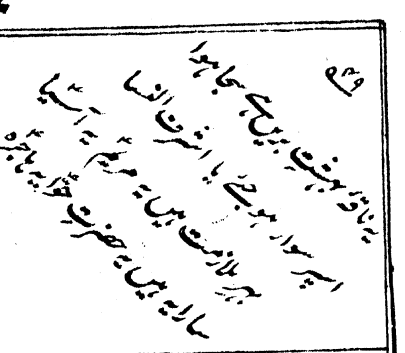
طاری غم و ملال ہے اُس مہ جبین پر
لیکر ملائکہ کو رواں ہو زمین پر

سب پر عطا و مہر بہم چاہیئے تمہیں
دشمن ہو یا کہ دوست کرم چاہیئے تمہیں

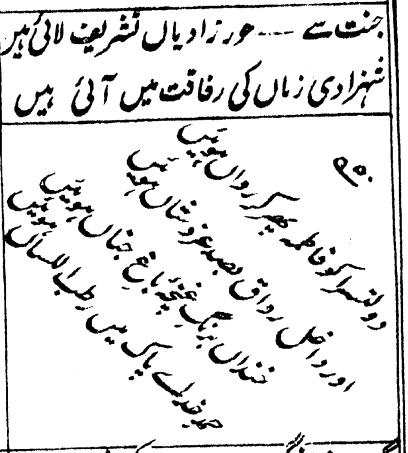
سب ہیں شرف رسول کی پیاری کے واسطے
آیا ہے یہ جلوس سواری کے واسطے +

مخزونِ بتولؑ پاک چلیں اہلِ عیش میں
تھامے عصا رواں ہوئیں بزمِ قریش میں

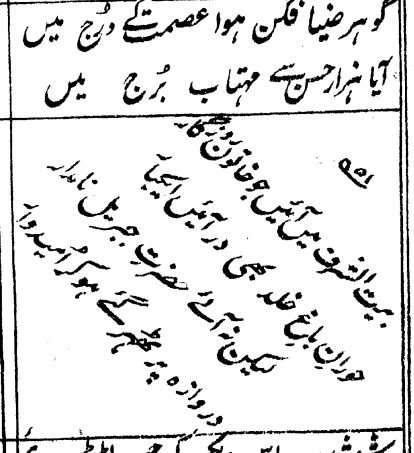
رونق ہو تجھ سے عالمِ ایجاد کے لئے
شایاں ہیں آپ شانِ خداداد کے لئے



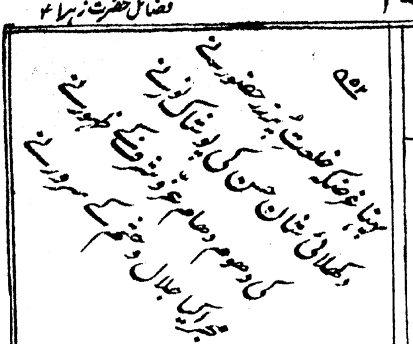
جنت سے ۔۔۔ حور زادیاں تشریف لائی ہیں
شہزادی زناں کی رفاقت میں آئی ہیں



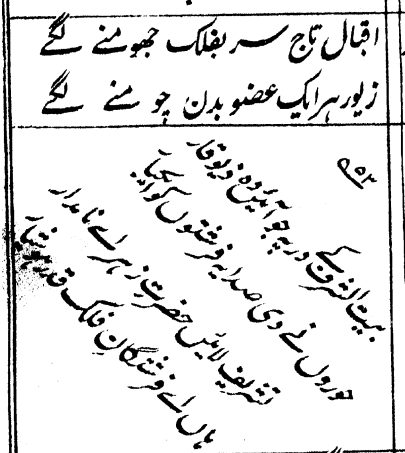
گوہر ضیا فگن ہوا عصمت کے دُرج میں
آیا نہار حسن سے مہتاب بُرج میں



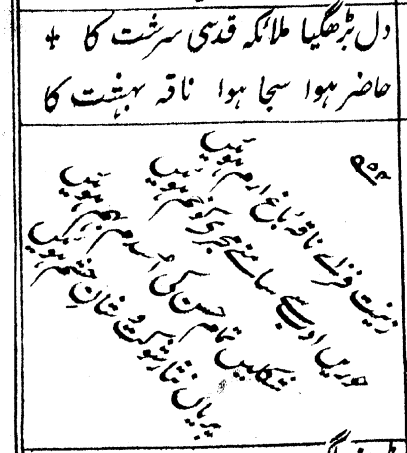
شش در یہ پاس دیکھ کے چھوٹے بڑے ہوئے
جتنے ملائکہ تھے مؤدب کھڑے ہوئے



اقبال تاج سر بفلک جھومنے لگے
زیور ہر ایک عضو بدن چومنے لگے

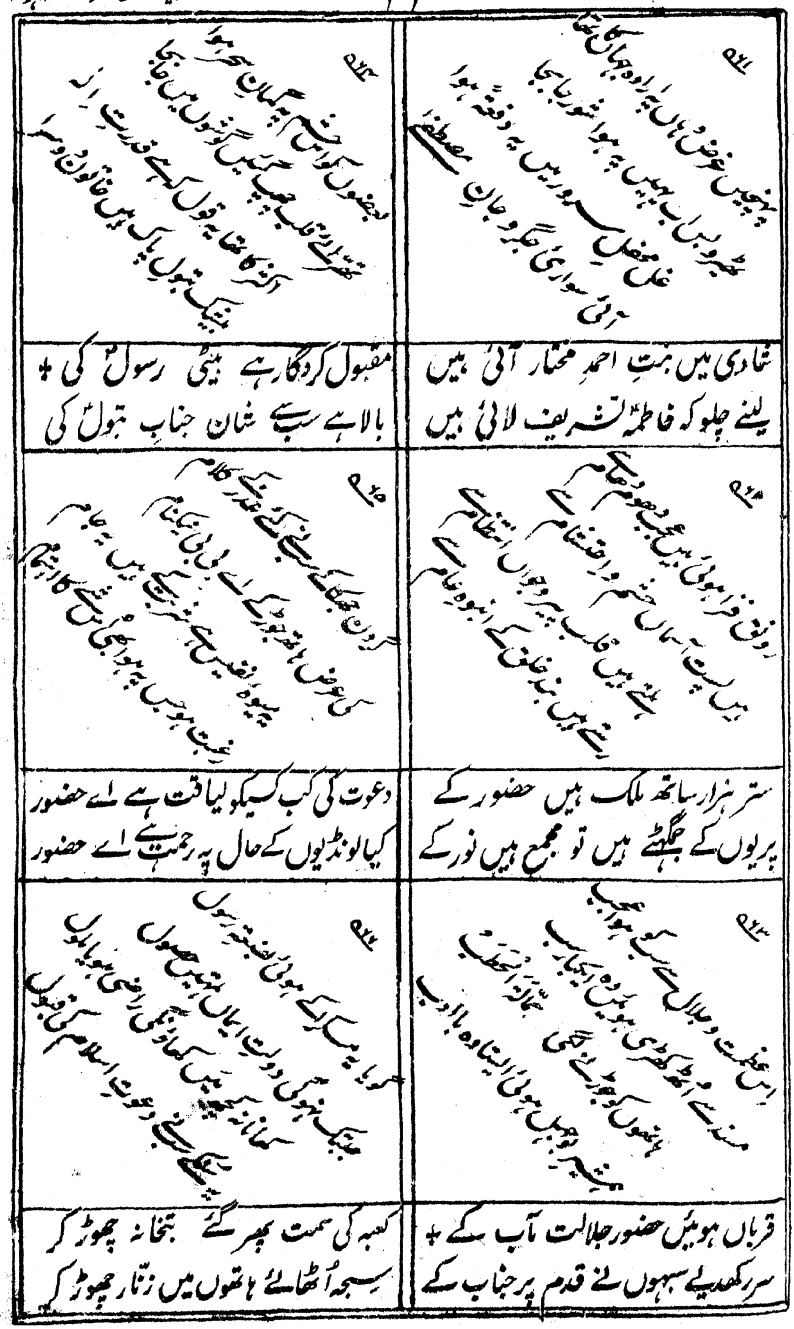


دل بڑھ گیا ملائکہ قدسی سرشت کا
حاضر ہوا سجا ہوا ناقہ بہشت کا



پڑھنے لگے درود سب اپنی زبان میں
اک شور دور باش ہوا دو جہان میں

۱۷	۱۸
تھی وہیں برج آسمانی میں منجاب برج عفت میں تھا شرف نور آفتاب فانوس تھا وہ ہودج پر نور و لاجواب اور شمع روی فاطمہ صاحب حجاب	وہ طرفہ کارواں و ملائک کی وہ مہم میکائیل و جبرئیل و سرافیل بیشمار جاؤ شوں کے طرق سے کرتے تھے انتظام اقبال آگے آگے یہ کہتا ہوا کلام
پردے میں حسن قدرت پروردگار تھا غنچہ میں بو صدف میں دُرِ آفتاب تھا	آگے بڑھے بخاؤ فرشتو تھے ہوئے باہم ملاحظہ سے ادب سے جھکے ہوئے
۱۹	۲۰
اس شان کی سواری خیر النساء چلی خوبی کو پیار لی ہوئی صدیق علی چلی چاروں طرف بہشت بریں کی ہوا چلی ترتی مراد فاطمہ شادی میں کیا چلی	ہاں اے فرشتگان صفوف بڑھے چلو ہاں قاعدہ شناس مؤدب بڑھے چلو ہاں طالبان عبدہ منصب بڑھے چلو ہاں نم کسی جگہ پہ نہ لوٹ بڑھے چلو
آداب و اہتمام پہ سب دل دیے ہوئے ناقہ کے گرد حوریاں جھرمٹ کیے ہوئے	بہکے قدم نہ جادۂ طاعت سے ہوشیار ہاں غور سے ادب سے تفاوت سے ہوشیار
۲۱	۲۲
ہاتھوں میں حوریوں کے کئی نور کے چنور پیروں کی پٹیاں ہیں ملائک کے بال و پر نورانیوں کی طرح سے جھلتے تھے سر بسر جملہ شیعی عدد کے برابر تھا وہ حشم	کیا شان تھی سواری خیر النساء کی وہ وہ شان وہ شکوہ وہ عظمت وہ جاہ حور و ملک کے جمگھٹ تھی تا حد نگاہ گویا ہر ایک کو چہ و بزان تھا عید گاہ
لیکن عیاں تجلی روئے جناب ہے وہ مور چھل کرن تو وہ رخ آفتاب ہے	بہر جلو مقرب رب جلیل تھے + خود اہتمام کرتے ہوئے جبرئیلؑ تھے +



شادی میں بنتِ احمدِ مختار آئی ہیں
لینے چلو کہ خاطمہؑ تشریف لائی ہیں

مقبول کردگار ہے بیٹی رسولؐ کی +
بالا ہے سب سے شان جنابِ بتولؑ کی

ستر ہزار ساتھ ملک ہیں حضور کے
پریوں کے جمگھٹے ہیں تو مجمع ہیں نور کے

دعوت کی کب کسیکو لیاقت ہے اے حضور
کیا لونڈیوں کے حال پہ رحمت ہے اے حضور

قرباں ہوئیں حضور جلالت مآب کے +
سر رکھدیے سبھوں نے قدم پر جناب کے

کعبہ کی سمت پھر گئے بتخانہ چھوڑ کر
سبحہ اُٹھائے ہاتھوں میں زنّار چھوڑ کر

۱۴۷

فاطمہ زہرا نہیں دین کی بنیاد ہو گئی
زینبی حسد کی کفر سے برباد ہو گئی
آغاز شرع پاک کی آباد ہو گئی

سب حسن اعتقاد سے ممتاز ہو گئیں
قدموں سے فاطمہ کے سرافراز ہو گئیں

۱۴۸

کیوں مومنوں شرف نشان فاطمہ
وہ شوکت و جلال وہ سامان فاطمہ
ہیں اب سروں کو خلعت ایمان فاطمہ
ہوتا ہے ذکر حال پریشان فاطمہ

دنیا تمام بیکس و مضطر سے پھر گئی
مرنے سے مصطفے کے مصیبت میں پڑ گئی

۱۴۹

بعد از نبی ۲ فاطمہ محو طرب ہوئی
روزوں میں دن بسر ہوا فاقوں شب ہوئی
آخر ہوئی عجیب قیامت عجب ہوئی
گزری ہے بیکسی سے مصیبت سب ہوئی

صدمہ ہوا وفات جناب رسول کا
یکدم تھما نہ آنکھ سے آنسو بتول ۲ کا

۱۵۰

آخر جناب شیر خدا سے کیا سوال
فرمائیے جہاں سے ہے خاتون خوشخصال
مقصود ہے یہ رونے کا ہر وقت یہ ملال

راتوں کو نیند اڑ گئی اس شور و شین سے
دل پاش پاش ہوتا ہے زہرا کے بین سے

۱۵۱

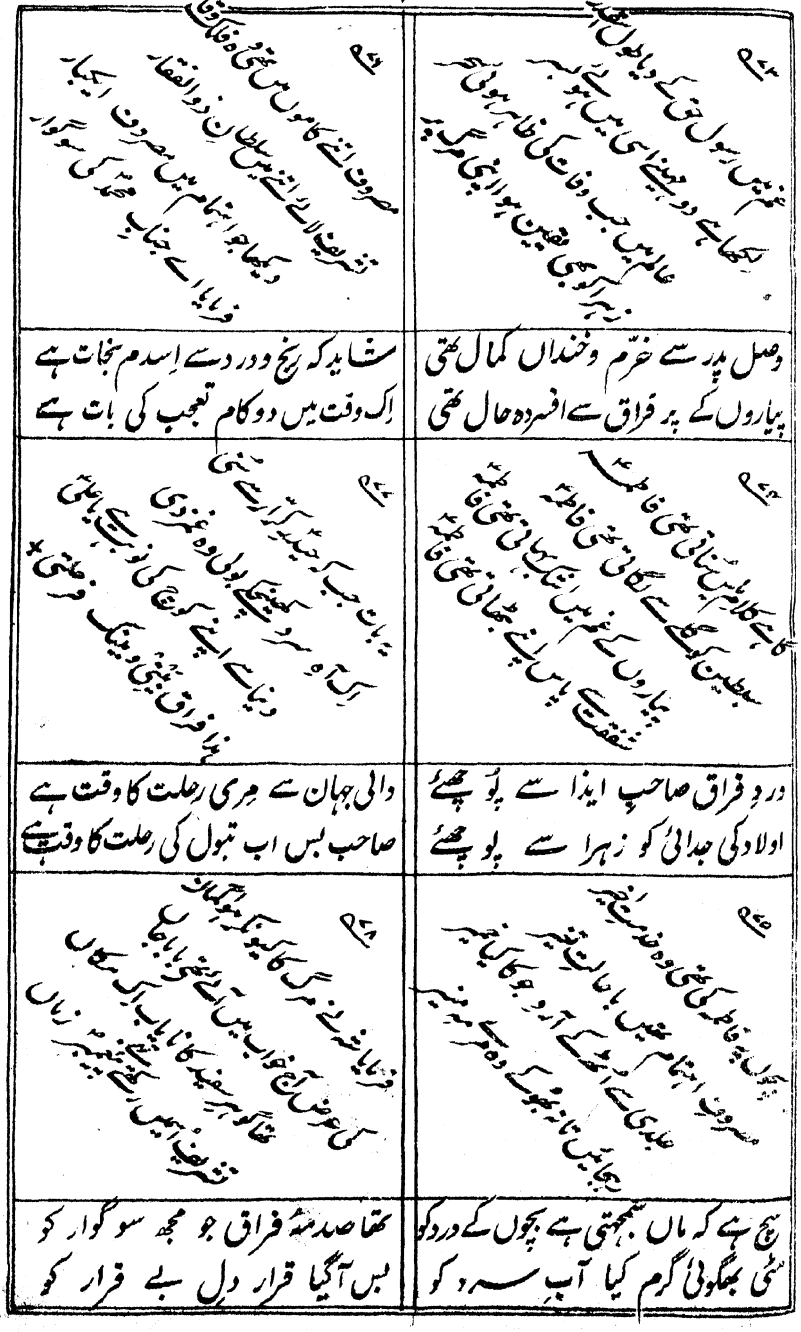
ہمسایہ نے جو آ کے بصد ادب کہا
آئے قبول پاک کے نزدیک مرتضیٰ
ہمسائے کا پیام یہاں آپ نے کہا
ہیں جناب فاطمہ زہرا بہت خفا

ہر ایک میرے واسطے ناحق ملول ہے
مہمان چند دن کی جہاں میں بتول ۲ ہے

۱۵۲

الغصہ مرتضیٰ نے یہ گریہ و بکا
بیت الحزن کی جا کے بقیع میں کی بنا
بیٹوں کو لیکے جاتی تھی وہاں شرف النسا
دن بھر جنابِ فاطمہ روتی تھی وہ جگہ

سمجھا کے سوگوار جناب رسول کو
مغرب کے وقت لاتے تھے حیدر بتول کو



غم نہیں رسول حق کے دیا طول عمر
لکھا ہے دو برس اسی میں ہیں پیغمبر
عالم میں جب وفات کی ظاہر ہوئی خبر
زہرا کو بھی یقین ہوا اب مری مرگ پر

وصل پدر سے خرّم و خنداں کمال تھی
پیاروں کے پر فراق سے افسردہ حال تھی

۳۲

کاہے کا غم ہے بیٹی نہ کر یوں ملال تو
سب جن کے گھر سے لگتی تھی فاطمہ
پیاروں کے غم میں رنگ یہاں کس کا فق نہ تھا
شفقت سے ہیں اپنے جہاں بیٹی فاطمہ

دردِ فراق صاحبِ ایذا سے پوچھئے
اولاد کی جدائی کو زہرا سے پوچھئے

۳۳

بیٹی جب آ کے سر کو رکھے گی تو بیٹی
اک آہ سرد کھینچ کے بولی وہ غمزدی
دنیا سے اپنے کوچ کی نوبت ہے عاجلی
ہے فراق بیٹی دینگے فرحتی

والی جہان سے مری رحلت کا وقت ہے
صاحب بس اب بتول کی رحلت کا وقت ہے

۳۴

بیٹی فاطمہ کی تھی وہ حضرت سے گفتگو
مصروف اہتمام تھیں ہاں حالت غیر
علدی سے اٹھ کے آ، جو کہا بابا غیر
بچائیں تازہ بیٹی سے وہ مہ منیر

سچ ہے کہ ماں سمجھتی ہے بچوں کے درد کو
مٹی بھگوئی گرم کیا آب سرد کو

۳۵

فرمایا شہ نے مرگ کا کیونکر ہو گا ملال
کی عرض آج خواب میں آئے تھے یا ابا جاں
تھا گلو پر سفید کا ناپاک ایک نشاں
تشریف لائیں آپ بھی بیٹی بہت زماں

تھا صدمۂ فراق جو مجھ سوگوار کو
بس آگیا قرار دلِ بے قرار کو

۷۷

تعلیم کیسوؤں کی بابا کو دیا جواب
نشتاق تھی میں آپ کی اے آسمان جناب
فرمایا اب جگر میں ہے طاقت نہ دیکھو تاب
بابا مجھے نہ سنا یا لعینوں نے جو جواب

۷۸

جسم میں جان جاوے گی بابا ولا فراق
ہاتھ میں غیر ہوویگا احوال آپ کا
پھر کون میرے بچوں کی لیگا خبر بھلا
شفقت سے کون کھانا یتیموں کو دیویگا

رعشہ تمام جسم میں ہے رنگ زرد ہے +
بابا ابھی تلک مرے پہلو میں درد ہے

سامان اتنے ہیں مرے بچوں کے چین کے
بدلیگا کپڑے کون حسنؑ اور حسینؑ کے

۷۹

فرمایا یہ رسولؐ نے اے بادیہ نجف
مشتاق تجھ سے تھا ترا بابا زیادہ تر
تا بے مفارقت نہیں اب دل کو اصطبر
بیٹی تمہارے آنے کا ہے انتظار پر

۸۰

جسدم سنا یہ نام نے زہراؑ کا پیارا
بیتاب ہو کے رونے لگے شاہ دوجہاں
فرمایا جبرئیل نے اٹھو ہوئے روداں
اس دن سے ہے یہ ٹوٹ پڑا غم کا آسماں

بس اب نہ رنج و درد و مصیبت میں ہوگی تم
کل شب کو پاس بابا کے جنت میں ہوگی تم

غم سے کلیجہ منہ کو جو آتا تھا فاطمہؑ
تسکین تمکو دیکھ کے پاتا تھا فاطمہؑ

۸۱

جسوقت سے ہے مرگ کا دل کو یقین
روز غیر یا شب دل میں ہیں حزیں

۸۲

صاحب نہ کل جہان میں ہوینگی فاطمہؑ
اب زیر خاک چین سے سوئینگی فاطمہؑ

قسمت نہ اس الم میں مجھے مبتلا کرے
آئے پیام مرگ مجھے بھی خدا کرے

۸۵

بولی وہ دردمند کہ صاحب نجوم ہوں
ٹھہراؤ دل کرو داغ جدائی کو قبول
مجبور ہے مشیت معبود سے بتول
مرنا ہے سب کو آج یہ دنیا کی ہے اصول

۸۶

جسدم کلام میں ہیں یتیموں نے سنا
بیتاب ہو کے خوب رویا وہ مہ لقا
بیچین تب کمال ہوئیں اشرف النسا
پھیلا کے ہاتھ تربتِ فوراً لگا لیا

گو جانتی ہوں آپ کو صدمہ کمال ہے
خوشنود صبر و شکر سے پروردگار ہے

پھر دل سنبھل سکا نہ حسنؑ اور حسینؑ سے
روئے لپٹ لپٹ کے بہت شور و شین سے

۸۷

یہ عرض کر رہی تھی علی کی وہ خوشخصال
اتنے میں غش ہوا کیا خیر النسا کا حال
ٹھہرا یا جسم ضعف کی شدت ہوئی کمال
اس حال میں بھی پیاروں کا تھا اپنے اختیار

۸۸

دیکھو للہ فاطمہؑ زہرا نے یہ کہا
ہاں جاؤ اب بقیعہ میں اے میرے دلربا
ہنگامِ نزع واں وہاں ہو گے کیونکر ادا
غمخوار واں ہوا ہو کوئی کیونکہ بے نوا

سبطین کی طرف سے پریشاں تھیں فاطمہؑ
حسرت سے انکو دیکھ کے گریاں تھیں فاطمہؑ

۸۹

غش سے جو ہوش میں کیا اے مرے دلربا نصیب
تنہا کسے مرنے کا ہوا پہلے الم نصیب
اب کوئی دم میں ہوگی جدا مادر کا غم نصیب
راحت نہ ہوگی قبر میں کوئی دم نصیب

بیتاب غم سے ہوگے جو مادر کے دہیان میں
دیگا نہ تمکو کوئی تسلی جہان میں

۹۰

اسما سے یہ فرمایا وہیں نے کیا کلام
جلدی یتیموں کے لئے تیار کر طعام
جسدم پھریں بقیعہ سے یہ وہ الوالعزم
کھانے کو انکے کیجیو جلدی سے اہتمام

آئیں نہ میرے پاس کہ گھبرا کے روئیں گے
مادر کا حال دیکھ کے بیتاب ہوئیں گے

۹۲

الغصہ جب بقیع سے آئے وہ گلعذار
گرتے شہ میں انکو لگی اسما سے ٹھوکر
لائی طعام سامنے دونوں کے اک بار
اسما سے رونے کہنے لگے وہ جگر فگار

کھانا بغیر ماں کے تو کھایا نہیں کبھی
لیجا کر اب یہ کھائیں گے کھانا نہیں کبھی

۹۳

لو الوداع اے شہ ابرار الوداع
اے نائب رسول فلک اقتدار الوداع
آل نبی کے سید و سردار الوداع
اے شیر اللہ حیدر کرار الوداع

اب رنج و غم سے تاب نہیں جان زار میں
جاتی ہوں خدمت نبی کردگار میں

۹۴

پہنچی جو فاطمہ کے دو نونہال حسین
لڑنے قریب آکے کھڑے ہو فگار حسین
زہرا بھی انکو دیکھ کے بیتاب ہو حسین
سینے حسین علی سے لگائے بار بار حسین

والی کرو حسین نہ یہ میرے حال تباہ پر
پہنچا دو انکو قبر رسالت پناہ پر

۹۵

صاحب بس اب تو جاتی ہوں اے فاطمہ
کر دو فراق دل پہ تحمل سکھا فاطمہ
درد الم سے فلک بھی ہلا فاطمہ
پیاروں کے چھوٹنے کا ہے صدمہ کڑا فاطمہ

تقریر سن لو فاطمہ دل ملول کی
بعد اسکے پھر صدا نہ سنو گے بتول کی

۹۶

غیر خدا نے پیاروں کی ارشاد دیکھ کیا
جاؤ نبی کے روضہ اقدس میں پیش فرا
ہاتھوں خدا کے پاک سے سب کے لے دعا
پھر رواں ہو کے نور دو عالم سے جا ملے

زہرا کے یہاں وفات کی ساعت قریں ہوئی
گویا علی سے فاطمہ دل حزیں ہوئی

۹۷

سنکر کلام ماں سے شہ نونہال زار
بیٹھے سر جناب زہرا کھلا کے پیار
بہاں غش ہوئی جناب پیمبر کی جو گئی
دیکھا جو شہ نے حضرت زہرا کا حال زار

رونے لگے علی ولی دھاڑیں مار کے
پٹکا زمیں پہ سر سے عمامہ اتار کے

۹۶

فرمایا بنت سید والا جواب دو
اے مجھ سخی و صدمۂ آزار جواب دو
اے میری صابرہ میری زہرا جواب دو
کیوں بولتی نہیں ہو کیا کیا جواب دو

۹۷

بولیں جناب فاطمہ زہرا بچشم تر
عرض دوم ہے آپ سے یا شاہ دیں گہر
سطعین سے خلاف کوئی امر ہو اگر
صدقہ رسول پاک کا یا شاہ دیں گہر

جاتی ہے اس قلق سے مری جان فاطمہ
کیا حال ہے عیاں کرو اس آن فاطمہ

فرمائیے گا رحم ہر اک نورِ عین پر
غصہ نہ کیجئے گا حسنؑ اور حسینؑ پر

۹۸

غش میں بتول پاک جو صدمے سہی گئی
بیتاب بنت احمد مختار ہو گئی
دیکھا کہ رو رہے ہیں بہت مرتضیٰ علی
کرنے لگی یہ عرض کہ اے شیر ذوالفقار

۹۹

والی مرے یتیموں پہ ہے اب تمہیں علی
مجھ سے زیادہ آپ کو ہیں ان کی فکر بھی
کس واسطے نہ ہو کہ ہیں یہ نورِ چشم بھی
ننھے سے دل کو دیکھئے جو دیکھئے ذرا

نزدیک ہے وفات بس اب دل ملول کی
سن لیجئے وصیت آخر بتولؑ کی

نازک مزاج یہ وہی گودیے کے پالے ہیں
والی مرے یتیم تمہارے حوالے ہیں

۱۰۰

اور تیسری یہ عرض ہے اے نائب نبی
اس کے بعد بھول نہ جانا مجھے کبھی
مرنے کے بعد میری لحد پر رہو یہی
قرآں مری لحد میں کبھی تنہا نہیں رہے

عصیاں سے تم بری ہو مبرا ہو عیب سے
مثل خدائے پاک منزہ ہو عیب سے

غربت میں مجھ غریب کی امداد کیجئے +
قرآن پڑھکے روح میری شاد کیجئے

۱۰۲

ایسی جگہ پہ جانا ہے اے شاہ دو انصار
گھبرا رہی ہے جسکے تصور سے جان زار
بنتی نئی مکان بنا اور نیا دیار
بنتے نہیں ہے چرخ نہ مونس غمگسار

کس سے کہونگی حال دل دردناک کا
پوشاک وہ کفن کی بچھونا وہ خاک کا

۱۰۳

پہنچے جب قبر رسول ثقلین دوسرا
رو رو کہا کہ لے گئے جگر ختم انبیا
جانا ریاض خلد میں جب بنتِ مصطفا
سرزد یہاں ہماری مصیبت کا ماجرا

تفصیل کس طرح ہو قلق کے وفور کی
کہنا کہ مجھ سے پھر گئی اُمت حضور کی

۱۰۴

بعد اسکے جب جہان سے ہوجانا بتول کا
والی فدک نے آکے اٹھانا بتول کا
اولاد ظالموں سے چھپانا بتول کا
مسجد کی جگہ قبر بنانا بتول کا

محسن کے قاتلوں کو نہ آگاہ کیجیو +
ہرگز مرے جنازے پہ آنے نہ دیجیو

۱۰۵

ناگاہ آکے روئے حسین و حسن حزیں
جاتا رہا پھر دیکھ کے پھر فاطمہ کا چین
تشریف لائے حجرہ سے سلطان مشرقین
پوچھا سبب جو رونے کا بولے وہ نور عین

ہم کیا خبر بیاں کریں حال تباہ کی +
ٹھہرا رہی ہے قبر رسالت پناہ کی +

۱۰۶

اور پانچویں پہر ہوئی رحلت شاہ حجاز
غسل و کفن دفن سے کرو فارغ
صاحب مرے نبیوں سے ہونا نہ غمزدہ
دیجو ابی مجھکو ہر شام و صبح

رکھنا مرے یتیموں کو ہر دم نگاہ میں
سونپا تمہیں بھی انکو بھی حق کی پناہ میں

۱۰۷

پہنچے جو ہم مزار مبارک پہ یکبار
آئی صدا حضرت محبوب کردگار
کیا رو رہے ہو حال کے لئے یہاں بجا
جاتی ہے وہاں جان خاتون دو سرا

چھٹتے ہو آج فاطمہؑ دل ملول سے +
پیارو سدھارو جاکے ہو رخصت بتول سے

۱۱۱۶

بس بیقرار ہو کے جو آئے ہیں اسلئے
ہوں میں وداع مادر عالی وقار سے
جسمیں ہیں پھر رواں ہوئے سر پیٹتے ہوئے
آئے ہی دونوں پاؤں پہ مادر کے گر پڑے

۱۱۱۷

اسمایہ سنکے جو بھی ہوئی آہ و زاریاں
صرف بکا ادھر ہوئی غوغا ادھر وہاں
دست دعا اٹھا کے یہ بولی بصد فغاں
تو ارحم رحیم ہے اے رب دو جہاں

کہتے تھے ہائے اماں ہمیں چھوڑے جاتی ہو
کسوقت میں غلاموں سے منہ موڑے جاتی ہو

۱۱۱۸

اماں گلے سے اٹھکے لگاتی نہیں ہمیں
اماں صدا بھی اپنی سناتی نہیں ہمیں
سر خشمگیں کھڑے ہیں بلاتی نہیں ہمیں
روٹھے ہیں غلام منا تی نہیں ہمیں

۱۱۱۹

اے کردگار اپنی عدالت کا واسطہ
اے کبریا نبی کی نبوت کا واسطہ
اے کبریا علیؑ کی ولایت کا واسطہ
سبطین کی یتیمی و غربت کا واسطہ

ماں بیٹے ایک سمت کو بیتاب ہوتے تھے
اور ایک طرف کو حیدرِ کرار روتے تھے

شیعوں کو میرے نار سے آزاد کیجیو +
مولا علیؑ کے دوستوں کو بخشد یجیو +

۱۱۲۰

اسما سے یہ بتول نے ارشاد کیا کیا
جسکے کہ جو بھی جی میں تھا فریاد کیا کیا
گذرے ہے جو بھی ماں پہ وہ بیداد کیا کیا
آخر سے جو بھی کہنا تھا دنیا سے صدا

آئے نہ جب صدا سے جواب اس مکان سے
یہ جانا گزر گئی زہرا جہان سے

۱۱۲۱

چپ ہو گئیں جو کہتے ہی خاتون دوسرا
اسما نے جب پکارا تو آئی نہ کچھ صدا
آخر وقت آئی جو جسمیں وہ غم کی بنتلا
چادر اٹھا کے منہ سے جو دیکھی بی بی سو گئی

آنکھیں بدل گئی ہیں رخ پاک زرد ہے +
تکیہ سے سر ڈھلا ہے تنِ زار سرد ہے

۱۱۵

عارض پہ اشک آئے ہیں بہکا دھرم گئیں
سیخ زرد ہے اجل کا پسینا جبین پر
پھیلائے پاؤں سوتی ہیں بستر سے ہٹ کے
ہچکی ہے ایک ہاتھ ہے اور اک سر پہ

مُردہ ہے یا بروے زمیں آفتاب ہے
کُھلتا نہیں یہ موت کا عالم کہ خواب ہے

۱۱۶

اسماء نے سر کو پیٹ دی مُنہ پر طمانچے
ہے ہے غضب ہوا رے لو گھر لُٹ گیا ہمارا
ہے ہے بتول فاطمہ زہرا نے آہ فضا
ہے ہے اس بھی کر گئیں خاتون دوسرا

دنیا سے سوگوارِ پیمبرؐ گزر گئیں +
سر پیٹو آکے فاطمہؑ زیجاہ مر گئیں

۱۱۷

پہنچے آپ بی بی کے حجرے میں یکبگر
دوڑیں جناب زینبؑ و کلثومؑ سر بزانو
کھائے تڑپتی چھاتیاں برابر زمین پر
سر پیٹتی تھیں لاشہ پہ ماتم کناں تھیں

کہتی تھیں اماں تم ہمیں برباد کر گئیں
سر پیٹو آکے فاطمہ زیجاہ مر گئیں +

۱۱۸

اے دردمند و بیکس و مضطر کدھر گئیں
افسوس سوگوار یتیم کدھر گئیں
معصوم جان کھوئے ہیں بے در کدھر گئیں
اک گھر کے گھر کے گھر کے گھر کدھر گئیں

ساتھ اپنے بیٹیوں کو نہ ہیہات لیگئیں
بی بی ہمیں پتا بھی کہیں کا نہ دیگئیں

۱۱۹

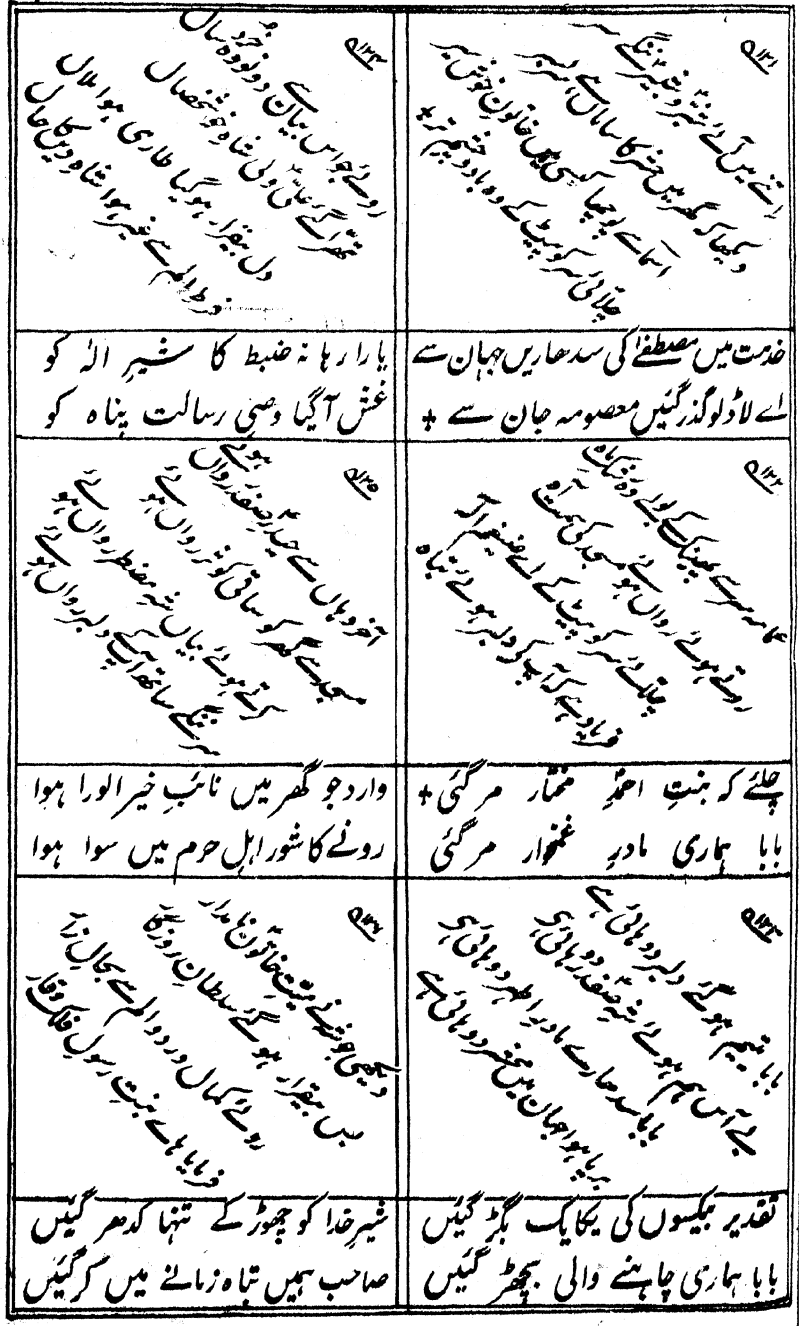
دل بانٹتا نہیں کسی عنواں جواب دے
بنت حبیب خالق سبحاں جواب دے
اے افتخار بنت سلیماں جواب دے
اماں جواب دو مری اماں جواب دے

چادر سے شکل پاک دکھا دیجئے ہمیں
بیتاب ہیں گلے سے لگا لیجئے ہمیں

۱۲۰

نوحے کیے فغاں کی بکا کی بکا کی
گھر میں مکاں میں صحن میں تازہ ہوا کی
ہمسایہ میں بھی ماتم خیر النسا ہوا
جنت الم سے غور و فغاں جا بجا ہوا

غل پڑ گیا بتول نے رحلت قبول کی
برباد ہو گئی صف ماتم رسولؐ کی



۱۲۱

اٹھے بیس کے اٹھ شہزادے بنیں بنگے
دیکھا کہ گھر میں خشر کا سماں ہے لٹ رہے
اسماء سے پوچھا کیسی ہیں خاتون خوش سیر
چلائی سر کو پیٹ کے وہ بادو شیم زہرا

خدمت میں مصطفےٰ کی سدھاریں جہان سے
اے لاڈلو گذر گئیں معصومہ جان سے +

۱۲۲

غل مچ رہا ہے بیبیاں کہتی ہیں ہائے ہائے
روتے ہوئے حسین کو گود میں لے کے آئے
چلائے سر کو پیٹ کے اے غیظ آئے
فریاد ہے کہ آپ کو دلبر ہوئے تباہ

چلئے کہ بنتِ احمدِ مختار مر گئی +
بابا ہماری مادرِ غمخوار مر گئی

۱۲۳

بابا تمہیں ہوئے دلبر و دلبر ہوئے تمہیں
بابا سے ہم ہوئے شہ و شہ ہم سے ہوئے
بابا سے مادر اور مادر سے ہوئے
بابا ہوا جہان میں بے مہر و وفا ہے

تقدیر بیکسوں کی یکایک بگڑ گئیں
بابا ہماری چاہنے والی بچھڑ گئیں

۱۲۴

آخر وہاں سے حیدرِ صفدر رواں ہوئے
مسجد سے گھر کو سائلِ کوثر رواں ہوئے
کرتے ہوئے بیاں شہ مضطر رواں ہوئے
مرنے کے ساتھ آپ کے دلبر رواں ہوئے

وارد جو گھر میں نائبِ خیر الورا ہوا
رونے کا شور اہلِ حرم میں سوا ہوا

۱۲۵

دیکھی جو فاطمہ بنتِ خاتونِ نامدار
بس بیقرار ہو گئے سلطانِ روزگار
روئے کماں در و دیوار سے بحالِ زار
فریاد بابا بنتِ رسولِ فلک وقار

شیرِ خدا کو چھوڑ کے تنہا کدھر گئیں
صاحب ہمیں تباہ زمانے میں کر گئیں

۱۲۷

اے ہمدمِ علیؑ ولی ہاشمی فاطمہؑ
ایذا غضب کی دیکھ ہوئی ہاشمی فاطمہؑ
محبوبۂ خدا و نبیؐ ہاشمی فاطمہؑ
یکبیں ہوا جہاں میں علیؑ ہاشمی فاطمہؑ

مرنے سے تیرے میں جگر افگار لٹ گیا
افسوس دس برس کا مرا ساتھ چھٹ گیا

۱۲۸

جب شاہ نے اٹھائی تیغ پاک کے ردا
اک رقعہ دیکھا اس میں یہ مضمون تھا لکھا
کافنیہ ہے وصیت بنت رسول کی
اقرار میں کرتی ہوں واصیہ کہہ کر یا

اُسکا شریک ذات کوئی دوسرا نہیں
معبود لم یزل کوئی غیر از خدا نہیں

۱۲۹

اصحاب کار ہے اور مصطفےٰ نبی کی
جنت بھی حق ہے نار بھی حق اور معاد بھی
احمد کا جانشین بلا فصل ہے علیؑ
زوجہ ہوں اس کی میں شاد و غمزدہ بھی

بانی مرے نکاح کا ربّ الٰہ ہے
شاہد ہے حق ہر ایک فرشتہ گواہ ہے

۱۳۰

یہ نسبت شریف ہے منظور کر لیا
مہر اک قریب تر نہیں زہرا کا دوسرا
بچلا بھی ہو نہیں مجھے یا شاہ لا ثنی
پوشاک وقت غسل نہ میری اُتاریا

کفنانا خود یہ میتِ نار اس ملول کی
پڑھنا تمہیں نمازِ جنازہ بتول کی

۱۳۱

پردے میں رنگ دفن ہو کر یا امام
تکو کیا پیر خلاق ذو الاکرام
تم ہو ہمارے آل ہے پیغمبر انام
پیغمبر خدا نے ہو سلطان خاص و عام

سورج رواں ہوئے علم غم لئے ہوئے
شب آئی اپنے بال پریشاں کئے ہوئے

۱۳۲

طلعت کی صبح سے جو عالم ہوا سیاہ
جب سے میں آئے روئے ہوئے فضۂ الٰہ
غسل و کفن بتول کو دیکر بدر و آہ
کافور ملنے لگے شاہ دیں پناہ

اشکوں سے روئے پاک کو دھوتے جاتے تھے
کافور ملتے جاتے تھے اور روتے جاتے تھے

۱۳۲

بعد کفن کے بانو نے کی عرض یہ قبول کی
لکھنے لگے ہر ایک پہ مرثیہ علیؑ
اے زینبِ حزیں حسنؑ آواس گھڑی

۱۳۳

پیارو نے اس طرح جو کیا وداع کا یقین
آئی ہر ایک سمت سے آواز نوحہ کی
تابوت میں نبیؐ نے بٹھایا جو آپ کو
کہنے لگی وہ آہ سے جب شرم و غم سے

رخصت کرو جناں کے مسافر کو آن کر
کر لو وداع صابر و شاکر کو آن کر

رونے کی جا ہے حال پہ بنتِ رسولؐ کے
نکلے کفن سے ہاتھ جنابِ بتولؑ کے

۱۳۴

بنتِ نبیؐ کا آخری دیدار دیکھ لو
بنت کی شان آن کے اک بار دیکھ لو
مرنے کے بعد روئے ضیا بار دیکھ لو
رہتی ہے اب نہ فاطمہؑ ناچار دیکھ لو

۱۳۵

مرنے کے بعد بھی نہ الفت کا کر دیا
دونوں کو ایک بار لحد میں اتار دیا
روئے زمیں بنے گا عرش کبریا
تھا شور آہ آہ یہ الفت غضب کی ہے

چھپتی ہے شکل آنکھ سے بنتِ رسولؐ کی
لو آؤ آخری ہے یہ رخصت بتولؑ کی

بیچین لاش بنتِ امیرِ عرب کی ہے

۱۳۶

دونوں یہ کہتے زینبِ کلثوم و مرتضیٰ
لاشے کے پاس آئیں وہ ہر اک جا نہیں ملیں
کہنے لگے ہر ایک سے زینبؑ بھی آس پاس
بھائی ہے اب نہ ماں ہے نہ بابا ہے اب یہاں

۱۳۷

بیچین ہو کے روئے یہ صلِ علیٰ غریب
ناگاہ ایک ہاتف غیبی نے دی صدا
ہے حالِ زار عرش پہ اے شاہِ لافتا
کرتا ہے چیخ چیخ کے یہ نالہ و بکا

کس دکھ میں منہ یتیموں سے موڑا ہے آ جان
کس وقت میں غریبوں کو چھوڑا ہے آ جاں

چھڑواؤ جلد لاش سے ہر نورِ عین کو
یا مرتضےٰ سنبھالو حسنؑ اور حسینؑ کو

۱۳۹

فرمایا مرتضیٰ نے کہ ہو شور کی بپا
سب فاطمہؑ کو خانہ الفت کا ہو چکا
منزل کے جانیوالوں کو وقفہ نہیں ذرا
اسبوقت آئی میت زہراؑ سے یہ صدا

سینہ سے اپنے پیاروں کو کیونکر جدا کروں
وقتِ وداع دل جو نہ سنبھلے تو کیا کروں

۱۴۰

الفصہ شہ نے لاش سے آنکو جدا کیا
تابوت میں بتول کی میت کو رکھدیا
فرمایا یا حسنؑ سے کہ لے میرے دل کا
بودر کو میرے پاس بلالاؤ میں فدا

ارشاد سے امیر کے شبّر رواں ہوئے
آئے جو وہ تو حشر کے ساماں عیاں ہوئے

۱۴۱

شہ نے اٹھائی میت خاتونِ روزگار
باہیں پہ آپ اپنی بزور بحالِ زار
باہیں پہ حسنؑ حسینؑ بھی با چشمِ اشکبار
پہنچے صفحِ بیان پہ کرنے لگی ہے نظر

رخصت ہے سوگوار کی بنتِ رسولؐ کی
لو بیبیو اب اٹھتی ہے میت بتول کی

۱۴۲

ہے آخری وداع کی بی بی والی ہے
جانی ہے فاطمہؑ کی سواری دوہالی ہے
ہے جوش آہ و نالہ و زاری دوہالی ہے
لو بیبیو بتول کی بیماری دوہالی ہے

افسوس ہمکو بے سر و سامان کر چلیں +
ہے ہے یہ گھر لسا ہوا ویران کر چلیں

۱۴۳

سب بیبیاں تڑپ کے گریں اور سر پیٹیں
واں لگے جنازہ شہنشاہ مومنیں
پہنچے جنازہ لے کے روضہ پہ جبکہ دل حزیں
پڑھنے لگے نماز جنازہ امام دیں

تکبیر کی جو چرخِ بریں پر صدا گئی
فوراً ملائکہ کی جماعت بھی آگئی

۱۴۴

فارغ ہوئی نماز جنازہ سے جب علیؑ
پھر ایک نماز قبلہ کونین نے پڑھی
بعد از فراغ روضہ سے باہر لحد تئیں
کی عرض ہے یہ لاؤلی بیبی کی جیجیو

دنیا کی ظلمتوں سے اسے رستگار کر
اور آخرت کے نور میں اس کا شمار کر

۱۳۵

ثابت کو غوطہ کھا کے اٹھایا امامؑ نے
تربت میں فاطمہؑ کو لٹایا امامؑ نے
مٹی میں نور حق کو چھپایا امامؑ نے
فرمانِ چشم تر سے بہایا امامؑ نے

کھولا کفن سے روئے ضیا بارِ فاطمہؑ
بالائے خاک رکھ دیے رخسارِ فاطمہؑ

۱۳۶

لڈو دو سن شوق نکالو مزار سے
آنا گلے لگائے پھر اب پیار سے
نکلے اب آ کھڑے ہیں ہمیں دل و اغمار سے
آنا بس اب ہمیں ہیں ہمیں جان نثار سے

فرقت سے رنج و غم کے اماں دیجئے ہمیں
آ لحد میں پاس بلا لیجئے — ہمیں +

۱۳۷

آئی ہو میرے گھر سے خوشی بن کے دختر
آنکھوں میں میری گود میں اٹھ کی یا دگار
لازم ہے پاس خاطر خاتونِ روزگار
ایسی حسیں نہیں کوئی ہو صدقہ نثار

دنیا کے ظلم اٹھا کے پریشاں ہے فاطمہؑ
اے قبر آج سے تری مہماں ہے فاطمہؑ

۱۳۸

آیا جو درد دل ہمیں کر لو بتا دیجئے
آنا یہ مردہ دل ہمیں کر لو بتا دیجئے
آنا بتا سے بعد تلف ہم اٹھا دیجئے
حضرت سا غمگسار نہ دنیا میں پائیے

سوزِ غم و الم سے کلیجا کباب ہے
آ تربے یتیموں کی مٹی خراب ہے

۱۳۹

بس خود بخود وہ قبر وہاں بند ہو گئی
مصروف فاتحہ میں ہوئے مرتضیٰ علی
آسیہ حسن حسین نے حالت تباہ کی
پیٹے لپٹ سے اور مچائی صدا بی بی

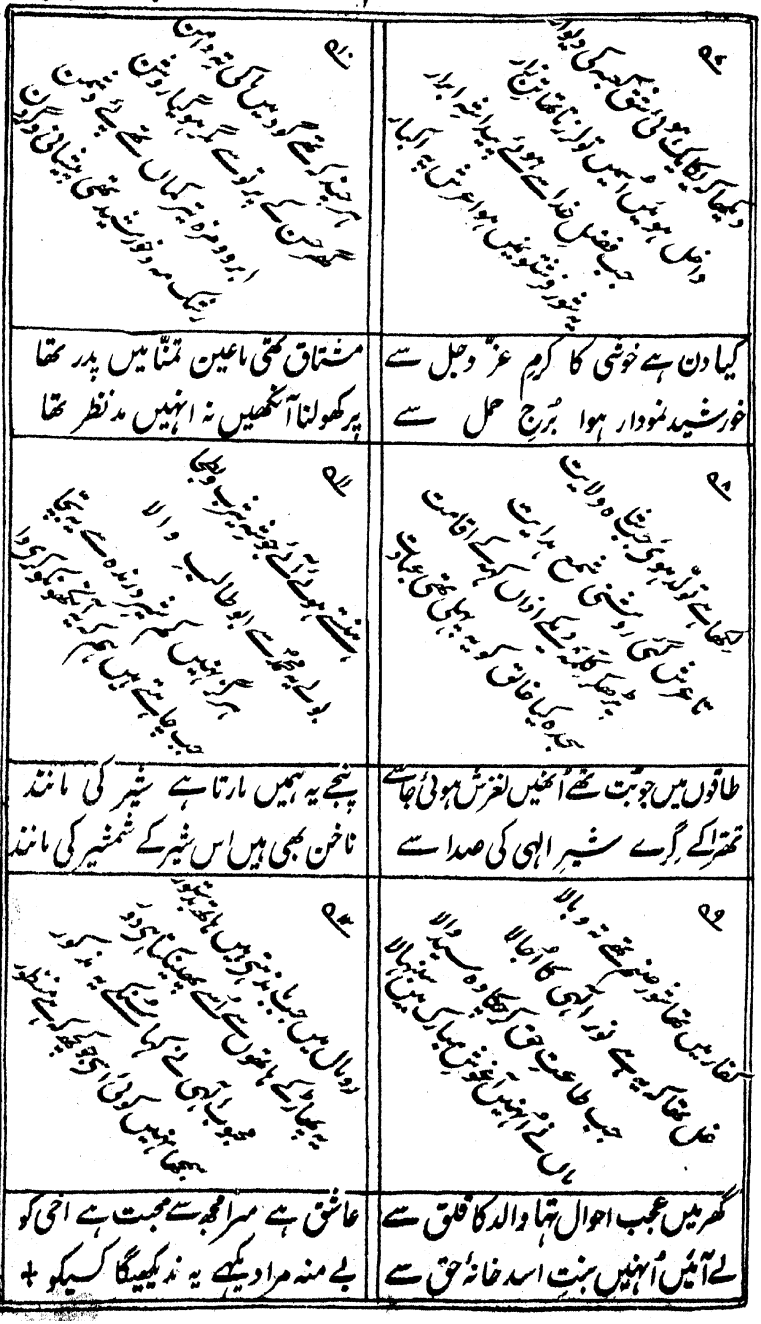
اما بس اب ہیں آپ اور آغوشِ قبر ہے —
یاں تاب ہے ہمارے دلوں کو نہ صبر ہے

۱۴۰

بس اے دیبر حاجات اللہ دعا
بحق نبی و فاطمہ و شاہ لافتا
سب حاجتیں ہوں پوری ہوں مشکلات کی رد
مشکل معضلات ہوں مرضیوں کو ہو شفا

زوّار کر سبھوں کو شہ مشہ قلین کا
آنکھوں سے میں بھی دیکھ لوں روضہ حسینؑ کا

قرب قرینہ فلک عکس برتاج علیؑ ہے کرسی سے فزوں پایہ سریر علیؑ ہے مسجود ملائک سے فزوں رتبہ از اوج علیؑ ہے خالق کے سوا جو ہے وہ محتاج علیؑ ہے	۴ صورتگر عالم کو ہوا جلوہ منظور قدرت مری ظاہر ہو کہ کھائے یہ ٹھوکر تب بیضہ سے منتقل آدم کی ہو بنیاد تابیضہ ابی طالب والا گہ نور
یہ قاسم رزق ملک و جن و بشر ہیں اللہ کے ہاتھوں کے سبھی دست نگر ہیں	بیکس تھے کوئی تھا نہ محمدؐ کی مدد کو پس حمل انہیں روزوں رہا بنت اسد کو
۵ حق اسکا ثنا خواں ہو وہ حق کا ثنا خواں اور رب کیکو ہو جو ہے قرآں خوش ہو کری نہ ملائک سے ہو انساں ثنا گر علی علیہ آہی میں نہاں	۵ آخر ہوئی جب حمل کی مدت پہ افلاک فرمانے لگے بنت اسد سے شہ لولاک جاؤ حرم کعبہ میں کیوں ہوتی ہو بیتاب وہ گھر بھی ہے بابا کا اور یہ بھی ہے وہی گھر
کیا لکھے پھر اس گوہر دریائے قدم کو لغزش ہے اب آگے قدم رخش قلم کو	اسکی بھی سعادت ہے تمہارا بھی شرف ہے یہ گوہر نایاب ہے وہ پاکیزہ صدف ہے
۶ ہے عین علی علیہ آہی کا اشارہ اس عین سے منظور ہوا عالم کا نظارہ اور عین سے مراد ولایت علیہ آرہ جس لام سے اللہ نے اسلام سنوارا	۶ یہ بات سنی جب اسد اللہ کے اندر بیتاب ہوئیں بنت اسد کعبہ کے اندر کی عرض بصد عجز و نیاز ہاتھوں کو اٹھا کر مشکل مری آسان کر اے خالق اکبر آئی یہ صدا واں سے کہ کعبہ کے اندر
یہ حرف تو ہمنام جناب احدی ہیں با سے ہے یہ ثابت کہ ید اللہ یہی ہیں	قدرت مری ہاں ہوویگی ظاہر اسی گھر میں اس طفل کا آئے اول و آخر اسی گھر میں +



کیا دن ہے خوشی کا کرم عزّ و جل سے
خورشید نمودار ہوا برجِ حمل سے

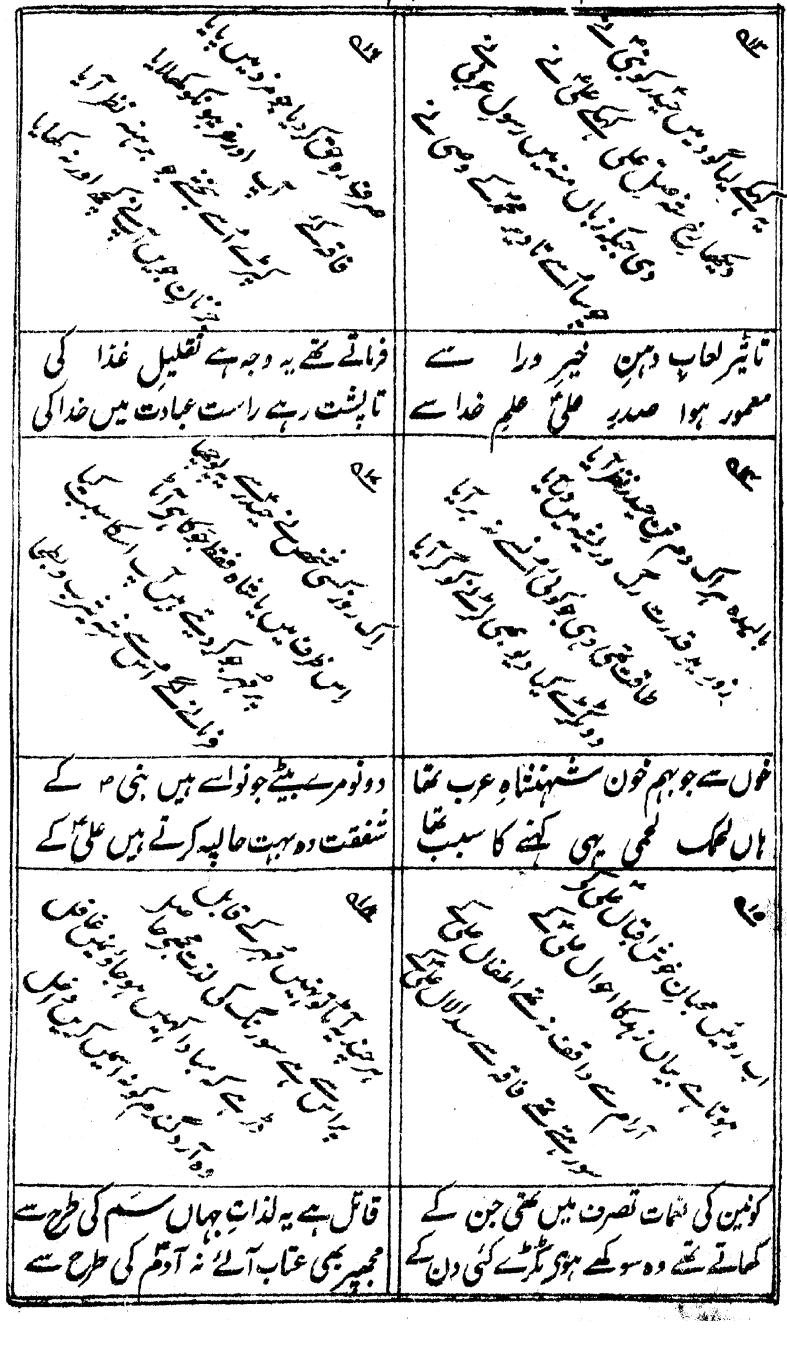
مشتاق تھی ماعین تمنّا میں پدر تھا
پر کھولنا آنکھیں نہ انہیں مدنظر تھا

طاقوں میں جو بت تھے انھیں لغزش ہوئی جا سے
تھرّا کے گرے شیرِ الٰہی کی صدا سے

پنجے یہ ہمیں مارتا ہے شیر کی مانند
ناخن بھی ہیں اس شیر کے شمشیر کی مانند

گھر میں عجب احوال تھا والد کا قلق سے
لے آئیں انہیں بنتِ اسد خانۂ حق سے

عاشق ہے مرا مجھ سے محبت ہے احی کو
بے منہ مرا دیکھے یہ نہ دیکھیگا کسیکو +



۱۱۹

سکھائے تارکِ دنیا کے دل کو حیدرِ کرار
جو فقر میں ہیں نہ درہم نہ دینار
نہ بندہ بالش سے سروکار
رحلت کے لئے آپ کو رکھتے تھے تیار

اِک تیغِ خداداد تھی دو رختِ کہن تھے
جب اُٹھ گئے دنیا سے تو محتاجِ کفن تھے

۱۲۰

وہاں سے حسنِ بابا کے دربار میں آیا
مسندِ جم سے بھی مسند کو بہتر پایا
کھانا بھی اسے وقت تھا مطبخ سے وہ پایا
دیکھا جو اسے لطف و عنایت سے بلایا

کیا فیض سخائے حسنِ سبز قبا تھا
مسکینوں کا حلقہ تھا ہجومِ فقرا تھا

۱۲۱

ہوتا تھا سوا عیسے کے ایسا کوئی دن کم
صاحبِ نعمتوں حسین و شہنشاہ و دو عالم
بیت الشرف خاص سے آکر دن و شب و ضم
مسجد میں ہوئے جلوہ نما سرورِ عالم

اِک مردِ عرب آیا زیارت کو حسن ؑ کی
واقف تھا نہ صورت سے شہِ قلعہ شکن کی

۱۲۲

ہر رنگ کا خوان نعمت چلا آتا تھا کھانا
آگے وہ غریبوں کے جو بھاتا تھا کھانا
دیتے تھے اسے خود جو بھاتا تھا کھانا
کس لطف سے خوش ہو کر اک کھاتا تھا کھانا

فرماتے تھے مانع نہ کہیں پاسِ ادب ہو
لیلے جسے جس رنگ کے کھانے کی طلب ہو

۱۲۳

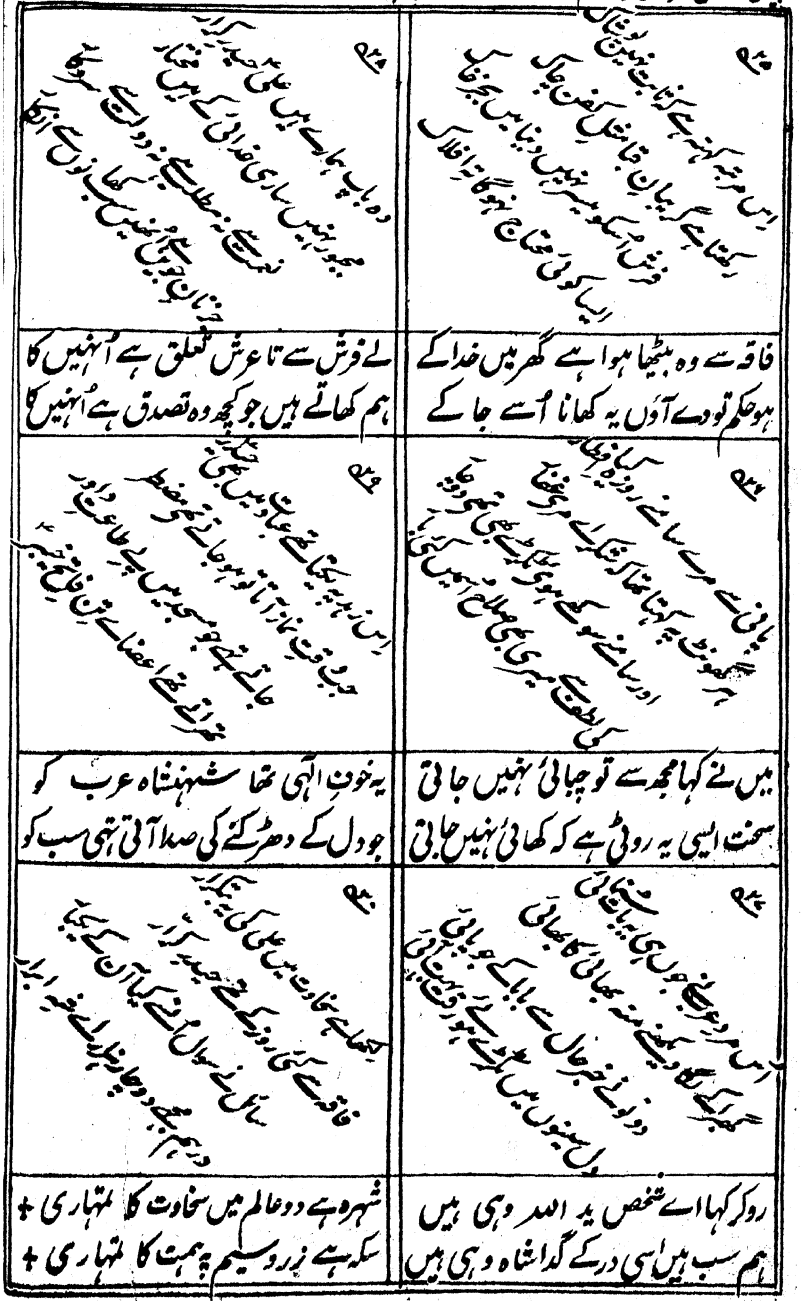
مغرب کے فریضہ کو ادا کرکے جناب
سب اٹھ گئے بیٹھا رہا وہ بندہ اعرب
تھا آرزو جو روزہ کشائی کو ہو جو ہمراہ
سر اک کفِ دست آپ نے افطار کیا واہ

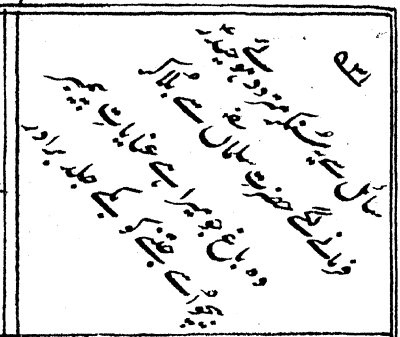
یک مشت اُسے بھی وہ دیا لطف و کرم سے
لیکر اُسے رخصت وہ ہوا شاہِ اُمم سے

۱۲۴

وہ مردِ عرب بیٹھا رہا کھانے کو انتظار
بندے سے لگا کہنے کہ اے سیدِ ابرار
مسجد میں کیا میں جو بطاعت ہوں گرفتار
اک شخص کو واں دیکھ کے دل ہو گیا بیمار

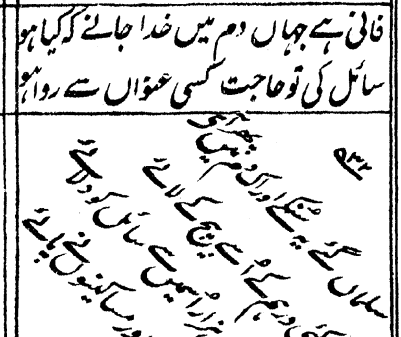
محتاج ہے بیکس ہے غریب الغربا ہے
کھانے کے عوض آرزو جو پھانک رہا ہے





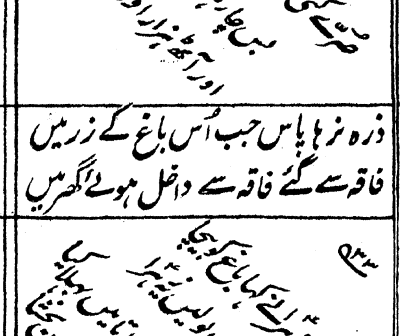
سائل سے یہ سن کر مرتضیٰ نے کہا جلدی
وہ باغ جو میرا ہے خیبر پہ چلا جائے
فرمایا کہ حضرت سلماں سے بلا لاؤ
پیغام یہ جا کر کے جلد برادر کو

فانی ہے جہاں دم میں خدا جانے کہ کیا ہو
سائل کی تو حاجت کسی عنواں سے روا ہو
ذات آپ کی حلال مہمات جہاں ہے
فرمائیے حصہ مرے بچوں کا کہاں ہے



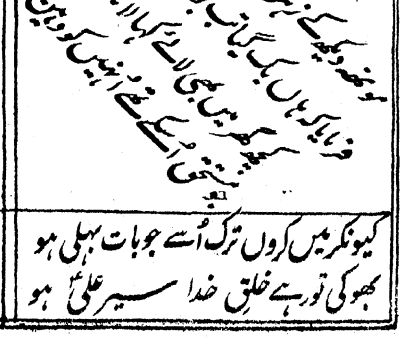
سلماں گئے یہ سنتے ہی اور آکے وہیں سے
حضرت کی دو رکعت کے بیچ کے لائے
سب چار ہزار اور ہیں سائل کو دلائے
اور آٹھ ہزار اور سے کنیوں کو بلائے

ذرہ نہ رہا پاس جب اُس باغ کے زر میں
فاقہ سے گئے فاقہ سے داخل ہوئے گھر میں
آخاق میں محتاج ہوں میں چادرِ نو کو
اِک کہنہ ردا ہے وہی جاتی ہے گرو کو



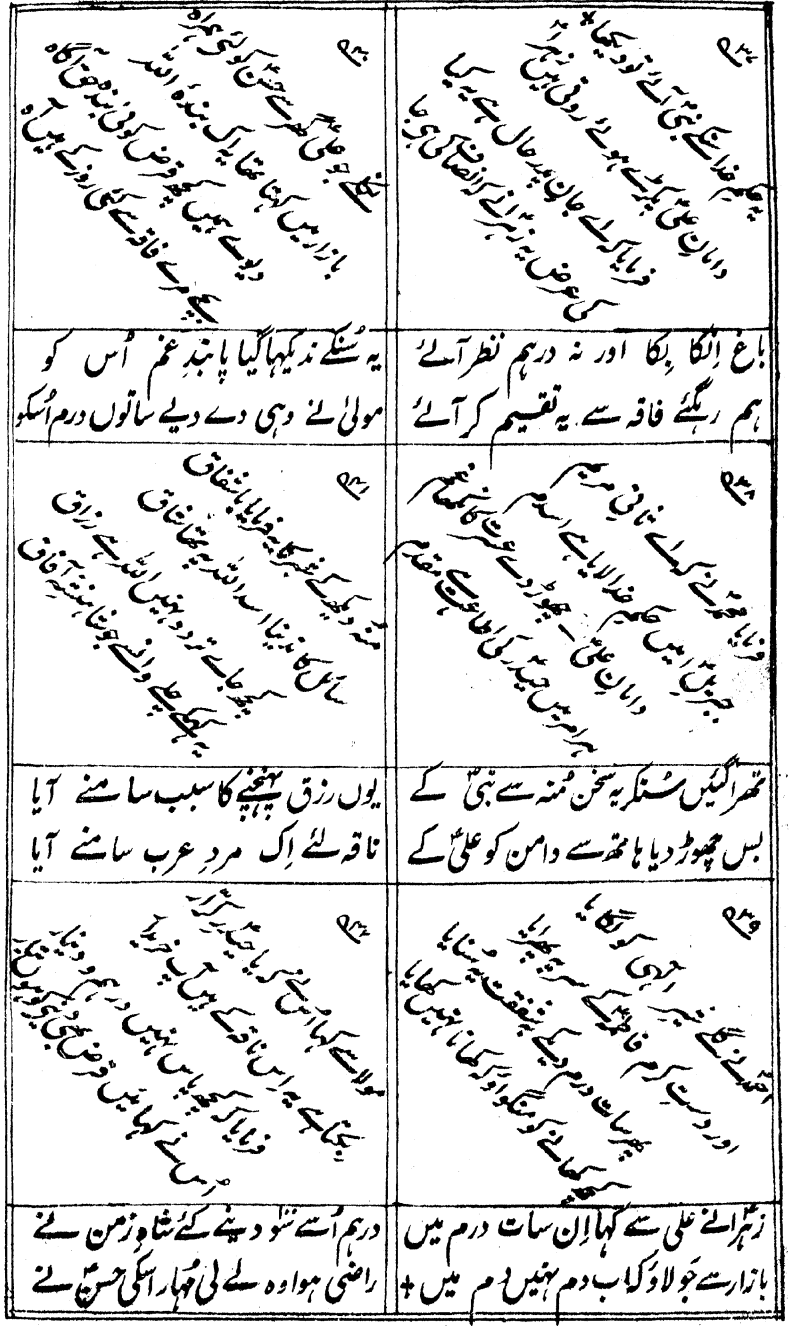
حضرت کی خجالت تو دو رکعت سے گئی آج
میں فاقہ سے تم فاقہ سے فاقہ سے مرے لال
کچھ پاس میں رکھی نہیں دینا کا زر و مال
حضرت ہی میں گزرے ہے جو جائے ہیں یہاں سال

کیونکر میں کروں ترک اُسے جو بات بھلی ہو
بھوکی تو رہے خلقِ خدا سیر علیؑ ہو
ہم پیار بہت کرتے ہیں اس اپنے ولی کو
زہرا سے کہو چھوڑ دے دامانِ علیؑ کو



لو خضر دیکھ کے زہرا نے کہا باغ کو بیچا
فرمایا کہ ہاں اب تو بلا لیں شہِ خیبر
کچھ گھر میں بھی لائے کہا لاتا ہوں ابھی گھر
بیٹی تری بھوکی ہے نہیں کوئی خبر

یہاں جبرئیل روح امیں نے تنزل ہو کر یہ کہا
کی عرض محمدؐ سے کہ اے حبیب پروردگار
فرماتا ہے یوں بعد سلام اکبر و غفار



۳۵
چلے فدا کے نبی آئے تو دیکھا
واں ان علی کو پڑے ہوئے رونی ہیں زہرا
فرمایا کہ کہ اے جان پدر حال ہے یہ کیا
کس عرض پہ بیٹی نے کہا فاقہ کی ہے جا

باغ اِنکا رِکا اور نہ درہم نظر آئے
ہم رہگئے فاقہ سے یہ تقسیم کر آئے

۳۶
فرمایا محمد نے کہ اے فاطمہ مریم
جبریل میں حکم خدا لایا ہے اسلم
واں ان علی سے چھوڑ دے عترت کا تو غم
ہر امر میں حیدر کی اطاعت ہے مقدم

ٹھہرا گئیں سُنکر یہ سخن مُنہ سے نبی کے
بس چھوڑ دیا ہاتھ سے دامن کو علی کے

۳۷
اٹھے علی گئے خبر فاطمہ آئی
اور دست کرم فاطمہ کے سر پہ پھرایا
پھر بات درم کی جو سنی اور کہا نہیں
کچھ کھانے کو منگوا کر کہا کھایا

زہرا نے علی سے کہا اِن سات درم میں
بازار سے جو لاؤ کباب دم نہیں دم میں

۳۸
یہ سُنکے علی مرتضیٰ کو لیکر روانہ
بازار میں آکر کہا اک بندۂ اللہ
دیدیجے ہمیں کچھ قرض کوئی بندۂ آگاہ
بیچے ہے فاقہ سے کئی روز کے ہیں آہ

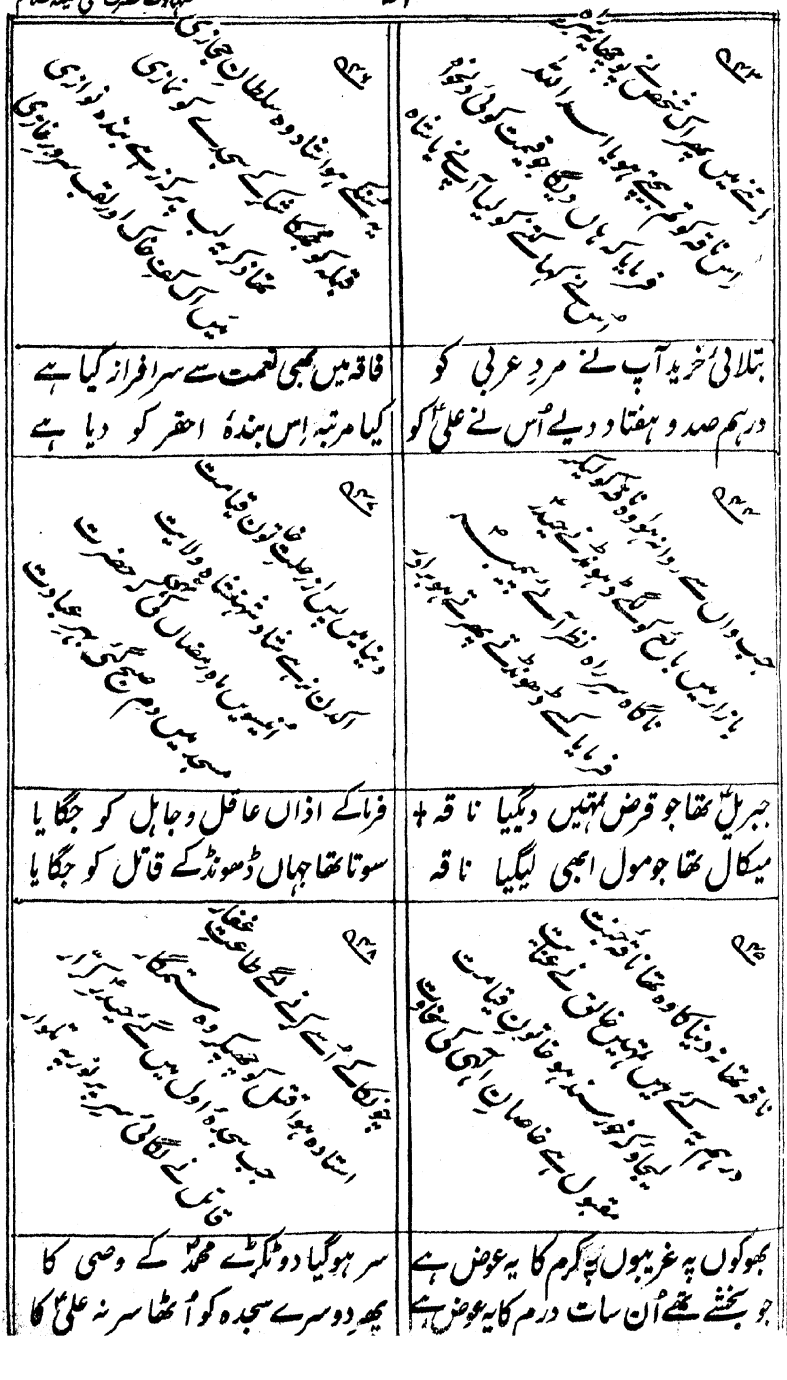
یہ سُنکے نہ دیکھا گیا پابند غم اُس کو
مولی نے دیا دے دیئے ساتوں درم اُسکو

۳۹
مٹھی کو بھرا اور درم اُس کو دیئے چار
فرمایا کہ اے شخص یہ ہے رزق تمہارا
سائل کا یہ سُنکر کہا اے شاہ عرب آہ
مجھ کو تو درم چاہیئے جو ہو نہ کم و کاہ

یوں رزق پہنچنے کا سبب سامنے آیا
ناقہ لئے اِک مرد عرب سامنے آیا

۴۰
بولا کہ یہ ناقہ ہے میرا سر بسر آرام
بیچا ہے یہ اس ناقہ کے میں آپ خریدار
فرمایا کہ کیا اس کی ہے تم قیمت درکار
بولا کہ درم چاہیئے ہیں قرض بھی بیکار

درہم اُسے سونپ دیئے کے شاہ زمن نے
راضی ہوا وہ لے لی مہار اسکی حسن نے


۴۳
اسنے میں پھر اک شخص نے پوچھا پیمبرؐ سے
اس ناقہ کو تم نے جو لیا ہے ہمیں بیچو
فرمایا کہ ہاں دیتا ہوں قیمت کوئی دیجو
اس نے کہا کتنے کو لیا آپ نے یا شاہ
بتلائی خرید آپ نے مردِ عربی کو
درہم صد و ہفتاد دیے اُس نے علیؑ کو
۴۴
جب واں سے روانہ ہوئے وہ قافلہ لیکر
بازار میں جا بیچ کے لے آئے وہ خیمے
ناگاہ سرِ راہ نظر آئے پیمبرؐ
فرمایا کہ ڈھونڈے پھرتے ہو یہ کیا
جبریلؑ تھا جو قرض نہیں دیگیا ناقہ
میکال تھا جو مول ابھی لیگیا ناقہ
۴۵
ناقہ تھا نہ دنیا کا وہ تھا ناقۂ جنت
درہم سے کئے ہیں نہیں خالق نے خریدت
لیجاؤ کہ خوشنود ہو خاتونِ قیامت
مقبول ہے خاصانِ الٰہی کی نجابت
بھوکوں پہ غریبوں پہ کرم کا یہ عوض ہے
جو بخشنے تھے اُن سات درم کا یہ عوض ہے
۴۶
یہ سنکے ہوا شاد وہ سلطانِ حجازی
قبلہ کو جھکا شکر کے سجدے کو نمازی
ممنون کریم اب پہ کہ ہے بندہ نوازی
میں اک کفِ خاک اور لقب سرورِ غازی
فاقہ میں بھی نعمت سے سرافراز کیا ہے
کیا مرتبہ اس بندۂ احقر کو دیا ہے
۴۷
دنیا میں بپا از حلتِ خاتونِ قیامت
اکدن ہے شادی و شہنشاہ و ولایت
انیسویں ماہ رمضاں کی کہ حضرت
مسجد میں درِ صبح گئے بہرِ عبادت
فرما کے اذاں عاقل و جاہل کو جگایا
سوتا تھا جہاں ڈھونڈ کے قاتل کو جگایا
۴۸
نکلے کہ اسے کرنے لگے طاعت غفار
پوچھا کہ ہوا فجر کو چمکا وہ ستارا
استادہ ہوا قتل کو چمکا وہ ستارا
جب سجدۂ اول میں گئے حیدرِ کرار
سر ہوگیا دو ٹکڑے محمدؐ کے وصی کا
پھر دوسرے سجدہ کو اُٹھا سر نہ علیؑ کا

۴۹

دریا کی طرح خون ہوا زخموں کی جاری
مسجد میں تڑپنے لگا وہ عاشق باری
طاقت نہ سنبھلنے کی رہی غش ہوا طاری
سر پیٹ کے سب رونے لگے گریہ وزاری

روئے جو ملک ماسبق کن فیکوں کو
اک زلزلہ تھا منبر و محراب وستوں کو

۵۰

افلاک پہ سر پیٹ کے جبریل پکارا
فریاد ہے ظالم نے یداللہ کو مارا
سر ہو گیا محراب میں نانی کا دوپارا
ہے غرق لہو میں آج امامت کا سہارا

ماتم کا ہوا جوش صفِ جن و ملک میں
فرق آیا ضیائے مہ و خورشید و فلک میں

۵۱

مارا ہے جو فاتح قلعۂ خیبر و خندق
مارا ہے جو غالب شہ و لشکر کا سکھیں تھا
مارا ہے جو ارزانیٔ امت کا سکھیں تھا
مارا ہے جو خلق میں شاہ مشرق و مغرب تھا

پہنچاتا تھا جو روزہ کشائی فقراء کو
ان روزوں میں زخمی کیا مہمانِ خدا کو

۵۲

کوفہ میں پکار اٹھی بزرجمہر کی بیٹی
سر پیٹ کے روتی تھی شبیر و شبیر کی بیٹی
روئے تھے جو گاتے تھے یہ یوں تقدیر کی بیٹی
بھاگوں عدو کس نے لگائی انہیں تیر کی بیٹی

ہم دیکھ لیں مہرِ رخ تابان علیؑ کو
دو بہر خدا راہ یتیمان علیؑ کو

۵۳

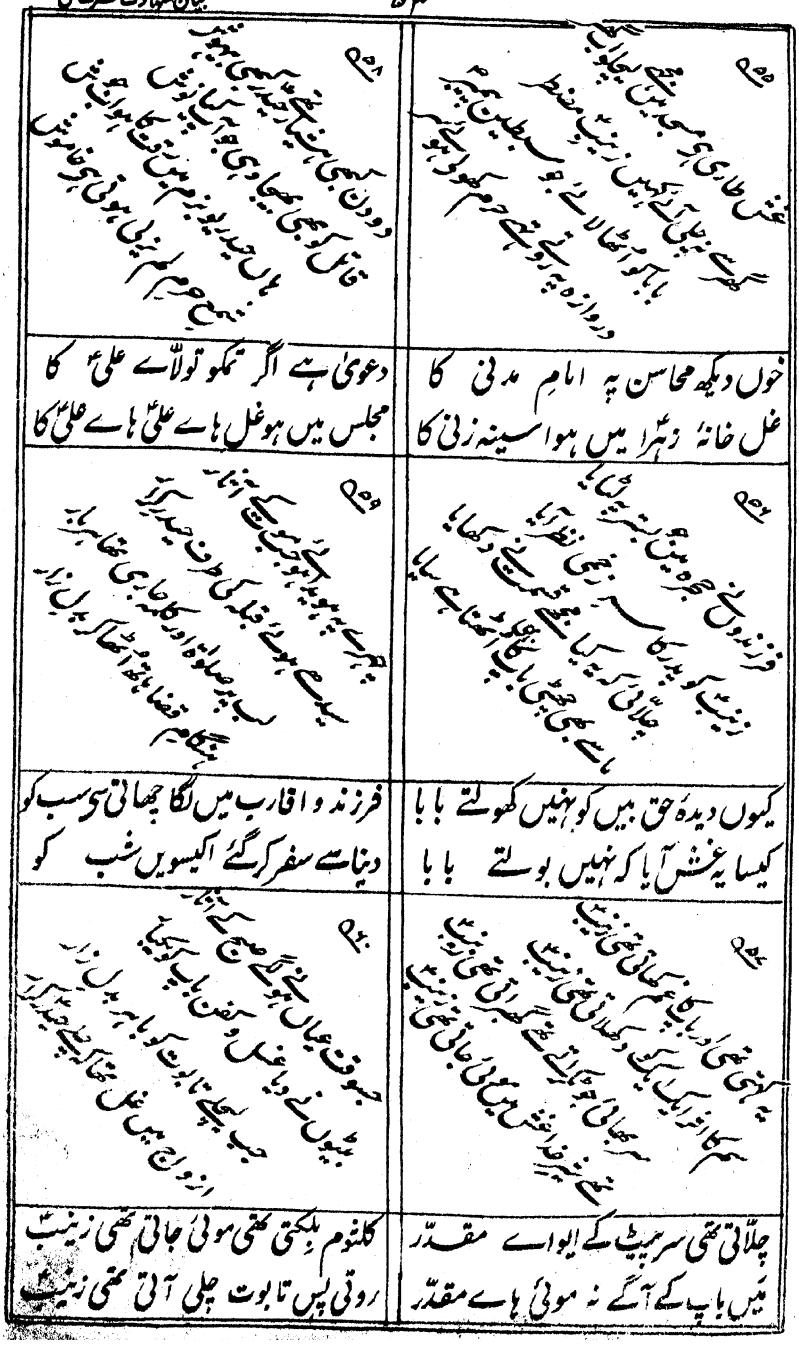
شہزادوں کے مرنے کی خلیفے نے جو سنی خبر
ڈوبے ہوئے غم میں نکلے اسد اللہ
عاموں کو سر پیٹ کے روتے تھے وہ ہر آہ
اور لگ گئے لگنے آنکھوں سے ملنے قدم شاہ

چلاتے تھے بیٹوں کی کمر توڑ چلے آپ
دکھ سہنے کو دنیا میں ہمیں چھوڑ چلے آپ

۵۴

بیٹوں کے جو رونے کی صدا کان میں آئی
غش میں سے جو چونکے تو وہ آواز سنائی
کیوں روتے ہو کیوں بیٹے دیئے تم کو دکھائی
ہوتی نہیں کیا باپ کے بیٹوں کی جدائی

تھا تنگ بہت فرقۂ اعدا کے ستم سے
دنیا کے ہیں اب چھوٹ گیا رنج و الم سے



خوں دیکھ محاسن پہ امامِ مدنی کا
غل خانۂ زہرا میں ہوا سینہ زنی کا

دعویٰ ہے اگر تمکو تولّائے علیؑ کا
مجلس میں ہو غل ہائے علیؑ ہائے علیؑ کا

۱۱

اے اہل عزا رو رو کہ وقت بکا ہے
پیغمبر خدا کا وصی قتل ہوا ہے
دن آج کا سو جو تو قیامت سے سوا ہے
ہر دل جو ہمارا ہے وہ دنیا سی گیا ہے

اک حشر ہے ماتم کا بپا گھر میں نبیؐ کے
بیٹے لئے جاتے ہیں جنازے کو علیؑ کے

۱۲

تھا بوت کو لاتے جو نجف میں بیکس و زار
تھا ساری دل اس کا سبب قبر میں حضرت کو وہ دو لڑکے
رستے لگے جب قبر میں حضرت کو وہ دو لڑکے
زینب سے یہ کہتے ہوئے ناشاد و دلفگار

فرماتے تھے لپٹاؤنگا چھاتی سے وصی کو
پیارو! مری آغوش میں دو لاش علیؑ کو

۱۳

پائیں نہ ذرا شمہ ابرار جو دیکھا
سر کھولے ہوئے بیٹی سے فاطمہؑ کے زار زار
آغوش میں ہے محسن مظلوم کا لاشا
تھانے ہوئے ہیں آکے سید مرے دلدار

چلائی حسینؑ اب آئی تباہی مرے گھر پر
ہے ہے نہ رہا کوئی مرے بچوں کے سر پر

۱۴

چلائے یہ فرزند کہ فریاد ہے نانا
کیا قہر ہوا آکے اس خلق سے جانا
ہم بیکس و مظلوم ہیں دشمن ہے زمانا
اب اس نہیں دنیا میں کہیں ٹھکانا

بیزار ہیں جینے سے بلا لیجئے ہم کو
چھاتی سے اسی طرح لگا لیجئے ہم کو

۱۵

رو رو کے بتول جو زینب کو کہا یہ
غل تھا کہ ہوئے شیر خدا خاک کے پیوند
لپٹے ہوئے تربت سے یہ چلاتے تھے فرزند
اب کون ہمیں پیار کرے کہاں گئے فرزند

اندوہ و غم و درد سے تم چھٹ گئے بابا
فریاد ہے پردیس میں ہم لٹ گئے بابا

۱۶

ناگاہ صدا تربت حیدر سے یہ آئی
بابا ہے تو اب تا بقیامت ہے جدائی
ماں لے گئی شبر کو جو کہتا ہے بھائی
عاشق ہے تری زینب بیکس کی جائی

اے لال جو گھر میں نہ تجھے پائیگی زینبؑ
روتی ہوئی تربت پہ چلی آئیگی زینبؑ

۱۲۷

ناچار چلے چھوڑ کے قبر اسد اللہ
جس وقت کہ راہ نجف کی ہوئی واللہ
اک عاجز و بیکس کا سنا نالہ جانکاہ
روتے گئے اس سمت کو شہزادہ ذیجاہ

۱۲۸

یہاں میرا پرستار رضا اک مرد وفا کیش
کہا وہ کھلا جاتا تھا جو کوہ و دشت میں
منظور نظر تھا اسے ہر دم مرا آرام
شفقت سے محبت سے وہ کرتا تھا مرا کام

واں ایک جگر خستہ و دلریش کو دیکھا
نالاں و طپاں خاک پہ درویش کو دیکھا

اس دکھ میں خبر گیر مرا آٹھ پہر تھا
معلوم نہیں یہ کہ ملک تھا کہ بشر تھا

۱۲۹

معذور بھارت سے وہ صاحب آزار
ناطق میں قالو بہت نہ ہے طاقت رفتار
اک ضعف کی تصویر سراپا ہے نمودار
اور درد سے فالج کے ہر اک عضو ہے بیکار

۱۳۰

بہتر تھی خوش الحانی داؤد کی تقریر
ہر لفظ میں اعجاز تھا ہر بات میں تاثیر
تسبیح زباں پہ تھی کبھی اور کبھی تکبیر
کرتا تھا وہ قرآن کے ہر لفظ کی تفسیر

ہاتھوں سے نوالا بھی اٹھایا نہیں جاتا
جب تک نہ کھلائے کوئی کھایا نہیں جاتا

حسبوقت ثنا کرتا تھا محبوب خدا کی
افلاک سے آتی تھی صدا صل علیٰ کی

۱۳۱

اس شخص سے کہنے لگے یوں شیر خدا جب
کی دیکھ ہمارے تری فریاد نے تاثیر
دروازے جگر ریش نے کی روکے تقریر
انبار ہوں اشکوں کے ہیں اور عاجز و دلگیر

۱۳۲

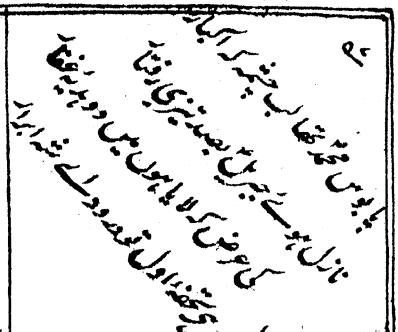
جب آتا تھا اس دشت میں وہ صاحب اعجاز
ہوجاتا تھا اس دم در و دیوار میں آواز
ہو نہیں تمہاری ہے انھیں لوگوں کی آواز
تم میری طرح کی بھی سنو درد بھری آواز

عریاں بدن و خستہ تن و خاک نشیں ہوں
گذرا ہے برس روز کہ اس بن میں مکیں ہوں

پاس آؤ کہ راحت مری جاں پاتی ہے تم سے
والدمرے دوست کی بو آتی ہے تم سے

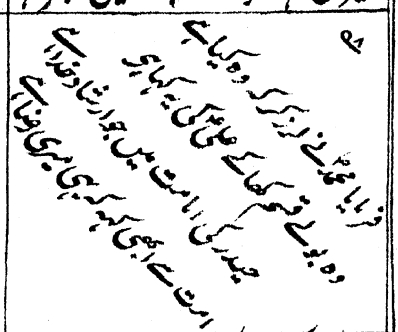

درویش نے جو وقت پہ دروکی تھی درد کی تعویذ
منہ بھائی کا رو رو کے لگا دیکھنے تعویذ
سر پیٹ کے دونوں نے دیا ایک کو پھیر
بیٹھو تم خاوند کے ہیں ہم بھی برادر
سب خلق کے مختار تھے اور عقدہ کشا تھے
خدمت جو تری کرتے تھے وہ شیر خدا تھے
مسجد میں انھیں ایک نے جا مار لیا سر
خنجر سے سر ہو گیا سجدہ میں دو پارہ
وہ تیر خدنگ زہر زبانے سے ہوا پار
دنیا سے ہوا کوئی نہ تیرا نہ ہمارا
پھاڑے ہیں گریبان بکا کر کے پھرے ہیں
بابا کو ابھی قبر میں ہم دھر کے پھرے ہیں
مولا مرا دنیا سے سفر کر گیا ہے ہے
یہ رنج جسکے سبب بیتا تھا وہ مر گیا ہے ہے
بیٹے کا پیٹنا وہ عجز و فغاں گیسو
بہ رو رو کے کرخش ہونے لگے خنجر و شمشیر
درویش نے کی یاد جو فرزند کی ہر دم
پہنچا دو مجھے قبر علی تک کسی تدبیر
مولس جو علیؑ کے ہیں محبت انھیں ہو رہے
فردوس بریں الفت حیدر کا ثمر ہے
لے فاتحہ پڑھ قبر شہنشاہ یہی ہے +
مل لے کہ مزار اسد اللہ یہی ہے
بیٹھو غذا نہ اٹھے کے تو اسنے کہا یہ آہ
رو رو کے منہ خاک پہ جا کر یہ سنایا
تربت پہ پدر اسکی جا کر یہ سنایا
ہے خاک میں بیٹے ہمیں بابا کو چھپایا
مقبول ہوئی عرض سفر کر گیا درویش
تعویذ پہ منہ رکھدیا اور مر گیا درویش
بیٹے نے کفن اسکو دیا دونوں نے کر یار
اور قبر بھی کی فاطمہ کے پیاروں نے تیار
سو یا وہ کہاں جا کے نہ طالع ہو بیدار

۷۱	۷۱
قرآن میں سورہ کیا ہے کسکا اور عرش میں ہے مرتبہ کیا ہے کسکا نور شبِ جمعہ سے سایہ ہے کسکا فیضان ازل جگر گرا نامہ ہے کسکا	کیا باپ ہے کیا والدہ ہے کیا بھائی ہے عزتوں میں ہاشم و زیدان سا ہے کہ اس مصحف ناطق کے نسب کا ہے یہ عجب حمزہ و الا شتر اور جعفر طیار
وہ کونسا بندہ ہے جو ہمنام — خدا ہے ممکن ہے مگر عالم امکاں سے جدا ہے	وہ احمدِ بے میم ہے یہ دستِ احد ہے مولا اسد اللہ کی ماں بنتِ اسد ہے
۷۲	۷۲
وہ کون ہے جو خالق کونین کا ہے یار اور سید گرداں بھی رہا خاطر کے مدار اک فرد ہے اسکی نہ دو عالم کی عبادت گردن سے بھی بند ہے یہ تکیہ کو کیا ہیچ	بولیں اسد فاطمہ ہے سر دیباچہ گلزار بعد از شرف حج و وداع احمد مختار کعبہ سے جو بیت کو روانہ ہوئے کیکاؤس جبریل نے آکر یہ کیا راہ میں انکار
دشمن پہ نہ کچھ گرم ہوا جلنے سے گھر کے وہ کیا تھا مگر رہگیا اللہ سے ڈر کے	خالق نے وصی روز ازل جسکو کیا ہے اب تم بھی وصی اُسکو کرو حکمِ خدا ہے
۷۳	۷۳
ممدوح کو گو جان سے بڑھ کر نہیں مانتے احسن ہے کہ یہ نصرتِ کا کچھ کام نہیں آتے بے نام لئے اب مرے دل کو نہیں تھامتے وصی علی بڑھ کے مگر لیتا ہوں میں نام	دل سے بھی زبان سے بھی نبی نے کیا اقرار حیدر مرا مختار مرے دین کا مختار بیعت میں بجا لاؤ نگا فرمودہ غفار ہاں ہیں مرے اعدا بہت اور دوست بھی بیحد
پوچھے جو کوئی کون وہ خالق کا ولی ہے قرآن بھی حدیثیں بھی پکاریں کہ علی ہے	کافر نہ ستائیں کہیں پیغمبر دیں کو پھر سنگ سے توڑیں نہ وہ دندان جبیں کو



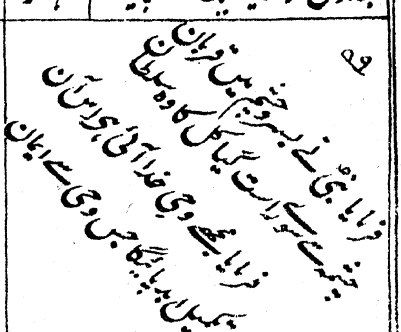
اور ہدیہ ثانی کہ وہ فرمان خدا ہے
شیریں ہے مگر قند عتاب اُسمیں بھرا ہے

کہدو کہ سنیں آج کے دن آکے وہ ہم سے
اللہ نے جو لوح پہ لکھا ہے قلم سے



گریہ نہ کیا کچھ نہ کیا کام ہمارا
بندوں کو دیا ایک نہ پیغام ہمارا

حیدرؑ کے قدم سے شہ لولاک کے پاسے
دو درجہ بلند اور ہوا عرش علا سے



پنہاں کروں اسکو تو رسالت میں خلل آئے
اور نام نبوت کے جریدہ سے نکل جائے

جبّار ہے قہار ہے قادر ہے احد ہے
توّاب ہے وہّاب ہے عادل ہے صمد ہے

۱۳

جب کی ہو قدرت بھی آج اسکا جو ذرہ بن
جو بھی علی کا ہو سکا ہوں نگہبان
جبریل بھی رتبہ میں سرمار آتے ہیں
ہیں خوف عدو کے فقط زباں بستہ و حیراں

گر اب نہ کہوں میں تو نبوت کا خطر ہے
اب حق ہے نگہبان تو کیا بندوں کا ڈر ہے

۱۴

ہیں نبی نبوت تو نہیں بعد ہمارے
ہیں نبی جو فضائل میں وہ ہیں سب سے نیارے
پہچان رکھو انکو یہ آتا ہیں نہ بارے
پردہ ہیں اور کے سب جنکو ہیں پیارے

ہاتھ انکے ہیں تعویذ پیمبرؐ کے گلے میں
دیکھو نہ انھیں باندھیو حیدرؑ کے گلے میں

۱۵

پھر بازوں کو فضا میں حیدرؑ کو اٹھایا
جبریلؑ علی زانوئے اطہر تک آیا
ہفتاد ہزار آدمی شکے سب کو نہ پایا
اور بوجھ نہ ہوا جبو آپ یہ آیا

ہر غایب و ظاہر پہ عجم اور عرب پر
حیدرؑ کو امیر آج خدا نے کیا سب پر

۱۶

مولا ہے نبی جنکا علی اسکا ہے مولا
میں کیا ہوں کہ خود حق ہے ولی اسکا ولی
جو اسکے ہیں اعدا وہ محمدؐ کے ہیں اعدا
اللہ و ملایک کی ہے لعن انپہ ہمیشہ

ہم پایۂ موسیٰ ہے محب اُسکی نظر میں
ہمسایۂ فرعوں ہے عدو اُسکا سقر میں

۱۷

اول خلق ہے اور سابق الاسلام
ہے اول مرسل کے بعد اسکا بھی انعام
کھے ہیں مرسل نے اسکے خوش انجام
بعد اسکے خلف یا وہ ہیں اسکے اوصیاء کے اعلام
فخار مری شرع کے اور ملک کے اعلام

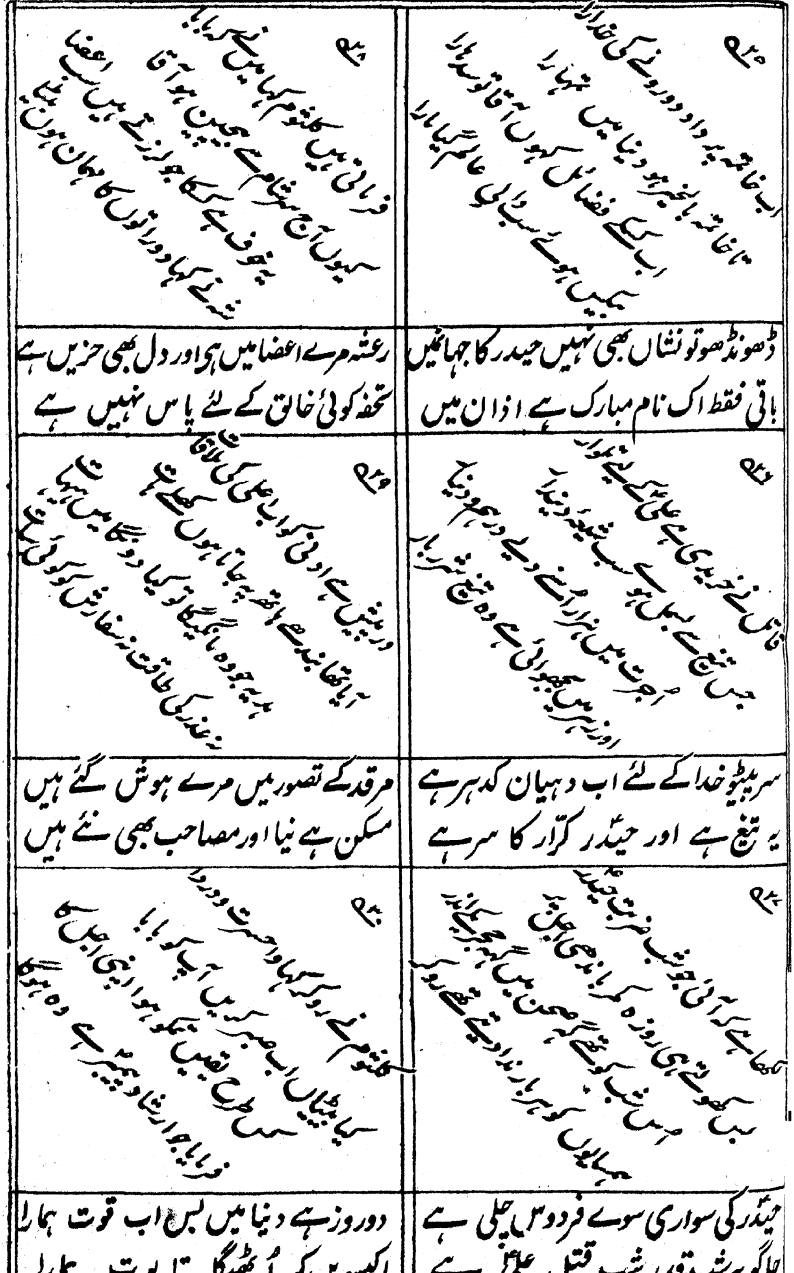
ذریت آدم تو بڑی شیث نبی سے
اور نسل مری ہوگی حسینؑ ابن علیؑ سے

۱۸

آدم صفی اللہ کی صفا کیا ہے علی ہے
ادریس کی جو درس ضیا کیا ہے علی ہے
ایوب کی جو صبر و رضا کیا ہے علی ہے
اخلاق رسول دو سرا کیا ہے علی ہے

آگے یہ شرف تھا نہ نبی اور ولی میں
ہیں سارے رسولوں کے کمال ایک علیؑ میں





۲۵
اب خاتمہ پر داد و دہش کی خبر آئی
تا خاتمہ بالخیر ہو دنیا میں ہمارا
اب کیجئے فضائل کہ یہاں آفتاب سا رہا
یکبیں ہوئے سب لوگ عالم گیا مارا

۲۶
ڈھونڈھو تو نشاں بھی نہیں حیدر کا جہاں میں
باقی فقط اک نام مبارک ہے اذان میں

۲۷
قاتل نے خریدی ہے علی کے لئے تلوار
جس تیغ سے بسمل ہو سب شیعہ دیندار
اور زہر میں بجھوائی ہے وہ تیغ ستمگار
سر بیٹو خدا کے لئے اب دھیان کدھر ہے
یہ تیغ ہے اور حیدر کرار کا سر ہے

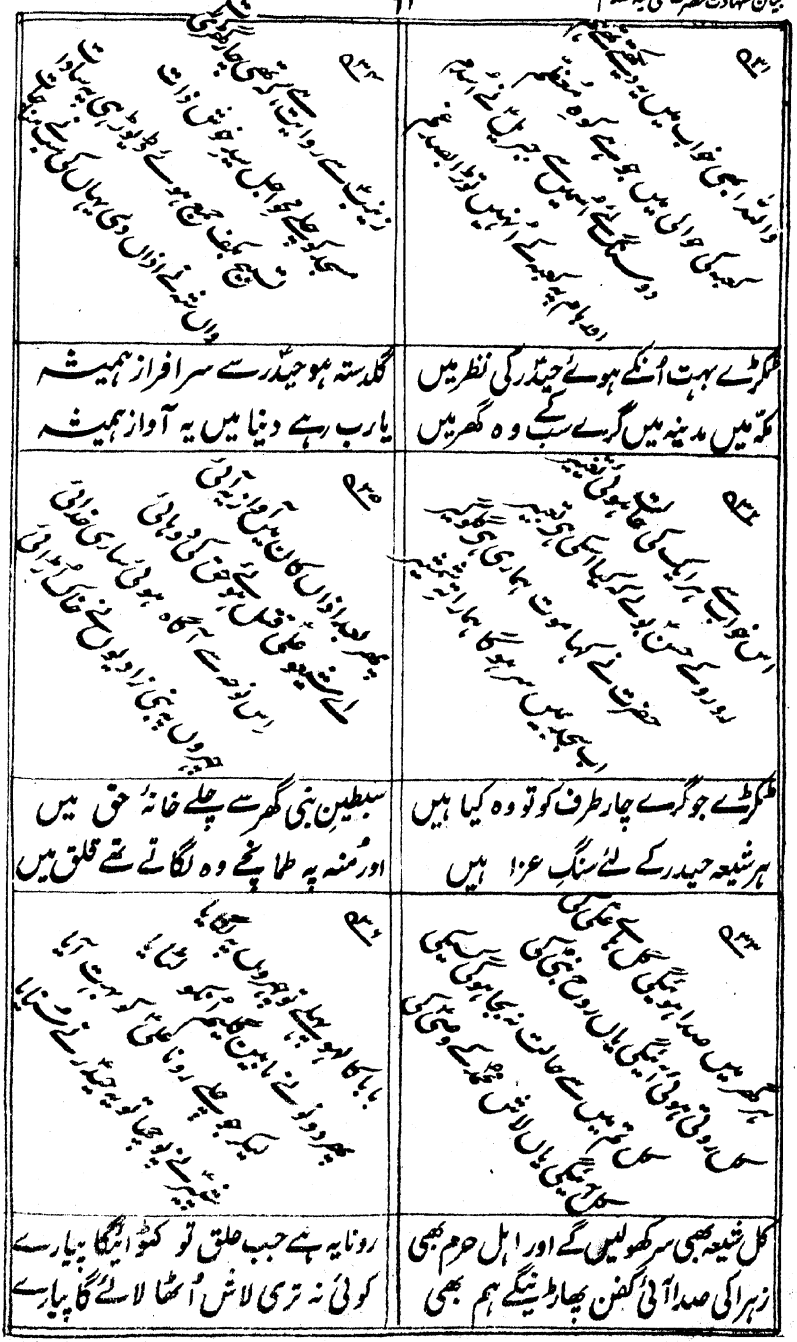
۲۸
کہتا ہے کرانی جو جناب حضرت حیدر
سب کھولئے ہی روزہ کہ افطار ہی کا وقت
اس شب کو ہے گھر میں کچھ نہ جو کچھ ہے سو کم ہے
ہیہات کو ہر بار ندا دیتے تھے در پر

۲۹
دریش سے اونی کو اب علی کی ملاقات
آیا تھا بنا بھیس کہ اظہر ہو کرامات
ہے جو وہ نا گیگا تو کیا دو گے میں اسکو
نے غدر کی طاقت نہ سفارش کو کوئی تاب

۳۰
مرقد کے تصور میں مرے ہوش گئے ہیں
مسکن ہے نیا اور مصاحب بھی نئے ہیں

۳۱
کہتے تھے کہ اور حسرت و درد
کہتے تھے کہ ہیں آپ کو بابا
کہتے تھے کہ اب صبر کریں آپ کی ہم بھی
کہتے تھے کہ بیٹیاں نکو ہوا اپنی اجل کا
کہتے تھے کہ کس طرح نہیں نکلے ہوا اپنی اجل کا
فرمایا جو ارشاد پیمبر سے وہ ہوگا

۳۲
حیدر کی سواری سوے فردوس چلی ہے
دو روز ہے دنیا میں بس اب قوت ہمارا
جاگو یہ شب قدر شب قتل علی ہے
اکیسویں کو اٹھیگا تابوت ہمارا



۳۱
والدہ رہی خواب میں دیکھتی شیر
کہیں کی حوالی میں جو ہے کوہ منظم
دو سنگ لئے آپ میں جبریل نے اسم
اللہ کا ہم پہ کیجئے کہ انہیں توڑا الصمد غم

۳۲
زینب سے روایت کرتی ہیں جابر کی
مسجد کو چلے جو اجل رسیدہ خوش وزات
نیچ کیف چھ ہوئے طبیعت ہی بیساختہ
واں نشے اذاں دی یہاں کی سب نے بیخ کنی

ٹکڑے بہت اُنکے ہوئے حیدر کی نظر میں
مکہ میں مدینہ میں گرے سب کے وہ گھر میں

گلدستہ ہو حیدر سے سرافراز ہمیشہ
یارب رہے دنیا میں یہ آواز ہمیشہ

۳۳
اس خواب کی ہر ایک کی عالم ہوئی تعبیر
رو رو کے حسن نے کہا اماں کی ہے تقدیر
حضرت نے کہا موت ہماری ہے یہ شبیر
اس مسجد میں سر ہوگا ہمارا یہ شبیر

۳۵
پھر بعد اذاں کان میں آواز یہ آئی
اے شیعہ علی قتل ہوئے کی وہ دہائی
اس نوحہ سے آگاہ ہوئی ساری خدائی
چھوڑوں بچی زار یوں سنے خالق اعلیٰ

ٹکڑے جو گرے چار طرف کو تو وہ کیا ہیں
ہر شیعہ حیدر کے لئے سنگ عزا ہیں

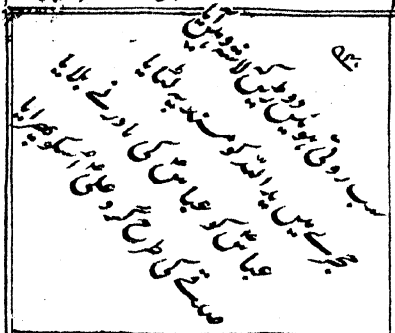
سبطین نبی گھر سے چلے خانۂ حق میں
اور مُنہ پہ طمانچے وہ لگاتے تھے فلق میں

۳۴
ہر گھر میں صدا ہوگی کل ہائے علی کی
کل روتی ہوئی آئیگی یاں روح نبی کی
کل تم سے حمایت نہ بجا ہوگی کسی کی
کل آئیگی یاں لاش تمہارے وصی کی

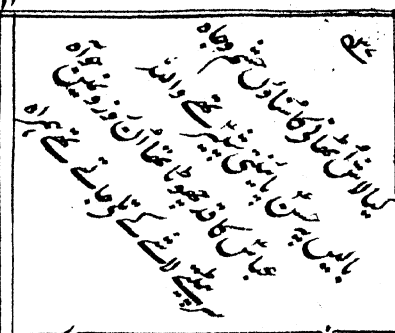
۳۶
بابا کا لہو پہلے تو پیروں پہ لگایا
پھر رو کے لگا سینہ و بازو سے ملایا
لیکر جو چلے روتا علی کو وہ بہت آیا
نیچے نے یہ جانا تو یہ حیدر نے فرمایا

کل شیعہ بھی سر کھولیں گے اور اہل حرم بھی
زہرا کی صدا آئی کفن پھاڑینگے ہم بھی

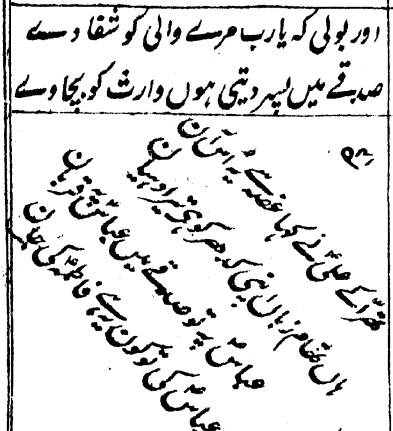
رونا یہ ہے جب حلق تو کٹوائیگا پیارے
کوئی نہ تری لاش اُٹھا لائے گا پیارے



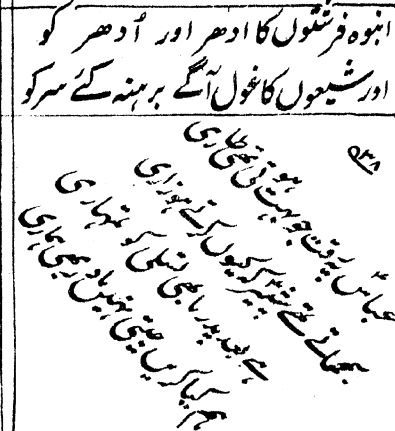
انبوہ فرشتوں کا ادھر اور اُدھر کو
اور شیعوں کا غول آگے برہنہ کئے سر کو



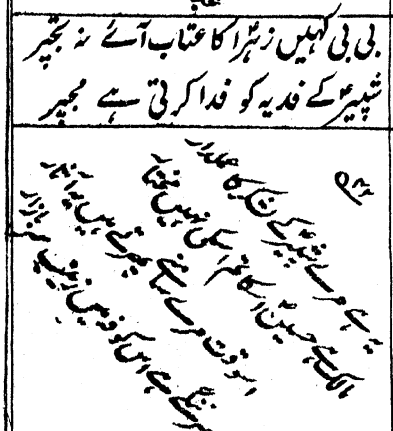
اور بولی کہ یارب مرے والی کو شفا دے
صدقے میں لپہر دیتی ہوں وارث کو بچا دے



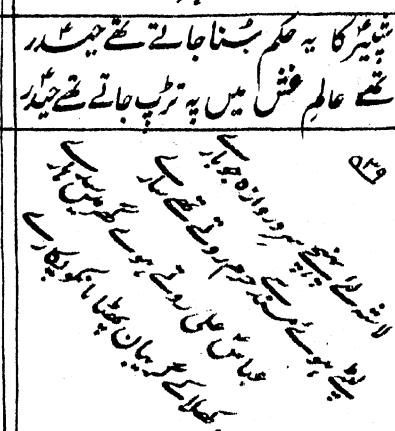
شبیرؑ کا یہ حکم سُنا جاتے تھے حیدرؑ
تھے عالمِ غش میں پہ تڑپ جاتے تھے حیدرؑ



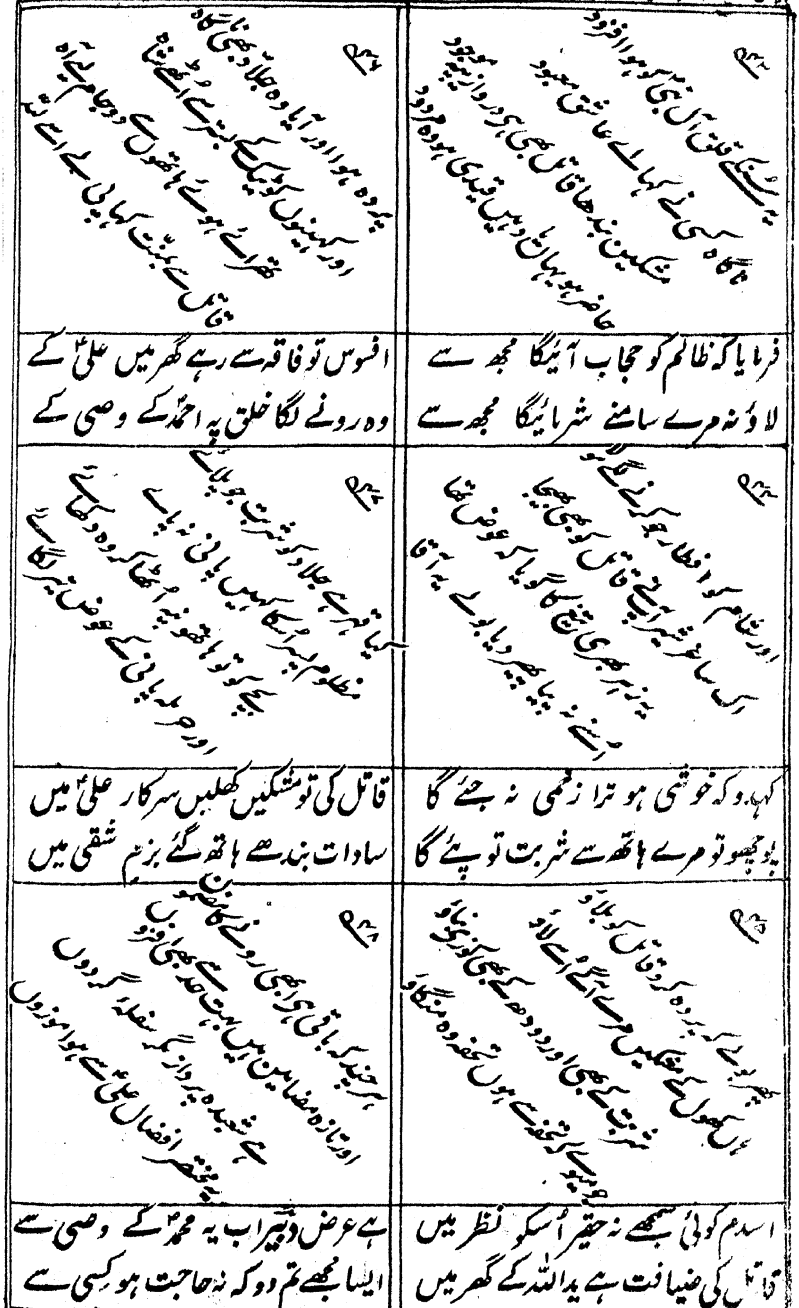
بی بی کہیں زہراؑ کا عتاب آئے نہ بچہ
شبیرؑ کے فدیہ کو فدا کرتی ہے مجھ پر



او خاک لو منہ پہ ردا پھینک دو سر کی
لے اماں چلو لینے کو لاش آئی پدر کی



زلف سر شبیرؑ ہے اور چوب سناں ہے
بھائی کے برابر سرِ عباسؑ رواں ہے



۴۳
یہ سنکے قتل آں نبی کو ہوا افزود
پاگاہ کسی نے کہا لے عاشق معبود
مشکیں بندھا قاتل بھی ہے زیر و زبر موجود
حاضر ہو یہاں وہیں قیامت ہووے فرود

۴۴
پڑوہ ہوا اور آیا وہ جلاد بھی ناشاد
اور کہنیوں کو ٹیک کے بیٹھے اٹھ
ٹھہرائے ہوئے ہاتھوں کو وہ جا مرید
قاتل سے بولے کہاں ہے اے لعین

فرمایا کہ ظالم کو حجاب آئیگا مجھ سے
لاؤ نہ مرے سامنے شرمائیگا مجھ سے

افسوس تو فاقہ سے رہے گھر میں علیؑ کے
وہ رونے لگا خلق پہ احمدؐ کے وصی کے

۴۵
اور شام کو افطار جو کرنے لگے مولا
اک سا تو شیر ایک قاتل کو بھی بھیجا
پر زہر بھری تیغ کا گویا کہ عوض تھا
رکھتے نہ دیا پھیر دیا بولے یہ آقا

۴۶
کیا تیرے جلاد کو شربت جو پلائے
مظلوم امیر اسکا کہیں پانی نہ پائے
بچے کو تو ہاتھوں نے اٹھا کر وہ دکھائے
اور حلق میں پانی کے عوض تیر لگائے

کہدو کہ خوشی ہو ترا زمی نہ جیئے گا
پوچھو تو مرے ہاتھ سے شربت تو پیئے گا

قاتل کی تو مشکیں کھلیں سرکار علیؑ میں
سادات بندھے ہاتھ گئے بزم شقی میں

۴۷
پھر لیکے گیا کر کے وہ قاتل کو بلاؤ
اس کھول کے مشکیں مرے آگے لے لاؤ
شربت کے بھی اور دودھ کے بھی اس کو پلاؤ
دیکھوں کہ تو خوش ہوں تجھے وہ منگاؤ

۴۸
ہر چند کہ باقی ہے ابھی روز کا نصف
اور تازہ مضامین ہیں بہت حمد بھی اوصف
ہے شیدہ پرداز کہ سنغلہ گردوں
یہ مختصر افضال علیؑ سے ہوا موزوں

اسدم کوئی سمجھے نہ حقیر اسکو نظر میں
قاتل کی ضیافت ہے یداللہ کے گھر میں

ہے عرض دبیر اب یہ محمدؐ کے وصی سے
ایسا مجھے تم دو کہ نہ حاجت ہو کسی سے

۴۴

کیسے کہے قبلہ نما روئے حسنؑ ہے
محراب حرم گوشۂ ابروئے حسنؑ ہے
مجموعۂ اخلاق حسن خوئے حسنؑ ہے
وجہ طرب اک نمونۂ خوبیٔ حسنؑ ہے

وجہِ حسن اُنکے رخِ روشن کی ثنا ہے
سایہ سے ہما نور سے خورشید بنا ہے

۴۵

لکھا ہے سرِ بابِ سخا نامِ منور
محبوبِ الٰہی سے مشابہ ہے وہ در پر
اور رنج و مصیبت آپ کا مٹتا ہے مقدر
گردوں کی صفا فرق و ضو خورشید ہے چہر

رخسار سے نسبت تھی کچھ شمس و قمر کو
اِک شب کو نثار اُسپہ کروں ایک سحر کو

۴۶

دنداں جو گہر ہیں دہنِ معدنِ گوہر
قرینہ بھی سلک در شہوار سے بہتر
پھر زہر سے بڑھ جائے جو پیچ ہو ایسا
اور لعلِ جگر تشنہ سے نکلے ہے باہر

یاقوت سے ہر لختِ جگر سرخ ہوا تھا
آسوقت دہنِ معدنِ یاقوت ہوا تھا

۴۴

کیسے کہے قبلہ نما روئے حسنؑ ہے
محراب حرم گوشۂ ابروئے حسنؑ ہے
مجموعۂ اخلاق حسن خوئے حسنؑ ہے
وجہ طرب اک نمونۂ خوبیٔ حسنؑ ہے

پھر مسئلہ میں جو آیا وہ کہا آنکھ ملا کر
شرما چکے کھڑے سنتے رہے سر کو جھکا کر

۴۵

لکھا ہے سرِ بابِ سخا نامِ منور
محبوبِ الٰہی سے مشابہ ہے وہ در پر
اور رنج و مصیبت آپ کا مٹتا ہے مقدر
گردوں کی صفا فرق و ضو خورشید ہے چہر

فرمان فرشتوں کو ہوا ربِّ زمن کا
ہاں خلق ذرا دیکھو مرے پیارے حسنؑ کا

۴۶

دنداں جو گہر ہیں دہنِ معدنِ گوہر
قرینہ بھی سلک در شہوار سے بہتر
پھر زہر سے بڑھ جائے جو پیچ ہو ایسا
اور لعلِ جگر تشنہ سے نکلے ہے باہر

کھولی ہے زباں دست درازی ہے عناں پر
نہ ہاتھ پہ قابو ہے تمہارا نہ زباں پر

۴۷

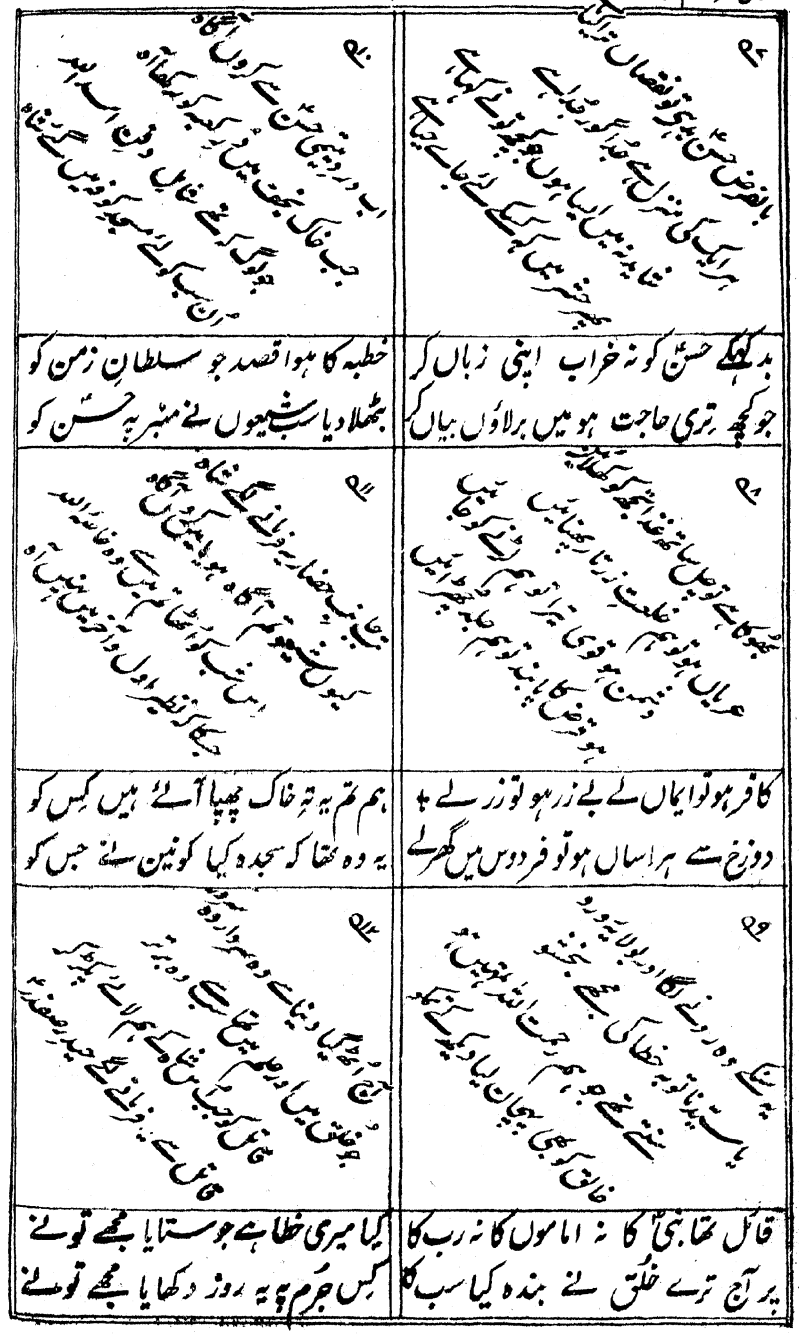
اک روز سوار آتا تھا وہ قبلۂ اسلام
اک کافر بیباک نے لی آکے عناں تھام
اور بھالے درد آہ دیا تحفہ دشنام

وہ حلم و حیا سے خیر و الا کروں اکرام
کیا صبر ہے غصہ نہ آیا تس پر آیا
نہیں نہیں کے سلام اسکو کیا اور پیار سے پوچھا
کیا بھائی تمہیں کچھ عیش میسر نہیں آیا

۴۷

اک روز سوار آتا تھا وہ قبلۂ اسلام
اک کافر بیباک نے لی آکے عناں تھام
اور بھالے درد آہ دیا تحفہ دشنام

وہ حلم و حیا سے خیر و الا کروں اکرام
کیا صبر ہے غصہ نہ آیا تس پر آیا
نہیں نہیں کے سلام اسکو کیا اور پیار سے پوچھا
کیا بھائی تمہیں کچھ عیش میسر نہیں آیا



۱۴۱

رونے لگا سر شہ سے نہ کہتے بنی کچھ بات
چاہا تھا جب میں نے لگاؤں گلے تو ہاتھ
کیا عرض تھا فرمانے لگے جب سر زانو
مارو نہ اسے قید کرو مثل مرے بھائی

یہ چاہتا ہے بند سے رسّی کے رہا ہوں
تم کھولدو ہاتھ اسکے کہ میں عقدہ کشا ہوں

۱۴۲

القصہ لئن مین گئے پیغمبر زی جاہ
اور صلح کی و شمن کی منافق ہوئے آگاہ
غارت کو چلے سوئے خیام حشم شاہ
جو دوست تھے ظاہر میں وہ بیعت سے گئے پھر

اکبار گرے آنکے خیمہ پہ حسنؑ کے
تا دیر لٹے آہ حرم شاہِ زمن کے

۱۴۳

ہر فقرہ پہ مسجد میں ہوا شور بپا
اک غلغلہ تھا ہائے علیؑ کا دمِ رحلت
بیٹے سے اتر آیا جو وہ رکن الامت
چالیس ہزار اسکے ہوئے داخلِ بیعت

پر حاکمِ کوفہ یہ خبر شام میں پاکے
نکلا مع افواج ارادہ پہ وغا کے

۱۴۴

اعدا نے نہ اس علم پہ بھی آنکھ اٹھائی
تو بار دیا از ہر پیمبرؐ کو رلایا
اپنی میں جو اسماعیلؑ نے نہیں زبح چلایا
اس نے تو کلیجہ کو میرے چھان دیا ہے

زینبؑ سے کہا یہ جو ابھی پانی پیا ہے
اس نے تو کلیجہ کو میرے چھان دیا ہے

۱۴۵

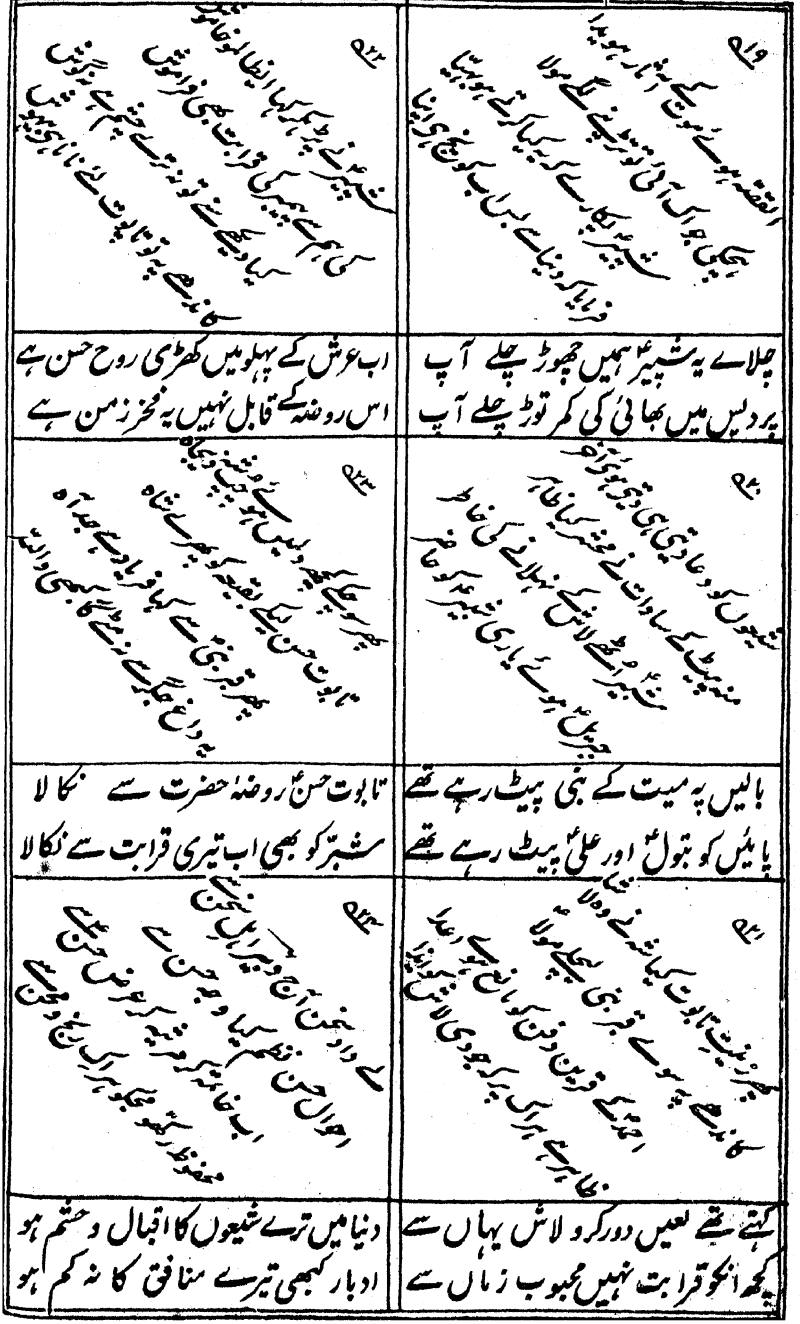
نزدیک عراق آکے جو پہنچا ستمگر
بن شہ سے کہا کیا ہے کیا شہ نے کیا غدر
حضرت نے جو دی رای حال یہ فرمایا نظار
جا جا کے کیا صلح کو حاکم سے قرار

تھا سخت تردد پسرِ شاہِ نجفؑ کو
حضرت مع آل آئے مدائن کی طرف کو

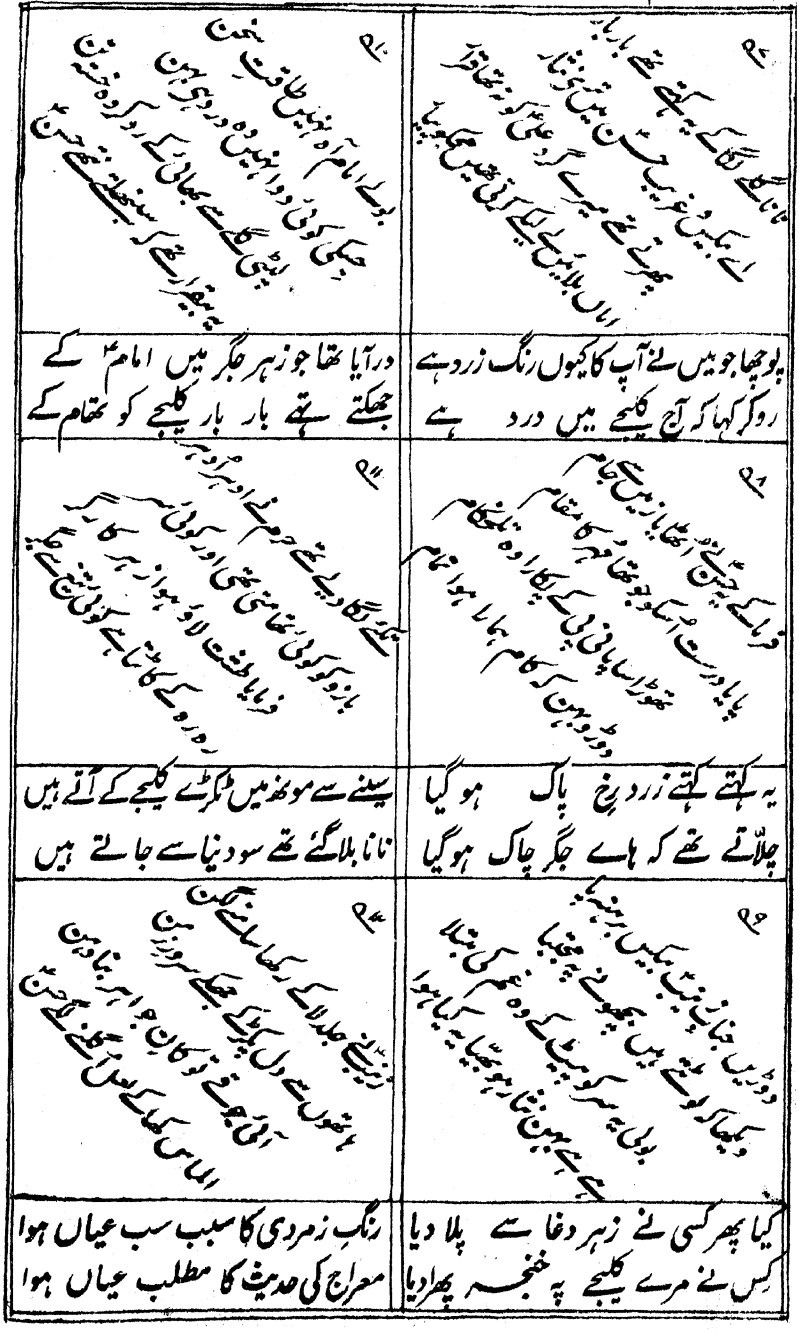
۱۴۶

پھر تیسرا کنی مرتبہ وہ شاہ ستمگر
غلبہ کیا کرکے صفِ ماتم ہی میں برپا
اور فاطمہؑ کے رونے کی آنے لگی آواز

پیدا تھا ابھی نوحۂ خاتونِ زمن سے
کیوں لال مرے لعل اگلتے ہو دہن سے


۷۹
القصہ ہوئے میت کے آثار ہویدا
بچی جو اک آدمی تو چیخنے لگے مولا
شبیرؑ پکارے کہ کیا کرتے ہو بھیا
فرمایا کہ دنیا سے ہیں اب کوچ کی اپنا
چلائے یہ شبیرؑ ہمیں چھوڑ چلے آپ
پردیس میں بھائی کی کمر توڑ چلے آپ
۸۰
شیعوں کو دعا دی ہی وداع
منہ پیٹ کے سادات نے مشہد کیا ظاہر
شبیرؑ اٹھے لاش کے نہلانے کی خاطر
جبریلؑ ہوئے یاری شبیرؑ کو حاضر
بالیں پہ میت کے نبی پیٹ رہے تھے
پائیں کو بتولؑ اور علیؑ پیٹ رہے تھے
۸۱
پھر زینت تابوت کیا شہ نے وللا
سو ٹھے پہ چڑھے قبر نبی لے چلے مولا
احمدؐ کے قرین دفن کو مانع ہوئے اعدا
نظارہ ہے ہر اک پر کہ جو دی لاش کو اپنا
کہتے تھے لعیں دور کرو لاش یہاں سے
کچھ انکو قرابت نہیں محبوب زماں سے
۷۹
القصہ ہوئے میت کے آثار ہویدا
بچی جو اک آدمی تو چیخنے لگے مولا
شبیرؑ پکارے کہ کیا کرتے ہو بھیا
فرمایا کہ دنیا سے ہیں اب کوچ کی اپنا
چلائے یہ شبیرؑ ہمیں چھوڑ چلے آپ
پردیس میں بھائی کی کمر توڑ چلے آپ
۸۲
سنتے ہی یہ فرمان شہ انبیا ہوئے غمناک
کی عرض کہ بیکس کی قرابت بھی ہے ضحاک
یاد آئے ہے تو نوچ لئے چشم نے پوشاک
کانوں پہ ہوئے ہاتھ کہ ہائے ہائے ہائے
اب عرش کے پہلو میں کھڑی روح حسن ہے
اس روضہ کے قابل نہیں یہ مخزن من ہے
۸۳
پھر آئے جنازے پہ شہ دیں بہ تجمل
تابوت حسنؑ لیکے چلے قبر کو بیکل
پھر قبر نبی سے کیا فریاد بصد آہ
پر داغ جگر بیٹے کا بھی ہے یہ گواہ
تابوت حسنؑ روضۂ حضرت سے نکالا
شبرؑ کو بھی اب تیری قرابت سے نکالا
۸۴
اے دور زمن آج ہے یہ رائے حسن پر
احوال حسن نظم کیا وجہ حسن سے
اب خاطر شبیر مشیت کرم حسن سے
محفوظ رکھو مجلس ہر رائے حسن سے
دنیا میں ترے شیعوں کا اقبال دوچند ہو
ادبار کبھی تیرے منافق کا نہ کم ہو

۷۳	۷۴
مسجد میں قبل جب شہ خیبر شکن گیا زینت دہ سریر امامت حسن ہوئے سبط رسولؐ جبکہ امام زمن ہوئے مخزون فیض عالم سب مرد و زن ہوئے	آخر ہوا وہ بیکسی و غربتاً و نااماں شہد دغا سے پی کے ہوئے نالاں و تپاں دو روز تک سے رہتے تھے نالاں و بیقرار سو سو طرح کے رنج تھے اور ایک جان زار
چرچا تھا خوبیوں کا فلک سے زمیں تلک خلقِ حسنؑ کا شور تھا عرشِ بریں تلک	کیا بیکسی تھی راحتِ جانِ بتولؑ پر جا جا کے لوٹتے تھے مزارِ رسولؐ پر
۷۵	۷۶
حلات مشکلات امیر و فقیر سے اور شاہ لافتیٰ کے مظہر و زبردست قائم مقام سرور کروبیوں سرور سے کیا کوہ ہے نسب میں عدیم النظیر سے	مصروف تھے خدا کی عبادت میں صبح و شام گھر سے کہیں نہ جاتا تھا شہزادہ نیک نام شب میں اک مکان تھا بنا کردہ امام منظور رہو گیا شب خلوت وہیں مقام
نانا رسول بادشہ مشرقین سا بازو اگر دیا تو خدا نے حسینؑ سا	رشک بہشت و غیرت باغ جناں ہوا اُس شب کو وہ مکان تو بس لامکاں ہوا
۷۷	۷۸
اخبار صادقین سے ہوتا ہے یہ عیاں اسماء نبی ایک زوجہ شہزادہ زماں اسکی طرف سے رہتے تھے مولا جو بدگماں کہتے تھے لوگ اسکا بتا دیجے رنگ ناں	رقت یہ تھی کہ اشکوں سے تر روے پاک تھا محبوب کبریا کا گریبان چاک۔ تھا
فرماتے تھے گریز نہیں ہے ممات سے قطع حیات ہے شدنی اسکے ہات سے	



پوچھا جو میں نے آپ کا کیوں رنگ زرد ہے
رو کر کہا کہ آج کلیجے میں درد ہے

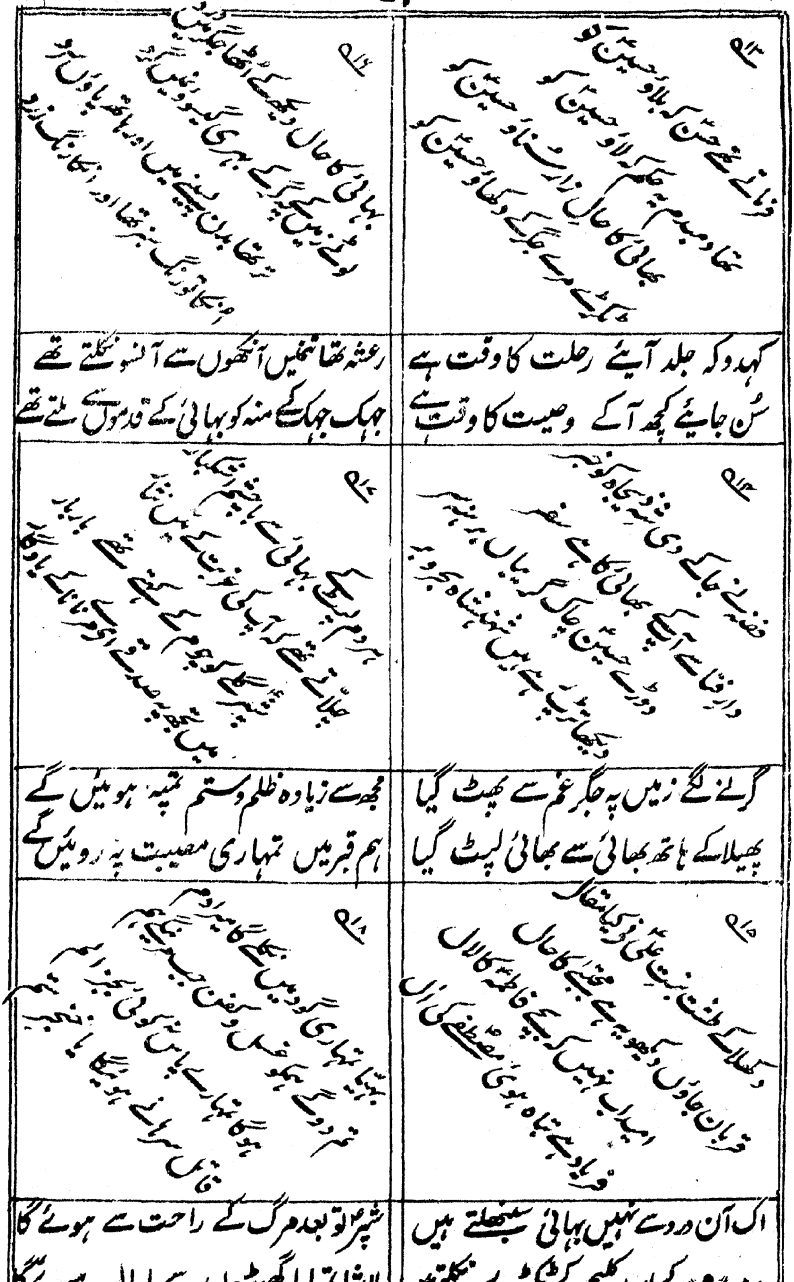
درآیا تھا جو زہر جگر میں امامؑ کے
جھٹکے تھے بار بار کلیجے کو تھام کے

یہ کہتے کہتے زرد رخ پاک ہو گیا
چلاتے تھے کہ ہائے جگر چاک ہو گیا

سینے سے مونہہ میں ٹکڑے کلیجے کے آتے ہیں
نانا بلا گئے تھے سو دنیا سے جاتے ہیں

کیا پھر کسی نے زہر دغا سے پلا دیا
کس نے مرے کلیجے پہ خنجر پھرا دیا

رنگِ زمردی کا سبب سب عیاں ہوا
معراج کی حدیث کا مطلب عیاں ہوا



۱۴
زہرا نے بیٹے حسنؑ کو بلاؤ حسینؑ کو
بھائی کا حال زار سناؤ حسینؑ کو
بھائی کا حال جا کے دکھاؤ حسینؑ کو
ٹکڑے جگر کے جا کے دکھاؤ حسینؑ کو

کہدو کہ جلد آیئے رحلت کا وقت ہے
سُن جایئے کچھ آ کے وصیت کا وقت ہے

۱۵
بھائی کا حال دیکھ کے اٹھا جگر میں درد
لوٹنے لگے تڑپ کے بھری گیسوؤں میں گرد
تھا بدن پسینے میں اور ہاتھ پاؤں سرد
رنگ اڑا ہوا تھا اور رنگ زرد

رعشہ تھا تنمیں آنکھوں سے آنسو نکلتے تھے
جھک جھک کے منہ کو بھائی کے قدموں سے ملتے تھے

۱۶
فضہ نے جا کے دی شہ دیں کو خبر
دار فنا سے آپ کے بھائی کا ہے سفر
دوڑے حسینؑ چاک گریباں برہنہ سر
دیکھا تڑپ رہے ہیں شہنشاہ بحر و بر

گرنے لگے زمیں پہ جگر غم سے پھٹ گیا
پھیلا کے ہاتھ بھائی سے بھائی لپٹ گیا

۱۷
ہر دم یہ کہتے تھے کہ برادر کدھر گئے
بھائی نے یہ کہا کہ میں غربت کے ہیں شہا
بلاتے تھے کہ آپ کی غربت کے تھے گلے
پیارے گلے کو چوم کے رونے لگے بھائی

میں تجھ پہ صدقے اور فنا کے بار بار
مجھ سے زیادہ ظلم و ستم تم پہ ہوئیں گے
ہم قبر میں تمہاری مصیبت پہ روئیں گے

۱۸
دکھلا کے وقت رخصت علیؑ کو کیا نثار
قربان جاؤں دیکھو یہ ہے مجھ بچے کا حال
امید اب نہیں کہ بچے فاطمہؑ کا لال
فریاد ہے تباہ ہوئی مصطفےٰ کی آل

اک آن دردے نہیں بھائی سنبھلتے ہیں
رہ رہ کے اب کلیجے کے ٹکڑے نکلتے ہیں

۱۹
بھائی تمہاری گود میں نکلے گا میرا دم
تم دو گے مجھکو غسل و کفن جب کہ ہے یہ غم
ہوگا تمہارے ہاتھ سے کوئی بجز ستم
قاتل سر کرے گا ہویدا یہ منجم

شبّرؑ تو بعد مرگ کے راحت سے ہوئے گا
لاشا تمہارا گھوڑوں سے پامال ہوئے گا

۱۹

تم ماموں وطن میں یہ تم سے کہیں گے جا کر
مرنے کے بعد بھی نہ بلیگا ہمیں کوئی گھر
پالوگے تم یتیموں کو میرے بعد حسن
بچے تمہارے ہونگے والبتہ رسن

۲۰

جاوینگے اہلِ بیتِ نبی شہرِ شام میں
سر ننگے ہونگی بی بیاں بلوائے عام میں

۲۱

دیکھوں تو بی کے میں کیا طمع کا ہے
بھائی سے لپٹی دوڑ کے زینبؑ جگر کباب
تھا حسن نے دستِ برادر بصد شتاب

۲۲

جلدی سے پی نہ لے یہ فلق تھا امامؑ پر
اک ہاتھ تھا کلیجے پہ اک ہاتھ جام پر

۲۳

تم آبِ تیغ پی کے زمانے سے جاؤ گے
دو دن کی پیاس خنجرِ کیں سے بجھاؤ گے

۲۴

عباس کربلا کے کہا لے وفا شعار
چھٹپن سے تم کو گود کھلایا ہے پیار سے
اور تم بھی اپنے نام پہ جاں دی ہے جان سے
حاجت تو کچھ نہیں ہے سفارش کی زینہار

۲۵

تم شاہِ بیکساں کی رفاقت نہ چھوڑیو
بھائی کا اپنے دامنِ دولت نہ چھوڑیو

۲۶

وقتِ جہاد معرکہ آرا نہ کیجیو
پیاری نہ جان بھائی پہ صدقے نہ کیجیو
پیاسے ہوں اہلِ بیت تو شادی نہ کیجیو
لشکر علم کو فوج کی زیبا نہ کیجیو

۲۷

اب ہم تو سوئے خلدِ بریں جانے والے ہیں
تم انکے ساتھ ہو یہ حوالے تمہارے ہیں

۲۸

فاقہ کیا ہے کیا اس طرح کلام
اس گھر کے تم چراغ ہو روشن ہو جس سے نام
ہیں پیرِ سر بسر نہ مظلوم صبح و شام
پہچیو وہ کام جس میں رضا مندیِ ہو رام

۲۹

پیارے شہیدِ تیغِ جفا ہو کے آئیو +
فردوس میں چچا پہ فدا ہو کے آئیو +

۲۷

بھائی یہ کہتا جو تھا آج مری جان گئی
پہنچے گی کربلا میں تو ہوجائیگا یہاں
کھینچکر کیجئے ہاتھ سے باچشم خونفشاں
بازو پہ اسکے باندھکے پھریئے یہاں وہاں

۲۸

ماں کی اہل بیت رسالت میں تھی صدا
بیٹا تھا شور و واحسنا واحسنا مچا
سادات کے محل میں اک حشر تھا بپا
ماتم فلک سے آتی تھی ہاتف کی یہ ندا

اسکو سوائے وقت مصیبت نہ کھولیو
یہ حرز جاں ہے غیر ضرورت نہ کھولیو

آل نبی سے سبط محمدؐ جدا ہوئے
زہراؑ کے آج لعل و زمرد جدا ہوئے

۲۶

حاضر حضور شاہ میں تھا دو بھی اونہاں
ہاتھوں کو اسکے چوم کے بولے یہ شاہ زماں
اے آخری شہید تو ہے بیکسوں کا حال

۲۹

بانو نے بھائی کی جو سنی یہ فغاں حزیں
بہنیں بچھاڑیں خاک پہ کھائی پچھاڑیں
بھائی پہ ہاتھ مار کے چلانے لگیں حسینؑ
اب کون ہوگا زینب و کلثوم کا معین

نازک کلائیاں یہ تری دل سے بھائی ہیں
حوریں ابھی سے گود میں لینے کو آئی ہیں

بازو ہمارا ٹوٹ گیا وا مصیبتا
باپ آج مجھ سے چھوٹ گیا وا مصیبتا

۲۷

یہ سنکے خوش ہوا اور اضطراب
عمامہ سر حسینؑ سے گر کر ہوا خراب
حاضر تھی روح احمد و زہرا و بوتراب
رکھے ہے جب دیدہ پرنم جناب کے

۳۰

لاشے کے پاس آکے کھڑا تھا جو لال
نخ زرد اور بدن پہ تھا گریاں کھلا ہوا
چلائی ہی نہیں تھی بہن بیٹے کا یہ حال
لو بھی ہماری تم سے لیا چرخ زوالجلال

تشریف خلد کو شہ ذیجاہ لے گئے
جدّ و پدر جو آئے تھے ہمراہ لے گئے

مدت کا ساتھ ہائے غضب آج چھٹ گیا
میں رانڈ ہوگئی مرا اقبال لٹ گیا

۳۳۱

غسل و کفن امامؑ کو جب دے چکے امام
اور نماز ہو چکے درود و ثنا تمام
جسد مبارک کو اٹھا جنازۂ شہزادۂ انام
کرنے لگے تھے انبیاء سلف و ائمہ کرام

۳۳۲

ہمراہ ہو لئے یہ امام فلک جناب
ہمراہ ہو لئے یہ امام فلک جناب
ہمراہ ہو لئے یہ امام فلک جناب
ہمراہ ہو لئے یہ امام فلک جناب

تھے شیثؑ و نوحؑ چاک گریباں کئے ہوئے
الیاسؑ و خضرؑ جاتے تھے کاندھا دئے ہوئے

اور ونکی قبرہائے نبی کے قریب ہو
پہلو رسولؐ کا نہ حسنؑ کو نصیب ہو

۳۳۳

جسد مبارک کو لیکر شاہ لافتیٰ
جسد مبارک کو لیکر شاہ لافتیٰ
جسد مبارک کو لیکر شاہ لافتیٰ
جسد مبارک کو لیکر شاہ لافتیٰ

زیب کنار شاہِ رسل کے مزار ہو
منظور ہے کہ حق کو بمرکز قرار ہو

۳۳۴

عباسؑ نامدار کو بھی آگیا جلال
عباسؑ نامدار کو بھی آگیا جلال
عباسؑ نامدار کو بھی آگیا جلال
عباسؑ نامدار کو بھی آگیا جلال

ان باغیوں کے زور کو دم بھر میں توڑ دینگے
ہمسایۂ رسولؐ خدا ہم نہ چھوڑ دینگے

۳۳۵

ازبسکہ نسل فاطمہؑ تھا ان میں مغتفر
ازبسکہ نسل فاطمہؑ تھا ان میں مغتفر
ازبسکہ نسل فاطمہؑ تھا ان میں مغتفر
ازبسکہ نسل فاطمہؑ تھا ان میں مغتفر

یہ گھر ہماری ملک کا ہے اور مال کا
حصہ نہیں ہے اسمیں محمدؐ کی آل کا

۳۳۶

اس آل کو روا تھے امام فلک جناب
اس آل کو روا تھے امام فلک جناب
اس آل کو روا تھے امام فلک جناب
اس آل کو روا تھے امام فلک جناب

تابوت پر نواسے کے بدعت جو ہوتی تھی
روح رسولؐ پاک جنازے پہ روتی تھی

۳۶

تابوت پر جو آنے لگے تیر ناگہاں
آوازہ نبرد ہوا شاہ انس و جاں
آئی ندائے غیب کہ اے شاہ بیکساں
سر بیٹی سے فاطمہ زہرا الصبر فغاں

۳۷

رو کر یہاں کہی تھی اسی بات حسینؑ نے
واں بیکسی پہ بھائی کی تابوت شاہ دیں
ہر سمت پر دیں ہوا یہاں تیر آفریں
رویا لپٹ کے قبر سے زہرا کا نازنین

جنبش میں اس الم سے محمدؐ کی قبر ہے
اے شیر حق کے لال یہ ہنگام صبر ہے

محشر بپا تھا نالہ و فریاد و آہ سے
ہفتاد تیر نکلے تھے تابوت شاہ سے

۳۸

واں دی کسی نے زینبؑ بیکس کو یہ خبر
چلاتے ہیں برادر ذی جاہ کے جنازہ پر
تشریف لائیے ہیں غضب میں ہیں شاہ بحر و بر
اٹھی گلی وہ بیچ سے ہاتھوں کے بال بکھر

۳۹

بھائی کو دفن کر کے وہ شاہ فلک سریر
روضہ سے مصطفےٰ کے ہوئی جب کہ گوشہ گیر
اس نے بھی قتل کرنے کو ڈھونڈی ہے اک اسیر
ہمراہ سفر ہوا کوفین کا امیر

چلائی گھر سے مضطرب الحال جاتی ہوں
قبر نبیؐ پہ کھولے ہوئے بال جاتی ہوں

راحت کا اُس غریب کی نقشہ بگڑ گیا +
آباد کربلا ہوئی یثرب اُجڑ گیا +

۴۰

جا کر کہے کوئی یہ شہ دیں کے مزار پر
صدقہ نبی کی روح کا کیجے نہ کاروبار
بابا کا صبر یاد کرو چشم میں نثار
کہتی ہے یہ بتول کا بنا و واں مزار

۴۱

جی چاہتا ہے حال زیادہ ہو کچھ بیاں
دل کانپتا ہے خوف طوالت سے اب تو ہاں
سب کو نہیں ہے فرصت جہاں بیش و درد و غم
ہر ایک دیکھتے ہیں سو نفسی نفسی

آرام دو حبیب خدا کے حبیب کو
لیجا کے ماں کے پہلو میں گاڑو غریب کو

دو دو ملیں گے ساغر نہر لبن تجھے
ہے بے ریا ولائے حسینؑ و حسنؑ تجھے

مرثیہ

ہے

گرد و نواح ہوا رشکِ چین خصیلِ چین میں
دیکھیں جو حسن سے ہوئے یاقوت عدن میں
بلبل کی طرح جان پڑی گل کے بدن میں
دندان در شگفتہ ہوئے غنچہ کے دہن میں

ہے

لکھے ہیں خط کو فیوں نے بیشمار بار
کہتے ہیں گلزار میں گلزار ہیں انجار
بے آبیٔ پیاسے ہیں گو ایماں کا گلزار
جلد آؤ مشتاق ہیں دیدار کے دیدار

ہر بلبلِ بستانِ نجف مرثیہ خواں تھی
کوفہ میں بہار آئی مدینہ میں خزاں تھی

خط میں تو کئے تخمے رقم سیب و ثمر کے
آئیں تو کھلائیں انھیں پھل تیغ و تبر کے

ہے

سلطانِ بہاری نے جو دیکھا یہ تجمل
ہر غنچہ نے نظارہ سلامی کا بجایا
ہر برگ بھی گلدستہ در دست بنا کھڑا
رواں نے بھی فوجِ خلافی کا بلایا

ہے

گزری ہے جو نظارہ شہ والا پہ تحیر
قاصد ملکِ الموت کا خط لے کے ہوا فقیر
صفدر سے جدا ہو کے چلا فاطمہ کا شیر
دنیا ہے یہ غنچہ مرا فاطمہ کا شیر

یہ تیز روی کی کہ عرق آیا جبیں پر
تسبیح گری زاہدِ شبنم کی زمیں پر

ٹھہرو تو لحد سے میں نکلتی ہوں حسینا
سب کنبے کے رونے کو میں چلتی ہوں حسینا

ہے

آہا غنچہ و بہاری میں گلستاں
سبزہ کو دیا خلعتِ خضر سے میداں
خشکی سے لکھا آبِ رواں پر خطِ طغیاں
رو در بغل جاسوس ہوا جاری و گریاں

ہے

مرقد پہ جو پہنچے ہیں وہ سرو چمن آرا
کہتے ہیں اس قبر میں ہے بضعۂ زہرا
سب ہو گئیں آواز حسین آیا ہے بابا
بے شیر ہے اصغر کی بھی فریاد پہ فریاد

ہاں لا تو خبر دیکھ زمیں خشک کدھر ہے
پھر قہر سے تو خشک ہے گر وہ نہیں تر ہے

تعویذ گلوئے نبوی ہاتھ پھرا کے
رو رو کے گرے قبر کے تعویذ پہ آ کے

۷۶	۷۷
چلایا سر قبر روضہ مطہر مسافر تمنا مرے دل کی بر آئی آخر سر دیئے کو جاتا ہوں گر بیکسوں کی خبر لیجئے مرقد سے بولا خدا حافظ و ناصر	پھر زیب دیں کس مقام آکے ہوئی شاہ اور شوہ خلق سے کیا دل آگاہ لکھا دی نامہ میں جو تھی خواہش اللہ مسلم کو نیابت کا دیا مرتبہ و جاہ
تم بن مری اُمت کوئی بخشا نہیں سکتا واں جاتے ہو پیارے کہ یہاں ٹھہرا نہیں سکتا	مسلم نے شرف پایا رسولانِ سلف کا کعبہ میں صحیفہ ملا زہرا کے خلف کا
۷۸	۷۹
تم بھی رجب کی ہو مہینہ ہو دیاں داخل ہوئے کعبہ میں تو شش شعباں پہنچا خطوط آئے ہیں تم کوفیوں کے دل فرمانے لگے اچھی نہ ذی الحجہ کی ساں	خط دیکھے مسلم کے یہاں کرنے لگے شاہ کعبہ بھی اب چھوڑو مدینہ بھی چلو آہ امت کہیں گمراہ ہو کوفہ کی طرف راہ اچھا ہے یہ دنیا کے بچو جائے گاہ
اللہ بہت فرقۂ دیندار ہے مشتاق ہاتف نے کہا شمر کی تلوار ہے مشتاق	تم رحم ہی کرنا جو ہو بیداد و ستم بھی تم سوئے بہشت آگے چلو آتے ہیں ہم بھی
۸۰	۸۱
پھر قاصد کو فہ نے یہ کی عرض شاہ سے مشتاق قدم آپ کے آل کی سے راہ سے حضرت نے کہا کوفہ میں خیر و وفا تو ہیں کانوں پہ دھرا ہاتھ کہ وہ بولا نہ والله	القصہ چلا ایلچی نائب حیدر ہمراہ ہوا آٹھ سے دو فرزند پیمبر اختر سمجھا نے لگے ساتھ قرآن مبر انور مسلم نے اجورہ لیا ساتھ دو رہبر
حضرت نے کہا خیر وفا ہے کہ وفا ہے کوفے ہی میں بن باپ کا شبیر ہوا ہے	نہ حق تھا فراموش نہ تھے شاہ فراموش پر گردش تقدیر نے کی راہ فراموش

۱۴

دارد ہوئے اس بادیہ میں شہ رد و چار
جو گرم تھا صحرائے قیامت کے دو چند اں
تھا نام مضیق اسکا میان عربیاں
اسپند جو ڈالے تھے تو گرم تھا بیاباں

۱۵

چھڑکاؤ کیا پانی کا آقا کو یہ جلدی
لے شیخ حرم در نجف جلد چلی جا
پیاسے مرے رہبر نہ ملا بیابان کی جا
انجام ہے اچھا ترے انجام سفر کا

حیراں عقب راہ چلے جاتے تھے مسلمؑ
لیکن رہ مقصد نہ کہیں پاتے تھے مسلمؑ

بندہ ہو معاف آپ مجھے یہاں سے بلا لیں
حضرت بھی قدم کعبہ سے باہر نہ نکالیں

۱۶

مسلمؑ کو جگر گوشے زباں سے نکالے
بیٹھے تھے وہی پاس سے اللہ بچالے
ہاہا ہمیں اس ہو کے ہیں واں میں ہیں پھنسے
اس گھر کے تو ہو ہمیں پاس بلالے

۱۷

سن کر یہ خبر شاہ سے گزرا
مسلمؑ کو تو جانے میں ہیں تدبیر کروں کیا
وہ بولیں کہ بیٹے ترے موجود ہیں بیٹا

دل ٹکڑے ہوا جاتا ہے خشکی زباں سے
پہنچا دو ہمیں والدہ کے پاس یہاں سے

کم سن ہیں تو ہوں دعوت اسلام کرینگے
قبل آپ کے جانے سے یہ سب کام کرینگے

۱۸

عباسؑ کہ بادام جلالی کا ہے آقا
بندہ کو نہ بھیجو ہے عین غنا
بس وقت خاص سے کھڑے ہیں آقا
نائب نہیں آتا ہے غلام آتا ہے میرا

۱۹

جز آبلہ ایک قطرہ نہ پانی کا نہیں تھا
تھا آب بھی سو آبلہ میں پردہ نشیں تھا

اک اپکے سوا بیعت شہ والا کی میں لونگا
سو فخر ہیں گر جان تری راہ میں دونگا

۱۹

شہ بولے ابھی جاؤ نہ گھر تم کو خدا کی
ایکے تو محرم میں جدائی ہے مقرر
مسلم کو یہ لکھ بھیجا ہے اب جان برادر
یہاں آنے سے تبدیل نہ ہو دیکھا مقدر

جاں ایک ہے موت ایک خدا ایک ہے بھائی
اُمت کے لئے تو یہ سفر نیک ہے بھائی

۲۰

قرباں شہ مظلوم کی ہنگامِ اجل پر
مسلمؑ طرفِ کوفہ چلے خرم و شاداں
وارد ہوئے کوفہ میں وہ نائب ایماں
مہمانی مسلمؑ کا بھروسہ ہے مسلماں

ملے والے غریبی پہ حسینؑ ابنِ علیؑ کی
اِکدن بھی ضیافت نہ ہوئی سبطِ نبیؐ کی

۲۱

کوفے میں جو یہ خبر ہوا مسلمؑ کا آنا
اب راہ پہ بخت آیا کہ یہ ہوا سمیرا
اِس شور سے ہوا حضرتِ عالی کو گیارہ
کعبہ کی طرف آیا کہ یہ ہوا سمیرا

اب چشمۂ کوثر پہ پہنچ جائینگے پیاسے
گھر بیٹھے ہمیں خضر ملے فضلِ خدا سے

۲۲

ہر جلسہ میں مشتاق یہ کہتے تھے رو رو
اب قبلہ و کعبہ کا ہے سب قصد ادھر کو
الدرک یا ماہِ محرم نہ ہمیں ہو
فرمانے لگے مسلمؑ اب آ ہی گئے ہو

یہاں آکے نہ پھر قصدِ وطن شاہ کرینگے
بن بیاہے جوانوں کا یہیں بیاہ کرینگے

۲۳

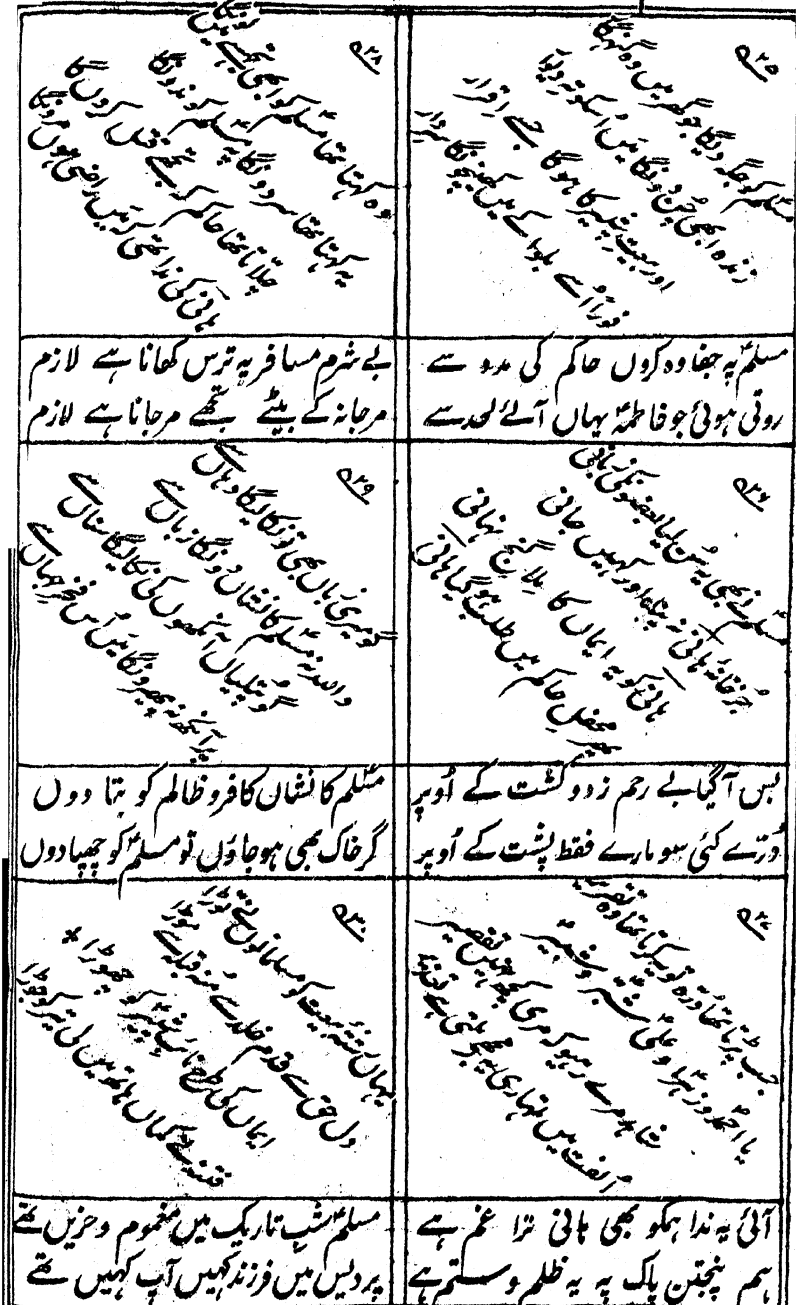
ایسا ہی وفادار تو ہیں جاں نثار شاہ
جو فاطمہؑ کی بیٹیوں کو لاتے ہیں ہمراہ
قاسمؑ بھی اور اکبرؑ بھی بنیں گے نہیں گمراہ
دو تین مہینے کا ہے اصغرؑ بھی ہمراہ

مکتب یہیں ہوگا یہیں دودھ اُسکا بڑھیگا
چلّائی اجل کوئی نہ پروان نہ چڑھیگا

۲۴

یوں راوی آگاہ دلِ غمگیں ہیں کرتا
پچیس ہزار آئے تھے بیعت میں کہ ناگاہ
نازل ہوا واں مثلِ بلا ابنِ زیادہ
فرمانِ پڑھا نام میں جسکے ہے جو ظلمہ

ہاں سب ہوں مشرف مری بیعت کے شرف سے
حاکم ہے ابھی شام کے حاکم کی طرف سے



مسلمؑ پہ جفا وہ کروں حاکم کی مدد سے
بے شرم مسافر پہ ترس کھانا ہے لازم

روتی ہوئی جو فاطمہؑ یہاں آئے لحد سے
مرجانہ کے بیٹے تجھے مرجانا ہے لازم

بس آگیا بے رحم زدوکشت کے اُوپر
مسلمؑ کا نشاں کافر و ظالم کو بتا دوں

دُرّے کئی ہو مارے فقط پشت کے اُوپر
گر خاک بھی ہو جاؤں تو مسلمؑ کو چھپا دوں

آئی یہ ندا ہمکو بھی ہانی ترا غم ہے
مسلمؑ شب تاریک میں مغموم و حزیں تھے

ہم پنجتن پاک پہ یہ ظلم و ستم ہے
پردیس میں فرزند کہیں آپ کہیں تھے

۳۱

وہ شہر بے مروت و بے طرح و بے وفا
جلاد کی نگاہ میں دشمن درد و دیوار
آئینہ زمین و فلک و کوچہ و بازار
اور بیکس و مظلوم فقط بیکس و لاچار

بیٹھے کہیں تھک کر تو اجل سر پہ کھڑی تھی
اک سر پہ دو عالم کی بلا ٹوٹ پڑی تھی

۳۲

ڈھونڈی اور جا بجا بیٹھے
حضرت نے جہاں آنکھ اٹھا کر دیکھا
پھر گزرے کو دور سے جو یہاں آئی نظر
دیکھا کہ ہیں بیٹھے ہوئے دو نیچ کے سر

دلمیں کہا اس شہر میں یہ گھر نہیں رکھتا
یہ گھر نہیں رکھتا کوئی یاور نہیں رکھتا

۳۳

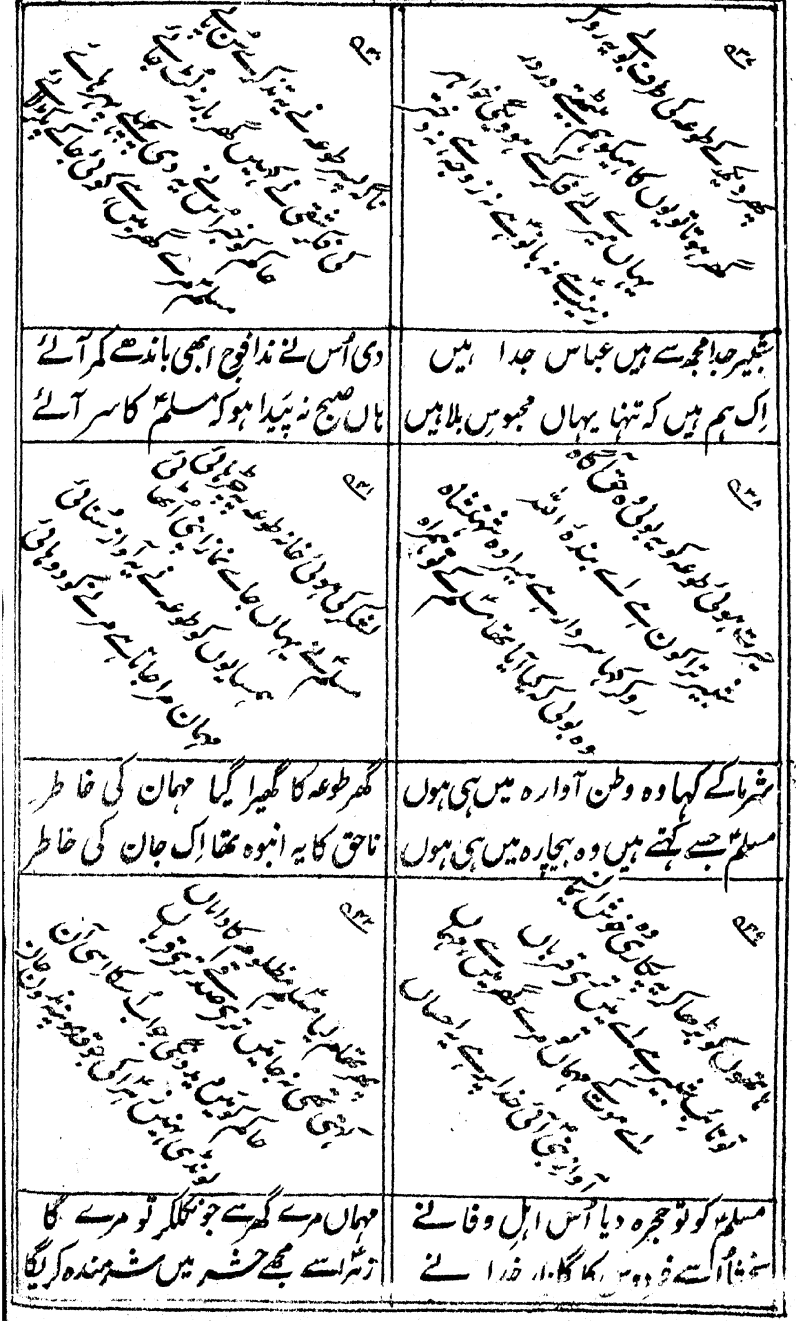
دار و رسن و بارگاہ و ربط و ضبط شہر
تشنیع بحث ذکر خدا میں شتم و درد سر
مسلم نے کہا خشک زباں اپنی دکھا کر
نزدیک پر فاطمہ ایک پانی کا ساغر

احسان کر اللہ و پیمبرؐ کا تصدق
پانی دے مجھے ساقی کوثر کا تصدق

۳۴

اٹھ جانے کو طوعہ نے کہا جیسی ہی بار
کعبے کی طرف مڑ کے کہا دل کے فگار
یا بیکسی بھی ہم سے رہے گی نہ یادگار
دروازہ پہ رہتے کا نہیں کوئی روادار

اس رات کی رات اور یہ سب ظلم اٹھا لیں
نانا سے کہو کل ہمیں جنت میں بلا لیں



بشیر جدا مجھ سے ہیں عباس جدا ہیں
اک ہم ہیں کہ تنہا یہاں محبوس بلا ہیں

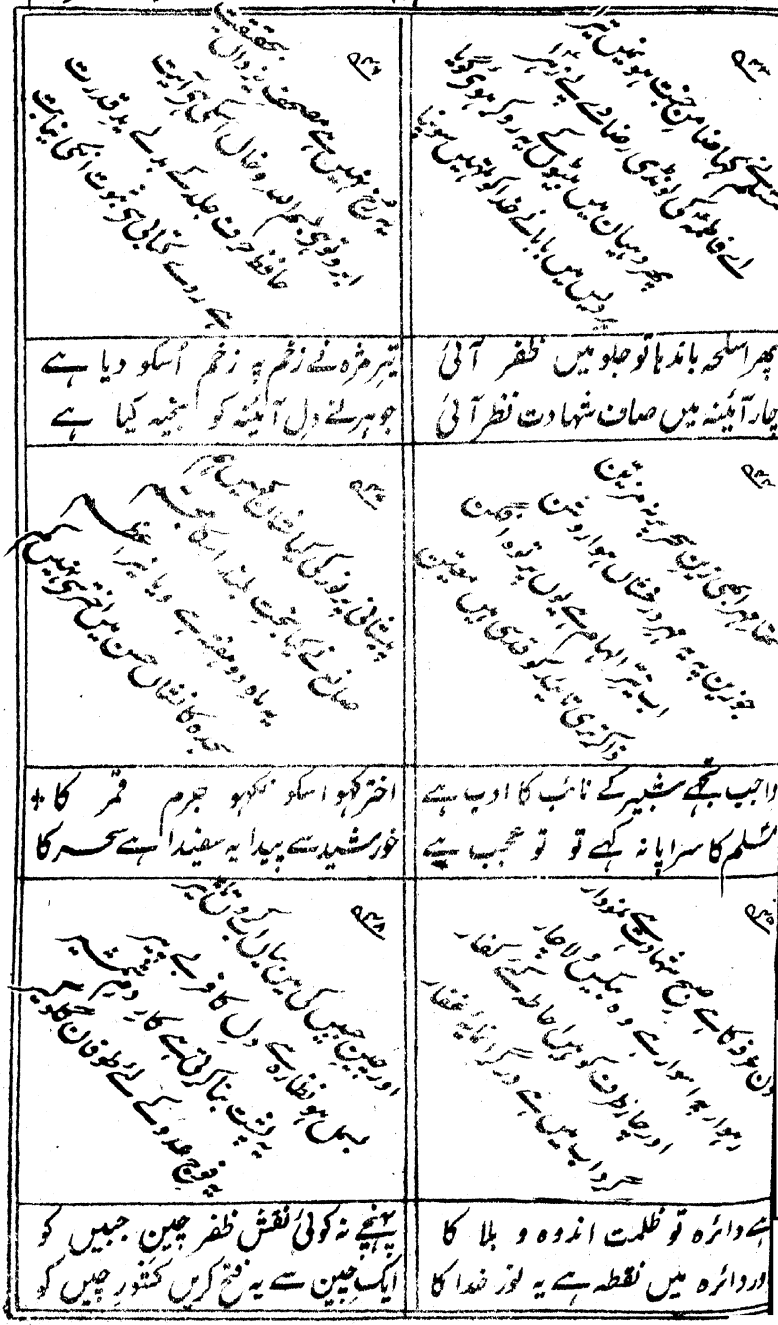
دی اُس نے ندا فوج ابھی باندھے کمر آئے
ہاں صبح نہ پیدا ہو کہ مسلمؑ کا سر آئے

شہزادہ بولی طوعہ کو بیوی وہ قضا کی
شبیر نثار اُن پہ ہے یہ بندۂ اللہ
روکر کہا سر دار پہ ہے میرا شہنشاہ
وہ بولی کہ کیا آیا ہے مسلمؑ کے تو ہمراہ

گھر طوعہ کا گھیرا گیا مہمان کی خاطر
ناحق کا یہ انبوہ تھا اک جان کی خاطر

مسلمؑ کو تو حجرہ دیا اُس اہلِ وفا نے
اب شاہ اُسے فوج سے رکھا گا، خدا نے

مہماں مرے گھر سے جو نکلکر تو مرے گا
زر اسے مجھے حشر میں شرمندہ کریگا



پھر اسلحہ باندھا تو جلو میں ظفر آئی
چار آئینہ میں صاف شہادت نظر آئی

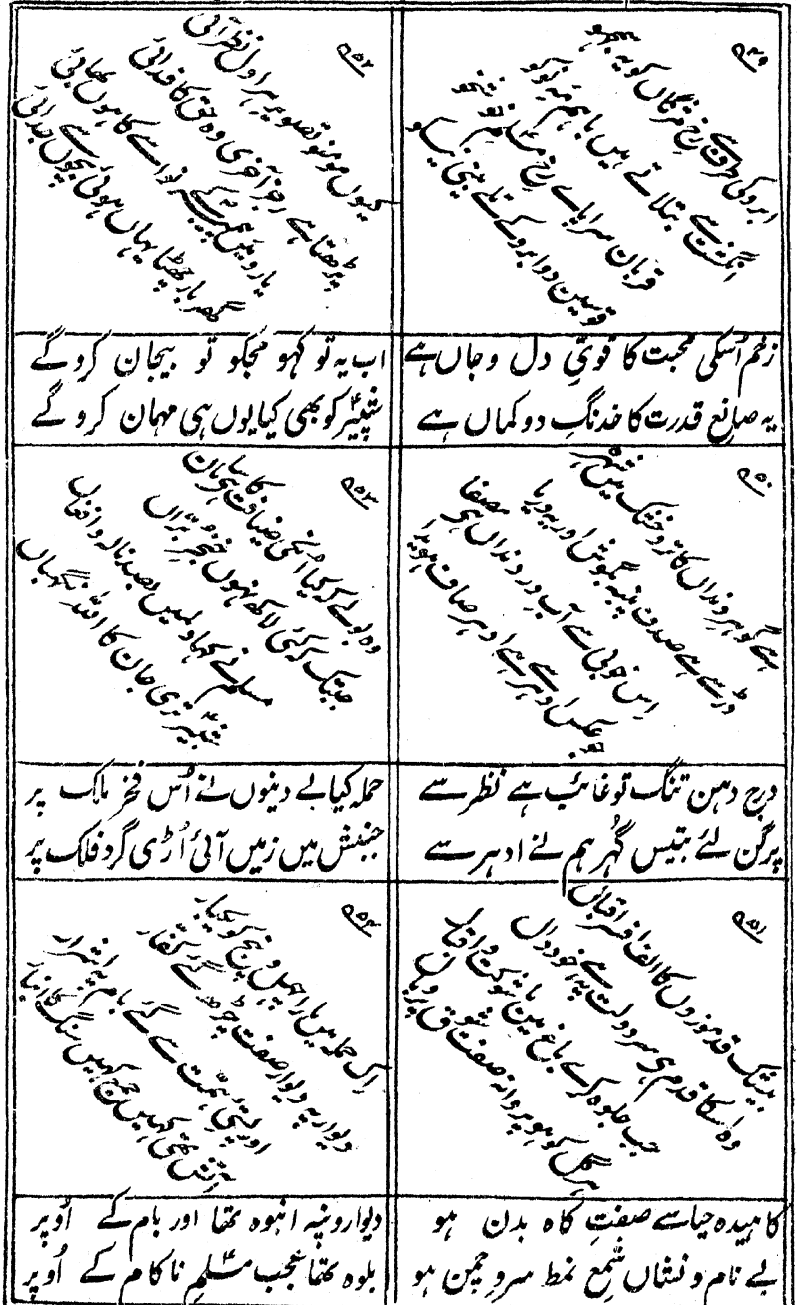
تیر مژہ نے زخم پہ زخم اسکو دیا ہے
جوہر نے دل آئینہ کو آبنہ کیا ہے

واجب تجھے شبیر کے نائب کا ادب ہے
مسلم کا سراپا نہ کہے تو تو عجب ہے

اختر کہو اسکو نکہو جرم قمر کا
خورشید سے پیدا یہ سفیدا ہے سحر کا

ہے دائرہ تو ظلمت اندوہ و بلا کا
اور دائرہ میں نقطہ ہے یہ نور خدا کا

پہنچے نہ کوئی نقش ظفر چین جبیں کو
ایک چین سے یہ فتح کریں کشور چیں کو



۴۹

ابروکی طرح کھنچ خمِ مژگاں کو یہ جھکو
آنکھ نیچے بنائے ہیں باہم مرتبہ کو
قربان سر اپائے خمِ مسلم نخجو
قوسین دو ابرو کے تلے بیچ بیچ کو

۵۰

کیوں موئے تصور پہ اول نظر آئی
پڑھتا ہے جزا خوانی وہ حق کا فدائی
پار و میں عبیدؑ کے لڑاسے کا ہوں بھائی
گھبرا کے چڑھا یہاں ہوئی بچوں جدائی

زلم اسکی محبت کا قوی دل وجاں ہے
یہ صانع قدرت کا خدنگِ دو کماں ہے

۵۱

ہے گو ہر دنداں کا تو دخشک میں نشو
وہ ہے صدف پنبہ مگر موتی اور یہ دریا
اس خوبی سے آب در دنداں ہے مصفا
جس طرح کہ ہر سمت سے ادھر صاف ہویدا

درج دہن تنگ تو غائب ہے نظر سے
پرگن لئے بتیس گہر ہم نے ادھر سے

۵۲

وہ بولے کہ کیا اسکی ضیافت کا سماں ہے
جبتک کہ کئی لاکھ نہوں خجر براں ہے
مسلم نے کہا دیں بصد نالہ و افغاں
شبیر ہی جان کا اللہ نگہباں

حملہ کیا لے دینوں نے اُس فخر ملک پر
جنبش میں زمیں آئی اُڑی گرد فلک پر

۵۳

بینک قدموزوں کا الف قد رقبا ہے
وہ اسکا قد رعنا ہے سرو دولت پیرا ہے
جب جلوہ کرے باغ میں ہو شوکت افزا ہے
ہر گل کو ہویدا نہ صفت برق دہا ہے

کاہیدہ حیا سے صفتِ کاہ بدن ہو
بے نام و نشاں شمع نمط سرو چمن ہو

۵۴

اک حملہ میں اہل جفا پانچ کو پہنچا
دیوار پہ دیوار صفت چڑھ گئے بالا
اوپر کی ہمت سے گئے بام پہ اعدا
ترشی تھی کہیں جنگ کہیں تھا کہیں دنگا

دیوار و نپہ انبوہ تھا اور بام کے اوپر
بلوہ تھا عجب مسلمِ ناکام کے اوپر

۵۴

اک پھینکتا تھا جب کوئی آتش بجا
مسلم پہ گرتا تھا کوئی سنگ گھٹا کے
یہاں دولہ تھا نرغہ تھا شور خدا کے
وہ پیار یہ بڑھاتے تھے گھوڑے کو بڑھا کے

۵۵

دریا پہ چڑھا ظالموں کے خون کا بخار
ساحل کی طرح پل بھی کشتی ہوئی تیار
تلوار جب چلی فتح کی کشتی بھی سبھی پار
جنبش میں یہ کشتی تھی کہ دریا تھا شرابا

جا پڑتا تھا جب ہاتھ کمر بندِ عدو پر
گھوڑے سے وہیں پھینکتے تھے بام کے اوپر

پل بنگئے تو سن کے بدن جس سے گزر جائیں
اسواروں کے سر تیغ کی کشتی پہ اُتر جائیں

۵۶

یہاں تو جب بام پہ جاتا تھا تنہا
ہوتوں کو گرا مارتے تھا اُس جا
بالا تو وہاں زیر تھا اور زیر تھا بالا
گردوں ہو بالا تھا زمیں ہے جو اٹھا ہو لا

۵۷

سنکڑوں خچر جاتے کوفہ ہوار تھے تنکے
فوج بھی وہی آتش ہی سپاہ وہی تنکے
مسلم کا کفن نوچ کے بالکل ہوئے ننگے

دیوار سر ک جاتی تھی کفار سے پہلے
کفار تلے گرتے تھے دکفار سے پہلے

جب زخم سناں کھاتے تھے خوش ہوتے تھے مسلمؑ
زہرا کے مسافر کے لئے روتے تھے مسلمؑ

۵۸

اعجاز خلیل ابنِ علی شہ نے دکھایا
دامن کو کف شعلۂ آتش نے جلایا
کاکل کی طرح سے دھواں گرد سر آیا
سبزی قبا پہ آگ نے سر و بنایا

۵۹

ناگہ لبِ دریا لگا سنگ جفا کار
گھوڑے سے گرے لڑکے لہو بہ چلی آئی
پھر بیڑیہ بیٹھا کہ یہ پاس آئے تھے اشرار
ہر سمت دغا سے یہ کہا وہ سمگار

ہر نارِ شرر حافظِ ملبوسِ بقا تھا
آتش بھی شفق رنگ یہ خورشید لقا تھا

پھر لڑنا ذرا پوچھ لو بھائی کی خبر کو
وہ ناقہ سوار آتا ہے کعبہ سے ادھر کو

۱۲۱

بھائی کے آشنان سے بلوا کر روکا
پھر منہ ہی پہ خط پاک کے واحسرت و دریغ
واں خط تھا فقط قاصد اک پیغام تھا
بھیجا کہ لیجیے میں تو بھی میں کل جیا

منہ سوے بخف کر کے کہا اپنے چچا سے
مظلوم بھتیجے کو ترے مارا دغا سے

۱۲۲

پھر لوٹ کے ہونٹوں سے لگایا وہ پیالہ
پانچوں جو اگلا تو لہو پانی میں ڈالا
زنداں ہی بنا ایسے جا مبتلاؤں کا ٹھکانا
رو رو کے پکارے ملک عالم بالا

اب اب جہاں آب سے لب تر نہ کریگا
پیاسے مرو شبیرؑ بھی یہاں پیاسا مریگا

۱۲۳

اور وہ کلمہ حق سنکے نہ شرمایا
جب نام لیا احمد مرسل کا
حاکم نے بلایا تھا شقی کو رونا بہت آیا

حاکم نے کہا قبر میں بھی ہاتھ ملے گا
اب خنجر خونریز مرا تجھ پہ چلے گا

۱۲۴

خط لکھ کے میں دیدوں کہ ابھی ہوش بجا ہے
آخر تو مرا خلق ہے اور تیغ جفا ہے +

۱۲۵

صدمہ تھا عجب مسلم ناشاد و حزیں کو
دیکھنے لگا عرضی شہ دیں کو

۱۲۶

جلادوں کے نرغہ میں میں ہر چند گھرا ہوں
پر شہ کے تصدق سے میں راضی برضا ہوں

۷۸

ذکر اُنکا ہے جو کل رات کو قتل کیا گیا
یا رعیت سے آپ ہی جا کے وہ شاہ مل گیا
شہزادوں کا اور شاہ کا اندر نکل گیا
لکھتا ہوں رقیہ کی سفارش کر اس آن

کڑھ کڑھ کے مرے غم میں نہ دل اُسکا نکلجائے
صدقے میں سکینہ کے رقیہ مری پل جائے

۷۹

تقصیر ہوئی بخشیے لشکر نہ جائے
کیا جانتا تھا خون کا پیاسا ہے رہنما
بانو دعا ہے یہاں لشکر نہ آئے
اور تیر جو قسمت سے آتا تو نصیب کو نہ لاتا

لاؤ گے تو ہوگی یہ بھلا اُمتِ بد سے
مرجاؤ گے تو بیٹھ لگے گی نہ لحد سے

۸۰

وہ مرثیہ خواں خوش ہے کہ دنیا مقفر
رکھے ہے وہ بانو کے بچھونے پہ سر اپنا
ایسا ہو خرمند و ہو بچھونا بھی مکرر
عباسؑ دلاور کی برابر میں نہیں ہوں

۸۱

خط لکھے عمر کو دیا اور بولے یہ آقا
تو قوم قریش سے ہے قوم ہے تیری
بھیجے ہے یہ پیغام کہ جب ہاں ہو تو شہ والا
اور قرض مرا نقد و زر و جنس ادا دینا

عباسؑ دلاور کی برابر میں نہیں ہوں
وہ بانو کی لونڈی میں ملازم شہ دیں ہوں

گو تیری خیانت کا مرے دل کو یقیں ہے
پر کیا کروں بیکس کا یہاں کوئی نہیں ہے

۸۲

احوال بہت فکر سے کیا کروں رقم
جلاد سے سر کاٹنے کو بھی آخری پیغام
سب میرا یہی خط ہے بھی آخری پیغام
رب کو دیں اب آنے کا لینا نہ کبھی نام

۸۳

عمران کے فرزند سے حاکم نے کہا آکے
رہ جائے جو بالم سے کوئی لیجی
لشکار دے دیر کو فوراً سر کاٹ کے لیجی
اور بالم سے بالا سے زمیں پھینکی لاش

خط پہلے طلب کا جو برادر نے لکھا ہے
میں نے نہیں لکھا وہ مقدر نے لکھا ہے

ہاں باندھ کے پھر لاش کے پاؤں میں رسن
تشہیر کرو مسلمؑ آوارہ

جلادنے جب بازو مسلمؑ کو کیا تھام
ساتھ اسکے غضنفر کے چلے شیر نر و خام
ہر زینہ پہ معراجِ شہادت ملی ہر گام
اور بام پہ آکر ہوا خورشید لبِ بام

چپ بیٹھے تھے مسلمؑ وہاں صمصام کے نیچے
تھی خلق تماشے کو کھڑی بام کے نیچے

کوفی کی طرف شاہ نے پردہ کو اٹھایا
سیدانیوں نے محملوں سے پردہ اٹھایا
اللہ نے مسلمؑ کا جمال اُنکو دکھایا
بیٹھا ہوا تلوار کے نیچے نظر آیا

باہم تھی نظارو نمیں صدا ہائے اخی کی
یہاں فاطمہؑ روتی تھیں وہاں روح علیؑ کی

اعجاز سے پردہ مری آنکھوں سے اُٹھادو
یاسبطِ نبیؐ آخری دیدار دکھادو

نے فرش ہے نہ سایہ ہے دیوار کے نیچے
بابا تو میرے بیٹھے ہیں تلوار کے نیچے

مسلمؑ شہِ مظلوم کی تصویر کو دیکھیں
شبیرؑ اکھنیں دیکھیں یہ شبیرؑ کو دیکھیں

بھیّا علی اکبرؑ یہ بہن تیری بلا لے
بابا کو مرے تیغ کے نیچے سے اُٹھالے

دینی ہو نہیں زہرا کی قسم جا کے بچا لو
بابا کو مرے تیغ کے نیچے سے اُٹھا لو

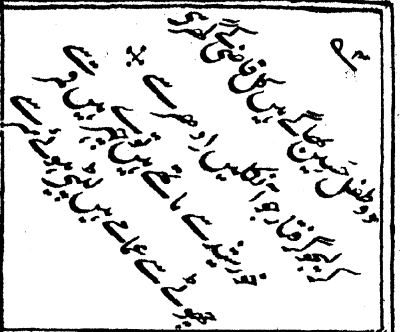
گیسو بھی پریشان تھے کرتے بھی پھٹے تھے
خورشید سے منہ گرد یتیمی سے اٹے تھے

پہلے اُسے دربارِ ستمگار میں لائے
پھر کھینچتے ہر کوچہ و بازار میں لائے

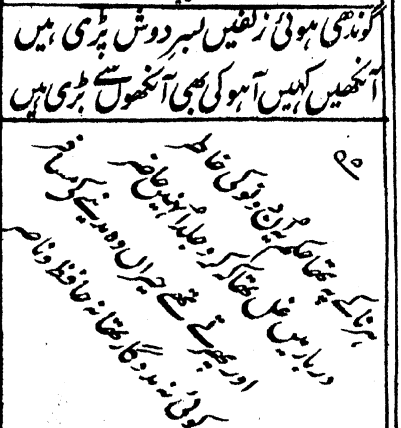
سہمے ہوئے آپس میں یہی کہتے تھے رو کر
ساتھ آئے تھے افسوس چلے باپ کو کھو کر

کر دو زد سخن سرقہ کرے جیب زباں سے
ملکِ سخن تازہ میں لوں اپنے بیاں سے

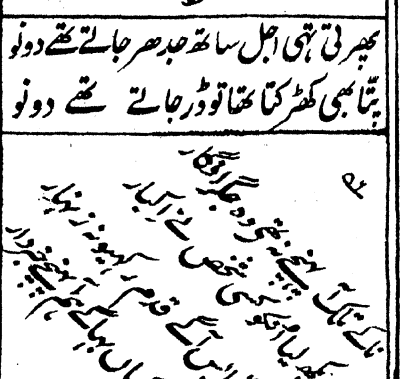
بتلاؤ کسی مجرے میں گر بند ہیں دونوں
حاکم کے گنہگار کے فرزند ہیں دونوں



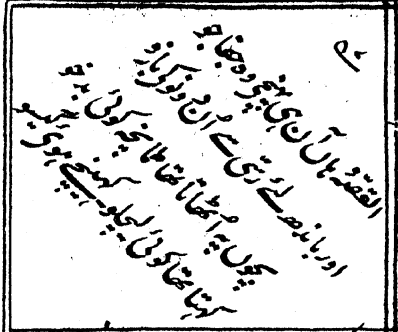
گوندھی ہوئی زلفیں بسر دوش پڑی ہیں
آنکھیں کہیں آہو کی بھی آنکھوں سے بڑی ہیں



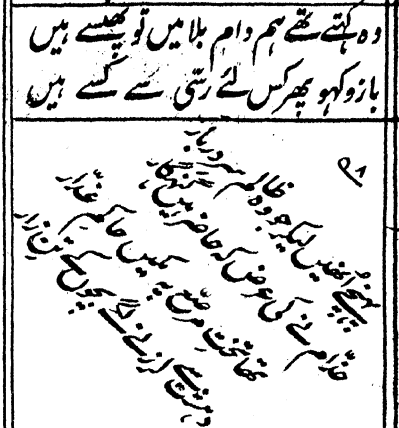
پھرتی تھی اجل ساتھ جدھر جاتے تھے دونو
پتا بھی کھڑکتا تھا تو ڈر جاتے تھے دونو



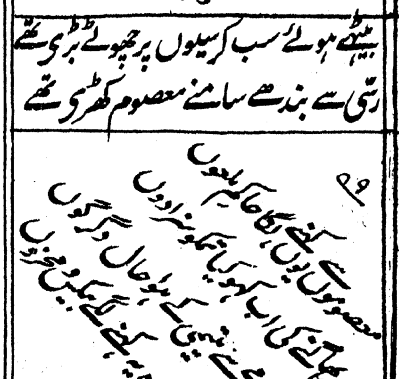
سنتے ہی اُس آواز کو گھبرا گئے دونو
سر تا بقدم بید سے تھرا گئے دونو



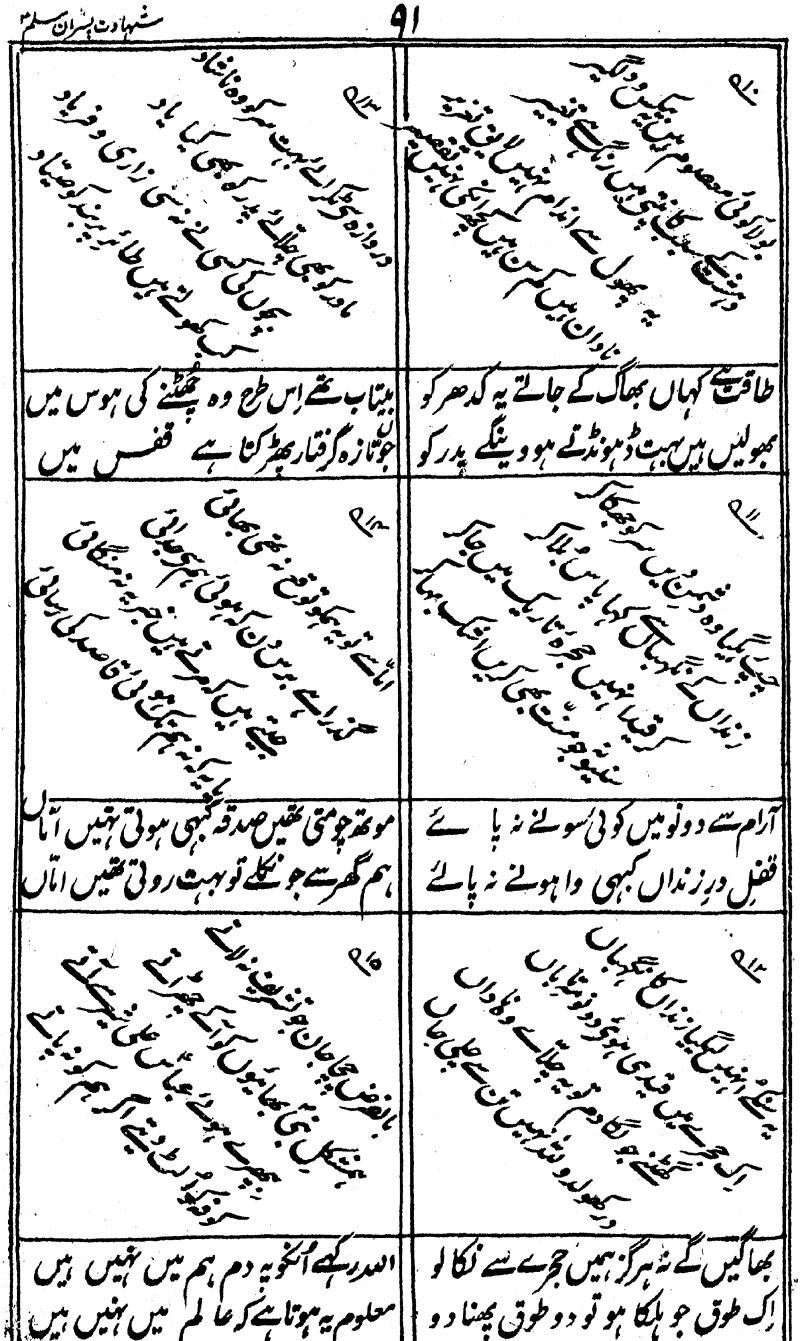
وہ کہتے تھے ہم دام بلا میں تو پھنسے ہیں
بازو کہو پھر کس لئے رسّی سے کسے ہیں

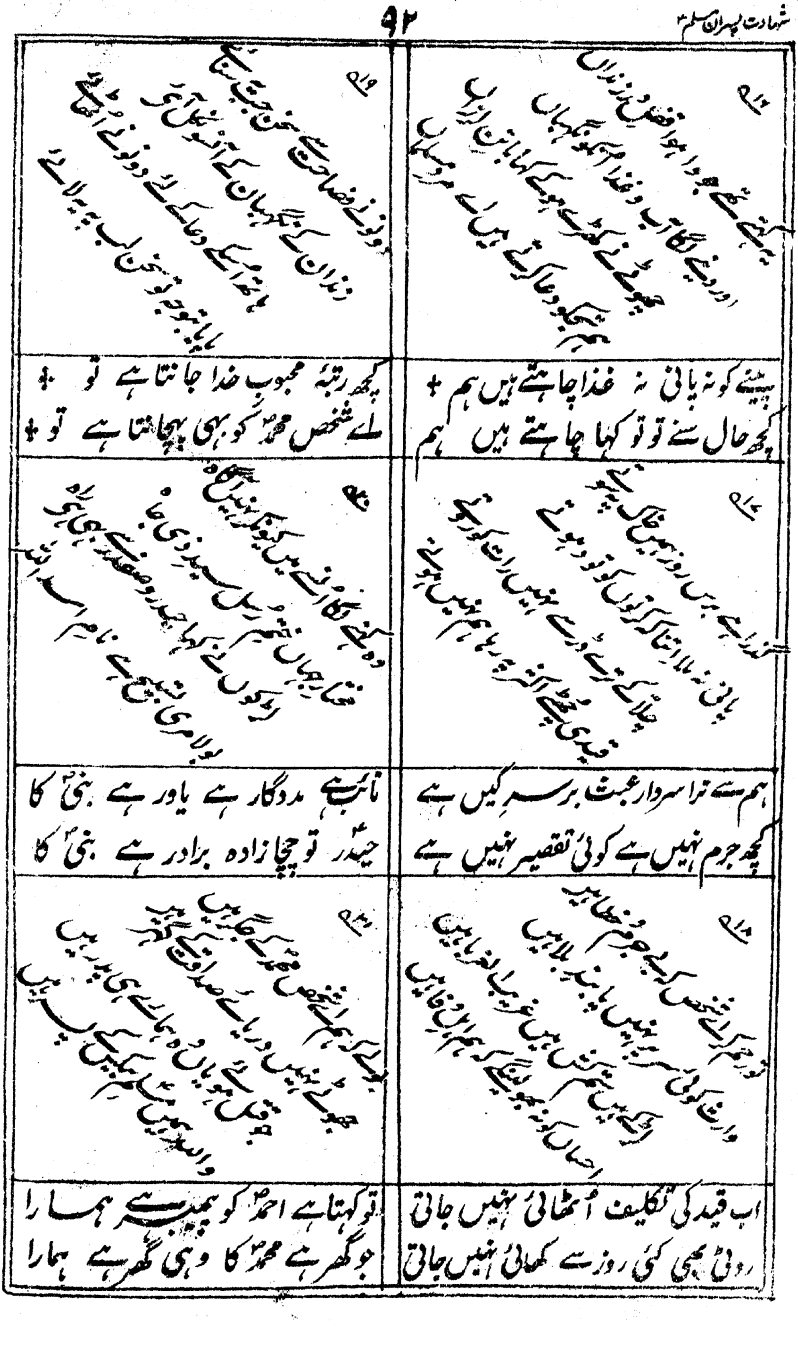


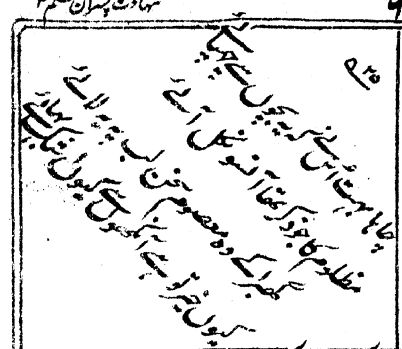
بیٹھے ہوئے سب کرسیوں پر چھوٹے بڑے تھے
رسّی سے بندھے سامنے معصوم کھڑے تھے



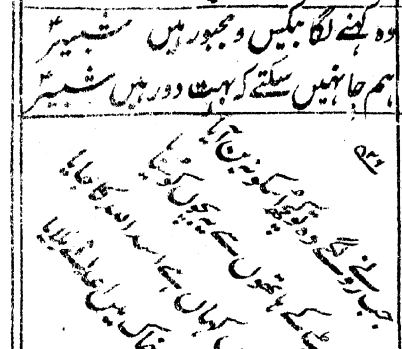
ہاں قتل ہی کرنے کے سزاوار ہیں ہم بھی
بابا تھے گنہگار گنہگار ہیں ہم بھی


۱۱۰
نورالہٰی معصوم ہیں بچے ہیں دلگیر
دہشت سے سب کا بندھی ہیں رنگ فق ہے زرد
یہ پھول سے اندام ہیں کمسن ہیں کچھ نہیں
ناداں ہیں کم سن ہیں کم سن ہیں کچھ نہیں
۱۱۱
دروازہ کھلا ہے پدر کو بھی کیا ہوا
ماں کو بھی چلنے نہ دی زاری و فریاد
بچوں کی کسی نے نہ سنی
کس کھوتے ہیں طائر بسمل کو چھیاد
۱۱۲
طاقت ہے کہاں بھاگ کے جاتے یہ کدھر کو
بھولیں ہیں بہت ڈھونڈتے ہوویں گے پدر کو
۱۱۳
چپ رہ گیا وہ غیض میں سر کو جھکا کر
زنداں کے نگہباں سے کہا ہاں ذرا ٹھہر
کر فیصلہ نہیں حجرہ تاریک میں جا کر
سنیو جو مدت بھی کریں آنکھ نہ بھر
۱۱۴
آرام سے دونو میں کوئی سونے نہ پائے
قفل در زنداں کبھی وا ہونے نہ پائے
۱۱۵
یہ سنکے انہیں لگیا زنداں کا نگہباں
اک حجرے میں قیدی ہوئے دو نونہاں
گھٹنے جو لگا دم تو یہ چلائے وہ واں
دروازہ کھولو تنگ ہیں سن سے جلی جاں
۱۱۶
بھاگیں گے نہ ہرگز ہمیں حجرے سے نکالو
اک طوق جو ہلکا ہو تو دو طوق پھنا دو
۱۱۷
بیتاب تھے اس طرح وہ چھٹنے کی ہوس میں
جوں تازہ گرفتار پھڑکتا ہے قفس میں
۱۱۸
موتھ چومتی تھیں صدقہ کبھی ہوتی تھیں اماں
ہم گھر سے جو نکلے تو بہت روتی تھیں اماں
۱۱۹
بافرض بچا جان جو شرف نہ لائے
ہمشکل بھائیوں کو آکے جو نہ پائے
جھپٹے ہوئے عباس علی شیر سے آئے
کوفہ کو الٹ دیتے اگر ہم کو نہ پائے
۱۲۰
اللہ رکھے آنکھ پہ دم ہم میں نہیں ہیں
معلوم یہ ہوتا ہے کہ عالم میں نہیں ہیں

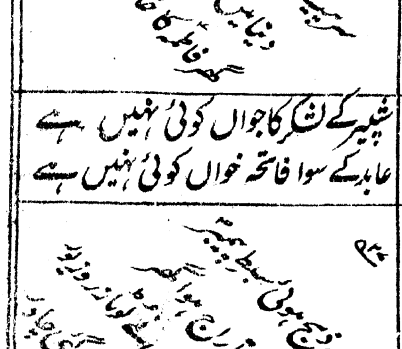




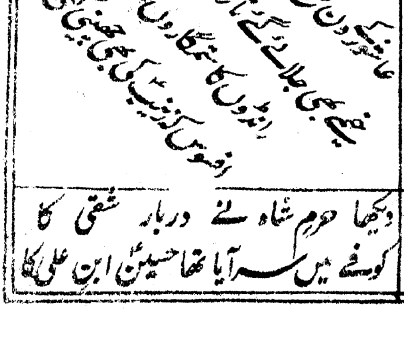
جو آپ کے لایق تھا وہ لایا نہیں کھانا
سچ ہے کہ مزے کا کبھی کھایا نہیں کھانا



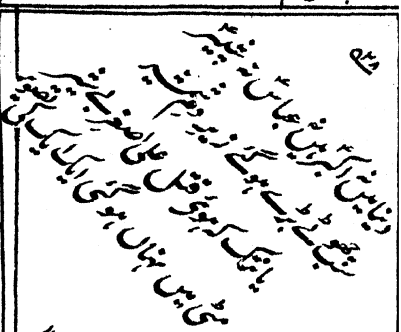
وہ کہنے لگا بیکس و مجبور ہیں شبیرؑ
ہم جا نہیں سکتے کہ بہت دور ہیں شبیرؑ



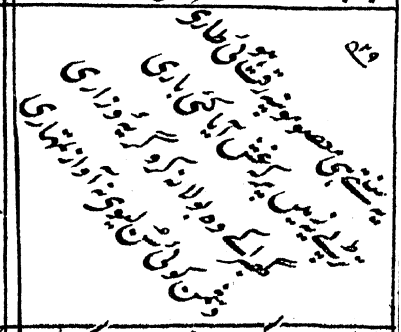
شکوہ مرا اللہ و پیمبرؐ نہ کیجو
جنت میں شکایت مری حیدرؑ سے نہ کیجو



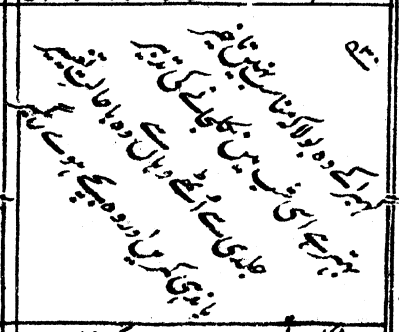
شبیرؑ کے لشکر کا جواں کوئی نہیں ہے
عابدؑ کے سوا فاتحہ خواں کوئی نہیں ہے



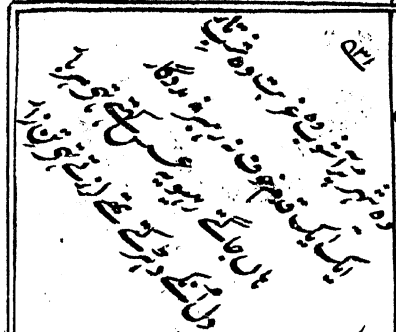
کیونکر اسد اللہ کے پیاروں سے ملوگے
اب جاکے ملوگے تو مزاروں سے ملوگے



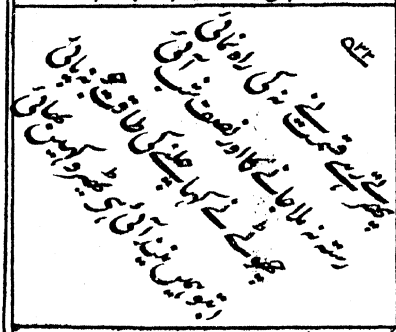
ظالم ہے وہ حاکم سے نہیں زور کسی کا
یاں ڈھونڈھ کے خوں کرتے ہیں فرزندِ علی کا



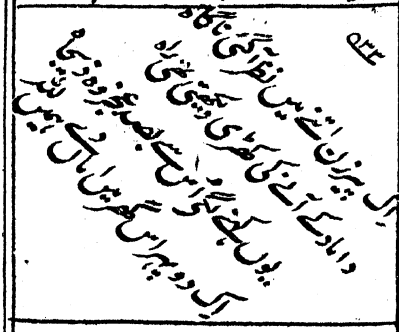
یوں نکلے بہ تعجیل اسیری کے محن سے
جیسطرح گریزاں ہو قمر چھٹ کے گہن سے



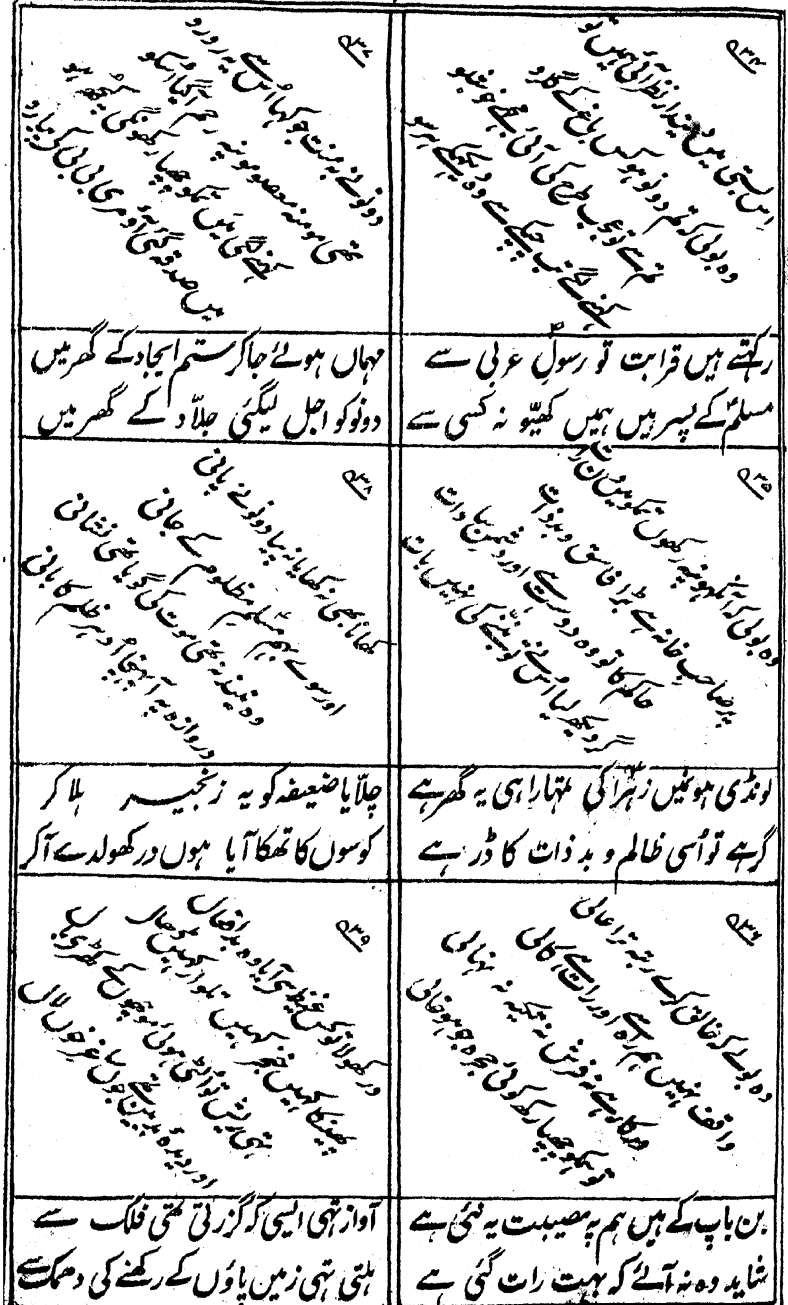
پیچھے کبھی ہٹ جاتے تھے گھبراتے تھے دونو
ڈر ڈر کے کبھی نادِ علی پڑھتے تھے دونو



کہتا تھا بڑا ہیں ابھی دن سخت ہمارے
سوئینگے جو بیدار ہوئے بخت ہمارے



معصوم ہیں ہم بیوطن وزار و حزیں ہیں
مظلوم ہیں سید ہیں گنہگار نہیں ہیں



۳۴

اس بستی میں ہے کوئی خبردار نظر آتی نہیں تو
وہ بولی کہ تم دونو ہو کس باغ کے گلدستہ
تم سے تو عجب طرح کی آتی ہے بو خوشبو
کہتے ہیں کہ تم چپکے سے دیکھے سے وہ بیٹے

۳۵

دونوں نے جو کہا اس سے پیر درد
تھی مومنہ معصومہ تو پہچان گئی اس کو
کہنے لگی ہیں تم کو چھپا رکھونگی بیٹھو
میں صدقے گئی آؤ مری بی بی کے دیار

رکھتے ہیں قرابت تو رسولِ عربی سے
مسلمؑ کے پسر ہیں ہمیں کھیو نہ کسی سے

مہماں ہوئے جاکر ستم ایجاد کے گھر میں
دونو کو اجل لیگئی جلاّد کے گھر میں

۳۶

وہ بولی کہ اے ہو نہیں ان کے کھوں تمکو میں رکھوں
پر صاحب خانہ ہے بڑا فاسق و بدذات
حاکم کا تو وہ دوست ہے اور دشمن دین و ذات
گر دیکھ لیا اس نے تو بچنے کی نہیں بات

۳۷

کھانا بھی نہ کھایا پیا دونو نے پانی
اور سوئے حرم مسلم مظلوم کے جانی
وہ فیض نہ بخشی مومنہ کی گویا نشانی
دروازہ پہ آ پہنچا در خلعہ کا بانی

لونڈی ہو نہیں زہراؑ کی تمہارا ہی یہ گھر ہے
گر ہے تو اسی ظالم و بدذات کا ڈر ہے

چلاّیا ضعیفہ کو یہ زنجیر ہلا کر
کوسوں کا تھکا آیا ہوں در کھولدے آکر

۳۸

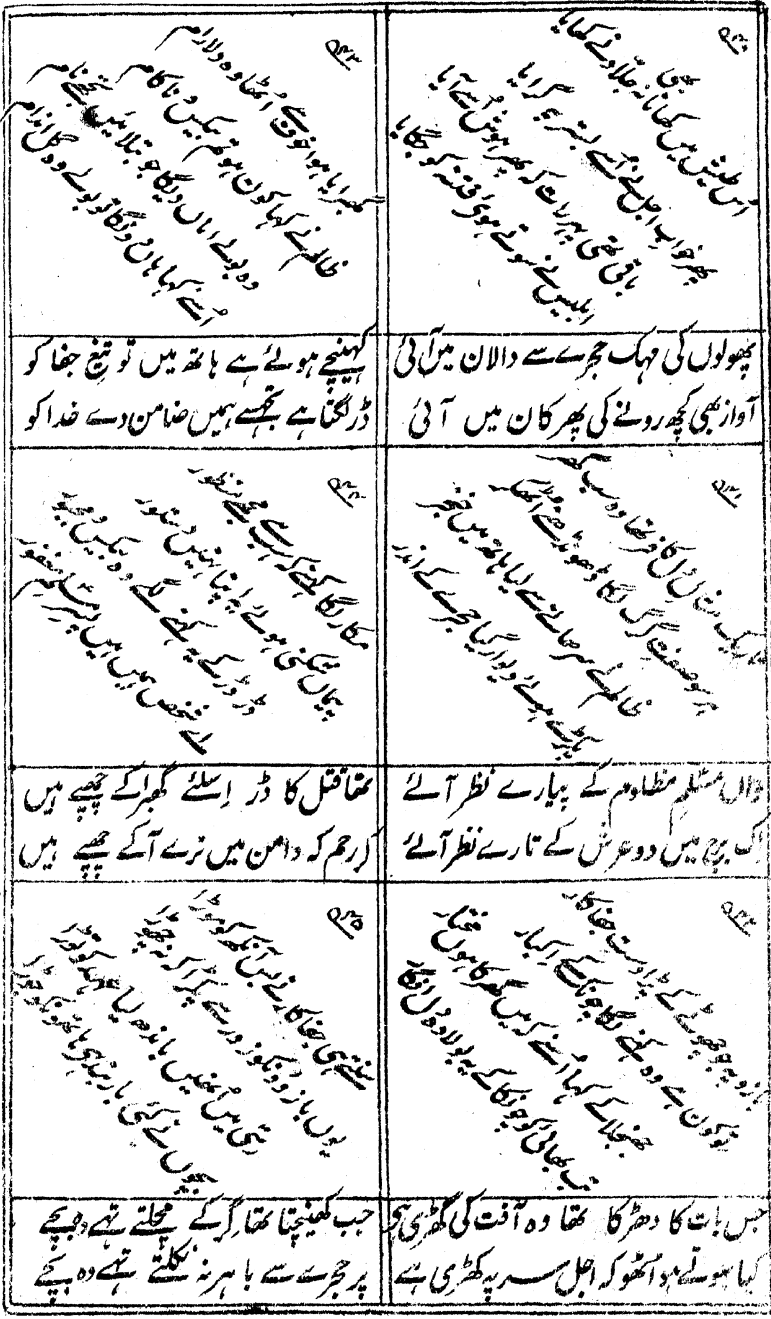
وہ بولے کہ خالق کی ہے تجھ پر عنایت
واقف نہیں ہم راہ سے اور رات ہے کالی
دھوکا ہے یہ فرش نہ تکیہ نہ بچھونا
تو دیکھ کہیں رکھ کوئی تجھ کو ہو نہ خالی

۳۹

دروازہ کو کھولا تو غضب آہ و بکا تھا
چیخیں کہیں چلاّتی ہیں کہیں پیٹتی ہیں سر
ننھی سی نواسی ہوں تو پوچھوں کہ ہے کیا شر
اور دیدۂ حیران میں جوں غرقِ لہو تر

بن باپ کے ہیں ہم پہ مصیبت یہ نئی ہے
شاید وہ نہ آئے کہ بہت رات گئی ہے

آواز تھی ایسی کہ گزرتی تھی فلک سے
ہلتی تھی زمیں پاؤں کے رکھنے کی دھمک سے



۴۷

جسوقت سکینہ کو سوار ہونے دیا ہے
دریا پہ چلا لیکے بیٹیوں کو بھائی کا
چلاتی علی علی پیچھے ضعیفہ جگر افگار
بن باپ کے بچے ہیں یہ ظالم نہیں یار

کیوں فاطمہؑ زہرا کو رولاتا ہے کفن میں
دو پھول تو رہنے دے محمدؐ کے چمن میں

۴۸

جسوقت سکینہ کو پھر لیٹی کی بھاری
تھوڑا سے مجھے لاکے شتر گاہ نے ماری
پہلو تو کہا ہوں تصدق ہوئی واری
گرتے ہوئے ہاتھوں کو اٹھا کر پکاری

دوڑے کوئی معصوم گرفتارِ بلا ہیں
بچوں کو چھڑا دے کہ یہ بے جرم و خطا ہیں

۴۹

بچوں کو لئے خیمہ سے جو وہ پیچ برآمد
دیکھی بیبیوں نے جلتی ہوئی شبیر
دل ہلکے ہوئے سٹ سٹ کے کلیجے ہوئے دونیم
گر پھر کے معصوم ہیں ہچکیوں کے یہ تسلیم

مظلوم ہیں حامی کوئی مشکل میں نہیں ہے
ظالم نے کہا رحم مرے دل میں نہیں ہے

۵۰

وہ بولے کہ مطلوب ہے گر درہم و دینار
راضی ہیں ہمیں بیچ سے چلکر سر بازار
وہ خیمہ نہیں جسکا ہو کوئی خریدار
ہے کہیں بکتے ہیں غلامان وفادار

یوسف کی طرح موتیوں میں جب کہ تلیں گے
ان لعلوں کے عقدے بچے اسوقت کھلیں گے

۵۱

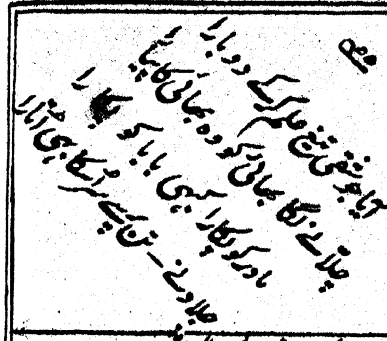
گر یہ نہیں مطلب تو کرو بیعت یزید
دل آپ ہے دشمن کے کلیجے کا ہے صید
دربار ستمگار میں جیتا ہیں یہ بیدید
وہ بولا کہ حاکم کی نہیں فعل کو تائید

آلودہ لہو میں رخِ انور نہیں دیکھے
جیتا ہاتھیں دیکھا ہے کٹے سر نہیں دیکھے

۵۲

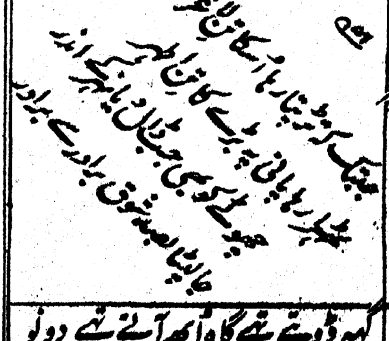
لڑکوں نے کہا مالک و مختار خدا ہے
کر لیں یہ نمازیں تو اوا سر ہے قضا ہے
وہ بولا نمازوں سے بلا فائدہ کیا ہے
جانوں کو بچا لیں یہ نمازیں تو بجا ہے

وہ بولے کہ یہ شیوہ ہے مشہور ہمارا
سر دینا عبادت میں ہے دستور ہمارا



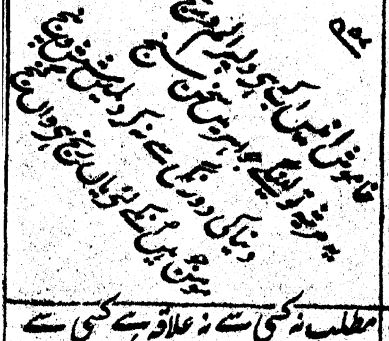
تلوار چلتی رہی تو ہٹ جاتا تھا بھائی
پھر دوڑ کے بھائی سے لپٹ جاتا تھا بھائی

دھبا بھی نہ خوں کا لگا شمشیر عدو میں
بھائی کا لہو مل گیا بھائی کے لہو میں



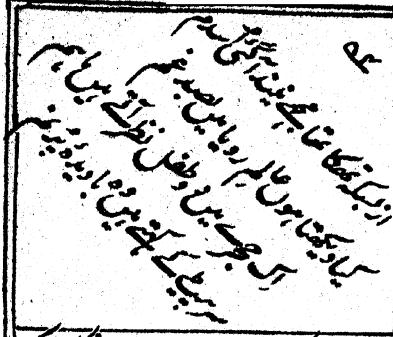
ایک وار میں سر دونو کے تن پر سے اتر جائیں
باہیں سات ہی رسی میں بندھے سات ہی مر جائیں

کہہ ڈوبتے تھے گاہ ابھر آتے تھے دونو
خورشید سے دریا میں نظر آتے تھے دونو

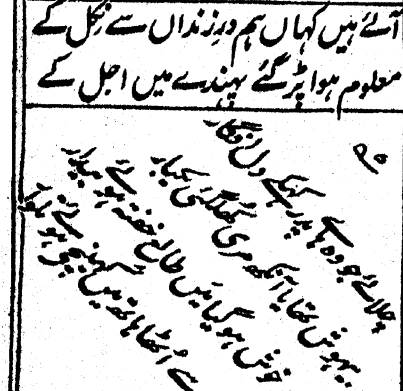


دیکھا جو بڑے بھائی کا سر دست عدو میں
دہ کر کے تڑپنے لگا بھائی کے لہو میں

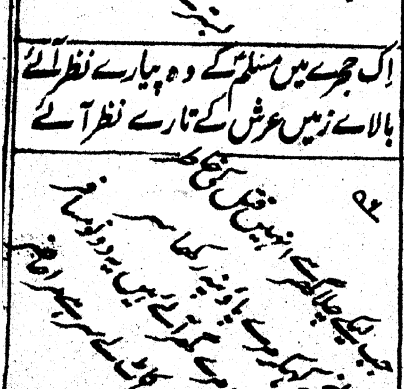
مطلب نہ کسی سے نہ علاقہ ہے کسی سے
لیو نگے صلہ اسکا حسینؑ ابن علیؑ سے



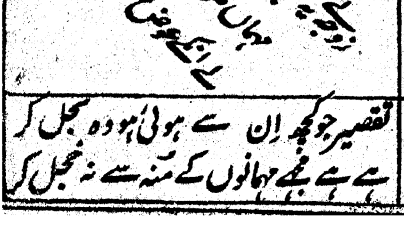
شمشیر ستم چل گئی ان نوحہ گروں پر
کیا بیکسی و یاس برستی ہے سروں پر



ہیں کہاں ہم در زنداں سے نکل کے
معلوم ہوا پڑ گئے پھندے میں اجل کے

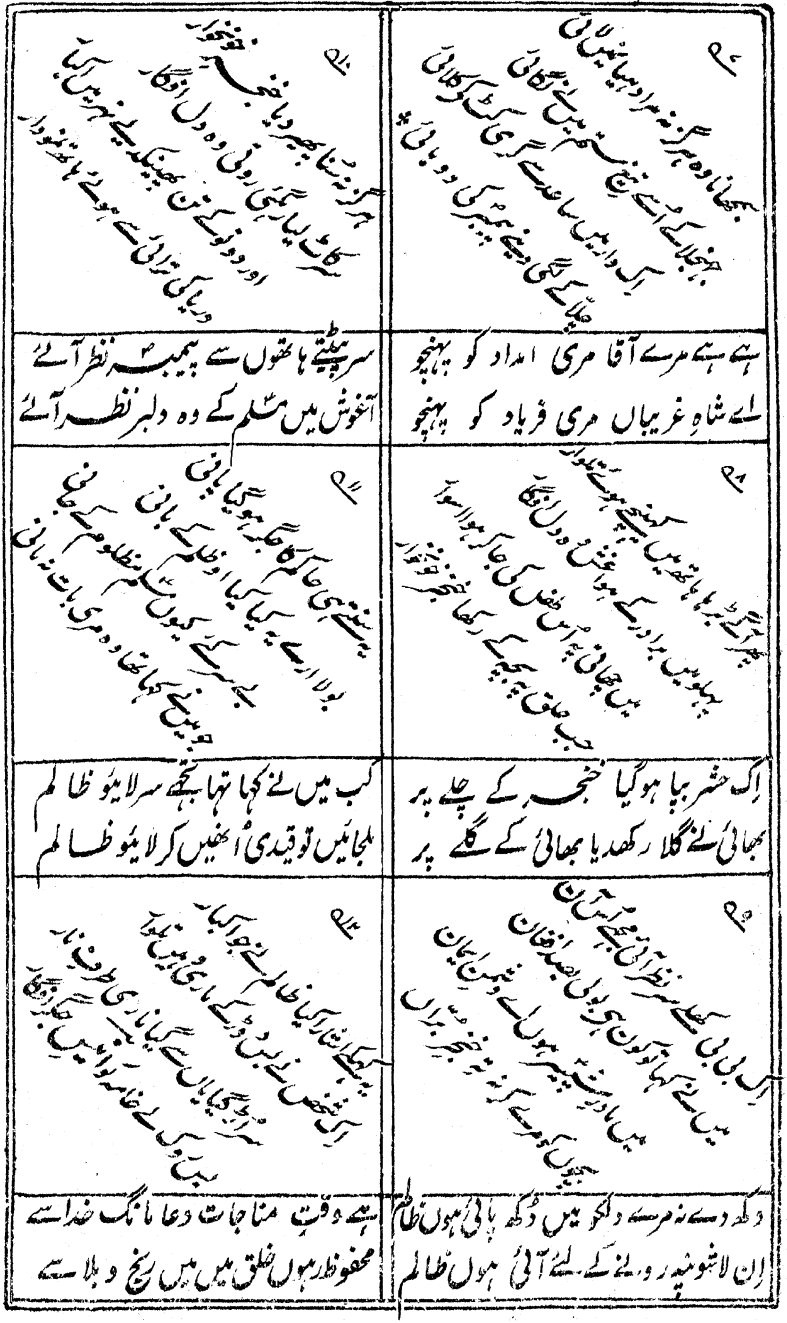


ہیں ڈھونڈتا پھرتا تھا نہ ہاتھ آتے تھے دونو
پاتے تھے جدھر راہ نکل جاتے تھے دونو



میں کہتا تھا دلمیں کہ کہاں جا کے چھپے ہیں
اسکی نہ خبر تھی مرے گھر آکے چھپے ہیں

تقصیر جو کچھ ان سے ہوئی ہو وہ تحمل کر
ہے ہے مجھے مہمانوں کے منہ سے نہ تحمل کر



ہے ہے مرے آقا مری امداد کو پہنچو
اے شاہِ غریباں مری فریاد کو پہنچو

سر پیٹتے ہاتھوں سے یہ بیمار نظر آئے
آغوش میں مسلم کے وہ دلبر نظر آئے

اِک حشر بپا ہوگیا خنجر کے چلے پر
بھائی نے گلا رکھدیا بھائی کے گلے پر

دکھ دے نہ مرے دل کو میں دکھ پالی ہوں ظالم
اِن لاشوں پہ رونے کے لئے آئی ہوں ظالم

قربان سقف کے تو نثار اُسکے فرش کے
جسکی زمیں بھری تھی ستاروں سے عرش کے

کم ہے سپاہ فاطمہؑ کے نورِ عین کی
او بے خبر چلا ہوں مدد کو حسینؑ کی

آتا تھا قہر کا کہ رخ اعدا کے پھر گئے
ہشتم کو شاہ فوج کے نرغہ میں گھر گئے

کردے عدو کو دوست یہ خالق کی شان ہے
روکا تھا جس نے ہمکو یہی وہ جوان ہے

تیروں کا رخ جو سوے سپاہِ خدا ہوا
فوجِ ستم سے حرؑ دلاور جدا ہوا

آئی صدا کوئی نہ مجھے روکے راہ میں
آتا ہوں دامنِ شہ دیں کی پناہ میں



ہاتھوں کو جوڑتا ہوں کہ توبہ قبول ہو
میں ہوں گناہگار تم آلِ رسولؐ ہو

جلدی شہید ہوں مرے حق میں دعا کرو
مولا مجھے ہراولِ فوجِ خدا کرو

قابو میں ہے نہ دل نہ بجا اب حواس ہیں
آئی ندا کہ سب تیرے گھوڑے کے پاس ہیں

حرؑ نے بعجز شاہ کے رخ پر نگاہ کی
گردن جھکا کے قبلۂ عالم نے آہ کی

دلمیں نہیں غبار شہِ مشرقین کے
بخشی خطا گلے سے لپٹ جا حسینؑ کے

راحت سے خلد میں تجھے جانا نصیب ہو
کیجو دعا کہ ہمکو بھی آنا نصیب ہو

۱۱۴

اعدا پہ جس طرف وہ غضب ور گیا
رن کی ہوا سے غنچۂ امید کھل گیا
نعرہ کیا کہ دشمنِ بد خیر مر گیا
گھوڑا اڑا کے آپ کے اعدا کے مل گیا

۱۱۵

تیغ آئی یوں سر و پہ نکلکر میان سے
چلائے سب کہ برق گری آسمان سے

۱۱۶

جھالا لہا کے فوج سے اک پہلواں بڑھا
ہاتھ سیاہ تھا کہ نکالے وہاں بڑھا
جھالا لڑھا نعرہ مارا کہ جو نوجواں بڑھا
نعرہ کیا کہ اور ستم آرا کہاں بڑھا

وہاں رنگ روئے ظالمِ پُرفن سے اُڑ گیا
سُن سے چلی جو تیغ تو سر تن سے اُڑ گیا

۱۱۷

تیور کہاں جو پہلے سے کچھ بل نہ ہو گئے
آواز دی اجل نے کہ ہوں ٹکڑے ہو گئے
اللہ رے جوی کی کہ آری کا بند و بست
بس ایک ہاتھ میں کٹے ٹھاٹھ رہ گئے

آئی گئی وہ تیغ عجب رنگ و ڈھنگ سے
چلّہ کماں سے اُڑ گیا اور پر خدنگ سے

۱۱۸

بیٹھی جو ضربِ تیغِ دلاور عمود پر
مثلِ خیار کاٹ کے صاف آئی خود پر

۱۱۹

جبریلِ پاک حضرت عباس ہادیٔ
اے مرحبا حسینؑ کے غمخوار مرحبا
سنی یہ جنابِ حق نے کہی آپ کی ثنا
کہتے ہیں آپ قبلۂ عالم زہی ثنا

لاکھوں کو دی نجات کسی کا جگر یہ ہے
واللہ فاطمہؑ کی دعا کا اثر یہ ہے

۱۲۰

کیا جنگ جب کہ پیر و جری
کیونکر نہ آفتاب کرے ذرہ پروری
سردار جانتے ہیں غلاموں کی بہتری
صدقہ حضورِ شاہ کی ہے جرأت و صفدری

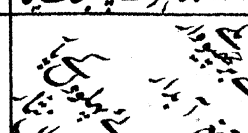
مختار کائنات ہو عالم پناہ ہو
نعلین جسکے سر پہ رکھو بادشاہ ہو

۱۹



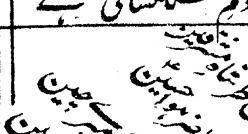
صدمہ سے دم اکھڑ کے جو سینہ میں رک گیا
بس یا حسینؑ کہہ کے وہ ہر لے پہ جھک گیا

۲۰



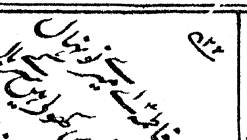
خنجر کھنچے ہوئے ہیں اجل سر پہ آئی ہے
اے دلبر علیؑ دمِ مشکلکشائی ہے

۲۱



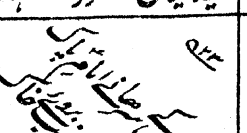
آتے ہیں آج حرؑ کی ملک پیشوائی کو
کہدو کہ ہم بھی آتے ہیں مشکلکشائی کو

۲۲



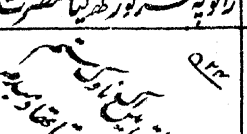
زہراؑ کی بیٹیاں حرؑ ذیشاں کو روئینگی
سیدانیاں حضور کے مہماں کو روئینگی

۲۳



دیکھا جو وہ اٹا ہوا چہرہ غبار سے +
زانو پہ سر کو رکھ لیا حضرتؑ نے پیار سے

۲۴



ایسا کسی شہید کو رتبہ — نہیں ملا
مرنے سے پہلے حلۂ خلدِ بریں ملا

۴۵

خوں بند ہو گیا تو یہ بولا وہ نامدار
اے نورِ چشمِ فاطمۂ زہرا پہ تم نثار
رو کر کہا حسینؑ نے اے حرؑ باوقار
دیکھا جناب قبلہ و کعبہ کا تو نے یار

پہونچا دماغ عرش پہ اک مشتِ خاک کا
رومال ہے یہ فاطمہؑ کے دستِ پاک کا

۴۶

اُس نے کہا حسینؑ سے یہ بار بار
صدقے کروں غلام کو آقا پہ جاں نثار
منہ رکھ لیا منہ پہ کہنے لگے شاہِ نامدار
اے ناصرِ نبیؐ و علیؑ میں تری نثار

کچھ ہو سکا نہ فاطمہؑ کے نورِ عین سے
بھائی تری وفا کو کوئی پوچھے حسینؑ سے

۴۷

کہنے لگی یہ آنکھ سے آنسو رواں ہوئے
اُس نے کہا حسینؑ سے کیا ہی برا ہوئے
محبوب حق کے نور ہیں دونوں جہاں ہوئے
اک بی بی بیٹھی روتی ہے کھڑی کھلے ہوئے سر

یوں رو رہی ہے میرے تنِ پاش پاش پر
ماں جس طرح بلکتی ہے بیٹے کی لاش پر

۴۸

اے اُلفت اُس سے تھی مری یاد میں نوحہ گر
بھر بھر ہیں بیقرار تو دشت میں نوحہ گر
غیبت میں اہلِ بیتؑ کے گھر میں نوحہ گر

اُلفت ہے جسکو مجھ سے وہ آنسو بہاتے ہیں
بچے بھی نام لیکے ترا غل مچاتے ہیں

۴۹

فرزند نے کہا کہ لڑا شاہ کے قدم
یہ سنکے آئی جوش میں اور بولا چشمِ نم
مولا دعا کرو کہ نکلنا ہے تن سے دم
فرزند نے کہا حسینؑ پہ چڑھ اب جہاد ہم

یہ کہکے آنکھیں پھر گئیں منکا بھی ڈھل گیا
دیکھا رخِ حسینؑ کو اور دم نکل گیا

۵۰

اے انس جمع تھے نہ تھے طول کلام میں
خیر الکلام وہ ہے جو ہو مختصر کلام
پھول خاتمہ کا ہو گیا جنت کا انتظام
کہتے ہیں اسکو جس میں ہو اختصار کام

کیا بات ہے ترے سخن آبدار کی
مصرع ہر اک لڑی ہے دُرِ شاہوار کی

مرثیہ

۱

ظلمت و شفق جو ملا حور صبح نے
اسپند مشک شب کیا اور صبح نے
گرمی دکھائی روشنی طور صبح نے
ٹھنڈے دھرے چراغ کر دیے کافور صبح نے

لیلیٰ شب کے حسن کی دولت جو لٹ گئی
افشاں جبیں سے نجم درخشاں کی چھٹ گئی

۲

سلطان صبح نے رخ افلاق فق کیا
اور دور نے قمر کو ہلال سا رمق کیا
باطل کو باطل اُس نے کیا حق کو حق کیا
واں تک شفق نہ کی کہ یہاں خون شفق کیا

نورشید صبح کا کلِ دستار ہو گیا
پھر تار تار جیب شب تار ہو گیا

۳

بڑھا جو نصیب نور لیکر اپنا سر بسر
ذرّوں میں نور مہر درخشاں کا ہے گہر
فرمان نجم و مہر و قمر کو ہے بیخبر
ثابت ہوا سحر نے معین نہ شب نہ سحر

بُرقع جو اُٹھ گیا تھا رخ آفتاب کا
پردہ تھا فاش صبح ملمع نقاب کا

۴

ظاہر ہوا جو صبح کا رخسار بے نقاب
دنیا میں سرخ پوش ہوئے سب ملازم حضور کے
ذرّوں میں نور مہر درخشاں کا ہے گہر
عقبیٰ میں حلّۂ خلد کے اور قصر نور کے
فرمان نجم و مہر و قمر کو ہے بیخبر
ثابت ہوا سحر نے معین نہ شب نہ سحر

بُرقع جو اُٹھ گیا تھا رخ آفتاب کا
پردہ تھا فاش صبح ملمع نقاب کا

۱

ظلمت و شفق جو ملا حور صبح نے
اسپند مشک شب کیا اور صبح نے
گرمی دکھائی روشنی طور صبح نے
ٹھنڈے دھرے چراغ کر دیے کافور صبح نے

لیلیٰ شب کے حسن کی دولت جو لٹ گئی
افشاں جبیں سے نجم درخشاں کی چھٹ گئی

۲

سلطان صبح نے رخ افلاق فق کیا
اور دور نے قمر کو ہلال سا رمق کیا
باطل کو باطل اُس نے کیا حق کو حق کیا
واں تک شفق نہ کی کہ یہاں خون شفق کیا

نورشید صبح کا کلِ دستار ہو گیا
پھر تار تار جیب شب تار ہو گیا

۳

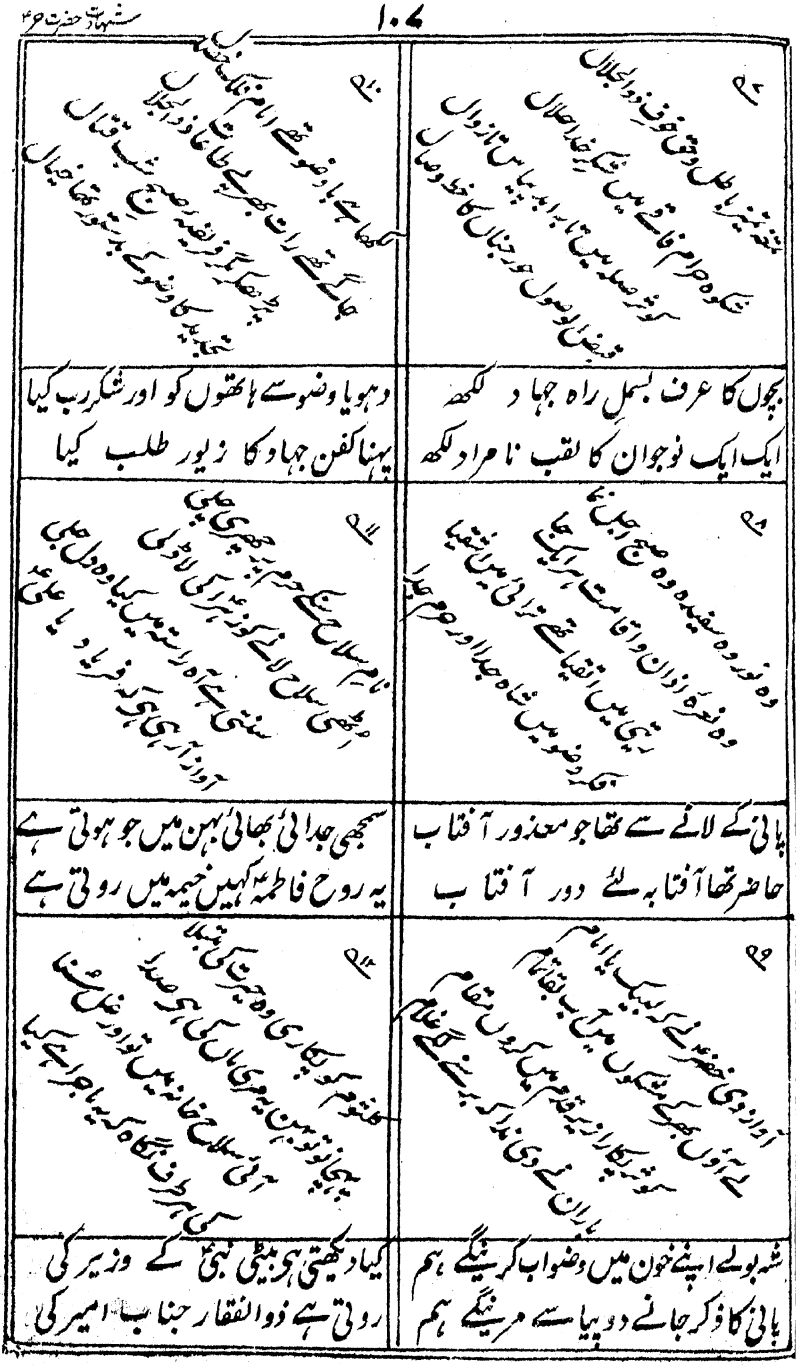
بڑھا جو نصیب نور لیکر اپنا سر بسر
ذرّوں میں نور مہر درخشاں کا ہے گہر
فرمان نجم و مہر و قمر کو ہے بیخبر
ثابت ہوا سحر نے معین نہ شب نہ سحر

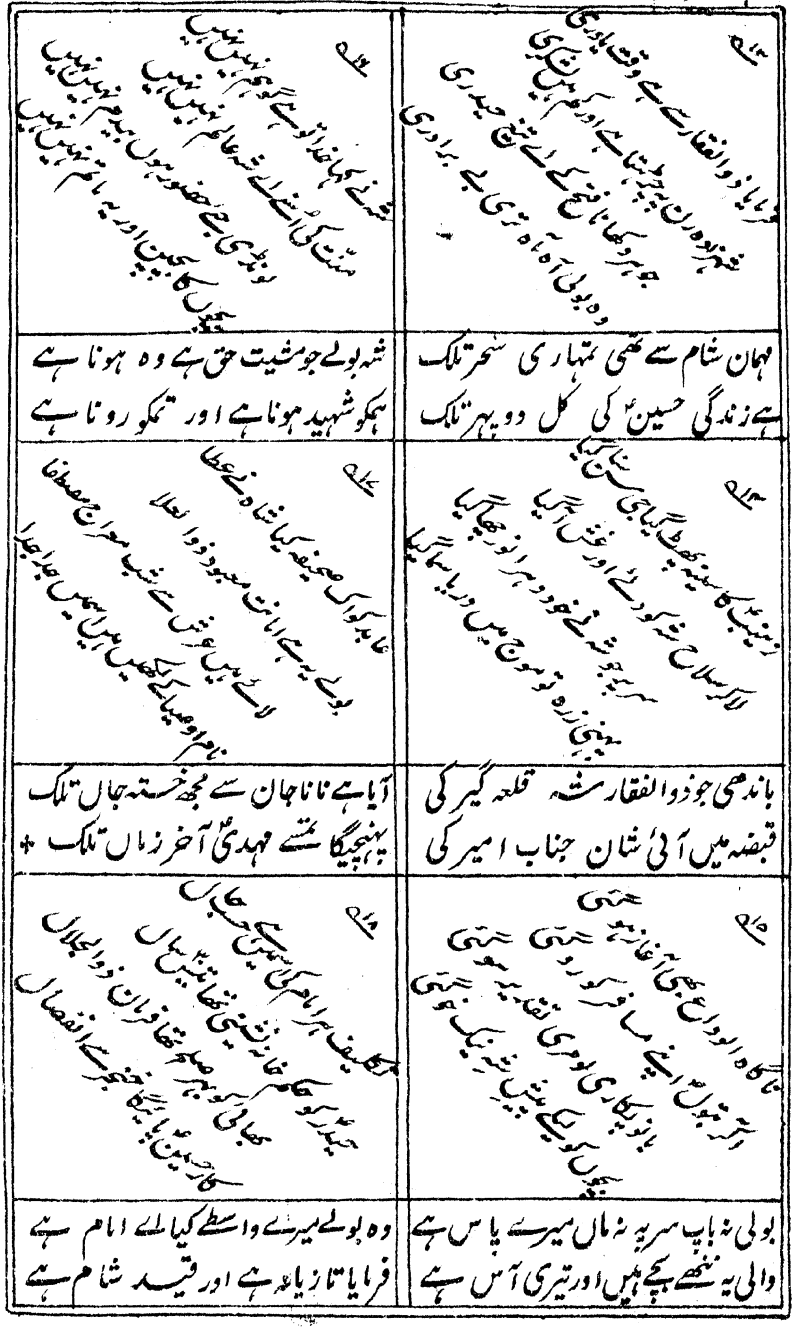
بُرقع جو اُٹھ گیا تھا رخ آفتاب کا
پردہ تھا فاش صبح ملمع نقاب کا

۴

ظاہر ہوا جو صبح کا رخسار بے نقاب
دنیا میں سرخ پوش ہوئے سب ملازم حضور کے
ذرّوں میں نور مہر درخشاں کا ہے گہر
عقبیٰ میں حلّۂ خلد کے اور قصر نور کے
فرمان نجم و مہر و قمر کو ہے بیخبر
ثابت ہوا سحر نے معین نہ شب نہ سحر

بُرقع جو اُٹھ گیا تھا رخ آفتاب کا
پردہ تھا فاش صبح ملمع نقاب کا


۹
۱۰
بچوں کا عرف بسمل راہ جہاد لکھ
وہ ہویا وضو سے ہاتھوں کو اور شکر رب کیا
ایک ایک نوجوان کا لقب نامراد لکھ
پہنا کفن جہاد کا زیور طلب کیا
۸
۱۱
پانی کے لانے سے تھا جو معذور آفتاب
سمجھی جدائی بھائی بہن میں جو ہوتی ہے
حاضر تھا آفتابہ لئے دور آفتاب
یہ روح فاطمہؑ کہیں خیمہ میں روتی ہے
۹
۱۲
شہ بولے اپنے خون میں وضو اب کرینگے ہم
کیا دیکھتی ہے بیٹی نبیؐ کے وزیر کی
پانی کا ذکر جانے دو پیاسے مرینگے ہم
روتی ہے ذوالفقار جناب امیر کی


۱۴
فرمایا دو الفقار سے وقت لڑائی کی
شہزادہ دن پہ چڑھتا ہے اور کم ہیں شام کی
جوہر دکھا نا فتح کے لئے تیغ حیدری
وہ بولی آہ آہ تری بے بہادری
۱۵
شہ نے کہا خدا تو ہے گو ہر نہیں نہیں
منت کی اس نے شہ عالم نہیں نہیں
لونڈی ہے جو حضور ہوں بیدم نہیں نہیں
بچوں کا بچیں اور یہ ماتم نہیں نہیں
مہمان شام سے تھی تمہاری سحر تلک
ہے زندگی حسینؑ کی کل دوپہر تلک
شہ بولے جو مشیت حق ہے وہ ہونا ہے
ہمکو شہید ہونا ہے اور تمکو رونا ہے
۱۴
زینب کا سینہ پھٹ گیا جی سن کے رہ گیا
للکار کر سلاح شہ کو رن میں آ گیا
سر پیٹ کر حسینؑ نے خود سر پہ رکھ لیا
پہنی زرہ تو موج میں دریا سما گیا
باندھی جو ذوالفقار شہ قلعہ گیر کی
قبضہ میں آئی شان جناب امیر کی
۱۵
ناگاہ اور ہی آغاز ہو گئی
آکر بتول نے اپنے مسافر کو رو لی
بانو پکاری اوری نقد یہ موئی
بچوں کو لے کے پیش شہ نیک خو گئی
بولی نہ باپ سر پہ نہ ماں میرے پاس ہے
والی یہ ننھے بچے ہیں اور تیری آس ہے
وہ بولے میرے واسطے کیا لے امام ہے
فرمایا تا زیادہ ہے اور قید شام ہے
۱۶
آیا ہے نا ناجان سے مجھ خستہ جاں تلک
پہنچیگا تم سے مہدیؑ آخر زماں تلک +
۱۶
تکلیف ہر امام کی ہیں سخت جاں
حیدرؑ کو حکم غار نشینی تھا تیس سال
جبائی کو ہر صبح تھا فرمان ذوالجلال
کاظمؑ حسینؑ پا گئے خنجر سے انفصال

۱۱۹

بی بی کی دادی جان کے گھر آج جاتے ہیں
جاتے ہیں اور تمہیں بھی وہیں ہم بلاتے ہیں

۱۲۰

اکبرؑ بڑھے جناب کا رہوار لانے کو
اور فضہ بارگاہ کا پردہ اُٹھانے کو

۱۲۱

بابا حسینؑ تم مجھے بہلا کے جاتے ہو
صغراؑ کو بھی لے چلو تم آج ملک یاں بلاتے ہو

۱۲۲

یوں مہر بے فروغ تھا آگے جناب کے
جیسے چراغ دن کو حضور آفتاب کے

۱۲۳

مہمان بلا کے پانی سے ترسایا پیاسے کو
مارا تو پیاسا مارا نبیؐ کے نواسے کو

۱۲۴

بولی نہ رحم آیا مرے نور عین پر
لو بابا تیر پڑنے لگے اب حسینؑ پر

۲۲۵

ادی چلا ہدایت امت کے واسطے
یعنی ادا سے خطبۂ حجت کے واسطے
غازی بپا سے تیغ حفاظت کے واسطے
شہ بولے بے خدا تو حمایت کے واسطے

۲۲۶

تعریف مصطفٰے
ہیں میں سے خطبۂ
اور ہل اتی میں منقبت شاہ لافتا
والفجر میں حسین کا ہے ذکر جا بجا
نازل ہے آیہ آیہ مری شان میں خدا

ٹھیرو کہ آبرو میں نہ میری خلل پڑے
ایسا نہ ہو کہ خیمہ سے زینبؑ نکل پڑے

والشمس مرتبہ میں علیؑ و بتولؑ ہیں
والوتر میرے نانا محمدؐ رسولؐ ہیں

۲۲۷

یوں ظالموں سے فرق پھیرے شہ ہدیٰ
جس طرح دور کافروں سے رحمت خدا
بولے عوض حق خلیفہ کیا اور
سمجھے یہ عالم کہ کی تو نے ابتدا

۲۲۸

والفجر صبح حج کی ہے اے کربلا تمام
جس میں کسی حسینؑ نہیں بچنے کا شام
روشن ہے ترجمہ دلیاں کا بھی تمام
وہ ہیں بھی تین میں ہیں جنہیں من نسام

ہشیار سخت محکمہ روز جزا کا ہے
یاں سامنا حسینؑ کا ہے واں خدا کا ہے

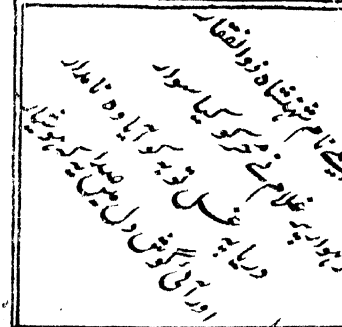
اور نفس مطمئنہ حسینؑ شہید ہے
مضطر نہیں ہے گو کہ بلائے شدید ہے

۲۲۹

۲۳۰

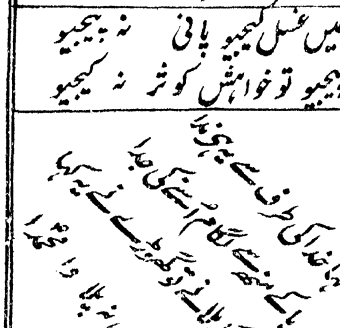
چشم کرم حسینؑ جو امت سے پھیر لے
یہ نظر علقمہ ابھی تم سب کو گھیر لے

لازم ہے پند و وعظ کہ دن ہے وفات کا
یہ جمعہ آخری ہے ہماری حیات کا



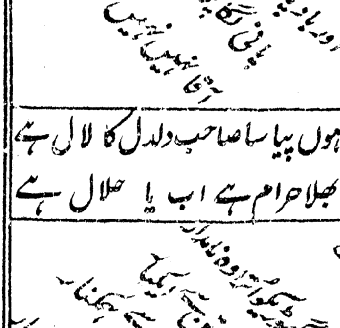
یہ کہکے اپنی فوج کی جانب پھرا امام
اور صور پھونکنے کو بڑھا کے آگے فتح نام
یاں دم کا بند بند لرزنے لگا تمام
آقا کی باتیں سنتے ہی وہ ہو گیا غلام

آنے لگی بہشت کی نکہت دماغ میں
حوریں پکارنے لگیں جنت کے باغ میں



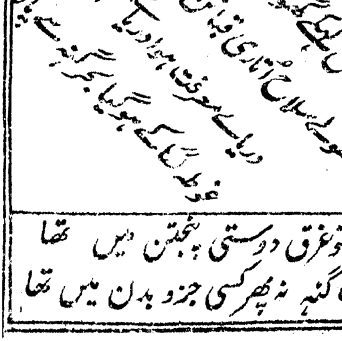
آنکھوں سے پردہ اٹھ گیا ایسی کہ کچھ نہ پوچھ
فوج حسینؑ عرش کے پہلو میں ہے کھڑی
فوج یزید قعر جہنم میں نظر پڑی
آتش کے طوق پہنے ہوئے اور آتش کی ہتھکڑی

یوں تھرتھرا کے خاک پہ حر یک بیک گرا
گویا زمین پہ اپنی جگہ سے فلک گرا



ہر چند کہ غلام کو آقا نے بھگایا
منزل کا نہ شہروں کا نہ رستوں کا بتایا
دریا پہ چلی سمند کی باگ اس نے جو پائی
الحمدللہ بعینہٖ سے جلد مقام آئی

دردا جدا مسیح سے یہ دردمند ہے
کیا جانے اب تو بہ کھلا ہے کہ بند ہے



ہر چند کہ غلام نے منہ پھیر کیا سوار
دریا پہ غسل تو نہ کیا آیا وہ نامدار
اور آئی گوش دل میں صدا کہ ہو ہوشیار

دریا میں غسل کیجیو پانی نہ پیجیو
اور پیجیو تو خواہش کوثر نہ کیجیو



جس نے کہا غذا کی طرف سے پیو ذرا
اور بادیا کے منہ سے لگام اس نے کی جدا
پانی لگا پلانے وہ گھوڑے کو بے کہا
آقا نہیں ہے جس پہ ملے وہ حلال کیا

سنتا ہوں پیاسا صاحب دلدل کا لال ہے
پانی بھلا حرام ہے اب یا حلال ہے

جس نے کہا کہ گھوڑے کو پانی پلا ذرا
شاہ زمن نے تازی قبا اس سے کی ادا
گھوڑے پہ اس طرح سے ہوا وہ سوار آپ
دریا سے صرف ہو گیا جیسے کہ ایک غبار

نکلا تو غرق دستی پا جتن میں تھا
حرف گنہ نہ پھر کسی جزو بدن میں تھا

۳۳

لیکن لباس کرنے لگا جبکہ زیب تن
اک ہاتھ واں ہوا سے ہوا روشنی بگلن
اس ہاتھ پہ دھرا ہوا اجلا سا پیرہن
ہاتف نے دی ندا کہ مبارک ہو یہ بہن

۳۴

ہاں اہل شام مرو کہ تو لو تم پہ جھک پڑا
یہ سنکے سیدھا راہ ہوئی فوج اشقیا
فردوس کی ہوا میں اڑا حرکا بادبا
چھپکے کری کمان کا ناوک یہ جا وہ جا

اب تو خدا کے ساتھ خدا تیرے ساتھ ہے
یہ حملۂ جنان ہے یہ حیدرؑ کا ہاتھ ہے

پھر یہ بلند قدر کجا وہ لعین کجا
حقا کہ آسمان کجا اور زمین کجا

۳۵

خوش ہو خدا کے ہاتھ ہے تیرے یہ جنگ آج
اور جلد آ علی تجھے کوثر پہ ہے رواں
حوریں ترے فراق میں کرتی ہیں بیقرار
اس جان فاطمہؑ پہ دل و جاں ہو نثار

۳۶

خلعت ہوئے یہ فاتح بدر و حنین سے
رومال فاطمہؑ کا ملیگا حسینؑ سے

جنت کو کس طریقہ سے حُر پُر محل گیا
عقرب سے ماہ چاہ سے یوسف نکل گیا

۳۷

ظلمت سے نور کفر سے ایمان جدا ہوا
نرغہ بنوں کے عیسیٰ دوراں جدا ہوا
بادل سے آفتاب درخشاں جدا ہوا
حق تھا وہ مشرکوں سے مسلمان جدا ہوا

۳۸

آقا نے جو کہا تھا اتر آسکا پتا ہوں
وہ حیدری ہیں ہوں سوئے شبیر جاتا ہوں

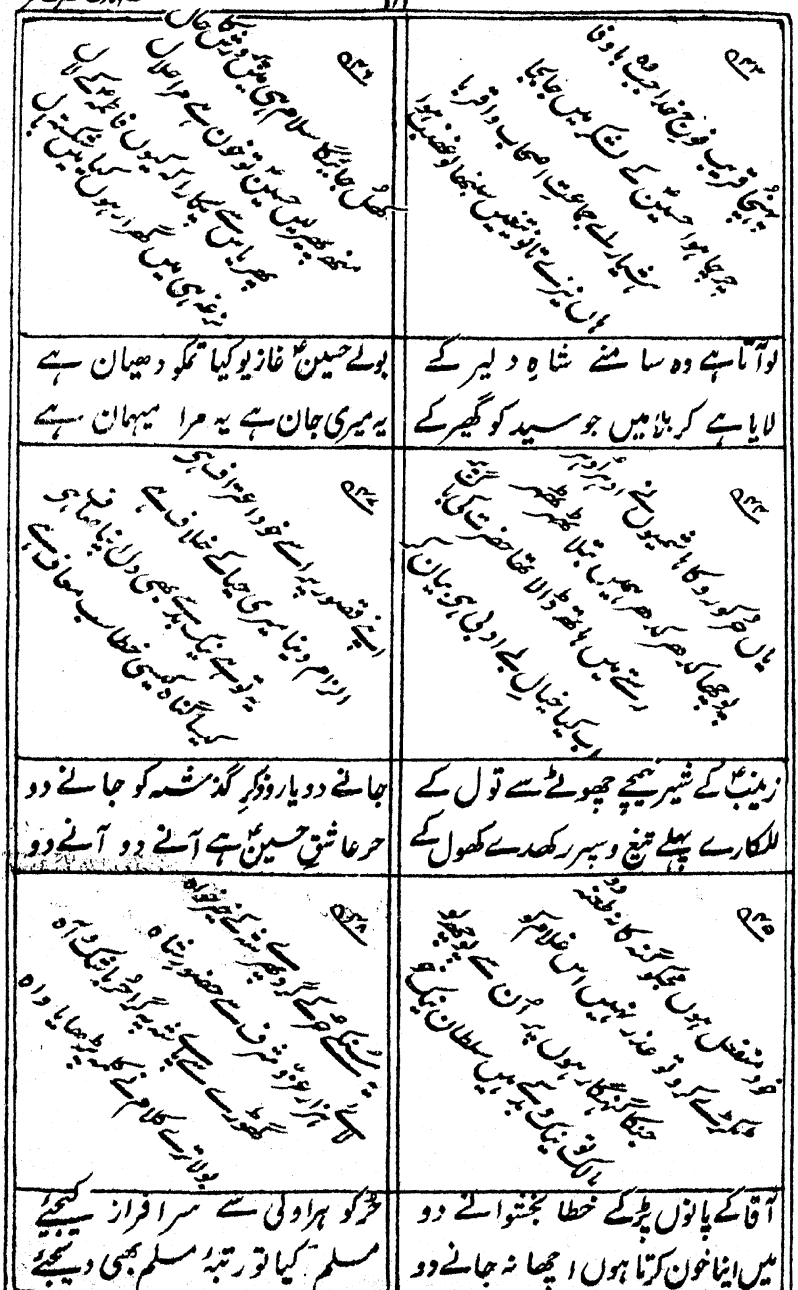
کوسوں کنارہ ظلم کے گرداب کر گئے
غل تھا وہ رود نیل سے موسیٰ اتر گئے

۳۹

حرمت خدا نے خلعت نور خدا دیا
دست خدا نے خلعت نور خدا دیا
حسن پہ سبز ارکر پہ عمر کو سنا دیا
دیکھا ہمیں حسینؑ کے بابا نے کیا کیا

۴۰

دریا کی طرح موج پہ فوج اہل
اس میں گرہ نہنگ تھی ہر تیغ آبدار
حرمت میں بیعت کی کشتی پہ تھا سوار
جبکہ کہ ناخدا تھا خدا لے بر زوار



۴۴

پہنچا قریب فوج خدا جب وہ باوفا
چرچا ہوا حسینؑ کے لشکر میں جابجا
لشکر سے لے کے جماعت اصحاب و اقربا
یاں نیزے تانو تیغیں سنبھالو غضب ہوا

۴۵

کھل جا بجا کہ سلام ہی پیش و پس کہاں
سنتے پھریں حسینؑ تو فوجوں سے ہے اماں
پھر اس سے بچ کے آئے کہ کیوں فاطمہؑ کے لال
فوجوں ہی میں گھرا رہوں کیا میں شکستہ پا

لو آتا ہے وہ سامنے شاہِ دلیر کے
لایا ہے کربلا میں جو سید کو گھیر کے

بولے حسینؑ غازیو کیا تمکو دھیان ہے
یہ میری جان ہے یہ مرا میہمان ہے

۴۶

پوچھا کہ کون ہے تو کہا میں ہوں اک فقیر
رستے میں ہاتھ ڈالا تھا حضرت کی باگ نے
اب کیا خیال ہے تیرا دل ہو بیان کر

۴۷

الزام دنیا میری جہاں کے خلاف ہے
یہ توسنِ نیک بد بھی دل و جان سے صاف ہے
کیا آگہی کسی کی خطا سب معاف ہے

زینبؑ کے شیر بیچے چھوٹے سے تول کے
للکارے پہلے تیغ و سپر رکھدے کھول کے

جانے دو یار ذکرِ گذشتہ کو جانے دو
حر عاشقِ حسینؑ ہے آنے دو آنے دو

۴۸

فوجِ مخالف ہوں مجھے گر نہ کہو تم
ہٹ کے ہوں گر تو غدر نہیں اس غلام کو
جنگ کا ارمان رہے ہوں پہ ان کے پیچھے
یا کہ نہ نیک دیکھے ہیں سلطان نیک کے

۴۹

تم نے سنا کہ گر دھرے شہ نے جزا قصور کی
لاکھ ہزار عزو شرف سے حضور شاہ
گھوڑے سے کاٹھ مارے کلیجہ پہ آہ آہ
بولا تڑپ کے ہائے مرے کیا ہوا یا وا

آقا کے پانوں پڑکے خطا بخشوالے دو
میں اپنا خون کرتا ہوں اچھا نہ جانے دو

حرکو ہراولی سے سرافراز کیجئے
مسلم کیا تو رتبۂ مسلم بھی دیجئے

۴۹

پہنچے جو ہوں میں حلقہ یہ حیدر کی عطا
ایما منتظر میں بند وے کے کوشہ یہ فضا
بیا خیمہ پر سے رفیق تو کیا آیا کیا چلا

مہمان ابھی تو تیری مدارات چاہیئے
وہ بولا مجکو خلد کی سوغات چاہیئے

۵۰

فضہ پکاری روتی ہوئی آئی یہ ناگہاں
تو کو مرے غزالے کا مہمان ہے کہاں
دروازے پہ بلاتی ہے مخدومۂ جہاں
عابد کو تب پتہ ہے وہ کہتی ہیں کیا بیاں

اکبر کے پیار سے نہیں کم اُسکا پیار ہے
زینبؑ بلائیں لینے کی اُمیدوار ہے

۵۱

آقا کے ساتھ حضرت عصمت سر چلا
شہزادی کے سلام کو جھکتا تھا جا بجا
زینبؑ بلائیں لیتی تھی اور دیتی تھی دعا
آیا جو در پہ خواہر شبیر نے کہا

انجام نیک ہوتا ہے ہر نیکذات کا
پر کہہ کہ کیا سبب ہوا تیری نجات کا

۴۹

پہنچے جو ہوں میں حلقہ یہ حیدر کی عطا
ایما منتظر میں بند وے کے کوشہ یہ فضا
بیا خیمہ پر سے رفیق تو کیا آیا کیا چلا

بازار میں گیا ہوں میں لیکر سمند کو
اور ڈھونڈتا ہوں چار طرف نعلبند کو

۵۰

فضہ پکاری روتی ہوئی آئی یہ ناگہاں
تو کو مرے غزالے کا مہمان ہے کہاں
دروازے پہ بلاتی ہے مخدومۂ جہاں
عابد کو تب پتہ ہے وہ کہتی ہیں کیا بیاں

وہ بولی ہاتھ رکھ کے دل پاش پاش پر
سر پیٹتی ہے فاطمہؑ مسلم کی لاش پر

۵۱

آقا کے ساتھ حضرت عصمت سر چلا
شہزادی کے سلام کو جھکتا تھا جا بجا
زینبؑ بلائیں لیتی تھی اور دیتی تھی دعا
آیا جو در پہ خواہر شبیر نے کہا

یہ تو بھلا بھتیجا ہے جسکو وہ روتی ہے
شیعہ جو مرتے ہیں تو عزادار ہوتی ہے

۵۵

روایتیں اس بیان پر ہیں متفق سب
اور ساتھ اس فضہ کے منہ پھیرتا چلا
دو رکن قدم چلا تھا کہ پھر پھیرتا ہوں میں
رکن سنبر یہ دل کا نشہ سرد ہے ہنوز

۵۸

تا گہوارۂ وداع ہزاروں کی دھوم تھی
اکبر ؑ بھی گلے سے لگے اور سبھی رہم
ڈیوڑھی بھی آ کے رونے لگیں بیبیاں تمام
پھر کس بلا نے کیا ہے یہ کلام

پردے کے پیچھے روتی ہیں اماں جناب کی
اور اُنکے ساتھ روح رسالت مآب کی

احسان کبھی نہ بھولیں گے اہل حرم ترا
بابا کے ساتھ فاتحہ دیوینگے ہم ترا

۵۶

جرأت کو میں جھکا تو پکاری وہ بیکلی
کیوں بھائی کچھ تو بول یہ احسان کر گئے
میں نے کہا بہن تو بھروسے کی ہے خدا
میں کر رہی ہوں میں تو خدا کر رہا ہے

۵۹

بڑھکر سوار ہونے لگا حُر جو باوفا
زینب ؑ کے دونوں لاڈلے آ کر ادب سے
پھیلا کے ہاتھ اور جو سامنے جھکا کے سر
بڑھکے کہ بیٹھ رو کا تھا تجھکو محافظ

پالا ہے لاکھ پیار سے پیارے حسین ؑ کو
تو ذبح کیجیو نہ ہمارے حسین ؑ کو

تو نے کیا ہے خوش پسر بو تراب کو
جعفر ؑ کے پوتے تھامینگے تیری رکاب کو

۵۷

تو نے کہی اُس غلام نے یہ خواب دیکھکر
زینب ؑ نے دی ندا سو سے کو فہ بھر سے
واں جوں ہی روضہ ہو مسلم کو رقعہ
سنتے ہی ہو گا جب بھری سے کو فہ یہاں جمع

۶۰

زینب ؑ پکاری یہ تو ہمیں کیا خبر تھی
حیدر ؑ کا بھی چلن تھا یہی خادموں کے ساتھ
دونوں کے گرد پھرنے لگا حُر بنکے دل
زینب ؑ سے کی یہ عرض کہ او فخر کائنات

تنہا نہ واں ہراول لشکر کو روئیے
یاں آ کے میرے ساتھ بہتّر کو روئیے

واجب ادب ہے مجھکو کہ عالی وقار ہو
ہٹجائیں اب حضور تو خادم سوار ہو

۱۱۱

زینبؑ ہوئی زبان کہ ہے گھر کا نگہبان
تو جانتا ہے آپ کو زینبؑ کا میہمان
اور ہم عزیز اپنا سمجھتے ہیں بھائی جان
جا خوف سے سوا ہو حسینؑ جا ہیں جان

مجھ سے بھی مہربان زیادہ بتولؑ ہے
پشت و پناہ روح جناب رسولؐ ہے

۱۱۲

سلمان کا فخر ہے یہ مسلمان ہا وفا
سلمان سے ایک پیم مسلمان میں سوا
اور میم کے چہل ہیں سو جرت کی ہے ادا
سلمان سے حُر زیادہ ہے چالیس درجہ کا

سلمان سے شرف جو فزوں ہاتھ آئے ہیں
چالیس درجہ حُر نے شہادت کے پائے ہیں

۱۱۳

رونق فزا ہے زین ہوا پھر وہ شہسوار
نصف النہار میں کیا خورشید نے قرار
روشن ہوئے چراغ رکابوں کے یکبار
روشن بنائے فتح پکاری نقیب دار

ہیبت سے پہلے فوج جفا زرد ہو گئی
پھر رنگ رو اُڑا کہ ہوا زرد ہو گئی

۱۱۴

سلطان حسن حرکا نہ نظیر ہے
اور آپ حُر غلام جناب امیر ہے
چرخ جہاد ہی پہ جو ہر منیر ہے
میں بارگاہ حسن کا جو تھا وزیر ہے

حُر عاشقِ حسینؑ دو عالم میں ایک ہے
رشکِ نجوم و مہر و قمر نام نیک ہے

۱۱۵

پھر اسپ پر سوار جو آیا یہ صف شکن
پھر اسپ پر سوار جو آیا یہ صف شکن
یوں دفعتہً کھڑے ہوئے اعدا کے سو بدن
جو صورت زرہ ہوئے سورخ پیرہن
سب کی نبض بند ہو گئے سر قدم بدن

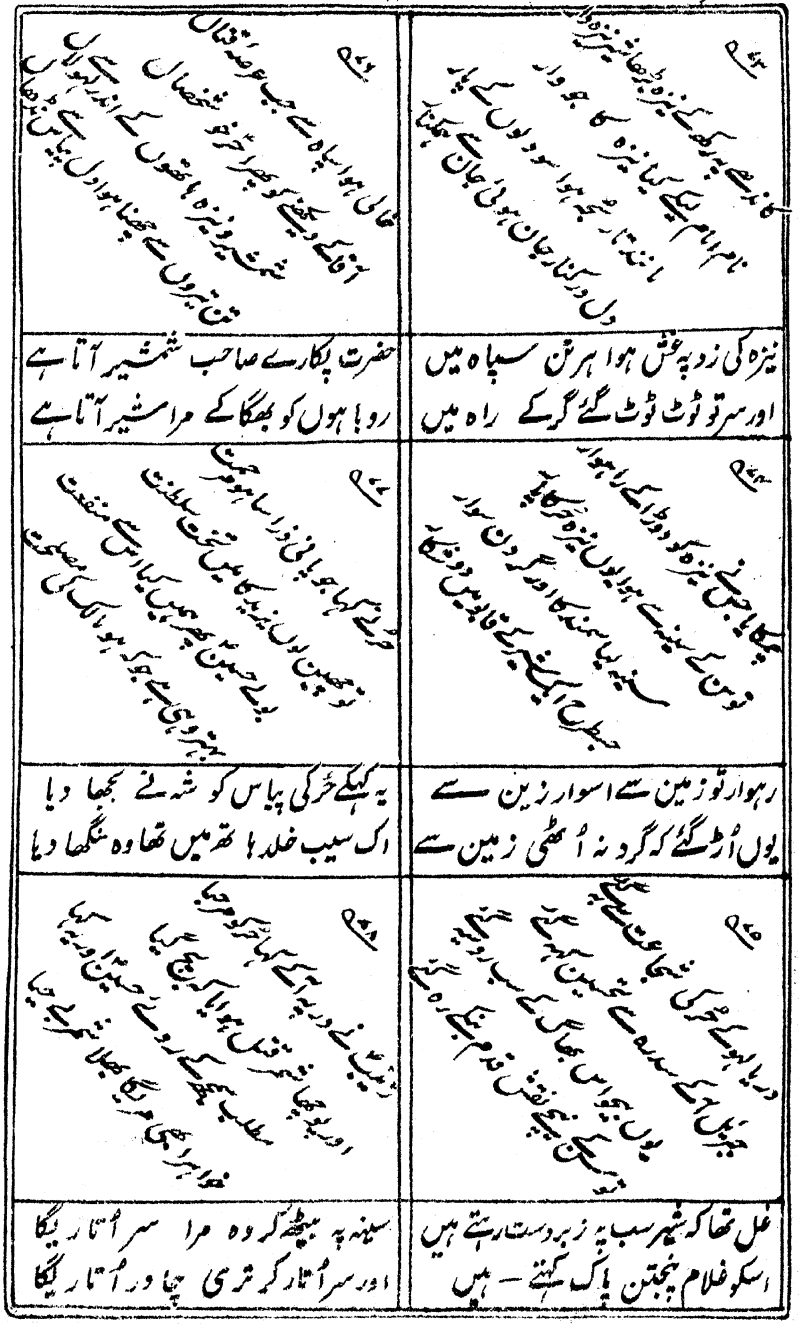
میدان سے پاؤں اُکھڑ گئے اور خود بھی گر گئے
مارا طمانچہ خوف نے منھ سب کے پھر گئے

۱۱۶

ہر صف میں غل تھا کون ہے یارو یہ نامدار
ہر صف میں غل تھا کون ہے یارو یہ نامدار
موصف کا ہم وطن کہ سلیمان کا ہم دیار
بوذر کا ہم نسب ہے کہ سلمان کا شہ سوار
ایمان کا پہلوان کہ عرب کا ہے شہسوار

حُر کو کبھی نہ دیکھا تھا اس زیب و زین سے
انسان فرشتہ بنگیا ملکر حسینؑ سے

۱۲۶	۱۲۷
گردن ہلا کے شہ نے ہر اول سے یہ کہا تجھ سے بس ایک جا ہو تن بے سر اپنا میں وہ ہی خاکسار ہوں وہ ہی ذرہ ہوا تھا تو خوشبوئے حسینؑ کی جلوہ حسینؑ کا	۱۲۷ سنکر کمان بڑھے قدر انداز آگہاں انگڑائی لی کلیجے لیس مرگی بھی کہ ناوک نے دل کے چلّے سے نسبت کو دی اماں حلانی موت سمجھے کہ اب میں چھوٹی کہاں
غالب نہ کیوں ہو نورِ جبیں آفتاب پر سجدہ ابھی کیا ہے درِ بُو تراب پر	پیک صبا کو آئی صدا آسمان سے تھم تھم کہ تیر چھٹتا ہے حُر کی کمان سے
۱۲۸ شمشیر حُر کے رعب سے سبل تھے اٹھکیا گر پیدلوں کی سمت کوئی تاک نے کیا سر کاٹ کر زمین پہ کاندھے سے رکھ دیا واں سے پھری سواروں کا آکر کے دم لیا	۱۲۸ کیا گنتی اک سپاہ کی تو وہ سپاہ تھی آباد نیستی ہوئی ہستی تباہ تھی بنیاد اس گھڑی گنا ہوں پہ تو کیا ہی تھی
حیرت ہے کٹ کے بھی نہ گرا سر زمین پر تن گر پڑا زمین پہ سر بیٹھا زین پر	ہر جان شہاب پڑنے سے جل کر کباب تھی پر چار عنصروں کی تو مٹی خراب تھی
۱۲۹ سرداروں پہ جو وار کیا کیسے کیسے تھے زیں کیا سروں سے غرور اور دلوں سے جیں سُن تھیں حرف تیغ میں ہیں تا دیا وغیں تنظیم مرتکی ہوئی اعدا پہ فرض عین	۱۲۹ نیزہ علم ہوا تو سناں کی زبان سے باتیں زمیں کرنے لگی آسمان سے



۱۰۷
کانپا جو شہ کے نیزہ پہ نیزہ گرا تمام
ناموں امام لیکے کیا نیزہ کا وار
مانند تار شجہ ہوا سو دلوں کے پار
دل در کنار جان ہوئی جان کنار جان

۱۰۸
قابل ہوا سپاہ سے جب عرصہ افگناں
آنکھ کے دیکھنے کو پھرا خود شخصاں
شمشیر و نیزہ ہاتھوں سے اندر کماں
تن تیروں سے چھنا ہوا دل پیاس سے نڈھال

نیزہ کی زد پہ عش ہوا ہر تن سپاہ میں
اور سر تو ٹوٹ ٹوٹ گئے گر کے راہ میں
حضرت پکارے صاحب شمشیر آتا ہے
روباہوں کو بھگا کے مرا شیر آتا ہے

۱۰۹
دیکھا یہ جس نے نیزہ کو دور اسکے راہوار
دشمن کے سینے ہوا یوں نیزہ خرکا پار
سنبھلا نہ سر کا اور گرون سوار
جیسے طرح ایک شیشہ کے فانوس دو ٹکا

۱۱۰
پوچھا حسینؑ نے جو کہ ہو مالک کی مصلحت
بیٹے وہی ہے جو کہ ہو مالک کی مصلحت

رہوار تو زمین سے اسوار زین سے
یوں اڑ گئے کہ گرد نہ اٹھی زمین سے
یہ کہکے حر کی پیاس کو شہ نے بجھا دیا
اک سیب خلد ہاتھ میں تھا وہ منگا دیا

۱۱۱
دریا ہوئے حر کی شجاعت سے سرنگوں
جیحوں اسکے سد سے شمشیر سے ہوئے
یوں بیجوں اس بھال کے سب رو دیئے
تو سر کے نیچے نقش قدم بنکے رہ گئے

۱۱۲
زینب نے دیر آکے کہا حر کو مرحبا
اور پیار سے شمر نے کہا مرحبا
سلاب بھیکے روئے حسینؑ دیر تک
خود میرا بھی مریگا بھلا شمر جیسا

غل تھا کہ شیر سب پہ زبردست رہتے ہیں
اسکو غلام پنجتن پاک کہتے ہیں
سینہ پہ بیٹھکر وہ مرا سر اتاریگا
اور سر اتار کر تری چادر اتاریگا

۷۹

آقا علم کے سایہ میں مجکو بٹھاتے ہیں
حیدرؑ بزیر سایۂ طوبیٰ بلاتے ہیں

۸۰

بابا سے کہیو پیاسے کا لشکر بھی آتا ہے
بھر رکھیے کوزے دودھ کے اصغرؑ بھی آتا ہے

۸۱

لیلو قسم غریبی سبط رسولؐ کی
لو نیزے مار میں نے شہادت قبول کی

۸۲

فوارہ خون دل کا بہا آہ زین پر
اور یا حسینؑ کہکے گرا حر زمین پر

۸۳

یوں شاہ بیقرار تھے مہمان کے واسطے
یعقوبؑ جیسے یوسفؑ کنعاں کے واسطے

۸۴

دل کو وفور درد سے ہے قصد آہ کا
لیکن وہ نام لیتا ہے اسدم بھی شاہ کا

۸۱۵

چیلا کے ہاتھ نے کہا جگر کے متصل
اٹھ میری جان اٹھ ترے بھائی حسینؑ ہیں
وہ بولا آہ اٹھ نہیں سکتا زخم سے
اکبرؑ کا راستہ مجھے فرمائے جل

۸۱۶

بولے رفیق شہ کے بجا لائیں حکم ہم
اپنی نہیں ہے اور تو سب پیش پیش کی
کیا آرزو ہے کہہ مجھے تیری کی ہم
وہ بولا کوئی دم کا ہے مہمان برادر

یہ کہکے ایسا تڑپا کہ ہر زخم پھٹ گیا
آنکھوں کی پتلی پھر گئی اور دم الٹ گیا

ہاتھوں پہ اپنے رکھ لو تنِ پاش پاش کو
خیمہ کے گرد لیکے پھرو میری لاش کو

۸۱۸

عارض پہ رکھکے شاہ نے عارض کو رکھ دیا
زخمِ جگر کا بوسہ سنی مرتبہ لیا
آخر کو اشارہ خیمہ سادات کا کیا
گودی میں لیچلا پسرِ شیر گیر کا

۸۱۹

زینبؑ پکاری ڈیوڑھی ہو بھائی پہ نثار
میں ہوں تری نثار تو شہ ہو نثار
ہیں تیری لاش پہ مری اماں بھی نثار

اصحاب گرد لاش کے تھے شور و شین میں
حرؑ سکرا رہا تھا کنارِ حسینؑ میں

۸۲۰

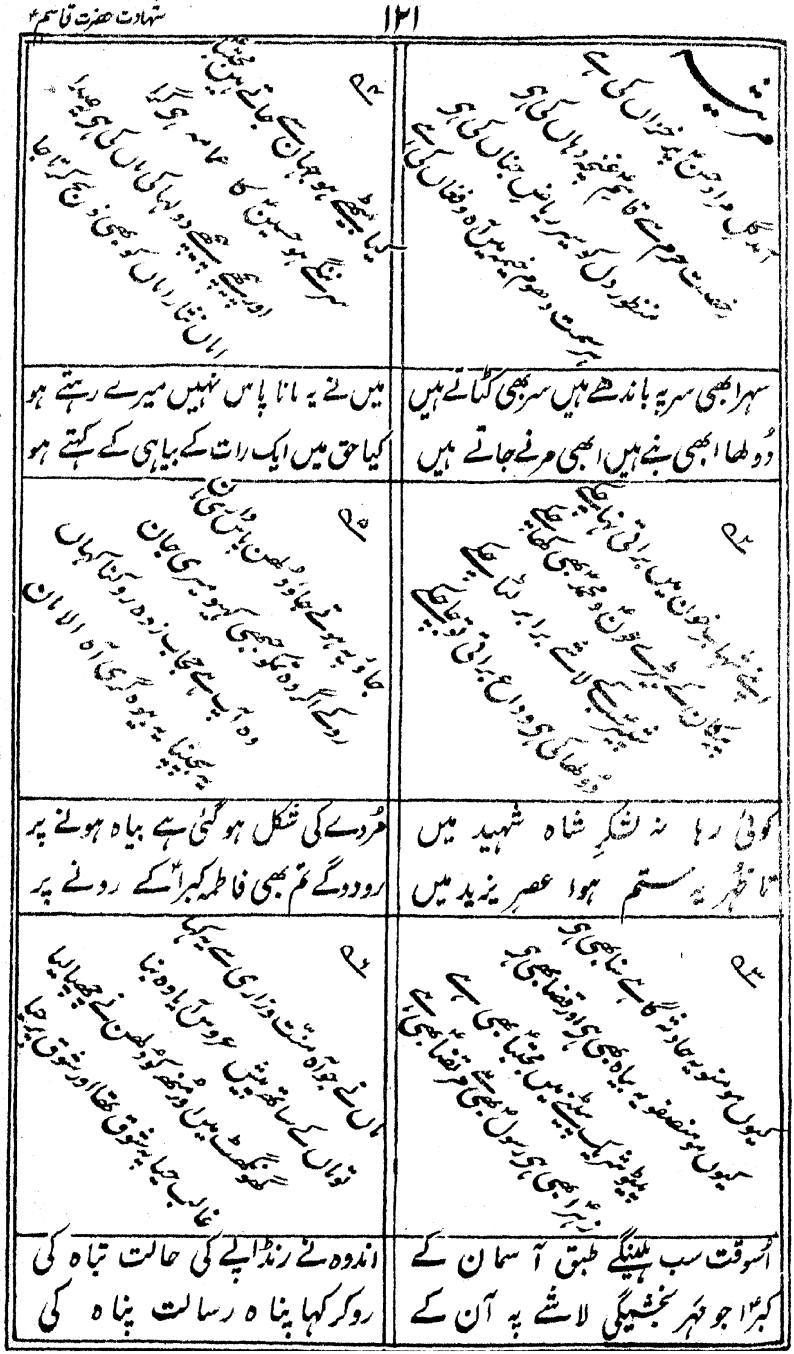
کہتے ہیں جب قریب ہوئی شہ کی بارگاہ
آغوش میں لیا نہ لگا جاں نثار شاہ
پوچھا رفیقوں نے تو یہ بولا وہ خیر خواہ
کیا آرزو بری ہی جاتی ہے آہ آہ

بس اے دبیر حشر تھا زینبؑ کے بین پر
روئی تھی یوں ہی جاکے وہ لاش حسینؑ پر

کمزور پیاس سے مرا آقا ہے کیا کہوں
[illegible] ہے تیسرا فاقہ ہے کیا کہوں

رباعی

اب خواب سے چونک وقت بیداری ہے
لے زاد سفر کوچ کی تیاری ہے +
مرمر کے پہنچتے ہیں مسافر واں تک
یہ قبر کی منزل بھی غضب بھاری ہے



مرثیہ

آمد بگل و رخ حسن بخواں کی ہے
رخصت حرم سے قاسمِ غمگیں جہاں کی ہے
منظور دل کو سیر ریاض جناں کی ہے
ہر سمت دھوم خیمہ میں آہ و فغاں کی ہے

۴۴

کیا پوچھتے ہو جہاں سے جانے میں کیا ہوا
سر نذر ہو حسینؑ کا عمامہ ہی گیا
اور پوچھتے ہو پیچھے دولہا کی ماں کی ہے کیا
اماں نثار اماں کو بھی ذبح کر گیا

سہرا بھی سر پہ باندھے ہیں سر بھی کٹاتے ہیں
دولھا ابھی بنے ہیں ابھی مرنے جاتے ہیں

میں نے یہ مانا پاس نہیں میرے رہتے ہو
کیا حق میں ایک رات کے بیاہی کے کہتے ہو

۴۵

کوئی رہا نہ لشکرِ شاہ شہید میں
تا ظہر یہ ستم ہوا عصرِ یزید میں

مُردے کی شکل ہو گئی ہے بیاہ ہونے پر
رو دو گے تم بھی فاطمہ کبریٰؑ کے رونے پر

۴۶

کیوں ہو منوّر عاد نہ گاتے بھی ہو
کیوں ہو منصفو یہ بیاہ بھی ہے اور قضا بھی ہے
پیٹو شریک پیٹنے میں مجتبیٰ بھی ہے
زہراؑ بھی ہے رسولؐ بھی ہے مرتضیٰؑ بھی ہے

اُسوقت سب ہلینگے طبق آسمان کے
کبریٰؑ جو مہر بخشیگی لاشے پہ آن کے

۴۷

ماں نے جو آہ و زاری سے یہ کہا
قرباں کسے کہا تھا میں اور کس سے کہہ گیا
گھونگھٹ میں دولھن نے جو سنا چھپا لیا
غالب حیا پہ شوق تھا اور شوق پہ حیا

اندوہ نے رنڈاپے کی حالت تباہ کی
رو کر کہا پناہ رسالت پناہ کی



۹۷ جلائی ساس صبر کرو اور نہ کچھ کہو میں دودھ بخشوں گی نہیں تم مرو ہو خفا بیٹا جو تم سے سلام کیا ایک ایک نے تا شام مر گئے سب کے سب ایک ایک	۹۸ پھر اس کے پیچھے علیحدہ اٹھنے بیٹھ گیا سنتے ہی ماں نے اپنا کلیجہ پکڑ لیا پوچھا جو بی بیوں نے تو رو کر کہا کہ ہائے بیٹا اس سبط [illegible]
اللہ حافظ اہل حرم منہ سے بول کے کبرا کے گرد رونے لگے بال کھول کے	دیدار آخری بھی نہ اب یہ دکھائیں گے جیتے تو کیا یہ مر کے بھی رن سے نہ آئینگے
۹۹ آیا جو عقد گاہ سے دولہا دوان قدم دامن سے پونچھ گرد کبرا کے چشم نم وہ بولا چھوڑ دو مرے دامن کو بنت عم جاتا ہے ہیں ہے کوئی پیچھا نہ کیجیو	۱۰۰ بولی کہ ہیں رن کا شہ مردانہ منگوا دیجیو زینی کہیں نہ میرے لئے ہو مرا جیجا راں خدا کی راہ میں جس کو دیا دیا پھر کر کہا بہو نے یہ وارث نہیں کیا
اب کہکے نامراد ہمیں خلق روئے گی شادی ہماری روز قیامت میں ہوئیگی	وہ بولی خیر لاشہ نہ رن سے منگاؤں گی لیکر بہو کو ساتھ میں ہی لے آؤں گی
۱۰۱ پھر آستین ہلا کے دی اور یہ کہا لے بنت عم جو رات کو فرماتے تھے چچا حل فاطمہ کی بیٹیاں ہو بیکس بے ردا تنہا پھیر آستین نہیں ہے انتظار	۱۰۲ القصہ قتلگہ کو چلا ابن مجتبا ماں گر پڑی زمیں پہ پھر اٹھ دوڑ کر چلا کہتا تھا بیٹا دی آنکھوں سے دیکھا یہ جور رن کو سوار ہو کے چلا قاسم رواں ہوا
بلوے میں آستین نقاب اپنی کیجیو محشر میں اس نشان سے ہمیں ڈھونڈ لیجیو	میدان حرم کے رونے سے جنبش میں آگئے میدان تو اک طرف شہدا تھرا گئے

۱۲۲

ناگاہ ایک غبار درِ خیمہ سے اٹھا
ہر بار اس غبار سے پیدا ہوئی یہ صدا
واقاسماہ و واحسناہ و اعضداہ
بعد اس بلا کے باپ پہ اور کس کو ہے رضا

غل تھا کہ اس غبار میں زہراؑ کا لال ہے
اور بھائی بھائی کہہ رہا اک خُردسال ہے

۱۲۳

یہ کہکے یوں پکارنے والے نے دم لیا
اے قاسمؑ اب نشان حسنؑ کا ہے کون دیا
کیا دیکھ کے تو دیکھیگے پھر جائیں گھر ہم
جاتا چچا سے ملکے کہ جنت ہے تو بھی

پوچھیں اگر حسنؑ کہاں عرصہ لگایا تھا
کہہ دیجیو کہ میرے چچا کو غش آیا تھا

۱۲۴

وہ گرد گھر ہوئی تو حسینؑ اسکے بول سے
ہے دونوں کیسو و نیپڑی گرد سر پہ
اور ایک خُردسال ہے پیچھا لگے کدم
کہتا ہوا وہ چچا مرے بھائی کے کدھر

فرماتے ہیں حسینؑ ہمیں تو غش آتے ہیں
بیٹا پکار لے وہ ترے بھائی جاتے ہیں

۱۲۵

اسمہ حسنؑ تو خیمہ میں ہمکو بلاتے ہیں
اور ہم کہا کہ تجھ سے لپٹنے کو آتے ہیں
اب دیکھیں ہم کسی کی طرف پہلے جاتے ہیں
پیارے ہے کون کہکے گلے سے لگاتے ہیں

الفت کا امتحان یہ اے نور عین ہے
پیارے اُدھر حسنؑ ہیں اِدھر کو حسینؑ ہے

۱۲۶

جو پوچھتا تھا دیکھکے مولا کو بیٹے سے
اوروں کے واسطے تو نہ روئے تھے اسقدر
کہتے تھے یہ غریب ہے سب سے زیادہ تر
سیدانی ایک بیوہ ہے اکلوتا ہے پسر

ہم مرگِ نوجوانی قاسمؑ پہ روتے ہیں
یارو جدا حسینؑ و حسنؑ آج ہوتے ہیں

۱۲۷

رستے سے کاں پلٹا ہوا ابن حسنؑ پھرا
گھوڑے سے گر کے شاہ کے قدموں پہ یہ کہا
طاعت امام عصر کی ہی جا بجا آئی ہے صدا
بابا کی روح کی بھی یہی آئی ہے صدا

قاسم وداع کرنے سے کربلائی کو
روتا نہ چھوڑیو مرے مظلوم بھائی کو

۲۱

بابا کا اور آپ کا ہی ایک عزّ و جاہ
دونوں کی اک گھڑی سے اس بات پر نباہ
آخر نہ چھیڑی جی نے دیا جنکو حق نے واہ
واں تا بزم حصہ میں یاں تیغ تیرِ آہ

آزاد مر کے بھی نہیں ہم تو غلام ہیں
ہم ہیں شہید شاہ شہیدان امام ہیں

۲۲

بیٹا کہوں کہوں تو برادر کہوں تمہیں
اکبرؑ سے اور شے سے الفت کا اک جہاں
بیٹم چچا ہی جانتے ہو جس جگہ تہاں
اکبرؑ جو یوں رلا گئے پھر کیا کریں گے ہاں

آئی ندا کہ سب یوہیں جنت کو جائیں گے
اکبرؑ تو کیا تمہیں علی اصغرؑ رولائیں گے

۲۳

قطع نظر وفا رفاقت کے لے چچا
آقا نے پرورش کیا جنکو جوان کیا
بابا کو جب میں روپا گلے سے لگا لیا
ہاں تین دن تک پیاسے رکھے آگے تو غیر تھی

صدقے سے تیرے سبز جوانی کا باغ ہے
شہ نے کہا پھر اُسکا صلہ اب یہ داغ ہے

۲۴

بھر اسکا سر اٹھا کے گلے سے لگا لیا
بوسے دیوں کی سو بھی جبین پر دہن رکھا
اسکا پسینہ اپنے رخ پاک پر ملا
وہ بولا اب معاف ہوئی میرا کہا سنا

شہ نے کہا شکستہ چچا کا نہ دل کرو
ہمنے تمہیں بجل کیا تم بھی بجل کرو

۲۵

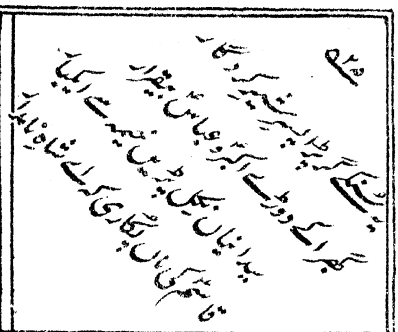
بچے کی طرح کوئی اٹھتا جو پالنے
مرنے پہ اسکے اپنے تو دل کو سنبھالنے
رخصت کا حرف پھر نہ زبان سے نکالنے
بیٹھیں چچا پہ تیر یہ مصیبت تو ڈالنے

دل تکتا ہے برابر سجادؑ چاہتا
بابا تمہارے ہوتے تو میں داد چاہتا

۲۶

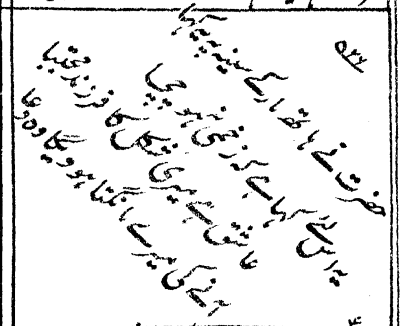
واقا سما کیا چچا نے جو گرتا شاہ کو
فاقہ نے پھر کے زین سے غیرت کی راہ کو
بیچی پہ بیچی پڑ گئی پہلو پہ آہ کو
ہر واردی چچا ترا حافظ رہے اللہ

ہم تو چلے اجل سے ہے کیا چارہ یا حسینؑ
مارا مگر دغا سے مجھے مارا یا حسینؑ



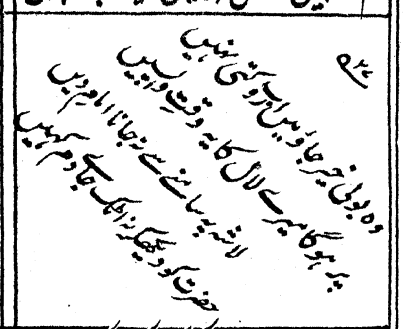
میں ہاتھ باندھتی ہوں نہ مقتل کو جائیو
فرزند کہہ گیا ہے نہ لاشا منگائیو

یوں نامراد کوئی نہ دنیا میں فوت ہو
خاکِ شفا کھلانا کہ آسان موت ہو



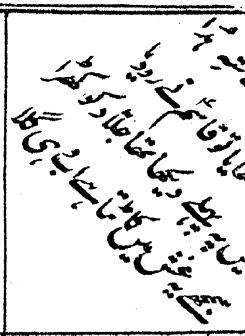
قاسمؑ پہ کیا ہے غیروں کے لاشے اُٹھاتا ہوں
تم تو نہیں منگاتی ہو میں لینے جاتا ہوں

دیکھا وہ چاند سا ہے زمین پر پڑا ہوا
سر کاٹنے کو سر پہ ہے قاتل کھڑا ہوا

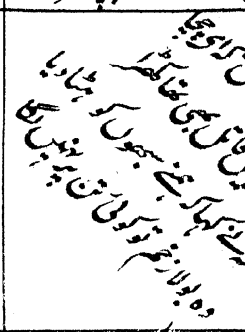


یا شاہ جان پیاسوں کی کیونکر نکلتی ہے
روح جواں سُنا ہے تڑپ کر نکلتی ہے

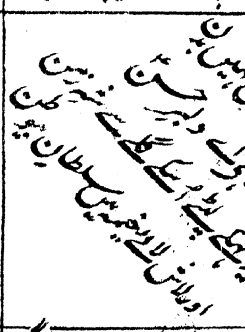
جو پوچھتا ہے آرزو اُس نورِ عین کی
کہتا ہے سب سے شکل دکھا دو حسینؑ کی



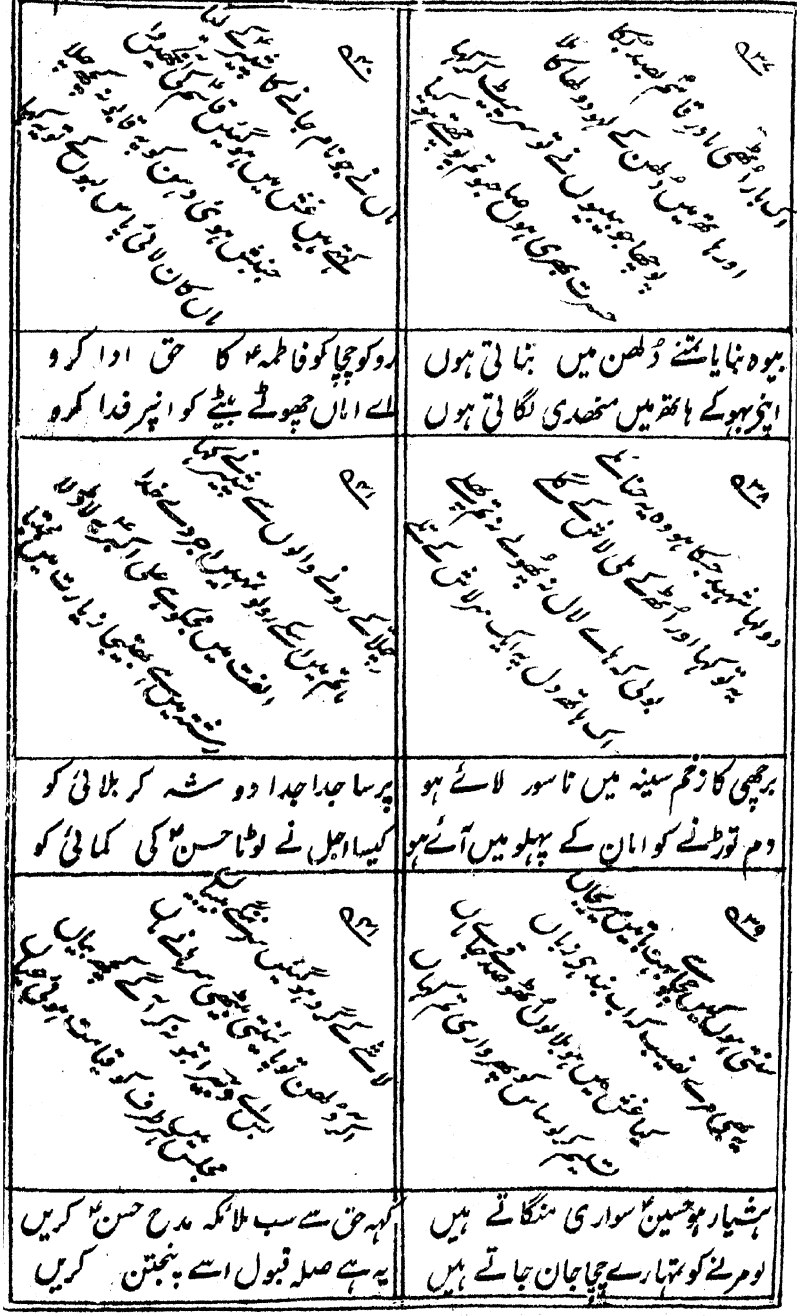
بولا تڑپ کے بخت ہیں کیا نارسا مرے
آکر کسی نے بال پریشان کر دیے
کٹتا ہے سر بھی اور نہ آئے چچا مرے
موجود سب رنڈاپے کے سامان کر دیے



داہن اٹھا کے سینہ دکھا دیجیے مجھے
داری دلہن کو بیوہ بنانے کو دیجیے
اور پھر گلے سے اپنے لگا لیجیے مجھے
بیٹا نہ مجھکو کوئی کھلانے کو دیجیے



غل تھا کہ قتل شاہ کا داماد ہوگیا
کیونکر سنوں کہ ٹکڑے مرے دل کے ہوتے ہیں
لو گھر حسنؑ حسینؑ کا برباد ہوگیا
کہکر جوانہ مرگ انہیں لوگ روتے ہیں



۳۷
اک بار دلھن بنی اور قاسمؑ بیاہ کا
اور ماں نے دیکھیں دلھن کے اوپر دھاگا
پوچھا جو بیبیوں نے تو سر پیٹ کر کہا
حسرت بھری ہوں میں جو بہو بیٹھے ہو کہا

بیوہ بنایا تم نے دلھن میں بناتی ہوں
اپنی بہو کے ہاتھ میں مہندی لگاتی ہوں

۳۸
ماں نے جو نام جانے کا بیٹے کے سنا
بیٹھیں بیبیاں ہو گئیں فاطمہؑ کی بیٹھیں
جنبش ہوئی دہن کو نہ قابو رہا ذرا
ماں کان لائی ہاں بہو کے منہ کے پاس

رو کو چچا کو فاطمہؑ کا حق ادا کرو
اے اماں چھوٹے بیٹے کو اپنے فدا کرو

۳۹
دولہا نہ بن سکا جو وہ یہ ماجرا ہوا
پوتو کہا اور اٹھ کے ملی لاش سے گلے
بولی کہ ہائے لال نہ پوچھے نہ تو بھلے
اک ہاتھ دل پہ ایک مرا لاش کے تلے

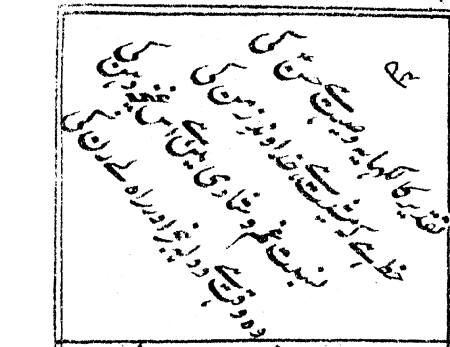
برچھی کا زخم سینہ میں ناسور لائے ہو
دم توڑنے کو اماں کے پہلو میں آئے ہو

۴۰
چلائے رو کے رونے والوں سے بیبیاں
ہاتھوں پہ سے رکھو نہ حسینؑ جوان کو
الفت میں بیکسی میں اکبرؑ لاڈلوں
اب شہ میں ہے بھتیجے زیارت میں عمو کی

پرسا جدا جدا دو شہ کربلا کو تم
کیسا اجل نے لوٹا حسنؑ کی کمائی کو

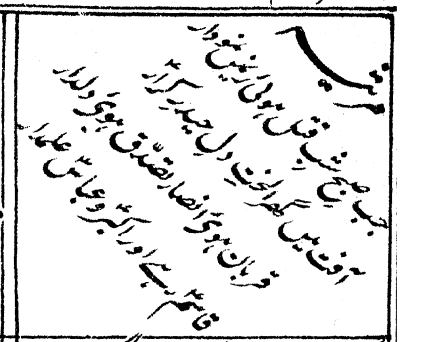
۴۱
لاشے کے گرد ہو گئیں بیبیاں جمع
آرزو دلھن تو بیٹھی بچھی سر پٹخ کے ہائے
بیبیاں تو بیٹھ کر رونے لگیں ہائے ہائے
مجلس میں ہر طرف کو قیامت ہوئی بپا

کہہ حق سے سب ملائکہ مدح حسنؑ کریں
یہ ہے صلہ قبول اسے پنجتن کریں



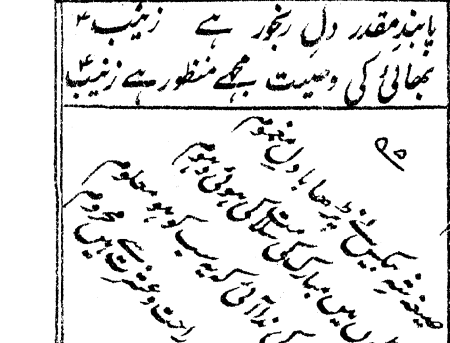
جب صبح شب قتل ہوئی رخصتی وار
آئے خیمہ میں گھبرائے دل حیدر کرار
قربان ہوئی انصار تصدق ہوئی دلدار
قاسمؑ رہے اور اکبرؑ و عباسؑ علمدار

اکدم میں دلیروں کا لہو بہ گیا ران میں
کل تین جواں رہ گئے ہفتاد و دو تن میں



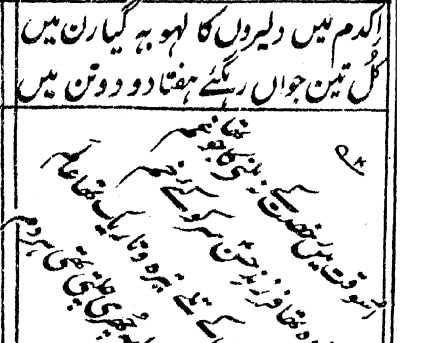
نقارہ کا کاہے کو بجایا وہ حسن کی
خطبہ ہے کس کے نام پہ اور زیور زن کی
نسبت ہے کس سے آج عروسی میں اس غبن کی
وہ وقت ہے دولہا کے اور راہ ہے رن کی

پابند مقدر دل رنجور ہے زینبؑ
بھائی کی وصیت مجھے منظور ہے زینبؑ



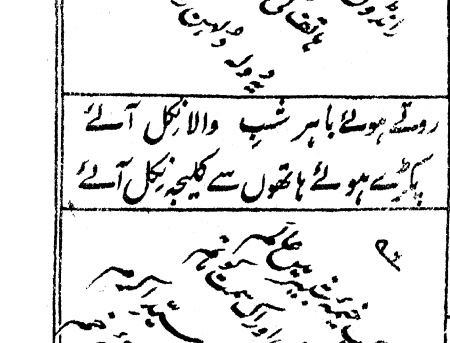
اشک غم سے بھرے ہوئے تھے چشم
آنکھوں سے تھے چہرہ و تا پائے شانہ تم
رویا تھا لہو دیکھ کے بھی جلنے کا عالم
اکبرؑ کے تئیں چھوڑ کے جاتے تھے جو دم

سامان مہیا تھے عدم کے سفری کے
مرنے کی سند پاس تھی بازو پہ جری کے



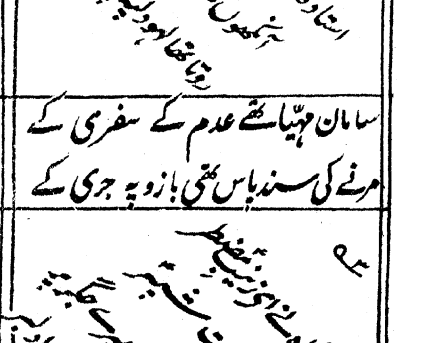
رونے کی صدا گھر میں جو گھبرا کے گئی ہم
صیغہ نہ سمجھے بارہا پوچھا کئی ہم
زخموں میں بہار کی سی لالی ہوئی پیدا
ہاتھوں کی نہ آئی کہ یہ سب کو ہو معلوم
پھولہ دلہن راحت و عشرت میں تھی محروم

روتے ہوئے باہر شب والا نکل آئے
پگڑے ہوئے ہاتھوں سے کلیجہ نکل آئے



ارشاد کیا شاہ نے اے زینب مضطر
جاتا ہے جہاں جائیو حضرت شبیر
کہنا کہ مری گود کا بالا ہوا دلبر
چھینا ہے مری گود کا کوہ الم میرے جگر پہ

سب مر چکے اب جینے سے تنگ آئے ہیں قاسمؑ
مرنے کی سند پاس مرے لائے ہیں قاسمؑ



اس سمت کو شادی تھی جب خیمہ میں عالم
اس سمت کو شادی تھی اور اس سمت ہے ماتم
چھوٹے تھے ابھی حسن سے اکبرؑ کے قدم
رویہ میں نہ شادی نہ بنا ہے نہ بنی ہے

کہتی تھی قضا اسلئے یہ شکل بنی ہے
اکدم میں نہ شادی نہ بنا ہے نہ بنی ہے

۹

ناگاہ اٹھا شور مبارز طلبی کا
کیوں جنگ میں ہو دیر یہ گویا ہو داماد
یہ سنتے ہی فی الفور ہوا نوشہ گلا پھر
اس نالۂ پر سم دل پر درد کو سنکر

چپکے سے کہا ماں سے کہ اب دیر ستم ہے
اے والدہ صاحب دہم امداد و کرم ہے

۱۰

یوں رو دے گرا خیمہ میں وہ ماہ بنی ہاشم
رخصت ہوا یک بیک دل سید مسموم
اڑنے کو چلا خلد سے وہ طائر فردوس
اس صوت پہ خیمہ میں ہوئی جا طرف دیوم

فریاد بڑا داغ دیے جاتے ہیں قاسمؑ
لو فاطمہؑ کو رانڈ کیے جاتے ہیں قاسمؑ

۸

ارشاد کیا ماں نے کیا کچھ ہو تیاری
اس بات میں دیکھی نہ کچھ اس نے خبر ہائے
وہ سب کی ہیں سنتی پہ نہ اس کی ہیں سنتے
یہ سن کے گئی ہوش سے وہ دختر زہرا

تسکین دو لاشاد و اس آوارہ وطن کو
پہلے یہ مناسب ہے کہ سمجھا دو دلہن کو

۱۱

شہزادہ آفاق نمایاں ہے حزن میں
غالب ہے سپہ کفر شہ ایماں ہے حزن میں
آئی ہے وہ ہنگام جو خوباں ہے حزن میں

دل باغیوں کے کھل گئے گلزار سخن سے
باتیں وہ نہ تھیں پھول برستے تھے دہن سے

۷

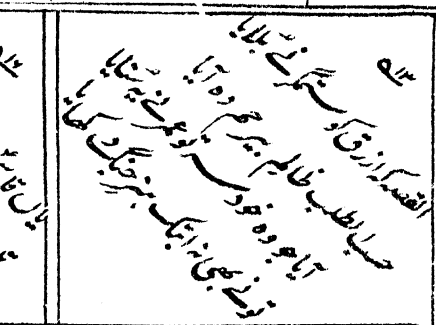
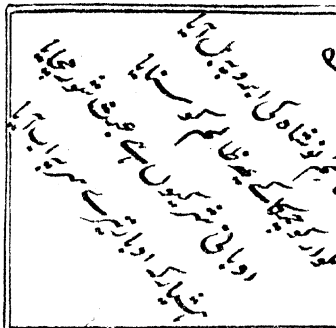
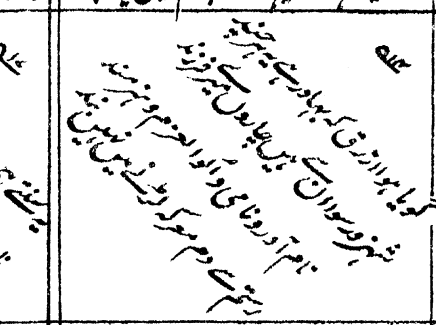
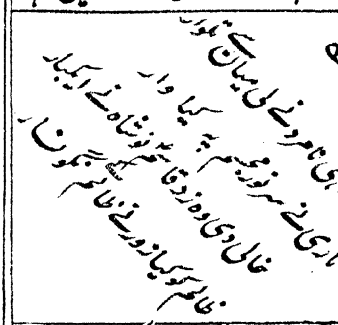
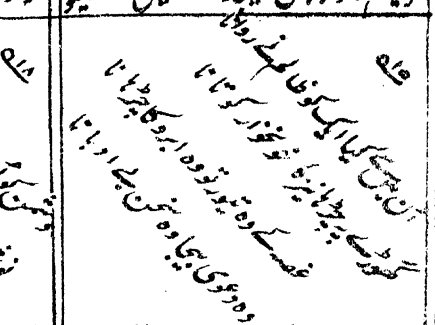
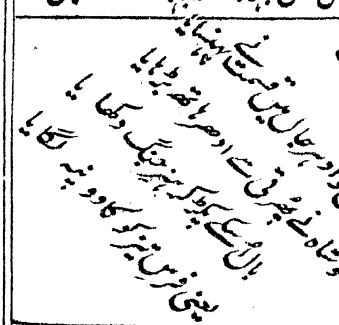
گھبرا کے گئی ماں دلہن کے پاس یہ بولی
کیا کوئی ستمگار ہے اس سے ہے یہ کہنا
کیا کوئی ستمگار ہے اس سے ہے یہ کہنا
کیا کوئی ستمگار ہے اس سے ہے یہ کہنا

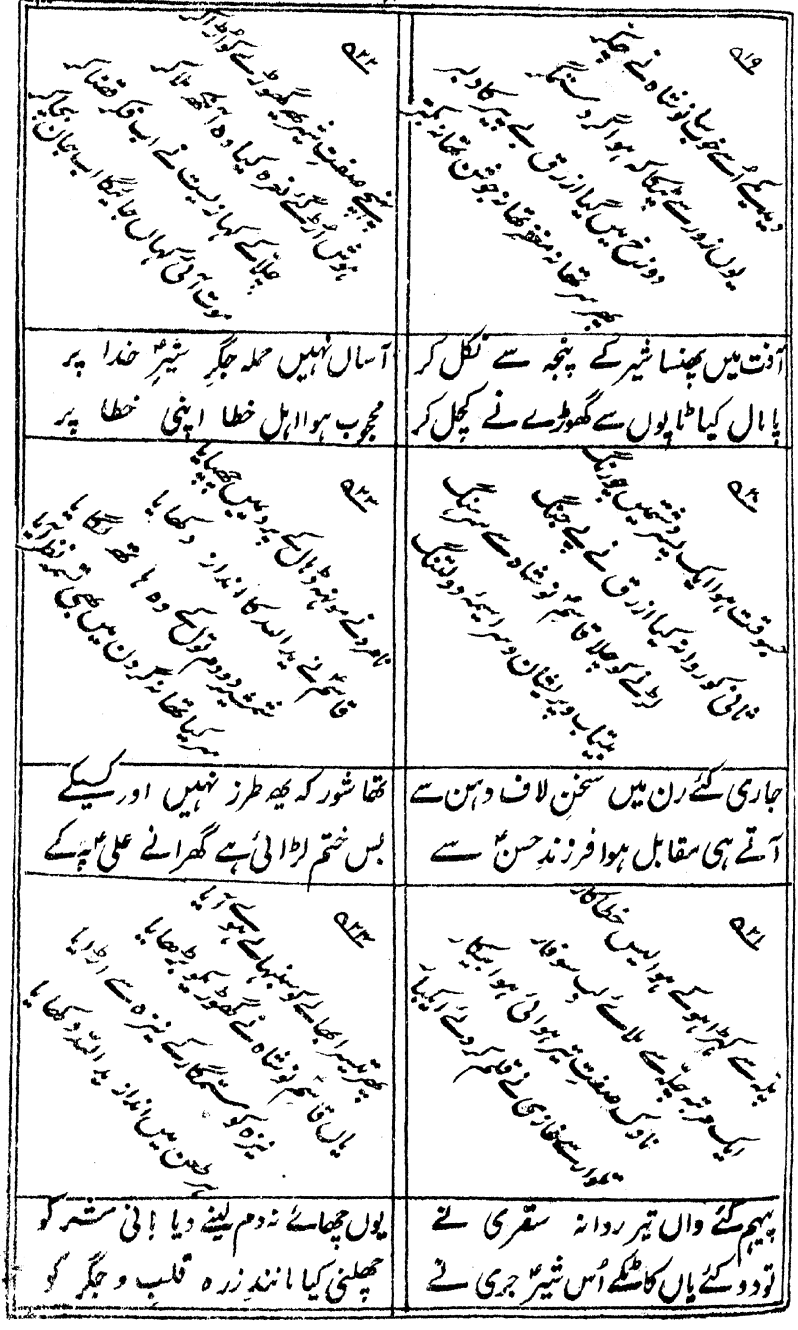
تم چھوٹے ہو عالم تنہائی نے اس پر
اس سن میں رنڈاپے کی بلا آئی ہے اس پر

۱۲

دیکھا جو بہ حسرت سوئے میدان مضطر
چلایا کہ اے جان عزیز کو وہ سنگدل
قاسمؑ سے مقابل کوئی ہوتا نہیں جا کر
اک طفل کا پیر سب کے اوپر ہیں دلاور

قشوش کے عالم میں ہے جو پیر دجواں ہے
دیکھو تو کوئی ازرق جرار ۔۔ کہاں ہے

	
وہ بھی ہے سپاہی جسے غیرت نہ حیا ہو آغاز یہ ہے دیکھئے انجام میں کیا ہو	جلدی کریں شیروں کا یہ دستور نہیں ہے کیا بکتا ہے سبقت ہمیں منظور نہیں ہے
	
اچھا کوئی جائے نہ مبارز طلبی کو گر یہ ہے تو واں بھیجدے اُنیس سے کسیکو	بیٹھا نہ گیا پشت پہ گھوڑے کی سنبھل کے تلوار کی تھی جھونک کہ جھونکے تھے اجل کے
	
عقرب کے طریقہ سے قرین ماہ کے آیا چمکا کے فرس سامنے نوشاہ کے آیا	اُلجھن میں کوئی بات بن آئی نہ لعیں سے چکّر میں پڑا ہو کے جدا خانۂ زین سے



۲۱
دیکھے کہ اسے خوب سیاہ نے چکر
یوں نیزہ سے اٹھا کہ ہوا گرد سے غائب
دو فرخ میں گیا ازرق بے پیر کا دبر
پھر سر تھا نہ مغفر تھا نہ جوشن تھا نہ مغفر

۲۲
ہوش اڑ گئے گھوڑے کے سوار کے
وقت آ گیا کہاں جائیگا اب جان بچا کر
چلانے کہا زینت نے اب فکر فضا کر
پہنچے صفت شیر جھپٹ گھوڑے کو اڑا کر

آفت میں پھنسا شیر کے پنجہ سے نکل کر
پامال کیا ٹاپوں سے گھوڑے نے کچل کر

آساں نہیں حملہ جگر شیرؑ خدا پر
محجوب ہوا اہل خطا اپنی خطا پر

۲۳
جب وقت ہوا ایک پہر دشمیں بوریا کا
شاہی کو رواں کر کیا ازرق نے پہ جنگ
لڑنے کو چلا قاسمؑ فوشاد سے سرہنگ
پیادہ و پریشان و سراسیمہ و دلتنگ

۲۴
ناموس نے منہ ڈال کے پردہ میں چھپایا
قاسمؑ نے یہ الدھ کا انداز دکھایا
شمشیر دودم تول کے وہ ہاتھ لگایا
سر کیا تھا کہ گردن میں بھی تسمہ نظر آیا

جاری کئے رن میں سخن لاف و دہن سے
آتے ہی مقابل ہوا فرزند حسنؑ سے

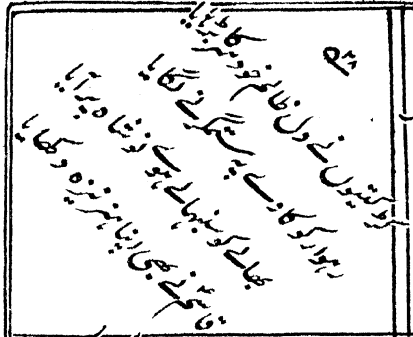
تھا شور کہ یہ طرز نہیں اور کسی کے
بس ختم لڑائی ہے گھرانے علیؑ پہ کے

۲۵
نیزے کو کھڑا ہو کے ہوا پیں خطا کار
ایک مرتبہ چلائے ملائے لب سوفار
ناوک صفت تیر ہوائی ہوا بیکار
تلوار سے خفا ہو کے نکالی کمر فولاد

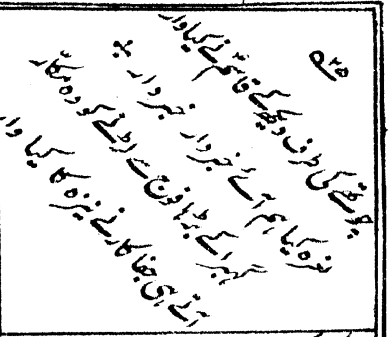
۲۶
پھر تیر اٹھایا کے کمان ہاتھ سے آیا
یاں قاسمؑ فوشاہ نے گھوڑے کو بڑھایا
نیزہ کو سنبھالے ہوئے تلوار سے آڑایا
ہر طعن میں انداز ید اللہ دکھایا

پہیم کئے واں تیر روانہ ستری نے
تو دو کئے یاں کاٹ کے اس شیرؑ جری نے

یوں چھائے نہ دم لینے دیا بانی شر کو
چھلنی کیا مانند زرہ قلب و جگر کو

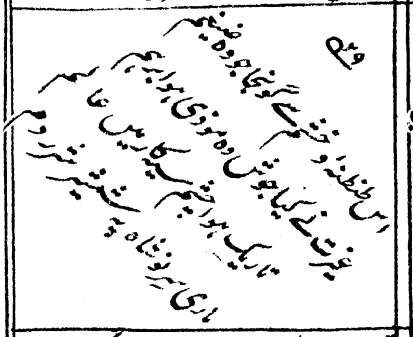


بڑھتے کی طرف دیکھ کے قاسمؑ نے کیا وار
نعرہ کیا ہم آسے خبردار خبردار
گھبرا کے بڑھا فوج سے لڑنے کو وہ سردار
آتے ہی بجا کار نے نیزہ کا کیا وار

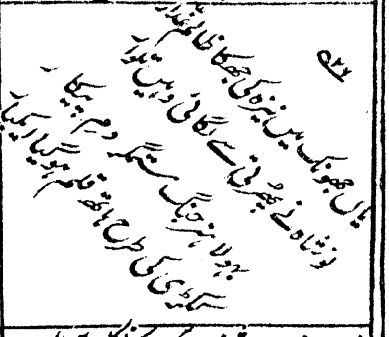


رہوار کو کاوے سے سنبھالے ہوئے فوشاہ پہ آیا
بھالے کو سنبھالے ہوئے فوشاہ پہ آیا
فاقہ نے بھی اپنا ہنر نیزہ دکھایا
کتنوں نے دل ظالم تو دہر کا بھایا

رد کر کے وہ زد تیغ لی فرزندِ حسنؑ نے
مانند علیؑ دستِ ہنرمند کو کھولا
حملہ کیا دلبند شہِ قلعہ شکن نے
ہر طعن کو رد کر دیا ہر بند کو کھولا

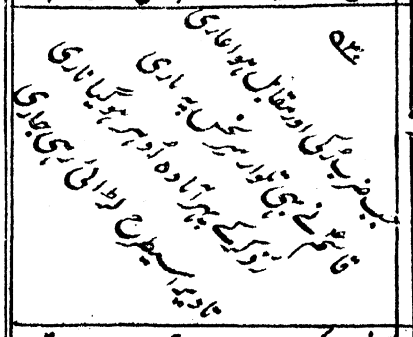


یاں جھونک میں نیزہ کی جھکایا علمدار
فوشاہ نے پھرنی سے لگائی وہیں تلوار
ہولا ہر جنگ سنگ دم پھینکا
سکڈی کی طرح ہاتھ قلم ہو گیا رہوار کا

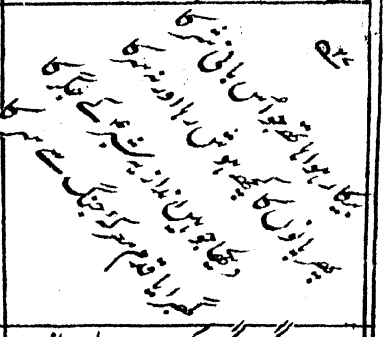


اس غلظہ و خشم سے گونجا جو وہ غیظ
غیرت نے کیا جوش وہ موزی ہوا برہم
تاریک ہوا چشم سپہر رمیں عالم
ہاری سرِ فوشاہ پہ شمشیر دو دم

دستانوں سے شمشیر چمک کر نکل آئی
قربان ہوئی جرات شہ عالم کے پسر پر
کاٹی جو کلائی تو سرِ دست کل آئی
بس روک لیا وار کو چھوٹی سی سپر پر



بیکار ہوا ہاتھ جو اس بانیِ شر کا
پھیرا نوں کا سمجھے ہوئے سر اور نہ سر کا
دیکھا جو ہیں انداز یہ شبر کے تیور کا
گھبرا یا فقد مہر کہ جنگ سے سمر کا



سب ضرب یکی اور مقابل ہوا عاری
تا عصر کیے نوار سر شخص پہ ہاری
روز کیے پہر آدھ پہر ہو گیا ناری
ہادی یہ سپہر لڑائی رہی جاری

دی جان مگر بھاگ کے مردود ازل نے
آفت کی بلا جا نپہ وہ جھیل رہا تھا
لشکر میں پہنچکر بھی امان دی نہ اجل نے
یاں تیغ سے فرزند حسنؑ کھیل رہا تھا

۳۱

پھر دم کسی کو بھی مہلت نہ دی یہاں تک
سر پر جو چڑھ کے آئی تھکاوٹ کھانے کی
اکثر سے نوشاہ کے ہاتھوں کی صفائی
سر پر جو پڑی تیغ کڑک کر اُتر آئی

ایک وار میں اندام ستمگر ہوا ٹکڑے
پورا جو پڑا ہاتھ برابر ہوا ٹکڑے

۳۲

ایک غل ہوا وہ شیر نے روباہ کو مارا
نوشاہ نے لو اور ق پہ خواہ کو مارا
غازی نے بڑھ کے ظالم گمراہ کو مارا
سب دیکھ کے دشمن الله کو مارا

دادا کی طرح معرکہ میں نام کیا ہے
اس عمر میں نوشاہ نے کیا کام کیا ہے

۳۳

دیکھا جو عمر نے کہ بھتیجا ہے لڑائی
تلوار سے ظالم کی تلک چرخ پہ آئی
فوجیں بھی ہوئی قاسمؑ نوشا پہ چڑھائی
نرغے میں گھرا دیکھ کے عمر کا فدائی

تھا شور کہ بیوہ کرو ایک شب کی دلہن کو
ہاں چھوڑیو زندہ نہ جگر بند حسنؑ کو

۳۴

دولہ پہ عجب ظلم و ستم کرتا ہے ظالم
سر قاسمؑ مضطر کا قلم کرتا ہے ظالم

۳۵

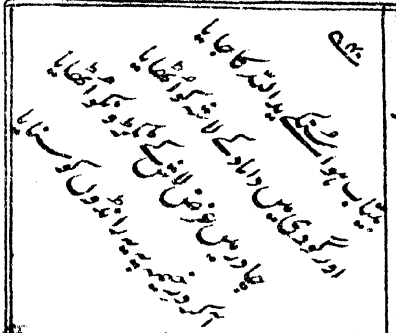
جب قاسمؑ ذیجاہ گرا گھوڑے سے نیچے
دل خصم نے بڑھنے کے کیے تھوڑے سے نیچے
غل پڑ گیا نوشاہ گرا گھوڑے سے نیچے
چلائے یہ بانو کہ گرا گھوڑے سے نیچے

ہلتی ہے زمین راہ وہ چلتے ہیں ستمگر
جلد آئے گھوڑوں سے نکلتے ہیں ستمگر

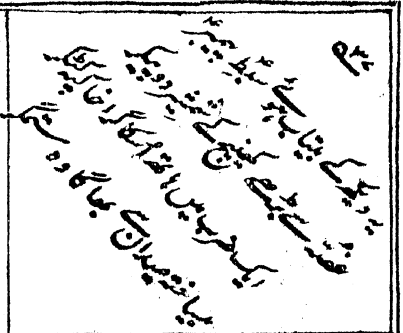
۳۶

روتے ہوئے میدان میں سیدانیاں آئیں
دیکھا کہ ہیں بکھرے ہوئے لاشہ کو نشانی
اکبر نے کہا لاش پہ بابا کے ٹھہرنا
سکینہ نے کہا ہم بھی ہیں بابا کے نثار

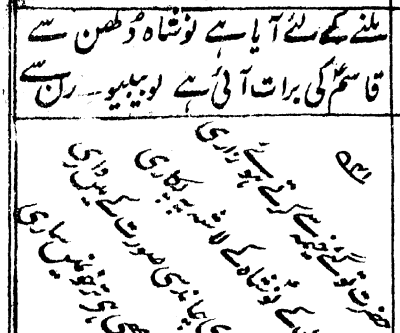
سر کاٹنے کے واسطے جلاد ہے تیار



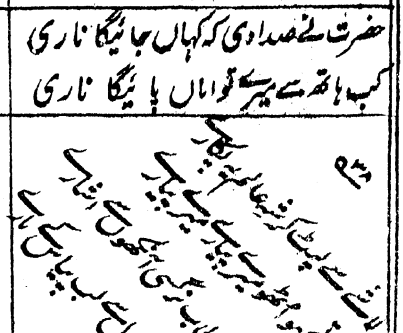
حضرت نے صدا دی کہ کہاں جائیگا ناری
کب ہاتھ سے میرے تو اماں پائیگا ناری



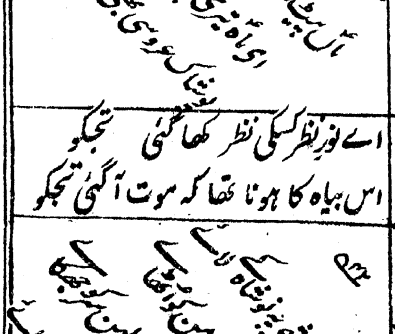
ملنے کے لئے آیا ہے نوشاہ دُلھن سے
قاسمؑ کی برات آئی ہے لو بیبیو۔ رن سے



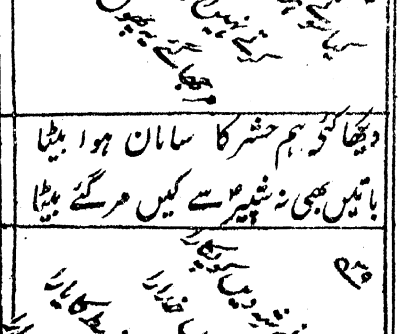
دیکھا کئے ہم حشر کا سامان ہوا بیٹا
باتیں بھی نہ شبیرؑ سے کیں مر گئے بیٹا



اے نورِ نظر کسکی نظر کھا گئی تجکو
اس بیاہ کا ہونا تھا کہ موت آگئی تجکو



سر کھولے ہوئے بنت حسنؑ آتی ہے مولا
لاشہ پہ برادرؑ کے بھن آتی ہے مولا



رخ زرد تھا صدمہ تھا عجب جان حزیں پر
رکھتی تھی قدم کو کہیں پڑتا تھا کہیں پر

۴۳

لاڈلے اس لاش کے پہلو میں بیٹھا یا
وہ بین کرتی ماں نے کہ منہ کو پھیر آیا
یوں لاش پہ شاہ نے کی روروکے دعا
صدقے گئی کفن کا رونا تو نہیں بھایا

۴۴

القصہ کہ رنڈسالہ نہ بہانے لگی کوئی
پیشانی شہانی کو بہانے لگی کوئی
افشاں کو جبیں پہ چھڑکانے لگی کوئی
اور پیر سے موضع افشاں بھانے لگی کوئی

لو نوبت شہنشاہ زمن آئی ہے قاسمؑ
کیا سوتے ہو ملنے کو دلھن آئی ہے قاسمؑ

یہ دیکھ کے حالت ہوئی تغیر بنی کی
ایک حشر ہوا بیبیوں نے سینہ زنی کی

۴۵

بانو نے جو سنا کہ ہے قاسمؑ کا یہ پتا
والی بہت سے نہانے لگی کوثر کا پانی
حضرت دم اخیر ہے صدقے گئی جانی
صدمہ جو ہوا ہوش گئے ہوش اڑ گئے

۴۶

بیٹھی تھی بیبیوں میں جو بیکس کی وہ ہمشیر
دیکھا جو بھتیجی کو تو ہوئی بے خبر و دلگیر
مونہہ پر سے ہٹا کر کہا لے لے کے اک تیر
ہاں لاش قریب آ کہ ہے بیکس کی بھتیجی

زندہ نہ لے آ کے مجھ آوارہ وطن سے
آئے بھی تو یوں خونیں نہائے ہوئے رن سے

صدمہ ہے عجب دخترِ سلطانِ زمن کو
اے لال بنھایا گیا رنڈسالہ دلھن کو

۴۷

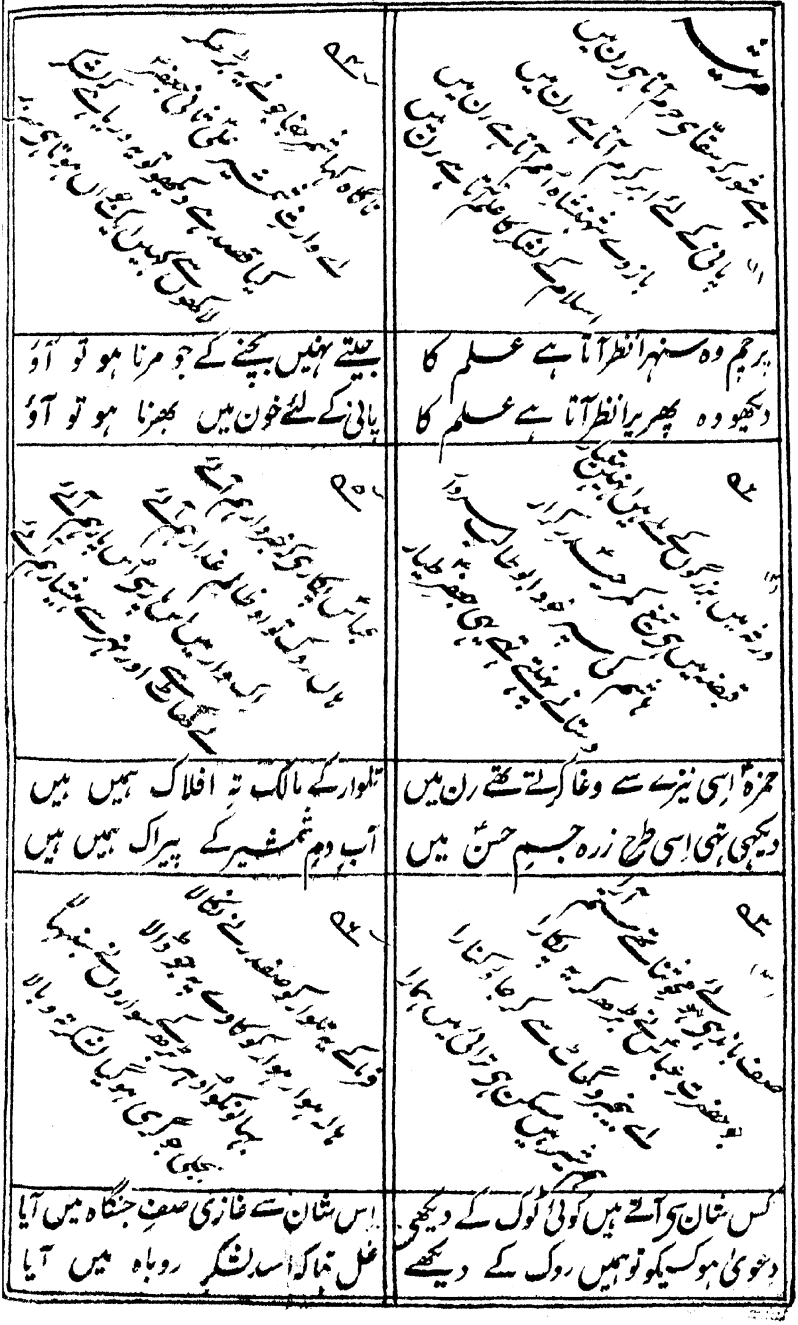
اس بین سے بھوؤں نے عجب غوطہ کھایا
رنڈسالہ دلھن کے جو منہ سے آ یا
زینب نے اسے کاندھے پہ ہاتھوں سے اٹھایا
روروکے یہ بانو نے دعا دی سنا یا

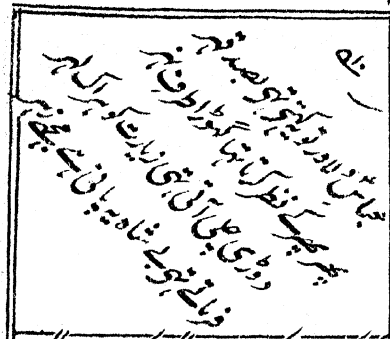
بھابھی الم و غم میں تمہیں صبر خدا دے
کہدو کوئی رنڈسالہ اسے آ کے بنھا دے

۴۸

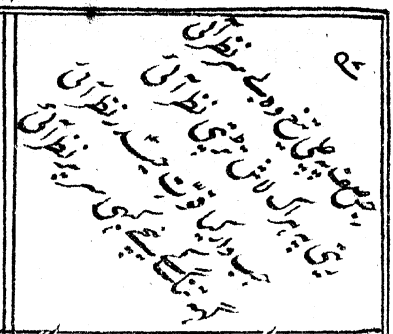
خاموش ہو بیکس کی جہاں آرا بھتیجی
ہے عرش پہ دل اب جو ترا بھائی سدھارا
کہہ کر یہ حضرت سے کیا سر در والا
جو ہے میرا مطلب وہی جلدی سے عطا ہو

ہاں مالکِ سرکار خدا تم بخدا ہو

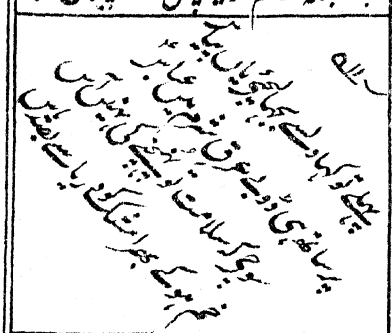




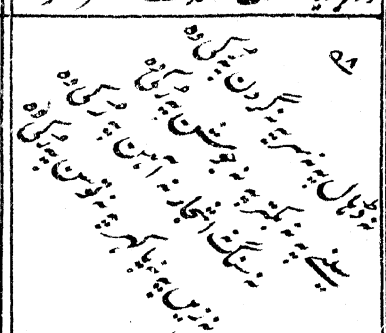
غل ہوتا تھا کرتی تھی دو پار اجو سپر کو
دو کر دیا انگشت سے احمدؐ نے قمر کو



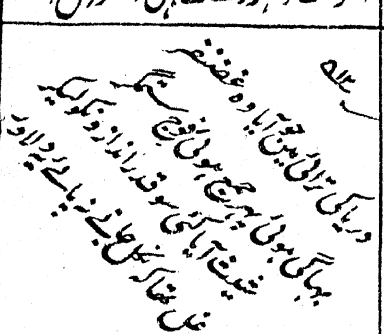
کسکو خبر اسکی ہے مر دلگا کہ جیوں گا
بے قبلۂ عالم تو یہ پانی نہ پیوں گا



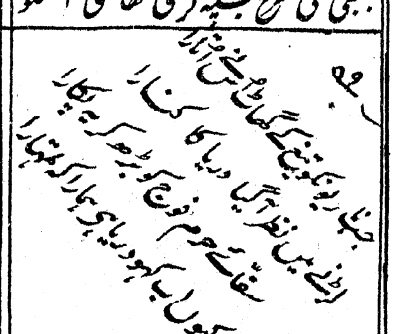
یہ چاشنی خونِ عدو بہا گئی اُس کو +
بجلی کی طرح جسپہ گری کھا گئی اُسکو



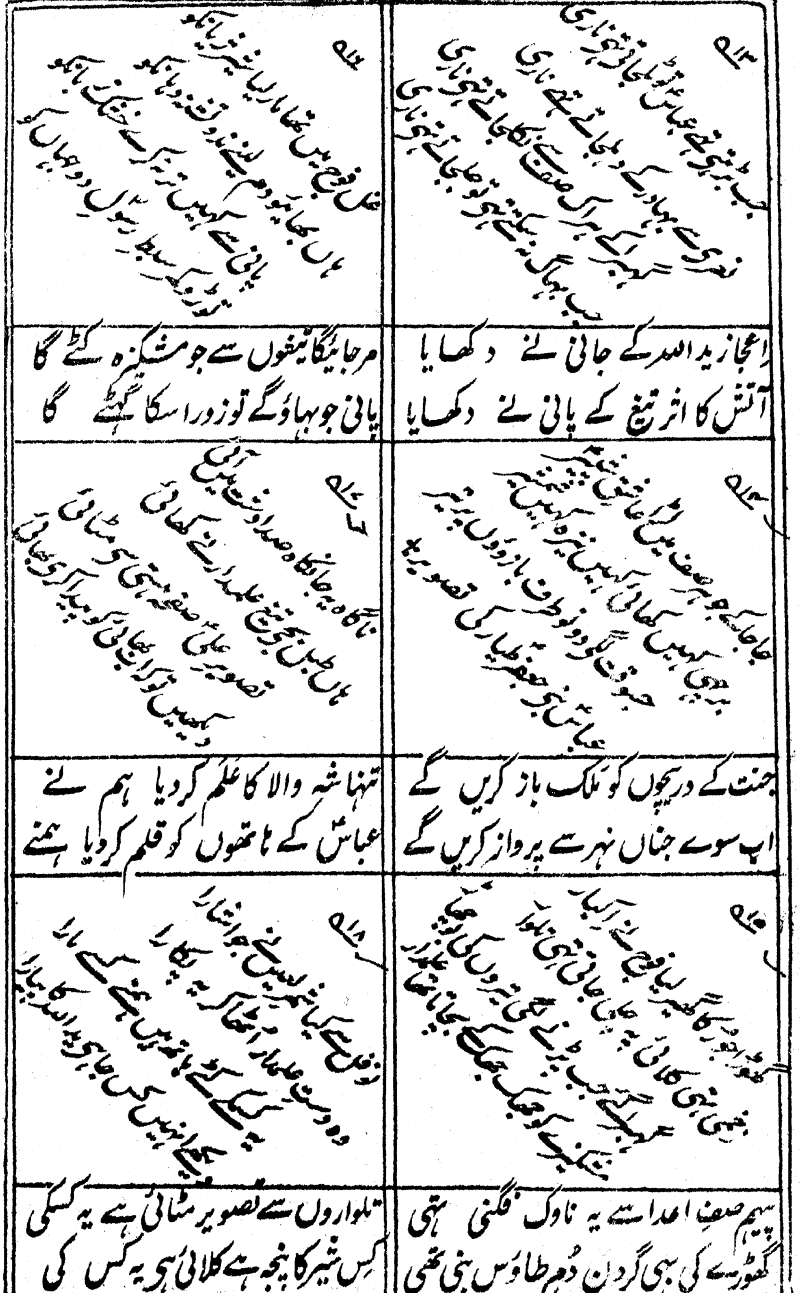
جب تشنہ دہن تا بہ لب جو نکل آئے
اُسوقت تو گھوڑے کے بھی آنسو نکل آئے



تم کہتے تھے ہم نہر پہ جانے نہیں دیتے
لو آؤ اب ہم نہیں آنے نہیں دیتے



پیاسے پہ گھٹا شام کے لشکر کی جھکی تھی
تلواروں سے اور برچھیوں سے راہ رُکی تھی



اعجاز ید اللہ کے جانی نے دکھایا
آتش کا اثر تیغ کے پانی نے دکھایا

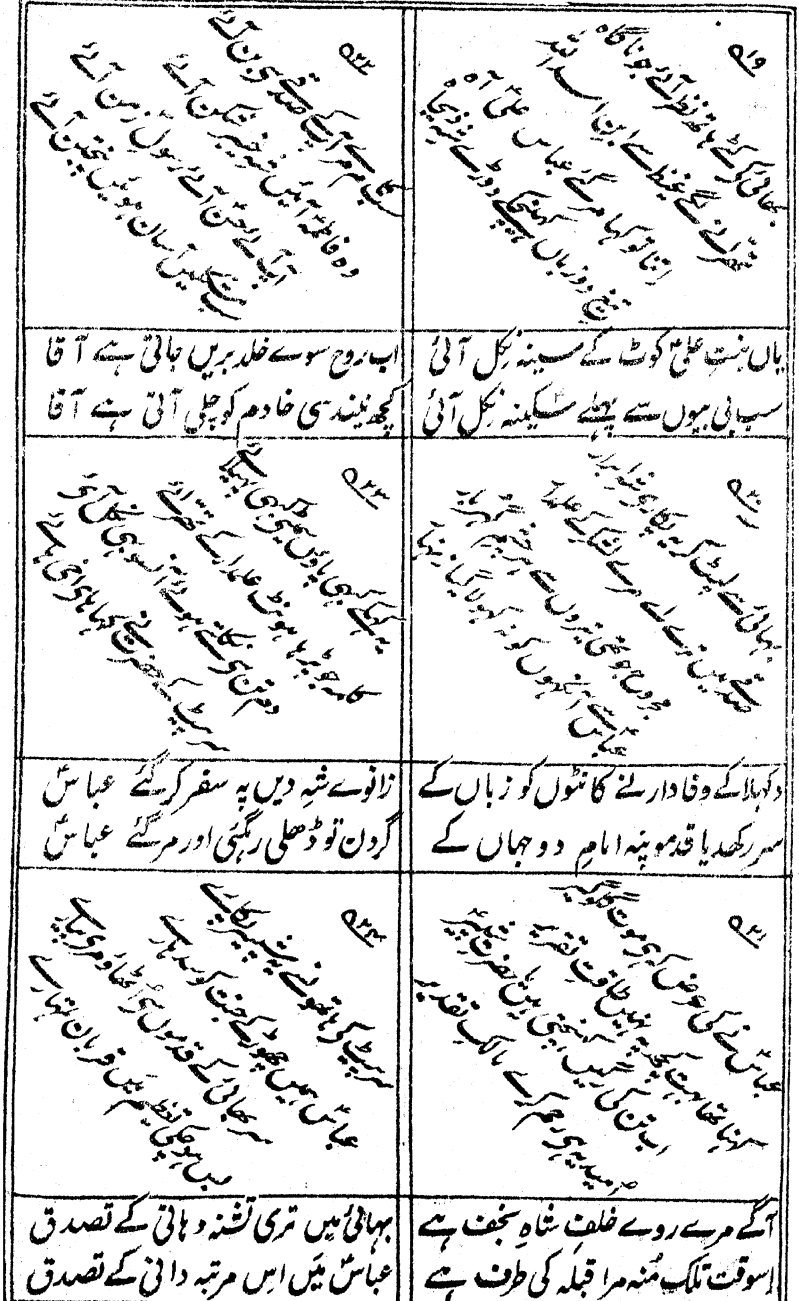
مرجائیگا تیغوں سے جو مشکیزہ کٹے گا
پانی جو بہاؤ گے تو زور اسکا گھٹے گا

جنت کے دریچوں کو ملک باز کریں گے
اب سوے جناں نہر سے پرواز کریں گے

تنہا شہ والا کا علم کر دیا ہم نے
عباسؑ کے ہاتھوں کو قلم کر دیا ہمنے

پیہم صف اعدا سے یہ ناوک فگنی تھی
گھوڑے کی بھی گردن دم طاؤس بنی تھی

تلواروں سے تصویر مٹائی ہے یہ کسکی
کس شیر کا پنجہ ہے کلائی ہے یہ کس کی



یاں بنتِ علیؑ کوٹ کے سینہ نکل آئی
سب بی بیوں سے پہلے سکینہ نکل آئی

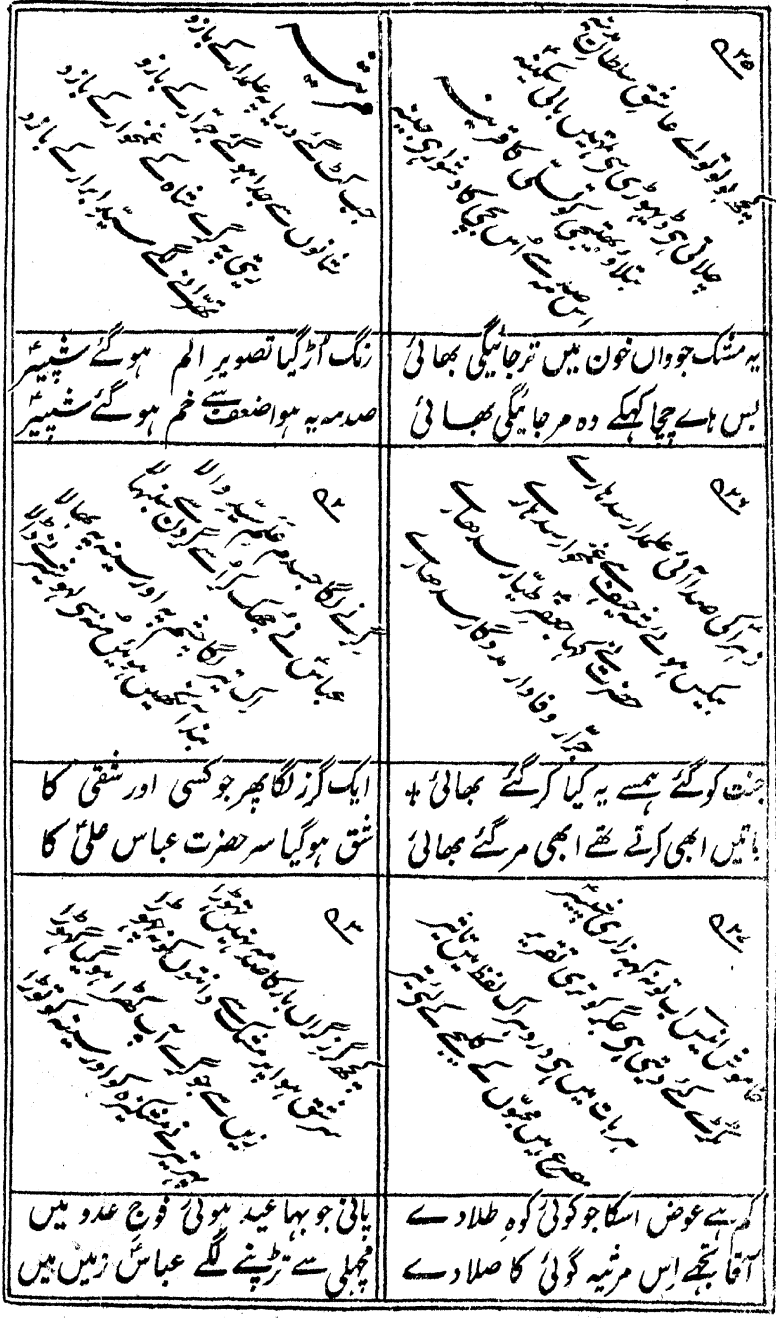
اب روح سوے خلد بریں جاتی ہے آقا
کچھ نیند سی خادم کو چلی آتی ہے آقا

وہ کہہ کے وفادار نے کانٹوں کو زباں کے
سر رکھ دیا قدموں پہ امامِ دو جہاں کے

زانوے شہِ دیں پہ سفر کر گئے عباسؑ
گردن تو ڈھلی رہ گئی اور مر گئے عباسؑ

آگے مرے روے خلفِ شاہِ نجف ہے
اِسوقت تلک مُنہ مرا قبلہ کی طرف ہے

بھائی میں تری تشنہ دہانی کے تصدق
عباسؑ میں اِس مرتبہ دانی کے تصدق



یہ مشک جو واں خون میں تر جائیگی بھائی
بس ہائے چچا کہکے وہ مر جائیگی بھائی

رنگ اڑ گیا تصویر الم ہو گئے شبیرؑ
صدمہ یہ ہوا ضعف سے خم ہو گئے شبیرؑ

جنت کو گئے ہمسے یہ کیا کر گئے بھائی +
باتیں ابھی کرتے تھے ابھی مر گئے بھائی

ایک گز لگا پھر جو کسی اور شقی کا
شق ہو گیا سر حضرت عباس علیؑ کا

کم ہے عوض اسکا جو کوئی کوہ طلا دے
آقا تجھے اس مرثیہ گوئی کا صلا دے

پانی جو بہا عید ہوئی فوج عدو میں
مچھلی سے تڑپنے لگے عباسؑ زمیں میں

۴۷

ناگاہ وہ آواز علیؑ دشت سے آئی
شبیرؑ جو لوٹے تو نہ صندق ہوا بھائی
چلائی یہ زینبؑ کہ دولہا ہی دولہا گئی
حضرت نے کہا ہائے گئی ہائے گئی

تشریف شہ ہر دو سرا لائے ہیں زینبؑ
عباسؑ کے لاشے پہ علیؑ آئے ہیں زینبؑ

۴۸

یہ سنتے ہی حضرتؑ عباسؑ کو دوڑے
اکبرؑ سے کہا دوڑ کے خیموں کو دوڑے
ہم سوتے ہیں بیکس کو قضا لوٹ کے لوٹے
عاشق مرے جیتے ہوئے یہ ظلم نہ ہوئے

آفت میں بہنسی پانی کی محتاج سکینہؑ
بس ہوگئی دنیا میں یتیم آج سکینہؑ

۴۹

فرماکے یہ گرتے ہوئے دوڑے شہ والا
سینے سے لگایا اور کہا اکبرؑ نہ سنبھلا
تنہا سپہ اعدا میں کلیجہ تہ و بالا
چلائے کہ ہے ہے مری آغوش کا پالا

جلدی کبھی چلتے کبھی پھر پڑتے تھے شبیرؑ
گھبرا کے ہر اک لاش پہ گر پڑتے تھے شبیرؑ

۵۰

حضرت کو سنبھالے ہوئے دریا پہ چلا لے
عباسؑ علمدار کے لاشے کو نظر لائے
اکبرؑ نے کٹے ہاتھ تڑپتے ہوئے پائے
بھائی کو خدا بھائی کا لاشہ نہ دکھائے

جھکنے جو لگے کانپ کے غش کر گئے شبیرؑ
ثابت علی اکبرؑ پہ ہوا مر گئے شبیرؑ

۵۱

ہمراہ شہ دیں کے چلے جو علی اکبرؑ
ہمشکل پیمبر تھے شہ دیں کے برادر
گھبرا کے بہتیرے سے کہا اے مرے دلبر
نیلا ہے کدھر تیرا قدم سرخ ہے سر پر

اکبرؑ نے کہا غم شہ والا کو بڑے ہیں
وہ آپ کے قدموں کی طرف غش میں پڑے ہیں

۵۲

سر کاٹے گئے جملہ یہ عباسؑ پکارے
سر کاٹ کے لاشہ کو میں قربان تمہارے
پیارے مری لاشہ کو نہ موت آئے ہیں سارے
بھائی کی طرف جائیے منہ اور کدھر پھیرے

بے دست ہیں اسوقت میں احسان کرو ہم پر
رکھدو مرا سر قبلۂ عالم کے قدم پر

۱۰

کیا بھیرکے لئے روئے ہو فرزاں کو اٹھاؤ
نیزہ نہیں سینے سے شہ والا کو اٹھاؤ
میں اٹھ نہیں سکتا ہوں نہیں لاکو اٹھاؤ
غنچوں کی طرح مری کفا کو اٹھاؤ

واجب ہے سر مصحف ناطق کا ادب ہے
قرآں کی طرف پاؤں قیامت سے غضب ہے

۱۱

خیمے میں یہ کہتے ہوئے زینب کے پکاری
کیا کیجئے عباس ہیں سر دار کے واری
آنکھوں سے کہا اشک نے ہم آتے ہیں جاں
ہاں بیبیو کہہ دو کوئی دم میں ہیں یہاں ہم

پھر ہو نہ سکا ضبط امام ازلی سے
لپٹے شہ دیں لاشۂ عباس علیؑ سے

۱۲

کیا دل کا ہے عالم مری بھائی مری بھائی
کیوں چشم ہے پرنم مری بھائی مری بھائی
ہے ہے ترا ہی زور و دم مری بھائی مری بھائی

سینے میں اجل سانس ٹھہرنے نہیں دیتی
ہچکی تمہیں کچھ بات بھی کرنے نہیں دیتی

۱۳

خنجر سے جو کاٹا گلو بھائی نہیں بس کا پیارا
بچھڑے ہو کہاں ڈھونڈھتی ہے تم کو دو عالم
بیٹی یہ پھری جاتی ہے اب خلد بنا را
معلوم ہوا کوچ ہے اب خلد بنا را

کروٹ نہیں یہ بھائی سے منہ موڑ رہے ہو
ہم خوب سمجھتے ہیں کہ دم توڑ رہے ہو

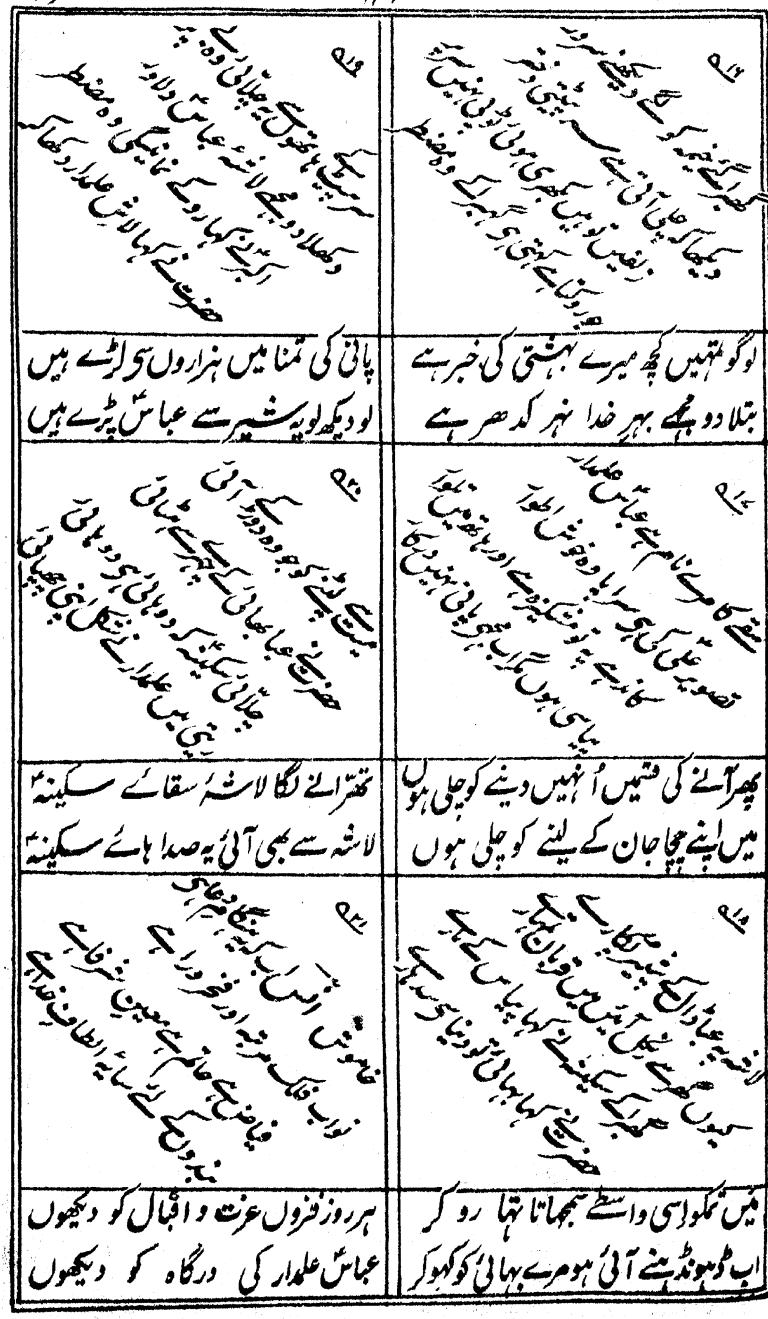
۱۴

یہ کہتے ہی حضرت پہ قیامت سی گری ہے
عباس علمدار کہ اک سنتی ہے واری
اٹکا جو دم آنکھوں میں تو آنسو نہ بھی جاری
نکلا تھا دم انکا کہ نکل آئی سکینہؑ

چلا کے جو شہ روئے تو گھبرائی سکینہؑ

۱۵

یوں کہتے تھے زینب سے وہ غصہ کا بھرا تھا
جاتی ہے کہاں ڈھونڈھ کے لا بھائی کا پیارا
جلائی نہیں اب ہم سے سکینہؑ جدا ہو
یا پھیر کے اس بیکس و لاچار کو لاؤ
یا ڈیوڑھی تلک لاش علمدار کو لاؤ



لو گو تمہیں کچھ میرے بہشتی کی خبر ہے
بتلا دو مجھے بہر خدا نہر کدھر ہے

پانی کی تمنا میں ہزاروں سے لڑے ہیں
لو دیکھ لو یہ شیر سے عباسؑ پڑے ہیں

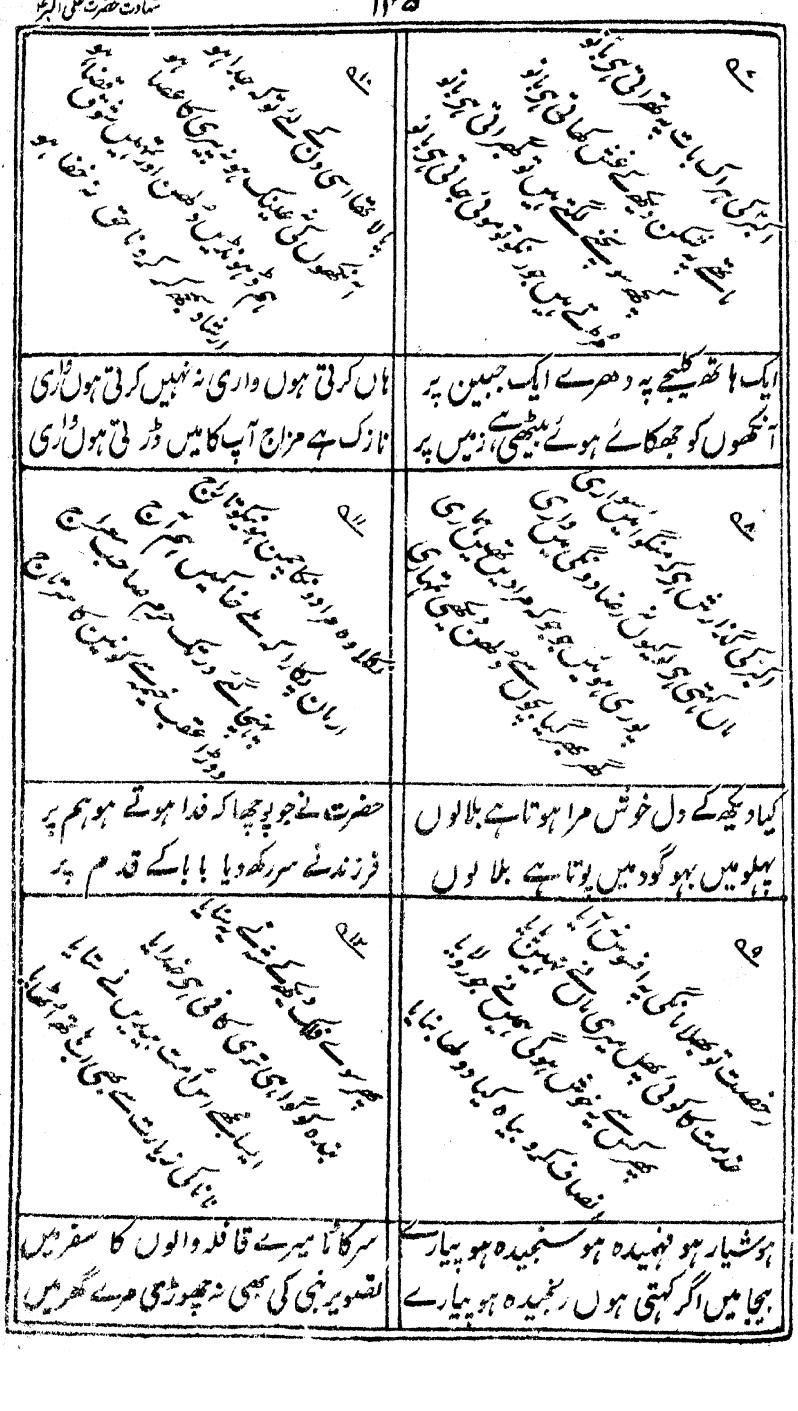
پھر آنے کی قسمیں اُنہیں دینے کو چلی ہوں
میں اپنے چچا جان کے لینے کو چلی ہوں

تھرانے لگا لاشۂ سقائے سکینہؑ
لاشہ سے بھی آئی یہ صدا ہائے سکینہؑ

میں تم کو اسی واسطے سمجھاتا تھا رو کر
اب ڈھونڈھنے آئی ہو مرے بھائی کو کہو کر

ہر روز فزوں عزت و اقبال کو دیکھوں
عباسؑ علمدار کی درگاہ کو دیکھوں

ترجیع سب محفلوں میں نور کی محفل ہے یہ محفل فردوس عیدالنحر کی منزل ہے یہ محفل زینت ہے کہ بیچ میدان کربلا کی ہے یہ محفل دربانی جبرئیل کے قابل ہے یہ محفل	۵ رو رو کے سکینہ سے خاطب ہوا فرزند ٹھہرائی ہو فاقہ سے بہن بیٹھو میں ذرا ان پیاسی ہو تو کچھ ہم بھی کریں پانی کا سامان پیاسا نہ چلا جائے وہ اے آب چشیدہ جان
ہر ذرہ چراغِ حرم لم یزلی ہے حقا کہ یہ دربار حسینؑ ابن علیؑ ہے	ایسا نہیں اب صدمۂ عباسؑ ہے بھائی جو تم سے کہوں میں کہ مجھے پیاس ہے بھائی
۴ پیرایہ ہے کلیسۂ بہشت بریں کا لازم ہے یہاں وصف گل شاہ زمن کا اکبرؑ جو ہے والنہار شہ تلعہ شکن کا ترغارہ جوانی میں وہ مشتاق ہے رن کا	۵ بر ہم ہیں خیمہ کی صفیں دیکھ کے ہر سو خالی ہے جو گہوارہ تو بھرا آتے ہیں آنسو عباسؑ کے بچے ہیں تو بل کھاتے ہیں پہلو مرنے لگے جو کنبہ ہے تو فاقہ سے ہے گریہ
اب بیکس و بے یار حسینؑ ابن علیؑ ہے اکبرؑ کی سواری سوئے جنگاہ چلی ہے	حیران ہیں کہ دربار پدر ہو گیا خالی رن بھر گیا گھر والوں سے گھر ہو گیا خالی
۴ چاروں طرف اکبرؑ کی ہوا خاک کا سامان سنسان کوئی بھاگتی ہے کوئی ہے حیران لاتی ہے معلا کوئی نیزہ کوئی قرآن دیکھی ہے سب جنگ میں پر یوں کی پریشان	۵ مشک سے کہتے ہیں بہن کوئی دم آرام کیوں فرش کیا ہے کوئی دم سو بھی فرش سے کر تھام پیاسے ہیں غلاموں کو ہے فرش سے کیا کام پیاسا ہے جناب علیؑ و فاطمہؑ کا نام
چہرہ پہ بیابان کی جو گرد پڑی ہے چھوٹی بہن آئینہ لئے آگے کھڑی ہے	نیند آج جو کو سوئینگے تو آرام ملے گا اب قبر میں سوئینگے تو آرام ملے گا



۹
اکبر کی ہر اک بات پہ تھرائی ہے بانو
ماتھے پہ شکن دیکھ کے گھبرائی ہے بانو
کچھ سوچ کے بیٹھے لگے ہیں تو بھر آئی ہے بانو
مڑتے ہیں جو بیٹے تو یہ ہوتی ہے بانو

ایک ہاتھ کلیجے پہ دھرے ایک جبین پر
آنکھوں کو جھکائے ہوئے بیٹھی ہے زمیں پر

۱۰
ہاں کرتی ہوں واری نہ نہیں کرتی ہوں واری
نازک ہے مزاج آپ کا میں ڈرتی ہوں واری
آنکھوں کی علالت ہو نہ پیری کا عصا ہو
ہر وقت ہو ہونٹوں پہ دعا اور شفا ہو
ارشاد یہ سمجھے کہ نہ خفا ہو

۸
اکبر کی گذارش ہے کہ منگوا دیں سواری
ہاں کہتی ہے بیٹا کہیں ارشاد ہو کیا ہے
پوری ہوں ہوس جو کہ مرادوں سے ملیں تم
گھر بھر میں پھریں پھولوں سے پھلوں سے لدی تم

کیا دیکھ کے دل خوش مرا ہوتا ہے بلا لوں
پہلو میں بہو گود میں پوتا ہے بلا لوں

۱۱
نکلا وہ مراد دل کا چین ہو گیا ہے
ارمان نکالا کہ مٹے خاکسی کے ارمان
دولہا غم و تعب حشمت و صاحب حشم
بیٹا ہے تو ایسا ہے کہ ہو جس کا سر ایسا

حضرت نے جو پوچھا کہ فدا ہوتے ہو ہم پر
فرزند نے سر رکھ دیا بابا کے قدم پر

۷
رخصت تو بھلا مانگی پہ یہ خوف ہے دل کو
خدمت کا کوئی پھل میری اماں نہ ہنگے
پھر کس سے خوشی ہوگی ہمیں بن کے جو روٹھے
انصاف کرو بیاہ کیا دل کا بنا یا

۱۲
پھر سوئے فلک دیکھ کے شرمائے یہ بولا
بندہ کو گوارا ہی تری کا فی ہے خدایا
ایسا بیٹے اس امت میں نہ ہوگا
ناکامی نیابت سے بھی اب تھا ہٹایا

ہوشیار رہو فہمیدہ ہو سنجیدہ ہو پیارے
بیجا میں اگر کہتی ہوں رنجیدہ ہو پیارے

سر کاٹا میرے قافلہ والوں کا سفر میں
تصویر نبی کی بھی نہ چھوڑی مرے گھر میں

۱۴۵

اس شکل کا حسین اور کوئی بھلا نہیں
پیغمبر خدا بھی ایسا دلربا نہیں
بندہ کوئی جوان کبھی یاں ہوا نہیں
سب کچھ ہے خوبیوں سے تری کیا نہیں کھلا

۱۴۶

اے نوجوان شیر خدا کا ہے تو پسر
خاموش کر اس فوج حسینی کو خندہ زن
جا کشور موصل کی حکومت ہو گوارا
وہ بولا نہ دو فخر کروں کیا میں تمہارا

گر درد دیا ہے تو تحمل بھی دیا ہے +
مالک مرے جو تو نے کیا خوب کیا ہے

اُس دیو کو ٹھہرا اپنی سیہ رونے عطا کی
اکبرؑ کے لئے روح سلیمان نے دعا کی

۱۴۷

سودا بر فضا میرا ہے بازار میں تیرے
بھولا ہوں ہر اک چیز کو بس پیار میں تیرے
حیران پیمبر ہے اسی کار میں تیرے
اب جلد حسینؑ آ یہ گیا دار میں تیرے

۱۴۸

گو نیزہ کے فن میں بہت استاد تھا حر بھی
جب طعن کی لعین نے ربّ صمد کی
بھرنے میں نئی چال تھی اس تیر کی بھر بھی
بس تین ہی اک لفظ کے رونیزہ کی زد تھی

نانا کی عوض دیکھ کے جیتے تھے اسے ہم
اب تو یہ چلا مرنے کو دیکھیں گے کسے ہم

بھر کا نپہ تو سن کے رکھا نیزہ ہلا کے
کیا لیس ہوئے تیر کو پیکان سے ملا کے

۱۴۹

لشکر میں خبردار یہ لیکر خبر آئے
ہاں تو بہ کرو شر سے خیر البشر آئے
شکر کہا سب نے کہ پھر آئے کدھر آئے
چلایا عمر دیکھو وہ اکبرؑ نظر آئے

۱۵۰

اس نیزہ پہ ہر گز نہ کیا تو نے بھروسہ
بھالا ہوا آگے سے یا پشت پہ سینہ
نیزہ جو لگا سینہ میں بدل ہو الٹ سینہ
یہ سن کے خوشی نیزہ کا وہ کافر نکلا خونیں

سب کہتے تھے خالق شہ مردان کا بڑا ہے
گھر شیر خدا کا ابھی شیروں سے بھرا ہے

سر کا تو دبے پاؤں سرہانے اجل آئی
دو ہاتھ سناں بیٹھ کے باہر نکل آئی

۱۹
طارق بن طارق عمر یہ سن کر آیا
پہلے سے لاش پر تیر سہ کر آیا
بیٹھا ہی کہا تیر نے جی چھوڑ کر آیا
یاں فوج کے حامیوں میں ہلچل نظر آیا

۲۰
گردش کی نہ آنکھوں نے جنبش کو روا جانا
اور روح کا پیچھا کیا اس تیر قضا نے
آسوقت کی سرعت ملک الموت ہی جانے
منھ موڑ لیا تیر کے پیکاں سے ہوا نے

۲۱
طلحہ بن طارق نے پھر آہٹ کو سنا آکر
اور سامنے آکر دو رویہ نظر آیا
اکبر نے کہ شیران کی طرف ہاتھ بڑھایا
گردن کو بنا تھا کہ تن سے سر اٹھایا

۲۲
پھر وہ سر مبارک کہ جو اس شخص کو چھوتا
گھوڑے کے گلے ہاتھ کا سایہ ہوا کرتا
تن جل گیا رکھا ہوا گھوڑے کے سر پہ گھوڑا
مشغول ہوا دو لاکھ فوج اس کے ستانے

کیا زیبِ کماں تیر نے کی جنگ کی لو میں
روشن یہ ہوا شمع ہے طاقِ مہ نو میں

بیجان گئے چار تن اس دل کے غنی نے
فی النار کیا تینوں کو اُس پنجتنی نے

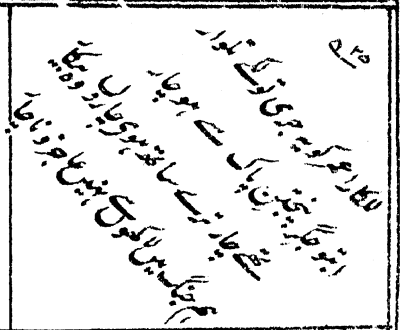
جا آسکے تن زشت سے منھ موڑ کے بھاگی
اور روح کو مٹھی سے اجل چھوڑ کے بھاگی

۲۳
بعد اسکے صف جنگ سے ارکان صف آرا
معراج بن غالب وہ میں بدن آرا
زد در کف آہو تو ران گرگدن آرا
پیشیر گر گیا گر تو کچھ بھی نہ بن آیا

خالی ہوا رعب خلف شاہ زماں سے
سر عقل سے رخ رنگ سے دل تاب و تواں سے

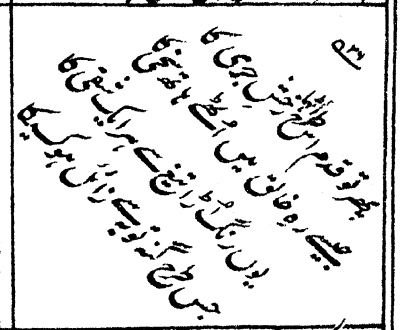
۲۴
یاں فتح نے اسے آب کی تلوار کو سونپا
اور خاک نے فغفور کے رہوار کو سونپا
پھر اس نے پیکان خبر دار کو سونپا
آخر کو ہوا نے کرہ تار کو سونپا

چار اُسکے عناصر جو گئے چار طرف کو
چھٹ جائیں رکابیں نہ اگر پائے لعیں سے
اغلب تھا کہ رہوار بھی اُٹھ آئے زمیں سے



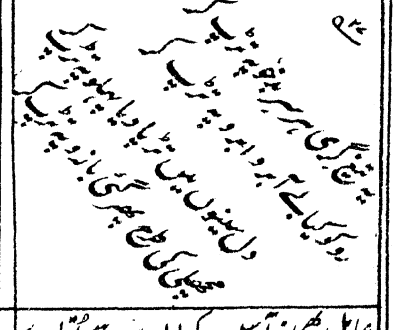
یہ سنتے عرق ناصیۂ فوج پہ آیا +
ہر قطرہ سمندر کی طرح موج پہ آیا +

تھی تیز کہ اُتری تھی ابھی چرخ پہ چڑھکر
مچھلی کی تلے گاؤ زمیں چھپ گئی بڑھکر



یوں کفر ملا فوج سے شر جیسے شرر سے
باطل سے جدا حق ہوا حق جیسے عمر سے

لڑنے میں جھڑی لگ گئی بیدادگروں کی
پڑنے لگی بوچھار جہنم میں سروں کی



عاجل بھی نہ آسیب کو یوں سر سے اُتارے
جس طرح سر اس تیغ نے پیکر سے اُتارے

موتی یہ ڈرے تیغ شہنشاہ نجف سے
جو دامن نیسان میں چھپے اُڑکے صدف سے

۳۳۱

اکبر نے سنی جب یہ صدا درد کی ماں کی
بیتاب خیمہ گاہ کی جانب پھرا فوراً
گھبرا کے کہا کیا مری اماں نہیں آئی
جس نے یہ خبر بھیجی کہاں اس نے لگائی

۳۳۲

اک ہاتھ اٹھا کر یہ کلیجے سے پکارا
تشریف اور لاؤ یہ خادم ہے تمہارا
ٹھہریں حضور ہی طبیعت کو سنبھالا
لاشہ نظر آتا نہیں حضرت کو ہمارا

قسمت میں عجب قہر کی برچھی کا پھل آیا
نیزہ جو نکالا تو کلیجہ نکل آیا

سب رنج تو تھے ضعفِ ابصارت ہوا کب سے
شبیر پکارے کہ جدا تم ہوئے جب سے

۳۳۳

ہاتھوں سے کلیجہ کو پکڑ کر یہ پکارے
اے قبلۂ حاجات میں قربان تمہارے
فرمائو تو مر جاؤں کہ ہوں آپ کنارے
چلائے کہ دیں جان ابھی آپ پہ پیارے

اے جانِ پدر یہ تو کہو زخم کہاں ہے
آئی یہ ندا عین کلیجہ میں سناں ہے

۳۳۴

آواز جو اکبر کی علی کان میں آئی
کس بے خبری سے فرسِ شیر فگن آئی
پر ضعفِ بصارت سے نہ لاشہ نظر آیا
ٹھوکر سے گرے خاک پہ منہ کو جگر آیا

چلانے لگے ڈھونڈھ کے ہاتھوں سے کدھر ہو
اے روشنیِ چشم ادھر ہو کہ ادھر ہو

۳۳۵

بینائی نے کی یاوری جو پہنچے وہ جان نہیں کی
ایسا نہیں داغ آپ کو جو اپنے مرے جی
اللہ کو معلوم ہے جس طرح یہاں آئے
اب وہ جو ارشاد کرو اب بجا لائے

وہ بولا کہ دامن سے مرا زخم چھپا دو
اماں مری جیتی ہوں تو لیچل کے دکھا دو

۳۳۶

بانو نے جو دیکھی آل پیمبر کی یہ زاری
یہ دیکھے ہی آل عبا کو کہ یہ بیکسی کی سواری
سر دھنتی تھی اور روتی تھی ہر ایک سے یہ زاری
چلائے کہ روکو کوئی میں صدقے گئی واری

ہے ہے نہ کہیں اور مقدر مرا پھر جائے
ڈیوڑھی سے خفا ہو کے نہ اکبر مرا پھر جائے

۴۳۶

ناگاہ اٹھا پردہ در آلِ عبا کا
خیمہ میں ہوا داخلہ شاہ زمنہا کا
جس فرش پہ تھم نکلا تھا محبوب خدا کا
اسمد مری بہتر ہوا اس سا نہ ملیگا

۴۳۷

سیدانیاں آئیں رداسکو اڑھا کر
سر کا ہوا خم سر سے گری خود سپر اکبرؑ
منہ پھیر کے غیرت سے ہٹے لشکر اکبرؑ
کچھ کان میں زینبؑ کے کہا بولی وہ دختر

طاقت نہ رہی ضبط کی زینبؑ کے جگر کو
منہ دیکھ کے زانو پہ رکھا پیار سے سر کو
کہتے ہیں کہ میدان سے ناحق میں گھر آیا
مرتے ہوئے اماں کا کھلا سر نظر آیا

۴۳۸

اکبرؑ نے اشارا کیا آنسو نہ بہاؤ
اسمد کو اب یاد کرو مجھکو بھلاؤ
اماں کو بلاؤ مری اماں کو بلاؤ
زینبؑ نے کہا بھائی کہاں ہو ادھر آؤ

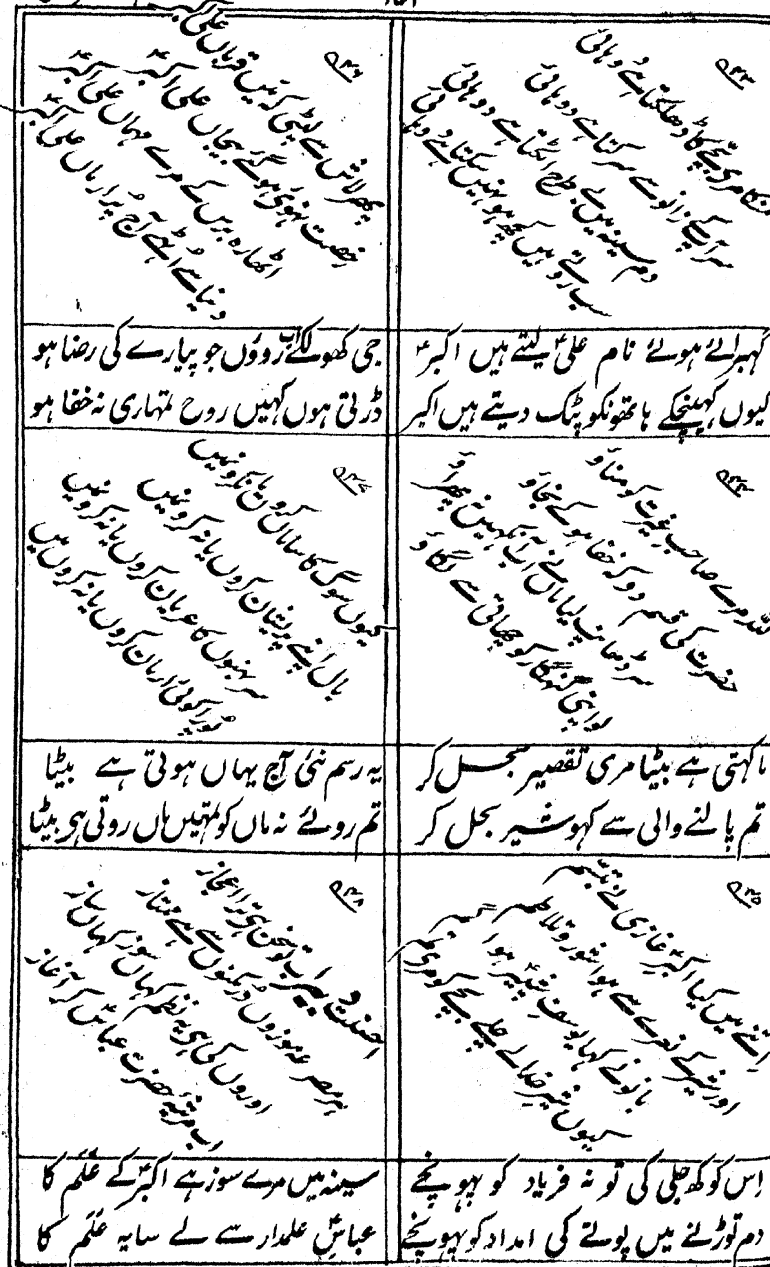
۴۳۹

اسوقت بھی دم آپ ہی کا بھرتے ہیں اکبرؑ
ہو جاؤ یہاں یاد تمہیں کرتے ہیں اکبرؑ
بعد انکے خبر کون بھلا آپ کی لیگا +
بلوے میں ردا مانگو گی پر کوئی نہ دیگا +

۴۴۰

آواز دی مانو نے ہیں اس وقت کہاں آپ
پھر لوٹ کے آئے ہیں لہو میں ہوئے غلطاں
آنکھوں سے مجھے کچھ نظر آتا نہیں اس آن
آواز دی اکبرؑ کہ مظلوم کا ہے دھیان

مجھکو نہیں معلوم کہ حالت مری کیا ہے
نعلین ہے پاؤں میں مرے سر پہ ردا ہے
غصہ کی اب آنکھیں ہیں نہ یہ پیار کی آنکھیں
پتھرا گئیں ہے ہے مرے دلدار کی آنکھیں



۴۴

نکلا مری بیٹی کا دھڑکتا ہوا دل
سر سے کبھی زانو سے سرکتا ہوا دل
دم سینہ میں بے جا اٹکتا ہوا دل
سب کہتے ہیں کچھ ہو نہیں سکتا ہے وہ بیٹا

۴۵

علی اکبرؑ علی اکبرؑ
پھر لاش سے لپٹی کہ نہیں ہوں میں علی اکبرؑ
رخصت ہوئی بولے کہ جہاں علی اکبرؑ
اٹھارہ برس کے مرے ماں علی اکبرؑ
دنیا سے اٹھے آج پیارا ں علی اکبرؑ

گھبرائے ہوئے نام علیؑ لیتے ہیں اکبرؑ
کیوں کہنیکے ہاتھونکو پٹک دیتے ہیں اکبر

جی کھولکے آپ روؤں جو پیارے کی رضا ہو
ڈرتی ہوں کہیں روح تمہاری نہ خفا ہو

۴۶

لڈو مرے صاحب بفوت کہو نا
حضرت کی قسم دودھ خفا ہو کے نہ جاؤ
سر دھنا نہ لیا ماں نے کہ بہن بھی پھر آؤ
لو اپنی بہن کا کو چھاتی سے لگاؤ

۴۷

علی اکبرؑ علی اکبرؑ
کیوں سوگ کا ساماں کروں یا نہ کروں نہیں
بال اپنے پریشان کروں یا نہ کروں نہیں
سر بیبیوں کا عریاں کروں یا نہ کروں نہیں
پیارا کوئی ارمان کروں یا نہ کروں میں

ماکہتی ہے بیٹا مری تقصیر سجل کر
تم پالنے والی سے کہو شیر بجل کر

یہ رسم نئی آج یہاں ہوتی ہے بیٹا
تم روئے نہ ماں کو تمہیں ماں روتی ہے بیٹا

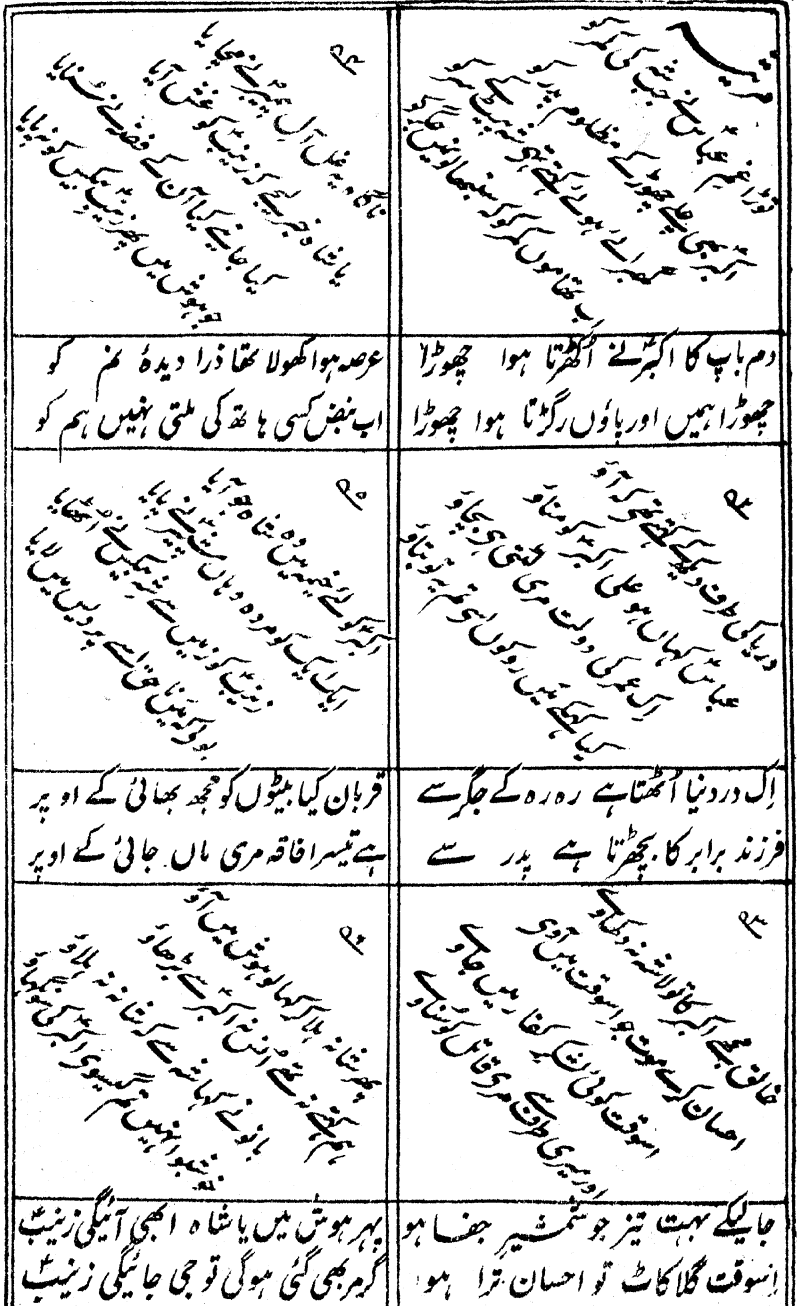
۴۸

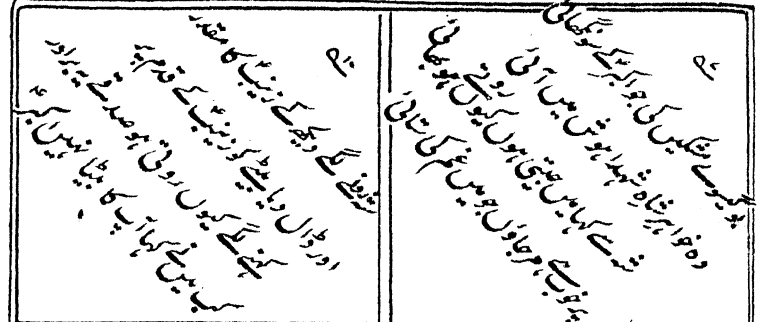
اصغر کو ہے اب تو حسن ہی کا اعجاز
ہر مصرعہ موزوں ہے کہ ہے نظم کا انداز
اور دل کی ہے یہ نظم کہاں سوز کہاں ساز
اب مرثیہ حضرت عباسؑ کا آغاز

اس کو کہ جلی کی تو نہ فریاد کو پہونچے
دم توڑنے میں پوتے کی امداد کو پہونچے

۴۹

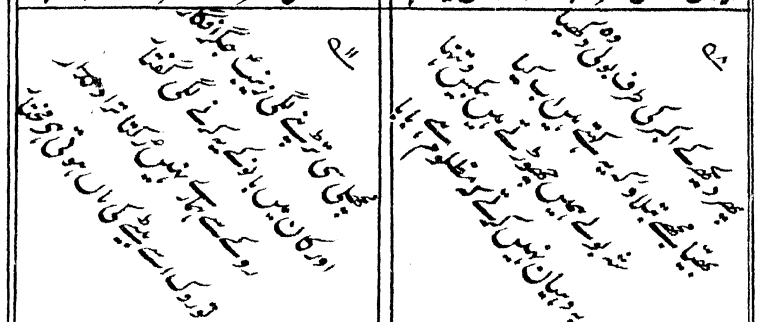
سینہ میں مرے سوز ہے اکبرؑ کے علم کا
عباسؑ علمدار سے لے سایہ علم کا





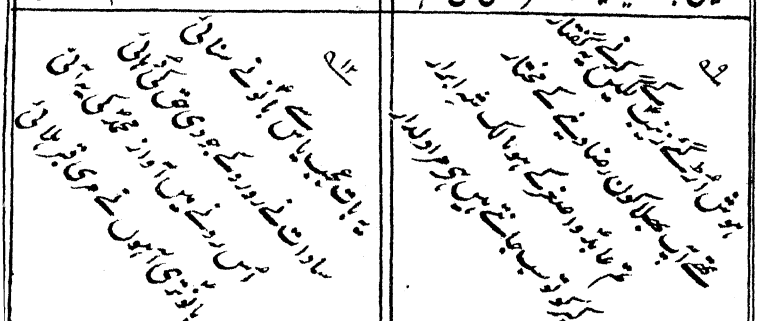
مجبور تو حضرت کی مصیبت نے کیا ہے
میں اُسکا ہوں مختار نہ بانوئے حزیں ہے

بیٹوں کا بھی مرنا مجھے اب بھول گیا ہے
مالک کوئی اکبرؑ کا سوا تیرے نہیں ہے



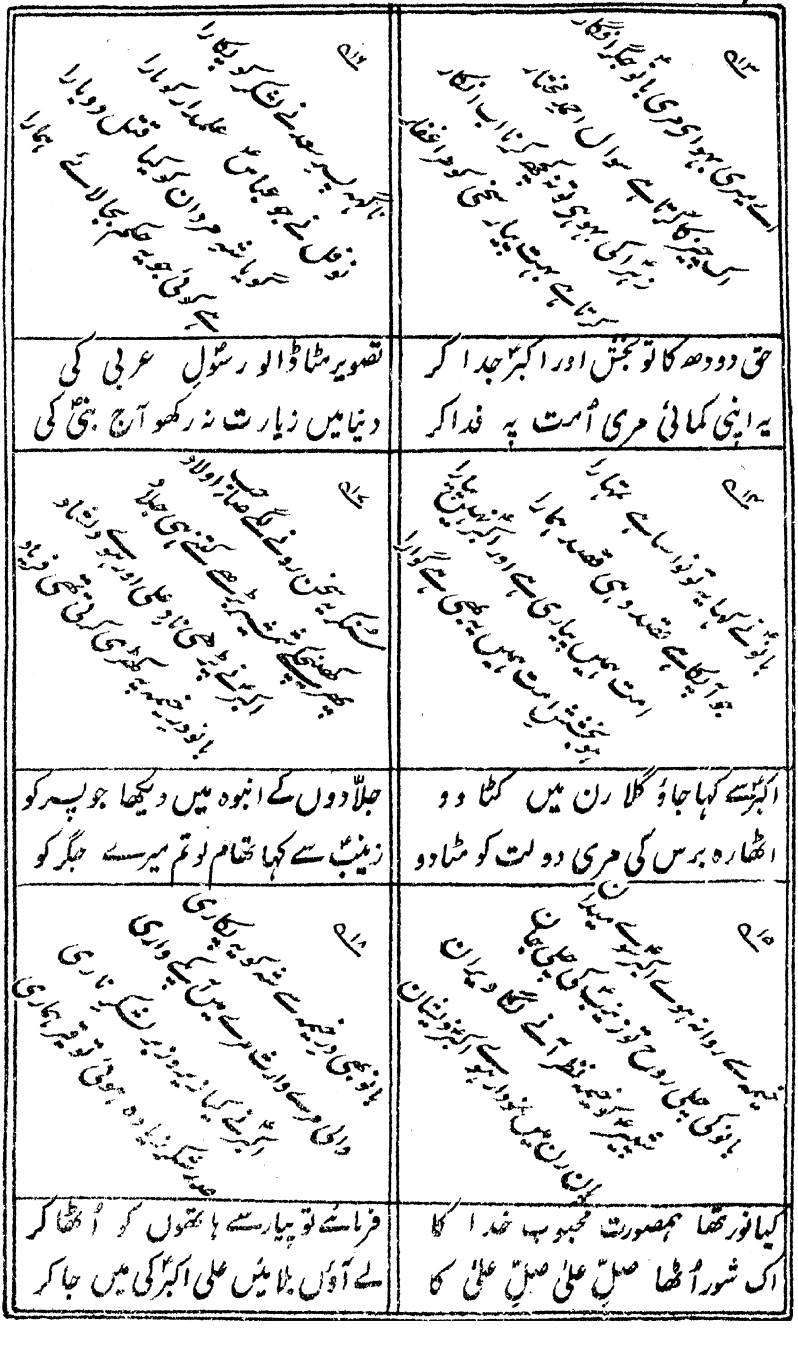
میں کیا کہوں جو آج خوشا مدمری کی ہے
یہ لال ترا آج جو بچ جاویگا! بانو +

قسمیں مجھے دیدیکے رضا مرنے کی لی ہے
اک روز بُرے وقت میں کام آویگا بانو



کیوں اذن دیا تُو نے مری جان کو غم ہیں
سر کھول نہ اپنا کہ مری روح کو غم ہے

مختار رضا دینے نہ دینے کے تو ہم ہیں
تجکو مرے دندانِ شکستہ کی قسم ہے



حق دودھ کا تو بخش اور اکبرؑ جدا کر
یہ اپنی کمائی مری اُمت پہ فدا کر

تصویر مٹا ڈالو رسولِ عربی کی
دنیا میں زیارت نہ رکھو آج نبیؐ کی

اکبرؑ سے کہا جاؤ گلا رن میں کٹا دو
اٹھارہ برس کی مری دولت کو مٹا دو

جلّادوں کے انبوہ میں دیکھا جو پسر کو
زینبؑ سے کہا تھام لو تم میرے جگر کو

کیا نور تھا ہمصورت محبوب خدا کا
اک شور اُٹھا صلِّ علیٰ صلِّ علیٰ کا

فرمائے تو پیار سے ہاتھوں کو اُٹھا کر
لے آؤں بلائیں علی اکبرؑ کی میں جا کر

۴۱

خاتونِ قیامت کی صدا آئی یہ کان میں
اے بانو تو خیمے سے نکلنا کہ کرو ہیاں
موجود تری ساس ہے یہاں بامِ حرم پر
ہیں بیٹے سے ہوتی ہوں تو لالے سے تو ہیاں

۴۲

جلادوں نے کہتے تھے یہ رو رو دبا دو
اکبرؑ ہیں کہاں لاش مجھے انکی دکھا دو
یا شکل دکھا یا مرا لاشہ بھی گرا دو
بیٹی کہ دیا علی اکبرؑ سے ملا دو

جس جا پہ ازل سے لحد اکبرؑ کی بنی ہے
زہراؑ وہ زمین گیسوؤں سے جھاڑ رہی ہے

سیّد ہوں مسافر ہوں کئی دن سے ہوں پیاسا
یاروں میں ہمیرؑ کا تمہارے ہوں نواسا

۴۳

بانو نے ابھی فاطمہؑ سے یہ کہا تھا
ہمشکلِ علیؑ اکبرؑ ہوئی یاد کی بچھا
میدان شہادت سے اٹھا خود یہ اکبرؑ
بیٹی علی اکبرؑ کے کلیجے ہوا یا ر

۴۴

یہ کہتا تھا اور رو رہا تھا زہراؑ کا وہ پیارا
جنگل سے جو آئی یہ صدا کان کے اندر
اٹھے ہو تو آؤ یہاں لے سبط پیمبرؐ
اب بیٹیاں فرزند کو رخصت ہے زینبؑ

زخمی کیا جلادوں نے ہمشکلِ نبیؐ کو
غش آتا ہے مقتل میں رسولِ عربیؐ کو

ہر عضو بدن سرد ہوا جاتا ہے بابا
رُک رُک کے مرے سینہ سے دم آتا ہے بابا

۴۵

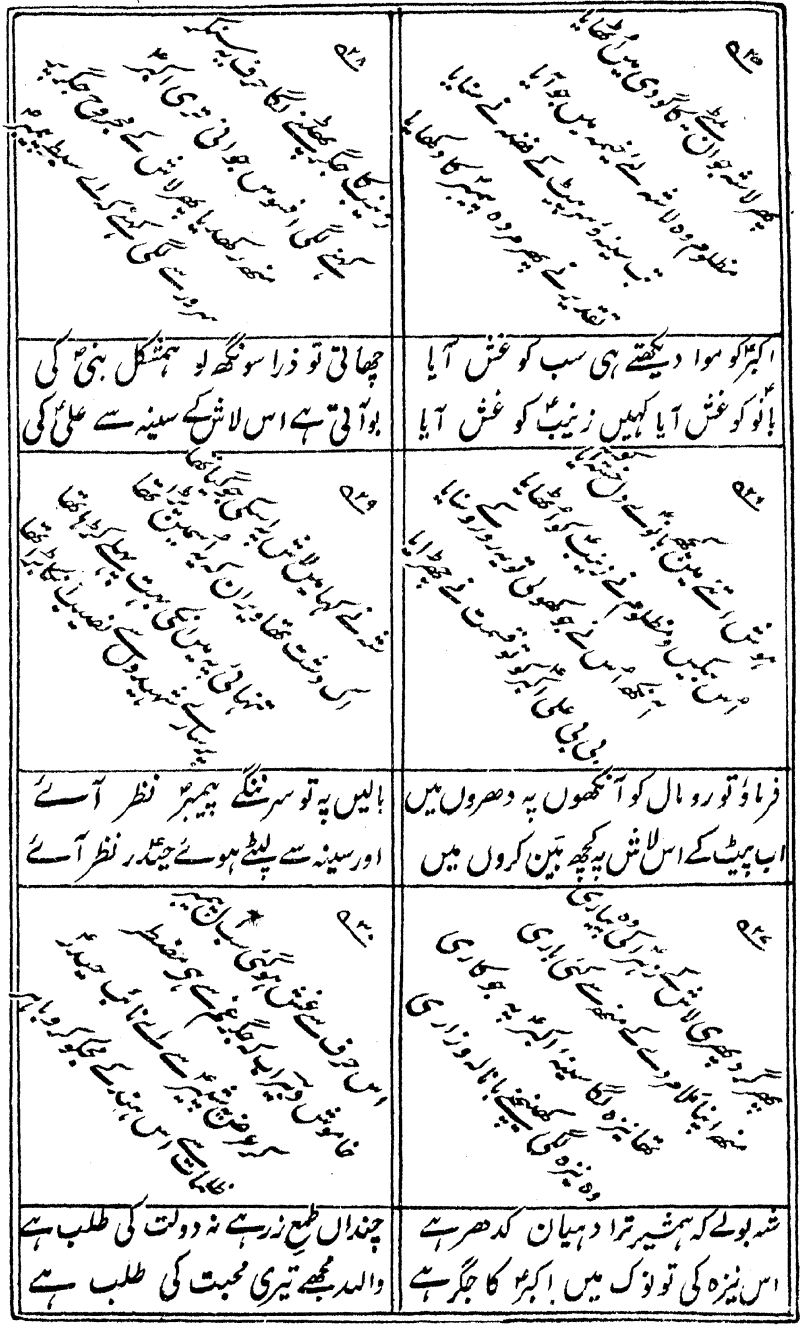
دیکھا لے خدا بیٹے کا مرنا پدر کو
اس شور سے صدمہ ہوا زہراؑ کے پسر کو
غش ہو کے گرا گھوڑے سے جب دیکھا پدر کو
مقتل کو چلے غلطاں ہوئے اپنے لہو میں

۴۶

روتے ہوئے لشکر میں پھرے چھوڑ کے میدان
فریاد تھی اکبرؑ کی ہر آواز کے قربان
لاشہ جو پڑا پایا تو نظر آیا یہ سامان
لب بند ہیں لیکن ہیں کھلے دیدۂ حیران

برچھی تھی لگی سینہ ہمشکل نبیؐ میں
نوک اُسکی کھٹکتی تھی دلِ ابنِ علیؑ میں

رو رو کے کہا آنکھیں جو یہ کھولے ہوئے ہیں
اکبرؑ ترے دیدار کی حسرت میں موئے ہیں



پھر لاشۂ جوان پہ گئی ماں جو دی میں اٹھایا
مظلوم نے لاشہ لئے خیمہ میں جو آیا
تب سینۂ و سر پیٹ کے غصہ نے دکھایا
تقدیر نے پھر مردہ پیمبرؐ کا دکھایا

اکبرؑ کو ہوا دیکھتے ہی سب کو غش آیا
بانو کو غش آیا کہیں زینبؑ کو غش آیا

۲۸

زینبؑ کا جگر بیٹھ گیا حرف یہ سنکر
کہنے لگی افسوس جوانی تری اکبرؑ
منھ رکھدیا پھر لاش کے فرطِ غم سے اوپر
سرور لگی کہنے کہ لے سیدۂ پیمبرؐ

چھاتی تو ذرا سونگھ لو ہمشکل نبیؐ کی
بو آتی ہے اس لاش کے سینہ سے علیؑ کی

۲۹

اس لاش پہ بیٹھی ہوئی زینبؑ کو اٹھایا
اس لاش پہ جو کھولی تو بیٹی نے چھڑایا
بی بی علی اکبرؑ کو تربت نے چھپایا

فرماؤ تو رو مال کو آنکھوں پہ دھروں میں
اب پیٹ کے اس لاش پہ کچھ بین کروں میں

۳۰

پھر گود بھری لاش سے زہرا کی پیاری
منھ انکا ملا مرقد سے کسی ابھاری
تھا نیزہ گلا سینۂ اکبرؑ پہ جو کاری
وہ نیزہ لگی کھینچنے بالائے مزاری

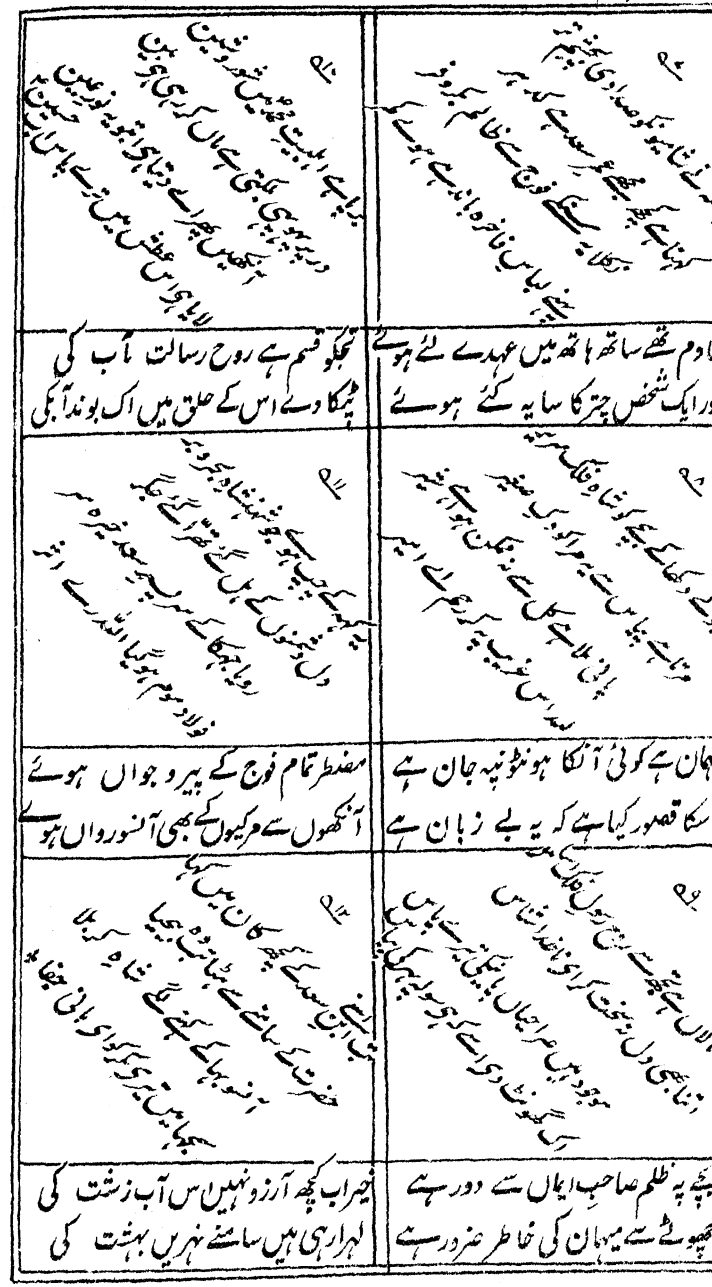
شہ بولے کہ ہمشیر ترا دھیان کدھر ہے
اس نیزہ کی تو نوک میں اکبرؑ کا جگر ہے

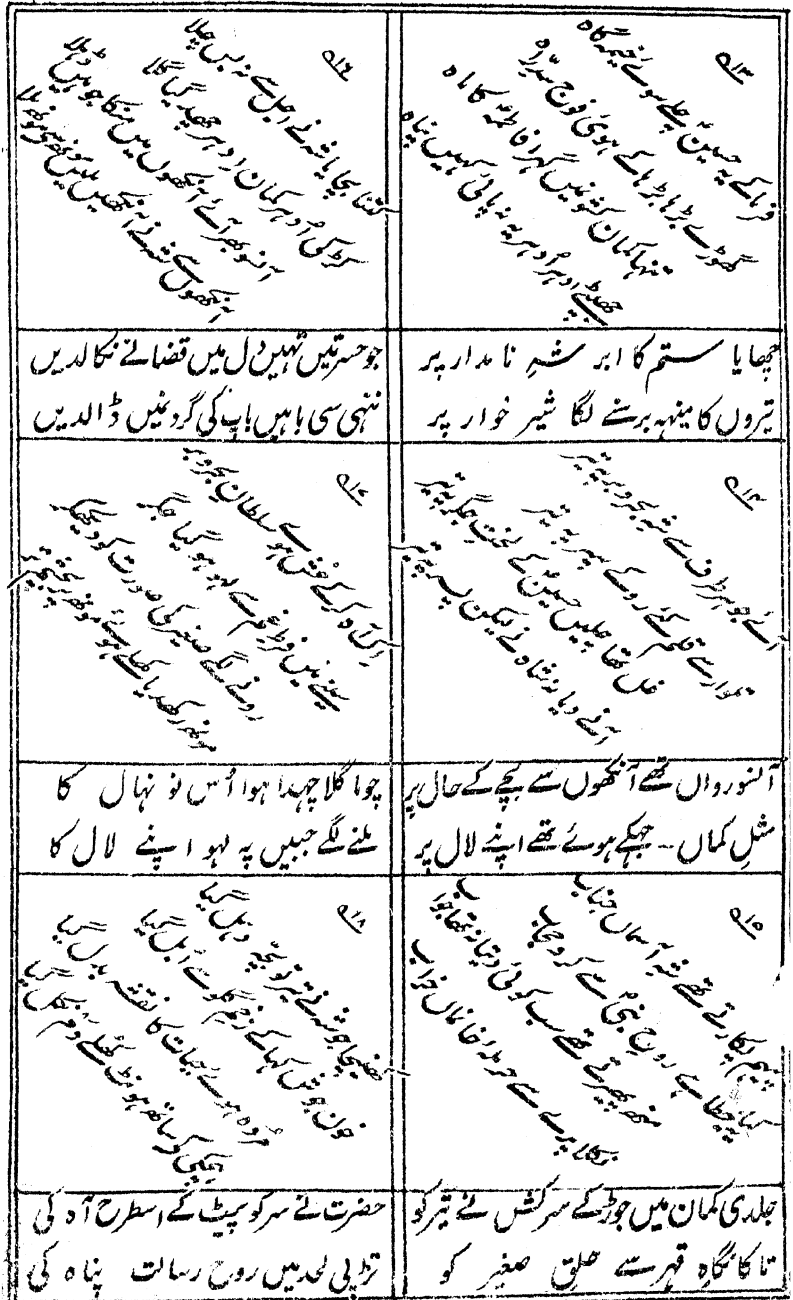
۳۱

اس حرف سے غش ہو گئی سب بیبیوں کو
خاموش ہوئی زینبؑ دلگیر غم سے
عرض شہ مظلوم سے کی فرطِ الم سے
سمجھایا اسے آپ نے بھی دیر تلک حیدرؑ

چنداں طمعِ زر ہے نہ دولت کی طلب ہے
والد مجھے تیری محبت کی طلب ہے

میدان میں جب گئے شہ والا تبار علی کس شان سے چلو میں سپاہ چہار علی فتح و ظفر رکاب سے قدم اٹھا رہی تھی پیچھے ہوا ان کے یہ یار علی	۴۵ یہاں لے کے فوج کو وہ جب پہونچے نام روشن کیا چراغ حسن نے تب بنام نکلا جو ہار کر لشکر کوفہ بسوئے شام ایسا پڑا کہ ڈوب گئی خوبی نام
سر تاج عرش تھا جو مکیں صدر زین پر قدسی پروں کو فرش کئے تھے زمین پر	روئے امام اُسکی جوانی کے واسطے دریا پہ قتل ہو گیا پانی کے واسطے
۴۶ پہنچا جو اس حشم سے وہ سوئے مدینہ صف باندھ کر کھڑے ہوئے سب اہل دین کھولا نشان مرتضوی نے نشان دین غل پڑ گیا کہ آج وہ والا ہے شان دین	۴۷ رخصت ہوا جو حضرت علی اکبر دلیر آخر ہوئے جو سرکش و بیدار میں شریر بھی جنگ میں کبھی نہ ہوئے اس قدر اسیر صدمے سے حال سبط نبی غیر ہو گیا
قدسی سب تھے کھڑے ہوئے تعظیم کے لئے طوبیٰ کا سر بھی جھک گیا تسلیم کے لئے	تا ظہر سب کا خاتمہ بالخیر ہو گیا
۴۸ بولے یہ تیغ دیکھ کے شیر خدا خوش نہاد ہاں لے مجاہدہ حق میں کر دو جہاد جس فتح کھل گئے وہ جواں ہو کے شاد شاد سرخی رہے نہ تیغ کی پایا یہ کل مراد	۴۹ راوی نے یہ لکھا ہے کہ اس دم بحال زار لاشے حسینؑ کا تھا زمین پر اک طفل شیر خوار دن تھا وہ قہر ان پہ وہ بھر اختیار رہ جا گیا تھا پاس سے لیکن وہ غمگسار
بڑھ بڑھ کے پیدلوں نے سواروں سے جنگ کی ایک ایک تشنہ لب نے ہزاروں سے جنگ کی	تھا فرط غش سے ننھا سا منکا ڈھلا ہوا باندھے ہوئے تھا مٹھیاں مونھ تھا کھلا ہوا





۱۹

اے اہلِ بزم پیٹنے رونے کی ہے یہ جا
اولاد والو ہے یہ دمِ نالہ و بکا
کیا شاہ دیں پہ ظلم ہوئے وا مصیبتا
گردن میں مر گیا چھ مہینے کا رہ لا

۲۲

چلّائے موئے پہ اصغرِ شہ دین کے
اصغر کو کون لائی لگا کے حسینؑ سے
غصہ یہ شہ کو آیا لبوں کو چبا دیئے
گھر میں لبِ آب بگا زہر کا نہ دین

پھٹ جائے کیوں جگر نہ شہِ خوشخصال کا
ماتم اُدھر جواں کا اِدھر خُرد سال کا
جنکی تمہیں طلب ہے وہ سوئے جناں گئے
جاتے ہیں ہم بھی اب ہیں اصغر جہاں گئے

۲۰

غصہ سے حرملہ کہا لوں بکار کے
ناداں ہے تیر حلق پہ بچے کے مار کے
مجھ سے نکل کے جنگ بھی ای نا بکار کے
بھاتا ہوں نہ کی لاش کو میں تار تار کے

۲۳

یہ کہکے ذوالفقار کو کھودی نہیں زمیں
ہاتھوں سے اپنے پیار کے ماری نہیں
تربت پہ موئے کو رکھ کے پکارے شہ حزیں
اب سو رہو خوب چین سے اے میرے نازنیں

سینے پہ میرے تیر لگاتا تو غم نہ تھا
بچہ مرا یہ ناقۂ صالح سے کم نہ تھا
تم یہ نہ جانیو کہ ہمیں چھوڑے جاتے ہیں
ہم بھی تمہارے پاس کو بعد میں آتے ہیں

۲۱

یہ کہکے رو دیئے شہِ گردوں وقار بھی
ناگہ پکار کی دہنِ بستہ سے ذوالفقار بھی
باہر نکل کے آئی ہے بالائے میں زمیں
اصغر جو رو رہے ہیں تو قبلے کو آئے ہیں

۲۴

یہ کہکے اٹھے واں سے بحسرت امامِ دیں
رخسار پر تھی مرد کے رخسار کی خاک
بازو سے خوں رواں تھا گریباں تھا چاک
اعدا پہ کی نظر صفتِ شیرِ خشمناک

نہیں ہیں بیقرار بہو بھی بیحواس ہے
مادر کی گود خالی ہے جھولا اُداس ہے
دل دشمنوں کے خنجرِ ابرو سے کٹ گئے
اُلٹی جو آستین تو پرے سب اُلٹ گئے

۲۵

تو کیا نور حضرت نے گردوں پہ کی فغاں
کھینچی جو تیغ برق پکاری کہ الاماں
اٹھا جو ہاتھ کانپ گیا شیر آسماں
گردش ہوئی زمیں کی تزلزل میں آ گیا

طبقے زمیں کے روح امیں کے پر و نپہ تھے
یاں سر پڑے تھے خاک پہ اور تن سر و نپہ تھے

۲۶

آئی ندا غیب سے کہ اے ابن مرتضیٰ
ہیں جنگ کے شتاب تو کر جنگ کی ادا
مخفی ہی ہیں جو خفیہ سے کوئی کرے گا دغا
کہتا ہے یہ پیمبر خفیہ کہ اب وفا

ہم منتقم ہیں ان سے نہ تو انتقام لے
اے صابروں کے فخر بس اب ہاتھ تھام لے

۲۷

ذوالفقار کھینچ کے جو حیدر نے رن کیا
ہر سمت کی طرف خم گردن کو خم کیا
جھپکی سی دو نوں لشکر دشمن کی تھم گئی
زہرہ میں جا کے خون کی ندی جم گئی

زخموں کو اُس نے آتشِ سوزاں بنا دیا
ہر نخل قد کو سرو چراغاں بنا دیا

۲۸

آواز غیب سے ہوئی ٹھہر اے امام
کی ذوالفقار نیام میں اور رک گئی تمام
گردن پھرا کے موڑ کو لگا بخشنے پیام
فرمایا بس ہوا ہے رضا حق یہ ہے تمام

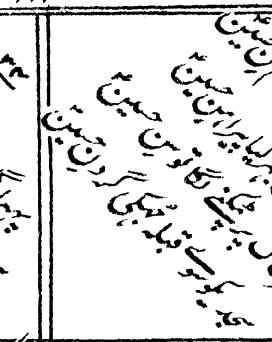
رک جا کہ خاتمہ ہوا جنگ و جدال کا
اب سر چڑھے گا نیزہ پہ زہرؑا کے لال کا

۲۹

اس تیغ کی یہ برق سے بجلی سی گر پڑی
روباہ بن گئے وہ دلاور جو شیر تھے
گو شوخیاں تھیں چھپتے پھرے سب کمین گاہ
تو دے تھے سر کشوں کے گلوں پر جو تیغ تھے

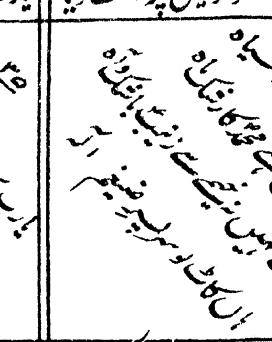
کھائی سناں جو عرش میں دل دردناک پر
کرسی نشین عرش گرا فرشِ خاک پر

۳۳



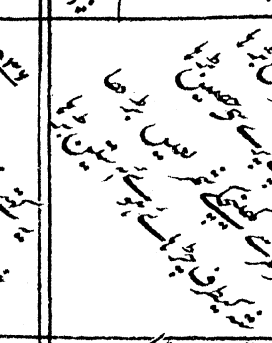
اعدا نے کائنات کا دفتر اُلٹ دیا
نیزوں سے لاش شہ کو زمیں پر اُلٹ دیا

۳۴



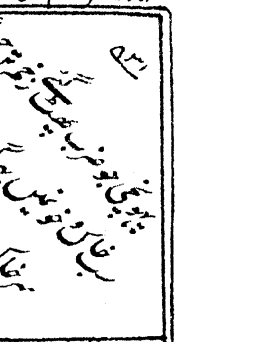
راحت کا بعد فتح سرانجام کیجیو
زہراؑ کے گھر کو لوٹ کے آرام کیجیو

۳۵



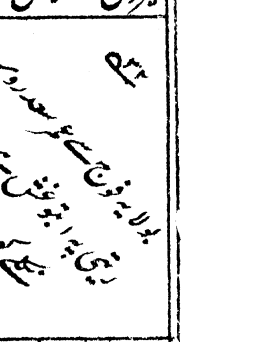
زینبؑ نے دی دوہائی تو موتھ کو پھیر لیا
زانو سے شہ کا سینۂ زخمی دبا لیا

۳۶



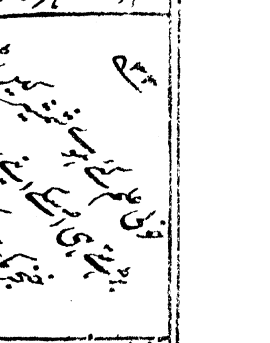
بیکس ہوں تشنہ کام ہوں تیغوں سے چُور ہوں
یارب گواہ رہیو کہ میں بے قصور ہوں

۳۷

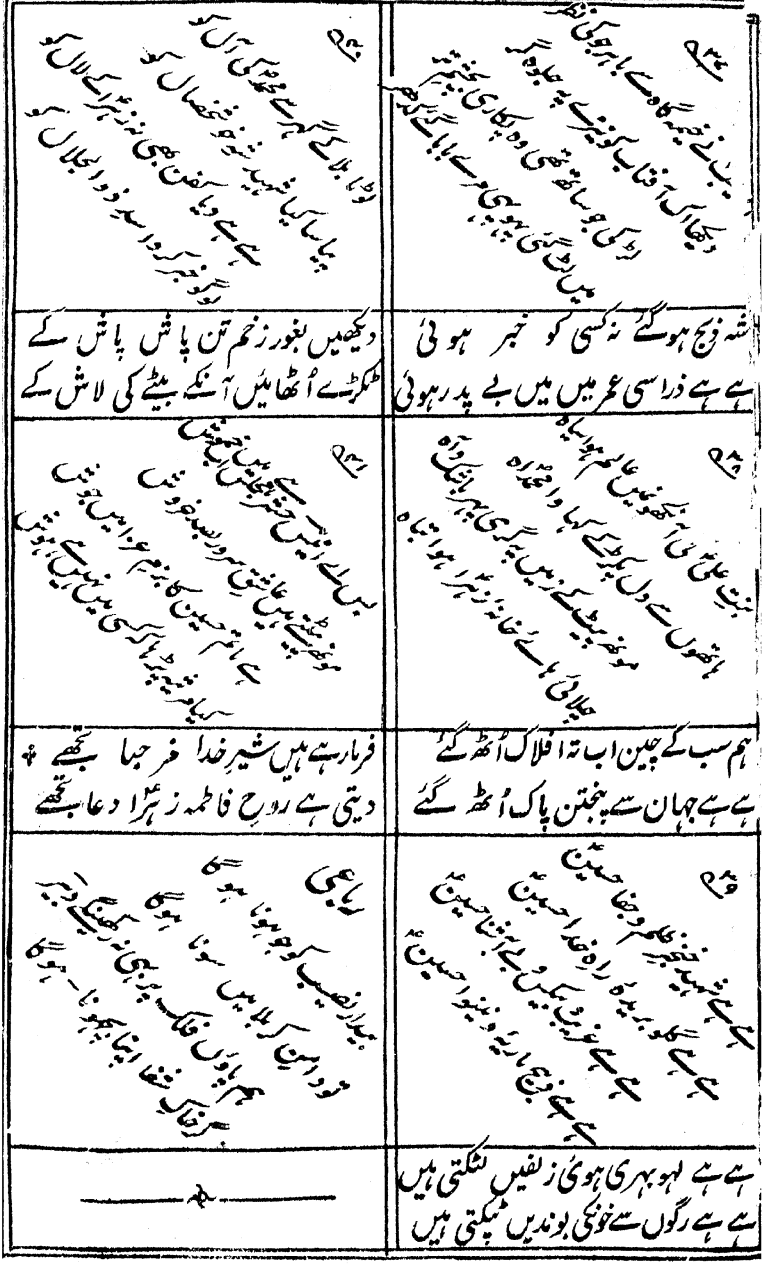


ہے تجھ سے اِلتجا یہی مجھ دل ملول کی
اُمت کو بخش دے مرے نانا رسول کی

۳۸



برپا ہو جب یہ حشر تو کیا دل کو کل پڑے
باہر سب اہلبیت محمدؐ نکل پڑے +



جب خیمہ گاہ سے باہر کی نظر
دیکھا اک آفتاب کو نیزے پہ جلوہ گر
لڑکی جو ساتھ تھی وہ پکاری بچشم تر
میں لٹ گئی ہوئی ہے یہ بابا کا گھر

شہ ذبح ہو گئے نہ کسی کو خبر ہوئی
ہے ہے ذرا سی عمر میں میں بے پدر ہوئی

بنتِ علی کی آنکھوں میں عالم ہوا سیاہ
ہاتھوں سے دل پکڑ کے کہا واہ رے نباہ
موئے پہ پیٹ کے زینب بیکس یہ کی نگاہ
چلائی ہائے خانہ زہرا ہوا تباہ

ہم سب کے چین اب تہ افلاک اٹھ گئے
ہے ہے جہان سے پنجتن پاک اٹھ گئے

ہے ہے شہید خیبر و بدر و حنین حسینؑ
ہے ہے گلو بریدۂ راہ خدا حسینؑ
ہے ہے غریب بیکس و بے آشنا حسینؑ
ہے ہے ذبیح ہائے رسول الورٰی حسینؑ

ہے ہے لہو بہری ہوئی زلفیں لٹکتی ہیں
ہے ہے رگوں سے خونکی بوندیں ٹپکتی ہیں

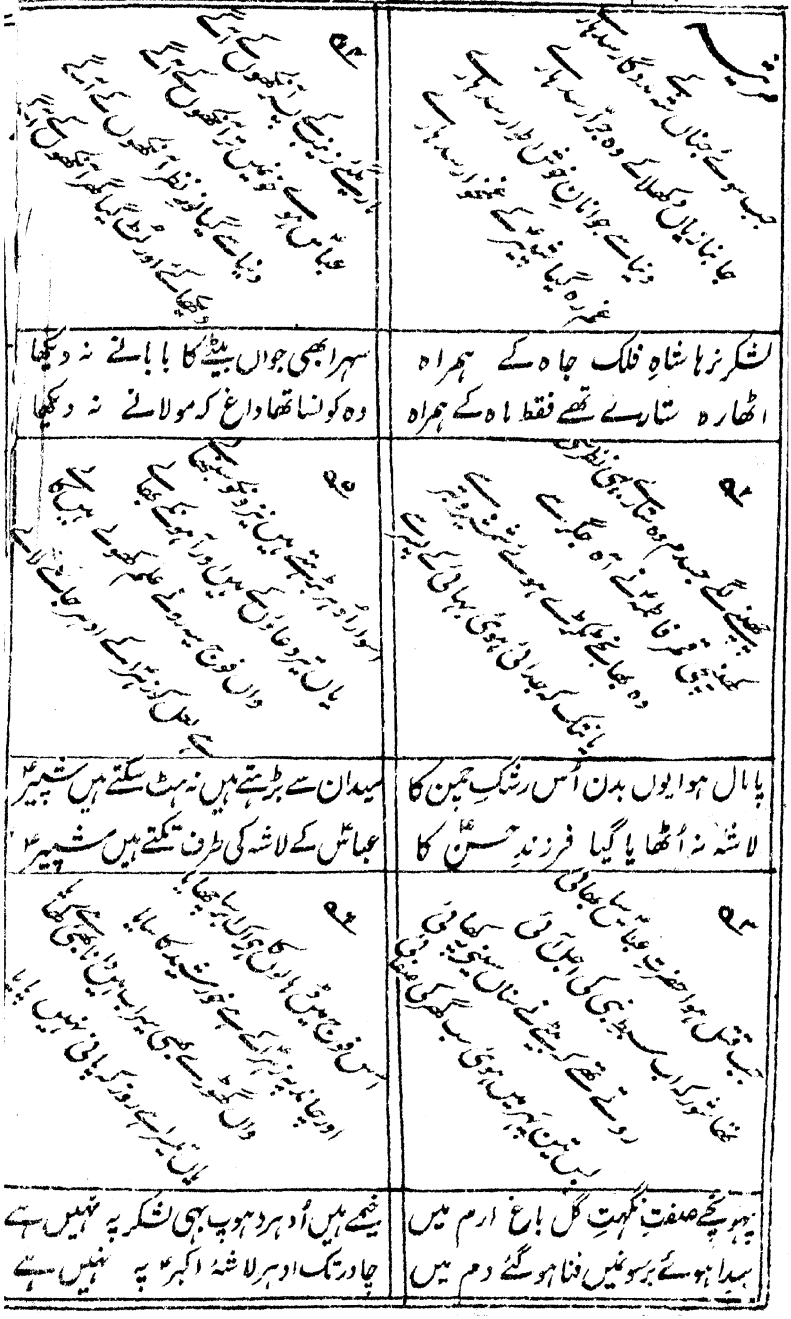
دیکھیں بغور زخم تن پاش پاش کے
ٹکڑے اٹھائیں آنکے بیٹے کی لاش کے

بس بس نہ روئیں حضرت عباس کے حواس
موقع یہ ہے عاشق سرور پہ ہوش
ہے ہے امام حسین کا بزم عزا میں جوش
کر یاد شیر حیدر کرار ہو خموش

فرما رہے ہیں شیر خدا فرحبا تجھے
دیتی ہے روح فاطمہ زہرا دعا تجھے

رباعی

میدان نصیب کو جو ہونا ہو گا
فوجِ حسین کربلا میں سونا ہو گا
ہر پاؤں فلک پہ ہی نہ رکھینگے دبیر
گر خاک نشاں اپنا بچھونا ہو گا



جب سوئے جناں شہ شہیداں کا سدھارا
جا بجا بیاں دکھلا کے وہ جوہر سر کارا
دنیا سے جوانانِ خوش اطوار سدھارا
غمزہ کیا شہید کے غمزہ ارسدھارا

لشکر نہ رہا شاہِ فلک جاہ کے ہمراہ
اٹھارہ ستارے تھے فقط ماہ کے ہمراہ

پامال ہوا یوں بدن اُس رشکِ چمن کا
لاشہ نہ اُٹھایا گیا فرزندِ حسنؑ کا

پہونچے صفتِ نکہتِ گل باغ ارم میں
پیدا ہوئے برسوں میں فنا ہو گئے دم میں

جب قتل ہوا حضرت عباسؑ سا بھائی
تھا شور کہ اب سیدِ بے کس کی اجل آئی
روتے تھے کہ بیٹے نے سناں سینہ پہ کھائی
سب تین پہر میں ہوئی سب گھر کی صفائی

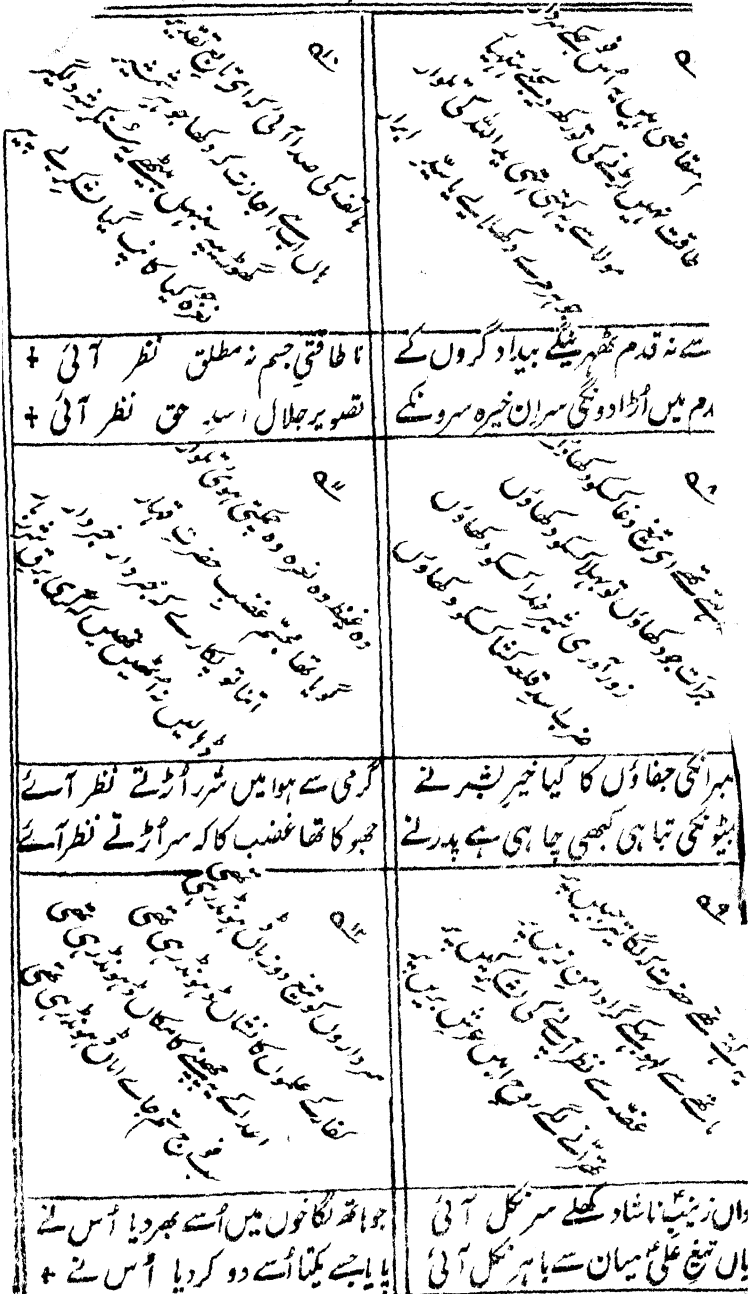
سہرا بھی جواں بیٹے کا بابا نے نہ دیکھا
وہ کونسا تھا داغ کہ مولا نے نہ دیکھا

پہنچے تھے جسدِ مہ پہ ستارے نظر آئے
کہنے لگی فضہ کہ یہ کیا ہو گیا بیٹے
وہ بھائی کے لاشے پہ جھکے ہوئے بہتیرے
آنسو تھے کہ عیدالاضحیٰ ہوتی ہے جیسے

میدان سے بڑھتے ہیں نہ ہٹ سکتے ہیں شبیرؑ
عباسؑ کے لاشہ کی طرف تکتے ہیں شبیرؑ

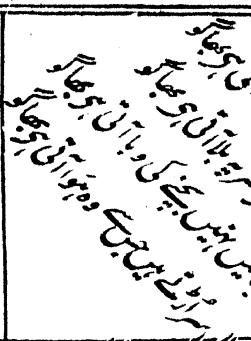
اس فوج میں اک بھی نہ ہوا حق کا طرفدار
اور جانبِ شبیرؑ تھے تیروں کے خریدار
واں ایک طرف سے تھے ستم گاروں کے وار
یاں ایک طرف سے تھے شہِ دیں کے مددگار

خیمے ہیں اُدھر دھوپ بھی لشکر پہ نہیں ہے
چادر تک ادھر لاشۂ اکبرؑ پہ نہیں ہے



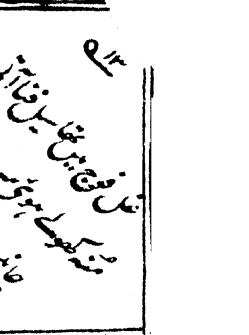
سے نہ قدم ٹھہر سکے بیداد گروں کے	ناطاقتی جسم نہ مطلق نظر آئی +
دم میں اُڑا دونگی سران خیرہ سروں کے	تصویر جلال اسد حق نظر آئی +
میرانکی جفاؤں کا کیا خیر شبر نے	گرمی سے ہوا میں شرر اُڑتے نظر آئے
بیٹونکی تباہی کبھی چاہی ہے پدر نے	جھونکا تھا غضب کا کہ سر اُڑتے نظر آئے
واں زینبؑ ناشاد کھلے سر نکل آئی	جو ہاتھ لگا خوں میں اُسے بھر دیا اُس نے
یاں تیغ علیؑ میان سے باہر نکل آئی	پایا جسے یکتا اُسے دو کر دیا اُس نے +

۱۳



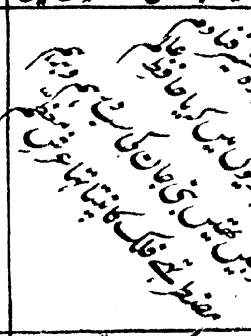
ان ڈھالوں سے روگے کسے ہوش کہاں ہیں
جھوکا کوئی آیا تو یہ سب نخل خزاں ہیں

۱۴



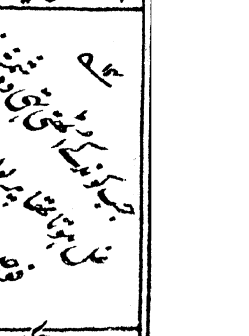
اچھا نہیں اب لڑنے کے راضی برضا ہیں
سو سر ہوں تو اکبرؑ کی جوانی پہ فدا ہیں

۱۵



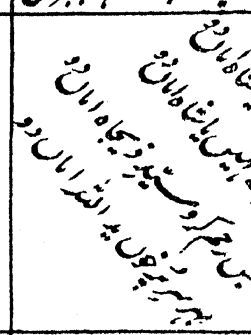
جب برق چمکتی تھی سرک جاتے تھے جبریلؑ
یا شیر خدا کہکے جھپک جاتے تھے جبریلؑ

۱۶



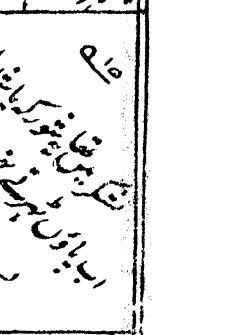
رحم اپنے کیا گو مجھے غم دیتے ہیں اعدا
اب تیری جوانی کی قسم دیتے ہیں اعدا

۱۷



بخشو ہمیں اس تشنہ دہانی کا تصدق
پیارے علی اکبرؑ کی جوانی کا تصدق

۱۸



فرمایا کہ امت کا بھلا ہوتا ہے گھوڑے
راکب ترا اب تجھ سے جدا ہوتا ہے گھوڑے